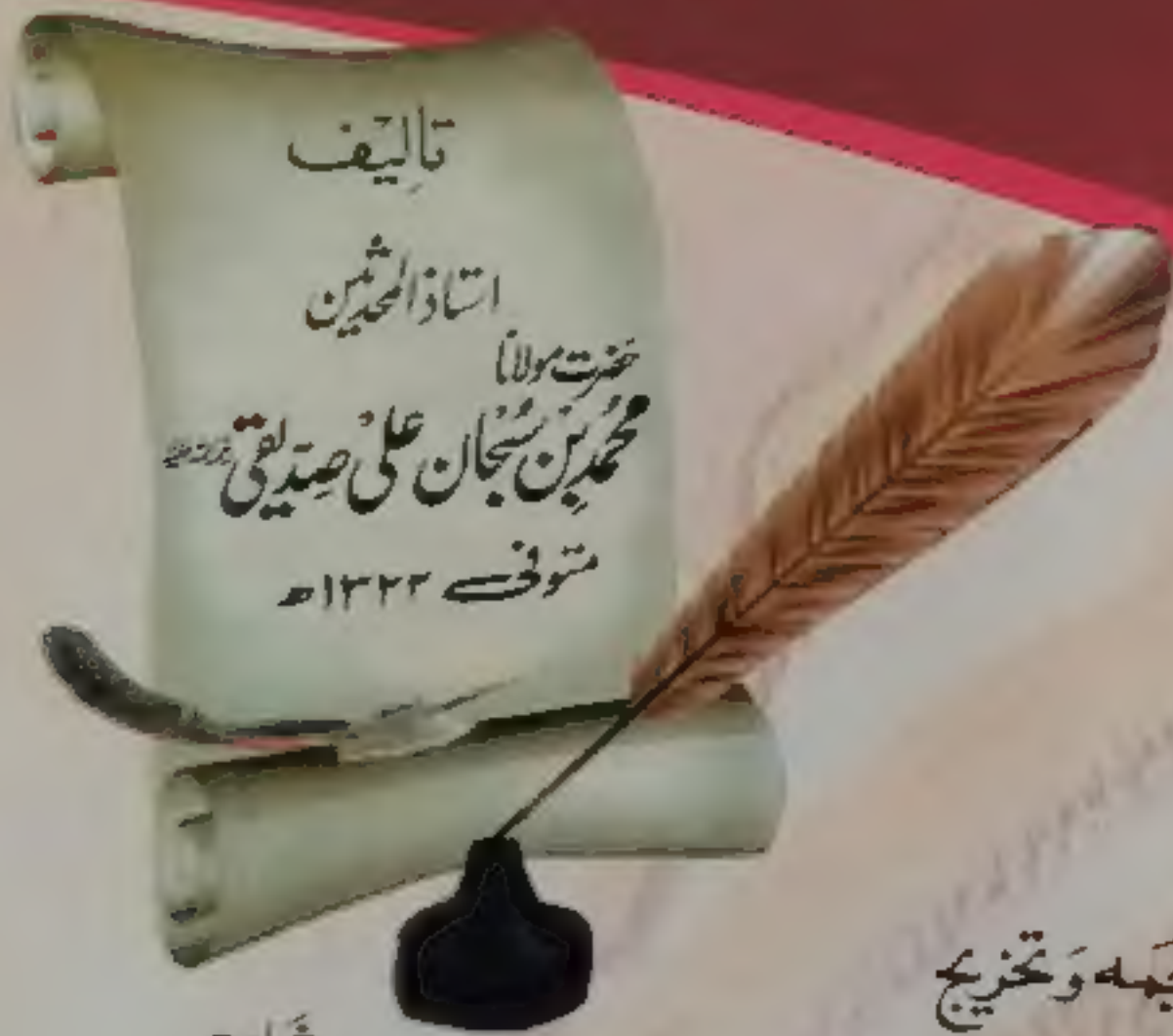




فقہی ترتیب کے مطابق، رائج و مرجوح، مانع و منسوخ
اور فقہ حنفی کی مؤید احادیث و آثار کا مستند ذخیرہ

شرح آثار سنن



تالیف

استاذ المحدثین

حضرت مولانا

محمد بن سنان علی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۳۲۲ھ

شراح

ترجمہ و تخریج

الاستاذ المحقق المناضل

حافظ محمد افضال نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

دامت برکاتہم العالیہ



علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”فقہ حنفی PDF BOOK“

چینل کو جوائن کریں

<http://T.me/FiqahHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب گوگل سے اس لنک

سے فری ڈاؤن لوڈ کریں

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

@zohaibhasanattari

طالب دعا۔ محمد عرفان عطاری

زohaib حسن عطاری

۵۲..... منی کے نجس ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان	بَابُ فِي أَنَّ مَا لَا كُفْسَ لَهُ سَائِلَةٌ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ
۵۳..... یہ باب منی کو کھرچنے کے بیان میں ہے	۶۸..... ناپاک نہیں ہوتا
۵۳..... منی کو کھرچنے کے بیان میں	بَابُ لِحَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ
۵۳..... منی نجس ہونے یا نہ میں بعض فقہی مذاہب اور غیر مقلدین کا	۶۹..... یہ باب خون حیض کی نجاست کے بیان میں ہے
مذہب	۶۹..... حیض و نفاس و استحاضہ کے فقہی مفہوم کا بیان
بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَذْيِ	۶۹..... میالے اور زردی رنگ کا حیض
۵۶..... یہ باب مزی کے بیان میں ہے	۶۹..... خون حیض کے چھ رنگ
۵۶..... مزی کے احکام کے بیان میں	۶۹..... حیض کے خون کے ناپاک ہونے کا بیان
۵۷..... مزی کے سبب صرف وجوب وضو ہونے میں فقہی مذاہب	۷۰..... حیض کے خون کو پاک کرنے کے طریقے میں فقہی مذاہب
بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ	۷۰..... مدت حیض سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان
۵۷..... پیشاب سے متعلق احکام کے بیان میں	بَابُ الْاَذَى يُصِيبُ النَّعْلَ
۵۸..... نجاستوں کو پاک کرنے کے مختلف طرق و ذرائع کا بیان	۷۱..... یہ باب جوتے کو پہنچنے والی نجاست کے بیان میں ہے
بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ	۷۱..... جوتے کو لگنے والی نجاست کا بیان
۵۹..... بچے کے پیشاب کے بیان میں	زمین کی رگڑ کے ساتھ نجاست کو صاف کرنے میں فقہی
شیر خوار بچے کے پیشاب سے پاکی حاصل کرنے میں فقہی	مذاہب
۶۲..... مذاہب	بَابُ مَا جَاءَ فِي قُضْلِ طَهُورِ الْمَرْأَةِ
بَابُ فِي بَوْلٍ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ	ان احادیث کے بیان میں جو عورت کے بچے ہوئے پانی کے
ان جانوروں کے پیشاب کے بیان میں جن کا گوشت کھایا جاتا	بارے میں وارد ہوئیں
۶۲..... ہے	۷۳..... جنابت کے نجاست حکمی ہونے کا بیان
گوشت خوردہ جانوروں کے پیشاب کے نجس ہونے میں فقہی	بَابُ مَا جَاءَ فِي تَطْهِيرِ الدِّبَاغِ
مذاہب اربعہ	ان روایات کا بیان جو دباغت کے پاک کرنے میں وارد
۶۳..... حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے	ہوئیں
۶۳..... پیشاب سے بچنے کا حکم اور ائمہ کرام کی تصریحات	۷۵..... دباغت کی تعریف اور طریقے کا بیان
۶۴..... لایہ کل لحم کا جوٹھا ان کے پیشاب کی طرح ہے	۷۵..... انسان اور مردار کی ہڈیوں کے پاک ہونے میں فقہ شافعی و حنفی کا
بَابُ فِي لِحَاسَةِ الرَّوْثِ	اختلاف مع دلائل
۶۷..... یہ باب لید کی نجاست کے بیان میں ہے	۷۶..... دباغت سے چمڑے کے پاک ہونے میں مذاہب اربعہ
۶۷..... لید کے ناپاک ہونے کے بیان میں	

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ قَوْلَ السُّرَّةِ

بیان ۲۸۱

ہاتھوں کو ناف کے اوپر رکھنے کا بیان ۲۸۲

نماز میں ہاتھ ہاندھنے کی دو صورتیں اور ان میں ترجیح کا بیان ۲۸۳

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ كَعَتِ السُّرَّةِ

مدرک رکوع کی رکعت کا عدم فاتحہ خلف الامام ہونے کا بیان ۲۸۳

ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنے کا بیان ۲۸۵

بَابُ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ كَلْبِيرَةِ الْاِحْرَامِ

اربعہ ۲۸۴

کبیر تحریر کے بعد کیا پڑھے ۲۸۶

نماز کے شروع میں دعاؤں سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ ۲۸۸

بَابُ التَّعْوِذِ وَقِرَاءَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَكُرْكِ الْجَهْرِ بِهِمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ

تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قرات کو ترک کرنے کا بیان ۲۸۷

امام کے پیچھے قرات کرنے والے کیلئے وعید کا بیان ۲۸۹

بِسْمِ اللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

بَابُ كَامِنِ الْاِمَامِ

امام کے آئین کہنے کا بیان ۲۸۹

تعوذ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور انہیں اونچا نہ پڑھنا ۲۹۸

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان

مردود سے ۲۹۸

نماز میں تعوذ پڑھنے کا سنن میں بیان ۲۹۱

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کے فقہی احکام ۲۹۱

نماز میں قرات تسمیہ کا حکم سری ۲۹۲

بَابُ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

سورۃ فاتحہ پڑھنے کا بیان ۲۹۳

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے مسئلے میں آئمہ و فقہاء کے مذاہب

بَابُ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ

امام کے پیچھے قرات کا بیان ۲۹۶

سورت فاتحہ مقتدی کو پڑھنی چاہئے یا نہیں ۲۸۰

بَابُ فِي كُرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الْجَهْرِ يَتِيَةً قَالَ

اللَّهُ تَعَالَى وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرات کو ترک کرنے کا بیان ۲۸۱

قرآن کی قرات کے وقت خاموش رہنے اور سننے کے حکم کا

آیت قرات کا نماز سے متعلق ہونے کا بیان ۲۸۲

جب امام قرات کرے تو تم خاموش ہو جاؤ (حدیث) ۲۸۳

مدرک رکوع کی رکعت کا عدم فاتحہ خلف الامام ہونے کا بیان ۲۸۳

امام کے پیچھے فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی قرات میں مذاہب

اربعہ ۲۸۴

قرآن مجید کو غور سے سننے کا بیان ۲۸۵

بَابُ فِي كُرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا

تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قرات کو ترک کرنے کا بیان ۲۸۷

امام کے پیچھے قرات کرنے والے کیلئے وعید کا بیان ۲۸۹

بَابُ كَامِنِ الْاِمَامِ

امام کے آئین کہنے کا بیان ۲۸۹

بَابُ الْجَهْرِ بِالتَّامِينِ

اوپنی آواز سے آئین کہنے کا بیان ۲۹۱

آئین امام اور مقتدی دونوں یا صرف مقتدی پڑھیں اور جہر میں

ترجیح حدیث کا بیان ۲۹۲

بَابُ كُرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّامِينِ قَالَ عَطَاءٌ اَمِينَ دُعَاءٍ وَهَذَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

اوپنی آواز سے آئین نہ کہنا ۲۹۳

آئین آہستہ کہنے کے دلائل کا بیان ۲۹۳

نماز میں امام و مقتدی کا آہستہ آواز سے آئین کہنے میں فقہی

مذاہب ۲۹۵

بَابُ قِرَاءَةِ السُّورَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِي الْاَوَّلِيِّينَ

پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا بیان ۲۹۶

نماز کی رکعتوں میں قرات کرنے سے متعلق مذاہب اربعہ ... ۲۹۷

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاسِ مِنَ

الرُّكُوعِ

رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کا

۳۱۳ رکوع و سجود کرنے کا بیان	۲۹۸ بیان
۳۱۵ رکوع میں کمر سیدھی نہ رکھنے والے کا بیان	۲۹۹ رفع یدین کے منسوخ ہونے کا بیان
۳۱۵ رکوع اور سجدہ میں اعتدال کا بیان	۲۹۹ رفع یدین کی فقہی تصریحات میں مذاہب اربعہ
۳۱۵ اعتدال ارکان کا بیان	۲۹۹ شارحین حدیث کے مطابق رفع یدین کی ممانعت کا بیان
۳۱۶ اطمینان سے متعلق فقہی مذاہب	۲۹۹ باب مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ وَاقْبَابَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَامَ حَيًّا
۳۱۹ رکوع اور سجدے میں کیا کہا جائے	۲۹۹ ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا کہ نبی پاک ﷺ نے رکوع میں رفع یدین پر مواظبت فرمائی جب تک آپ ﷺ زندہ رہے
۳۱۹ رکوع و سجود میں طاق مرتبہ تسبیح پڑھنے کا بیان	۳۰۲ باب رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ
۳۲۰ رکوع سے جب سر اٹھائے تو کیا کہے	۳۰۲ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرنا
۳۲۰ مقتدی کا رہنا لک الحمد کہنے میں فقہی مذاہب	۳۰۳ رفع یدین کے منسوخ ہونے پر آثار کا بیان
۳۲۱ رہنا لک الحمد آہستہ آواز کہنے میں اتفاق مذاہب اربعہ	۳۰۳ باب رَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلْسُّجُودِ
۳۲۱ باب وَضْعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِحْطَاطِ لِلْسُّجُودِ	۳۰۶ سجدے کے لئے رفع یدین کا بیان
۳۲۲ سجدہ کے لئے جھکتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کا بیان	۳۰۸ رفع یدین کرنے کی ممانعت کا بیان
۳۲۲ سجدے میں جانے کے سنت طریقے کا بیان	۳۰۸ باب تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي غَيْرِ الْإِحْطَاحِ
۳۲۲ سجدے میں پہلے ہاتھ یا گھٹنے زمین پر رکھنے میں مذاہب اربعہ	۳۰۹ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ترک کرنے کا بیان
۳۲۳ باب وَضْعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِحْطَاطِ لِلْسُّجُودِ	۳۰۹ رفع یدین کے ترک پر دلائل کا بیان
۳۲۵ سجدہ کی کیفیات کا بیان	۳۱۰ باب التَّكْيِيرُ لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالرَّفْعِ
۳۲۵ سجدہ کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان	۳۱۰ رکوع سجدے اور اٹھنے کے لئے تکبیر کہنے کا بیان
۳۲۵ سجدے میں اعتدال رکھنے کا بیان	۳۱۰ رکوع و سجود میں جاتے ہوئے تکبیر کہنے کا بیان
۳۲۷ سجدہ کرنے کا لغوی مفہوم	۳۱۱ رکوع و سجود کے وقت تکبیر کہنے میں علماء و فقہاء کے عمل کا بیان
۳۲۷ سجدے کے اعضاء کو زمین پر رکھنے میں مذاہب اربعہ	۳۱۲ تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرنے کا بیان
۳۲۷ سجدے میں ہاتھ زمین پر جبکہ کہنیوں کو اٹھا رکھنے کا بیان	۳۱۲ باب هَيْئَاتِ الرُّكُوعِ
		۳۱۲ رکوع کی حالتوں کا بیان
		۳۱۲ رکوع کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان
		۳۱۳ حالت رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا بیان
		۳۱۳ حالت رکوع میں پسلیوں کو الگ رکھنے کا بیان

۳۲۰..... تشہد میں بیٹھنے کے طریقے میں مذاہب اربعہ	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِفْعَاءِ كَالْفَعَاءِ الْكَلْبِ	۳۲۸..... کتے کی طرح بیٹھنے سے ممانعت کا بیان
۳۲۰..... تشہد کے بارے میں وارد روایات کا بیان	بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَةِ	۳۲۸..... نماز میں کتے کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کا بیان
۳۲۲..... کلمات تشہد میں فقہی مذاہب اربعہ	بَابُ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ	بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقِيْبَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
۳۲۳..... شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا بیان	۳۲۵..... تشہد میں انگلی کو بلند کرنے میں فقہی مذاہب اربعہ	۳۲۹..... دو سجدوں کے درمیان ایڑھیوں پر بیٹھنے کا بیان
۳۲۵..... تشہد میں انگلی کو بلند کرنے میں فقہی مذاہب اربعہ	بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	بَابُ اهْتِرَاشِ الرَّجُلِ الْيُسْرَى وَالْعُقُودِ عَلَيْهَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَتَرْكِ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقِيْبَيْنِ
۳۲۶..... نماز میں درود شریف پڑھنے کا بیان	۳۲۷..... تشہد میں درود شریف پڑھنے کا بیان	۳۲۹..... دو سجدوں کے درمیان بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور ایڑیوں پر بیٹھنے کو ترک کرنا
۳۲۷..... نماز میں درود شریف پڑھنے کا بیان	بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ	۳۳۱..... تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ
۳۲۸..... ان روایات کا بیان جو سلام پھیرنے کے بارے میں وارد ہوئیں	۳۲۹..... دونوں جانب سلام پھیرنے سے متعلق فقہی مذاہب	بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ
۳۲۹..... سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنا	بَابُ الْإِنْجِرَافِ بَعْدَ السَّلَامِ	۳۳۱..... دو سجدوں کے درمیان کیا کہا جائے
۳۳۰..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۱..... سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنا	بَابُ فِي جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ
۳۳۱..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۲..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۱..... پہلی اور دوسری رکعت میں دو سجدوں کے بعد جلسہ استراحت کا بیان
۳۳۲..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۳..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۲..... نماز میں وجوب طہانیت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ
۳۳۳..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۴..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۳..... جلسہ استراحت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ
۳۳۴..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۵..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	بَابُ فِي تَرْكِ جَلْسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ
۳۳۵..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۶..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۳..... جلسہ استراحت کو ترک کرنے کا بیان
۳۳۶..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۷..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	بَابُ اهْتِزَاجِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ
۳۳۷..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۸..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۶..... دوسری رکعت کا آغاز قراءت سے کرنا
۳۳۸..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۹..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۷..... دوسری رکعت کو الحمد للہ سے شروع کرنے کا بیان
۳۳۹..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۴۰..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَرُّكِ
۳۴۰..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۴۱..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۷..... تورک کے بارے میں وارد روایات کا بیان
۳۴۱..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۴۲..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۸..... تورک میں تورک سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ
۳۴۲..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۴۳..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	بَابُ مَا جَاءَ فِي عِلْمِ التَّوَرُّكِ
۳۴۳..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۴۴..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۳۹..... تورک نہ کرنے کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان
۳۴۴..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	۳۴۵..... امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان	

بَابُ قِيَامِ الْإِمَامِ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ

۳۷۵ امام کا دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا

۳۷۶ امام کے پیچھے تنہا کھڑا ہونے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

۳۷۶ یہ باب حق امامت کے بیان میں ہے

۳۷۷ حق امامت کا بیان

۳۷۷ امامت کا زیادہ حقدار کون ہے ؟

۳۷۸ امامت میں زیادہ حقدار ہونے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ

۳۷۹ عورتوں کی امامت کا بیان

۳۸۰ عورت کی جماعت کی شرعی حیثیت کا بیان

بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمَى

۳۸۵ اندھے کی امامت کا بیان

بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ

۳۸۶ غلام کی امامت کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامَةِ الْجَالِسِ

۳۸۷ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی امامت کا بیان

۳۸۷ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کے قیام سے متعلق فقہی مذاہب

۳۹۰ اربعہ

بَابُ صَلَاةِ الْمُفْتَرِضِ خَلْفَ الْمُتَقِلِّ

۳۹۰ فرض پڑھنے والے کا نقل پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

۳۹۰ نقل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض پڑھنے پر فقہی اختلاف

۳۹۱ کا بیان

بَابُ صَلَاةِ الْمُتَوَضِّئِ خَلْفَ الْمُتَيَمِّمِ

۳۹۲ وضو کرنے والے کا تیمم کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

۳۹۳ حالت اتقویٰ کے تابع حالت ادنیٰ ہوتی ہے قاعدہ فقہیہ

۳۹۳ اتباع کی اقتداء میں غائبین کی نماز کا بیان

۳۵۸ دعا کے معنی و ملبوم کا بیان

۳۵۸ ورود و سلام کے بغیر دعا رد ہو جانے کا بیان

بَابُ دَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ

۳۵۹ دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا بیان

۳۵۹ دعا میں ہاتھوں کو بلند کرنے کا بیان

۳۶۰ ہاتھوں کی لاج دعا قبول ہونے کا بیان

بَابُ فِي صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

۳۶۰ باجماعت نماز کے بیان میں

۳۶۰ جماعت کے وجوب و فرضیت میں فقہی مذاہب کا بیان

۳۶۱ جماعت کی حکمتیں اور فائدے

۳۶۲ نابینا شخص کیلئے بھی جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان

۳۶۳ جماعت کے سنت مؤکدہ ہونے کا بیان

۳۶۳ جماعت کا سنن ہدیٰ سے ہونے کا بیان

۳۶۳ سنن ہدیٰ کی اقسام کا بیان

۳۶۵ جماعت سے نماز کے افضل ہونے کا بیان

بَابُ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ

۳۶۶ کسی عذر کی وجہ سے جماعت کو چھوڑنے کا بیان

۳۶۷ جماعت کے وقت میں کھانا آجانے کا بیان

۳۶۸ جماعت کے وقت میں پیشاب کی حاجت کا بیان

۳۶۹ ترک جماعت کے اعدار کا بیان

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

۳۷۰ صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان

۳۷۰ صفوں کو سیدھا رکھنے سے دلوں کے اختلاف ختم ہو جانے کا بیان

بَابُ اِتِّمَامِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ

۳۷۲ پہلی صف کو مکمل کرنے کا بیان

۳۷۳ پہلی صف کی فضیلت کا بیان

بَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ

۳۷۳ امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى تَكَرُّارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

ان روایات کا بیان جن سے مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کی

کراہت پر استدلال کیا گیا ۳۹۳

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَكَرُّارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

مسجد میں تکرار جماعت کے جواز کے بارے میں وارد روایات

کا بیان ۳۹۳

جماعت کے تکرار سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ ۳۹۳

بَابُ صَلَاةِ الْمُنْفَرِدِ خَلْفَ الصَّفِّ

اکیلے شخص کا صف کے پیچھے نماز پڑھنا ۳۹۳

اکیلے شخص کے ساتھ جماعت کرانے میں فقہی مذاہب ۳۹۶

أَبْوَابُ مَا لَا يَجُوزُ فِي الصَّلَاةِ وَمَا يَبَاحُ فِيهَا

ان چیزوں کا بیان جو نماز میں جائز نہیں ہیں اور ان کا بیان جو نماز

میں جائز ہیں ۳۹۷

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَسْوِيَةِ التُّرَابِ وَمَسْحِ الْبُخْصِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں مٹی کو برابر کرنے اور کنکریوں کو چھونے سے ممانعت کا

بیان ۳۹۷

عمل کثیر کی تعریف و حکم ۳۹۸

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّخَصُّرِ

پہلو پر ہاتھ رکھنے کا بیان ۳۹۸

نماز میں اختصار کرنا منع ہے ۳۹۹

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دائیں بائیں گردن پھیرنے کا بیان ۴۰۰

نماز میں نظر پھیرنے والی روایت کی سند کا بیان ۴۰۰

نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ ۴۰۰

بَابُ فِي قُلِّ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا بیان ۴۰۱

حالت نماز میں دو کالوں کا مارنے کا بیان ۴۰۱

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّدْلِ

نماز میں سدل ثوب سے ممانعت کا بیان ۴۰۲

بَابُ مَنْ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَقْضُومٌ

اس شخص کا بیان جو اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کا سر گوندھا

ہو ۴۰۲

کف شعر کے بارے میں دلائل شرعیہ کا بیان ۴۰۳

کف شعر کے متعلق اقوال فقہاء کرام ۴۰۶

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالتَّصْفِيْقِ

تسبیح اور تصفیق کا بیان (ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارتا) ۴۰۶

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں گفتگو سے ممانعت کا بیان ۴۰۸

نماز میں چھینک کا جواب دینے کا بیان ۴۱۰

کاہن کی تعریف ۴۱۱

عراف کے کہتے ہیں ۴۱۲

عمل رمل ۴۱۲

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ كَلَامَ السَّاهِي وَكَلَامَ مَنْ ظَنَّ

التَّكْمَامَ لَا يُبْطِلُ الصَّلَاةَ

ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ

بھول کر کلام کرنا یا اس شخص کا کلام کرنا جو نماز کے پورا ہونے کا

گمان کرتا ہے نماز کو نہیں توڑتا ۴۱۳

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى جَوَازِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا

جواب دینے کے ۴۱۳

جواز پر استدلال کیا گیا ۴۱۳

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى نَسْخِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي

الصَّلَاةِ

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا

جواب دینے کے منسوخ ہونے پر استدلال کیا گیا ۴۱۶

۹۳	خواب میں احتلام ہو جانے کا بیان	۷۷	باب انیۃ الکفار
۹۳	استحاضہ کا بیان	۷۷	یہ باب کفار کے برتنوں کے بیان میں ہے
۹۴	استحاضہ کے خون اور علامات کا بیان	۷۷	کفار کے برتنوں کا بیان
	باب صفۃ الغسل	۷۸	غیر مسلموں کے برتنوں کے استعمال کا بیان
۹۴	یہ باب غسل کے طریقے کے بیان میں ہے		باب آداب الخلاء
۹۴	غسل کے طریقہ کا بیان	۷۹	یہ باب بیت الخلاء کے آداب کے بیان میں ہے
۹۵	خرج اٹھالینے سے متعلق قاعدہ فقہیہ	۷۹	استنجاء کرنے کے آداب کا بیان
۹۶	رخصت اصل میں نہیں فرع میں ہے	۸۰	بیت الخلاء کے آداب کا بیان
۹۶	مشقت نہ ہونے پر مینڈھیوں کو کھول کر غسل کرنے کا بیان	۸۰	استنجاء کیلئے تین ڈھیلوں کے شرط ہونے یا نہ ہونے کا بیان
۹۸	طریقہ غسل کے سنت طریقے میں فقہی بیان	۸۵	استنجاء کرنے کے طریقے کا بیان
۹۹	غسل کرنے میں ہٹ کر پاؤں کو دھونے کا بیان		باب ما جاء فی البول فائما
۹۹	عورت کیلئے بالوں کی مینڈھیاں نہ کھولنے کی رخصت کا بیان		کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق وارد شدہ روایات
	دھوپ سے گرم ہونے والے پانی سے غسل کرنے میں مذہب	۸۶	کا بیان
۹۹	اربعہ	۸۷	عذر کے سبب کھڑے ہو کر پیشاب کر سکنے کا بیان
	باب حکم الجنب	۸۷	بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سنت کا بیان
۱۰۰	یہ باب جنبی سے متعلق حکم کے بیان میں ہے	۸۸	عذر کے بغیر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ناپسندیدہ ہے
۱۰۰	لفظ جنبی کے معنی و مفہوم کا بیان		باب ما جاء فی البول المنقطع
۱۰۰	جنبی کیلئے وضو کر کے سونے کا بیان	۸۸	جمع کیے ہوئے پیشاب کے متعلق وارد شدہ روایات کا بیان
۱۰۱	جنابت کی حالت میں سونے والے کے وضو کا بیان	۸۹	نکھرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا بیان
۱۰۱	حالت جنابت میں کھانے پینے کا بیان		باب موجبات الغسل
۱۰۲	جنابت کی حالت میں تلاوت کی ممانعت کا بیان	۸۹	یہ باب غسل واجب کرنے والی چیزوں کے بیان میں ہے
۱۰۳	حائض کیلئے تلاوت کی ممانعت کا بیان	۸۹	غسل کی تعریف کا بیان
۱۰۳	حالت جنابت میں مصافحہ کرنے کا بیان	۸۹	غسل کو لازم کرنیوالی چیزوں کا بیان
	باب الحيض	۹۰	منی کے سبب وجوب غسل کا بیان
۱۰۵	یہ باب حیض کے بیان میں ہے	۹۱	ختانان کے ملنے کے سبب وجوب غسل کا بیان
۱۰۵	حیض کے معنی و مفہوم کا بیان	۹۱	ختانان کے ملنے کے سبب وجوب غسل میں فقہی بیان
۱۰۵	حیض و نفاس اور استحاضہ کا بیان	۹۲	حیض کے سبب وجوب غسل کا بیان
۱۰۶	حیض کا بیان	۹۲	عورت کیلئے احتلام ہونے کا بیان

۱۰۷	وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے میں غیر مقلدین کا نظریہ	۱۰۷	حیض سے متعلق بعض احکام کا بیان
۱۲۰	دلیل	۱۰۸	بَابُ الْإِسْتِحَاظَةِ
۱۲۱	ابتدائے وضو میں بسم اللہ کے بارے میں امام طحاوی و امام قدوری کا موقف و دلیل	۱۰۹	یہ باب استحاضہ کے بیان میں ہے
۱۲۱	حدیث "لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يُسَمِّ اللَّهَ" کا معنی	۱۰۹	استحاضہ کے معنی و ملبہوم کا بیان
۱۲۱	بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ	۱۰۹	استحاضہ کا بیان
۱۲۲	یہ باب وضو کے طریقہ کے بیان میں ہے	۱۰۹	استحاضہ عورت کے ایام حیض و استحاض کے اعتبار میں مذاہب
۱۲۲	وضو کے طریقہ میں وارد شدہ روایات کا بیان	۱۰۹	اربعہ
۱۲۲	اعضائے وضو کو تین تین بار دھونے کا بیان	۱۱۳	بَابُ الْوُضُوءِ
۱۲۳	بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَضْمَةِ وَالْإِسْتِشْقِ	۱۱۳	ابواب الوضوء
۱۲۳	اسٹمے کلی کرنے اور ناک جھاڑنے کا بیان	۱۱۳	وضو کی فضیلت و اہمیت کا بیان
۱۲۳	بَابُ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْمَضْمَةِ وَالْإِسْتِشْقِ	۱۱۳	وضو کرنے سے گناہوں کی بخشش ہونے کا بیان
۱۲۵	مضمضہ اور استسقاء علیحدہ علیحدہ کرنے کا بیان	۱۱۳	بَابُ السَّوَاكِ
۱۲۵	بَابُ مَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ الْفَصْلُ	۱۱۳	یہ باب مسواک کے بیان میں ہے
۱۲۵	ان روایات کا بیان جن سے مضمضہ اور استسقاء الگ الگ	۱۱۳	مسواک کا بیان
۱۲۵	چلوؤں سے سمجھا جاتا ہے	۱۱۳	فقہ شافعی و حنفی کے مطابق مسواک کے سنت ہونے کا بیان
۱۲۵	بَابُ تَحْلِيلِ اللَّحْيَةِ	۱۱۵	مسواک کرنے کی اہمیت کا بیان
۱۲۵	یہ باب داڑھی کے خلال کے بیان میں ہے	۱۱۶	روزے کی حالت میں مسواک سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان
۱۲۵	داڑھی کے خلال کا بیان	۱۱۷	مسواک کرنے کے طریقے کا بیان
۱۲۵	بَابُ تَحْلِيلِ الْأَصَابِعِ	۱۱۷	مسواک کے سبب منہ کی صفائی کا بیان
۱۲۵	یہ باب انگلیوں کے خلال کے بیان میں ہے	۱۱۷	مسواک کے فوائد کا بیان
۱۲۵	انگلیوں کے خلال کا بیان	۱۱۹	حالت روزہ میں مسواک کرنے میں مذاہب اربعہ
۱۲۵	بَابُ فِي مَسْحِ الْأَذْنَيْنِ	۱۱۹	بَابُ التَّسْمِيَةِ هَذَا الْوُضُوءِ
۱۲۸	یہ باب کانوں کے مسح کے بیان میں ہے	۱۱۹	یہ باب وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کے بیان میں ہے
۱۲۸	کانوں کے مسح کا بیان	۱۱۹	وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان
۱۲۹	سر کے مسح کے تکرار ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب اربعہ	۱۱۹	امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک وضو کے شروع میں بسم اللہ
۱۲۹	بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوءِ	۱۱۹	پڑھنا فرض ہے
۱۲۹	وضو میں دائیں جانب (سے آغاز کرنا) کا بیان	۱۱۹	ابتدائے وضو میں بسم اللہ کے سنت ہونے میں احناف کا
		۱۱۹	موقف و دلیل

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْمَرَاغِ مِنَ الْوُضُوءِ

۱۳۹ وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا کہے

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَّيْنِ

۱۳۰ یہ باب موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں ہے

۱۳۰ خف "موزہ" کے معنی و مفہوم کا بیان

۱۳۰ موزوں پر مسح کرنے میں کثرت احادیث و آثار کا بیان

۱۳۱ موزوں پر مسح کا بیان

۱۳۱ طہارت کا ملہ میں امام شافعی و احناف کا اختلاف

۱۳۱ موزوں پر مسح کی مدت کا بیان

۱۳۲ مدت مسح کے تعیین میں فقہی مذاہب اربعہ

۱۳۳ موزوں کے اوپر یا نیچے سے مسح کرنے میں مذاہب اربعہ

۱۳۳ مسح کرنے کے سنت طریقے کا بیان

مقیم مارج کے مسافر ہونے کے بعد حکم شرعی فقہ شافعی و حنفی کا

۱۳۵ مؤقف و دلائل

۱۳۶ فقہ حنفی کے مطابق جرابوں پر عدم مسح کے فقہی دلائل کا بیان

أَبْوَابُ كَوَافِقِ الْوُضُوءِ

۱۳۲ وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْخَارِجِ مِنْ أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ

دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستہ سے نکلنے والی چیز پر وضو

۱۳۲ کا بیان

۱۳۳ زوال طہارت میں اصل کا قاعدہ فقہیہ

۱۳۳ خروج ہوا وغیرہ کے سبب نقض وضو پر فقہی بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ

۱۳۴ نیند سے متعلق وارد شدہ احادیث کا بیان

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ فِيهِ

۱۳۵ وضو کو توڑنے والی نیند کا بیان

۱۳۵ نیند کے سبب وضو کے ٹوٹنے میں فقہی مذاہب

۱۳۶ نیند کے ناقض وضو ہونے میں فقہی تصریحات کا بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدِّمِ

۱۳۷ خون (نکلنے) سے وضو (کے لازم ہونیکا) بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ

۱۳۸ قے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

۱۳۹ قے کے منہ بھر ہونے یا نہ ہونے کی تعریف کا بیان

۱۳۹ قے اور ٹھسیر وغیرہ سے وضو کے ٹوٹ جانے میں فقہی مذاہب

۱۳۹ اربعہ

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الضَّحِكِ

۱۵۰ ہنسنے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

۱۵۱ ہنسنے کے سبب وضو کے ٹوٹ جانے کا فقہی بیان

۱۵۱ ہنسنے کے ناقض وضو ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب

بَابُ الْوُضُوءِ بِمَعْنَى الدَّكْرِ

۱۵۲ عضو مخصوص کو چھونے سے وضو کا بیان

۱۵۳ مس ذکر کے سبب وضو واجب نہ ہونے کا بیان

۱۵۳ مس ذکر کے ناقض وضو نہ ہونے میں فقہ شافعی و حنفی کے اختلاف

۱۵۵ کا بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

۱۵۶ آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کا بیان

۱۵۶ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے سبب وضو واجب نہ ہونے

۱۵۷ کا بیان

۱۵۷ آگ پر پکی چیز کے سبب نقض وضو والی احادیث کے منسوخ ہونے

۱۵۹ کا بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَرَأَةِ

۱۶۰ عورت کو چھونے سے وضو کا بیان

۱۶۲ عورت کو چھونے کے سبب وضو نہ ٹوٹنے میں مذاہب اربعہ

بَابُ التَّيَمُّمِ

۱۶۲ یہ باب تیمم کے بیان میں ہے

۱۶۲ تیمم کی تعریف کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْمَغْرَبِ

۱۸۴ یہ باب نماز مغرب کے وقت کے بیان میں ہے

۱۸۴ مغرب کی نماز میں وارد شدہ روایات کا بیان

۱۸۴ نماز مغرب میں تعجیل و تاخیر کا فقہی مفہوم

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْعِشَاءِ

۱۸۵ یہ باب نماز عشاء کے وقت کے بیان میں ہے

۱۸۵ عشاء کی نماز کے بارے میں وارد شدہ روایت کا بیان

۱۸۶ عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے کا بیان

۸۸ شفق کے فقہی معنی و مفہوم کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّعْلِيسِ

۱۸۹ اندھیرے میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد شدہ روایت

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْفَارِ

ان روایات کا بیان جو روشنی میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد

۱۹۰ ہوئیں

۱۹۳ تاخیر مستحب کا فقہی مفہوم

۱۹۳ فجر کی نماز کو اسفار یا جلدی پڑھنے کے استحباب پر مذاہب اربعہ

أَبْوَابُ الْأَذَانِ

۱۹۵ اذان کے ابواب کے بیان میں ہے

۱۹۵ اذان کا لغوی اصطلاحی مفہوم

۱۹۵ اذان کی مشروعیت کا بیان

بَابُ فِي بَدْءِ الْأَذَانِ

۱۹۶ اذان کی ابتدا کا بیان

۱۹۷ اللہ اکبر کو ابتدائے اذان میں چار مرتبہ کہنے پر مذاہب اربعہ

اذان و اقامت کے کلمات کے جفت ہونے میں مذاہب

۱۹۷ اربعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيعِ

۱۹۸ یہ باب اذان میں ترجیع کے بیان میں ہے

۱۹۸ ترجیع کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

۱۶۳ حکم تیمم کی دلیل شرعی کا بیان

۱۶۳ تیمم کو مباح کرنے والی صورتوں کا بیان

۱۶۵ مٹی سے پاکی حاصل ہونے کا بیان

۱۶۹ تیمم کی ضربوں سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

۱۶۹ تیمم کی دو ضربوں کے اختلاف میں مذاہب اربعہ

کِتَابُ الصَّلَاةِ

۱۷۰ یہ کتاب نماز کے بیان میں ہے

۱۷۰ صَلَوة کے معنی و مفہوم کا بیان

بَابُ الْمَوَاقِيتِ

۱۷۰ یہ باب نمازوں کے اوقات کے بیان میں ہے

۱۷۰ مواقیت کے معنی و مفہوم کا بیان

نماز کے اوقات کا بیان

شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع آفتاب ہونے کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي الظُّهْرِ

۱۷۵ یہ باب نماز ظہر کے وقت کے بیان میں ہے

ان روایات کا بیان جو ظہر کے (وقت) کے بارے میں وارد

۱۷۵ ہوئیں

ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈی کرب کے پڑھنے کا بیان

۱۷۹ سایہ اصلی کا فقہی مفہوم

نماز ظہر کے وقت ایک مثل میں فقہی مذاہب اربعہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَصْرِ

۱۸۱ یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے

ان روایات کا بیان جو (وقت) عصر کے بارے میں وارد

۱۸۱ ہوئیں

نماز عصر میں تعجیل و تاخیر کا بیان

قرص کی تعریف

نماز عصر کے نام کی وجہ تسمیہ کا بیان

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْآذَانِ

۲۱۷ اذان کے بعد کیا کہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي آذَانِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِهِ

طلوع فجر سے پہلے اذان فجر کے بارے میں وارد شدہ روایات

۲۱۸ کا بیان

اذان فجر کا قبل از وقت پڑھنے میں امام ابو یوسف و امام شافعی

۲۱۹ کا موقف و جواب

۲۲۰ وقت سے پہلے اذان دینے کی ممانعت کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي آذَانِ الْمَسَافِرِ

۲۲۲ مسافر کی اذان کے بارے میں وارد روایات کا بیان

۲۲۳ مسافر کا اذان و اقامت کو ترک کرنا مکروہ ہے

۲۲۳ سفر میں اذان و اقامت سے متعلق فقہی مذاہب

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَرْكِ الْآذَانِ لِمَنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ

گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے اذان چھوڑ دینے کے جواز

۲۲۴ کا بیان

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

۲۲۴ یہ باب استقبال قبلہ کے بیان میں ہے

۲۲۴ قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

۲۲۵ قبلہ رخ ہو کر اذان و نماز پڑھنے کے حکم شرعی کا بیان

پہلے حکم شرعی کے منسوخ اور جہت قبلہ میں نماز پڑھنے کا حکم

۲۲۶ شرعی

مدینہ منورہ والوں کیلئے مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہونے کا

۲۲۸ بیان

۲۲۸ قبلہ منہ ہو کر تکبیر کہنے کا بیان

۲۲۹ سواری پر نماز پڑھنے کا بیان

۲۲۹ سواری پر نفل نماز پڑھنے میں فقہاء احناف کا نظریہ

۲۳۱ سواری پر نماز پڑھنے کے مسائل کا بیان

۲۳۲ سواری سے اتر کر بناء کرنے کا بیان

۲۰۰ کلمات اذان سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

۲۰۱ اذان و اقامت کے کلمات کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ التَّرْجِيحِ

۲۰۱ عدم ترجیح میں وارد شدہ روایات

۲۰۳ اذان میں ترجیح سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

بَابُ فِي اِقْرَادِ الْاِقَامَةِ

۲۰۴ اقامت (کے الفاظ) ایک ایک مرتبہ کہنے کا بیان

کلمات اقامت و اذان میں فقہاء احناف و شوافع کا اختلاف

۲۰۵ داخل

بَابُ فِي تَكْنِيَةِ الْاِقَامَةِ

۲۰۶ دو دو بار اقامت کہنے کا بیان

۲۰۹ اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں

۲۱۰ اقامت میں اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی کھڑا ہونا مکروہ ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ"

ان روایات کا بیان جو الصلوة خیر من النوم کے بارے میں

۲۱۱ نازل ہوئیں

۲۱۲ علت غفلت حکم نص کے ساتھ خاص ہے

۲۱۲ تمویب کے بارے میں فقہی آراء کا بیان

۲۱۳ فقہ حنفی کی کتب سے مسئلہ تمویب کی اباحت

۲۱۳ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھنے کی سنت کا بیان

۲۱۴ اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں حدیث کا بیان

۲۱۴ صلوٰۃ و سلام کا مطلب

اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں دلیل ممانعت کا معدوم

۲۱۴ ہونا

بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْوُجْهِ يَمِينًا وَ شِمَالًا

۲۱۵ (اذان میں) چہرے کو دائیں بائیں پھیرنے کا بیان

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ سَمَاعِ الْآذَانِ

۲۱۵ اذان سنتے وقت کیا کہے

بَابُ سُورَةِ الْمُصَلَّى

یہ باب نماز کے سامنے ستر قائم کرنے کے بیان میں ہے .. ۲۳۲

سترہ کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان ۲۳۲

نمازی کے (سامنے) سترہ کا بیان ۲۳۳

نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ کا بیان ۲۳۳

کجاوے کی لکڑی کی مانند سترے کا بیان ۲۳۳

نمازی کے سامنے سے عورت کے گزرنے کا بیان ۲۳۳

جمہور فقہاء کے نزدیک گزرنے والے کے سبب سے نماز باطل نہ ہونے کا بیان ۲۳۵

نیزے کو سترے کے طور پر استعمال کرنے کا بیان ۲۳۶

نمازی کے سامنے سے گدھے کے گزرنے سے نماز باطل نہ ہونے کا بیان ۲۳۷

سترے کی لکیر سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ ۲۳۸

نمازی کیلئے لوگوں کو روکنے یا نہ روکنے کا بیان ۲۳۸

بَابُ الْمَسَاجِدِ

یہ باب مساجد کے بیان میں ہے ۲۴۱

اللہ کی رضا کیلئے مسجد بنانے کا بیان ۲۴۱

نماز باجماعت کی فضیلت کا بیان ۲۴۱

پسندیدہ مقامات مساجد ہیں ۲۴۲

مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت کا بیان ۲۴۳

مسجد کی صفائی کے سبب ثواب کا بیان ۲۴۳

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت کا بیان ۲۴۳

بدار چیز کھانے والے کیلئے مسجد میں آنے کی ممانعت کا بیان ۲۴۴

مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت کا بیان ۲۴۴

مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا مانگنے کا بیان ۲۴۵

مسجد میں داخل ہوتے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا بیان ۲۴۶

نماز تحیۃ المسجد کے واجب یا مستحب ہونے کا بیان ۲۴۶

اذان کے بعد مسجد سے نماز پڑھ کر جانے کا بیان ۲۴۷

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

یہ باب عورتوں کا مسجد کی طرف نکلنے کے بیان میں ہے ..

عورتوں کا مسجدوں میں جانا

خوشبو لگا کر عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے

عورتوں کو مسجد میں جانے سے روک دینے کا بیان

عورتوں کیلئے مساجد میں جانے کیلئے اجازت نہ ہونے کا بیان

أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

یہ ابواب نماز کے طریقے کے بیان میں ہیں

بَابُ اهْتِاجِ الصَّلَاةِ بِالتَّكْبِيرِ

تکبیر کے ساتھ نماز کے آغاز کا بیان

استقبال قبلہ و تحری کرنے کا فقہی مذاہب اربعہ

چار رکعات چار سمتوں کی طرف پڑھنے کا بیان

تکبیر تحریمہ سے نماز کو شروع کرنے کا بیان

تکبیر تحریمہ سے نماز میں داخل ہونے کا بیان

نماز میں تکبیر تحریمہ کی وجہ تسمیہ

اللہ اکبر سے نماز شروع کرنے کا بیان

نماز کا اختتام سلام ہونے کا بیان

بَابُ دَفْعِ الْيَدَيْنِ عَنِ الْإِحْرَامِ وَبَيَانِ مَوَاضِعِ

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ اٹھانے کی جگہوں کا بیان

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کے برابر اٹھانے میں فقہی اختلاف

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ بلند کرنے میں مذاہب اربعہ

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ

دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھنے کا بیان

نماز میں ہاتھ باندھنے سے متعلق فقہی اختلاف کا بیان

ہاتھ سینے پر باندھنے میں غیر مقصدین کے دلائل کا تجزیہ

بَابُ الْوُثْرِ بِعُضْمٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

۴۳۱..... وتر پانچ رکعت ہیں یا اس سے زیادہ.....
۴۳۲..... وتر کی رکعات کا بیان.....
۴۳۳..... نماز وتر کی رکعات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ.....
۴۳۴..... وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ ہونے پر فقہی مذاہب اربعہ.....
بَابُ الْوُثْرِ بِرَكْعَةٍ

۴۳۵..... ایک رکعت وتر کا بیان.....
بَابُ الْوُثْرِ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ
۴۳۶..... تین رکعات وتر کا بیان.....
بَابُ مَنْ هَانَ أَنْ الْوُثْرَ بِثَلَاثِ أَلَمَّا يُصَلِّي بِتَشَهُدٍ وَاحِدٍ
۴۳۷..... جس نے کہا وتر تین رکعتیں ایک ہی تشہد سے پڑھی جائیں گی.....
بَابُ الْقُنُوتِ فِي الْوُثْرِ

۴۳۸..... وتروں میں قنوت کا بیان.....
بَابُ قُنُوتِ الْوُثْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ
۴۳۹..... رکوع سے پہلے قنوت کا بیان.....
دُعَاءُ قُنُوتِ كُودَرٍ فِي رُكُوعٍ مِنْ قَبْلِ رُكُوعٍ فِي مَذَاهِبِ
۴۴۰..... اربعہ.....

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ قُنُوتِ الْوُثْرِ
۴۴۱..... وتر میں قنوت کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا.....
بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ
۴۴۲..... صبح کی نماز میں قنوت کا بیان.....
دُعَاءُ قُنُوتِ كُودَرٍ كَيْفَ سَوَاكْسِي نَمَازِ فِي نَهْ هُونِي كَ بَيَانِ
۴۴۳..... فجر کی نماز میں قنوت کو چھوڑنے کا بیان.....
بَابُ تَرْكِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ

۴۴۴..... فجر کی نماز میں قنوت کو چھوڑنے کا بیان.....
بَابُ لَا وَثْرَانِ فِي لَيْلَةٍ
۴۴۵..... ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں.....
بَابُ الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُثْرِ
۴۴۶..... وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھنا.....

نماز میں سلام کے جواب کی ممانعت کا بیان.....
بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ

۴۴۷..... امام کو لقمہ دینے کا بیان.....
بَابُ هِيَ الْحَدِيثُ فِي الصَّلَاةِ
۴۴۸..... نماز میں بے وضو ہونے کا بیان.....
نماز میں وضو نہ ہونے پر بناء کرنے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ.....
بَابُ هِيَ الْحَقْنِ

۴۴۹..... (دوران نماز پیشاب روکنے کا بیان).....
بَابُ هِيَ الصَّلَاةُ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ
۴۵۰..... کھانے کی موجودگی میں نماز کا بیان.....
کھانا نماز سے پہلے کھالینے سے متعلق اقوال اسلاف کا بیان.....
نماز کی جانب کمال توجہ کرنے کا بیان.....
الجزء الثاني.....

بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ
۴۵۱..... یہ باب امام پر نماز سے متعلق حق لازم ہونے کے بیان میں ہے.....
نماز میں مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے تخفیف کرنے کا بیان.....
نماز میں تخفیف کرنے کا بیان.....

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ
۴۵۲..... مقتدی پر امام کی کتنی اتباع لازم ہے.....
امام سے پہلے رکوع و سجود کرنے والے کیلئے وعید کا بیان.....
امام کی اتباع کرنے کا بیان.....
أَبْوَابُ صَلَاةِ الْوُثْرِ

۴۵۳..... یہ ابواب نماز وتر کے بیان میں ہیں.....
لفظ کے معنی و مفہوم کا بیان.....
بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى وَجُوبِ صَلَاةِ الْوُثْرِ
۴۵۴..... ان روایات کا بیان جن سے وتر کے وجوب پر استدلال کیا گیا.....

بَابُ الطَّلُوعِ لِلصَّلَاةِ الْخَمْسِ

پانچ نمازوں کے وقت نفل پڑھنے کا بیان ۴۶۱
ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا

بیان ۴۶۱
بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى الْفَصْلِ بِتَسْلِيمَةٍ بَيْنَ الْأَرْبَعِ مِنْ
سُنَنِ النَّهَارِ

ان روایات کا بیان جن سے دن کی چار رکعات سنت کے
درمیان سلام کے ساتھ فصل پر استدلال کیا گیا ہے ۴۶۶

بَابُ النَّافِلَةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

مغرب سے پہلے نفل کا بیان ۴۶۶
بَابُ مَنْ أَنْكَرَ التَّنْفِيلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

جنہوں نے مغرب سے پہلے نفل پڑھنے کا انکار کیا ۴۶۸
بَابُ التَّنْفِيلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کا بیان ۴۶۹
بَابُ كَرَاهَةِ الطَّلُوعِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

عصر اور صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان ۴۷۰
بَابُ كَرَاهَةِ التَّنْفِيلِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ سَوِيَ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ

طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ نفل پڑھنے کے مکروہ
ہونے کا بیان ۴۷۳

بَابُ فِي تَخْفِيفِ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ

فجر کی دو رکعتوں میں تخفیف کا بیان ۴۷۴
بَابُ كَرَاهَةِ سُنةِ الْفَجْرِ إِذَا شَرَعَ فِي الْإِقَامَةِ

جب (موذن) اقامت کہنا شروع کر دے تو فجر کی سنتوں کے
مکروہ ہونیکا بیان ۴۷۴

بَابُ مَنْ قَالَ يُصَلِّيُ سُنَّةَ الْفَجْرِ عِنْدَ اسْتِغْفَالِ الْإِمَامِ

بِالْفَرِيضَةِ خَارِجَ الْمَسْجِدِ أَوْ فِي نَاحِيَةٍ أَوْ خَلْفَ
أُسْطُوَانَةٍ إِنْ رَجَا أَنْ يُذْرَكَ رَكْعَةٌ مِنَ الْقَرْنِ

جس نے کہا کہ امام بے غفلت کے فرض نماز میں مشغول ہونے کے وقت

(نمازی) صبح کی سنتیں مسجد کے باہر یا مسجد کے کونے میں یا ستون

کے پیچھے پڑھے گا اگر اس کو فرض کی ایک رکعت ملنے کی امید ہو ۴۷۷
بَابُ قَضَاءِ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

طلوع شمس سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کا بیان ۴۸۱
بَابُ كَرَاهَةِ قَضَاءِ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

سورج کے طلوع ہونے سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے
کے مکروہ ہونے کا بیان ۴۸۲

بَابُ قَضَاءِ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ مَعَ الْفَرِيضَةِ

فرض کے ساتھ فجر کی دو رکعتیں قضا کرنے کا بیان ۴۸۵
بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ

مکہ المکرمہ میں تمام اوقات میں نماز کے جائز ہونے کا بیان ۴۸۶
بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ بِمَكَّةَ

مکہ میں تمام مکروہ اوقات میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان ۴۸۷
بَابُ إِعَادَةِ الْفَرِيضَةِ لِأَجْلِ الْجَمَاعَةِ

جماعت کی وجہ سے فرض نماز کا اعادہ کرنے کا بیان ۴۸۸
بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى

چاشت کی نماز کا بیان ۴۹۰
نماز چاشت کے وقت کا بیان ۴۹۳

بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ

یہ باب نماز تسبیح کے بیان میں ہے ۴۹۴
نماز تسبیح کی فضیلت کا بیان ۴۹۴

أَبْوَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ ابواب قیام رمضان کے بیان میں ہیں ۴۹۷
بَابُ فَضْلِ قِيَامِ رَمَضَانَ

تراویح کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان ۴۹۷
تراویح باعتبار اصطلاح اور فقہاء کے مطابق تعداد کا بیان ۴۹۷

تراویح کی فضیلت کا بیان ۴۹۸

بَابُ فِي جَمَاعَةِ التَّرَاوِيحِ

بَابُ التَّرَاوِيحِ بِكَمَانٍ وَكُفَاتٍ

بَابُ فِي التَّرَاوِيحِ بِأَكْثَرِ مِنْ كَمَانٍ وَكُفَاتٍ

بَابُ فِي التَّرَاوِيحِ بِعِشْرَيْنِ وَكُفَاتٍ

بَابُ قَضَاءِ الْقَوَائِدِ

أَبْوَابُ سُجُودِ السَّهْوِ

بَابُ سُجُودِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ

بَابُ سُجُودِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ

۵۲۱ سلام کے بعد سجدہ سہو کا بیان

۵۲۱ نماز میں سہو ہو جانے کا بیان

۵۲۳ چھٹی رکعت ملا کر دو نفل بنانے کا بیان

۵۰۳ بَابُ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتِي السَّهْوِ ثُمَّ يُسَلِّمُ

۵۰۳ سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے پھر سلام

۵۲۵ پھیرے

۵۲۵ بَابُ صَلَوةِ الْمَرِيضِ

۵۲۷ بیمار کی نماز کا بیان

۵۲۷ مریض کیلئے رخصت کا بیان

۵۰۸ عذر کے سبب حرمت کا اباحت کی جانب منتقل ہونے کا قاعدہ

۵۲۸ فقہیہ

۵۲۹ حکم کا اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کا بیان

۵۲۹ بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

۵۲۹ سجدہ تلاوت کا بیان

۵۳۰ سجدہ تلاوت کے وجوب میں فقہ حنفی و شافعی کا اختلاف کا بیان

۵۳۰ تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہے

۵۳۱ سجدہ تلاوت میں مجلس بدلنے کی صورت میں حکم کا بیان

۵۳۳ قرآن میں آیات سجدہ کی تفصیل کا بیان

۵۳۵ سجود تلاوت کی آیات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

۵۳۶ مسافر کی نماز کا بیان

۵۳۶ قصر کے وجوب یا رخصت ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

۵۳۷ سفر میں قصر نماز کا بیان

۵۳۷ بَابُ مَنْ قَدَّرَ مَسَافَةً الْقَصْرِ بِأَرْبَعَةِ بُرْدٍ

۵۳۷ جس نے مسافت سفر چار منزل مقرر کی

۵۳۷ بردوں کے حساب سے مسافت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

۴۹۸

۵۰۳

۵۰۳

۵۰۶

۵۰۶

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۵

۵۱۵

۵۱۵

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۷

۵۱۸

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ مَسَافَةَ الْقَصْرِ ذِكَاةُ أَيَّامٍ
وہ روایت جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ قصر کی

مسافت تین دن ہے ۵۴۲

مسافت سفر کے بارے میں فقہی مذاہب اربعہ ۵۴۳

بَابُ الْقَصْرِ إِذَا فَارَقَ الْبُيُوتَ

جب گھروں سے جدا ہو جائے تو نماز قصر کرے ۵۴۴

نئے شہر کی تعریف کا بیان ۵۴۵

حدود شہر سے باہر جانے پر حکم قصر کا بیان ۵۴۶

بَابُ يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يَنْوِ الْأَقَامَةَ وَإِنْ طَالَ مَكْنُهُ

وَالْعَسْكَرُ الَّذِي دَخَلَ أَرْضَ الْحَرْبِ وَإِنْ قَوَّ الْأَقَامَةَ
وہ شخص نماز قصر پڑھے گا جس نے اقامت کی نیت نہیں کی اگرچہ
اس کا ٹھہرنا طویل ہو اور وہ لشکر بھی نماز قصر پڑھے گا جو دارالحرب

میں داخل ہو اگرچہ انہوں نے اقامت کی نیت کی ہو ۵۴۶

مدت اقامت کا بیان ۵۴۷

مدت اقامت میں فقہ حنفی کی مؤید روایت کا بیان ۵۴۸

سفر کی مدت اقامت میں فقہی مذاہب اربعہ ۵۴۹

بَابُ الرِّدَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ الْمُسَافِرَ يَصِيرُ مَقِيمًا بِنِيَّةِ
الْأَقَامَةِ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ

ان لوگوں کا رد جنہوں نے کہا کہ مسافر چار دن اقامت کی نیت
سے مقیم ہو جاتا ہے ۵۵۰

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ الْمُسَافِرَ يَصِيرُ مَقِيمًا بِنِيَّةِ الْأَقَامَةِ
خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا

جس نے کہا کہ مسافر پندرہ دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا
ہے ۵۵۰

بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ بِالْمَقِيمِ

مسافر مقیم کو نماز پڑھائے ۵۵۱

بَابُ صَلَاةِ الْمَقِيمِ بِالْمُسَافِرِ

مقیم مسافر کو نماز پڑھائے ۵۵۱

بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيمِ بَيْنَ الْعَصْرَيْنِ بِعَرَفَةَ

میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرنے کا

بیان ۵۵۲

عرفات کی دو نمازوں میں ایک تکبیر دو اقامتوں میں مذاہب

اربعہ ۵۵۳

بَابُ جَمْعِ التَّأْخِيرِ بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ بِالْمُرْدَلَقَةِ

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھا

پڑھنا ۵۵۳

مزدلفہ کے راستے میں نماز پڑھنے سے متعلق مذاہب اربعہ .. ۵۵۵

مزدلفہ میں دو نمازیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھنے کا بیان ۵۵۵

مزدلفہ کی مغرب و عشاء کے درمیان نفل نماز نہ ہونے کا بیان ۵۵۶

بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيمِ فِي السَّفَرِ

سفر میں جمع تقدیم کا بیان ۵۵۶

بَابُ مَا يَدُلُّ عَلَى تَرْكِ جَمْعِ التَّقْدِيمِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ

فِي السَّفَرِ

ان روایات کا بیان جو دو نمازوں کو پہلے وقت میں جمع کرنے

کے ترک پر دلالت کرتی ہیں ۵۵۸

عرفات و مزدلفہ کے علاوہ نمازوں کو جمع کرنے رد میں فقہ حنفی

کے دلائل کا بیان ۵۵۸

شیعہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں کیوں پڑھتے ہیں؟ ۵۵۸

دو نمازوں کو جمع کرنے میں اہل تشیع کے دلائل کا بیان ۵۵۶

اہل تشیع کا نمازوں کو جمع کرنے کا رد شیعہ کتب کی روشنی میں ۵۶۹

اہل تشیع کی مستدل روایات کا تخصیص پر محمول ہونا ۵۷۰

حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں

کیا جائے گا ۵۷۰

حکم عام کے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص کا بیان ۵۷۱

بَابُ جَمْعِ التَّأْخِيرِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ فِي السَّفَرِ

دوران سفر دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں اکٹھا پڑھنا ۵۷۱

بَابُ مَا يَدُلُّ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاةَيْنِ فِي السَّفَرِ كَانَ
جَمْعًا صَوْرِيًّا

جَمْعًا مُؤَرِّيًا

ان روایات کا بیان جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سفر میں

بَابُ الْجَمْعِ فِي الْحَضَرِ

باب الثانی فی بیان حال اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان.....

أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ

بَابُ كُضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

بَابُ التَّقْلِيظِ فِي تَرْكِهَا لِمَنْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ

جس شخص پر جمعہ واجب ہے اس پر جمعہ کو ترک کرنے کی وجہ

... جو کوڑک کرنے والے کے دل پر مہر لگ جانے کا بیان ...

..... جمعہ چھوڑنے والے کیلئے سخت وعید کا بیان

بَابُ عَدَمِ وَجُوبِ الْجُمُعَةِ عَلَى الْعَبْدِ وَالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ
وَالْمَرُضَى

غلام غورقوں بچوں اور بیمار پر جمعہ واجب نہ ہونے کا بیان ... ۵۸۷

جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ہے
بَابُ أَنَّ الْجُمُعَةَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ عَلَى الْمُسَافِرِ

مسافر پر جمعہ کے واجب نہ ہونے کا بیان

بَابُ إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى

بَابُ لَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرَ جَامِعٍ

بَابُ الْغُسْلِ لِجَمْعِهِ

بَابُ السَّوَالِ لِلْجُمُعَةِ

بَابُ الطَّيِّبِ وَالتَّجَمُّلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

بَابُ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت کا بیان ... ۶۰۴
انبیائے کرام کی حیات سے متعلق بیان ۶۰۴

بَابُ مَنْ أَجَازَ الْجُمُعَةَ قَبْلَ الرُّوَالِ

جس نے زوال سے پہلے جمعہ کو جائز قرار دیا ۶۰۵
نماز جمعہ کا وقت نماز ظہر والا ہونے میں فقہی مذاہب ۶۰۶
نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانے کا بیان ۶۰۶
نماز جمعہ کے بعد قیلولہ کرنے کا بیان ۶۰۶
بَابُ فِي التَّجْمِيعِ بَعْدَ الرُّوَالِ -

زوال کے بعد جمعہ پڑھنے کا بیان ۶۰۸
بَابُ الْأَذَانَيْنِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے لئے دو اذانوں کا بیان ۶۱۰
بَابُ التَّأْذِينَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ
خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر اذان کا بیان ۶۱۲
بَابُ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّأْذِينَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
عِنْدَ الْإِمَامِ

ان روایات کا بیان جو یوم جمعہ خطبہ کے وقت امام کے پاس
اذان کہنے پر دلالت کرتی ہیں ۶۱۲

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ وَالتَّخْطِئِ
لوگوں کو جدا کرنے اور کندھے پھلانگنے سے ممانعت کا بیان .. ۶۱۲

بَابُ السُّنَّةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا
نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں سنتوں کا بیان ۶۱۳

نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنے کا بیان ۶۱۶
بَابُ فِي الْخُطْبَةِ

خطبہ کے بیان میں ۶۱۷
خطبے کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا مسئلہ ۶۱۹

بَابُ كَرَاهَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمُنْبَرِ
منبر پر ہاتھوں کا اٹھانا ناپسندیدہ ہے ۶۲۰

بَابُ التَّنْكِيلِ حِينَ يَخْطُبُ الْإِمَامُ

امام کے خطبہ دیتے وقت نفل پڑھنے کا بیان ۶۲۱
خطبہ کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے میں فقہی مذاہب ۶۲۲

بَابُ فِي الْمَنْعِ مِنَ الْكَلَامِ وَالصَّلَاةِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ

خطبہ کے وقت نماز اور گفتگو سے ممانعت کا بیان ۶۲۳
دوران خطبہ کلام کرنے والوں کیلئے وعید کا بیان ۶۲۴

بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے ۶۲۵
أَبْوَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

یہ ابواب نماز عیدین کے بیان میں ہیں ۶۲۸
عید کا معنی کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان ۶۲۸

بَابُ التَّجَمُّلِ يَوْمَ الْعِيدِ

عید کے دن زینت حاصل کرنے کا بیان ۶۲۸
بَابُ اسْتِحْبَابِ الْأَكْلِ قَبْلَ الْخُرُوجِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَبَعْدَ

الْصَّلَاةِ يَوْمَ الْأَضْحَى
عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز
کے بعد (کچھ کھانے کے) کے استحباب کا بیان ۶۲۹

بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْجَبَانَةِ لِمُصَلَّةِ الْعِيدِ
عید کی نماز کے لئے صحرا (ہموار زمین) کی طرف نکلنا ۶۳۱

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ لِعُذْرِ
کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھنے کا میدان ۶۳۱

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ فِي الْقُرَى
دیہات میں نماز عیدین پڑھنے کا بیان ۶۳۲

بَابُ لَا صَلَاةَ الْعِيدِ فِي الْقُرَى
دیہات میں نماز عید نہیں ہوتی ۶۳۳

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا نِدَاءٍ وَلَا أَقَامَةٍ
عیدین کی نماز اذان و اقامت اور اعلان کے بغیر ہونے کا بیان

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

۶۵۱.....	ہر رکعت میں تین رکوع کا بیان	۶۳۳.....	خطبہ سے پہلے نماز عیدین کا بیان
	بَابُ كُلِّ رَكْعَةٍ بِرُكُوعَيْنِ		بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
۶۵۳.....	ہر رکعت میں ایک رکوع	۶۳۵.....	عیدین کی نماز میں کیا پڑھا جائے
	کسوف میں ایک رکوع سے متعلق احناف کی مؤید حدیث کا	۶۳۶.....	بارہ تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز کا بیان
۶۵۶.....	بیان	۶۳۸.....	عیدین کی تکبیرات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ
	بَابُ الْقِرَاءَةِ بِالْجَهْرِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ		بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِثَلَاثِ عَشْرَةِ تَكْبِيرَاتٍ زَوَائِدَ
۶۵۷.....	نماز کسوف میں جہراً قراءت کرنے کا بیان	۶۳۸.....	چھ زائد تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز کا بیان
۶۵۷.....	نماز کسوف میں قرأت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان		بَابُ تَرْكِ التَّنْفِيلِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا
	بَابُ الْإِخْفَاءِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ	۶۴۱.....	نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد نفل نہ پڑھنا
۶۵۷.....	نماز کسوف میں سرا قراءت کرنا	۶۴۲.....	عید سے پہلے اور بعد میں عید گاہ نفل نہ پڑھنے فقہی مذاہب
۶۵۸.....	نماز کسوف میں جہری قرأت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ		بَابُ الذَّهَابِ إِلَى الْمُصَلَّى فِي طَرِيقِ وَالرُّجُوعِ فِي طَرِيقِ أُخْرَى
	بَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ	۶۴۲.....	ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے لوٹنا
۶۵۹.....	یہ باب نماز استسقاء کے بیان میں ہے		بَابُ تَكْبِيرَاتِ التَّشْرِيقِ
۶۵۹.....	استسقاء کے معنی و مفہوم کا بیان	۶۴۳.....	تکبیرات تشریق کا بیان
۶۵۹.....	بارش طلب کرنے کے لئے نماز پڑھنا		أَبْوَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ
۶۵۹.....	نماز استسقاء سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان	۶۴۵.....	یہ ابواب نماز کسوف کے بیان میں ہیں
	نماز استسقاء کے بعد دو خطبے پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب	۶۴۵.....	کسوف و خسوف کے معنی و مفہوم کا بیان
۶۶۲.....	اربعہ		بَابُ الْحِثِّ عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوفِ
۶۶۳.....	وسیلہ سے دعا مانگنے کا بیان		سورج گرہن میں (لوگوں کو) نماز صدقہ اور استغفار پر ابھارنا
	بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ		سورج گرہن دیکھ کر استغفار میں مصروف ہو جانے کا بیان
۶۶۳.....	یہ باب نماز خوف کے بیان میں ہے	۶۴۷.....	بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ بِخَمْسِ رُكُوعَاتٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ
۶۶۳.....	نماز خوف سفر و حضر میں پڑھنے کا بیان	۶۴۸.....	نماز کسوف کی ہر رکعت میں پانچ رکوع کا بیان
۶۶۴.....	نماز خوف کا بیان		بَابُ كُلِّ رَكْعَةٍ بِأَرْبَعِ رُكُوعَاتٍ
۶۶۴.....	نماز خوف کے طریقے میں فقہی مذاہب اربعہ	۶۴۹.....	ہر رکعت چار رکوعوں کے ساتھ
۶۶۶.....	ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز خوف ادا کرنے کا بیان		بَابُ ثَلَاثِ رُكُوعَاتٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ
	أَبْوَابُ الْجَنَازِ		
۶۶۹.....	یہ ابواب جنازوں کے بیان میں ہے		

۶۸۱.....	۶۸۱.....	لفظ جنازہ کے لغوی مفہوم کا بیان	۶۸۱.....	۶۸۱.....	اچھا کفن پہنانے کا بیان
۶۸۱.....	۶۸۱.....	بَابُ تَلْقِيَنِ الْمُخْتَضِرِ	۶۸۱.....	۶۸۱.....	کفن اچھا دینا چاہئے
۶۸۲.....	۶۸۲.....	قریب المرگ شخص کو (کلمہ کی) تلقین کرنے کا بیان	۶۸۲.....	۶۸۲.....	کفن پہنانے کا طریقہ
۶۸۲.....	۶۸۲.....	بَابُ تَوْجِيهِ الْمُخْتَضِرِ إِلَى الْقَبْلِ	۶۸۲.....	۶۸۲.....	بَابُ تَكْفِينِ الرَّجُلِ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	قریب المرگ شخص کا منہ قبلہ کی طرف کرنا	۶۸۳.....	۶۸۳.....	مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینے کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ قِرَاءَةِ آيَةِ الْيُسِّ عِنْدَ الْمَيِّتِ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	کفن کے کپڑوں سے متعلق مذاہب اربعہ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	میت کے پاس سورہ یسین پڑھنے کا بیان	۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ تَكْفِينِ الْمَرْأَةِ فِي خَمْسَةِ أَثْوَابٍ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ تَغْمِيزِ الْمَيِّتِ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا
۶۸۳.....	۶۸۳.....	میت کی آنکھیں بند کرنے کا بیان	۶۸۳.....	۶۸۳.....	عورت کے کفن میں کپڑوں کے پانچ ہونے کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	میت کو کپڑے سے ڈھانکنا	۶۸۳.....	۶۸۳.....	میت پر نماز پڑھنے کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں
۶۸۳.....	۶۸۳.....	نوت ہونے والے شخص کو سنبھالنے کا بیان	۶۸۳.....	۶۸۳.....	مسجد میں نماز جنازہ پڑھانے میں فقہی مذاہب کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر فقہی تصریحات
۶۸۳.....	۶۸۳.....	میت کو غسل دینے کا بیان	۶۸۳.....	۶۸۳.....	غائبانہ نماز جنازہ منع ہے
۶۸۳.....	۶۸۳.....	پیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل میت	۶۸۳.....	۶۸۳.....	نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟	۶۸۳.....	۶۸۳.....	نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے میں مذاہب اربعہ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	پیری کے پتوں اور کافور کی خاصیت	۶۸۳.....	۶۸۳.....	نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھنے میں مذاہب اربعہ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	غسل میت میں طاق مرتبہ پانی پر مذاہب اربعہ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهْدَاءِ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	غسل میت کا طریقہ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	شہید کی نماز جنازہ سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا	۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهْدَاءِ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا	۶۸۳.....	۶۸۳.....	شہداء پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ غُسْلِ الْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا	۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ فِي حَمْلِ الْجَنَازَةِ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بیوی کا اپنے شوہر کو غسل دینا	۶۸۳.....	۶۸۳.....	یہ باب جنازہ کو اٹھانے کے بیان میں ہے
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ التَّكْفِينِ فِي الثِّيَابِ الْبَيْضِ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	میت کو اٹھانے کے طریقے کا بیان
۶۸۳.....	۶۸۳.....	سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان	۶۸۳.....	۶۸۳.....	جنازہ کو اٹھانے کے بیان میں
۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ التَّحْسِينِ فِي الْكَفَنِ	۶۸۳.....	۶۸۳.....	بَابُ فِي أَفْضَلِ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ
۶۸۳.....	۶۸۳.....	جنازہ کے پیچھے چلنے کے افضل ہونے کا بیان	۶۸۳.....	۶۸۳.....	جنازہ کے پیچھے چلنے کے افضل ہونے کا بیان

بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

بَابُ نُسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

بَابُ فِي الدَّفْنِ وَبَعْضِ أَحْكَامِ الْقُبُورِ

بَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْمَيِّتِ

ائمہ اربعہ کے مطابق ایصالِ ثواب کا ثبوت

بَابُ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ

بَابُ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

- جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کا بیان ۷۰۰
- جنازہ کے لئے قیام کے منسوخ ہونے کا بیان ۷۰۲
- جنازہ کیلئے قیام کے منسوخ ہونے کا بیان ۷۰۲
- دفن اور قبروں کے بعض احکام کا بیان ۷۰۳
- قبر شرق کی تعریف ۷۰۳
- قبر لحد کی تعریف ۷۰۳
- میت کو جانب قبلہ قبر میں داخل کیا جائے ۷۰۴
- میت کو قبر میں کس طرح اتارا جائے؟ ۷۰۴
- مشائخ بخارا کے نزدیک پکی قبریں بنانے کا سبب ۷۰۶
- قبروں کو گارے لینے کا بیان ۷۰۷
- کوہان نما قبر بنانے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ ۷۰۸
- قبر پر پانی چھڑکنے کا بیان ۷۰۸
- میت کے لئے قرآن پڑھنے کا بیان ۷۱۰
- ایصالِ ثواب کا بیان ۷۱۰
- اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایصالِ ثواب کا بیان ۷۱۱
- دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں احادیث کا بیان ۷۱۱
- دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں فقہاء اربعہ کا مذہب ۷۱۳
- زندہ یا میت کی طرف سے حج کا اجر بنانے میں اہل تشیع کا نظریہ ۷۱۴
- قرآن کی روشنی میں ایصالِ ثواب کا ثبوت و تحقیق ۷۱۴
- (۱) فوت شدہ مسلمانوں کیلئے دعا کرنے کا حکم ۷۱۵
- (۲) آنے والے زمانے میں پیدا ہونے والی اولاد کیلئے دعا کا حکم ۷۱۵
- احادیث کی روشنی میں ایصالِ ثواب کا ثبوت و تحقیق ۷۱۵
- غیر مقلدین کے اکابرین سے ایصالِ ثواب کا ثبوت ۷۱۸
- یہ باب قبروں کی زیارت کے بیان میں ہے ۷۱۸
- زیارت کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان ۷۱۸
- زیارت کے شرعی معنی و مفہوم کا بیان ۷۱۹
- قبروں کی زیارت کرنے کے حکم کا بیان ۷۱۹
- قبروں کی زیارت کے اہم مقصد کا بیان ۷۲۱
- یہ باب قبر نبوی ﷺ کی زیارت کے بیان میں ہے ۷۲۱
- نبی اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کا بیان ۷۲۱
- حضور ﷺ کی طرف سے زیارت روضہ اطہر کی ترغیب ۷۲۳
- استطاعت کے باوجود زیارت نہ کرنے پر وعید ۷۲۵
- حیات مبارکہ میں صحابہ کرام کے معمول زیارت النبی ﷺ ۷۲۵
- کا بیان ۷۲۵
- صحابہ کی نماز اور زیارت رسول ﷺ کا حسین منظر ۷۲۶
- زیارت رسول ﷺ سے بھوک کا مداوا ۷۲۷
- حکملی باندھ کر حضور ﷺ کی زیارت ۷۲۸
- شیخین رضی اللہ عنہما کا منفرد اعزاز کا بیان ۷۲۹
- بعد از وصال صحابہ کرام کے معمول زیارت النبی ﷺ کا بیان ۷۲۹
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول ۷۳۰
- ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول ۷۳۰
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول ۷۳۲
- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول ۷۳۳
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا معمول ۷۳۳
- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت کا حکم ۷۳۳
- حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوت میں سلام ۷۳۴
- شرح آثار سنن کے اختتامی کلمات کا بیان ۷۳۵

الجزء الأول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ يَا مَنْ جَعَلَ صَلَواتَنَا مَشْكاةً لِمَصابيحِ الْأَنْوارِ . وَنَوَّرَ قُلُوبَنَا بِنُورِ مَعْرِفَةِ مَعَانِي الْأَنْوارِ . وَنُصَلِّيَ وَنُسَلِّمُ عَلَى حَبِيبِكَ الْمُجْتَبَى الْمُخْتَارِ وَرَسُولِكَ الْمُبْعُوثِ بِصُحاحِ الْأَخْبَارِ وَعَلَى آلِهِ الْأَخْبَارِ وَأَصْحَابِهِ الْكِبَارِ وَمُتَّبِعِيهِمُ الَّذِينَ اخْتَارُوا سُنَنَ الْهُدَى وَاسْتَمْسَكُوا بِأَحَادِيثِ سَيِّدِ الْأَبْرَارِ .

أَمَّا بَعْدُ !

فَيَقُولُ الْخَادِمُ لِلْحَدِيثِ النَّبَوِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ هَذَا نُبْدَةٌ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَالْأَنْوارِ وَجُمْلَةٌ مِنَ الرِّوَايَاتِ وَالْأَخْبَارِ انتُخِبَتْهَا مِنَ الصُّحاحِ وَالسُّنَنِ وَالْمَعَالِمِ وَالْمَسَانِيدِ وَعَزَّوَتْهَا إِلَى مَنْ أَخْرَجَهَا وَأَعْرَضْتُ عَنِ الإِطَالَةِ بِذِكْرِ الْأَسَانِيدِ وَبَيَّضْتُ أَحْوالَ الرِّوَايَاتِ الَّتِي لَيْسَتْ فِي الصَّحِيحَيْنِ بِالطَّرِيقِ الْحَسَنِ وَسَمَّيْتُ هَذَا الْكِتَابَ مُسْتَخِيرًا بِاللَّهِ تَعَالَى بِأَثَارِ السُّنَنِ أَسْأَلُهُ أَنْ يَجْعَلَهُ خَالِصًا لَوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَوَسِيلَةً إِلَى لِقَائِهِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ .

ہم تیری تعریف کرتے ہیں اے وہ ذات جس نے روشن چراغوں کے لئے ہمارے سینوں کو طاق بنایا اور معانی احادیث کی معرفت کے نور سے ہمارے دلوں کو منور فرمایا۔ ہم صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں تیرے برگزیدہ اور مختار محبوب اور تیرے اس رسول پر جو صحیح خبریں دے کر بھیجے گئے اور آپ کی بہترین آل اور کبار صحابہ پر اور ان کے ان پیروکاروں پر جنہوں نے ہدایت کے راستوں کو اختیار کیا اور سید الا برار علیہ السلام کی احادیث سے استدلال کیا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم محمد بن علی نبوی کہتا ہے یہ احادیث و آثار کا ایک مختصر مجموعہ ہے اور روایات و اخبار کا ایک ذخیرہ ہے جسے میں نے صحاح سنن معاجم اور مسانید سے منتخب کیا اور میں نے ان احادیث کی نسبت ان محدثین کی طرف کی جنہوں نے ان احادیث کو نقل کیا اور میں نے اسناد اور راویوں کے احوال کے ذکر کے سبب کتاب کو طویل کرنے سے اعراض کیا اور جو حسن طریقے سے صحیحین میں نہیں ہیں اور میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتے ہوئے اس کتاب کا نام آثار السنن رکھا۔ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اسے خالص اپنی ذات کریم کے لئے بنائے اور نعمتوں والی جنت میں اپنے دیدار کا وسیلہ بنائے۔

خطبہ رضویہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين . وعلى اله الطاهرين
وصحابة اجمعين . قال النبي صلى الله عليه وسلم مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي
الدِّينِ . (بخاری)

فقہ حنفی کی نسبت اور تدوین کا بیان

یہ فقہ امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے، آپ کا نام نعمان، والد کا ثابت، دادا کا زوطی، فارس النسل تھے، آپ کے دادا کو
اللہ تعالیٰ نے دولت ایمانی سے سرفراز فرمایا تھا، آپ کے والد کا بچپن تھا کہ ان کے والد انہیں لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی
خدمت میں گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ثابت اور ثابت کی اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اسی دعا
کا ظہور ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الثَّرِيكَ لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ أَوْ قَالَ مِّنْ أَهْنَاءِ فَارِسٍ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ " .
(مسلم، حدیث)

ودین ثریا پر ہوتا، تب بھی اسے فارس کا ایک شخص حاصل کر کے ہی رہتا، یا فرمایا: فارس کے کچھ لوگ۔ بعض روایتوں میں
دین کے بجائے ایمان کا لفظ آیا ہے (بخاری) اور بعض روایتوں میں دین و ایمان کے بجائے علم کا لفظ ہے (سیر اعلام النبلاء)
حافظ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا مصداق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار
دیا ہے (تمیض الصوفیہ)

آپ نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے، محققین کے نزدیک یہ راجح ہے کہ آپ نے صحابہ سے روایت تو نہیں کی ہے لیکن ان کی
ملاقات کا شرف آپ کو حاصل ہے اور تابعی ہونے کے لئے صحابی کو دیکھنا کافی ہے، روایت کرنا ضروری نہیں ہے؛ چنانچہ ابن
ندیم نے بھی آپ کو تابعین میں شمار کیا ہے (الفہرست لابن ندیم) ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔

فقہ حنفی کی سند کا بیان

ابتدا آپ نے علم کلام کو حاصل کیا اور اس میں بڑی شہرت پائی، پھر حدیث و فقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس مقام پر
پہنچے کہ بڑے بڑے محدثین و فقہاء آپ کے قدر شناس ہوئے، امام جعفر صادق، زید بن علی، عبد اللہ بن حسن، نفیس ذکیہ، عطاء
بن ابی رباح، عکرمہ، نافع وغیرہ آپ کے اساتذہ میں ہیں، لیکن آپ نے سب سے زیادہ جن کی فکر کا اثر قبول کیا وہ تھے حماد بن
سلیمان، جو عراق میں فقہ کا مرجع تھے، آپ نے ان سے اٹھارہ سال استفادہ کیا اور ان کی وفات تک ان کا ساتھ نہ چھوڑا، حماد،
ابراہیم نخعی کے اور نخعی، علقمہ بن قیس کے اور علقمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص تھے، اس طرح امام ابو

حنیفہ رحمہ اللہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریقہء اجتہاد اور ملج استنباط کے وارث اور اس کے فکر کے ترجمان و نقیب ہوئے، چنانچہ غور کریں تو فقہ حنفی ان کے فقہ و فتاویٰ یا ان کے ہی مختلف اقوال میں سے کسی کی ترجیح سے عبارت ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال کا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی آراء کا تقابل کیا جائے تو کم ہی مواقع ہوں گے جن میں فرق محسوس ہوگا، اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ فقہ حنفی کی موجودہ صورت کی ختم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سرزمین کوفہ میں ڈالی تھی، جس کی نسل بہ نسل علقمہ، ابراہیم اور حماد نے آبیاری کی اور اپنے اجتہاد کے ذریعہ اس میں اضافہ کرتے رہے، پھر اس سرمایہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پورے تفحص و تنقیح کے بعد مرتب کرایا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے پورے علاقہ مشرق میں اس کو رواج دیا اور امام محمد ان دینیوں کو سینوں میں محفوظ کر دیا، اگر یہ کہا جائے کہ یہ فقہ حنفی کا سلسلہ نسب ہے تو غلط نہ ہوگا، اسی کو لوگوں نے استعارہ کی زبان میں اس طرح کہا ہے اور خوب کہا ہے۔

زَرْعُهُ ابْنُ مَسْعُودٍ وَحَصَدَهُ اِبْرَاهِيْمُ وَدَامَهُ حَمَادُ وَطَلَحَهُ ابُو حَنِيفَةَ وَعَجَّجَهُ ابُو يُوْسُفَ وَخَبَزَهُ مُحَمَّدٌ وَيَا كُلُّ مِنْهَا جَمِيعُ النَّاسِ " (مناقب ابی حنیفہ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فقہ کی کاشت کی، علقمہ نے سیراب کیا، ابراہیم نے کاٹا، حماد نے دانے الگ کئے، ابو حنیفہ نے پیسا، ابو یوسف نے گوندھا، محمد نے روٹی پکائی اور تمام لوگ اس روٹی سے کھا رہے ہیں۔

محمد لیاقت علی رضوی غفرلہ

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

یہ کتاب طہارت کے بیان میں ہے

طہارت کے فقہی معنی و مفہوم کا بیان

علامہ علی بن محمد زبیدی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ طہارت کا معنی ہے ”پاکیزگی“ جبکہ اس کا متضاد، ناپاکی، گندگی، غلاظت، نجس، نجاست وغیرہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اعضاء مخصوصہ کو دھونا طہارت کہلاتا ہے۔ طہارت کی دو اقسام ہیں: (۱) طہارت حقیقی جیسے پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنا (۲) طہارت حکمی جیسے تیمم کے ساتھ طہارت حاصل کی جائے۔

وہ طہارت جو پانی کے ساتھ حاصل کی جائے اس کی بھی دو اقسام ہیں: (۱) طہارت خفیفہ جیسے وضو (۲) طہارت غلیظہ جیسے غسل مصنف نے اپنی کتاب کو طہارت خفیفہ (وضو) سے شروع کیا ہے کیونکہ وہ طہارت عام اور غالب ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

طہارت کے اصطلاحی مفہوم کا بیان

لغت میں ”طہارۃ“ کے معنی نظافت اور پاکی کے آتے ہیں جو نجاست کی ضد ہے ”طہور“ بضم طاء مصدر ہے اور ان چیزوں کو بھی طہور فرماتے ہیں جو پاک کرتی ہیں جیسے پانی اور مٹی طہور، لفتح طاء بھی مصدر کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اصطلاح شریعت میں ”طہارت“ کا مفہوم ہے نجاست حکمی یعنی حدث سے اور نجاست یعنی نجس سے پاکیزگی حاصل کرنا۔

طہارت کے ثبوت میں دلیل شرعی کا بیان

لَمَسْجِدٍ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ (توبہ، ۱۰۸)

وہ مسجد، جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، حق دار ہے کہ آپ اس میں قیام فرما ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ طہارت شعار لوگوں سے محبت فرماتا ہے۔

طہرانی میں ہے، اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ نے عویم بن ساعدہ کے پاس آدی بھیج کر دریافت فرمایا کہ آخر یہ کون سے طہارت ہے جس کی ثناء اللہ رب العزت بیان فرما رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے جو مرد عورت پاخانے سے نکلتا ہے وہ پانی سے استنجاء کیا کرتا ہے۔ اس نے فرمایا بس یہی وہ طہارت ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس مسجد قبا میں تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری مسجد کے بیان میں تمہاری طہارت کی آج تعریف کی ہے تو بتلاؤ کہ تمہاری وہ طہارت کیسے ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اور تو کچھ معلوم نہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہم نے اپنے پڑوسی یہودیوں کی نسبت جب سے یہ معلوم کیا کہ وہ پاخانے سے نکل کر پانی سے پاکی کرتے ہیں، ہم نے اس وقت سے اپنا یہی وطیرہ بنا لیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ سوال حضرت عوف بن عدی رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ پانی سے طہارت کرنا ہی وہ پاکیزگی تھی جس کی تعریف اللہ عزوجل نے کی۔ اور روایت میں ان کے جواب میں ہے کہ ہم توبہ کے حکم کی رو سے پانی سے استنجاء کرنا لازمی سمجھتے ہیں۔ الغرض جس مسجد کا اس آیت میں ذکر ہے وہ مسجد قبا ہے۔

اس کی تصریح بہت سے سلف صالحین نے کی ہے۔ لیکن ایک صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ تقویٰ پر بننے والی مسجد مسجد نبوی ہے جو مدینے شریف کے درمیان ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم رازی، سورہ توبہ، بیروت)

طہارت کے سبب، شرط، حکم کا بیان

طہارت کا سبب وجوب صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ اسی کی وجہ سے طہارت کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور یہی اس کے لئے شرط ہے یاد رہے یہاں سبب سے مراد علت ہے اور شرط جزاء سے مقدم ہوتی ہے جبکہ طہارت یہاں وجوب صلوٰۃ کے لئے شرط ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں شرط کو جواز کی طرف پھیر دیا گیا ہے کیونکہ طہارت کے بغیر نماز جائز نہیں۔ اسی طرح طہارت کا حکم بھی وجوب صلوٰۃ ہے حالانکہ حکم تاخر کا تقاضہ کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طہارت سبب ہے وجوب صلوٰۃ کا اور وجوب طہارت کے لئے وجود حدث لازم ہے اور وجود حدث مقدم ہوا اور وجوب صلوٰۃ کے لئے حکم طہارت متاخر ہوا۔

طہارت کی فضیلت و برکت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی بندہ مسلمان یا فرمایا مومن وضو کا ارادہ کرتا ہے اور اپنے منہ کو دھونا ہے تو پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے منہ سے نکل جاتے ہیں (یعنی جو گناہ آنکھوں سے ہوئے ہیں جھڑ جاتے ہیں) پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے تمام گناہ جن کو اس کے ہاتھ نے پکڑا تھا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے خارج ہو جاتے ہیں (یعنی جو گناہ ہاتھ سے ہوئے جھڑ جاتے ہیں) پھر جب وہ دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اس کے وہ تمام گناہ جن کی طرف وہ پاؤں سے چلا تھا پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف، جلد اول: حدیث نمبر 271)

بَابُ الْمِيَاهِ

یہ باب پانیوں کے بیان میں ہے

پانی کے ذریعے پاکی ہونے سے متعلق دلیل شرعی کا بیان

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا. (فرقان، ۴۸)

اور وہی ہے جو اپنی رحمت (کی بارش) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے، اور ہم ہی آسمان سے پاک (صاف کرنے والا) پانی اتارتے ہیں۔

حضرت ثابت بنائی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بارش کے زمانہ میں نکلا۔ بھرے کے راستے اس وقت بڑے گندے ہو رہے تھے، آپ نے ایسے راستہ پر نماز ادا کی۔ میں نے آپ کی توجہ دلائی تو آپ نے فرمایا اسے آسمان کے پاک پانی نے پاک کر دیا۔ اللہ فرماتا ہے کہ ہم آسمان سے پاک پانی برساتے ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے اسے پاک اتارا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا بیان

1- عَنْ أَبِي مُرَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَلَّى أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَتَّسِلُ فِيهِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز تم میں سے کوئی شخص کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے جو جاری نہ ہو کہ پھر اس نے اس پانی میں غسل کرنا ہے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

2- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کھڑے پانی میں پیشاب کیا جائے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

۱. بخاری کتاب الطہارۃ باب البول فی الباء الدائم ج ۱ ص ۳۷ مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی فی الباء الراکد ج ۱ ص ۱۳۸ ترمذی ابواب الطہارات باب کراهیۃ البول فی الباء الراکد ج ۱ ص ۲۱ نائی کتاب الطہارۃ باب النہی عن البول فی الباء الراکد الخ ج ۱ ص ۱۵ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ وستہا باب النہی فی الباء الراکد ص ۲۹ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب البول فی الباء الراکد ج ۱ ص ۱۰ مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۹

۲. مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی عن البول فی الباء الراکد ج ۱ ص ۱۳۸ نائی کتاب الطہارۃ باب النہی فی الباء الراکد ج ۱ ص ۱۵

کھڑے یا جاری پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت میں فقہی تصریح

صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی ناپاکی کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے (تاکہ پانی ناپاک نہ ہو جائے) لوگوں نے کہا "ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر کس طرح نہانا چاہئے؟ انہوں نے فرمایا "اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی (چلو سے) لے کر پانی سے باہر نہانا چاہئے۔

یہاں جس پانی میں پیشاب کرے اور پھر اس میں نہانے سے روکا جا رہا ہے اس سے ماء قلیل یعنی تھوڑا پانی مراد ہے کیونکہ ماء کثیر یعنی زیادہ پانی ماء جاری یعنی بہنے والے پانی کا حکم رکھتا ہے جو پیشاب وغیرہ سے ناپاک نہیں ہوتا اور پھر اس میں نہانا بھی جائز ہے۔

بعض علماء کرام نے کہا کہ ماء کثیر یعنی زیادہ پانی میں بھی پیشاب کرنا ممنوع ہے اگرچہ وہ پانی پیشاب وغیرہ سے نجس نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر اس میں کوئی آدمی پیشاب کرے گا تو اس کے دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس میں پیشاب کرنے لگیں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عمومی طور پر سب ہی لوگ اس میں پیشاب کرنے کی عادت میں مبتلا ہو جائیں گے جس کی وجہ سے پانی رفتہ رفتہ متغیر (تبدیل) ہو جائے گا یعنی جب اس میں زیادتی اور کثرت سے پیشاب کیا جائے گا تو پانی کا رنگ مرہ اور بوتینوں چیزیں بدل جائیں گی اور پانی اصل خبیثیت گھو کر ناپاک ہو جائے گا۔ لہذا اب اس حدیث میں مذکورہ حکم کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ پہلی شکل یعنی پانی کم ہونے کی صورت میں تو یہ نہی حرمت کے لئے ہے کیونکہ کم پانی میں پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

دوسری شکل یعنی پانی زیادہ ہونے کی صورت میں کراہت کے لئے ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اصطلاح شریعت میں "کم پانی" اور زیادہ پانی کی مقدار اور اس کی تحدید کیا ہے؟ تو اس سلسلے میں انشاء اللہ تعالیٰ اگلے صفحات میں پوری وضاحت کی جائے گی۔ اسے بھی سمجھ لیجئے کہ حدیث میں پانی کے ساتھ جاری یعنی بہنے والے کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟ اس قید کی وجہ یہ ہے کہ اگر پانی جاری یعنی بہنے والا ہو تو خواہ کم ہو یا زیادہ ہو اس میں نجاست مثلاً پیشاب وغیرہ پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

نیز علماء کرام نے لکھا ہے کہ یہ تمام تفصیلات دن کے لئے ہیں، رات میں جنابت کے خوف کی وجہ سے مطلقاً اس میں قضائے حاجت مکروہ اور ممنوع ہے کیونکہ جنات رات کو وہیں رہتے ہیں جہاں پانی ہوتا ہے چنانچہ اکثر و بیشتر ندی و نالے اور تالاب جو ہڑ اور نہر وغیرہ رات کو جنات کا مسکن ہوتی ہیں۔ حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جنبی پانی میں ہاتھ نکالنے کے لئے ڈالے تو پانی مستعمل یعنی ناقابل استعمال نہیں ہوگا اور اگر وہ پانی میں ہاتھ اس لئے ڈالے تاکہ اپنے ہاتھوں کو ناپاکی دور کرنے کے لئے اس میں دھوئے تو اس شکل میں اپنی مستعمل یعنی ناقابل استعمال ہو جائے گا۔

پیشاب سے پانی کے نجس ہونے کی مقدار کے تعین کا فقہی بیان

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کا حکم پوچھا گیا جو

جنگل میں زمین پر جمع ہوتا ہے اور اکثر و بیشتر چوپائے درندے اس پر آتے جاتے رہتے ہیں (یعنی جانور وغیرہ اس پانی پر آکر اسے پیتے ہیں اور اس میں پیشاب وغیرہ بھی کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر پانی دو قلوں کے برابر ہو تو وہ ناپاک کی قبول نہیں کرتا (یعنی نجاست وغیرہ پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا)۔ (مسند احمد بن حنبل، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، دارقطنی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابوداؤد کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ "وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔")

(مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 448)

قلہ کے فقہی مفہوم کا بیان

قلہ بڑے مکے کو کہتے ہیں جس میں اڑھائی مشک پانی آتا ہے۔ "قلتین" یعنی دو مشکوں میں پانچ مشک پانی سماتا ہے۔ مشکوں کے پانی کا وزن علماء کرام نے سوا چھ من لکھا ہے اس حدیث کے پیش نظر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر پانی دو مشکوں کے برابر ہو اور اس میں نجاست و غلاظت گر جائے تو جب تک پانی کا رنگ، مزہ اور بو متغیر نہ ہو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ لیکن جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے اس کے بارے میں علماء کرام کا بہت زیادہ اختلاف ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ سفر السعاده کے مصنف جو ایک جلیل القدر محدث ہیں لکھتے ہیں کہ "علماء کرام کی ایک جماعت کا قول تو یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے مگر ایک دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔" علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو جلیل القدر علماء اور ائمہ حدیث کے امام اور حضرت عبداللہ بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد ہیں لکھتا ہے کہ "یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں ہے۔"

نیز علماء کرام لکھتے ہیں کہ "یہ حدیث اجماع صحابہ کے برخلاف ہے کیونکہ ایک مرتبہ چاہ زمزم میں ایک حبشی گر پڑا تو حضرت بن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حکم دیا کہ کنویں کا تمام پانی نکال دیا جائے اور یہ واقعہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے ہوا اور کسی نے بھی اس حکم کی مخالفت نہیں کی۔"

پھر اس کے علاوہ علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اس مسئلہ میں پانی کی حد اور مقدار متعین کرنے کے سلسلے میں نہ تو حنفیہ اور نہ ہی شوافع کو ایسی کوئی صحیح حدیث ہاتھ لگی ہے جس سے معلوم ہو کہ نجاست پڑنے سے کتنی مقدار کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور کتنی مقدار کا ناپاک نہیں ہوتا۔" امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو فن حدیث کے ایک جلیل القدر امام اور حنفی مسلک کے تھے فرماتے ہیں کہ "حدیث قلتین (یعنی یہ حدیث) اگرچہ صحیح ہے لیکن اس پر ہمارے عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں پانی کی مقدار دو تلبے بتائی گئی ہے اور قلہ کے کئی معنی آتے ہیں، چنانچہ قلہ مکے کو بھی کہتے ہیں اور مشک کو بھی، نیز پہاڑ کی چوٹی بھی قلہ کہلاتی ہے، لہذا جب یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں حدیث میں قلہ سے کیا مراد ہے تو اس پر عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ بہر حال اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ جو علماء صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہیں ان کا مسلک تو یہ ہے کہ "نجاست وغیرہ پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا خواہ پانی کم ہو یا زیادہ ہو، جاری ہو یا ٹھہرا ہوا ہو اور خواہ نجاست پڑنے سے پانی کا رنگ مزہ اور بو متغیر نہ ہو یا نہ ہو۔"

حدیث (نمبر ۵) کے یہ الفاظ پیش کرتے ہیں کہ الحدیث (إِنَّ لِمَاءَ طُهُورٍ لَا يَنْجِسُهُ شَيْءٌ) (یعنی پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی) حالانکہ مطلقاً پانی نہیں ہے بلکہ زیادہ پانی ہے۔ ان کے علاوہ تمام علماء اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ اگر پانی زیادہ ہوگا تو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوگا اور اگر پانی کم ہے تو نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جائے گا۔ اب اس کے بعد چاروں اماموں کے ہاں "زیادہ" اور "کم" کی مقدار میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نجاست پڑنے سے جس پانی کا رنگ، مزہ اور بو متغیر نہ ہو وہ ماء کثیر (زیادہ پانی) کہلائے گا اور جو پانی متغیر ہو جائے وہ ماء قلیل (کم پانی) کے حکم میں ہوگا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک اس حدیث کے پیش نظر یہ ہے جو پانی دو قلوں کے برابر ہوگا اسے ماء کثیر کہیں گے اور جو پانی دو قلوں کے برابر نہ ہوگا وہ "ماء قلیل" کہلائے گا۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ماننے والے یہ فرماتے ہیں کہ۔ "اگر پانی اتنی مقدار میں ہو کہ اس کے ایک کنارے کو ہلانے سے دوسرا کنارہ نہ ہلے تو وہ "ماء کثیر" ہے اور اگر دوسرا کنارہ ہلنے لگے تو وہ "ماء قلیل" ہے۔" بعد کے بعض حنفی علماء نے "دہ دردہ" کو ماء کثیر کہا ہے یعنی اتنا بڑا حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھلے ایسے حوض کو وہ دردہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ایسے حوض کے پانی میں جو "دہ دردہ" ہو ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہ دیتی ہو جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر سے چاہے وضو کر سکتا ہے، البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی جناست پڑ جائے کہ پانی کا رنگ یا مزہ بدل جائے یا بد بو آنے لگے تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر حوض کی شکل یہ ہو کہ لمبا تو وہ بیس ہاتھ اور چوڑا پانچ ہاتھ ہو یا ایسے ہی لمبا پچیس ہاتھ ہو اور چوڑا چار ہاتھ ہو تو یہ دہ دردہ کی مثل ہی کہلائے گا۔

کتے کے جوٹھے پانی کے نجس ہونے کا بیان

3- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی ایک کے برتن میں پی لے تو چاہئے کہ وہ اسے سات مرتبہ دھوئے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

کتے کے جوٹھے برتن کو پاک کرنے کا بیان

مسلم کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے جس کے برتن سے کتا پانی پی لے اس (برتن) کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے اسے سات مرتبہ دھو ڈالے اور پہلی مرتبہ مٹی سے دھوئے مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو بھی

دوسری نجاستوں کے حکم میں شمار کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ اس برتن کو صرف تین مرتبہ بغیر مٹی کے دھو ڈالنا کافی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں سات مرتبہ دھونے کا جو حکم دیا جا رہا ہے وہ وجوب کے طریقے پر نہیں ہے بلکہ اختیار کے طور پر ہے، یا پھر یہ کہ سات مرتبہ دھونے کا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا! واللہ اعلم۔ تشریح اکثر محدثین اور تینوں آئمہ کے مسلک یہ ہیں کہ اگر برتن میں کتا منہ ڈال دے یا کسی برتن سے پانی پی لے اور کھائے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے۔

سمندر کا پانی اور مردار حلال ہونے کا بیان

4- وَعَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنُرَكِّبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقِلْبِلَ مِنَ الْمَاءِ لِأَنَّا تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفْتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهْرُ مَاءُ وَالْحِلُّ مَيْتَةٌ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی اٹھا لیتے ہیں۔ پس اگر ہم اس سے وضو کریں تو پیاسے رہ جاتے ہیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا پانی پاک کر دینا والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔ اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

میتہ اس مردار جانور کو کہتے ہیں جو بغیر ذبح کئے ہوئے اپنے آپ مر جائے چنانچہ اس حدیث میں میتہ (سے مراد مچھلی ہے کیونکہ اسے ذبح نہیں کرتے اس کا شکار کرنا اور اسے پانی سے نکالنا ہی اس کو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ اہل بیت جو مچھلی پانی میں مر جائے وہ خفیہ کے ہاں حلال نہیں ہے۔ دریائی جانوروں میں مچھلی تمام علماء کرام کے ہاں متفقہ طور پر حلال ہے، دوسرے جانوروں کے بارے میں اختلاف ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

درندوں کے جوٹھے پانی کا بیان

5- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يُنُونُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ فَقَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلْتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَآخَرُونَ وَهُوَ حَدِيثٌ مَعْلُولٌ.

۱. مؤطا امام مالک کتاب الطہارۃ باب الطہور للوضوء ص ۱۵ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء بماء البحر ج ۱ ص ۱۱ سنن کتاب الباء باب الوضوء بماء البحر ج ۱ ص ۶۳

۵. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ما ینجس الماء ج ۱ ص ۹ ترمذی ابواب الطہارات باب ما جاء ان الماء یمسہ شیء ج ۱ ص ۲۱ سنن کتاب الطہارۃ باب توقیت فی الماء ج ۱ ص ۶۳ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ وسنتھا باب مقدار الماء الذی لا ینجس ص ۱۲ مسند احمد ج ۲ ص ۱۲

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پانی اور ان چوپاہوں اور درندوں کے بارے میں پوچھا گیا جو اس پانی پر بار بار آتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب پانی دو قلعے ہو تو وہ نجاست کو نہیں اٹھاتا اس کو اصحاب نے اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور یہ حدیث معلول ہے۔

شرح

قلعہ بڑے مکے کو کہتے ہیں جس میں اڑھائی مشک پانی آتا ہے "قلعتین" یعنی دو مشکوں میں پانچ مشک پانی آتا ہے دو مشکوں کے پانی کا وزن علماء کرام نے سوا چھ من لکھا ہے اس حدیث کے پیش نظر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسک یہ ہے کہ اگر پانی دو مشکوں کے برابر ہو اور اس میں نجاست و غلاظت گر جائے تو جب تک پانی کارنگ، مزہ اور بو متغیر نہ ہو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ لیکن جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے اس کے بارے میں علماء کرام کا بہت زیادہ اختلاف ہے کہ آیا یہ حدیث صحیح بھی ہے یا نہیں؟

چنانچہ سفر السعاده کے مصنف جو ایک جلیل القدر محدث ہیں لکھتے ہیں کہ "علماء کرام کی ایک جماعت کا قول تو یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے مگر ایک دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔" علی بن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو جلیل القدر علماء اور ائمہ حدیث کے امام اور حضرت عبداللہ بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد ہیں لکھتا ہے کہ "یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں ہے۔" نیز علماء کرام لکھتے ہیں کہ "یہ حدیث اجماع صحابہ کے برخلاف ہے کیونکہ ایک مرتبہ چاہ زمزم میں ایک حبشی گر پڑا تو حضرت بن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ حکم دیا کہ کنویں کا تمام پانی نکال دیا جائے اور یہ واقعہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے ہوا اور کسی نے بھی اس حکم کی مخالفت نہیں کی۔" پھر اس کے علاوہ علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اس مسئلہ میں پانی کی حد اور مقدار متعین کرنے کے سلسلے میں نہ تو حنفیہ کو اور نہ ہی شوافع کو ایسی کوئی صحیح حدیث ہاتھ لگی ہے جس سے معلوم ہو کہ نجاست پڑنے سے کتنی مقدار کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور کتنی مقدار کا ناپاک نہیں ہوتا۔"

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو فن حدیث کے ایک جلیل القدر امام اور حنفی مسلک کے تھے فرماتے ہیں کہ "حدیث قلعتین (یعنی یہ حدیث) اگرچہ صحیح ہے لیکن اس پر ہمارے عمل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں پانی کی مقدار دو قلعے بتائی گئی ہے اور قلعے کے کئی معنی آتے ہیں، چنانچہ قلعہ مکے کو بھی کہتے ہیں اور مشک کو بھی، نیز پہاڑ کی چوٹی بھی قلعہ کہلاتی ہے، لہذا جب یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں حدیث میں قلعہ سے کیا مراد ہے تو اس پر عمل کیسے ہو سکتا ہے؟ بہر حال اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ جو علماء صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہیں ان کا مسلک تو یہ ہے کہ "نجاست وغیرہ پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا خواہ پانی کم ہو یا زیادہ ہو، جاری ہو یا ٹھہرا ہوا ہو اور خواہ نجاست پڑنے سے پانی کارنگ مزہ اور بو متغیر ہو یا نہ ہو" یہ حضرات دلیل میں اس کے بعد آنے والی حدیث (نمبر ۵) کے یہ الفاظ پیش کرتے ہیں کہ الحدیث (اِنَّ لِمَاءَ طُحُوْرٍ لَا

یُسَجِّسُهُ شَيْءٌ" (یعنی پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی) حالانکہ مطلقاً پانی نہیں ہے بلکہ زیادہ پانی ہے۔ ان سے علاوہ تمام علماء اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ اگر پانی زیادہ ہوگا تو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوگا اور اگر پانی کم ہے نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جائے گا۔ اب اس کے بعد چاروں اماموں کے ہاں "زیادہ" اور "کم" کی مقدار میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نجاست پڑنے سے جس پانی کا رنگ، مزہ اور بو متغیر نہ ہو وہ ماء کثیر (زیادہ پانی) کہلائے گا اور جو پانی متغیر ہو جائے وہ ماء قلیل (کم پانی) کے حکم میں ہوگا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک اس حدیث کے پیش نظر یہ ہے جو پانی دو قلوں کے برابر ہوگا اسے ماء کثیر کہیں گے اور جو پانی دو قلوں کے برابر نہ ہوگا وہ "ماء قلیل" کہلائے گا۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ماننے والے یہ فرماتے ہیں کہ۔ "اگر پانی اتنی مقدار میں ہو کہ اس کے ایک کنارے کو ہلانے سے دوسرا کنارہ نہ بے ہو تو وہ "ماء کثیر" ہے اور اگر دوسرا کنارہ ہٹنے لگے تو وہ "ماء قلیل" ہے۔" بعد کے بعض حنفی علماء نے "دہ دردہ" کو ماء کثیر کہا ہے یعنی اتنا بڑا حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھلے ایسے حوض کو دہ دردہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ایسے حوض کے پانی میں جو "دہ دردہ" ہو ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہ دیتی ہو جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر سے چاہے وضو کر سکتا ہے، البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی جناست پڑ جائے کہ پانی کا رنگ یا مزہ بدل جائے یا بد بو آنے لگے تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر حوض کی شکل یہ ہو کہ لمبا تو وہ بیس ہاتھ اور چوڑا پانچ ہاتھ ہو یا ایسے ہی لمبا پچیس ہاتھ ہو اور چوڑا چار ہاتھ ہو تو یہ دہ دردہ کی مثل ہی کہلائے گا۔

چالیس قلوں کے پانی نجس نہ ہونے کا بیان

6- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أَرْبَعِينَ قُلَّةً لَمْ يَنْجُسْ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيٌّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب پانی چالیس قلوں کو پہنچ جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

7- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةِ فَتَرَضَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ . رَوَاهُ أَحْمَدُ . وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ نے غسل کیا تو نبی ﷺ نے اس کا فضل قبول فرمایا اور اسے یاد دلایا کہ پانی نجس نہیں ہوتا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

جنابت کیا پھر نبی پاک ﷺ نے ان کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک پانی کو کوئی چیز بھی ناپاک نہیں کرتی۔

۸- وَعَنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّوَضَّأُ مِنْ بَيْرٍ بُضَاعَةٌ وَهِيَ بَيْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا لُحُومُ الْكِلَابِ وَالْحَيْضُ وَالتَّنُّ فَقَالَ الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَالْأَخْرُونَ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَحَسَنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ.

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں) عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بئر بضاعت سے وضو کرتے ہیں جبکہ یہ وہ کنواں ہے جس میں کتوں کا گوشت حیض کے خون آلود کپڑے اور دوسری بدبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی پاک کر نیوالا ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ اس کو اصحاب ثلاثہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن القطان نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

بئر بضاعت کے پانی کے حکم کا بیان

بئر بضاعت مدینہ کے ایک کنویں کا نام ہے وہ ایک ایسی جگہ واقع تھا جہاں نالے کی رو آتی تھی اس نالے میں جو گندگی اور غلاظت ہوتی تھی وہ اس کنویں میں پڑتی تھی مگر کہنے والے نے کچھ اس انداز سے بیان کیا جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ لوگ خود اس میں نجاست ڈالتے تھے، حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اس قسم کی گندگی اور غلط چیزوں کا ارتکاب تو عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا چہ جائے کہ وہ ایسی غیر شرعی غیر اخلاقی چیز کا ارتکاب کرتے جو افضل المؤمنین تھے۔ بہر حال اس کنویں میں بہت زیادہ پانی تھا اور چشمہ دار تھا اس لئے جو گندگی اس میں گرتی تھی بہہ کر نکل جاتی تھی بلکہ علماء کی تحقیق تو یہ ہے کہ اس وقت کنواں جاری تھا اور نہر جاری کی طرح ایک باغ میں بہتا بھی تھا چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں کی اس صفت کی وجہ سے اس کے پانی کے بارے میں وہی حکم فرمایا جو ماء کثیر یا جاری پانی کا ہوتا ہے۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ نجاست پڑنے سے کوئی پانی ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ تھوڑا پانی ہو یا زیادہ پانی بلکہ یہ حکم ماء کثیر یعنی زیادہ پانی کا ہے ماء قلیل یعنی کم پانی کا یہ حکم نہیں ہے۔ حنفیہ کے بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ چشمہ دار کنواں بھی "جاری پانی" کا حکم رکھتا ہے یعنی جو حکم بنے والے پانی کا ہوتا ہے وہی چشمہ دار کنویں کا ہوتا ہے۔

9- وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّ حَبِشِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ فَأَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَنُزِحَ مَآؤُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ

۸. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی بئر بضاعت ج ۱ ص ۹ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء ان الماء لا ينجسه شی ج ۱ ص ۲۰ نسائی کتاب الماء باب ذکر بئر بضاعت ج ۱ ص ۶۲ مسند احمد ج ۲ ص ۸۶

۹. صحاحی کتاب الطہارۃ باب الماء یقع فیہ النجاسة ج ۱ ص ۱۹ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الطہارات باب فی الفارة واد جاجة واشباهها تقع فی بئر ج ۱ ص ۱۶۲

لَا يَنْقُطُ قَطْرًا لَإِذَا غَوَّيَ مِنْ لَبْلِ الْحَبِيرِ الْأَسْوَدِ لَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عطاء بن یشیخ بیان کرتے ہیں کہ ایک حبشی (بیر) زمزم میں گرا تو مر گیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) نے (اس کنویں کا پانی نکالنے کا) حکم دیا۔ پس اس کا پانی نکالا گیا تو اس کا پانی ختم نہیں ہو رہا تھا۔ پھر دیکھا گیا تو اچانک ایک چشمہ جاری ہے۔ حجر اسود کی جانب سے تو حضرت عبداللہ بن زبیر (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تمہیں کافی ہے (یعنی اتنا ہی پانی کافی ہے جو تم نکال چکے) اس حدیث کو امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) اور ابن ابی شیبہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

10- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ يَغْنِي فَمَاتَ فَأَمَرَ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِيُخْرِجَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُسْرَحَ قَالَ فَعَلَبْتُهُمْ عَيْنَ جَاءَ تَهُمَ مِنَ الرُّكْنِ فَأَمَرَ بِهَا فَلَدَسْتُ بِالْقَبَاطِي وَالْمَطَارِفِ حَتَّى نَزَحُوهَا فَلَمَّا نَزَحُوهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ . رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت محمد بن سیرین (رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں ایک حبشی (بیر) زمزم میں گرا یعنی گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے (نکالنے) کا حکم دیا پس اسے نکالا گیا تو آپ نے کنویں کے بارے میں حکم دیا کہ اس کا پانی نکال جائے۔ محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ ان پر وہ چشمہ غالب آ گیا جو حجر اسود کی جانب سے آ رہا تھا تو آپ نے اس چشمے کے بارے میں حکم دیا تو اس میں سوتی اور نقش و نگار والی ریشمی چادریں دھنسا دی گئیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے کنویں کا پانی نکال دیا۔ پس جب انہوں نے کنویں کا پانی نکالا تو ان پر پانی بکثرت آ گیا۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

11- وَعَنْ مَيْسَرَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي بَيْتٍ وَقَعَتْ فِيهَا فَارَةٌ فَمَاتَتْ قَالَ يُنْزَحُ مَاؤُهَا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ قَالَ الْيَمُومِيُّ وَفِي الْبَابِ آثَارٌ عَنِ التَّابِعِينَ .

★★ حضرت ميسره بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کنویں کے بارے میں فرمایا جس میں چوہا گر کر مر جائے کہ اس کا سر پانی نکالا جائے۔ اسے امام طحاوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اور اس کتاب کے مرتب (نیموئی) نے فرمایا کہ اس باب میں تابعین سے بھی آثار مروی ہیں۔

کنوئیں سے چوہا یا چڑیا وغیرہ زندہ نکالے جائیں تو پانی کا حکم

علامہ محمود بن مازہ بخاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ جب کنوئیں میں چوہا، چڑیا، مرغی، بلی اور بکری گر گئی اور انہیں زندہ نکال لیا تو اس کنوئیں کا پانی نجس نہ ہوگا۔ اور اس سے کچھ بھی پانی نکالنا واجب نہیں۔ اور دلیل استحسان یہ ہے کہ جب تک یہ جانور زندہ ہیں پاک ہیں جبکہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان میں کسی ایک کے بھی گرنے سے پانی نجس ہو جائے گا۔ اگرچہ انہیں زندہ نکال لیا گیا ہے کیونکہ ان جانوروں میں نجاست کا راستہ ہے۔ اور نجاست پانی میں حلول کر گئی ہے۔ جبکہ ہم نے قیاس کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ ترک کر دیا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی وجہ سے ترک کر دیا۔
 امام ابو جعفر اور فقیہ ابو علی یہ دونوں فقہاء اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
 کہ جب کنوئیں میں چوہا گر کر مر جائے اگرچہ اسے اسی وقت نکالا جائے بیس سے تیس تک ڈول پانی کے نکالے جائیں۔
 حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کنوئیں میں چوہا گر جائے اور مر جائے تو اس سے سات ڈول پانی
 نکالا جائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ محض ڈول نکالے جائیں۔ اس روایت کے مطابق پانی فاسد نہیں ہوتا اور ان سے ایک
 روایت ہے بیس یا تیس ڈول نکالے جائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب کسی کنوئیں میں چوہا گر کر مر جائے تو اس سے چالیس ڈول نکالے
 جائیں۔

اسلاف یعنی متقدمین فقہاء نے اس مسئلہ پر اتفاق کر لیا ہے کہ کنوئیں کے مسائل میں اسلاف کے اقوال کی اتباع کرتے
 ہوئے قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔ (المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ج ۱، ص ۷۶، بیروت)

ابواب النجاسات

یہ ابواب نجاستوں کے بیان میں ہیں

نجاست کے معنی و مفہوم کا بیان

انجاس یہ ”نجس“ کی جمع ہے۔ اور ہر وہ چیز جو ناپسندیدہ ہو اور اصل میں لفظ مصدر ہے پھر اس کا استعمال اسم میں ہونے

لگا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَآ الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (التوبہ، ۲۸)

اے ایمان والو! بے شک مشرک صرف نجس ہیں۔ جس طرح اس پر نجاست حقیقی کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح نجاست حکمی کا بھی اطلاق ہوتا ہے۔ کہ وہ دین کی رو سے نجس مشرکوں کو بیت اللہ شریف کے پاس نہ آنے دیں یہ آیت سنہ ہجری میں نازل ہوئی اسی سال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ مجمع حج میں اعلان کر دو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی منکاف بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے اس شرعی حکم کو اللہ تعالیٰ قادر و قیوم نے یوں ہی پورا کیا کہ نہ وہاں مشرکوں کو داخلہ نصیب ہوا نہ کسی نے اس کے بعد عریانی کی حالت میں اللہ کے گھر کا طواف کیا۔

بَابُ سُورِ الْهَرِّ

یہ باب ہلی کے جوٹھے کے بیان میں ہے

ہلی کے جھوٹے کے بیان میں

12- عَنْ كُبَيْثَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ لَنَ اَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهُ وَضْرَةً اَقَالَتْ فَجَاءَتْ هِرَّةً تَشْرَبُ قَاصِغِي لَهَا الْاِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَشَّهْتُ فَرَأَيْتُ اَنْطَرُ إِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجِبِينَ يَا بِنْتَ اَخِي فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيَسْتُ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَائِفِ عَلَيْكُمْ اَوْ الطَّوَافَاتِ . رواه الخمسة وصححه الترمذی .

☆☆ حضرت کبثہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں اور یہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے عقد نکاح میں تھیں کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے ہاں تشریف لائے وہ کہتی ہیں میں نے ان کے وضو کے لئے برتن میں پانی ڈالا۔ آپ فرماتی ہیں

۱۲۔ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی سورۃ الهرۃ ج ۱ ص ۲۷ ابو داؤد کتاب الطہارات باب سورۃ الهرۃ ج ۱ ص ۱۰ سنن

کتاب البیہا باب سورۃ الهرۃ ج ۱ ص ۶۲ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب سورۃ الهرۃ ص ۲۱ مسند احمد ج ۵ ص ۳۰۳

پس بلی آئی اور پانی پینے لگی تو حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے برتن ٹیڑھا کر دیا۔ حتیٰ کہ اس بلی نے پانی پی لیا۔ حضرت کہتے ہیں: فرماتی ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجی کیا تجھے تعجب ہو رہا ہے تو میں نے کہا ہاں۔ آپ نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلی نجس نہیں ہے یہ تم پر چکر لگانے والوں یا چکر لگانے والوں میں سے ہے اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

بلی کا جوٹھا مکروہ ہے

بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن مکروہ ہے جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک غیر مکروہ ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۲۸، دہلی) پاک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن سے وضو کیا۔ جس کو پہلے بلی پہنچ چکی تھی۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (بلی) نجس نہیں ہے یہ تو طوافین اور طوافات میں سے ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۳۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

بلی کے ناپاک ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے۔ کہ ”الھرۃ سبع“ بلی درندہ ہے ایک دلیل کا تقاضہ یہ ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہو جبکہ دوسری دلیل کا تقاضہ یہ ہے کہ بلی کا گوشت ناپاک ہے لہذا اس کا جوٹھا بھی ناپاک ہونا چاہیے۔ پس فقہاء نے اس کے لئے کراہت کا حکم ثابت کر دیا۔ (ہدایہ مع البنایہ ج ۱ ص ۲۸، المجلد دہلی)

ہر چیز کے جوٹھے کا حکم، قاعدہ فقہیہ

ہر چیز کے جوٹھے کا حکم اس کے گوشت کے حکم کے مطابق دیا جائے گا۔ یعنی جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا عاب بھی پاک ہے اور جن کا گوشت حرام ہے ان کا لعاب بھی ناپاک ہے۔

اس قاعدے کا ثبوت یہ حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کتا تم میں سے کسی ایک کے برتن سے (پانی) پی لے تو وہ اس کو سات مرتبہ دھو لے۔

(الجامع البخاری ج ۱ ص ۲۹، قدیمی کتب خانہ کراچی، دار فطنی، ابن عدی، بیہقی بتصرف اسنادھا) اس حدیث سے معلوم ہوا کتا نجس ہے اور اس کا لعاب بھی نجس ہے کیونکہ طہارت کا حکم تب ہوتا ہے جب حدث یا نجس کا وجود پایا جائے۔ اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کا گوشت نجس ہے اور اس کے گوشت سے بننے والا لعاب بھی نجس ہے۔ تو کتے کا جوٹھا کتے کے گوشت کے تابع ہو واجب متبوع حرام ہے تو تابع بھی حرام ہے۔ اور یہی حال تمام جانوروں کا ہے جو حرام ہیں۔ (قواعد فقہیہ، ص ۱۸۴، شبیر برادرز لاہور)

بلی کے جوٹھے میں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف و دلائل

بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن مکروہ ہے جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک غیر مکروہ ہے۔

امام ابو یوسف کی دلیل یہ ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن سے وضو کیا جس کو پہلے بلی پہنچ چکی تھی۔ اور جب یہ حدیث موجود ہے تو کیسے پانی پر حکم کراہت ثابت کیا جائے۔ جبکہ طرفین کا موقف یہ ہے بلی کا جوٹھا مکروہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”الہرة سبع وصال الترمذی، حدیث حسن صحیح“ اس حدیث میں فقہ کو بیان کیا گیا ہے نہ کہ بلی کی صورت یا خلقت کو بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریعت بیان کرنا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ (بلی) نجس نہیں ہے یہ تو طوافین اور طوافات میں سے ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۳۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، دار قطنی، ابوداؤد، طبرانی)

علت طواف کی وجہ سے حکم حرمت ساقط ہو گیا اور حکم کراہت باقی رہ گیا۔ اور اسی طرح علت ”سبع“ کی وجہ سے حکم حلت ساقط ہو گیا اور حکم کراہت باقی رہ گیا لہذا بلی کا جوٹھا مکروہ ہے۔ (عناہ شرح الہدایہ، ج ۱ ص ۱۶۵، بیروت)

بلی کے ناپاک ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے۔ کہ ”الہرة سبع“ بلی درندہ ہے ایک دلیل کا تقاضہ یہ ہے کہ بلی کا جوٹھا پاک ہو جبکہ دوسری دلیل کا تقاضہ یہ ہے کہ بلی کا گوشت ناپاک ہے لہذا اس کا جوٹھا بھی ناپاک ہونا چاہیے۔ پس فقہاء نے اس کے لئے کراہت کا حکم ثابت کر دیا۔ (ہدایہ مع البناہ ج ۱ ص ۲۸، المحتبائی دہلی)

13- وَعَنْ دَاوُدَ بْنِ صَالِحٍ بْنِ دِينَارٍ التَّمَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ مَوْلَاتَهَا أَرْسَلْنَهَا بِهَرِيرَةٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَجَدَتْهَا تُصَلِّيَ فَأَشَارَتْ إِلَى أَنْ ضَعِبَتْهَا فَبَاءَتْ هِرَّةً فَأَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ أَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ أَكَلَتْ الْهَرَّةُ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيَسْتَبْجَسُ إِنَّمَارُهَا مِنَ الطَّوَافِينَ عَلَيْكُمْ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت داؤد بن صالح بن دینار بن تمار عن ابیہ ان مولاتہا ارسلنہا بہریرۃ الی عائشہ رضی اللہ عنہا فرجدتہا تصلی فاشارت الی ان ضعیبتہا فباءت ہرۃ فاکلت منہا فلما انصرفت اکلت من حیث اکلت الہرۃ فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا لیست بجنس انمارہا من الطوافین علیکم وقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ بفصلہا . رواہ ابو داؤد و اسنادہ حسن .

☆ حضرت داؤد بن صالح بن دینار بن تمار عن ابیہ ان مولاتہا ارسلنہا بہریرۃ الی عائشہ رضی اللہ عنہا فرجدتہا تصلی فاشارت الی ان ضعیبتہا فباءت ہرۃ فاکلت منہا فلما انصرفت اکلت من حیث اکلت الہرۃ فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا لیست بجنس انمارہا من الطوافین علیکم وقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضأ بفصلہا . رواہ ابو داؤد و اسنادہ حسن .

14- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغَسَّلُ الْإِنَاءُ إِذَا وَلَعَ فِيهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَوْ لَا هُنَّ أَوْ أُحْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ وَإِذَا وَلَعَتْ فِيهِ الْهَرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کتابرتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے۔ ان میں سے پہلی یا ان میں سے آخری مرتبہ مٹی سے مانجا جائے اور جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اسے ایک مرتبہ دھویا جائے اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

15- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَهِّرْ الْإِنَاءَ إِذَا وَلَّغَ فِيهِ الْهَرُّ أَنْ يُغْسَلَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَآخَرُونَ وَقَالَ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ هَذَا صَحِيحٌ .

☆☆ اور انہیں سے روایت ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اس کا پاک کرنا یہ ہے کہ اسے ایک یا دو مرتبہ دھویا جائے اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

16- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا وَلَّغَ الْهَرُّ فِي الْإِنَاءِ فَاسْهَرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً . رَوَاهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ قَالَ النَّيْمَوِيُّ وَالْمَوْقُوفُ أَصَحُّ لِي الْبَابِ .

☆☆ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اسے بہا دو۔ اور اس برتن کو مرتبہ دھولو۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیموی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث زیادہ صحیح ہے۔

بلی کے جوٹھے سے متعلق فقہی حکم کا بیان

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبشہ کو بھتیجی کہا ہے حالانکہ وہ ان کی بھتیجی نہیں تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں عام طور پر مرد مخاطب کو اگر وہ چھوٹا ہوتا ہے بھتیجیا یا چچا کا بیٹا اور عورت مخاطب کو بھتیجی کہہ کر پکارتے ہیں چاہے حقیقت میں ان کا یہ رشتہ نہ ہو کیونکہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، اس لئے وہ اسلامی اخوت کے رشتے کے پیش نظر اس کی اولاد کو بھتیجیا یا بھتیجی کہتے ہیں۔ روایت میں "طوافین" اور طوافات "دونوں لفظ استعمال فرمائے گئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بلی اگر نہ رہے تو اس کی مناسبت سے "طوافین" کا لفظ ہوگا اور اگر بلی مادہ ہے تو اس کی مناسبت سے "طوافات" کا لفظ ہوگا۔ یہ دونوں لفظ یہاں "خادم" کے معنی میں استعمال فرمائے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ "بلیاں تمہاری خادم ہیں" ان کو خادم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بھی انسانوں کی مختلف طریقوں سے خدمت کرتی ہیں اور ان کے آرام و راحت کی بعض چیزوں میں بڑی معاون ہوتی ہیں مثلاً نقصان دہ جانوروں جیسے چوہے وغیرہ کو یہ مارتی ہیں۔ یا ان کو خادم اس مناسبت سے کہا گیا ہے کہ جیسے خادموں کی خبر گیری میں ثواب ملتا ہے اسی طرح بلیوں کی خبر گیری میں بھی ثواب ہوتا ہے اور جس طرح گھروں میں خادم پھرتے رہتے ہیں

اس طرح بلیاں بھی گھروں میں پھرتی رہتی ہیں۔ بہر حال حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلیاں تمہارے پاس ہر وقت خدمتوں کی طرح رہتی ہیں اور گھر کے ہر حصے میں پھرا کرتی ہیں اگر ان کے استعمال کئے کو ناپاک قرار دے دیا جائے تو تم سب بڑی دشواریوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اس لئے یہ حکم کیا جاتا ہے کہ بلیوں کا استعمال کردہ پاک ہے۔ گویا یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ بلی کا استعمال کردہ پاک ہے چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ بلیوں کا استعمال کردہ ناپاک نہیں ہے بلکہ پاک ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ بلی کا استعمال کردہ مکروہ تنزیہی ہے یعنی اگر بلی کے استعمال کردہ پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہ مل سکے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اس کی موجودگی میں تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر بلی کے استعمال کردہ پانی کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو اور اس کے ہاں جو اسی جھوٹے پانی سے وضو کیا جائے گا تو وضو ہو جائے گا لیکن مکروہ ہوگا۔

امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس شکل میں اسے مکروہ بھی اس لئے فرماتے ہیں کہ ایک دوسری حدیث میں بلی کو درندہ کہا گیا ہے اور درندہ کے بارے میں بتایا گیا کہ ناپاک ہوتا ہے لیکن یہ حدیث چونکہ اس کے بالکل برعکس ہے اس لئے ان دونوں حدیثوں پر نظر رکھتے ہوئے کوئی ایسا حکم نافذ کیا جانا چاہئے جو دونوں حدیثوں کے مفہوم کے مطابق ہو لہذا اب یہی کیا جائے گا کہ جس حدیث میں بلی کو درندہ کہا گیا ہے اس کی نجاست کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے مگر اس حدیث نے بلی کی نجاست کے حکم کو کراہت میں بدل دیا ہے لہذا اس کے استعمال کئے ہوئے کو ناپاک تو نہیں کہیں گے البتہ مکروہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بَابُ سُورِ الْكَلْبِ

یہ باب کتے کے جوٹھے کے بیان میں ہے

کتے کے جھوٹے کا بیان

17- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَهَّرُوا إِنَاءَ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتَّرَابِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی ایک کے برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو وہ اسے سات مرتبہ دھو کر پاک کرے اور پہلی مرتبہ مٹی سے مانجے۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

18- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْفَلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ

قَالَ مَا بَالُهُمْ وَبَالَ الْكِلَابِ ثُمَّ رَغَمَ بِنِ كَلْبِ الْقَيْدِ وَكَلْبِ الْقَيْدِ وَكَلْبِ الْقَيْدِ إِذَا وَلَعَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَغْسِلُوهُ مَرَّاتٍ مَرَّاتٍ وَغَفَرُوهُ الْقَائِمَةَ بِالْعَرَابِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم دیا پھر فرمایا وہ لوگوں کا کیا بگاڑتے ہیں پھر آپ نے شکاری کتے اور بکریوں کی حفاظت کر بیوالے کتے کی اجازت دی اور فرمایا جب کتابرتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھویا کرو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانج لیا کرو اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

19- وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَلَعَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ أَهْرَاقَهُ وَغَسَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب کتابرتن میں منہ ڈالتا تو وہ اسے بہا دیتے اور تین مرتبہ دھوتے۔ اسے دارقطنی اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

20- وَعَنْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا وَلَعَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرَقَهُ ثُمَّ اغْسِلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَرَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ . وَالطَّبْحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب کتابرتن میں منہ ڈالے تو اسے بہا دو اور اسے تین مرتبہ دھولو۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمہ اللہ اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

21- وَعَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ لِي عَطَاءٌ يُغَسِّلُ الْإِنَاءَ الَّذِي وَلَعَ الْكَلْبُ فِيهِ قَالَ كُلُّ ذَلِكَ سَبْعًا وَخُمْسًا وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ اور ابن جریج بیان فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کتابرتن میں منہ ڈالے تو اس برتن کو دھویا جائیگا۔ آپ نے کہا یہ سب سات پانچ اور تین مرتبہ دھویا جائیگا۔ اسے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

کتے کے جوٹھے سے متعلق فقہی حکم کا بیان

مسلم کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے جس کے برتن سے کتا پانی پی لے اس (برتن) کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے اسے سات مرتبہ دھو ڈالے اور پہلی مرتبہ مٹی سے دھوئے مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو بھی دوسری نجاستوں کے حکم میں شمار کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ اس برتن کو صرف تین مرتبہ بغیر مٹی کے دھو ڈالنا کافی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں سات مرتبہ دھونے کا جو حکم دیا جا رہا ہے وہ وجوب کے طریقے پر نہیں ہے بلکہ اختیار کے طور پر ہے، یا

۱۹۔ سنن دارقطنی کتاب الطہارۃ باب ولوغ الکلب فی الإناء ج ۱ ص ۶۶

۲۰۔ سنن دارقطنی کتاب الطہارۃ باب ولوغ الکلب فی الإناء ج ۱ ص ۶۶ شرح معانی الآثار کتاب الطہارۃ باب سور الکلب ج ۱ ص ۲۳

۲۱۔ مصنف عبد الرزاق ابواب البیاء باب الکلب یلع فی الإناء ج ۱ ص ۹۶

پھر یہ کہ سات مرتبہ دھونے کا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا ۱۱ واللہ اعلم۔

اکثر محدثین اور متینوں آئمہ کے مسلک یہ ہیں کہ اگر برتن میں کتا منہ ڈال دے یا کسی برتن سے پانی پی لے اور کھائے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا چاہیے۔

بَابُ نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ

یہ باب منی کے نجس ہونے کے بیان میں ہے۔

منی کے ناپاک ہونے کے بیان میں

22- عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثُّوبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَآثَرُ الْغُسْلِ فِي ثَوْبِهِ يَقَعُ الْمَاءُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس منی کے بارے میں پوچھا جو کپڑے کو لگ جائے تو انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی دھو دیتی تھی۔ پس حضور ﷺ نماز کے لئے اس حال میں نکلتے کہ دھونے کا نشان پانی کے دھبوں کی صورت میں آپ کے کپڑے پر ہوتا۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

23- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَذْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَعَسَلَ كَفِّهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى قُرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ . فَذَلِكَهَا دَلُّكَ شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَهُوَ نَظِيمٌ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَاتٍ مِلءَ كَفِّهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ حَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَعَسَلَ رِجْلَيْهِ . أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے لئے پانی قریب کیا۔ پس آپ نے دو یا تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا اور اسے بائیں ہاتھ سے دھویا پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر رگڑ کر خوب صاف کیا۔ پھر آپ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالا۔ پھر آپ نے باقی بدن کو دھویا پھر آپ اس جگہ سے ہٹ گئے اور دونوں پاؤں کو دھویا اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

۲۲. بخاری کتاب الغسل باب غسل النبی ﷺ طرکہ ج ۱ ص ۶۶ مسلم بیعناہ کتاب الطہارۃ باب حکم النبی ﷺ ج ۱ ص ۱۴

۲۳. بخاری فی الغسل باب تفریق الغسل والوضوء ج ۱ ص ۴۰ مسلم کتاب الحيض باب صفة غسل المرأة ج ۱ ص ۱۴۷

شرح

غسل جنابت کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ستر دھونے سے پہلے ہاتھوں کو دھونے کے بارے میں اس سے پہلے جو احادیث گزری ہیں یا تو وہ مطلق ہیں یعنی ان میں یہ تعداد ذکر نہیں کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی مرتبہ ہاتھ دھوتے تھے یا جن میں تعداد ذکر کی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک دو مرتبہ دھوئے ہیں یا تین مرتبہ، چنانچہ باب الغسل کی پہلی فصل میں خود حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت گزری ہے جس میں یہ تو منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک دھوئے ان کی تعداد ذکر نہیں کی گئی ہے کہ کتنی مرتبہ دھوئے؟

لیکن یہاں حضرت شعبہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عمل نقل فرما رہے ہیں کہ وہ غسل جنابت کے وقت سات مرتبہ پانی ڈال کر ہاتھ دھوتے تھے۔ لہذا اس کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عمل کسی خاص صورت میں ہوگا یعنی آپ کو کوئی ایسی صورت پیش آئی ہوگئی۔ جس کی بنا پر بہت زیادہ طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے سات مرتبہ دھونا ضرور سمجھا ہوگا۔ یا پھر اس کی تاویل یہ ہوگی کہ سات مرتبہ دھونے کے حکم کے منسوخ ہونے کی اطلاع حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نہیں ہوئی ہوگی اس لئے انہوں نے اسی پہلے حکم کے مطابق سات مرتبہ دھویا ہوگا۔ یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ شاگرد کو اپنے شیخ و استاد کے سامنے انتہائی ہوشیاری کے ساتھ رہنا چاہئے تاکہ شیخ کے ہر قول اور ہر عمل کو ذہن نشین کرے۔ نیز شیخ و استاد کو یہ حق ہے کہ وہ شاگرد کی غفلت اور لاپرواہی پر تنبیہ کرے۔"

24- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ لَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْتَسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ وہ رات کو جنبی ہو جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا استنجاء کر کے وضو کر لیا کرو پھر وضو جایا کرو۔ اے شیخین! میں نے روایت کیا۔

25- عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ لَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت ابوسائب رضی اللہ عنہ مولیٰ ہشام بن زہرہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں جمع شدہ پانی میں غسل نہ کرے کسی شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا وہ کیسے غسل کرے تو آپ نے فرمایا وہ کسی چیز سے پانی لے کر باہر غسل کرے اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

28- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ فَقَالَتْ نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَفِهِ أَذَى . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک انہوں نے اپنی بہن حضور ﷺ کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جن کپڑوں کو پہن کر جماع کرتے کیا ان کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھا لیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں جب کہ ان میں کوئی نجاست لگی ہوئی نہ دیکھتے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

27- وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَرَسَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَرِيبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ لَمَّا خَلَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرُّكْبِ مَاءً فَرَكِبَ حَتَّى جَاءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ يُغْسِلُ مَا رَأَى مِنْ ذَلِكَ الْأَخْيَالِ حَتَّى أَتَى فَقَالَ لَهُ عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ أَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاعْجَبَا لَكَ يَا عُمَرُو بْنُ الْعَاصِ لَئِنْ كُنْتُ تَجِدُ ثِيَابًا أَفْكُلُ النَّاسُ يَجِدُ ثِيَابًا وَاللَّهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكُنْتُ سُنَّةً بَلْ أَغْسِلُ مَا رَأَيْتُ وَأَنْصَحُ مَا لَمْ أَر . رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسے گھڑ سواروں یا اونٹ سواروں میں عمرہ کیا جن میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کے قریب کسی راستے میں رات کے آخری حصے میں آرام کے لئے اترے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا۔ قریب تھا کہ صبح ہو جاتی انہوں نے سواروں کے پاس پانی نہ پایا تو آپ سوار ہو گئے حتیٰ کہ جب آپ پانی کے پاس آئے تو آپ نے احتلام سے جو کچھ دیکھا اس کو دھونا شروع کر دیا حتیٰ کہ صبح خوب روشن ہو گئی تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ نے صبح کر دی حالانکہ ہمارے پاس کپڑے موجود ہیں۔ آپ اپنے اس کپڑے کو چھوڑ دیں اسے دھویا جائیگا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو بن عاص تجھ پر تعجب ہے۔ اگر تو کپڑے پاتا ہے تو کیا تمام لوگوں کے پاس کپڑے موجود ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں ایسا کرتا تو یہ فعل سنت بن جاتا ہے بلکہ جو مجھے نظر آ رہا ہے میں اسے دھوؤں گا اور جو نظر نہیں آ رہا اس پر پانی

چھڑکوں گا۔ اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

28- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ فِي الْمَنِيِّ إِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ إِذَا رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ وَإِنْ لَمْ تَرَهُ فَاغْسِلْهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب منی کپڑے کو لگ جائے تو آپ اس کے بارے میں فرماتی تھیں کہ جب تو اسے دیکھے تو اسے دھو لو اور اگر تجھے دکھائی نہ دے تو اس پر پانی چھڑکو اس حدیث کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

29- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ إِنْ رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ وَإِلَّا فَاغْسِلِ الثَّوْبَ كُلَّهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب منی کپڑے کو لگ جائے تو آپ اس کے بارے میں فرماتے اگر تجھے دکھائی دے تو اسے دھو دے ورنہ سارا کپڑا دھو لو اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

30- وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَآلَا عِنْدَهُ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ أَهْلَهُ قَالَ صَلِّ فِيهِ إِلَّا أَنْ تَرَى فِيهِ شَيْئًا فَتَغْسِلْهُ وَلَا تَنْضَحْهُ فَإِنَّ النَّضْحَ لَا يَزِيدُهُ إِلَّا شَرًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اس لباس میں نماز پڑھتا ہے جسے پہن کر اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا تو آپ نے فرمایا تو اس میں نماز پڑھ۔ (الایہ کہ تو اس میں کچھ چیز (منی وغیرہ) دیکھے تو اس کو دھو لیکن اس پر چھینٹے نہ مارنا کیونکہ اس سے خرابی بڑھتی۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

31- وَعَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ رَشِيدٍ قَالَ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قَطِيفَةَ أَصَابَتْهَا بَجَابَةٌ لَا يَذَرِي أَيْنَ مَوْضِعُهَا قَالَ اغْسِلْهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت عبدالکریم بن رشید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس چادر کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو منی لگ جائے اور وہ نہ جانتا ہو کہ کس جگہ لگی ہے تو آپ نے فرمایا اسے دھو لو۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۲۸. طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم المنی ج ۱ ص ۴۳

۲۹. طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم المنی ج ۱ ص ۴۳

۳۰. طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم المنی ج ۱ ص ۴۴

۳۱. طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم المنی ج ۱ ص ۴۴

منی کے نجس ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت سلیمان بن یسار فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کپڑے پر لگی ہوئی منی کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو دھویا کرتی تھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جب اسی گیلے کپڑے کے ساتھ) نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو اس کپڑے پر (منی) کے دھونے کا نشان رہتا تھا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 463)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ منی ناپاک ہے اگر منی کسی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اسے دھو کر پاک کر لینا چاہئے چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح سنک (یعنی ناک سے نکلنے والی) رطوبت پاک ہے اسی طرح منی بھی پاک ہے۔

حضرت اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے (خشک) منی کھرچ دیا کرتی تھی" (صحیح مسلم) اور مسلم نے اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ہی طرح ایک روایت بھی نقل کی ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کپڑے سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 464)

یہ حدیث بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق منی کے ناپک ہونے کو وضاحت کے ساتھ ثابت کر رہی ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ تر منی کو دھونا چاہئے اور گاڑھی منی کو جو کپڑے کے اندر سرایت نہ کرے خشک ہونے کے بعد کھرچ کر اور رگڑ کر صاف کر دینا چاہئے۔

منی، ندی اور ودی کے نجاست غلیظہ ہونے کا بیان

نجاست غلیظہ بقدر درہم معاف ہے اور نماز کو نہیں توڑتی، اگر درہم سے زیادہ ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اگر وہ نجاست جسد ار ہو جیسے پاخانہ گوبر وغیرہ تو درہم کے وزن کا اعتبار ہوگا اور وہ ساڑھے تین ماشہ ہے اور اگر بھسم کی یعنی پتلی ہو جیسے شراب، پیشاب وغیرہ تو ہندو پاکستان کے ایک روپیہ کے پھیلاؤ کے برابر معاف ہے، معاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اتنی نجاست کپڑے یا بدن پر لگی ہو اور نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی اور قصداً اتنی نجاست بھی لگی رکھنا جائز نہیں ہے اگر قدر درہم سے زیادہ غلیظہ کپڑے یا بدن پر لگی ہو تو نماز جائز نہ ہوگی اور اس کا دھونا فرض ہے اور اگر درہم کے برابر ہے تو اس کا دھونا واجب ہے اگر اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہے اور اس کا لوٹانا واجب ہے اور قصداً پڑھے تو گنہگار بھی ہوگا، اگر نجاست درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے بغیر پاک کئے نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت اور مکروہ۔ تنزیہی ہوگی اور اس کا لوٹانا بہتر ہے نجاست غلیظہ یہ چیزیں ہیں آدمی کا پیشاب، پاخانہ، جانوروں کا پاخانہ (گوبر اور مینگنی وغیرہ) حرام۔ جانور کا پیشاب، آدمی اور تمام حیوانات کا بہتا ہوا خون، شراب، مرغی، بٹخ، مرغابی اور کونج کی بیٹ، منی، ندی، ودی، کچلو ہو، پیپ، تے

جو منہ بھر کر آئے، حیض و نفاس و استحاضہ کا خون وغیرہ۔

بَابُ مَا يُعَارِضُهُ

ان احادیث کے بیان میں جو اس کے معارض ہیں

32- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُنِيِّ يُصِيبُ الثُّوبَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبَزَاقِ وَإِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَمْسَحَهُ بِخُرْقَةٍ أَوْ بِإِذْخِرَةٍ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَرَفَعَهُ وَهْمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے اس منی کے بارے میں سوال کیا گیا جو کپڑے کو لگ جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو ریشم اور تھوک کی طرح ہے اور تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو اسے کپڑے یا ازخر گھاس سے صاف کر دے۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور اس کو مرفوع قرار دینا وہم ہے۔

33- وَعَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَحُثُّ الْمُنِيَّ مِنْ ثِيَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَاسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ .

☆☆ حضرت محارب بن دثار رضی اللہ عنہ امام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے منی کو اس حال میں کھرچتی تھیں جب آپ (گھر میں) نماز پڑھ رہے ہوتے اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کی سند منقطع ہے۔

34- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ فِي الْمُنِيِّ يُصِيبُ الثُّوبَ قَالَ أَمِطُهُ عَنْكَ بِعُودٍ أَوْ إِذْخِرَةٍ لَئِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ أَوْ الْبَصَاقِ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَصَحَّحَهُ .

قال النيسابوري هذا أقوى الآثار لمن ذهب إلى طهارة المنى وليكنه لا يساوي الأخبار الصحيحة التي استدلل بها على النجاسة ومع ذلك يحتمل أن يكون التشبيه في الإزالة والتطهير لآلئ الطهارة .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں انہوں نے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے بارے میں فرمایا کہ تم اسے لکڑی یا گھاس کے ذریعے دور کر دیا کرو وہ تو ریشم یا تھوک کی طرح ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا کتاب

۳۲. سنن دارقطنی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی طہارۃ المنی النج ج ۱ ص ۱۲۴

۳۳. صحیح ابن حزیمة جماع ابواب تطہیر الثوب ج ۱ ص ۱۴۷ معرفة السنن والآثار کتاب الصلوة باب المنی ج ۲ ص ۳۸۳ تلخیص البیہق کتاب الطہارۃ باب النجاسات ج ۱ ص ۳۲

۳۴. معرفة السنن والآثار للبیہقی و کتاب الصلوة باب المنی ج ۲ ص ۳۸۳ رقم الحدیث نمبر ۵۰۳۲ ذکرہ اکثر الکبریٰ کتاب الصلوة باب المنی یصیب الثوب ج ۲ ص ۴۱۷

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے قوی دلائل ہیں جو منی کے پاک ہونے کی طرف سے ہیں لیکن یہ ان صحیح احادیث کے برابر نہیں ہو سکتے جن سے منی کے پلید ہونے پر استدلال کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی احتمال ہے کہ نبی پاک ﷺ کا منی کورینٹھ یا تھوک کے ساتھ تشبیہ دینا۔ محض اسے دور کرنے اور پاک کرنے میں ہونہ کہ منی کے پاک ہونے میں۔

منی کے نجس ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ منی ناپاک ہے اگر منی کسی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اسے دھو کر پاک کر لینا چاہئے چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح سنک (یعنی ناک سے نکلنے والی) رطوبت پاک ہے اسی طرح منی بھی پاک ہے۔

مسند امام احمد حنبل 235-6 میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو جب بھی منی لگتی تو کپڑا دھوتے پھر نماز کے لیے تشریف لے جاتے آپ کے کپڑے میں دھلے ہوئے کپڑے میں تری کا نشان میں خود دیکھتی۔

الم نخلقکم من ماء مہین . کیا ہم نے تمہیں ذلیل پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے منی کو ماء مہین یعنی گنداپانی فرمایا ہے تم کہیں تمام قرآن کریم میں دکھاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ماء طہور فرمایا ہو، ورنہ ہم سمجھیں گے تم منکر قرآن ہو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلو من طیبہ ما رزقکم تم کھاؤ جو ہم نے تمہیں پاک رزق دیا ہے۔ قرآن کریم سے بھی ثابت ہوا کہ پاک چیز کو اللہ تعالیٰ نے کھانے کا بھی ارشاد فرمایا ہے۔

وہابیوں کے نزدیک منی پاک ہے تو کھاتے کیوں نہیں۔۔۔ مرد مکھن جمع کرو اور کھا کر لطف اٹھاؤ اگر منی نہ کھاؤ تو پھر بھی تم قرآن کریم کے منکر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو تمہیں ہم نے پاک رزق دیا ہے کھاؤ۔ تو تمہارا منی کو نہ کھانا یہ بھی منی کے پلید ہونے کی دلیل ہے۔ پھر فرمایا یسنلونک ماذا احل لکم الطیبت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے سوال کرتے ہیں ان کے لئے کوئی چیز حلال ہے آپ فرمائیے پاک چیزیں تمہارے لیے حلال ہیں، اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاک چیزیں حلال ہیں۔

مسلمانوں ابلا شک محلے کی منی اکھٹی کر کے محلے کے کسی وہابی کو عطا کر دیں محلہ دار وہابی کو یہی نعمت کافی رہے گی۔ پھر فرمایا ما خرج من السبلین جو دونوں راستوں سے نکلے مفسد وضو ہے، جس چیز کے نکلنے سے پاکیزگی دور ہو جاتی ہے وہ خود پاک کیسے

سکھائی جائے۔

بَابُ فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ

یہ باب منی کو کھرچنے کے بیان میں ہے

منی کو کھرچنے کے بیان میں

35- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَجْزِيكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَمْ تَرَهُ لَصَحَّتْ حَوْلَهُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي الْفَرْكَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكًا فَيَصِلُنِي بِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ . وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَلَانِي لَأَحْكُمَهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَابِسًا يَظْفُرِي .

★★ حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مہمان آیا۔ وہ صبح کو کپڑے دھو رہا تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تو نے کپڑے پر کوئی داغ دیکھا تھا تو صرف اس جگہ کو دھو لیتے اور اگر نہیں دیکھا تھا تو کپڑے کے چاروں طرف پانی چھڑک لیتے کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں پر منی ہوتی تو بے شک میں اسے (خشک ہونے کی صورت میں) کھرچ دیا کرتی تھی اور رسول اللہ ﷺ ان کپڑوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں خشک منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اپنے ناخن کے ساتھ کھرچ رہی ہوں۔

شرح

یہ حدیث بھی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق منی کے ناپک ہونے کو وضاحت کے ساتھ ثابت کر رہی ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ تر منی کو دھونا چاہئے اور گاڑھی منی کو جو کپڑے کے اندر سرایت نہ کرے خشک ہونے کے بعد کھرچ کر اور رگڑ کر صاف کر دینا چاہئے۔

36- وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَابِسًا وَأَغْسِلُهُ إِذَا كَانَ رَطْبًا . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَبُو عَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ آپ ہی بیان فرماتی ہیں جب منی خشک ہوتی تو میں اسے رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے کھرچ دیتی اور جب وہ تر ہوتی تو میں اس کو دھوتی تھی۔ اس حدیث کو امام دارقطنی رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ اور ابو عوانہ نے روایت کیا اپنی صحیح میں اور اس کی سند صحیح ہے۔

۳۵۔ مسلم کتاب الطہارۃ باب حکم المنی ج ۱ ص ۱۴۰

۳۶۔ دارقطنی کتاب الطہارۃ باب ماورد فی طہارۃ المنی..... الخ ج ۱ ص ۱۲۵ طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم المنی ج ۱ ص ۴۱

ابو عوانہ بیان تطہیر الثوب ج ۱ ص ۲۰۴

37- وَعَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ ضَيْفٌ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأُجِيبَتْ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ
فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِحَيْثِهِ . رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُودِ فِي الْمُسْتَفْرَغِ
وَأَسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک شخص مہمان تھا اسے استحمام ہو گیا تو اس نے اس منی کو دھونا شروع کر دیا جو اسے لگی تھی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کو رگڑ کر دور کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اس حدیث کو ابن جارود نے سننی میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

منی نجس ہونے یا نہ میں بعض فقہی مذاہب اور غیر مقلدین کا مذہب

منی کے پاک اور ناپاک ہونے کے بارے میں حدیثیں مختلف آئی ہیں، بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منی پاک ہے اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناپاک ہے، اسی وجہ سے اس بارے میں علماء کی رائیں مختلف ہیں، امام شافعی اور امام احمد و اصحاب الحدیث کے نزدیک منی پاک ہے، امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ بہت سے لوگوں کا مذہب ہے کہ منی پاک ہے اور حضرت علیؓ اور سعد بن وقاص اور عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی مروی ہے کہ منی پاک ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ناپاک ہے۔

اصحاب الحدیث کے نزدیک منی کے پاک ہونے کی تصریح حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ 165 جلد 1 میں اور نووی نے شرح صحیح مسلم صفحہ 140 میں کی ہے مگر متاخرین اہل حدیث میں علامہ شوکانی کی تحقیق یہ ہے کہ منی ناپاک ہے۔ چنانچہ انہوں نے نیل الاوطار صفحہ 54 جلد 1 میں اس مسئلہ کو مع ما لہا دما علیہا لکھا کر آخر میں لکھتے ہیں، فالصواب (1) ان المنی نجس یجوز تطہیرہ باحد الامور الواردۃ انتہی، یعنی صواب یہ ہے کہ منی نجس ہے اس کا پاک کرنا کسی ایک طریقہ سے منجملہ ان طریقوں کے جو احادیث میں وارد ہیں جائز ہے۔

جن علماء کے نزدیک منی پاک ہے، ان کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جن میں منی کے کھرچنے اور چھیلنے کا ذکر ہے، وہ کہتے ہیں کہ اگر منی ناپاک اور نجس ہوتی تو اس کا صرف کھرچنا و چھیلنا کافی نہ ہوتا بلکہ اس کا دھونا ضروری ہوتا، جیسے کہ تمام نجاستوں کا حال ہے اور جن حدیثوں میں منی کے دھونے کا بیان ہے ان احادیث کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اور ان لوگوں کی ایک دلیل ابن عباسؓ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا منی کے بارے میں جو کپڑے میں لگ جائے تو آپ نے فرمایا منی بمنزلہ تحک اور رینٹ کے ہے، کسی خرقة سے یا آخر سے اس کا پونچھ ڈالنا کافی ہے۔ رواہ احمد و قطنی قال فی المستفی بعد ذکرہ رواہ الدارقطنی وقال لم یرفعه غیر الحق الا زرق عن شریک قلت وهذا لا یضر لان الحق ام مخرج عنہ فی یحسین فیقب رفعہ و زیادۃ انتہی، اور ان لوگوں کی ایک دلیل حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ اپنے کپڑے سے منی کو ذخر کی جڑ سے

پہنچتے تھے پھر اس میں نماز پڑھتے تھے۔ اور جب کہ خشک ہوتی تو کپڑے سے کھرچتے تھے پھر اس میں نماز پڑھتے تھے۔ آخر جب احمدی مسند ذکرہ فی المسنی۔

اور جو علماء منی کو ناپاک کہتے ہیں، ان کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جن میں منی کے دھونے کا ذکر ہے، وہ کہتے ہیں کہ منی اگر پاک ہوتی تو اس کے دھونے کی کیا ضرورت تھی جو چیز نجس و ناپاک ہوتی ہے وہی دھوئی جاتی ہے اور ان لوگوں کی ایک دلیل عمار کی یہ مرفوع روایت ہے کہ نہ دھویا جائے کپڑا مگر پانچابہ اور پیشاب اور ندی اور منی اور خون اور تے سے، مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ (دیکھو نیل الاوطار صفحہ 54 جلد 1)

حافظ ابن حجر فتح اسبازی میں لکھتے ہیں کہ منی کے دھونے اور منی کے کھرچنے کی حدیثوں میں تعارض نہیں ہے کیونکہ جو لوگ منی کے پاک ہونے کے قائل ہیں ان کے قول پر ان احادیث میں تطبیق و توفیق واضح ہے، بایں طور کہ دھونے کو استحباب پر محمول کریں، تطہیف کے لیے نہ وجوب پر اور یہ طریقہ شافعی اور احمد اور اہل حدیث کا ہے اور جو لوگ منی کی نجاست کے قائل ہیں ان کے قول پر بھی ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے، بایں طور کہ دھونے کو تر منی پر محمول کریں اور کھرچنے کو خشک پر اور یہ طریقہ حنفیہ کا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ پہلے طریقہ ارجح ہے کیونکہ اس میں حدیث اور قیاس دونوں پر عمل ہوتا ہے، اس واسطے کہ منی اگر نجس ہوتی تو قیاس یہ تھا کہ اس کا دھونا واجب ہوتا اور اس کا صرف کھرچنا کافی نہ ہوتا جیسے خون وغیرہ اور دوسرے طریقہ کو حضرت عائشہؓ کی یہ روایت رد کرتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو آخر کی جڑ سے دور کرتی تھیں پھر آپ اس میں نماز پڑھتے تھے اور جب کہ منی خشک ہوتی تو آپ کے کپڑے سے کھرچتی تھیں، پھر آپ اس میں نماز پڑھتے تھے اس واسطے کہ یہ روایت متضمن ہے ترک غسل پر منی کے تر ہونے کی حالت میں بھی اور خشک ہونے کی حالت میں بھی۔ عبارت الفتح کذا۔

منی کو کھرچ دینے اور دھونے کی حدیثوں میں تعارض نہیں ہے، کیونکہ جو لوگ منی کو پاک کہتے ہیں، ان کے مذہب پر یہ اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ دھونا استحباب پر محمول کیا جائے نہ کہ وجوب پر، امام احمد، شافعی اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے اور جو اس کو ناپاک کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس طرح جمع ہو سکتی ہیں کہ تر کے لیے دھونا ہے اور خشک کے لیے کھرچنا، یہ احناف کا مسلک ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَذِي

یہ باب مذی کے بیان میں ہے

مذی کے احکام کے بیان میں

38- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً لَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنِهِ فَأَمَرْتُ الْمُقَدَّادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں مجھے مذی بہت آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ سے براہ راست اس کا حکم معلوم کرنے سے مجھے شرم آتی تھی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں تو میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو۔ مقداد نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے آلہ تناسل کو دھو کر وضو کر لے کرے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

39- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنيفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَلْقَى مِنَ الْمَذِي شِدَّةً وَكُنْتُ أَكْثَرُ مِنَ الْإِغْتِسَالِ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ بِمَا يُصِيبُ ثَوْبِي مِنْهُ قَالَ يَكْفِيكَ بَأَن تَأْخُذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَتَضَحَّ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى آلَهُ أَصَابَهُ . رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میری کثرت کے ساتھ مذی نکلتی تھی اور میں اس سے اکثر غسل کرتا تھا۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کے لئے تجھے وضو کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے عرض کی اس مذی کا کیا کروں جو میرے کپڑے کو لگ جائے؟ تو فرمایا تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کپڑے کی جس جگہ تم اسے لگا ہوا دیکھو اس پر ایک چلو پانی چھڑک دو۔ اس کو اصحاب اربعہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

40- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ هُوَ الْمَنِيُّ وَالْمَذِي وَالْوَدِيُّ فَأَمَّا الْمَذِي وَالْوَدِيُّ فَإِنَّهُ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ وَأَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيهِ الْغُسْلُ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وہ منی۔ مذی اور ودی ہے۔ بہر حال مذی اور ودی میں تو وہ اپنے عضو مخصوص کو دھوئے گا اور وضو کرے گا اور منی میں غسل کرنا واجب ہے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۳۸. بخاری فی الغسل باب غسل الذی والوضوء منہ ج ۱ ص ۴۱ و مسلم کتاب الحيض باب المذی ج ۱ ص ۱۴۳

۳۹. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب فی المذی ج ۱ ص ۲۸ ترمذی ابواب الطہارات باب فی المذی یصیب الثوب ج ۱ ص ۳۱ ابن

ماجة ابواب الطہارۃ باب الوضوء من المذی ص ۳۹

۴۰. طحاوی کتاب الطہارۃ باب الرجل یخرج من ذکرہ المذی ج ۱ ص ۴۰

مندی کے سبب صرف وجوب وضو ہونے میں فقہی مذاہب

امام ابو یوسفی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہمیں علم نہیں کہ محمد بن اسحاق کے علاوہ بھی اس طرح کی کوئی حدیث کسی نے روایت کی ہو اور اختلاف کیا ہے اہل علم نے مندی کے بارے میں کہ اگر مندی کپڑوں کو لگ جائے۔ تو بعض اہل علم کے نزدیک اس کا دھونا ضروری ہے۔

یہی قول امام شافعی اور اسحاق کا ہے اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس پر پانی کے چھینٹے مار دینا ہی کافی ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ پانی چھڑکنا ہی کافی ہوگا۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر ۱۱۰)

مندی اور ودی میں غسل لازم نہ ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

اہل علم نے مندی کے بارے میں کہ اگر مندی کپڑوں کو لگ جائے تو بعض اہل علم کے نزدیک اس کا دھونا ضروری ہے یہی قول امام شافعی اور اسحاق کا ہے اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس پر پانی کے چھینٹے مار دینا ہی کافی ہے اور امام احمد فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ پانی چھڑکنا ہی کافی ہوگا۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر ۱۱۰)

علامہ علاؤ الدین کا سانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ مندی اور ودی میں غسل نہیں ودی میں غسل اس لئے نہیں ہے کیونکہ وہ پیشاب کا بقیہ ہے اور مندی کے بارے میں حدیث مبارکہ ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایسا مرد ہوں جسے مندی آتی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا آتی ہے کیونکہ ان کی بیٹی میرے نکاح میں ہے تو انہوں نے حضرت مقداد بن اسود کو حکم دیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مرد کو مندی آتی ہے اور اس میں وضو ہے۔

یہ حدیث مندی پر وضو کے لزوم پر نص ہے۔ اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ غسل کی نفی کو بیان کرنے والی ہے کیونکہ مندی کثیر الوقوع ہے اور اس کی علت اس حکم سے بھی واضح ہے ”کل فخل یمدی“ ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۳۷، بیروت)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ

پیشاب سے متعلق احکام کے بیان میں

41- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتِيزِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَفَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسُا - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ نے

فرمایا ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب کسی ایسی وجہ سے نہیں ہو رہا جس سے بچنا مشکل ہو بہر حال ان میں سے آپ پر تو وہ پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا پھر آپ نے ایک سبز شاخ لی اس کے دو ٹکڑے کئے ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا پھر فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔ اس حدیث پاک شیخین نے روایت کیا۔

42- وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَالْحَاكِمُ .

☆ حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عذاب قبر پیشاب سے (نہ بچنے کی وجہ) سے ہوتا ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا اور دارقطنی رحمہ اللہ اور امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

43- وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ فَقَالَ إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَاغْسِلُوهُ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ . رَوَاهُ الْبُزَارُ وَقَالَ فِي التَّلْخِصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پیشاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جب تمہیں پیشاب لگ جائے تو اسے دھویا کر کیونکہ مجھے یقین ہے کہ عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے اور اس کو بزار نے روایت کیا اور صاحب تلخیص نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

نجاستوں کو پاک کرنے کے مختلف طرق و ذرائع کا بیان

نجاستوں کے پاک کرنے کا طریقہ جو چیزیں اپنی ذات سے ناپاک (نجس) نہیں ہیں لیکن کسی نجاست کے لگنے کی وجہ سے ناپاک ہو گئیں ان کے پاک کرنے کے دس طریقہ ہیں۔

دھونا پانی اور ہر بہنے والی رقیق و پاک چیز سے کہ جس سے نجاست دور ہو سکے وہ نجاست پاک کی جاسکتی ہے جیسے سرکہ، گلاب، زعفران کا پانی، عرق باقلا، درختوں، پھلوں اور تربوز کا پانی وغیرہ مائعات جن سے کپڑا بھگو کر نچوڑا جاسکے، لیکن جس میں چکنائی ہو اور جس سے بھگو کر کپڑا نچوڑا نہ جاسکے اس سے نجاست دور کرنا جائز نہیں، جیسے تیل، گھی، شوربا، شہد، شیرہ وغیرہ۔ اگر نجاست خشک ہونے کے بعد نظر آنے والی ہو تو نجاست کا وجود دور کیا جائے اور اس میں دھونے کی تعداد کا اعتبار نہیں اگر ایک ہی مرتبہ کے دھونے میں اور نجاست اور اس کا اثر یعنی رنگ و بو چھوٹ جائے تو وہی کافی ہے لیکن پھر بھی تین بار دھولین مستحب ہے۔

اور اگر تین مرتبہ میں بھی اثر نہ چھوٹے تو اس وقت تک دھوئے جب تک وہ اثر بالکل نہ چھوٹ جائے اثر زائل کرنے کے

لئے صابن وغیرہ کی ضرورت نہیں اگر صاف پانی آنے لگے اور نجاست کا جسم دور ہو جائے مگر رنگ باقی رہ جائے اور وہ دور نہیں ہوتا تو اس کا مذاقہ نہیں اور رنگدار نجاست بذات خود نجس نہیں تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا خواہ رنگدار پانی لکھتا رہے مثلاً رنگنے کے لئے رنگ گھولا اور اس میں کسی بچے نے پیشاب کر دیا یا کوئی اور نجاست پڑ گئی اور اس سے کپڑا رنگ لیا تو تین بار دھو ڈالیں پاک ہو جائے گا اگرچہ پھر بھی رنگ لکھتا رہے۔ اگر نجاست خشک ہونے پر نظر آنے والی نہ ہو تو اس کو تین بار دھوئے، اور جو چیز نچوڑی جاسکتی ہے اس کو ہر مرتبہ نچوڑنا شرط ہے۔

اور تیسری مرتبہ خوب اچھی طرح پوری طاقت سے نچوڑے ہر شخص کی اپنی طاقت کا اعتبار ہے جو چیز نچوڑی نہیں جاسکتی جیسے چٹائی یا بھاری کپڑا یا دری، کبیل وغیرہ تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ خشک کرے اور خشک کرنے کی حد یہ ہے کہ اس کو لٹکا کر اتنی دیر چھوڑ دے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے بالکل سوکھنا شرط نہیں اگر وہ بھاری چیز ایسی ہو کہ نجاست کے جذب نہیں کرتی جیسے چٹائی وغیرہ تو صرف تین بار کے دھو لینے سے پاک ہے جائے گا ہر بار اتنی دیر چھوڑنا کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ ضروری نہیں۔

جذب کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے چیزیں تین قسم کی ہیں اول جو نجاست کے بالکل جذب نہیں کرتی جیسے لوہا تانبا پتیل وغیرہ کی چیزیں دھو لینے سے پاک ہو جاتی ہیں اور پونچھ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتی ہیں جبکہ اثر جاتا رہے اور وہ کھردری نہ ہو دوم جو نجاست کو بہت زیادہ جذب نہ کرے لیکن کچھ نہ کچھ جذب کرے جیسے چٹائی وغیرہ یہ بھی نجاست دور ہو جانے پر پاک ہو جاتی ہیں سوم جو بالکل جذب کر لیتی ہیں جیسے کپڑا وغیرہ ایسی چیزوں کو پاک کرنے کے لئے تین بار کا دھونا اور ہر بار نچوڑنا چاہئے اگر وہ چیز نچوڑی نہ جاسکے تو ہر بار لٹکا کر اس قدر چھوڑنا چاہئے کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ

بچے کے پیشاب کے بیان میں

44- عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مَخْصَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا آتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى تَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَضَحَّهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

☆☆ حضرت ام قیس بنت مخسن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں وہ اپنے چھوٹے بچے کو لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں بٹھالیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ پس آپ نے پانی نہ بگاڑا اور اس پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

45- وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ أُمِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَّيْتُ لَبَالَ عَلَى قُرْبِهِ فَنَدَعَا بِمَاءٍ فَاتَّبَعَهُ ابْنَاهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی پاک ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگا کر اس پر ڈال دیا۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

46- وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِي بِالْقَبِيَّانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأَتِي بِصَبِيٍّ مَرَّةً لَبَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ صُبُّوا عَلَيْهِ الْمَاءَ صَبًّا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ پر پیشاب کر دیا تو آپ نے فرمایا اس پر اچھی طرح پانی ڈال دو۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

47- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضِجُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسِلُ قَالَ قَتَادَةُ هَذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَالْأَخْرُونَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ حکم اس وقت ہے جب وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اگر وہ کھانا شروع کر دیں تو ان دونوں کے پیشاب کو دھویا جائیگا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ، امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

48- وَعَنْ أَبِي السَّمْحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عَادِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ بِالْحَسَنِ أَوْ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ فَأَرَادُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُشَّهُ فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُرْمَى مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَالسَّائِي وَالْأَخْرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ

۴۵۔ بخاری فی الوضوء باب بول الصبیان ج ۱ ص ۳۵ مسلم کتاب الطہارۃ باب حکم بول الطفل الرضيع الخ ج ۱ ص ۱۳۹
ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب بول الصبی یصیب الثوب ج ۱ ص ۵۳ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی نضح بول الغلام ج ۱ ص ۳۱ نسائی کتاب الطہارۃ باب بول الصبی الذی الخ ج ۱ ص ۵۶ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی بول الصبی الذی لم یطعم ص ۴۰ مسند احمد ج ۶ ص ۳۵۵

۴۶۔ بخاری کتاب الوضوء باب بول الصبیان ج ۱ ص ۳۵ طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم بول الغلام ج ۱ ص ۶۸
۴۷۔ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب بول الصبی یصیب الثوب ج ۱ ص ۵۴ مسند احمد ج ۱ ص ۷۶
۴۸۔ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب بول الصبی یصیب الثوب ج ۱ ص ۵۴ نسائی ابواب الطہارۃ باب بول الجاریۃ ج ۱ ص ۵۷ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی بول الصبی الخ ص ۴۰ ابن خزیمة کتاب الوضوء ج ۱ ص ۱۴۳ مستدرک حاکم کتاب الطہارۃ باب ينضح بول الغلام الخ ج ۱ ص ۱۶۶

وَالْحَاكِمُ وَحَسَنَةُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ پس آپ کے پاس امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ لائے گئے تو انہوں نے آپ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا پس صحابہ نے اسے دھونے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اس پر پانی چھڑک دو کیونکہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے۔ اس حدیث پاک کو ابن ماجہ ابوداؤد نسائی اور دیگر محدثین رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا۔

49- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى بَطْنِهِ أَوْ عَلَى صَدْرِهِ حَسَنٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَوْلَهُ أَسَارِيعَ لَقْمِنًا إِلَيْهِ فَقَالَ دَعُوهُ فِدَايَ بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبدالرحمن بن ابولیلی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ کے پیٹ مبارک یا سینہ اقدس پر امام حسن رضی اللہ عنہ یا امام حسین رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا حتیٰ کہ میں نے ان کے پیشاب کی لکیریں دیکھیں تو ہم ان کی طرف اٹھے تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر آپ نے پانی مٹایا اور اس پر ڈال دیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

50- وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا وَلَدَ الْحُسَيْنُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغْطِيهِ أَوْ أَدْفَعُهُ إِلَيَّ فَلَا كِفْلَةَ أَوْ أَرْضَعُهُ بِلَيْسِي بِالْفَعْلِ فَاتَّبَعَتْهُ بِهِ فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ فَقَالَ عَلَيْهِ لَأَمْسَابُ إِذَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ أَغْطِيهِ إِذَا رَأَى أَغْسِلُهُ قَالَ إِنَّمَا يُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے مجھے عطا فرمائیں تاکہ میں ان کی کفالت کروں (یا) فرمایا تاکہ میں ان کو اپنا دودھ پلاؤں تو آپ نے ایسا ہی کیا پھر میں انہیں (ایک دن) لے کر آئی اور آپ کے سینے پر بٹھا دیا تو انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ پس پیشاب آپ کی چادر مبارک تک پہنچ گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی چادر مجھے دیجئے تاکہ میں اسے دھوؤں تو آپ نے فرمایا کہ بچے کے پیشاب پر صرف پانی ڈالا جاتا ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

51- وَعَنْ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا أَبْصَرَتْ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ مَا لَمْ يَطْعَمْ فَإِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

۴۹ طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم بول الغلام ج ۱ ص ۶۸

۵۰ طحاوی کتاب الطہارۃ باب حکم بول الغلام ج ۱ ص ۶۸

۵۱ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب بول الصبی یصوب الثوب ج ۱ ص ۵۴

قَالَ الْيَتِيمُ لَا جَلَّ أَمْنَالِ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ فَهَبَ الطَّحَاوِيُّ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّضْحِ فِي بَوْلِ الْغُلَامِ صَبُّ الْمَاءِ عَلَيْهِ تَوَلُّفًا بَيْنَ الْأَعْيَادِ

★★ حضرت حسن بھری رحمہ اللہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ دو لڑکے کے پیشاب پر پانی بہاتی تھیں جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو اور جب وہ کھانا شروع کر دیتا تو اسے دھوتی اور لڑکی کے پیشاب (مطلقاً) دھوتی تھیں۔ اس حدیث پاک کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں ان جیسی روایات کی وجہ سے علامہ طحاوی اس طرف گئے ہیں کہ لڑکے کے پیشاب میں پانی چھڑکنے سے مراد پانی ڈالنا ہے تاکہ تمام احادیث کے درمیان تطبیق ہو جائے۔

شیر خوار بچے کے پیشاب سے پاکی حاصل کرنے میں فقہی مذاہب

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر شیر خوار بچہ جو اناج نہ کھاتا ہو کسی کپڑے وغیرہ پر پیشاب کر دے تو اسے دھونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس پر پانی چھڑک دینا کافی ہو جائے گا چنانچہ یہ حدیث بھی بظاہر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے مسلک کی تائید کر رہی ہے مگر حضرت امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک یہ ہے کہ بچے کے پیشاب کو بھی ہر حال میں دھونا ضروری ہے۔ اس حدیث میں "نضح" جو لفظ آیا ہے اور جس کے معنی چھڑکنا ہیں اس کے معنی یہ دونوں حضرات "دھونا" ہی فرماتے ہیں۔

پھر حدیث کے آخری الفاظ "لا یغسلہ" (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کو دھویا نہیں) کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب مل مل کر نہیں دھویا بلکہ بچے کے پیشاب کے پیش نظر معمولی طور پر اس پر پانی بہا کر دھو ڈالنا ہی کافی سمجھا یہ دونوں حضرات اس حدیث کی یہ مذکورہ تاویل اس لئے کرتے ہیں کہ دوسری احادیث مثلاً استنؤا من البول (یعنی پیشاب سے پاکی حاصل کرو) سے یہ بات بھراحت ثابت ہوتی ہے کہ ہر ایک پیشاب کو دھونا چاہئے۔ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں "نضح" سے مراد بغیر ملے اور نچوڑے پانی کا بہنا ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بچوں کو دعا و برکت حاصل کرنے کے لئے بزرگوں اور اولیاء اللہ کے پاس سے جانا مستحب ہے، نیز بچوں کے ساتھ تواضع و نرمی اور محبت و شفقت کا معاملہ کرنا بھی مستحب ہے۔

بَابُ فِي بَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ

ان جانوروں کے پیشاب کے بیان میں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے

52- عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا أُكِلَ لَحْمُهُ . رَوَاهُ

الذَّارُ قُطَيْبِيُّ وَضَعَفَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاسْنَادُهُ وَاهٍ جَدًّا .

★★ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان جانوروں کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

اسے دارقطنی نے روایت کیا اور ضعیف قرار دیا اور اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے جس کی سند بہت زیادہ کمزور ہے۔

گوشت خوردہ جانوروں کے پیشاب کے نجس ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے حضرت امام مالک، حضرت امام احمد، حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اور بعض شوافع حضرات نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ جن جانوروں کے گوشت کھائے جاتے ہیں ان کا پیشاب پاک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور تمام علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ نجس ہے، یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے مقابلے میں ایک حدیث عام وارد ہے کہ الحدیث (امْتَنَزِ هُوَ مِنَ الْبَوْلِ فَإِنَّ عَاقِبَةَ الْعَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ) یعنی پیشاب سے پاکی حاصل کرو اس لئے کہ عذاب قبر اکثر اسی سے ہوتا ہے) لہذا اس حدیث کی عمومیت کے پیش نظر ناپاک و نجس ثابت ہوا اس لئے اس احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ جن جانوروں کے گوشت کھائے جاتے ہیں ان کے پیشاب کو بھی ناپاک کہا جائے۔

حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے

حنفی فقہاء بھی پیشاب کو نجس تو قرار دیتے ہیں مگر ضرورت کے وقت اس کا استعمال جائز قرار دیتے ہیں۔ کیا اضطراب کی حالت مراد ہے؟ اگر ہاں تو ہم جانتے ہیں کہ حدیث کے مطابق سارے مدینے میں یہ بیماری پھیلی تھی تو باقی لوگوں نے جس طرح علاج کیا ہوگا ان لوگوں کا علاج بھی اسی طریقے کے مطابق ہونا چاہیے تھا؟ اور اگر ان لوگوں کے لئے حلال طریقہ علاج موجود نہیں تھا اور ان کے لئے اضطراب کی حالت پیدا ہوگئی تھی تو باقی مدینہ کے لوگوں کے لئے کیا اضطراب کی حالت نہیں تھی؟ کیوں کہ اضطراب کی حالت اس وقت پیدا ہوگی جب حلال طریقہ علاج موجود نہ ہو۔ تو باقی مدینہ کے لوگوں نے اس بیماری کا علاج کیسے کیا تھا؟

شمس الائمہ سرخسی حنفی فرماتے ہیں کہ قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت بیان کی ہے اس میں اونٹنیوں کے دودھ پینے کا ذکر ہے پیشاب پینے کا نہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس کا ذکر حمید کی روایت میں بھی ہے (یادر ہے کہ ہم نے مسلم کی جو روایات لکھیں ہیں ان میں سب سے پہلی روایت کے سب سے آخری راوی جنہوں نے یہ روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی وہ حمید ہی ہیں۔

مگر اس روایت میں پیشاب پینے کا ذکر بھی ہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ علامہ سرخسی حنفی کوئی روایت اس واقعے سے متعلق ایسی بھی جانتے تھے جس میں صرف دودھ پینے کا ذکر تھا پیشاب پینے کا نہیں تھا۔ حمید کی وہ روایت کہاں گئی؟ کیوں کہ اگر صرف دودھ سے علاج مقصود ہو تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ مگر حمید کی بیان کردہ مسم کی روایت کے

حضرت انس کے بعد سب سے پہلے راوی تو خود حمید ہی ہیں تو کیا انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو قسم کی روایات بیان کیں تھیں ایک میں صرف دودھ پینے کا تذکرہ تھا اور ایک میں دودھ اور پیشاب دونوں کا۔

حمید کی روایت میں کہیں صرف دودھ سے علاج کرنا بیان کرتے ہیں اور کہیں دودھ اور پیشاب دونوں سے علاج کرنا بیان کرتے ہیں۔

علامہ سرخسی حنفی اسی بنیاد پر کہ روایات میں دو احتمال ہیں کہیں دودھ اور کہیں دودھ اور پیشاب پینے کا۔ اس بات کو صحیح نہیں گردانتے کہ پیشاب پاک ہے بلکہ کہتے ہیں کہ انہیں دو احتمالات کی وجہ سے پیشاب کی طہارت پر حجت نہیں ہے۔ کیا علامہ سرخسی حنفی کی یہ بات قرین قیاس نہیں ہو سکتی؟

علامہ بدرالدین عینی حنفی نے لکھا کہ اس معاملے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کرنا زیادہ بہتر ہے کہ جس میں پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے کیوں کہ اس عذاب قبر کا خطرہ ہے اور اس حدیث کا تقاضہ ہے کہ ہر قسم کے پیشاب سے اجتناب کیا جائے، یعنی علامہ عینی کے نزدیک پیشاب پینے کی احادیث سے بہتر ہے کہ پیشاب سے بچنے کی حدیث سے استدلال کیا جائے اور ہر قسم کے پیشاب سے بچا جائے۔ کیا علامہ عینی کی یہ بات زیادہ قرین قیاس نہیں ہو سکتی اگر نہیں تو کیوں؟

یہی علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک حرام چیزوں سے علاج کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جب یہ بات معلوم ہے کہ جانوروں کے پیشاب نجس ہیں۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ حلال جانوروں کے فضلات نجس ہیں اور ہمارے فقہاء نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ ان کو اونٹنیوں کا پیشاب پلانا علاج کی ضرورت سے تھا۔ اور ہمارے نزدیک خمر (انگور کی شراب) اور دیگر نشہ آور چیزوں کے سوا ہر نجس چیز سے علاج کرنا جائز ہے۔

علامہ خطابی کہتے ہیں کہ ہر انسان کا علاج اس کی عادات کے مطابق کرنا چاہیے کیوں کہ وہ لوگ مگوار اور جنگلی تھے ان کی عادت تھی کہ وہ اونٹنیوں کا پیشاب اور دودھ پی لیتے تھے اور وہ جنگلوں میں رہنے والے تھے جب وہ شہر میں آئے تو نامناسب آب و ہوا کی وجہ سے بیمار پڑ گئے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مانوس اور مزاج کے مطابق غذا کی ہدایت کی۔ (علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ دستانی، بی ماکہ، اکمال کمال احسن)

پیشاب سے بچنے کا حکم اور ائمہ کرام کی تصریحات

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: "ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، اور انہیں کسی بڑی چیز کی بنا پر عذاب نہیں ہو رہا، یا یہ فرمایا: پھر فرمایا: کیوں نہیں، ان میں سے ایک شخص تو پیشاب سے بچتا نہیں تھا، اور دوسرا شخص چغلی اور غیب کرتا تھا" اور صحیح مسلم میں بھی یہی حدیث وارد ہے، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اور دوسرا شخص پیشاب سے بچتا نہیں تھا"

میرا سوال یہ ہے کہ حدیث میں استنار اور تنزہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس میں کیا فرق ہے، اور دونوں روایتوں میں موافقت کیسے دی جاسکتی ہے؟

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے باغوں میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے تو دو انسانوں کو ان کی قبر میں عذاب دیے جانے کی آواز سنی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

"ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور انہیں عذاب کسی بڑی چیز کی بنا پر نہیں ہو رہا، پھر فرمایا: کیوں نہیں، ان میں سے ایک شخص تو اپنے پیشاب سے بچتا نہیں تھا، اور دوسرا چغلی اور غیب کرتا تھا، پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک سبز ٹہنی منگوائی اور اسے دو ٹکڑے کر کے ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔

کسی نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا؟
تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہوگی یا ان کے خشک ہونے تک ان پر تخفیف کی جائیگی۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر (216) صحیح مسلم حدیث نمبر (292)

علامہ بد الدین عینی حنفی متونی ہجری لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کرنا بہتر ہے پیشاب (کی چھینٹوں) سے اجتناب کرو کیوں کہ عموماً عذاب قبر پیشاب کے سبب سے ہوتا ہے۔ یہ حدیث امام ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ اور امام ابن خزیمہ اور دیگر ائمہ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس حدیث کی وعید کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر قسم کے پیشاب سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ (علامہ بد الدین عینی حنفی، عمدۃ القاری، مطبوعہ دارۃ الطہارۃ المنیر، مصر)

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ لا یستترہ عن البول او من البول "

اور نسائی کی روایت میں ہے: لا یستبرء من بولہ "

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "لا یستبرء من بولہ" اس میں تین روایات ہیں: "یستتر" دو تاء کے ساتھ اور "یستترہ" زاء اور ہاء کے ساتھ اور "یستبرء" باء اور ہمزہ کے ساتھ، یہ سب روایات صحیح ہیں اور ان کا معنی یہ ہے کہ وہ پیشاب کے چھینٹوں سے اجتناب اور احتراز نہیں کرتا تھا۔ (شرح مسلم للنووی (3، 201)

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

تو: "لا یستبرء" اکثر روایات میں ایسا ہی ہے، اور ابن عساکر کی روایت میں "یستبرء" کے لفظ ہیں، اور مسلم اور ابو داؤد کی اعمش سے مروی روایت میں "یستترہ" کے لفظ ہیں۔

اکثر روایات کی بنا پر "یستتر" کا معنی یہ ہوگا کہ: وہ اپنے اور پیشاب کے درمیان آڑ نہیں کرتا تھا یعنی وہ اس کے چھینٹوں

حفاظت نہیں کرتا تھا، تو لا یستترہ والی روایت کے موافق ہو جائیگا کیونکہ تنزہ ابعاد کو کہا جاتا ہے۔
اور ابو نعیم کی المستخرج میں وکیع عن الاعمش کے طریق سے روایت میں ہے کہ: "لا یتوقع" اور یہ تفسیر ہے کہ اس سے کیا مراد ہے، اور بعض علماء نے اسے اپنے ظاہر پر ہی رکھتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ نہیں چھپاتا تھا۔
اور "الاستبراء" والی روایت تو بچاؤ کے اعتبار سے زیادہ بلند ہے۔

ابن دقیق العید کہتے ہیں کہ: اگر استتار کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو یہ لازم آتا ہے کہ صرف شرمگاہ تنگی کرنا ہی مذکور عذاب کا سبب ہے، اور حدیث کا سیاق و سباق اس کی دلیل ہے کہ عذاب قبر کا باعث تو خاص پیشاب تھا، اس کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے ابن خزیمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث کو صحیح کہا ہے کہ:
"قبر کا اکثر عذاب پیشاب سے ہے" یعنی پیشاب سے نہ بچنا عذاب قبر کا باعث ہے، وہ کہتے ہیں: اس کی تائید حدیث میں "من" کے الفاظ سے ہوتی ہے، جب اس کی اضافت بول کی طرف ہوئی تو استتار کی نسبت جو معدوم تھی بول کی طرف ہے اور عذاب کا سبب ہے۔

دوسرے معنوں میں اس طرح کہ: عذاب کا ابتدائی سبب پیشاب ہے، اور اگر اسے صرف شرمگاہ تنگی کرنے پر ہی محمول کر لیا جائے تو یہ معنی زائل ہو جائیگا، تو اسے مجاز پر محمول کرنا متعین ہو گیا تا کہ سب احادیث کے الفاظ ایک معنی پر جمع ہو جائیں کیونکہ اس کا مخرج ایک ہی ہے، اور اس کی تائید مسند احمد کی ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث سے ہوتی ہے جو کہ اہل دہلی میں بھی ہے۔

"ان میں سے ایک کو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے"

اور طبرانی میں بھی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس جیسی ہی حدیث ملتی ہے۔ (فتح الباری (1 / 318)

منعانی کہتے ہیں۔

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ ان میں سے ایک کے عذاب کا سبب یہ تھا کہ: "اس لیے کہ وہ پیشاب سے اجتناب اور بچاؤ اختیار نہیں کرتا تھا" یا اس لیے کہ وہ اپنے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا یعنی وہ اپنے اور اپنے پیشاب کے مابین آڑ نہیں کرتا تھا تا کہ چھینٹے پڑنے سے بچ سکے، یا اس لیے کہ وہ بچتا نہیں تھا، یہ سب الفاظ روایات میں وارد ہیں، اور سب کے سب پیشاب سے بچنے اور اس کے چھینٹوں کے پڑنے کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

(سبل السلام ج 1، ص 119 - 120)

خلاصہ یہ ہوا کہ صحیح روایات کے الفاظ یہ ہیں۔ "لا یستر" اور "لا یستبرئ" اور "لا یسترہ" یہ سب الفاظ ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں، جیسا کہ آئمہ کرام کی کلام بیان ہو چکی ہے، اور اس میں اختلاف اصل کلمہ اور اس کے لغوی اشتقاق میں ہے لہذا کلمہ "لا یستر" استتار سے ہے، اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنے پیشاب کے مابین آڑ نہیں کرتا تھا۔

اور "لا یستبرئ" استبراء سے ہے جو کہ صفائی اور حفاظت کے معنی ہے۔ اور "لا یسترہ" کا لفظ تنزہ سے ہے اور اس کا

معنی ابعاد اور دوری ہے۔

لایوکل لحم کا جوٹھا ان کے پیشاب کی طرح ہے

علامہ محمود البخاری ابن مازہ حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ امام زفر علیہ الرحمہ کے نزدیک گدھے کا جوٹھا نجس ہے۔ جبکہ امام حسن کے نزدیک نجاست حقیقیہ ہے۔ اور امام محمد کے نزدیک طاہر ہونے کی روایت میں سہو ہے۔ کیونکہ صاحبین سے جو روایت اصل میں مذکور ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جب گدھے کے جوٹھے سے کچھ بھی پانی میں گر گیا خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو اس سے پانی فاسد ہو جائے گا اور اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔

اہل بغداد نے شیخین سے روایت کی ہے کہ لایوکل لحم کا جوٹھا ان کے پیشاب کی طرح ہے۔ جب وہ بڑے درہم سے بڑھ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

گھوڑے کے جوٹھے کے بارے میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے چار روایات بیان کی گئیں ہیں۔ (۱) مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اس کے سوا سے وضو کروں (۲) دوسری روایت امام حسن سے مروی ہے کہ وہ مکروہ ہے جس طرح اس کا گوشت مکروہ ہے۔ (۳) وہ مشکوک ہے جس طرح گدھے کا جوٹھا مکروہ ہے۔ کیونکہ آپ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت حرام ہے جیسے گدھے کا گوشت حرام ہے۔ (۴) اور ایک روایت آپ سے یہ ہے کہ وہ طاہر ہے۔ کیونکہ اس کے گوشت کی کراہت علت نجاست کی وجہ سے نہیں بلکہ آلہ جہاد کے طور پر احترام ہے۔ اور گوشت کی حرمت جب کراہت کی وجہ سے ہو تو وہ نجاست کو واجب نہیں کرتی جس طرح آدمی کا جوٹھا ہے اور صاحبین کے نزدیک اس کا جوٹھا طاہر ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گدھے کا پسینہ طاہر ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمار پر سواری فرمائی جبکہ اس کی پشت تنگی تھی اس طرح اس کا پسینہ ضروری امر ہے۔ اور یہ لوگوں کے لئے ضرورت ہے۔ اور گرمیوں میں اس کی تنگی پشت پر سفر کرنے میں پسینہ عام ہے۔ اور اسی طرح سردیوں میں بھی اس پر سفر کرتے ہیں لہذا اس کے پسینے سے بچنا ممکن نہیں۔ اگر بچنے کا حکم دیا جائے تو حرج لازم آئے گا۔

(محیط برہانی فی الفقہ النعمانی، ج ۱، ص ۱۰۵، ۱۰۶، بیروت)

بَابُ فِي نَجَاسَةِ الرَّوْثِ

یہ باب لید کی نجاست کے بیان میں ہے

لید کے ناپاک ہونے کے بیان میں

53- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطُ فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ

فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالتَّمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْ فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَالْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ

هَذَا وَكُنْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

★★ حضرت عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ قضائے حاجت کے لئے آئے اور مجھے حکم دیا کہ میں کے پاس تین پتھر لاؤں۔ پس میں نے دو پتھر پائے اور تیسرا تلاش کیا (لیکن) مجھے نہ ملا تو میں نے لید سے سیاہ لپٹا لیا اور اس کے پاس لایا تو آپ ﷺ نے دو پتھر لے لئے اور لید پھینک دیا اور فرمایا یہ گندگی ہے۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

اس حدیث کے ذریعہ انسانوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ لید اور ہڈی سے استنجاء نہ کیا جائے کیونکہ ہڈی تو جنات کی ہے اور لید ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔ نیز گو بر خود نجس ہے، تو اس سے پاکی کیسے حاصل ہوگی اور ہڈی کہیں نو کیلی کہیں چکنی ہوتی ہے، چکنی طرف سے صفائی ہوگی نوک کی طرف سے زخم کا اندیشہ ہے۔

بَابُ فِي أَنْ مَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةٌ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ

وہ جانور جن میں بہنے والا خون نہ ہو ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا

54- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لْيَرْغُهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو وہ اسے ڈبو دے پھر اسے نکالے (کیونکہ) اس کے دو پروں میں سے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر میں شفاء ہے۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

سالن یا پانی یا شربت میں اگر مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر باہر پھینک دیں اور سالن، پانی، شربت کو کھ پی لیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کھانے میں مکھی گر پڑے تو اس کو کھانے میں غوطہ دے کر مکھی کو پھینک دیں۔ پھر اس کھانے کو کھائیں کیونکہ مکھی کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسری میں اس کی شفاء ہے۔ اور مکھی اسی پر کھانے میں ڈالتی ہے جس میں بیماری ہوتی ہے اس لئے غوطہ دے کر دوسرا شفاء والا پر بھی کھانے میں پہنچا دیں۔

بَابُ نَجَاسَةِ دَمِ الْحَيْضِ

یہ باب خون حیض کی نجاست کے بیان میں ہے
حیض و نفاس و استحاضہ کے فقہی مفہوم کا بیان

لغت میں "حیض" کے معنی "جاری ہونا" ہیں اور اصطلاح شریعت میں حیض اس خون کو کہا جاتا ہے جو عورت کے رحم سے بغیر کسی بیماری اور ولادت کے جاری ہوتا ہے اور جسے عرف عام میں "ماہواری" یا ایام بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح رحم عورت سے جو خون کسی مرض کی وجہ سے آتا ہے اسے استحاضہ اور جو خون ولادت کے بعد جاری ہوتا ہے اسے "نفاس" کہتے ہیں۔
حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے لہذا اس مدت میں خون خالص سفیدی کے علاوہ جس رنگ میں بھی آئے وہ حیض کا خون شمار ہوگا یعنی حیض کے خون کا رنگ سرخ بھی ہوتا ہے اور سیاہ و سبز بھی، نیز زرد اور مٹی کے رنگ جیسا بھی حیض کے خون کا رنگ ہوتا ہے۔ ایام حیض میں نماز، روزہ نہ کرنا چاہئے البتہ ایام گزر جانے کے بعد روزے تو قضاء ادا کئے جائیں گے مگر نماز کی قضا نہیں ہوگی۔

نمایا لے اور زردی رنگ کا حیض

حضرت سیدہ ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ ہم نمایا لے پن کو اور زردی کو (حیض میں) شمار نہیں کرتے تھے۔

(بخاری رقم الحدیث، ۲۰۹)

اسی حدیث کے پیش نظر معنی کے تعین میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے۔ کہ بعض فقہاء نے کہا کہ اگر یہ خون حیض کے دنوں میں آئے تو حیض ہے اور اگر ایام حیض میں نہ آئے تو حیض نہیں۔

خون حیض کے چھ رنگ

حیض کے خون کے چھ رنگ ہیں۔ (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) پیلا (۴) نیلا (۵) سبز (۶) خاکی۔

سرخ رنگ کا خون حیض کا اصلی خون ہے۔ اور پیلا رنگ بھی اسی کا رنگ ہے۔ جب خون پتلا ہو اور وہ ایام حیض میں ہو تو پیلا اور نمایا لے رنگ کا خون حیض ہے اور طرفین کے نزدیک پیلا اور نمایا لے حیض ہے۔ جبکہ سبز رنگ میں ہمارے مشائخ کا اختلاف ہے۔ اور امام ابو منصور نے کہا اگر ابتداء میں سبز رنگ دیکھے تو وہ حیض ہے اور اگر آخر میں دیکھے تو وہ حیض نہیں۔ اور خاکی رنگ نمایا لے رنگ کی ایک قسم ہے۔ اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمایا لے رنگ کے خون کا حکم ہے۔

(عمدة القاری، ج ۳، ص ۳۵۸، بیروت)

حیض کے خون کے ناپاک ہونے کا بیان

55- عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ

تَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ تَحْتَهُ ثُمَّ تَقْرُضُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْصَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .
 ★★ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ ہم میں سے کسی ایک کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جاتا ہے تو وہ اس کپڑے کے ساتھ کیا کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا انگلیوں کے پوروں سے رگڑے پھر اسے پانی سے دھوئے پھر اس پر چھینٹے مارے پھر اس میں نماز پڑھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

58- عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مَحْصَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ قَالَ حُكِّهِ بِضِلْعٍ وَأَغْسِلِيهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حَبَانَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ام قیس بنت محسنؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حیض کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے میں لگ جائے تو آپ نے فرمایا کہ اسے لکڑی سے کھرچ دو اور پیری کے پتوں والے پانی سے دھو ڈالو۔ اس حدیث کو ابو داؤد و نسائی ابن ماجہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

حیض کے خون کو پاک کرنے کے طریقے میں فقہی مذاہب

اسماء بنت ابوبکر صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اس کپڑے کے بارے میں جس میں حیض کا خون لگ گیا ہو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے کھرچو پھر انگلیوں سے رگڑ کر پانی بہا دو اور اسی کپڑے میں نماز پڑھو اس باب میں حضرت ابو ہریرہ ام قیس بنت محسن سے بھی روایت ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خون لگا ہو اور اس کو دھونے سے پہلے اگر کوئی شخص اس کپڑے میں نماز پڑھ لے تو بعض تابعین میں سے اہل علم کے نزدیک اگر خون ایک درہم کی مقدار میں تھا تو نماز لوٹانی پڑے گی اور یہ قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک کا جبکہ تابعین میں سے بعض اہل علم کے نزدیک نماز لوٹانا ضروری نہیں یہ امام احمد اور امام اسحاق کا قول ہے امام شافعی کے نزدیک کپڑے کو دھونا واجب ہے اگرچہ اس پر خون ایک درہم کی مقدار سے کم ہی ہو۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 132)

مدت حیض سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

وقال الشافعي وأحمد: يومٌ وليلة. وقال مالك: لا حدَّ لأقلِّه لإطلاق قوله تعالى: (فاعتزلوا النساء في

المحيض).

۵۵. بخاری فی الوصوۃ باب غسل الدم ج ۱ ص ۲۶ مسلم کتاب الطہارۃ باب نجاسة الدم وکيفية غسله ج ۱ ص ۱۴۰

۵۶. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب المرأة تغسل ثوبها الخ ج ۱ ص ۵۲ نسائی کتاب المیاء باب دم الحيض یصیب الثوب ج ۱ ص ۶۹

ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی دم الحيض یصیب الثوب ص ۴۶ صحیح ابن خزیمہ باب استحباب غسل دم الحيض من

الثوب بالماء والسدر ج ۱ ص ۲۲ ابن حبان کتاب الطہارۃ باب تطهير النجاسة ج ۲ ص ۲۸۲

امام شافعی و امام احمد علیہما الرحمہ کے نزدیک ایک دن اور ایک رات حیض کی کم از کم مدت ہے۔ اور امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مطلق ہے۔ پس تم حیض کے دنوں میں عورتوں سے دور رہو۔

احناف کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور راتیں ہیں۔ احناف کا موقف حسب ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

امام طبرانی نے معجم میں اور امام دارقطنی نے سنن میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ بچی باکرہ اور شہ کے حیض کی کم از کم مدت تین دن اور اسکی راتیں اور اسکی زیادہ مدت دس دن ہے۔ امام دارقطنی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور اسکی اکثر مدت دس دن ہے۔

امام ابن عدی نے الکامل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے۔
الحیض ثلاثة أيام، وأربعة، وخمسة، وستة، وسبعة، وثمانية، وتسعة، وعشرة، فإذا تجاوزت العشرة فهي مستحاضة.

امام عقیلی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ کہ تین دن سے کم حیض نہیں اور دس دن سے زیادہ حیض نہیں۔

علامہ ابن جوزی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حیض کم از کم تین دن اور اس کی اکثر مدت دس دن ہے اور دو حیضوں کے درمیان پندرہ دن ہیں۔ (شرح الوقایہ، ج ۱، ص ۸۱، بیروت)

بَابُ الْأَذَى يُصِيبُ النَّعْلَ

یہ باب جوتے کو پہنچنے والی نجاست کے بیان میں ہے

جوتے کو لگنے والی نجاست کا بیان

57- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَطِئَ الْأَذَى بِحُفَّيْهِ فَطُهُورُهُمَا التَّرَابُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ وَعِنْدَهُ لَهُ شَاهِدٌ بِمَعْنَاهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے جوتے سے گندگی لگ جائے تو ان دونوں کو پاک کر نیوالی مٹی ہے (یعنی مٹی پر رگڑنے سے وہ پاک ہو جائیں گے)۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

ابوداؤد میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس کا ہم معنی شاید موجود ہے۔

زمین کی رگڑ کے ساتھ نجاست کو صاف کرنے میں فقہی مذاہب

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی جوتے پہنے ہوئے چل رہا ہے اتفاق سے کسی جگہ گندگی پڑی ہوئی تھی وہ اس کے جوتوں پر لگ گئی اب پھر وہ جب پاک اور صاف زمین پر چلے گا تو مٹی سے رگڑ کھانے کی وجہ سے اس کا جوتا پاک ہو جائے گا اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ایک شاگرد حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول یہ ہے کہ اس حدیث میں گندگی سے مراد جو جسم والی اور خشک ہو یعنی اگر کسی راہ چھتے کے جوتے یا موزے میں ایسی گندگی لگ جائے جو جسم والی ہو اور خشک ہو تو پاک زمین پر رگڑ دینے سے وہ جوتا یا موزہ پاک ہو جائے گا اور اگر گندگی خشک نہ ہو تو پھر رگڑنے سے گندگی زائل نہیں ہوگی۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک دوسرے شاگرد رشید حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں کہ یہاں حدیث کی مراد عام ہے یعنی گندگی خواہ خشک ہو یا تر زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جائے گی مگر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ پہلا قول ہے ان کا جدید مسلک یہ ہے کہ اس گندگی کو ہر حال میں پانی سے دھونا چاہئے زمین پر رگڑنے سے پاک نہیں ہوگی۔

فقہ حنفی میں فتویٰ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے قول پر ہے جو کہ جوتے یا موزے پر اگر تن دار نجاست لگ جائے خواہ وہ خشک ہو یا تر ہو تو زمین پر خوب اچھی طرح رگڑ دینے سے موزہ یا جوتا پاک ہو جائے گا۔ یہ سمجھ لیجئے کہ اس مسئلے میں علماء کرام کا یہ اختلاف تن دار نجاست جیسے گوہر وغیرہ ہی کے بارے میں ہے کیونکہ غیر تن دار نجاست مثلاً پیشاب و شراب کے بارے میں سب کا متفقہ طور پر یہ مسلک ہے کہ اسے دھونا ہی واجب ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ طَهْوَرِ الْمَرْأَةِ

ان احادیث کے بیان میں جو عورت کے بچے ہوئے پانی کے بارے میں وارد ہوئیں

58 - عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغَفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ

بِفَضْلِ طَهْوَرِ الْمَرْأَةِ . رواه الخمسة وأخروون وحسنه الترمذی وصححه ابن حبان .

☆☆ حضرت حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین رحمہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو

۵۸. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء بفضل المرأة ج ۱ ص ۱۱ ترمذی ابواب الطہارات باب کراہیۃ فصل طہور المرأة ح

ص ۱۹ سانی کتاب البیاء باب النهی عن فضل وضوء المرأة ج ۱ ص ۶۴ ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب النهی عن ذلك ص ۳۱

صحیح ابن حبان کتاب الطہارۃ باب الوضوء بفضل المرأة ج ۲ ص ۲۲۲

حسن قرار دیا اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

شرح

علامہ سید جمال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس کے بعد آنے والی حدیث جس سے عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنے کی جو ممانعت ثابت ہو رہی ہے اس کو "نہی تنزیہی" پر محمول کیا جائے تاکہ اس حدیث اور اس حدیث میں جس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مطہرہ کے غسل کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا تھا تعارض پیدا نہ ہو سکے اور دونوں حدیثیں اپنی جگہ جگہ قابل عمل رہیں۔

59- وَعَنْ حُمَيْدٍ بْنِ الْحَمِيرِيِّ قَالَ لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ سِنِينَ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَتَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيعًا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت حمید حمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص سے ملا جسے نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف چار سال حاصل رہا تھا جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی صحبت پائی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور ان دونوں کو چھپے ہوئے کہ وہ چھوڑوں سے اکٹھا پانی لیں۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

60- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

61- وَعَنْهُ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَفَةِ فَحَايَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَتَرَضَّأَ مِنْهَا أَوْ يَغْتَسِلَ فَقَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ لَا يَجُنُبُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُرَيْمَةَ .

قَالَ النَّيْمَوِيُّ اخْتَلَفُوا فِي التَّوْفِيقِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ فَجَمَعَ بَعْضُهُمْ بِحَمْلِ النَّهْيِ عَلَى التَّنْزِيهِ وَنَعَصُهُمْ بِحَمْلِ أَحَادِيثِ النَّهْيِ عَلَى مَا تَسَاقَطُ مِنَ الْأَعْضَاءِ لِكَوْنِهِ صَارَ مُسْتَعْمَلًا وَالْجَوَازِ عَلَى مَا بَقِيَ مِنَ الْمَاءِ وَبِذَلِكَ حَمَعَ

۵۹. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء بفضل المرأة ج ۱ ص ۱۱ نسائی کتاب الطہارۃ باب ذکر النہی عن الاغتسال بعض الجنب ج ۱ ص ۴۷

۶۰. کتاب الحيض باب القدر المتصحب من الماء - الخ ج ۱ ص ۱۴۸

۶۱. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب الماء لا یجنب ج ۱ ص ۱۰ ترمذی ابواب الطہارات باب الرحصة فی دلت ج ۱ ص ۱۹ صحیح

ابن حریبة باب اباحة الوضوء بفضل غسل المرأة الخ ج ۱ ص ۵۸

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ نے لگن سے غسل کیا پس نبی کریم ﷺ اس سے وضو یا غسل کرنے تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جنابت سے تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بچا ہوا) پانی تو جنبی نہیں ہوتا۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں کہ محدثین نے ان روایات کی تطبیق میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے ممانعت والی احادیث کو مکروہ تنزیہ پر محمول کیا ہے اور بعض نے ممانعت والی احادیث کو اس پانی پر محمول کیا ہے جو غسل کرتے وقت اعضاء سے گر (کر جمع ہو) کیونکہ وہ مستعمل پانی ہے اور جواز والی روایت کو (برتن میں) بچے ہوئے پانی پر محمول کیا ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح تطبیق دی ہے۔

جنابت کے نجاست حکمی ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی اور میں جنبی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ہمراہ ہولیا۔ جب آپ بیٹھ گئے تو میں چپکے سے نکل کر اپنے مکان آیا اور نہا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے (مجھے دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہاں تھے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اصل واقعہ) ذکر کیا (کہ میں ناپاک تھا اس لئے چلا گیا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سبحان اللہ! مومن ناپاک نہیں ہوتا۔" روایت کے الفاظ صحیح البخاری کے ہیں مسلم نے اس کے ہم معنی روایت نقل کی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ مزید نقل کئے ہیں کہ (انہوں نے کہا) چونکہ میں حالت ناپاکی میں تھا اس لئے یہ مناسب معلوم نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھوں جب تک کہ نہا نہ لوں۔ اسی طرح صحیح البخاری کی ایک دوسری روایت میں بھی یہ الفاظ منقول ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، نمبر 424)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جنابت نجاست حکمی ہے کہ شریعت نے اس کا حکم کیا ہے اور اس پر غسل کو واجب قرار دیا ہے، لہذا حالت جنابت میں آدمی حقیقہً نجس نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جنبی کا نہ تو جھوٹا ناپاک ہوتا ہے اور نہ اس کا پسینہ ہی ناپاک ہے، اس لئے جنبی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ملنا جلنا، مصافحہ کرنا، کلام کرنا یا اسی طرح اس کے ساتھ دوسرے معاملات کرنا جائز ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَطْهِيرِ الدِّبَاغِ

ان روایات کا بیان جو دباغت کے پاک کرنے میں وارد ہوئیں

دباغت کی تعریف اور طریقے کا بیان

ہر وہ چیز جو بدبو اور فساد کو ختم کرے اسے دباغت کہتے ہیں۔

چمڑے کا دباغت سے پاک کرنا۔ آدمی اور خنزیر کے سوا ہر جاندار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے آدمی کی کھال احترام دباغت نہیں کی جاتی لیکن اگر دباغت کی جائے گی تو پاک ہو جائے گی مگر اس سے نفع لینا احترام کی وجہ سے جائز نہیں۔ دباغت کی دو قسمیں ہیں اول حقیقی جو دوائی اور چونے، مٹھکڑی، بول کے پتے وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ دوم حکمی جو مٹی لگا کر یا دھوپ یا ہوا میں سکھا کر۔ کے کی جاتی ہے دونوں قسم کی دباغت سے چمڑا پاک ہو جائے گا۔

جانوروں کے گوشت پوست کو ذبح کر کے پاک کرنا طلال جانوروں کا گوشت پوست ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہے اسی طرح خون کے سوا اس کے تمام اجزا ذبح سے پاک ہو جاتے ہیں۔ یہی صحیح ہے بشرطیکہ ذبح کرنے والا شخص شرعاً اس کا اہل ہو۔ حرام جانوروں کا گوشت ذبح سے پاک نہیں ہوتا یہی صحیح ہے۔

62- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تَصَدَّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا فَذَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت مایمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی پر ایک بکری صدقہ کی گئی تو وہ مر گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کا چمڑہ کیوں نہ اتارا پھر اسے دباغت دیتے اور اس سے نفع اٹھاتے۔ انہوں نے عرض کیا یہ بکری تو مردار ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا تو صرف کھانا حرام ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

63- وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهَرَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب چمڑے کو دباغت دی جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

64- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ يَجْرُونَهَا فَقَالَ لَوْ أَخَذْتُمْ إِيَّاهَا لَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ يُطَهَّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرْظُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ

۱۲. مسلم کتاب الحیض باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ ج ۱ ص ۱۵۸

۱۳. مسلم کتاب الحیض باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ ج ۱ ص ۱۵۹

۱۴. ابو داؤد کتاب البیض باب فی اہاب المیتۃ ج ۲ ص ۲۱۳ نسائی کتاب الفرع والعتیرہ باب ما یدبغ بہ جلود المیتۃ ج ۲ ص ۱۹۰

وَالْحَاكِمُ۔ حضرت یسوع علیہ السلام کا گزرا ایک ایسی بکری کے پاس سے ہوا جسے لوگ گھسیٹ رہے تھے تو آپ نے فرمایا۔ اگر تم اس کی کھال اتار لیتے؟ تو انہوں نے عرض کیا وہ تو مردار ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی اور قرظ (درخت کے پتے) اس کو پاک کر دیں گے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور ابن سکین اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔
۵۵۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُعَبِّقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ قُرْبَةٍ عِنْدَ امْرَأَةٍ فَقَالَتْ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ الْكَبْسُ قَدْ دَبَغَتْهَا قَالَتْ بَلَى قَالَ دَبَاغُهَا ذَكَائُهَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .
 حضرت سلمہ بن محقق رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے سے پانی منگایا جو ایک عورت کے پاس تھا تو اس نے عرض کیا یہ مشکیزہ مردار (کے چمڑے سے بنا ہوا) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دباغت نہیں دی تھی؟ اس نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا اس کی دباغت ہی اسے پاک کر نیوالی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۵۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُكَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِشَهْرٍ أَنْ لَا تَتَّبِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِأَهَابٍ وَلَا غَضَبٍ رَوَاهُ الْحَمْسَةُ وَهُوَ مَعْلُولٌ بِالْإِنْقِطَاعِ وَالْإِضْطِرَابِ .
 حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک مہینے پہلے ہماری طرف یہ بات لکھ کر بھیجی کہ تم مردار کے چمڑے اور پنچوں سے نفع نہ اٹھاؤ۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور یہ حدیث انقطاع اور اضطراب کی وجہ سے مضطرب ہے۔

انسان اور مردار کی ہڈیوں کے پاک ہونے میں فقہ شافعی و حنفی کا اختلاف مع دلائل
 علامہ ابن محمود ہارثی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے نزدیک مردار کی ہڈیوں اور بال نجس ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ دونوں مردار کے اجزاء ہیں لہذا مردار کی طرح نجس ہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک پاک ہیں۔
 احناف کی دلیل یہ ہے کہ ہر وہ وضو جس میں حیات حلول کرنے والی نہ ہو اس کا حکم جو ماقبل موت ہوگا وہی حکم ماقبل بعد موت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح ماقبل موت اس میں حیات نے حلول نہیں کیا اسی طرح مابعد حیات اس میں موت بھی حلول نہیں کرے گی۔

۱۵۰. مسند احمد ج ۵ ص ۶۷ کتاب العرق والعنبر باب جلود الميتة ج ۲ ص ۱۹۰

۱۶۱. ابوداؤد کتاب اللباس باب فی اہاب الميتة ج ۲ ص ۲۱۴ ترمذی ابواب اللباس باب ما جاء فی جلود الميتة اذا دفت ج ۱ ص

۲۰۳ کتاب العرق والعنبر باب ما ید بہ جلود الميتة ابن ماجہ کتاب اللباس من کان لا ینتفع من الميتة بہاب ولا

غضب ص ۲۶۶ مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۰

امام شافعی کے نزدیک انسان کی ہڈیاں اور بال نجس ہیں اس لئے ان سے نفع حاصل کرنا اور ان کی بیع کرنا جائز نہیں۔ جبکہ احناف کے نزدیک ہڈیاں اور بال پاک ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت کروائی اور اپنے بال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیے یہی ان کی طہارت پر دلیل ہے۔ (عتابہ شرح الہدایہ ج ۱، ص ۱۳۳، بیروت)

امام شافعی علیہ الرحمہ نے بیع پر قیاس کیا ہے کہ جس چیز کی بیع درست نہیں لہذا وہ ناپاک ہوئی حالانکہ ان کا یہ قیاس درست نہیں کیونکہ بہت ساری چیزوں کی بیع منع ہے حالانکہ وہ پاک ہیں۔

دباغت سے چمڑے کے پاک ہونے میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب چمڑا دباغت دے دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 466)

چمڑے کو ناپاکی وغیرہ سے پاک کرنے کو دباغت کہتے ہیں۔ چمڑے کو دباغت کئی طرح دی جاتی ہے یا تو چمڑے کو چھالوں وغیرہ میں ڈال کر پکایا جاتا ہے یا دھوپ میں رکھ کر اسے خشک کر لیا جاتا ہے اور اگر چمڑا بغیر دھوپ کے خشک کیا جائے تو اس کو دباغت نہیں کہیں گے بہر حال دباغت کے ذریعے چمڑا چاروں ائمہ کرام کے نزدیک پاک کیا جاسکتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تو سور اور آدمی کے چمڑے کے علاوہ ہر طرح کا چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ مگر امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کتے کا چمڑہ بھی پاک نہیں ہوتا حالانکہ حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح کا چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ البتہ آدمی اور سور کا چمڑا مستثنیٰ ہے کیونکہ آدمی کا چمڑا تو انسان کی عظمت و بزرگی کے پیش نظر پاک نہیں ہوتا اور سور کا چمڑا اس لیے پاک نہیں ہوتا کہ وہ نجس عین ہے۔

بَابُ اِنِّيَةِ الْكُفَّارِ

یہ باب کفار کے برتنوں کے بیان میں ہے

کفار کے برتنوں کا بیان

67- عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا بَارِصٌ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِي أَيْتِهِمْ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ حضرت ابو ثعلبہ خُسیبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اہل کتاب کے علاقہ میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھالیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ مگر یہ کہ تم ان کے سوا برتن نہ پاؤ تو ان کو دھو کر ان میں کھالیا کرو اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

غیر مسلموں کے برتنوں کے استعمال کا بیان

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ملک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عیسائیوں کے کھانوں کے بارے میں دریافت کیا (کہ ہم لوگ کھائیں یا نہیں؟) اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (اس بارے میں) ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا، چنانچہ اس نے عرض کیا کہ کھانوں میں سے ایک کھانا (یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کا کھانا) ایسا ہے جس سے میں پرہیز کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دل میں کسی چیز یعنی شک و شبہ کی کھٹک نہ پیدا ہونی چاہئے، تم نے اپنے اس عمل کے ذریعہ عیسائیت کی مشابہت اختیار کی ہے۔ (ترمذی ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 25)

"تم نے اپنے اس عمل کے ذریعہ عیسائیت کی مشابہت اختیار کی" کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل پر یہ واضح کیا کہ تمہارا عیسائیوں کے تیار کئے ہوئے کھانے سے پرہیز کرنا ایک ایسا عمل ہے جس نے تمہیں عیسائیوں کے مشابہ کر دیا ہے کیونکہ یہ عیسائیوں ہی کا شیوہ ہے کہ انہوں نے کھانے پینے کے معاملہ میں اپنے اوپر بیجا پابندیاں عائد کر لی ہیں اور ان کے پادریوں نے دین میں سختی پیدا کر دی ہے چنانچہ اگر ان کے دل میں کسی بھی اچھے خاصے اور حلال کھانے کے بارے میں یہ کھٹک پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ حرام ہے یا مکروہ ہے تو وہ بلا سوچے سمجھے اس سے پرہیز کرنے لگتے ہیں۔ لہذا تم بلا دلیل شک و شبہ میں پڑ کر ان کے کھانے سے پرہیز نہ کرو، تم مسلمان ہو اور تمہارا دین نہایت سیدھا سادا اور آسان ہے اس میں سختی اور دشواری کا نام نہیں ہے، تمہیں اپنے عمل سے اپنے دین کی نرمی اور آسانی کو ظاہر کرنا چاہئے، اگر تم بلا تحقیق کسی کھانے کو حرام سمجھنے لگو گے تو یہ اپنے اوپر بے جا قسم کی پابندی عائد کرنے اور اپنے دین کو سخت ظاہر کرنے کے مرادف ہی نہیں ہوگا بلکہ عیسائیت کی مشابہت اختیار کرنے کے برابر بھی ہوگا۔ بعض حضرات نے حدیث کے آخری جزو کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ "تمہارے دل میں کوئی خدشہ اس بات کا نہ گزرے کہ عیسائیوں کا کھانا کھانے سے تم ان کے مشابہ ہو گئے۔" اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کسی کھانے کو محض اس لئے اپنے اوپر حرام نہ کر لو کہ وہ کسی غیر مسلم کا تیار کیا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے اس غیر مسلم کی مشابہت لازم آئے گی کیونکہ کھانے پینے کی چیزوں میں کسی قوم کی مشابہت ضرر نہیں کرتی بشرطیکہ تشبیہ کی نیت نہ ہو۔ اس ارشاد گرامی میں "عیسائیت" کی تخصیص محض اس بنیاد پر ہے کہ سوال کرنے والے صحابی حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائیت کے پیرو تھے۔ بہر حال! حدیث سے یہ واضح ہوا کہ جب تک کسی کھانے کی حرمت کا یقین نہ ہو محض شک کی وجہ سے اس سے پرہیز کرنا یا اس کو کھانے میں تردد کرنا مناسب نہیں ہے، غیر مسلم اقوام کی طرح اسلام میں کھانے پینے کا پرہیز نہیں ہے کہ ذرا کسی کا ہاتھ لگ گیا تو وہ کھانا چھوٹ ہو گیا، بلکہ مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ ہر قوم کا پکا ہوا کھانا کھا سکتے ہیں، بشرطیکہ یہ یقین نہ ہو کہ اس کھانے میں کوئی حرام چیز ملائی گئی ہے یا وہ نجس برتنوں میں پکایا گیا ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی غیر مسلم کوئی حرام چیز پکائے مثلاً غیر مذبوہ گوشت یا مردار یا سؤر اور یا کھانے میں شراب ملائے تو اس کو بھی کھالیا جائے۔

بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

یہ باب بیت الخلاء کے آداب کے بیان میں ہے

استنجاء کرنے کے آداب کا بیان

۱. جن کپڑوں سے نماز پڑھتا ہے ان کے سوا اور کپڑے پہن کر بیت الخلاء میں جانا اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنے کپڑوں کو نہایت اور مستعمل پانی سے۔ بچانا ۲. سر کو ڈھانپ کر بیت الخلاء میں جانا۔
۳. جنگل میں جائے تو لوگوں کی نظروں سے دور نکل جانا۔
۴. انگوٹھی وغیرہ جس میں اللہ کا نام یا قرآن کی آیت یا کسی رسول یا کسی بزرگ کا نام یا حدیث وغیرہ کے الفاظ کھدے ہوں تو اسے نکال دے اگر تعویذ۔ وغیرہ کپڑے میں لپٹا ہوا ہو تو ساتھ ہونے میں کراہت نہیں۔
۵. پاخانہ میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنا بسم اللہ الرحمن الرحیم ط اللھم انی اعوذ بک من العتث والخبائث۔ ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جیوں سے۔
۶. داخل ہوتے وقت پہلے بائیں پاؤں داخل کرنا باہر آتے پہلے دایاں پاؤں نکالنا۔
۷. کھڑے ہونے کی حالت میں ستر نہ کھولے بلکہ بیٹھنے کے قریب ہو کر۔ کھولے ضرورت سے زیادہ بدن نہ کھولے۔

۸. دونوں پاؤں کو فاصلہ سے رکھے یعنی کھل کر بیٹھے اور بائیں پاؤں پر۔ زور زیادہ دے کر بائیں طرف جھکا رہے۔
۹. بات نہ کرے نہ زبان و حلق وغیرہ سے اللہ کا ذکر کرے، البتہ دل میں اللہ کے ذکر کا خیال کر سکتا ہے اس وقت کا ذکر اپنی نبی ستوں کا احساس اور اللہ پاک کی پاکی کا خیال کرنا ہے چھینک اور سلام اور اذان کا جواب نہ۔ دے خود کو چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ پڑھ لے زبان سے نہ پڑھے۔
۱۰. کسی دینی مسئلہ پر غور نہ کرے۔

۱۱. بلا ضرورت اپنے ستر کو نہ دیکھے۔ نہ اپنے بدن سے کھیل کرے۔ نہ آسمان کی طرف نظر اٹھائے بلا وجہ زیادہ دیر تک نہ بیٹھا رہے۔

۱۲. جب فارغ ہو جائے تو مقام نجاست کو صاف کر کے کھڑا ہو جائے۔ اور سیدھا ہونے سے پہلے بدن کو چھپالے
۱۳. بیت الخلاء سے باہر آ کر یہ دیا پڑھے الحمد للہ العظیم الذی اخرج ما یو ذینی ما ینفعنی (و بقی فی ما ینفعنی) غفرانک ربنا و الیک المصیر ط۔
۱۴. پانی سے استنجا کرنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا تاکہ۔ خوب صاف ستھرا ہو جائے۔

بیت الخلاء کے آداب کا بیان

68- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا آتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَذِيرُوا هَاسِرًا وَلَا يَغَائِطُ وَلَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِبُوا . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

*** حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم قضاے حاجت کے لئے آؤ تو پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت نہ تم قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ ہی پیٹھ کرو لیکن تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو اس

حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

69- رَوَى عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ تَسْتَجِبَ بِالْبِمِينِ أَوْ أَنْ تَسْتَجِبَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ تَسْتَجِبَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

*** حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس بات سے کہ ہم پیشاب یا پاخانہ کرتے

وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء کریں یا گوبر اور ہڈی سے استنجاء

کریں۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

استنجاء کے لئے تین ڈھیلوں کے شرط ہونے یا نہ ہونے کا بیان

ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ تنزیہی ہے گویا پہلی نہی تو تحریمی ہے اور دوسری تنزیہی ہے۔ اتنی بات جان لینی چاہئے کہ استنجاء کرنے کے وقت پیشاب گاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگانا چاہئے بلکہ طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ ڈھیلا بائیں ہاتھ میں لے کر اس پر پیشاب گاہ کو رکھ لے مگر دائیں ہاتھ سے پکڑ کر نہ رکھے کیونکہ یہ بھی مکروہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنا واجب ہے مگر ہمارے امام صاحب فرماتے ہیں کہ استنجاء کے لئے تین ڈھیلے لینا شرط نہیں ہے اگر تین سے کم ہی میں پاکی حاصل ہو جائے تو یہ بھی کافی ہے ان کی دلیل صحیح البخاری کی یہ حدیث ہے کہ "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ کے لئے تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ تین ڈھیلے لے دو مجھے ڈھیلے تو دو ہی ملے اس لئے میں اس کے ساتھ گوبر کا ایک ٹکڑا بھی لایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ڈھیلے تول لے لئے اور گوبر کے ٹکڑے کو

78. بحری کتاب الوضوء باب لا تستقبل القبلة الخ ج ۱ ص ۲۶ مسلم کتاب الطہارۃ باب الاستطابہ ج ۱ ص ۱۳۰ ابو داؤد

کتاب الطہارۃ باب کراهية استقبال القبلة عند الخ ج ۱ ص ۲ ترمذی ابواب الطہارات باب فی النہی عن استقبال

القبلة الخ ج ۱ ص ۱۸ نسائی کتاب الطہارۃ باب استدبار القبلة عند الحاجة ج ۱ ص ۱۰ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب النہی

عن استقبال القبلة لغائط والبول ص ۲۲ ترمذی ابواب الطہارۃ باب فی النہی عن استقبال القبلة بعدائط او بول ج ۱ ص ۸ مسند

ہیبت دیا۔

70- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ أَخَذَ كُفَّيْهِ حَاجَتَهُ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرُهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی قضا، حاجت کے لئے بیٹھے تو ہرگز وہ قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ ہی پیٹھ کرے۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

71- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَقِيتُ يَوْمًا عَلَى بَيْتِ أُخْتِي حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِحَاجَتِهِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قضا، حاجت کے لئے بیٹھے ہیں۔ شام کی طرف منہ کئے ہوئے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

شرح

امام محی السنۃ کے اس فرمان میں چند طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ ممانعت کی حدیث میں جنگل یا آبادی کی قید نہیں؛ مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا ضروری ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت حضور کا ایک فعل شریف بیان کر رہی ہے اور جب فعل وقول میں، نیز ممانعت اور اباحت میں تعارض معلوم ہو تو حدیث قولی کو فعلی پر اور ممانعت کو اباحت پر ترجیح دینی ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض افعال کریمہ آپ کی خصوصیت سے ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کا یہ فعل شریف ممانعت سے پہلے کا ہوگا، لہذا یہ منسوخ ہے اور ممانعت کی حدیث ناسخ۔ تیسرے یہ کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو دیکھنے میں غلطی لگی حضور تھوڑا سا قبلہ سے ہٹے ہوں گے جسے جلدی میں ابن عمر نہ دیکھ سکے، کیونکہ ایسے موقع پر انسان جلد ہی آنکھیں بند کر کے لوٹ جاتا ہے۔ تحقیق اور غور سے دیکھتا نہیں۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام کا بھی یہی مذہب تھا کہ آبادی میں بھی اس رخ کو پیشاب پاخانہ نہ کریں۔ چنانچہ مسلم، ابوداؤد، احمد، بخاری، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ترمذی نے حضرت ابویوب انصاری سے روایت کی کہ جب ہم شام میں پہنچے تو ہم نے وہاں کے پاخانوں کو قبلہ رخ بنا پایا تو ہم استغفار پڑھتے تھے اور ان میں مڑ کر بیٹھتے تھے۔ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث احسن اور اصح ہے۔ پانچویں یہ کہ قبلہ کے آداب آبادی اور جنگل میں یکساں ہیں۔ قبلہ کی طرف تھوکانا، پاؤں پھیلانا جنگل میں بھی حرام ہے اور بستی میں بھی، تو چاہیے کہ پیشاب پاخانہ کا حکم بھی دونوں جگہ یکساں ہو۔

۶۰. کتاب الطہارۃ باب الاستطابۃ ج ۱ ص ۱۳۱

۷. بخاری کتاب الوضوء باب التبرز فی البیوت ج ۱ ص ۲۷ مسلم کتاب الطہارۃ باب الاستطابۃ ج ۱ ص ۱۳۱ ابو داؤد کتاب

الطہارۃ باب الرخصة فی ذالک ج ۱ ص ۳ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی الرخصة فی ذالک ج ۱ ص ۹ نسائی کتاب الطہارۃ

باب الرخصة فی ذالک فی البیوت ج ۱ ص ۱۰ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ فی ذالک فی الکئوف ص ۲۸ مسند احمد ج ۲ ص ۱۲

72- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِرِجْلَيْكَ قَبْلَ أَنْ تَقْضَى بِعَامٍ يُسْتَقْبَلُهَا. رَوَاهُ الْحَمْدِيُّ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ وَلَقَلَّ عَنِ الْبُخَارِيِّ تَصْحِيحُهُ قَالَ التِّرْمِذِيُّ النَّهْيُ لِلتَّزْوِيهِ وَلِقَلَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِلِابْتِاحَةِ أَوْ مَخْصُوصًا بِهِ جَمْعًا بَيْنَ الْآحَادِيثِ

★★ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے نبی ﷺ نے پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنے سے منع فرمایا پھر میں نے آپ کی وفات سے ایک سال پہلے آپ کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی طرف منہ کرتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے امام نسائی رحمہ اللہ کے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا اور امام بخاری رحمہ اللہ سے اس کی تصحیح منقول ہے۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے یہی کراہت تزیہ پر محمول ہے اور آپ ﷺ کا قبلہ کی طرف منہ کرنا بیان جواز کے لئے تھا یا یہ آپ کے ساتھ مخصوص تھا تا کہ تمام احادیث میں مطابقت ہو جائے۔

73- وَعَنْ مُرْوَانَ الْأَصْفَرِ قَالَ رَأَيْتُ بَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا آتَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يُؤَلِّقُ إِلَيْهَا لَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكَيْسَ قَدْ نَهَى عَنْ ذَلِكَ قَالَ بَلَى إِنَّمَا نَهَى عَنْ ذَلِكَ فِي الْقَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَسْتُرُكَ فَلَا تَأْسَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا اجْتِهَادٌ مِنَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَلَمْ يُرَوِّهِ الْبَابُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ.

★★ حضرت مروان اصفری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری قبلہ کی طرف بٹھائی پھر اس کی طرف بیٹھ کر پیشاب کرنے لگے تو میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن کیا اس سے منع نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں اس سے تو نضا میں منع کیا گیا ہے۔ پس جب تیرے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز ہو جو تجھے چھپالے تو کوئی حرج نہیں۔

اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اجتہاد ہے اور نبی پاک ﷺ سے اس بارے میں کچھ بھی مروی نہیں ہے۔

شرح

حدیث میں جہت اور سمت کا جو تعین فرمایا گیا ہے وہ اہل مدینہ کے اعتبار سے یا ان لوگوں کے لئے جو اسی سمت رہتے ہیں

۷۲. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب کراہیۃ استقبال الخ ج ۱ ص ۳ ترمذی ابواب الطہارات باب ما جاء من الرخصة فی دلت ج

۱ ص ۸ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب الرخصة فی ذلك فی الکوف الخ ص ۲۸ مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۰

۷۳. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب کراہیۃ استقبال القبلة ج ۱ ص ۳

اس لئے کہ مدینہ میں قبلہ جنوب کی طرف پڑتا ہے اس لئے ان کو تو مشرق اور مغرب ہی کی طرف منہ اور پشت کرنی ہوگی، ہمارے ملک والوں کے لئے یا ان ممالک کے لئے جو اس سمت میں واقع ہیں ان کو مشرق اور مغرب کی طرف منہ اور پشت نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہاں کے اعتبار سے قبلہ مغرب کی طرف پڑتا ہے۔ بہر حال۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے، ہمارے امام صاحب تو فرماتے ہیں کہ پیشاب، پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ کرنا چاہئے خواہ جنگل ہو یا آبادی و گھر ہو، اگر کرے گا تو مرکب حرام ہوگا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک قبلہ کی طرف منہ اور پشت کرنا جنگل میں تو حرام ہے آبادی و گھر میں حرام نہیں ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل پہلی حدیث ہے جو ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اس حدیث میں قبلہ کی طرف منہ اور پشت نہ کرنے کا حکم مطلقاً ہے اس میں جنگل و آبادی و گھر کی کوئی قید نہیں ہے لہذا جو حکم جنگل کا ہوگا وہی حکم آبادی کا بھی ہوگا یہ حدیث نہ صرف یہ کہ حضرت ابویوب ہی سے منقول ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد اس کی روایت کرتی ہے۔ پھر امام صاحب کی دوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ اور پشت نہ کرنے کا حکم قبلہ کی تعظیم و احترام کے پیش نظر دیا ہے لہذا جس طرح جنگل میں تعظیم قبلہ ملحوظ رہے گا اسی طرح آبادی و گھر میں بھی احترام قبلہ کا لحاظ ضروری ہوگا جیسا کہ قبلہ کی طرف تھوکنا اور پاؤں پھیلانا ہر جگہ منع ہے۔

امام محی السنۃ نے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث روایت کی ہے وہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پشت کرنا گھر میں جائز ہے۔ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اول تو یہ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں بیت الخلاء کے اندر قبلہ کی طرف پشت اور شام کی طرف منہ کئے ہوئے اس حکم کے نفاذ سے پہلے دیکھا ہوگا، لہذا یہ حکم پہلے کے لئے ناسخ ہے، پھر دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھے ہوں گے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس انداز سے گھوم کر بیٹھے ہوں گے کہ حقیقت میں قبلہ کی طرف پشت نہ ہوگی اور ظاہر ہے کہ موقع کے نزاکت کے پیش نظر عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں کھڑے ہو کر بغور تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں ہوگا، بلکہ جب یہ چھت پر چڑھے تو ان کی نظر اچانک ادھر بیت الخلاء کی طرف اٹھ گئی ہوگی اس لئے اس میں سرسری طور پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکے اس حدیث کے بارے میں جب یہ احتمال بھی نکل سکتا ہے تو پھر حضرت شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے مسلک کی دیس کے لئے اس کا سہارا لینا کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

74- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اللَّهُمَّ

۷۱. بخاری کتاب الوضوء باب ما يقول عند الخلاء ج ۱ ص ۲۶ مسلم کتاب الطہارۃ باب ما يقول إذا أراد الدخول الخ ج ۱ ص ۱۶۲ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ما يقول رجل إذا دخل الخلاء ج ۱ ص ۲ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما يقول إذا دخل الخلاء ج ۱ ص ۲ نسائی کتاب الطہارۃ باب القول عند دخول الخلاء ج ۱ ص ۹ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما يقول إذا دخل الخلاء ص ۲۶ مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۹

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ناپاکی اور ناپاکیوں سے اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

75- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ

غُفْرَانِكَ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَأَبُو حَاتِمٍ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ

میں تیری بخشش طلب کرتا ہوں۔ اس حدیث کو امام نسائی رحمہ اللہ کے علاوہ اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ ابن حبان حاکم اور ابو حاتم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

76- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمَسِّكُنْ أَحَدُكُمْ ذِكْرَهُ

بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَقُولُ وَلَا يَتَمَسَّحُ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَنْتَفِسُ لِي الْإِنَاءِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی پیشاب کرتے ہوئے

دائیں ہاتھ سے اپنا آلہ تناسل نہ پکڑے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

77- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّعَّانِينَ قَالُوا وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا

رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي يَفْعَلُ فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بہت زیادہ لعنت کرنیوالی دو چیزوں سے

بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کثرت سے لعنت کرنیوالی دو چیزیں کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ شخص جو لوگوں کے راستے یا ان کے سایہ میں پاخانہ کرے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

78- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا

وَعُلَامٌ إِذَا رَأَى مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةً يُسْتَجْبَى بِالْمَاءِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قضاے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو

۷۵. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ما یقول اذا خرج الخلاء ج ۱ ص ۵ ترمذی ابواب الطہارات باب ما یقول اذا خرج من الخلاء ج

۱ ص ۷ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما یقول اذا خرج من الخلاء ج ۱ ص ۲۶ ابن خزیمہ ج ۱ ص ۴۸ مسند احمد ج ۴ ص

۲۲۴ مستدرک حاکم کتاب الطہارۃ باب ما یقول اذا خرج من العائط ج ۱ ص ۱۵۸ صحیح ابن حبان کتاب الطہارۃ ج ۳ ص ۲۹۹

۷۶. بخاری کتاب الوضوء باب لا یسک ذکرہ یمینہ اذا ہال ج ۱ ص ۲۷ مسلم کتاب الطہارۃ باب الاستطابۃ ج ۱ ص ۱۳۱

۷۷. مسلم کتاب الطہارۃ باب الاستطابۃ ج ۱ ص ۱۳۲

۷۸. بخاری کتاب الوضوء باب حمل العنزة الخ ج ۱ ص ۲۷ مسلم کتاب الطہارۃ باب الاستطابۃ ج ۱ ص ۱۳۲

میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور چھوٹا نیزہ اٹھا کر لے جاتے تھے تو آپ پانی سے استنجا فرماتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

استنجا کرنے کے طریقے کا بیان

پاخانہ یا پیشاب کرنے کے بعد جو ناپاک بدن پر لگی رہے اسکے پاک کرنے کو استنجا کہتے ہیں پیشاب کرنے کے بعد مٹی سے پاک ڈھیلے سے پیشاب کے مخرج کے سکھانا چاہئے اس کے بعد پانی سے دھو ڈالنا چاہئے۔ پاخانہ کے بعد مٹی کے تین ڈھیلوں سے پاخانہ کے مقام کو صاف کرے پھر پانی سے دھو ڈالے۔ استنجان چیزوں سے جائز ہے جو پتھر کی طرح صاف کرنے والی ہیں، جیسے پاک مٹی کا ڈھیلا، ریت، لکڑی، پھٹا ہوا بقیہ کپڑا اور اس کے سوا ایسی چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں، شرطیکہ قیمت والی اور احترام والی نہ ہوں۔ پاک مٹی کو ڈھیلوں سے استنجا کرنا سنت ہے ڈھیلے سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں طرف زور دیکر بیٹھے، قبلہ کی طرف منہ نہ ہو، اور ہوا، سورج اور چاند کی طرف سے بھی بچ جائے، تین یا پانچ یا سات مٹی کے ڈھیلے اپنے ساتھ لے جائے صاف کرتے وقت پہلے ڈھیلے کو آگے سے پیچھے کی طرف لے جائے اور دوسرے کو پیچھے سے آگے کی طرف لائے پھر تیسرے کو پیچھے کی طرف لے جائے۔ یہ طریقہ گرمی کے موسم کا ہے لیکن جاڑوں میں اس کے برخلاف، پہلے ڈھیلے کو پیچھے سے آگے کی طرف لائے اور دوسرے کو پیچھے لے جائے اور تیسرے کو آگے لائے اور عورت ہمیشہ وہی طریقہ کرے جو مرد جاڑوں میں کرتا ہے۔ اور طریقہ مقصود نہیں بلکہ صفائی کا مددگار ہے اصل مقصود صفائی اور پاکی ہے خواہ جس طریقہ سے بھی حاصل ہو جائے۔ اگر ایک یا دو ڈھیلے سے صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو تین کی گنتی پوری کرنے اور اگر تین سے بھی صفائی حاصل نہ ہو اور چار سے حاصل ہو تو پانچوں ڈھیلاں اور لے تاکہ طاق ہو جائیں کیونکہ طاق عدد کا استعمال مستحب ہے۔ مستحب یہ ہے کہ پاک ڈھیلے یا پتھر دائیں طرف رکھے اور استعمال کئے ہوئے بائیں طرف رکھے اور ان کی نبس جانب نیچے کو کر دے، ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ افضل یہ ہے کہ پردہ دار جگہ ہو تو دونوں کو جمع کرے پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ذکر کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کر ڈھیلے یا پتھر پر جو زمین سے اٹھا ہوا ہو یا بائیں ہاتھ میں لیا ہوا ہو حرکت دے یہاں تک کہ رطوبت خشک ہو جائے اور یہ یقین ہو جائے کہ اب پیشاب نہ آئے گا۔ بعض کے نزدیک استبراء یعنی پیشاب کے بعد چند قدم چلنا یا زمین پر پاؤں مارنا یا کھنا زنا یا دائیں ٹانگ پر بائیں ٹانگ لپیٹنا اور پھر اس کے برعکس کرنا واجب ہے۔ تاکہ رکا ہوا قطر نکل جائے، لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں اور ہر شخص کے لئے اپنا اطمینان ضروری ہے اور یہ استبراء کا حکم مردوں کے لئے ہے عورت پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر پھر پہلے ڈھیلے سے مقام پیشاب کو خشک کر لے پھر پانی سے طہارت کر لے یا صرف پانی سے طہارت کر لے پانی سے استنجا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ کے کلائی تک دھو لے پھر اگر روزہ دار نہ ہو پاخانہ کے مقام کو خوب ڈھیلا چھوڑ کر بیٹھے اور بائیں ہاتھ سے خوب استنجا کرے اور اس قدر دھوئے کہ اس کو پاکی کا یقین یا ظن غالب ہو اور چکنائی جاتی رہے اور دھونے

میں خوب زیادتی کرے اور اگر روزہ دار ہو تو زیادتی نہ کرے اور نہ زیادہ پھیل کر بیٹھے، دھونے کا کچھ شمار مقرر نہیں اگر دوسرے میں نقص ہو تو اپنے لئے تین مرتبہ دھونا مقرر کر لے۔ عورت کشادہ ہو کر بیٹھے اور ہتھیلی سے اوپر اوپر دھو لے عورت مرد سے زیادہ کشادہ ہو کر بیٹھے، پیشاب کے مقام کو پہلے دھوئے یہی۔ مختار ہے استنجا کے پاک ہونے کے ساتھ ہی ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے۔ استنجا کے بعد ہاتھ کلائیوں تک دھولے جیسا کہ اول میں دھونا ہے تاکہ خوب ستھرا ہو جائے۔ جائزے میں گرمیوں کی نسبت مبالغہ کرے اور اگر گرم پانی ہو تو جائزے کا حکم بھی گرمیوں کی طرح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق وارد شدہ روایات کا بیان

79- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَلُّوهُ مَا كَانَ بَوْلًا إِلَّا جَالِسًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جو شخص تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تو تم اس کی تصدیق نہ کرو آپ تو صرف بیٹھ کر پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا ہے سوائے ابو داؤد کے اور اس کی سند حسن ہے۔

80- وَعَنْ حَدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَاطَةٌ قَوْمٌ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَجَّاهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

★★ حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قوم کے کوڑا ڈالنے کی جگہ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر پانی منگوا یا تو میں پانی لے کر آیا تو آپ نے وضو فرمایا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

81- وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا بُلْتُ قَائِمًا مَنذُ أَسْلَمْتُ. رَوَاهُ الْبُزَارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالُهُ ثِقَاتٌ.

★★ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں اسلام لایا میں نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا اور ہئثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۷۹. ترمذی ابواب الطہارات باب النہی عن البول قائماً ج ۱ ص ۹ نسائی کتاب الطہارۃ باب البول فی البیت ج ۱ ص ۱۱ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب فی البول قاعداً ص ۲۶ مسند احمد ج ۶ ص ۱۹۲

۸۰. بخاری کتاب الوضوء باب البول قائماً وقاعداً ج ۱ ص ۳۵ مسلم کتاب الطہارۃ باب البسح علی الخمین ج ۱ ص ۱۲۳ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب البول قائماً ج ۱ ص ۴ ترمذی ابواب الطہارات باب ما جاء من الرخصة فی ذلك ج ۱ ص ۹ نسائی کتاب الطہارۃ باب الرخصة فی البول فی الصحراء ج ۱ ص ۱۱ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی البول قاعداً ص ۲۶ مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۲

۸۱. کشف الاستار عن فوائد البزار ج ۱ ص ۱۳۰ مجمع الزوائد کتاب الطہارۃ باب البول قائماً ج ۱ ص ۲۰۶

عذر کے سبب کھڑے ہو کر پیشاب کر سکنے کا بیان

یہ حدیث پاک بخاری شریف میں موجود ہے۔ امام بدرالدین عینی نے اپنی مشہور شرح بخاری "عمدة القاری" میں اس حدیث پاک پر طویل بحث کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آقا علیہ والصلوة والسلام کی عادت کریمہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے اور عذر کی بنا پر جواز کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کیا تا کہ امت کو یہ مسئلہ معلوم ہو کہ اگر بیٹھنے کی جگہ نہ ہو یا کوئی اور عذر ہو تو کھڑا ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے، لیکن اس کو عادت نہیں بنانا چاہیے۔ فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعل ذالک للجواز فی هذه المرة و كانت عادته المستمرة البول قاعداً۔
ایک مرتبہ آپ نے جواز کے لیے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اور باقی ہمیشہ عادت یہ تھی کہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔

بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سنت کا بیان

مثلاً امام بخاری نے صحیح البخاری میں کتاب الوضوء، باب 63 البول قائماً وقاعداً (کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا) حدیث نمبر 224 میں امام بخاری نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق حدیث ذکر کی ہے اور پوری بخاری شریف میں امام بخاری نے کسی مقام پر بیٹھ کر پیشاب کرنے کے متعلق حدیث ذکر نہیں کی۔ وہ لوگ جو بخاری شریف کے علاوہ کوئی اور حدیث ماننے کو تیار نہیں اور سمجھتے ہیں کہ بخاری کے باہر کوئی اور حدیث صحیح نہیں انہیں آج سے چاہئے کہ وہ بیٹھ کر پیشاب کرنا بند کر دیں اور وہ یورپین، امریکن کلچر کی طرف آجائیں کیونکہ بخاری شریف میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی حدیث نہیں، باب ضرور قائم ہے البول قائماً وقاعداً باب میں دونوں لفظ بیان کئے، حدیث صرف کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی لائے۔

(صحیح البخاری جلد 1 ص 90 حدیث (222))

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیوں کیا اس بارے کچھ ذکر نہیں کیا۔ امام حاکم نے المستدرک میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھٹنوں میں درد تھا جس بناء پر آپ نے ایک دفعہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا نیز آپ اس وقت ایک سفر کے دوران صحرا سے گزر رہے تھے۔ اگر صحیح البخاری کو ہی کل علم تصور کر لیا اور بقیہ کتب سے آنکھیں بند کر میں تو اس پر جو اعتراض وارد ہوگا اہل علم اس کا کیا جواب دیں گے؟ یہاں پر اسی طرح کے اعتراض کے جواب کے لئے امام حاکم المستدرک کی طرف اور دیگر کتب حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

دیگر آئمہ نے بیٹھ کر کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے متعلق احادیث پر مبنی الگ الگ باقاعدہ بواب قائم کئے۔ ورائے درجے ہم نے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سنت کو سمجھتے ہیں اور اگر صرف صحیح البخاری پر ہیں تو بیٹھ کر پیشاب کرنے کے حوالے سے کوئی سنت سمجھ میں نہ آسکے۔ دوسری کتب حدیث میں قاعداً بول کرنے کی احادیث مذکور ہیں، صحیح البخاری میں نہیں ہیں۔ امام بخاری نے ترجمہ باب میں قائماً وقاعداً (کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر) دونوں کو ذکر کر دیا، اس سے یہ بات بتادی کہ دونوں طریقے

جائز ہیں مگر قاعدہ کے حوالے سے حدیث نہیں لائے اور صرف قاعدہ کے حوالے سے ایک حدیث دی کیونکہ ان کا اپنا فقہی رویہ ہے۔
اسی طرف تھا لہذا بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث کو بیان ہی نہیں کیا۔ (منہاجین)

ہمارے خیال میں امام بخاری کی فقہی آراء ہیں جو مستقل فقہی مذہب نہیں ہے۔ اور احادیث ذکر کرنا فقہی اعتبار سے نہیں بلکہ فن حدیث کا انہوں نے اعتبار کیا ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

عذر کے بغیر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ناپسندیدہ ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو، حضرت عمر فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت ملاحظہ ہو۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی) اور سنیے عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ الْمُنْتَقِعِ

جمع کئے ہوئے پیشاب کے متعلق وارد شدہ روایات کا بیان

82- عَنْ بَكْرِ بْنِ مَاجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْتَقِعُ بَوْلٌ فِي الْبَيْتِ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ بَوْلٌ مُنْتَقِعٌ وَلَا تَبُولَنَّ فِي مُفْسَلِكَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆ حضرت بکر بن ماجہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن یزید کو نبی پاک ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی برتن میں گھر کے اندر پیشاب جمع نہ کیا جائے کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع کیا گیا ہو اور تم ہرگز اپنے غسل خانے میں پیشاب نہ کرو۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں بیان فرمایا اور علامہ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

83- وَعَنْ أُمِّمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْحٌ مِنْ عَيْذَانٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ كَانَ يَبُولُ فِيهِ بِاللَّيْلِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِي.

۸۲ مجمع الزوائد کتاب الطہارۃ باب ما نہی عن التعلی فیہ نقلًا عن الطبرانی ج ۱ ص ۲۰۴

۸۳ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الرجل یبول لیلًا ج ۱ ص ۵ نسائی کتاب الطہارۃ باب البول فی الاواء ج ۱ ص ۱۴ مستدرک

حاکم کتاب الطہارۃ باب البول فی القدح باللیل ج ۱ ص ۱۶۷ صحیح ابن حبان کتاب الطہارۃ ج ۲ ص ۲۹۳

☆ حضرت امیرہ بنت رقیہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ سے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا لکڑی کا ایک برتن تھا جو آپ کی پانی کے نیچے پڑا ہوتا تھا جس میں آپ رات کو پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ، نسائی رحمہ اللہ، ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے (اور یہ بھی نہ کرے کہ پیشاب کر کے) پھر اسی پانی سے غسل کرے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تو ایسا مت کر کہ تھے ہوئے پانی میں پیشاب کرے جو بہتا نہیں ہے اور پھر اسی پانی سے غسل کرے۔

بَابُ مُوجِبَاتِ الْغُسْلِ

یہ باب غسل واجب کرنے والی چیزوں کے بیان میں ہے

غسل کی تعریف کا بیان

غسل "غسل" کے ضمہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے۔ "دھونا" جبکہ اصطلاح میں تمام بدن کو دھونے کا نام ہے۔ اصطلاح شرع میں جب کسی شخص پر ایسی علت وارد ہو جس سے اس پر غسل واجب ہو جائے۔ تو وہ بشرہ یعنی ظاہری جسد کا ہر حصہ اور ہر بال کے نیچے دھوئے گا۔

اسلام میں غسل چار طرح کے ہیں: فرض، سنت، مستحب اور مباح۔ فرض غسل تین ہیں۔ جنابت سے، حیض سے، نفاس سے۔ جنابت خواہ شہوت سے منی نکلنے کی وجہ سے ہو یا صحبت سے انزال ہو یا نہ ہو۔ غسل سنت پانچ ہیں: جمعہ کا غسل، عیدین کا غسل، احرام کے وقت کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل۔ غسل مستحب بہت ہیں: مسلمان ہوتے وقت، مردے کو نہل کر، قربانی کے دن، طواف زیارت کے لیے، مدینہ منورہ حاضری کے موقع پر، وغیرہ۔ غسل مباح جو ٹھنڈک وغیرہ کے لیے کیا جائے۔ اس باب میں بہت سے اقسام کے غسل بیان ہوں گے۔ غسل میں تین فرض ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، تمام ظاہری بدن پر پانی پڑنا۔

غسل کو لازم کرنیوالی چیزوں کا بیان

84- عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِضَى اللَّهِ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِي الْمَذْيِ الْوُضُوءُ وَمِنَ الْمَذْيِ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

۸۴ ترمذی ابواب الطہارات باب ما جاء فی المذی والمذی ج ۱ ص ۲۱ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب الوضوء من المذی ص ۳۹ مسند احمد ج ۱ ص ۸۷

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے مدی بہت زیادہ آتی تھی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا مدی میں وضوء ہے اور منی میں غسل۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور (ترمذی نے اسے) صحیح قرار دیا۔

85- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا پانی پانی سے ہے (یعنی غسل منی سے لازم ہوتا ہے)

منی کے سبب وجوب غسل کا بیان

86- وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ مَعَ أَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْتُ صَوْتَكَ أَقْلَفْتُ لَأَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ میں اپنی بیوی کے ساتھ (جماع میں مشغول) تھا پس جب میں نے آپ کی آواز سنی تو میں اس سے الگ ہو گیا۔ پھر غسل کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانی پانی سے ہے (یعنی غسل منی سے لازم ہوتا ہے)

اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

ختانان کے ملنے کے سبب وجوب غسل کا بیان

87- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَّزَهَا فَقَدْ رَجَبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَن لَمْ يَنْزِلْ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی کی چار شاخوں میں بیٹھ جائے پھر اس کو تھکا دے تو تحقیق غسل واجب ہو گیا۔ اس حدیث کو شیخین رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اگر چہ استہزال نہ ہو۔

۸۵ مسلم کتاب الحيض باب بيان ان الجماع..... الخ ج ۱ ص ۱۵۵

۸۶ مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۲ مجمع الزوائد كتاب الطهارة باب في قوله الماء من الماء ج ۱ ص ۲۶۴

۸۷ بخاری كتاب الغسل باب اذا التقى الختانان..... الخ ج ۱ ص ۴۲ مسلم كتاب الحيض باب بيان ان الجماع..... الخ ج ۱ ص

۱۵۶ مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۷

اس کی شرح وہ حدیث ہے جس میں فرمایا گیا کہ جب ختنہ ختنہ میں غائب ہو جائے تو غسل واجب ہے، وہی یہاں مراد ہے یعنی جب مشتبہات عورت سے صحبت کی جائے اور ختنہ غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ چار شانوں سے چار ہاتھ پاؤں مراد ہیں، اور بیٹھنے کا ذکر اتفاقاً ہے، ورنہ جس صورت سے بھی صحبت ہو غسل واجب ہے۔ بہت چھوٹی غیر مشتبہات بچی اور جانور سے صحبت کرنے میں انزال شرط ہے بغیر انزال غسل واجب نہیں۔

88- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شَعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانَ الْخِتَانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ صَحَّحَهُ
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے۔ پھر شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

شروع اسلام میں بغیر انزال صحبت کرنے سے غسل واجب نہ ہوتا تھا، اب ختنہ غائب ہونے سے غسل واجب ہو گا انزال ہو یا نہ ہو۔ صاحب مرقات نے فرمایا کہ اسلام میں اول صرف عقیدہ توحید فرض ہوا، پھر سورہ مزمل والی نماز یعنی رات کی، پھر پنج گانہ نماز کی فرضیت سے نماز شب کی فرضیت منسوخ ہو گئی، پھر بعد ہجرت روزے اور زکوٰۃ وغیرہ فرض ہوئے۔

ختنان کے ملنے کے سبب وجوب غسل میں فقہی بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ختنے کی جگہ تجاوز کر جائے ختنے کی جگہ سے تو غسل واجب ہو جاتا ہے ابو یوسفی کہتے ہیں حدیث عائشہ حسن صحیح ہے اور حضرت عائشہ کے واسطے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی طرق سے منقول ہے کہ اگر ختنے کی جگہ ختنے کی جگہ سے تجاوز کر جائے غسل واجب ہو جاتا ہے۔
 اور صحابہ کرام جن میں حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی اور عائشہ شامل ہیں کا یہی قول ہے اور فقہاء و تابعین اور ان کے بعد کے علماء سفیان ثوری احمد اور اسحاق کا قول ہے کہ جب دو شرمگاہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 105)

حیض کے سبب وجوب غسل کا بیان

۸۸- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَدْلٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَمَّا يُوجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَسِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَعَنْ مَا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَقَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا جَاوَزَ الْيَخْتَانُ الْيَخْتَانَ لَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ وَأَمَّا الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَنُشِخَ بِهِ وَأَمَّا مَا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَإِنَّهُ يَحِلُّ مِنْهَا مَا لَوْ قَالُوا الْإِزَارُ وَاسْتِغْفَالُهُ عَنْ ذَلِكَ الْفَضْلُ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ هَذَا حَسَنٌ. ★★

حضرت عبدالرحمن بن عاذ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جو جماع میں غسل کو لازم کرتی ہیں اور ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں پوچھا اور حائضہ سے کتنا (نفع) حلال ہے تو حضرت معاذ نے فرمایا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اور بہر حال ایک کپڑے میں نماز پڑھنا تو اسے بغل سے نکال کر کندھے پر ڈال دے اور جہاں تک حائضہ سے نفع اٹھانے کے حلال ہونے کا تعلق ہے تو اس سے ازار کے اوپر سے نفع اٹھانا حلال ہے اور اس سے بھی بچنا افضل ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے معجم کبیر میں بیان کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

۹۰- وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْفَتَا اللَّيْثِيَّ كَانُوا يَقُولُونَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ رُخْصَ يَهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرْنَا بِالْإِغْتِسَالِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

★★ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ فتویٰ جو لوگ دیتے ہیں کہ پانی پانی سے ہے۔ یہ رخصت تھی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کی رخصت دی پھر غسل کرنے کا حکم دیا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے نہایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

عورت کے لئے احتلام ہونے کا بیان

۹۱- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمْرَأَةً أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ اخْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

★★ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ابوطالب رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے حیا نہیں فرماتا کیا عورت پر غسل واجب ہوگا جب اسے احتلام ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں جب وہ پانی (منی) دیکھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

۸۹. المعجم الكبير ص ۱۰۰ ج ۲۰ مجمع الزوائد كتاب الطهارة باب في قوله الباء من الباء ج ۱ ص ۲۶۷

۹۰. ترمذی ابواب الطهارة باب ما جاء ان الباء من الباء ج ۱ ص ۳۱ مسند احمد ج ۵ ص ۱۱۵

۹۱. بخاری كتاب الغسل باب اذا احتلمت المرأة ج ۱ ص ۴۳ مسلم كتاب الحيض باب وجوب الغسل على المرأة ج ۱ ص ۱۰۰

شرح

مقصد یہ ہے کہ احتلام کی علت یا احتلام کی وجہ منی ہے اور منی عورت میں بھی ہے، لہذا احتلام بھی عورت کو ہونا چاہیئے۔ اور منی کا ثبوت یہ ہے کہ کبھی بچہ ماں کی ہم شکل ہوتا ہے جب ماں کی منی باپ کی منی پر غالب ہو۔ ہاتھ کا خاک میں ملنا بدعا نہیں بلکہ عرب والے کبھی محبت میں بھی یہ کلمہ بولتے ہیں۔

خواب میں احتلام ہو جانے کا بیان

82- وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي نَمَائِمِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتَّى تَنْزِلَ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتَّى يَنْزِلَ : رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا اس پر غسل نہیں جب تک کہ اسے انزال نہ ہو جائے جیسا کہ مرد پر اس وقت تک غسل واجب نہیں ہوتا جب تک اسے انزال نہ ہو جائے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ نسائی رحمہ اللہ و ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

کیونکہ احتلام میں منی کا نکلنا غسل واجب کرتا ہے خواب یا دھونہ ہو۔ تری مطلق غسل واجب کر دے گی اگرچہ مذی ہو کیونکہ کبھی تلی منی مذی ہی محسوس ہوتی ہے، یہی ہمارا مذہب ہے، یہ حدیث ہماری دلیل ہے۔ اکثر احکام عورتوں مردوں کے یکساں ہیں اسی لئے قرآن و حدیث میں مذکر کے صیغے استعمال ہوتے ہیں اور عورتیں اس میں داخل ہوتی ہیں۔ شقائق جمع شقیقہ کی ہے بمعنی ٹکڑا و حصہ، اسی لئے بھائی کو شقیق کہا جاتا ہے۔ حضرت حوا آدم علیہ السلام کا جڑ و بدن تھیں لہذا عورتیں مردوں کا حصہ ہیں۔

استحاضہ کا بیان

93- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَمَسَّالَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَلَدَعِي الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَيُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۹۲۔ مسند احمد ج ۶ ص ۴۰۹ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب فی المرأة ترى فی منامها۔ الخ ص ۴۵ نسائی کتاب الطہارۃ۔ ب۔ غسل المرأة ترى فی منامها۔ الخ ج ۱ ص ۴۲ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الطہارات باب فی المرأة ترى فی منامها ج ۱ ص ۸۰۔
۹۳۔ بخاری کتاب الوضوء باب غسل الدم ج ۱ ص ۳۶۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت ابی جہش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آتا تھا (یعنی بیماری کا) تو انہوں نے نبی پاک ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

استحاضہ کے خون اور علامات کا بیان

جو خون حیض اور نفاس کی صفت سے باہر ہو وہ استحاضہ ہے اس کی علامت یہ ہے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی اور حیض اور نفاس کے خون میں بدبو ہوتی ہے اور استحاضہ کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔

۱. ایام حیض میں جو خون تین دن سے کم ہو،
۲. ایام حیض میں جو خون دس دن سے زیادہ ہو،
۳. جو خون نفاس چالیس دن سے زیادہ ہو،
۴. جو حیض و نفاس عادت مقررہ سے زیادہ ہو اور اپنی اکثر مدت یعنی دس دن اور چالیس دن سے زیادہ ہو جائے،
۵. حاملہ کا خون دوران حمل میں چاہے جتنے دن آئے،
۶. نو برس سے کم عمر کی لڑکی کو جو خون آئے،
۷. بچپن برس سے زیادہ ہو جانے پر جو خون آئے بشرطہ وہ قوی نہ ہو یعنی زیادہ سرخ و سیاہ نہ ہو،
۸. پندرہ روز سے کم وقفہ ہونا،
۹. پاخانہ کے مقام سے جو خون آئے،
۱۰. ولادت کے وقت آدھا بچہ یا اس سے کم آنے پر جو خون نکلے لیکن نصف سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس ہوگا،

۱۱. بالغ ہونے پر پہلی دفعہ حیض آیا اور وہ بند نہیں ہوا تو ہر مہینہ میں پہلے دس روز حیض کے شمار ہوں گے اور بیس روز استحاضہ شمار ہوں گے اسی طرح جس کو پہلی دفعہ نفاس آیا اور خون بند نہیں ہوا تو پہلے چالیس روز۔ نفاس شمار ہوگا اور باقی استحاضہ ہوگا۔

بَابُ صِفَةِ الْغُسْلِ

یہ باب غسل کے طریقے کے بیان میں ہے

غسل کے طریقہ کا بیان

94- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَدًا

فَيَسْلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُمِيزُ بِمِيزِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَسْلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَضُوءَهُ لِلْمَصَلَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيَذِخُلُ أَصَابِعَهُ
بِأُصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنَّ كَدَّ اسْتَبْرَاحَ حَقَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَقَنَاتٍ ثُمَّ أَقَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ
رِجْلَيْهِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھونے
سے آغاز کرتے۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور اپنی شرمگاہ کو دھوتے۔ پھر نماز کی طرح وضو فرماتے۔

پھر پانی لے کر اپنی انگلیاں (سر کے) بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے حتیٰ کہ جب دیکھتے کہ وہ فارغ ہو چکے ہیں تو اپنے سر پر
تین چلو پانی ڈالتے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہاتے۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھوتے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

95- وَعَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ رَضِعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَرَّتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ
عَلَى يَدَيْهِ فَعَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِمِيزِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَعَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ
وَأَسْتَشَقَّ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَقَاضَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى لَعَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاولَتْهُ ثَوْبًا فَلَمَّ
بِأُخْرَاهُ فَأَنْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل کے لئے پانی رکھا۔ پھر میں نے آپ
کے سامنے کپڑے سے پردہ کیا اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا۔ پھر آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے
اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر مار کر رگڑ کر ملا۔ پھر اسے دھویا پھر کلی کی اور ناک
جھاڑا اور اپنا چہرہ اور دونوں بازو دھوئے۔ پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور اپنے جسم پر پانی ڈالا۔ پھر اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور اپنے
دونوں قدمین شریفین کو دھویا۔ پھر میں نے آپ کو کپڑا پکڑا یا تو آپ نے نہیں لیا۔ پھر آپ چلے گئے۔ اس حال میں کہ اپنے
دونوں ہاتھوں کو جھاڑ رہے تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

96- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَفَرٍ وَأَسْفَى فَاَنْقَضُهُ لِعُسْلِ الْجَنَابَةِ
لَنْ لَا إِلَهَ بِكَفِيلِكَ أَنْ تَحْيَى عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ حَيَّاتٍ ثُمَّ تَفِيضِينَ عَلَيْكَ الْمَاءَ فَتَطْهَرِينَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے
بالوں کو مضبوطی سے باندھتی ہوں تو کیا میں غسل جنابت کے لئے نہیں کھولا کروں؟ تو آپ نے فرمایا نہیں تجھے اتنا ہی کافی ہے
کہ تو اپنے سر پر تین چلو ڈال۔ پھر اپنے اوپر پانی ڈالو تو پاک ہو جاؤ گی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

حرج اٹھالینے سے متعلق قاعدہ فقہیہ

الحرج مرفوع (الاشباه والنظائر)

مینڈیوں کو کھول کر دھونے کی وجہ سے حرج لازم آئے گا اس لئے شریعت کی طرف سے یہ رخصت ہے کہ وہ مینڈیوں کو نہ کھولے اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچائے تو اس طرح کا غسل ہو جائے گا۔

رخصت اصل میں نہیں فرع میں ہے

بشرہ کا دھونا اصل ہے جبکہ بالوں کا دھونا اس کی فرع ہے مذکورہ حدیث اور اس کے تحت قاعدہ فقہیہ کے مطابق مینڈیوں کو نہ کھولنے کی رخصت بالوں میں یعنی فرع میں ہے۔ لہذا یہ رخصت فرع تک محدود رہے گی۔ اور فرع میں اس رخصت کے جاری ہونے کا سبب حرج ہے۔ رخصت کا فرع میں وقوع موجود ہے جس طرح چہرے کا دھونا اور گھنی داڑھی کا خلال کرنا ہے۔ وہاں بھی داڑھی کا خلال کرنے کو سنت کہا گیا ہے۔ نہ کہ فرض حالانکہ داڑھی کے بال حدود چہرہ میں ہیں اور چہرے کو دھونے کا حکم فرض ہے۔ وہاں پر بھی فرعیات کے لئے حکم میں تغیر موجود ہے۔ اسی طرح یہاں بھی فرعیات کی صورت میں مینڈیوں کو نہ کھولنے کی رخصت دی گئی ہے۔ (رضوی غفرلہ)

مشقت نہ ہونے پر مینڈھیوں کو کھول کر غسل کرنے کا بیان

97- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا وَكَانَتْ حَائِضًا انْقَضَى شَفَرُكِ وَاعْتَسَلِي. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ان سے فرمایا جب وہ حالت حیض میں تھیں کہ اپنے باؤں کو کھولو پھر غسل کرو۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔
شرح

اس حدیث سے دو مسئلہ معلوم ہوئے: ایک یہ کہ غسل میں جسم کے سارے بال بھگونا فرض ہیں اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو غسل نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اگر بدن پر خشک مٹی، گندھا ہوا آٹا یا موم لگا رہ گیا جس کے نیچے پانی نہ پہنچے، تب بھی غسل نہ ہوگا لہذا اگر ناخنوں پر نیلی پالش لگی ہوئی ہے تو غسل درست نہیں، کیونکہ اس کے نیچے پانی نہ پہنچے گا۔ خیال رہے کہ گھنی داڑھی وضو میں مانع نہیں، کیونکہ اس میں بڑی مشقت ہے، وضو روزانہ کئی بار ہوتا ہے، غسل میں اس کے نیچے پانی پہنچانا چاہیے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، باب غسل کتاب طہارت، بیروت)

98- وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَأْمُرُ النِّسَاءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ لَقَالَتْ أَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَعْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَمَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أَفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ افِرَاقَاتٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

★★ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ غسل کریں تو اپنے سر کے بالوں کو کھولیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ عورتوں کو یہ حکم کیوں نہیں دیتے کہ وہ اپنے سر (کے بالوں) کو منڈوائیں۔ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور میں اس پر کچھ اضافہ نہ کرتی کہ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

۹۹- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغَسْلِ . رَوَاهُ الْإِسْنَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

کیونکہ غسل سے پہلے وضو فرمالیتے تھے، وہ وضو نماز کے لئے کافی ہوتا تھا، بلکہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کے بھی غسل کرے اور پھر نماز پڑھے تو جائز ہے، کیونکہ طہارت کبریٰ کے ضمن میں طہارت صغریٰ بھی ہو جاتی ہے اور بڑے حدث کے ساتھ چھوٹا حدث بھی جائز ہوتا ہے۔

100- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ایک ہی غسل کے ساتھ اپنی ازواج مطہرات پر چکر لگایا کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

یعنی چند بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور سب سے آخر میں غسل فرماتے۔ ظاہر یہ ہے کہ درمیان میں وضو فرماتے ہوں گے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج حضرت خدیجہ، عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، سودہ، زینب، میمونہ ام مسکین، جویریہ، صفیہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ جن میں حضرت خدیجہ کی موجودگی میں کسی سے نکاح نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتیوں کی طاقت دی گئی اور ایک جنتی میں سو مردوں کی طاقت ہوگی لہذا حضور میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی، نیز آپ کے ذمہ بیویوں کے درمیان عدل واجب نہ تھا اپنی طرف سے عدل فرماتے تھے اسی لیے ایک شب میں تمام

۹۹ ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء بعد الغسل ج ۱ ص ۲۳ ترمذی ابواب الطہارات باب فی الوضوء بعد الغسل ج ۱ ص ۳۰
سائی کتاب الغسل والتیمم باب ترک الوضوء بعد الغسل ج ۱ ص ۷۲ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب فی الوضوء بعد الغسل ص ۴۳
مسند احمد ج ۶ ص ۶۸

ازواج کے پاس تشریف لے گئے ورنہ ہم کو ایک کی باری میں دوسری کے پاس جانا درست نہیں۔ بعض نے فرمایا کہ حضور ہمارے والی کی اجازت سے یہ عمل فرماتے ہوں گے مگر یہ درست نہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ، کتاب طہارت، میردت)

181- وَعَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ عَلَى نِسَاءٍ فِي لَيْلَةٍ فَأَغْتَسَلَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُسْلًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اغْتَسَلْتُ غُسْلًا وَاحِدًا فَقَالَ هَذَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆☆ رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں ایک رات میں چکر لگایا تو ان میں سے ہر زوجہ کے پاس غسل کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ایک ہی غسل کر لیتے تو آپ نے فرمایا اس سے زیادہ طہارت اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

طریقہ غسل کے سنت طریقے میں فقہی بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لیتے پھر استنجاء کرتے اور وضو کرتے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے پھر سر کے بالوں پر پانی ڈالتے اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتے ابو عیسیٰ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس کو اہل علم نے اختیار کیا ہے کہ غسل جنابت میں پہلے وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے پھر تین مرتبہ سر پر پانی بہائے پھر پورے بدن پر پانی بہائے پھر پاؤں دھوئے۔

اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے وضو نہیں کیا اور پورے بدن پر پانی بہایا تو غسل ہو گیا یہی تو امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق کا ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 100)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو سلیمن کی روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور مسدود کی روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اس طرح پر کہ برتن کو داہنے ہاتھ پر انڈیلے (اور پھر بائیں ہاتھ پر اس کے بعد دونوں راوی متفق البیان ہیں) پھر شرمگاہ کو دھوتے،

اس کے بعد مسدود نے یہ اضافہ کیا ہے کہ بائیں ہاتھ پر ڈالتے کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شرمگاہ کو کئی بار کے طور پر بیان کیا ہے پھر وضو کرتے جیسا کہ نماز کے لیے کرتے ہیں پھر دونوں ہاتھ برتن میں ڈال کر بالوں کا خلال کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جاتا کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ گیا ہے یا سر صاف ہو گیا ہے اپنے

أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ .

☆☆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنبی کو یہ رخصت دی ہے کہ جب وہ کھانے پینے یا سونے کا ارادہ کرے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا۔

جنابت کی حالت میں سونے والے کے وضو کا بیان

یہ وضو کرنا جنبی کے سونے کے لئے طہارت ہے، یعنی جنبی وضو کر کے سویا تو گویا وہ پاک سویا، لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسے رات کو احتلام ہو جائے یا جماع سے فراغت ہو اور اس کے بعد سونے کا ارادہ یا بوجہ کسی ضرورت بے وقت غسل جنابت میں تاخیر کا خیال ہو تو ایسی شکل میں جنبی کا وضو کر لینا سنت ہے۔ اتنی بات اور سمجھ لیجئے کہ حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورت مذکورہ میں وضو کیا جائے اس کے بعد عضو تناسل کو دھویا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ پہلے عضو تناسل کو دھونا چاہئے اس کے بعد وضو کرنا چاہئے، اس شکل میں حدیث کی مذکورہ ترتیب کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہاں وضو کرنا اس لئے مقدم کر کے ذکر کیا گیا ہے کہ وضو کا احترام اور اس کی تعظیم کا اظہار پیش نظر تھا۔

حالت جنابت میں کھانے پینے کا بیان

105- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں سونا چاہتے تو وضو فرماتے اور جب کھانے یا پینے کا ارادہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر کھاتے یا پیتے اس حدیث کو امام نسائی رحمہ اللہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

106- وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَطْعَمُ . رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں کھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر کھانا تناول فرماتے۔ اس کو ابن خزیمہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

کتاب الطہارۃ

ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے دو مرتبہ صحبت کرے اور دونوں مرتبہ کے درمیان وضو کرے تو وہ فائدہ ہے۔ اول تو یہ کہ اس پاکیزگی اور طہارت حاصل ہوتی ہے، دوسری یہ کہ نشاط اور لذت زیادہ ہو جاتی ہے۔ بہر حال اس حدیث سے اور اس سے پہلی حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جنبی کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ حالت ناپاکی میں اگر سونے اور کھانے پینے کا یا دوبارہ جماع کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے عضو تناسل کو دھو کر وضو کر لے۔ بعض علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ جنبی کے کھانے پینے کے سلسلے میں ان احادیث میں جس وضو کا ذکر ہے، اس سے مراد حقیقۃً وضو نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایسے وقت میں ہاتھ دھو لئے جائیں اور یہی رائے جمہور علماء کرام کی ہے کیونکہ سنن نسائی کی روایت میں اس مراد کی صراحت بھی موجود ہے۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں روایتوں سے تو بصراحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں نماز کے وضو کی طرح وضو کیا جائے، لہذا اب ان روایتوں میں تطبیق پیدا کرنے کے لئے یہی کہا جائے گا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے مواقع پر کبھی کبھی اختصار کے طور پر محض ہاتھ ہی دھو لینے کو کافی سمجھتے تھے۔ مگر اکثر و بیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکمل وضو فرماتے تھے۔

جنابت کی حالت میں تلاوت کی ممانعت کا بیان

107- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، کتا یا جنبی ہو۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

یہاں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے جو بلا ضرورت حرمت و عزت سے رکھی جائے۔ اور کتے سے مراد بلا ضرورت محض شوقیہ طور پر پالا ہوا کتا ہے۔ جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلا ضرورت شرعیہ بیغسل رہ کرے۔ لہذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ کبھی روپیہ پیسہ میں فوٹو ہوتے ہیں جو ہر گھر میں رہتے ہیں، نہ یہ کہ کھیتی یا گھربار کی حفاظت یا شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے، نہ یہ کہ رات کو جنبی وضو کر کے رات گزار سکتا ہے، نہ یہ کہ اگر ان گھروں میں فرشتے نہیں آتے تو ان لوگوں کی حفاظت یا نامہ اعمال کی تحریر کون کرتا ہے یا ان کی جان کون نکالے گا۔

108- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ

۱۰۷. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الجنۃ یؤخر الفصل ج ۱ ص ۲۰ نسائی کتاب الطہارۃ باب فی الجنۃ یتوہاء ج ۱ ص ۵۱

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ
وَأَنْتَ لَبِئْسَ بِمُؤْمِنٍ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَآخَرُونَ .

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن پڑھاتے جب آپ جنبی نہ ہوتے۔ اس حدیث کو اصحاب نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا اور ابن حبان اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے اسے صحیح

۱۰۱- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ
وَأَنْتَ لَبِئْسَ بِمُؤْمِنٍ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ .

ابن حبان نے روایت کیا۔ روایت ابوداؤد و آخرون و صححہ ابن خزيمة .
یعنی مسجد میں داخل ہونے کو حلال قرار نہیں دیتا (اس حدیث کو ابوداؤد و دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا اور ابن خزيمة نے اسے صحیح قرار دیا۔)

حائض کے لئے تلاوت کی ممانعت کا بیان

جوورت ایام حیض میں ہو یا جو آدمی حالت ناپاکی میں ہو وہ قرآن شریف بالکل نہ پڑھے یہاں تک کہ ایک آیت سے کم بھی قرآن کی تلاوت نہ کرے چنانچہ حضرت امام اعظم اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ مائدہ اور جنبی کو قرآن کریم کی تلاوت بالکل نہ کرنی چاہئے خواہ وہ ایک آیت سے کم ہی کیوں نہ ہو۔ مگر بعض علماء کرام کے ہاں مائدہ اور جنبی کا ایک آیت یا زیادہ حصہ کی تلاوت تو حرام ہے البتہ ایک آیت سے کم کی تلاوت حرام نہیں ہے۔ "اگر حائضہ یا جنبی قرآن کریم کا کوئی حصہ تلاوت کے مقصد سے نہیں بلکہ شکر کے ارادے سے پڑھے تو یہ جائز ہے، مثلاً کوئی حائضہ یا جنبی کیا ہے موقع پر جب کہ اللہ کا شکر ادا کرنا ہو کہے "الحمد للہ رب العالمین" تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حالت جنابت میں مصافحہ کرنے کا بیان

۱۰۲- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِيَدِي
فَنُشِبَ بِيَدِي حَتَّى قَعَدْتُ فَأَسَلْتُ الرَّحْلَ فَأَغْتَسَلْتُ ثُمَّ جَنُتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ

۱۰۱ ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الحبب یقرأ القرآن ج ۱ ص ۳۰ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی الرجل یقرأ القرآن ج ۱ ص ۳۸ سانی کتاب الطہارۃ باب حبب الحبب من قرأ القرآن ج ۱ ص ۵۲ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی من قرأ القرآن علی غیر طہارۃ ص ۴۴ مسند احمد ج ۱ ص ۸۳ ابن حبان ج ۲ ص ۳۱

۱۰۲ ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الحبب یدخل المسجد ج ۱ ص ۳۰ صحیح ابن خزيمة ج ۱ ص ۲۸۴

۱۰۳ ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الحبب یدخل المسجد ج ۱ ص ۳۰ صحیح ابن خزيمة ج ۱ ص ۲۸۴

لَهُ لَقَالَ مُبَحَّانَ اللَّهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

کتاب الطہر

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے۔ اس حالت میں کہ میں جنبی تھا۔ پس آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ حتیٰ کہ آپ بیٹھ گئے تو میں کھسک گیا گھر آیا اور غسل کیا پھر میں آیا تو آپ بیٹھ ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں تھے تو میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

شرح

یعنی جنابت نجاست حقیقہ نہیں تا کہ جنبی سے مصافحہ وغیرہ منع ہو۔ خیال رہے کہ کافر بھی نجس نہیں قرآن کریم میں مشرکوں کو نجس فرمایا گیا اس سے گندگی اعتقاد مراد ہے۔ اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جنبی کا پسینہ یا مجھوم نجس نہیں۔ دوسرے یہ کہ غسل جنابت میں دیر لگانا جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ جنابت کی حالت میں ضروری کام کاج کرنا جائز ہے۔ چوتھے یہ کہ جنبی سے مصافحہ، معافہ بلکہ اس کے ساتھ لیٹنا بیٹھنا جائز۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ مزید نقل کئے ہیں کہ (انہوں نے کہا) چونکہ میں حالت ناپاکی میں تھا اس لئے یہ مناسب معلوم نہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھوں جب تک کہ نہا نہ لوں۔ "اسی طرح صحیح البخاری کی ایک دوسری روایت میں بھی یہ الفاظ منقول ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جنابت نجاست حکمی ہے کہ شریعت نے اس کا حکم کیا ہے اور اس پر غسل کو واجب قرار دیا ہے، لہذا حالت جنابت میں آدمی حقیقہً نجس نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جنبی کا نہ تو جھوٹا ناپاک ہوتا ہے اور نہ اس کا پسینہ ہی ناپاک ہے، اس لئے جنبی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ملنا جلنا، مصافحہ کرنا، کلام کرنا یا اسی طرح اس کے ساتھ دوسرے معاملات کرنا جائز ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

یعنی میں اس وقت بے وضو تھا اور جواب میں کہنا ہوتا ہے "وعلیکم السلام" سلام اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے اگرچہ یہاں دو معنی مراد نہیں پھر بھی اس لفظ کا احترام کرتے ہوئے میں نے بغیر وضو یہ لفظ بولنا مناسب نہ سمجھا۔ حضرت شیخ نے اشعة اللمعات میں فرمایا کہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص انوار الہیہ کی تجلی ہو رہی تھی جس کا اثر یہ تھا کہ آپ نے بغیر طہارت سلام کا لفظ بھی منہ نہ سے نکالا، یہ خصوصی حکم ہے، لہذا اس حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے سے آ کر قرآن پڑھاتے تھے، دعائیں پڑھتے تھے، وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے اور یہاں بغیر وضو سلام کا لفظ بھی نہیں بولتے، کہ وہ عام حکم شرعی تھا اور یہ حکم خصوصی۔ شریعت و طریقت، فتویٰ و تقویٰ میں فرق ہے۔ نہ یہ اعتراض ہے کہ پانی کے ہوتے ہوئے تیمم درست نہیں ہوتا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تیمم کیوں کیا؟ اس تیمم سے نماز وغیرہ نہ پڑھی صرف جواب سلام دیا، نماز جنازہ جاری ہو تو پانی کے ہوتے تیمم جائز ہے مگر اس سے دوسری نماز نہیں پڑھ سکتے۔ یہاں بھی جواب کا وقت جارہا تھا، آدمی چہا جارہا تھا اس لیے یہ عمل فرمایا۔ غرض کہ یہ حدیث بیخبر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جواب سلام میں دیر لگانا ضرورہً جائز ہے اور

اس دیر لگ جانے پر معذرت کر دینا سنت ہے تاکہ اس کو رنج نہ ہو۔

بَابُ الْحَيْضِ

یہ باب حیض کے بیان میں ہے

حیض کے معنی و مفہوم کا بیان

حیض اور حوض کے لغوی معنی بہنا ہیں۔ شریعت میں عورتوں کے ماہواری خون کو جو رحم سے آئے حیض کہا جاتا ہے، ولادت کے بعد آنے والا خون نفاس کہلاتا ہے، بیماری کا خون استحاضہ۔ حیض کی مدت کم از کم تین دن رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن و رات۔ نفاس کی کم مدت ایک ساعت اور زیادہ چالیس دن ہے، استحاضہ کی کوئی مدت نہیں۔ حیض و نفاس کے احکام جنابت کی طرح ہیں کہ اس میں نماز و روزہ، قرآن شریف پڑھنا، چھونا، مسجد میں جانا سب حرام ہے۔

حیض و نفاس اور استحاضہ کا بیان

۱. حیض وہ خون ہے جو رحم سے بغیر ولادت یا بیماری کے ہر مہینہ فرج (آگے) کی راہ سے نکلا ہیا گر خون پاخانہ کے مقام کی طرف سے نکلے تو حیض نہیں اور اس کے بند ہو جانے پر غسل فرض نہیں بلکہ مستحب ہیزمانہ حیض کے علاوہ اور دنوں میں کسی دوائی کے استعمال سے خون آ جائے وہ بھی۔ حیض نہیں ہے

۲. حیض کا خون ان چند باتوں پر موقوف ہے وقت اور وہ نو برس کی عمر سے ایسا (ناامیدی) کی عمر تک ہے، نو برس سے پہلے جو خون نکلے وہ حیض نہیں ہے ایسا کا وقت بچپن برس کی عمر ہونے پر ہوتا ہے یہی لح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اس کے بعد جو خون آئے گا وہ حیض نہیں بشرطیہ وہ قوی نہ ہو یعنی زیادہ سرخ یا سیاہ نہ ہو پس اگر ایسا ہے تو حیض ہے اور اگر زرد و سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے بشرطیہ اس عمر سے پہلے ان رنگوں میں سے کسی رنگ کا خون نہ آتا ہو ورنہ اگر عادت کے مطابق ہوگا تو اب بھی حیض شمار ہوگا،

۳. خون کا فرج خارج تک نکلنا اگرچہ گدی کے گر جانے سے ہو پس جب تک کچھ گدی یا روئی خون اور فرج خارج کے درمیان حائل ہے تو حیض نہ ہوگا، حیض کے خون میں سیلان (بہنا) شرط نہیں، مطلب یہ ہے کہ جب تک خون فرج کے سوراخ سے باہر کی کھال تک نہ آئے اس وقت تک حیض شروع ہونے کا حکم نہیں لگے گا اور سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آئے تب سے حیض شروع ہے گا خواہ اس کھال سے باہر نکلے یا نہ نکلے کیونکہ بہنا شرط نہیں ہے، اگر کوئی عورت سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر وائی روئی یا گدی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض شروع ہونے کا حکم نہ لگے گا، اور جب خون کا دھبہ باہر وائی کھال میں آ جائے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال میں تب سے حیض کا حساب ہوگا اور جس وقت سے خون کا دھبہ باہر کی کھال میں یا روئی وغیرہ کے باہر والے حصہ پر

دیکھا ہے اسی وقت سے حیض شروع ہونے کا حکم ہوگا۔

۴. حیض کا خون ان چھ رنگوں میں سے کسی ایک رنگ کا ہوا۔ سیاہ ۲۔ سرخ ۳۔ زرد ۴۔ تیرہ (سرخ مائل سیاہ یعنی گدیلہ) ۵۔ سبز ۱۔ خاکستری (مثلاً) اور جب تک بالکل سفید نہ ہو جائے وہ حیض ہے تری کی حالت کا اعتبار ہے پس جب تک کپڑا تر ہے اگر اس وقت تک خالص سفیدی ہو اور جب خشک ہو جائے تب زرد ہو جائے تو اس کا حکم سفیدی کا ہیا و تر حالت میں سرخ یا زرد ہے اور خشک ہونے کے بعد سفید ہو گیا تو سرخ یا زرد سمجھا جائے گا اور وہ حیض کے حکم میں ہوگا

۵. مدت حیض، حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں، تین دن اور رات سے ذرا بھی کم ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہیکہ کسی بیماری کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے اور اکثر مدت حیض دس دن اور دس راتیں ہیں پس دس دن سے زائد جو خون آیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہوگا۔

۶. رحم حمل سے خالی ہو یعنی وہ عورت حاملہ نہ ہو

۷. طہر کی کامل مدت اس سے پہلے ہو چکی ہو، دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے، پس دو حیض کے درمیان میں جو طہر یا پاکی کے دن آئیں اگر وہ پندرہ روز سے کم ہیں تو ان دونوں حیض کو جدا نہیں کرے گا پس اگر وہ وقفہ دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ طہر اور خون سب حیض ہوں گے اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو اگر اس کو پہلی ہی بار حیض آیا ہو تو دس دن حیض کے سمجھے جائیں گے اور اگر اس کی عادت مقرر ہو تو مقررہ عادت کے مطابق حیض سمجھا جائے گا اور طہر کی کم سے کم مدت یعنی پندرہ دن یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو طہر سمجھا جائے گا ورنہ باقی دن استحاضہ ہوگا۔

حیض کا بیان

۱۱۱- عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي

الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أَحْزَنُ رِيَّةٍ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرْوَرِيَّةٍ وَلَكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ يُصَيِّبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆☆ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حیض والی عورت کو کیا ہے کہ وہ روزے کی قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی تو آپ نے فرمایا کیا تو خارجیہ ہے تو میں نے عرض کیا میں خارجیہ تو نہیں ہوں لیکن میں مسئلہ پوچھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا ہمیں حیض آتا تھا تو ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

۱۱۱۔ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الحائض لا تقضی الصلوة ج ۱ ص ۲۵ ترمذی ابواب الطہارات باب ما جاء فی الحائض أنها لا تقضی الصلوة ج ۱ ص ۲۴ بخاری کتاب الحيض باب لا تقضي الحائض الصلوة ج ۱ ص ۴۶ ناسی کتاب الصوم باب وصع الصيام عن الحائض ج ۱ ص ۲۱۹ مسلم کتاب الحيض باب وجوب قضاء الصوم على الحائض ج ۱ ص ۱۵۳ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب الحائض لا تقضی الصلوة ص ۴۶ مسند احمد ج ۶ ص ۲۳۱

سر پر تین بار پانی ڈالتے پھر جس قدر پانی بچ رہتا اسکو اپنے اوپر بہا لیتے۔ (سنن ابوداؤد: جلد اول: حدیث نمبر 241)

غسل کرنے میں ہٹ کر پاؤں کو دھونے کا بیان

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہانے اور جنابت سے پاک ہونے کے لیے پانی رکھا پس آپ نے برتن جھکا کر داہنے ہاتھ پر پانی ڈالا اور اسکو دو یا تین مرتبہ دھویا پھر شرمگاہ پر پانی ڈال کر اسکو بائیں ہاتھ سے دھویا پھر بائیں ہاتھ زمین پر مل کر دھویا پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ہاتھ منہ دھویا اس کے بعد اپنے سر اور پورے بدن پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے میں نے رد مال پیش کیا تو لینے سے انکار فرما دیا اور اپنے بدن سے پانی جھاڑنے لگے۔

اعمش کہتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں ابراہیم نخعی سے دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ صحابہ رد مال سے بدن پونچھنے کو برا نہیں سمجھتے تھے لیکن اسکی عادت ڈالنا برا سمجھتے تھے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ مسدد نے عبداللہ بن داؤد سے پوچھا کہ کیا صحابہ کرام عادت بنا لینے کو برا سمجھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں یہی بات ہے مگر میں نے اس کو اپنی کتاب میں اسی طرح پایا ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد اول: حدیث نمبر 244)

عورت کے لئے بالوں کی مینڈھیاں نہ کھولنے کی رخصت کا بیان

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی عورت ہوں کہ مضبوط باندھتی ہوں اپنے سر کی چوٹی کیا میں غسل جنابت کے لئے اسے کھولا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں تین مرتبہ سر پر پانی ڈال لیتا تیرے لئے کافی ہے پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ پھر تم پاک ہو جاؤ گی یا فرمایا اب تم پاک ہو گی امام ابو یوسفی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ اگر عورت غسل جنابت کرے تو سر پر پانی بہا دینا کافی ہے اور بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 101)

دھوپ سے گرم ہونے والے پانی سے غسل کرنے میں مذاہب اربعہ

یہ بھی ایک مسئلہ کی بات یہ ہے کہ دھوپ میں گرم کئے ہوئے پانی سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ حضرت امام اعظم، امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ تینوں حضرات کے نزدیک اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک میں کچھ اختلاف ہے لیکن ان کا صحیح قول یہ ہے کہ اس پانی سے غسل کرنا مکروہ ہے البتہ ان کے علماء متاخرین نے بھی تینوں ائمہ کی ہمنوائی کرتے ہوئے یہی مسلک اختیار کیا ہے کہ اس میں کراہت نہیں ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْجُنُبِ

یہ باب جنبی سے متعلق حکم کے بیان میں ہے

لفظ جنبی کے معنی و مفہوم کا بیان

جنبی جنابت سے بنا جس کے لغوی معنی ہیں دوری و علیحدگی۔ شریعت میں حدیث اکبر جس سے غسل واجب ہو جنابت کہلاتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان مسجد و نماز وغیرہ سے علیحدہ رہتا ہے۔ مذکر، مونث ایک اور چند سب کو جب کہا جاسکتا ہے۔ اختلاط سے مراد اس کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، مصافحہ، معانقہ ہے۔

جنبی کے لئے وضو کر کے سونے کا بیان

102- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ لِرُجْلِهِ وَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب حالت جنابت میں سونا چاہتے تو اپنی شرمگاہ کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو فرماتے۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

103- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْرُقُذُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَكُمُ إِذَا تَوَضَّأَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں سو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں جب وہ وضو کرے اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

104- وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ

۱۰۲. بخاری کتاب الغسل باب الجنبی يتوضأ..... الخ ج ۱ ص ۴۳ مسلم کتاب الحيض باب جواز نوم الجنبی ج ۱ ص ۱۴۱ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب الجنبی یا کل ج ۱ ص ۲۹ ترمذی ابواب الطہارۃ باب فی الوضوء للجنب اذا اراد ان ینام ج ۱ ص ۳۳ نسائی کتاب الطہارۃ باب وضوء الجنبی اذا اراد ان ینام ج ۱ ص ۵۰ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب من قال لا ینام الجنبی حتی يتوضأ..... الخ ص ۴۳ مسند احمد ج ۱ ص ۳۶

۱۰۳. بخاری کتاب الغسل باب الجنبی يتوضأ..... الخ ج ۱ ص ۴۳ مسلم کتاب الحيض باب جواز نوم الجنبی ج ۱ ص ۱۴۱ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب الجنبی یا کل ج ۱ ص ۲۹ ترمذی ابواب الطہارات باب فی الوضوء للجنب اذا اراد ان ینام ج ۱ ص ۳۲ نسائی کتاب الطہارۃ باب وضوء الجنبی اذا اراد ان ینام ج ۱ ص ۵۰ ابن ماجہ ابواب الطہارات باب من قال لا ینام الجنبی حتی يتوضأ..... الخ ص ۷۴ مسند احمد ج ۱ ص ۱۷

۱۰۴. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب من قال الجنبی يتوضأ ج ۱ ص ۲۹ مسند احمد ج ۱ ص ۲۲

۱۱۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ لَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا خَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنی ایک حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت کو حیض آئے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور نہ روزہ رکھتی ہے اسے شیخین رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

۱۱۳۔ وَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةٍ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ الْيَسَاءُ يَتَعَشَّنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِاللَّوَجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصَّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ فَتَقُولُ تَهْنَأُ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ . رَوَاهُ مَالِكٌ وَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا .

☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عورتیں ڈبیہ میں کرسف رکھ کر بھیجتی تھیں جس میں زردی ہوتی تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی جدی نہ کرو جب تک چونے کی طرح سفیدی نہ دیکھ لو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے حیض سے پاکی مراد لیتی تھیں۔ اس حدیث کو امام مالک رحمہم اللہ اور عبد الرزاق رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا اور امام بخاری رحمہم اللہ نے تعلیقاً بیان کیا۔

حیض سے متعلق بعض احکام کا بیان

(۱) اگر کوئی عورت سو کر اٹھنے کے بعد خون دیکھے تو اس کا حیض اسی وقت سے شمار ہوگا جب سے وہ بیدار ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں اور اگر کوئی حائضہ عورت سو کر اٹھنے کے بعد اپنے کو طاهر پائے تو جب سے سوئی ہے اسی وقت سے طہر سمجھی جائے گی۔

(۲) حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے ناف اور زانوں کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا بشرطیکہ کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو مکروہ تحریمی ہے اور جماع کرنا حرام ہے۔

(۳) حیض والی عورت اگر کسی کو قرآن مجید پڑھاتی ہو تو اس کو ایک ایک لفظ رک رک کر پڑھانے کی غرض سے کہنا جائز ہے۔ ہاں پوری آیت ایک دم پڑھ لینا اس وقت بھی ناجائز ہے۔

(۴) حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے بوسے لینا، اس کا استعمال کیا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانوں کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف و زانوں کے درمیان کپڑے کے ساتھ نہ ملنا جائز ہے بلکہ حیض والی عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

۱۱۲۔ بخاری کتاب اللبس باب ترك الحائض الصوم ج ۱ ص ۴۴ مسلم کتاب الايمان باب بيان نقصان الايمان ج ۱ ص ۶۰

۱۱۳۔ بخاری کتاب الحيض باب اقبال المعوض وادباره ج ۱ ص ۴۶ مؤطا امام مالك كتاب الطهارة باب طهر الحائض ص ۵۳

مصنف عبد الرزاق كتاب الحيض باب كيف الطهر ج ۱ ص ۲۰۲

(۵) جس عورت کا حیض دس دن اور دس راتیں آ کر بند ہوا ہو تو اس سے بغیر غسل کے خون بند ہوتے ہی جماع جائز ہے اور عورت کا خون دس دن سے کم آ کر بند ہوا ہو تو اگر اس کی عادت سے بھی کم آ کر بند ہوا ہے تو اس سے جماع جائز نہیں۔ جب تک کہ اس کی عادت نہ گزر جائے اور عادت کے موافق اگر بند ہوا ہے تو جب تک غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے جماع جائز نہیں۔ نماز کا وقت گزر جانے کے بعد بغیر غسل کے بھی جائز ہوگا۔ نماز کے وقت گزر جانے سے یہ مقصود ہے کہ اگر شروع وقت میں خون بند ہوا تو باقی وقت سب گزر جائے اور اگر آخر وقت میں خون بند ہوا تو اس قدر وقت ہونا ضروری ہے کہ جس میں غسل کر کے نماز کی نیت کرنے کی گنجائش ہو اور اگر اس سے بھی کم وقت باقی ہو تو پھر اس کا اعتبار نہیں دوسری نماز کا پورا وقت گزرنا ضروری ہے۔ یہی حکم نفاس کا ہے کہ اگر چالیس دن آ کر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے اور اگر چالیس دن سے کم آ کر بند ہوا ہو اور عادت سے بھی کم ہو تو بعد عادت گزر جانے کے اور اگر عادت کے موافق بند ہوا ہو تو غسل کے بعد یا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد جماع وغیرہ جائز ہے۔ ہاں ان کے سب صورتوں میں مستحب ہے کہ بغیر غسل کے جماع نہ کیا جائے۔

(۶) جس عورت کا خون دس دن اور راتوں سے کم آ کر بند ہوا اور عادت مقرر ہو جانے کی شکل میں عادت سے بھی کم ہو تو اس کو نماز کے آخر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اس خیال سے کہ شاید پھر خون آجائے مثلاً عشاء کے شروع وقت خون بند ہوا ہو تو عشاء کے آخر وقت مستحب یعنی نصف شب کے قریب تک اس کو غسل میں تاخیر کرنا چاہئے اور جس عورت کا حیض دس دن یا عادت مقرر ہونے کی شکل میں عادت کے موافق آ کر بند ہوا ہو تو اس کو نماز کے آخر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔

(۷) اگر کوئی عورت غیر زمانہ حیض میں کوئی ایسی دوا استعمال کرے جس سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں مثلاً کسی عورت کو مہینے میں ایک دفعہ پانچ دن حیض آتا ہو تو اس کے حیض کے پانچ دن کے بعد کسی دوا کے استعمال سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں۔

(۸) اگر کسی عادت والی عورت کو خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے اور اس کو یہ یاد نہ رہے کہ مجھے کتنے دن حیض آتا تھا یا پھر یہ یاد نہ رہے کہ مہینہ کی کس کس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور کب ختم ہوتا تھا۔ یا دونوں باتیں یاد نہ رہیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جس زمانے کو وہ حیض کا زمانہ خیال کرے اس زمانے میں حیض کے احکام پر عمل کرے اور جس زمانے کو طہارت کا زمانہ خیال کرے اس زمانے میں طہارت کے احکام پر عمل کرے اور اگر اس کا گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھنی چاہئے اور روزہ بھی رکھے مگر جب اس کا یہ مرض رفع ہو جائے روزہ کی قضاء ادا کرنی ہوگی اور اگر اس کو شک کی کیفیت ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانے کی نسبت یہ شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا تو اس صورت میں ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھے۔ دوسری صورت یہ

ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت پر شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا یا حیض سے خارج ہونے کا تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز پڑھ لے۔

بَابُ الْإِسْتِحَاضَةِ

یہ باب استحاضہ کے بیان میں ہے

استحاضہ کے معنی و مفہوم کا بیان

استحاضہ وہ عورت ہے جسے استحاضہ کا خون آتا ہو۔ استحاضہ بیماری ہے جس میں عورت کی رگ کھل کر خون جاری ہو جاتا ہے۔ یہ خون حیض یا نفاس کا نہیں ہوتا، اس کی کوئی مدت نہیں اور اس میں نماز، روزہ، صحبت، مسجد میں داخلہ کچھ بھی منع نہیں، بلکہ اس کا حکم معذور کا سا ہے کہ ایک وقت وضو کر کے نماز پڑھتی رہے اگرچہ خون آتا رہے وقت نکل جانے پر وضو ٹوٹ جائے گا۔

استحاضہ کا بیان

۱۱۴- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادُعُ الصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عَرَقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضَةٍ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَ وَصَلِّي رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَفِي رَوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَلَكِنْ دَعِيَ الصَّلَاةَ قَدَرِ الْيَوْمِ النَّيِّ كُنْتَ تَحِيضِينَ فِيهَا تَغْتَسِلِي وَصَلِّي.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں۔ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اب ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کا خون آتا ہے پس میں پاک نہیں ہوتی تو کیا میں نماز کو چھوڑ دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو رگ کا (خون) ہے حیض نہیں ہے پس جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض چلا جائے تو اپنے آپ سے خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں لیکن تو نماز چھوڑ دے ان دنوں کی مقدار جن دنوں میں تجھے حیض آتا تھا پھر غسل کر اور نماز پڑھ۔

مستحاضہ عورت کے ایام حیض و استحاض کے اعتبار میں مذاہب اربعہ

حضرت عمران بن طلحہ سے روایت ہے وہ اپنی والدہ حمہ بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ میں مستحاضہ ہوتی تھی اور خون استحاضہ بہت شدت اور زور سے آتا تھا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتویٰ پوچھنے کے لئے اور خبر دینے کے لئے آئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر میں پایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم مجھے استحاضہ بہت شدت کے ساتھ آتا ہے میرے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حکم ہے پس تحقیق اس نے مجھے نماز اور روزہ سے روک دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں کرسف رکھنے کا طریقہ بتایا ہے یہ خون کو روکتی ہے وہ کہنے لگیں وہ اس سے زیادہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لنگوٹ باندھ لو انہوں نے کہا وہ اس سے بھی زیادہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لنگوٹ میں کپڑا رکھ لو انہوں نے عرض کیا وہ تو اس سے بھی زیادہ ہے میں تو بہت خون بہاتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں ان میں سے کسی ایک پر چلنا کافی ہے اور اگر دونوں کو کر سکو تو تم بہتر جانتی ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ شیطان کی طرف سے ایک ٹھوکرا ہے پس چھ یا سات دن اپنے آپ کو حائضہ سمجھو علم الہی میں اور پھر غسل کر لو پھر جب دیکھو کہ پاک ہو گئی ہو تو تیئیس یا چوبیس دن رات تک نماز پڑھو اور روزے رکھو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

پھر اسی طرح کرتی رہو جیسے حیض والی عورتیں کرتی ہیں اور حیض کی مدت گزار کر طہر پر پاک ہوتی ہیں اور اگر تم ظہر کو مؤخر اور عصر کو جلدی سے پڑھ سکو تو غسل کر کے دونوں نمازیں پاک ہو کر پڑھو پھر مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل کر دو اور پاک ہونے پر غسل کرو اور دونوں نمازیں اکٹھی پڑھ لو پس اس طرح فجر کے لئے بھی غسل کرو اور نماز پڑھو اور اسی طرح کرتی رہو اور روزے بھی رکھو بشرطیکہ تم اس پر قادر ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان دونوں باتوں میں سے یہ مجھے زیادہ پسند ہے ابو یسیٰ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسے عبید اللہ بن عمرو الرقی ابن جریج اور شریک نے عبد اللہ بن محمد عقیل سے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے انہوں نے اپنے چچا عمران سے اور انہوں نے اپنی والدہ حمہ سے روایت کیا ہے جبکہ ابن جریج انہیں عمر بن طلحہ کہتے ہیں اور صحیح عمران بن طلحہ ہی ہے میں نے سوال کیا۔ محمد بن اسماعیل بخاری سے اس حدیث کے بارے میں تو انہوں نے کہا یہ حدیث حسن ہے احمد بن حنبل نے بھی اسے حسن کہا ہے احمد اور اسحاق نے مستحاضہ کے متعلق کہا ہے کہ اگر وہ جانتی ہو اپنے حیض کی ابتداء اور انتہا تو اس کا حکم فاطمہ بن حیش کی حدیث کے مطابق ہوگا۔

اور اگر ایسی مستحاضہ ہے جس کے حیض کے دن معروف ہیں تو وہ اپنے مخصوص ایام میں نماز چھوڑ دے اور پھر غسل کرے اور ہر نماز کے لئے وضو کرے اور نماز پڑھے اور اگر خون مستقل جاری ہو اور اس کے ایام پہلے سے معروف نہ ہوں اور نہ ہی وہ خون کی رنگت سے فرق کر سکتی ہو تو اس کا حکم بھی حمہ بنت جحش کی حدیث کے مطابق ہوگا۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب مستحاضہ کو ہمیشہ خون آنے لگے تو خون کے شروع ہی میں پندرہ دن کی نماز ترک کر دے اگر پندرہ دن یا اس سے پہلے پاک ہو گئی تو وہی اس کے حیض کی مدت ہے اگر خون پندرہ دن سے آگے بڑھ جائے تو چودہ دن کی نماز قضا کرے اور ایک دن کی نماز چھوڑ دے کیونکہ حیض کی کم سے کم مدت یہی ہے ابو یسیٰ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت میں اختلاف ہے بعض اہل علم کے نزدیک کم سے کم مدت تین دن جبکہ زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے یہ قول سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی ہے ابن مبارک کا بھی اسی پر عمل ہے جبکہ ان سے اس کے

خلاف بھی منقول ہے بعض اہل علم جن میں عطاء بن رباح بھی ہیں کہتے ہیں کہ کم سے کم مدت حیض ایک دن رات اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے یہی قول ہے امام مالک شافعی احمد اسحاق اور ابویحیہ کا۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 122)

115- وَعَنْهَا لَأَلَسْتُ إِنَّ لَطِئَةَ بِنْتِ أَبِي حُبَيْشٍ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُمْتَحَاضُ الشَّهْرِ وَالشَّهْرَيْنِ لَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ بِحَيْضٍ وَلَكِنَّهُ عِرْقٌ فَإِذَا أَقْبَلَ الْحَيْضُ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ عِدَّةَ أَيَّامِكَ الَّتِي كُنْتَ تَحِيضِينَ فَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَتَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ - رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں فاطمہ بنت ابی حبیشؓ نے پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک ایک اور دو مہینہ استحاضہ کا خون آتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے۔ یہ تو رگ (کا خون) ہے۔ پس جب حیض آئے تو ان دنوں کی تعداد کے مطابق نماز چھوڑ دے جن دنوں میں تجھے حیض آتا تھا۔ پس جب حیض چلا جائے تو غسل کر اور ہر نماز کے لئے وضو کر۔ اسے ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

116- وَعَنْهَا لَأَلَسْتُ مَسِيْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ لَقَالَ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا ثُمَّ تَقْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا لَمْ تَتَوَضَّأْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ - رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ اور آپ ہی بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مستحاضہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے۔ پھر ایک غسل کرے اور پھر ہر نماز کے وقت وہ وضو کرے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

اس مسئلے میں کہ اگر کوئی عورت مستحاضہ ہو جائے اور وہ ہر وقت استحاضہ کے خون سے ناپاک رہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "اگر وہ ایسی عورت ہو جو معتادہ ہو یعنی اس کے حیض کے ایام مقرر ہوں مثلاً اسے ہر ماہ پانچ روز یا چھ روز خون آتا تھا تو جب وہ مستحاضہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ ان دنوں کو جن میں حیض کا خون آتا تھا ایام حیض قرار دے اور ان دنوں میں نماز وغیرہ چھوڑ دے اور جب وہ دن پورے ہو جائیں تو خون کو دھو کر نہائے اور نماز وغیرہ شروع کر دے۔ اور اگر وہ مبتدئہ ہو یعنی ایسی عورت ہو کہ پہلا ہی حیض آنے کے بعد وہ مستحاضہ ہو گئی جس کے نتیجہ میں استحاضہ کا خون برابر جاری ہو گیا تو اسے چاہئے کہ وہ حیض کی انتہائی مدت یعنی دس دن کو ایام حیض قرار دے کر ان دنوں میں نماز وغیرہ چھوڑ دے اور بعد میں نہا دھو کر نماز وغیرہ شروع کر دے۔ اس صورت میں دوسرے ائمہ کے نزدیک عمل تمیز پر ہوگا یعنی اگر خون سیاہ رنگ کا ہو تو اسے حیض کا خون قرار دیا جائے گا اور اگر سیاہ رنگ کا نہ ہو تو وہ استحاضہ کا خون کہلائے گا جیسے کہ آگے والی حدیث سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے بارے میں

جو آ کے آری ہے اور جو حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دو طرق سے روایت کی گئی ہے ایک تو ان میں سے مرسل ہے اور دوسری مضطرب اور یہ عجیب بات ہے کہ خون کے رنگ میں امتیاز کی بات صرف عروہ کی روایت ہی میں مذکور ہے جس کا حال معلوم ہو چکا کہ ایک طریق سے تو وہ مرسل ہے اور دوسرے طریقے سے مضطرب لہذا اس حدیث پر کسی مسلک کی بنیاد رکھنا گویا اس مسلک کو کمزور کرنا ہے۔ اور یہ حدیث جو اوپر گزری جس میں دنوں کا اعتبار ہے اور جو ہماری دلیل ہے "صحیح" ہے لہذا اس حدیث پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قاطعہ بنت حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنہوں نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اپنے بارے میں حکم دریافت کیا تھا معتادہ تھیں۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مستحاضہ کو چاہئے کہ وہ ہر فرض نماز کے لئے اپنی شرم گاہ دھولیا کرے۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آئے جب ہی اپنی شرم گاہ دھولے پھر نہ دھوئے اور ننگوٹا باندھ کر جلدی جلدی وضو کر لے اس کے بعد جو خون جاری رہے گا اس میں وہ معذور ہوگی لہذا آخر وقت تک وہ جو چاہے پڑھے۔

أَبْوَابُ الْوُضُوءِ

ابواب الوضوء

وضو کی فضیلت و اہمیت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز میری امت اس حال میں پکاری جائے گی کہ وضو کے سبب سے ان کی پیشانیاں روشن ہوں گی اور اعضا چمکتے ہوں گے۔ لہذا تم میں سے جو آدمی چاہے کہ وہ اپنی پیشانی کی روشنی کو بڑھائے تو اسے چاہئے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

وضو کرنے سے گناہوں کی بخشش ہونے کا بیان

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو آدمی وضو کرے، اور اچھی طرح کرے۔ تو اس کے (صغیرہ) گناہ اس کے بدن سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ، جلد اول، حدیث نمبر 270)

اس حدیث میں بھی وضو کی فضیلت اور طہارت کی بڑائی بیان کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وضو کرنا درحقیقت اپنے گناہوں کو اپنے جسم سے دھونا ہے جو جتنا زیادہ جتنی اچھی طرح وضو کرے گا اس کے اتنے ہی گناہ ختم کر دیئے جائیں گے اور پھر بطور مبالغہ کے فرمایا گیا ہے کہ وضو کرنے والے کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی وضو کرنے سے نکل جاتے ہیں یعنی وضو کرنے کے بعد اس کو نہ صرف یہ کہ ظاہری پاکی اور طہارت حاصل ہوتی ہے بلکہ وہ گناہوں سے بھی خوب پاک ہو جاتا ہے، یہ جملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارے یہاں یہ محاورہ بولا جاتا ہے کہ تمہاری شخی ناک کی راہ نکال دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی بندہ مسلمان یا فرمایا مومن وضو کا ارادہ کرتا ہے اور اپنے منہ کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے وہ تمام گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے منہ سے نکل جاتے ہیں (یعنی جو گناہ آنکھوں سے ہوئے ہیں جھڑ جاتے ہیں) پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے تمام گناہ جن کو اس کے ہاتھ نے پکڑا تھا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ اس کے ہاتھوں سے خارج ہو جاتے ہیں (یعنی جو گناہ ہاتھ سے ہوئے جھڑ جاتے ہیں) پھر جب وہ دونوں پاؤں کو دھوتا ہے تو اس کے وہ تمام گناہ جن کی طرف وہ پاؤں سے چلا تھا پانی کے ساتھ یا فرمایا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف، جلد اول، حدیث نمبر 271)

بَابُ السَّوَاكِ

یہ باب مسواک کے بیان میں ہے

مسواک کا بیان

117- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ. وَفِي رَوَايَةٍ لِأَحْمَدَ لَا مَرْتَهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ وَلِلْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا لَا مَرْتَهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا اور امام بخاری رحمہ اللہ سے تعلیقاً یہ الفاظ منقول ہیں کہ انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔

فقہ شافعی و حنفی کے مطابق مسواک کے سنت ہونے کا بیان

مسواک کرنا متفقہ طور پر تمام علماء کرام کے نزدیک سنت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک خاص طور پر وضو کے لئے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وضو و نماز کے وقت مسواک کرنا مسنون ہے، نیز نماز فجر اور نماز ظہر سے پہلے بھی مسواک کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے، مسواک کرنے میں بڑی خیر و برکت اور بہت فضیلت ہے چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ مسواک کرنے کی فضیلت میں چالیس احادیث وارد ہوئی ہیں، پھر نہ صرف یہ کہ مسواک کرنا ثواب کا باعث ہے بلکہ اس سے جسمانی طور پر بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں چنانچہ مسواک کرنے سے منہ پاک و صاف رہتا ہے، منہ کے اندر بدبو پیدا نہیں ہوتی، دانت سفید و چمک دار ہوتے ہیں، مسوڑھوں میں قوت پیدا ہوتی ہے اور دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ ویسے تو ہر حال میں مسواک کرنا مستحب اور بہتر ہے مگر بعض حالتوں میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے مثلاً وضو کرنے کے وقت، قرآن شریف پڑھنے کے لئے، دانتوں پر زردی اور میل چڑھ جانے کے وقت اور سونے، چپ رہنے، بھوک لگنے یا بدبودار چیز کھانے کے سبب منہ کا مزہ بگڑ جانے کی حالت میں مسواک زیادہ مستحب اور ادنیٰ ہے۔ مسواک کرنے کے کچھ آداب و طریقے ہیں چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ کسی مجلس و مجمع میں اس طرح مسواک کرنا کہ منہ سے رال ٹپکتی ہو مکروہ ہے خصوصاً علماء اور بزرگوں کے قریب اس طرح مسواک کرنا مناسب نہیں ہے۔ مسواک کڑدے درخت مثلاً نیم وغیرہ کی ہونی چاہئے، پیلو کے درخت کی مسواک زیادہ بہتر ہے چنانچہ احادیث میں بھی پیلو کی

۱۱۷. بخاری کتاب الجمعة باب السواک يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۲۲ مسلم کتاب الطہارۃ باب السواک ج ۱ ص ۱۲۸ ابو داؤد

کتاب الطہارۃ باب السواک ج ۱ ص ۷ ترمذی ابواب الطہارات باب ما جاء فی السواک ج ۱ ص ۱۲ نئی کتاب الطہارۃ باب

الرحصہ فی السواک بالعشی للمصائم ج ۱ ص ۶ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواک ج ۱ ص ۲۵ مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۵

مسواک کا ذکر آیا ہے نیز حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ پیلو کی مسواک کی جائے مسواک کا سرا
چنگلیا کی طرف ہونا چاہئے اور مسواک کی لمبائی ایک بالشت کے برابر ہونی چاہئے، مسواک دانتوں کی چوڑائی پر کرنی چاہئے
بہائی پر مسواک نہ کی جائے کیونکہ اس طرح مسواک کرنے سے مسوڑھے پھیل جاتے ہیں۔ مسواک کرنے کے وقت کے بارے
میں اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ جب وضو شروع کیا جائے تو کھلی کے وقت مسواک کرنی چاہئے مگر بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ
وضو کرنے سے پہلے ہی مسواک کر لینی چاہئے، نیز مسواک کرنے میں مستحب ہے کہ مسواک دائیں طرف سے شروع کی
جائے۔ اگر کسی آدمی کے پاس مسواک نہ ہو یا دانت ٹوٹے ہوئے ہوں تو ایسی حالت میں انگلی سے دانت یا مسوڑھوں کو صاف
کرنا چاہئے یا اسی طرح مسواک کو نرم کرنے کے لئے اگر کوئی پتھر نہ ملے اور ایسی شکل میں مسواک کرنا ممکن نہ ہو تو دانت کو ایسی
چیزوں سے صاف کر لیا جائے جو منہ کی بد مزگی کو دور کر دیں جیسے مونا کپڑا اور منجن وغیرہ یا صرف انگلی ہی سے صاف کر لے۔

مسواک کرنے کی اہمیت کا بیان

118- وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَوْلَا أَنِّي يَشُقُّ عَلَيَّ أَمْتُهُ لَأَمَرَهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وَضُوءٍ . رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ

صحيح .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کی امت پر شاق نہ ہوتا تو آپ ہر وضو کے ساتھ
مسواک کا حکم دیتے اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

اگر اس معاملہ میں بھی تنگی و مشکلات کا خوف نہ ہوتا تو اس بات کا اعلان کر دیتا کہ ہر نماز کے وقت یعنی ہر نماز کے وضو کے
وقت مسواک کرنا فرض ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ امت کے حق میں سراپا رحمت و شفقت ہیں اس لئے آپ نے ان
چیزوں کو فرض کا درجہ نہیں دیا کہ فرض ہونے کی شکل میں مسلمان تنگی اور تساہلی کی بناء پر ان فرائض پر عمل نہیں کر سکیں گے نتیجے کے
نور پر گناہ گار ہوں گے، لہذا ان کو صرف مستحب ہی قرار دیا کہ اگر کوئی آدمی ان پر عمل نہ کرے اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور
کوئی اللہ کا بندہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو یہ اس کے حق میں سراسر سعادت و نیک بختی کی بات ہوگی۔

119- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّوَاكُ مِطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مِرْضَاةٌ لِلرَّبِّ .
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّيَمِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَابْنُ خَالٍ تَعْلِيْقًا .

۱۱۷. بخاری کتاب الصوم باب السواک الرطب واليابس ج ۱ ص ۲۵۹

۱۱۸. مؤط امام محد کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی السواک ص ۵۱

۱۱۹. بخاری کتاب الصوم باب السواک الرطب واليابس ج ۱ ص ۲۵۹ مسند احمد ج ۶ ص ۴۷ نسائی کتاب الطہارۃ باب

الترغیب فی السواک ج ۱ ص ۵

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کو پاک کر نیوالی ہے اور رب کی رضامندی کا باعث ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے اس کو سند صحیح کے ساتھ بیان فرمایا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقا۔

120- وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنِ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ الْوُضُوءِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي صَحِيحِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں وضو کے ساتھ ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

روزے کی حالت میں مسواک سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ روزہ دار کے لئے کسی بھی وقت اور کسی بھی طرح کی مسواک کرنا جائز ہے چنانچہ اس بارہ میں اس حدیث کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث منقول ہیں جو مرقات میں تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں۔ روزہ کی حالت میں مسواک کرنے کے بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال بھی ہیں چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تو فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں ہر طرح کی مسواک کرنا جائز ہے خواہ وہ سبز یعنی تازی ہو یا پانی میں بھگوئی ہوئی ہو اسی طرح کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے خواہ زوال آفتاب سے پہلے کا وقت ہو یا زوال آفتاب کے بعد کا جب کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ روزہ دار کے لئے تازی اور بھگوئی ہوئی مسواک مکروہ ہے نیز حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ زوال آفتاب کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے۔

121- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنِ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔ اس کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

122- وَعَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ شَرِيحٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بَأْتِي شَيْءٌ كَانَ يَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسَّوَاكِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ.

★★ حضرت مقدام بن شریح رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا جب نبی پاک ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو کس چیز سے آغاز کرتے تو آپ نے فرمایا مسواک سے۔ اس حدیث کو امام

۱۲۰. صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۱۴۸

۱۲۱. مجمع الزوائد کتاب الطہارۃ باب فی السواک نقلًا عن الطبرانی فی الاوسط ج ۱ ص ۲۲۱

۱۲۲. مسلم کتاب الطہارۃ باب السواک ج ۱ ص ۱۲۸ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب السواک لمن قام باللیل ج ۱ ص ۸ نسائی کتاب

الطہارۃ باب السواک فی کل حین ج ۱ ص ۶ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواک ص ۲۵ مسند احمد ج ۶ ص ۴۱

بخاری رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

مسواک کرنے کے طریقے کا بیان

مسواک کسی کڑوے درخت کی جڑ یا لکڑی کی ہونی چاہئے۔ پیلو کی جڑ یا نیم ویکر و پھلا ہی وغیرہ کی شاخ ہو۔ زہریلے درخت کی نہ ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو۔ انگوٹھے سے زیادہ موٹی اور بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو۔ اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ اس کا کرنا دشوار ہو جائے۔ مسواک نہ بہت نرم ہو نہ بہت سخت درمیانے درجہ کی ہو۔ سیدھی ہو گرہ دار نہ ہو۔ دائیں ہاتھ میں اس طرح پکڑنا مستحب ہے کہ چھنگلیاں نیچے اور انگوٹھا برابر میں اور باقی تین انگلیاں اوپر رہیں۔ منہ سے ہاندھ کر نہ پکڑیں تین مرتبہ مسواک کرنا اور ہر مرتبہ نیا پانی لینا چاہئے۔ اول اوپر کے دانتوں پر داہنی طرف سے ملتے ہوئے بائیں طرف لے جائیں اور پھر اسی طرح نیچے کے دانتوں میں ملیں۔ اس طرح تین بار کریں اور ہر بار دھو لیں۔ زبان اور تالو بھی صاف کریں۔ مسواک کو دانتوں کی چوڑائی کے رخ پھرائیں یعنی منہ کی لمبائی میں پھرائیں۔ دانتوں کے طول میں یعنی اوپر سے نیچے کو نہ ملیں کیونکہ اس سے مسوڑھوں کی جڑوں کے چھلنے اور خون نکلنے کا اندیشہ ہے۔ مسواک کو دھو کر شروع کریں اور استعمال کے بعد دھو کر دیوار وغیرہ کے ساتھ اس طرح کھڑی رکھیں کہ ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ یوں ہی لٹا کر نہ رکھیں۔ مسواک کا وقت وضو سے پہلے یا کھل کے وقت ہے۔ اگر لکڑی کی مسواک نہ ملے تو دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے دانتوں کو ملنا مستحب ہے یا مونے پکڑے سے دانت صاف کر لیں کہ سب میل پچیل جاتا رہے۔

مسواک کے سبب منہ کی صفائی کا بیان

123- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يُشَوِّضُ لَاهُ بِالسَّوَاكِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ مبارک صاف فرماتے تھے۔

مسواک کے فوائد کا بیان

مسواک کے فوائد علما کرام نے مسواک کے اہتمام میں تقریباً ستر فائدے لکھے ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱. منہ کو صاف کرتی ہے۔

۲. فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔

۱۲۳۔ بخاری کتاب الوضوء باب السواک ج ۱ ص ۲۸ ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب السواک لمن قام باللیل ج ۱ ص ۸ نسائی کتاب الطہارۃ باب السواک اذا قام من اللیل ج ۱ ص ۵ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب السواک ص ۲۵ مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۲ مسلم کتاب الطہارۃ باب السواک ج ۱ ص ۱۲۸

۳. اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

۴. شیطان کو غصہ دلاتی ہے۔

۵. نیکیوں کو زیادہ کرتی ہے۔

۶. مسواک کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور فرشتے محبوب رکھتے ہیں۔

۷. نماز کے ثواب کو بڑھاتی ہے۔

۸. پل صراط پر چلنا آسان ہو جائے گا۔

۹. مسوڑھوں۔ دانتوں اور معدے کے قوت دیتی ہے اور دانتوں کو سفید کرتی ہے ۱۰. بلغم کو قطع کرتی ہے۔

۱۱. کھانے کو ہضم کرتی ہے۔

۱۲. منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔

۱۳. صفرا کو دور کرتی ہے۔

۱۴. ریح نکلنے کو آسان کرتی ہے۔

۱۵. بڑھاپا دیر میں آتا ہے۔

۱۶. موت کے سوا ہر مرض کی شفا ہے۔

۱۷. سر کے رگوں پٹھوں کو اور دانتوں کے درد کو سکون دیتی ہے۔

۱۸. نگاہ کو تیز کرتی ہے۔

۱۹. منہ کی بدبودار کرتی ہے وغیرہ۔ ان سب باتوں کو علاوہ ایک مسلمان کیلئے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور ایک سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جس کی ہر مسلمان کو آرزو ہوتی ہے کہ مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب ہوتا ہے۔

124- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أُحْصِيُ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيلًا.

قَالَ النَّيْمِيُّ أَكْثَرُ أَحَادِيثِ الْبَابِ تَذَلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِ السَّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَعْدَ الزَّوَالِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِي كَرَاهَتِهِ شَيْءٌ.

☆☆ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو روزے کی حالت میں اتنی مرتبہ مسواک کرتے ہوئے دیکھا جس کو میں شمار نہیں کر سکتا۔

اس حدیث کو احمد ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے تعلیفاً روایت کیا ہے۔

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں اس باب کی اکثر احادیث روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور زوال کے بعد اس کے مکروہ ہونے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں۔

حالت روزہ میں مسواک کرنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا موقف یہ ہے۔ شام کے وقت مسواک کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فرض روزے میں مسواک کرنا مکروہ ہے نفلی روزے میں مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ ان سے ایک روایت کے مطابق مستحب ہے۔ اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مسواک شام کے وقت مکروہ ہے۔ فقہاء احناف کے نزدیک تمام احوال میں مسواک کرنا جائز ہے۔ امام احمد کے نزدیک فرض میں زوال کے بعد کرنا مکروہ ہے اور نفل میں مکروہ نہیں ہے۔ (الہدایہ شرح الہدایہ، ص ۲۲۶، حنفیہ لبنان)

بَابُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْوُضُوءِ

یہ باب وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کے بیان میں ہے

وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا بیان

125- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا هُرَيْرَةُ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَإِنَّ حِفْظَكَ لَا تَبْرَحُ تَكْتُبُ لَكَ الْحَسَنَاتِ حَتَّى تَحْذُثَ مِنْ ذَلِكَ الْوُضُوءِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو وضو کرے تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ لیا کر کیونکہ تیرے محافظ فرشتے تیرے لئے مسلسل نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ تو اس وضو سے بے وضو ہو جائے۔ اس حدیث کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے معجم صغیر کے اندر روایت کیا اور ہیثمی نے فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا فرض ہے

امام مالک فرماتے ہیں کہ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا فرض ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ بغیر بسم اللہ پڑھے وضو نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کو دل پر حمل کیا جائے گا کیونکہ دل قائم مقام زبان ہے۔ تاکہ حرج دور کیا جائے کیونکہ دوبارہ وضو کرنے میں حرج ہوگا۔

ابتدائے وضو میں بسم اللہ کے سنت ہونے میں احناف کا موقف ودلیل

ائمہ احناف کے نزدیک بسم اللہ وضو کے شروع میں پڑھنا سنت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آیت وضو شرط کی قید سے خالی یعنی مطلق ہے۔ لہذا اس کو اطلاق پر جاری رکھیں گے۔ مقید اس لئے نہیں کریں گے کہ ترک تسمیہ سے بھی وضو کے اطلاق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ پانی کی خلقت ہی طہارت کے لئے ہے۔ جو پانی میں اصل ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام ذکر کیا اس کا سارا بدن پاک ہوا۔ اور جس نے وضو کیا اور اللہ کا نام ذکر نہ کیا اس کے بدن کا وہ حصہ پاک ہوا جہاں تک پانی پہنچ گیا۔ (بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۴، بیروت)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

امام محمد بن الحجاج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھے اس شخصیت سے تعجب ہے جس نے صرف اس حدیث سے سنت ہونے پر استدلال کیا ہے اس سے وہ حدیث مراد ہے جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ پس آپ نے برتن میں دست مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر وضو کرو، تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبل رہا تھا حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام نے وضو کر لیا، اور وہ ستر کے قریب تھے۔ اس حدیث کو امام نسائی، ابن خزیمہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا۔ امام بیہقی نے فرمایا: بسم اللہ کے بارے میں روایت کی جانے والی یہ صحیح ترین حدیث ہے۔ امام نووی نے کہا کہ اس کی سند عمدہ ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، التسمیہ علی الوضو ۱/۴۳)

ہر وضو کے لیے بسم اللہ کے سنت ہونے پر اس حدیث کی دلالت کا ضعیف ہونا ظاہر ہے۔

کیونکہ اس جگہ تو تھوڑے پانی میں برکت حاصل کرنے کیلئے بسم اللہ پڑھی گئی ہے۔ اس کا وضو نہیں جس نے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا“ سے گزشتہ استدلال کے مطابق زیادہ سے زیادہ استحباب ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جس طرح سنت کے ترک کرنے سے فضیلت اور کمال کی نفی ہوتی ہے فی الجملہ مستحب کے ترک سے بھی نفی ثابت ہوتی ہے، اس بحث سے استحباب کے قول کی ترجیح ثابت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱، اضافہ نوٹیشن لاہور)

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے میں غیر مقلدین کا نظریہ ودلیل

علامہ محمود الباہر قتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اہل ظواہر یعنی غیر مقلدین کے نزدیک بسم اللہ کے بغیر وضو جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس حدیث میں ”لا“ نفی جنس کے لئے ہے حقیقت یہ ہے کہ وضو میں بسم اللہ پڑھنا شرط ہے۔ (غیر مقلدین اگرچہ قیاس کے مخالف ہیں) لیکن اس مسئلہ میں وہ اس حدیث کو دوسری حدیث پر قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ (لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ) وَهُوَ أَفَادَةُ الْوُجُوبِ۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور یہ حدیث وجوب کا فائدہ دیتی ہے لہذا اس کا تقاضہ یہ ہے بسم اللہ وضو کے لئے واجب یا شرط ہونی چاہیے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث فاتحہ مشہور ہے جبکہ حدیث تسمیہ فی الوضو غیر مشہور ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز میں فاتحہ پڑھی لیکن ہر وضو میں بسم اللہ نہیں پڑھی۔ اور حکم دلیل کی قوت سے ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ قوت یہاں نہیں ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر ہم وضو میں بسم اللہ کو شرط یا واجب قرار دیں تو اس سے کتاب اللہ پر زیادتی لازم آئے گی۔ جو کہ جائز نہیں۔ اس کا تیسرا جواب یہ ہے اس سے کتاب اللہ کا نسخ لازم آئے گا جو درست نہیں۔

ابتدائے وضو میں بسم اللہ کے بارے میں امام طحاوی و امام قدوری کا موقف و دلیل

یہ ائمہ فرماتے ہیں کہ وضو میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو جو مروی ہے اس میں انہوں نے تسمیہ کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا حتیٰ کہ آپ وضو سے فارغ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی چیز نے بھی سلام کے جواب سے منع نہیں کیا مگر میں نے طہارت کے بغیر اللہ کا ذکر پسند نہ کیا۔ (سنن ابن ماجہ، ج ۱، باب الرجل یسلم علیہ وہو یبول۔ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے وقت اللہ کا ذکر طہارت سے پہلے کرنا پسند نہیں فرمایا اور بسم اللہ بھی اللہ کا ذکر ہے لہذا اس کا ترک بھی ثابت ہوا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عمل کا سنت کے ساتھ ساتھ ترک بھی ثابت ہو تو ہو مستحب ہوتا ہے۔ (مناہج شرح ہدایہ، ج ۱، ص ۲۴، دار الفکر، بیروت)

حدیث ”لَا وَضُوءَ لِمَنْ لَمْ یُسَمِّ اللہَ“ کا معنی

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ یہ حدیث احادیث سے ہے۔ اور خبر واحد کے ساتھ کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرنا جائز نہیں لہذا اس حدیث کو کمال وضو کی نفی پر محمول کریں گے۔ اور یہی معنی سنت ہے جیسا حدیث میں ہے۔

قَوْلِ النَّبِيِّ لَا صَلَاةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ

مسجد کے ہمسائے کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں۔ کیونکہ اگر مسجد کے ہمسائے سے جماعت چھوٹ جائے اور وہ بعد جماعت گھر میں نماز پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے اور اس کی نماز درست ہے البتہ ثواب میں کمال کی نفی ضرور ہوگی۔ جو اسے مسجد میں حاصل ہونا تھا۔

اس حدیث کے پیش نظر ہم کہیں گے کہ بسم اللہ وضو کے شروع میں پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مواظبت سے ثابت ہے لہذا سنت ہے صاحب ہدایہ کا سنت کہنے کی وجہ یہ بھی ہے دلیل میں قوت ہے کہ ”لَا وَضُوءَ“ بعضی نفی شئی یقیناً کسی امر معین میں ہوتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْوُضُوءِ

یہ باب وضو کے طریقہ کے بیان میں ہے

وضو کے طریقہ میں وارد شدہ روایات کا بیان

126- عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعَا يَأْتِيهِ فَاغْرَعَ عَلَى كَفِّهِ ثَلَاثَ

مِدَارٍ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ . ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام حمران بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے (پانی کا) برتن منگایا پس اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا۔ پھر ان کو دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، کلی کی اور ناک جھاڑا۔ پھر اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھویا پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ان میں اپنے آپ سے کلام نہ کیا (یعنی خیالات کو منتشر نہ ہونے دیا)۔ تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

اعضائے وضو کو تین تین بار دھونے کا بیان

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعضاء وضو کو کبھی ایک ایک مرتبہ دھوتے تھے کبھی دو دو مرتبہ دھوتے تھے اور کبھی تین تین مرتبہ دھوتے تھے اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ اکثر تین تین مرتبہ ہی دھوتے تھے۔ ان میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعضاء وضو کو کبھی کبھی ایک ایک مرتبہ دھونا بیان جواز کے لئے تھا یعنی اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ ایک ایک مرتبہ دھونا جائز ہے اور اس طرح وضو ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اولیٰ درجہ ہے اور فرض بھی ایک ایک مرتبہ ہی دھونا ہے، اسی طرح دو دو مرتبہ بھی بیان جواز کے لئے دھوتے تھے کہ اس طرح بھی وضو ہو جاتا ہے اور اکثر و بیشتر تین تین مرتبہ اس لئے دھوتے ہیں کہ یہ طہارت کا انتہائی درجہ ہے، لہذا اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے اور اس پر زیادتی کرنا منع ہے، بعض احادیث میں بعض اعضاء کو تین تین مرتبہ بعض اعضاء کو ایک ایک مرتبہ بھی دھونا ثابت ہے چنانچہ یہ سب طریقے بھی بیان جواز کے لئے ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا گناہ ہے کیونکہ اس طرح سنت مشہورہ ترک ہوتی ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ جب خود احادیث سے ایک ایک مرتبہ دھونا ثابت ہے اسے گناہ کہنا

مناسب نہیں ہے۔ آخر حدیث کے یہ الفاظ کہ "تین تین مرتبہ وضو کیا" یعنی اعضاء وضو کو تین بار دھویا۔ اس سے بظاہر تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ سر کا مسح بھی تین مرتبہ کیا ہوگا لیکن جن روایتوں میں اعضاء وضو کے دھونے کی تفصیل اور وضاحت کی گئی ہے جیسے کہ صحیحین کی روایتیں گزری ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح ایک ہی مرتبہ ہے۔

بَابُ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَضْمَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ

اکٹھ کلی کرنے اور ناک جھاڑنے کا بیان

127- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قِيلَ لَهُ تَوَضَّأْتَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَعًا بَيِّنًا؟ فَكَفَّأَ مِنْهُ عَلَى يَدَيْهِ فَعَسَلَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا لَمْضَمٍّ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَعَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَعَسَلَ يَدَيْهِ ثَمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَاقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَذْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور ان کو صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ ان سے کہا گیا کہ ہمیں وضو کر کے دکھائیے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے تو انہوں نے ایک برتن (میں پانی) منگایا۔ برتن میڑھا کر کے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ داخل کر کے پانی لیا تو ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ یہ عمل تین بار کیا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور تین بار چہرہ دھویا۔ پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر پانی لیا اور دونوں کلائیوں کو کہنیوں سمیت دو دو بار دھویا۔ پھر برتن سے ہاتھ بھگو کر سر پر سامنے سے چھپے کی جانب اور پیچھے سے آگے کی طرف ہاتھ پھیرا۔ پھر ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر کہا رسول اللہ ﷺ کے وضو کرنے کا طریقہ اسی طرح ہے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

شرح

اس حدیث کے پہلے جزء سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھوں کو دو مرتبہ دھویا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دوسری روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ ہاتھ تین مرتبہ دھوتے تھے، اس سلسلہ میں علماء کرام یہ تاویل کرتے ہیں کہ سنت تو تین ہی مرتبہ دھونا ہے مگر چونکہ دو مرتبہ بھی دھو لینا جائز ہے اس لئے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان جواز کے لئے اپنے ہاتھوں کو پہنچوں تک دو مرتبہ دھویا۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ دو

مرتبہ دھونا جائز ہے۔ اس سلسلہ میں مرتبہ دو مرتبہ آیا ہے، حالانکہ ایک ہی مرتبہ لانا کافی تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر لفظ مرتبہ صرف ایک ہی مرتبہ ذکر کیا جاتا تو اس سے یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ دونوں ہاتھ متفرق طور پر دو مرتبہ دھوئے ہوں گے، یعنی ایک مرتبہ ایک ہاتھ دھویا اور ایک مرتبہ ایک دھویا، لہذا اس وہم سے بچانے کے لئے مرتبہ کو دو مرتبہ ذکر کیا تاکہ یہ بات صاف ہو جائے کہ دونوں ہاتھ ملا کر دو مرتبہ دھوئے۔ سر کے مسح کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی تین انگلیاں سر کے آگے کی جانب رکھی جائیں اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو اور شہادت کی انگلیوں کو نیز ہتھیلیوں کو سر سے جدا رکھا جائے اس طرح چھ انگلیوں کو گدی کی طرف لے کر جائیں پھر، دو ہتھیلیاں سر کے پچھلے حصہ پر رکھ کر آگے کی طرف لائی جائیں اور پھر دونوں کانوں کے اوپر کے حصہ پر دونوں انگوٹھوں سے اور کانوں کے دونوں سوراخوں میں شہادت کی انگلیوں سے مسح کیا جائے۔

پس کلی کی اور ناک جھاڑی تین مرتبہ ایک چلو سے "کا یہ مطلب نہیں کہ ایک ہی چلو سے ناک میں تین مرتبہ پانی دے کر اسے جھاڑے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تین دفعہ میں ہر مرتبہ ایک ایک چلو سے ناک میں پانی دے کے اسے جھاڑا یعنی تین مرتبہ کے لئے تین چلو بھی استعمال کئے۔ اس سلسلہ میں اتنی بات جان لینی چاہئے کہ کلی کرنے اور ناک میں پانی دینے کے بارے میں مختلف احادیث منقول ہیں، چنانچہ بعض احادیث میں کلی کرنا اور پھر تین چلو سے ناک میں پانی دینا اور بعض روایات میں ایک ہی چلو سے فصل و وصل کے ساتھ منقول ہے یعنی تین چلو سے کلی کرنا اور پھر تین چلو سے ناک میں پانی دینا بھی حدیث سے ثابت ہے اور یہ دونوں ایک ہی چلو سے بھی ثابت ہے، اس طرح اس کی کئی صورتیں ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک قول صحیح کے مطابق یہ ہے کہ دونوں تین چلو میں کئے جائیں اس طرح کے پہلے ایک چلو پانی لیا جائے اور اس میں تھوڑے پانی سے کلی کر لی جائے اور بقیہ پانی ناک میں ڈالے پھر دوسرا چلو اور تیسرا چلو لے کر اسی طرح کیا جائے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ ہر ایک تین تین چلو سے کئے جائیں یعنی کلی کے لئے تین چلو استعمال کئے جائیں اور پھر ناک میں پانی دینے کے لئے بھی تین ہی چلو الگ سے استعمال کئے جائیں۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ نے اس طریقہ کو اس لئے ترجیح دی ہے کہ قیاس کے مطابق ہے اس لئے کہ منہ اور ناک دونوں علیحدہ علیحدہ عضو ہیں لہذا جس طرح دیگر اعضاء وضو کو جمع نہیں کیا جاتا اسی طرح ان دونوں عضو کو بھی جمع نہیں کیا جائے گا اور اصل فقہ کا یہ قاعدہ ہے کہ جو حدیث قیاس کے موافق ہو اسے ترجیح دی جائے۔ جہاں تک شوافع و حنفیہ کے مذہب میں تطبیق کا تعلق ہے اس سلسلہ میں شافعی نے فتادی ظہر یہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے یہاں وصل بھی جائز ہے یعنی امام شافعی علیہ الرحمۃ کا جو مسلک ہے وہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بھی صحیح ہے، اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں فصل بھی جائز ہے، یعنی جو مسلک امام اعظم کا ہے وہ امام شافعی کے یہاں بھی صحیح اور جائز ہے۔ نیز امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ کلی کرنے اور ناک میں پانی دینے کو ایک ہی چلو کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے لیکن میں اسے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ ان دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ چلو استعمال کئے جائیں، اس قول سے

مراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہوگئی کہ حنفیہ اور شوافع کے مسلک میں کوئی خاص اختلاف نہیں ہے۔

128- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَجَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمُضَةِ وَالْإِسْتِشْقِ . رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْعَاقِمُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا اور ناک میں پانی ڈالنے کو جمع کیا (یعنی ایک) ہی چلو سے کلی بھی کی اور اسی کے ہاتھ مانہ پانی سے ناک میں پانی ڈالا

بَابُ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْمَضْمُضَةِ وَالْإِسْتِشْقِ

مضمضہ اور استنشاق علیحدہ علیحدہ کرنے کا بیان

129- عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَالْفَرْدَ الْمَضْمُضَةَ مِنَ الْإِسْتِشْقِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ . رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِي صَحَابِهِ .

★★ حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں علی بن ابوطالب اور عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے تین تین بار وضو کیا اور کلی اور ناک میں پانی الگ الگ چلو سے ڈالا پھر فرمایا ہم نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو ابن سکن نے اپنی صحاح میں بیان کیا۔

بَابُ مَا يُسْتَفَادُ مِنْهُ الْفَصْلُ

ان روایات کا بیان جن سے مضمضہ اور استنشاق الگ الگ چلوؤں سے سمجھا جاتا ہے

130- عَنْ أَبِي خَيْثَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَعَسَلَ كَفَّيْهِ حَتَّى انْقَافَمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَذَرَاغِيهِ ثَلَاثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ لَفْظَ طَهُورِهِ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ أَحَبُّتُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طَهُورُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ

★★ حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ پس انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھویا۔ حتیٰ کہ انہیں خوب صاف کیا۔ پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی چڑھایا اور تین بار چہرہ دھویا اور

۱۲۸۔ سنن دارمی کتاب الصلوٰۃ باب الوضوء مرة مرة ص ۹۴ ابن حبان ج ۳ ص ۱۵۰ مستدرک حاکم کتاب الطہارہ باب

الوضوء مرتون۔۔۔ الخ ج ۱ ص ۱۵۰

۱۲۹۔ تلخیص الحبیبر ج ۱ ص ۷۹

۱۳۰۔ ترمذی ابواب الطہارات باب فی وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان ج ۱ ص ۱۷

تین بار دونوں بازوؤں کو دھویا اور ایک مرتبہ سر کا مسح کیا۔ پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے پھر کھڑے ہوئے اور اپنے وضو کا بچہ ہوا پانی حالت قیام میں پیا۔ پھر فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں رسول اللہ ﷺ کیسے وضو کیا کرتے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

131- وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَبَّلَ عَنِ الْوُضُوءِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتَى بِمِضْطَاةٍ فَأَصْغَاهَا عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِي الْمَاءِ فَتَمَضَّضَ ثَلَاثًا وَاسْتَشْرَّ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاخَذَ مَاءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ فَعَسَلَ بَطْنَيْهِمَا وَظَهْرَهُمَا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْنُ السَّائِلُونَ عَنِ الْوُضُوءِ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت ابن ابی ملکہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے پانی منگایا تو آپ کے پاس لوٹا لایا گیا تو آپ نے اسے ٹیڑھا کر کے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا تو تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور تین مرتبہ چہرہ کو دھویا پھر اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ کو تین تین مرتبہ دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی لیا اور اپنے سر اور دونوں کانوں کا مسح کیا پھر اپنے دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصے کو ایک مرتبہ دھویا پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا وضو کے بارے میں سوال کر نیوالے کہاں ہیں۔ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

132- وَعَنْ رَاشِدِ بْنِ نَجِيحٍ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيُّ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِالزَّوَاوِيَةِ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ وُضُوءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ كُنْتَ تَوْضِئُهُ قَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَتَى بِطَنْسٍ وَقَذَحَ فَرَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَانْعَمَ غَسَلَ كَفَيْهِ ثُمَّ تَمَضَّضَ ثَلَاثًا وَاسْتَشْرَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَخْرَجَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَعَسَلَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرَى ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً غَيْرَ أَنَّهُ أَمَرَهُمَا عَلَى أُذُنَيْهِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆☆ حضرت راشد بن نجیح ابو محمد حماتی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو زاویہ (مقام) میں دیکھا تو ان سے کہا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں خبر دیں کہ آپ وضو کیسے کرتے تھے کیونکہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ انہیں وضو کرایا کرتے تھے تو انہوں نے کہا ہاں تو انہوں نے وضو کا پانی منگایا تو ان کے پاس ایک طشت اور پیالہ (میں پانی) لایا گیا اور ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو انہوں نے اسے ٹیڑھا کر کے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور خوب اچھی

طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھایا اور تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ (برتن سے) نکال کر اسے تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر ایک مرتبہ اپنے سر کا مسح کیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں پر پھیرا اور ان کا مسح کیا۔ اس حدیث کو امام طبرانی بیہیہ نے اوسط میں بیان کیا اور علامہ بیہیہ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ

یہ باب داڑھی کے خلال کے بیان میں ہے

داڑھی کے خلال کا بیان

133- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ غَلَّلَ لِحْيَتَهُ بِالْمَاءِ .
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کے ساتھ اپنی داڑھی مبارک کا خلال فرماتے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

وضو میں داڑھی کا اس طرح خلال کرنا مستحب ہے، یہ خلال منہ دھونے کے بعد کرنا چاہئے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں داڑھی کے نیچے سے داخل کر کے اوپر کی طرف کا باہر نکالی جائیں۔

بَابُ تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ

یہ باب انگلیوں کے خلال کے بیان میں ہے

انگلیوں کے خلال کا بیان

134- عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطٍ بْنِ صَبْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْبَبْتُ عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ أَسْبَغَ الْوُضُوءَ وَخَلَّلَ الْأَصَابِعَ وَبَالَغَ فِي الْإِسْتِشْقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا . رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُرَيْمَةَ وَالْبَغَوِيُّ وَابْنُ الْقَطَّانِ .

☆☆ حضرت عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

اللہ ﷺ مجھے وضو کے بارے میں خبر دی تو آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کر اور اپنی انگلیوں کا خلال کر اور تاک میں پانی چڑھانے میں خوب مبالغہ کر مگر یہ کہ تو روزہ کی حالت میں ہو۔ اسے اصحاب اربعہ نے روایت کیا اور ترمذی ابن خزیمہ بغوی اور ابن قتان نے اسے صحیح قرار دیا۔

135- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

بَابُ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ

یہ باب کانوں کے مسح کے بیان میں ہے

کانوں کے مسح کا بیان

136- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَعَرَفَ غُرْفَةَ فَعَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ عَرَفَ غُرْفَةَ فَعَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ عَرَفَ غُرْفَةَ فَعَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ عَرَفَ غُرْفَةَ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأَذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَّابَتَيْنِ وَخَالَفَ بَاءَ بَهَامِيهِ إِلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا ثُمَّ عَرَفَ غُرْفَةَ فَعَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ عَرَفَ غُرْفَةَ فَعَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ مَنْدَةَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا پس ایک چلو لے کر اپنا چہرہ دھویا پھر ایک چلو لے کر اپنا دایاں ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنا بائیں ہاتھ دھویا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنے سر کا مسح کیا اور شہادت کی انگلیوں سے اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح کیا اور اپنے کانوں کے بیرونی حصہ پر اپنے انگوٹھوں کو پھیرا اور ان کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح کیا۔ پھر ایک چلو لے کر اپنا دایاں پاؤں دھویا پھر ایک چلو لے کر اپنا بائیں پاؤں دھویا۔ اس حدیث کو ابن حبان اور دیگر محدثین رحمہم نے روایت کیا۔ ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

۱۳۵۔ ترمذی ابواب الطہارات باب فی تحلیل الاصابہ ج ۱ ص ۱۶ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب تحلیل الاصابہ ص ۳۵ مسند

احمد ج ۱ ص ۲۸۷

۱۳۶۔ صحیح ابن حبان کتاب الطہارۃ ج ۳ ص ۱۵۴ صحیح ابن خزیمة کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۷۷ تلخیص الحیبر باب مس

الوضوء ج ۱ ص ۹۰

سر کے مسح کے تکرار ہونے یا نہ ہونے میں مذاہب اربعہ

پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ سر کا مسح بھی تین بار ہو یا ایک ہی بار؟ امام شافعی کا مشہور مذہب اول ہے اور امام احمد اور ان کے تبعین کا دوم۔ دلائل یہ ہیں حضرت عثمان بن عفان وضو کرنے بیٹھتے ہیں اپنے دونوں ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالتے ہیں، انہیں دھو کر پھر کلی کرتے ہیں اور ناک میں پانی دیتے ہیں، پھر تین مرتبہ منہ دھوتے ہیں، پھر تین تین بار دونوں ہاتھوں کہنیوں سمیت دھوتے ہیں، پہلے دایاں پھر بایاں۔ پھر اپنے سر کا مسح کرتے ہیں پھر دونوں پیر تین تین بار دھوتے ہیں پہلے داہنا پھر بایاں۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا اور وضو کے بعد آپ نے فرمایا جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے پھر دو رکعت نماز ادا کرے جس میں دل سے باتیں نہ کرے تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

سنن ابی داؤد میں اسی روایت میں سر کے مسح کرنے کے ساتھ ہی یہ لفظ بھی ہے کہ سر کا مسح ایک مرتبہ کیا، حضرت علی سے بھی اسی طرح مروی ہے اور جن لوگوں نے سر کے مسح کو بھی تین بار کہا ہے انہوں نے حدیث سے دلیل لی ہے۔ جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار اعضاء وضو کو دھویا۔ حضرت عثمان سے مروی ہے کہ آپ نے وضو کیا پھر اسی طرح روایت ہے اور اس میں کلی کرنی اور ناک میں پانی دینے کا ذکر نہیں اور اس میں ہے کہ پھر آپ نے تین مرتبہ سر کا مسح کیا اور تین مرتبہ اپنے دونوں پیر دھوئے۔ پھر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا اور آپ نے فرمایا جو ایسا وضو کرے اسے کافی ہے۔ لیکن حضرت عثمان سے جو حدیثیں صحاح میں مروی ہیں ان سے تو سر کا مسح ایک بار ہی ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ التَّيْمَنِ فِي الْوُضُوءِ

وضو میں دائیں جانب (سے آغاز کر نیکا) بیان

137- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَأَبْدَأُوا بِمِائِةٍ مِنْكُمْ. رَوَاهُ الْإِسْنَدُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنی دائیں جانب سے آغاز کرو۔ اس حدیث کو چار محدثین نے بیان کیا اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوءِ

وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا کہے

138- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَسْلُغُ

۱۳۷. ابو داؤد کتاب اللباس باب فی الانتعال ج ۲ ص ۲۱۵ نسانی کتاب باب ابن ماجہ ابواب الاموال باب التیس فی الوضوء ص

۳۳ ابن خزیمہ کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۹۱

أَوْ قَسِبَ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا لَمْ يَدْخُلْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَزَادَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ .

★★ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں جو اچھی طرح وضو کرے پھر کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے اسے امام مسلم رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں سے بنادے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

یہ باب موزوں پر مسح کرنے کے بیان میں ہے

خف "موزہ" کے معنی و مفہوم کا بیان

لغت عرب میں لفظ "خف" کا معنی "موزہ" ہے۔ یہ خف سے ہے جس کا لغوی معنی ہے "ہلکا" پھرتیلا، اس کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ موزے جوتوں کی بہ نسبت ہلکے ہوتے ہیں اسی وجہ سے انہیں موزے کہا جاتا ہے۔ جبکہ اصطلاح شرع میں چڑے کے بنے ہوئے وہ موزے جنہیں پہنا جاسکے اور وہ پاؤں میں ٹھہر سکیں وہ موزے کہلاتے ہیں۔

موزوں پر مسح کرنے میں کثرت احادیث و آثار کا بیان

علامہ ابن حجر عسقلانی نے ہدایہ کی تخریج درایہ میں مختلف چھیالیس (۳۶) اسناد ذکر کی ہیں۔ اسی طرح موزوں پر مسح کرنے کے جواز میں کثیر احادیث جن میں مرفوع و غیر مرفوع دونوں کی بکثرت روایات موجود ہیں۔

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میرے پاس موزوں پر مسح کرنے والا مسئلہ اس طرح آیا ہے جس طرح دن کی روشنی آتی ہے۔ اور ایک روایت یہ بھی آپ سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص کے کفر کا خوف ہے جو یہ کہے میں نے موزوں پر مسح والے مسئلہ دیکھا نہیں (جبکہ وہ شخص فقیہ ہو) حالانکہ اس میں تو اتار سے آثار موجود ہیں۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ موزوں پر مسح کرنے والی خبر اتنی مشہور ہے کہ اس سے کتاب کے حکم کا نسخ جائز ہو سکتا

ہے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا: میرے دل میں اس کے سوا نہیں کہ موزوں پر مسح کرنے میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سے چالیس احادیث جن میں مرفوع وغیر مرفوع احادیث ہیں وہ سب روایت کی گئیں ہیں۔
علامہ بن منذر کہتے ہیں کہ امام بھری علیہ الرحمہ نے فرمایا: ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا ہے۔

شیخ ابو عمر بن عبد البر لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے مسح کا انکار نہیں کیا سوائے حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے (انہوں نے بھی حدیث کی بساعت پر عدم علم کا اظہار کیا نہ انکار کیا۔) کیونکہ صحیح مسلم حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عدم علم کا اظہار یعنی سند احادیث انہوں نے روایت نہیں کی۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۶۰، بیروت)

موزوں پر مسح کا بیان

139- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفِّيَّ فَقَالَ دَعِيهِمَا فَإِنِّي أَذْخُلُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ
☆ ☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے موزے اتاروں تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو میں نے ان کو بادھو پہنا تھا۔ پھر آپ نے ان دونوں پر مسح کیا۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

طہارت کاملہ میں امام شافعی و احناف کا اختلاف

علامہ محمود بن مازہ بخاری لکھتے ہیں کہ موزے پر مسح کرنے کی شرط کہ وہ حدیث پہننے کے بعد لاحق ہو۔ جو طہارت کاملہ پر طاری ہوا ہو۔ اگر اس نے پہلے پاؤں دھوئے اور موزوں کو پمکن لیا اور پھر حدیث لاحق ہوا تو مسح کفایت نہیں کرے گا کیونکہ حدیث طہارت کاملہ پر طاری نہ ہوا۔ ہمارے نزدیک طہارت کاملہ شرط ہے خواہ موزے پہلے پہنے یا بعد میں پہنے۔
اور مسح دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ اگر کسی شخص نے پہلے دونوں پاؤں دھوئے اور موزے پہنے اور پھر مکمل وضو کیا اور پھر حدیث لاحق ہوا تو اب اس کے لئے مسح کرنا جائز ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک دونوں پاؤں کو موزے میں داخل کرنے کے لئے طہارت (وضو) شرط ہے۔ کیونکہ امام شافعی کے نزدیک وضو میں ترتیب شرط ہے۔ اور وہ یہاں مفقود ہے اس لئے ان کے نزدیک مسح اس صورت میں مسح جائز نہیں۔ (محیط برہانی فی فقہ نعمانی، ج ۱، ص ۱۵۲، بیروت)

موزوں پر مسح کی مدت کا بیان

140- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ

۱۳۹. بخاری کتاب الوضوء باب إذا أدخل رجله ج ۱ ص ۲۳ مسلم کتاب الطہارۃ باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۳۴

۱۴۰. مسلم کتاب الطہارۃ باب التوقيت فی المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۳۵

أَبُو طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَلَّهَ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ لَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ

☆☆ حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تاکہ ان سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھوں تو آپ نے فرمایا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے سوال کرو پس بے شک وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ پس ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مدت مسح مقرر فرمائی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

141- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَلِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُودِ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ الشَّافِعِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ.

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح میں مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات مدت مقرر فرمائی۔ اس حدیث کو ابن جارود اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے بیان کیا اور امام شافعی رحمہ اللہ، خطابی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

142- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَسْرِعَ خِفَاءً لَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبُولٍ وَنَوْمٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَحَبَسَهُ الْبُخَارِيُّ.

☆☆ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم سفر میں ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم سوائے جنابت کے تین دن اور تین راتیں موزے نہ اتاریں۔ لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند سے موزے نہ اتاریں۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ، نسائی رحمہ اللہ، ترمذی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا ترمذی خطابی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا۔

مدت مسح کے تعین میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اگر ہم سفر میں ہوں تو تین دن تین رات تک موزے نہ اتاریں مگر جنابت کے سبب سے اور نہ اتاریں ہم پیشاب یا خانہ یا نیند کے سبب سے ابویسی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کی حکم بن عتیبہ اور حماد نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے

۱۴۱۔ المتقی لابن جارود ص ۳۹ تلخیص الجبیر باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۵۷

۱۴۲۔ مسند احمد ج ۴ ص ۲۳۹، ۲۴۰ ترمذی ابواب الطہارات باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم ج ۱ ص ۲۷ سانی کتاب

الطہارۃ باب التوقيت فی المسح علی الخفین للمسافر ج ۱ ص ۳۲ صحیح ابن خزیمہ کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۹۹ تلخیص الجبیر

باب المسح علی الخفین ج ۱ ص ۱۵۷

ابو عبد اللہ جدلی سے انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے یہ صحیح نہیں ہے علی بن مدینی یحییٰ کے واسطے سے شعبہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم نخعی نے مسح کی حدیث ابو عبد اللہ جدلی سے نہیں سنی زائدہ منصور سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم ابراہیم تمیمی کے حجرے میں تھے ہمارے ساتھ ابراہیم نخعی بھی تھے ابراہیم تمیمی نے ہم سے موزوں پر مسح کے بارے میں حدیث بیان کی وہ عمرو بن میمون سے وہ ابو عبد اللہ جدلی سے وہ خزیمہ بن ثابت سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی حدیث نقل کرتے ہیں۔

محمد بن اسماعیل بخاری فرماتے ہیں کہ اس باب میں صفوان بن عسال کی حدیث احسن ہے ابو عیسیٰ فرماتے ہیں یہی قول ہے صحابہ اور تابعین کا اور جو بعد اس کے تھے فقہاء کا جن میں سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق کہتے ہیں مقیم ایک دن ایک رات جبکہ مسافر تین دن اور تین رات تک مسح کر سکتا ہے بعض اہل علم کے نزدیک مسح کے لئے کوئی مدت متعین نہیں یہ قول مالک بن انس کا ہے لیکن مدت کا تعین صحیح ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 92)

موزوں کے اوپر یا نیچے سے مسح کرنے میں مذاہب اربعہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزے کے اوپر اور نیچے مسح کیا ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ کئی صحابہ اور تابعین کا قول ہے اور یہی کہتے ہیں مالک شافعی اور اسحاق اور یہ حدیث معطل ہے اسے ثور بن یزید سے ولید بن مسلم کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور پوچھا میں نے اس حدیث کے متعلق ابو زرہ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری سے ان دونوں نے جواب دیا یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ابن مبارک روایت کرتے ہیں ثور سے اور وہ روایت کرتے ہیں رجاء سے کہ رجاء نے کہا مجھے یہ حدیث حضرت مغیرہ کے کاتب سے پہنچی ہے اور یہ مرسل ہے کیونکہ انہوں نے مغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 93)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ابو عیسیٰ فرماتے ہیں حدیث مغیرہ حسن ہے اسے عبدالرحمن بن ابوالزناد اپنے والد سے وہ عروہ سے اور وہ مغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کسی کو کہ ذکر کی ہو عروہ کی روایت مغیرہ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوائے عبدالرحمن کے اور یہی قول کئی اہل علم اور سفیان ثوری اور احمد کا ہے امام محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ مالک عبدالرحمن بن ابوزناد کو ضعیف سمجھتے تھے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 94)

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک پشت قدم یعنی موزے کے اوپر مسح کرنا واجب ہے اور موزے کے نیچے یعنی تلوے پر مسح کرنا سنت ہے لیکن حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک یہ ہے کہ مسح فقط پشت قدم یعنی موزے کے اوپر کیا جائے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جس سے موزے کے دونوں طرف مسح کرنے کا اثبات ہو رہا ہے خود معیار صحت کو پہنچی ہوئی نہیں ہے کیونکہ علماء کرام نے اس کی صحت بارے کلام کیا ہے۔ نیز ایسی احادیث بہت زیادہ منقول ہیں جو اس حدیث کے بالکل برعکس ہیں اور جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسح فقط پشت پر کیا

جائے لہذا عمل اس ہی حدیث پر کیا جائے گا۔ محدثین کی اصطلاح میں حدیث معلول اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں ایسا سبب پوشیدہ ہو جو اس بات کا مقتضی ہو کہ اس حدیث کے مطابق عمل نہ کیا جائے۔

اس حدیث کے ضعیف ہونے کی دو وجوہات ہیں۔ اول تو یہ کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس حدیث کی سند کا پہنچنا ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی سند بولاؤ تک جو مغیرہ کے مولیٰ اور کاتب تھے پہنچتی ہے، دوسری وجہ ہے کہ اس حدیث کو ثور ابن یزید نے رجاء ابن حیوۃ سے روایت کیا ہے اور رجاء ابن حیوۃ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاتب سے روایت کیا ہے حالانکہ رجاء سے ثور کا سماع ثابت نہیں ہے پھر ایک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مضمون جو (حدیث نمبر ۲) حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختلف سندوں کے ساتھ منقول ہے اور جو معیار صحت کو پہنچی ہوئی ہے اس میں مطلقاً اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا تھا، اوپر نیچے مسح کرنے کی کوئی وضاحت منقول نہیں ہے پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت اس کے بعد آ رہی ہے اس میں صراحت کے ساتھ یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں کے اوپر مسح کیا۔ لہذا معلوم یہ ہوا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اور یہ وہ اسباب ہیں کہ جس کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا جاتا ہے۔

حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں کے اوپر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (جامع ترمذی و سنن ابوداؤد)

143- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَىٰ بِالنَّسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْسَحُ عَلَى ظَاهِرِ خُفِّهِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دین میں رائے کو دخل ہوتا تو موزوں کے اوپر والے حصہ کی بہ نسبت نیچے والے حصے پر مسح کرنا بہتر ہوتا حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح فرماتے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

مسح کرنے کے سنت طریقے کا بیان

مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں داہنے موزہ کی انگلیوں کے اگلے حصہ پر رکھے اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزہ کی انگلیوں پر رکھے، انگلیاں پوری پوری رکھے صرف سرانہ رکھے اور انگلیوں کے کھولے ہوئے ٹخنوں کی طرف ٹخنوں سے اوپر کی طرف کھینچے، اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنوں کی طرف سے انگلیوں کی طرف کھینچے یا دونوں موزوں پر عرض سے مسح کرے تو مسح ہو جاتا ہے مگر سنت کے خلاف ہے مکروہ اور بدعت ہے، اگر ہتھیلی کو رکھ کر یا صرف انگلیوں کو رکھ کر کھینچے تو یہ دونوں صورتیں حسن ہیں اور احسن یہ ہے کہ سارے ہاتھ سے مسح کرے تو جائز مگر مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ اندر کی جانب سے مسح کرے مسح میں خطوط کا ظاہر ہونا شرط نہیں البتہ سنت ہے۔ مسح کئی بار کرنا سنت نہیں

اور اس کے لئے نیت شرط نہیں ہے۔

۱۴۴- وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُغْزَوَ تَبُوكَ بِالنَّسِجِ عَلَى الْخُفَيْنِ قَالَ ثَلَاثٌ لِلْمَسَافِرِ وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ -

☆☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ مسافر کے لئے تین اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات (مدت مسح ہے) اسے امام احمد بخاری اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے راوی صحیح کے رجال ہیں۔

مقیم مسح کے مسافر ہونے کے بعد حکم شرعی فقہ شافعی و حنفی کا موقف و دلائل

علامہ محمود الباہر قتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) اس مسح کی مدت کو مسافر والی مدت کے مطابق بال اتفاق شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ جب اس نے طہارت ٹوٹنے سے پہلے ہی سفر شروع کر دیا۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو مدت سفر کی طرف نہیں پھیرا جائے گا۔ اور یہ اس وقت ہے جب اس نے حدث کے بعد اور مقیم والی مدت پوری ہونے کے بعد سفر شروع کیا۔ (۳) اس کی تیسری صورت یہ ہے کہ جب وہ حدث کے بعد مقیم والی مدت سے پہلے مسافر ہو گیا تو احناف کے نزدیک اس کو مسافر والی مدت کی طرف پھیرا جائے گا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسح عبادت ہے۔ جو اقامت کی حالت میں شروع ہوئی اور ہر عبادت کے لئے حکم ہے کہ وہ جس میں شروع ہو اسی میں رہتی ہے یعنی حکم اقامت میں رہے گا۔ لہذا اسے سفر کی وجہ سے تبدیل نہ کیا جائے گا۔ جس طرح کسی شخص نے روزہ رکھا اور وہ مقیم تھا پھر مسافر ہو گیا۔ جس طرح کسی نے شہر میں کھڑی کشتی میں نماز شروع کی اور پھر وہ کشتی سفر پر روانہ ہو گئی۔ تو نماز میں مسافر نہ ہو گا اور نہ ہی نماز کو بدلے (قصر) گا۔ کیونکہ اقامت کی حالت عزیمت ہے اور سفر کی رخصت کی حالت ہے۔ اور جب یہ دونوں عبادت میں جمع ہو جائیں۔ تو عزیمت رخصت پر غالب آتی ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک حدیث میں مسافر کے مسح کا حکم مطلق ہے جس میں مقیم مسح کے مسافر ہونے اور عام مسافروں کے درمیان کوئی فرق بیان نہیں ہوا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ یہاں حکم وقت کے ساتھ متعلق ہے اور اسی طرح کے ہر حکم میں وقت کے آخر کا اعتبار کیا جاتا ہے جس طرح حائض اگر آخر وقت پاک ہوئی تو اس پر اس وقت کی نماز واجب ہے۔

اسی طرح ظاہرہ کو نماز کے آخر وقت میں حیض آ گیا تو اس وقت کی نماز ساقط ہو جائے گی۔ اور مسافر جب آخر وقت میں مقیم ہو گیا تو وہ مدت پوری کرے گا۔ اور مقیم جب مسافر ہوا تو اس میں قصر ہے۔

۱۴۴. مسند احمد ج ۶ ص ۲۷ مجمع الزوائد کتاب الطہارۃ باب التوقيت فی المسح علی الخفین نقلًا عن الطبرانی فی الاوسط ج ۱

ص ۲۵۹ کشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الطہارۃ ج ۱ ص ۱۵۷

امام شافعی کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ روزہ اور نماز میں اجزاء نہیں ہوتے۔ اور روزے کا اعتبار ”اول الصوم“ ہونے کی وجہ سے اقامت کا ہوگا۔ لہذا روزہ افطار کرنا اس کے لئے مباح نہ ہوگا۔ اور سفر کے اعتبار سے آخر کا اعتبار کریں گے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ روزے کا افطار مباح ہو۔ جبکہ اس صورت میں جانب حرمت کو ترجیح ہوگی۔ اور اسی طرح نماز میں بھی احتیاط کے طور پر جانب اقامت کو ترجیح ہوگی۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۲۳۶، بیروت)

فقہ حنفی کے مطابق جرابوں پر عدم مسح کے فقہی دلائل کا بیان

جس قسم کے سوتی، ادنی یا نائیلون کے موزے، آجکل رائج ہیں، ان پر مسح کرنا ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں، ایسے باریک موزوں کے بارے میں تمام مجتہدین اس پر متفق ہیں کہ ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے چنانچہ ملک العلماء کا سانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فان كانا رقيقين يشفان الماء، لا يجوز المسح عليهما بالاجماع

پس اگر موزے اتنے باریک ہوں کہ ان میں سے پانی چھن سکتا ہو تو ان پر باجماع مسح جائز نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع) اور علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ولا يجوز المسح على الجوارب الرقيق من غزل او شعر بلا خلاف، ولو كان ثخيناً يمشى معه

فوسخاً فصاعداً، فعلى الخلاف، (البحر الرائق)

اس سے معلوم ہوا کہ جن موزوں میں ٹخنوں کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں، یعنی ان میں پانی چھن جاتا ہو، یا وہ کسی چیز سے باندھے بغیر محض اپنی موٹائی کی بناء پر کھڑے نہ رہ سکتے ہوں، یا ان میں ایک کوس تک بغیر جوتے کے چلنا ممکن نہ ہو، ان پر مسح کرنا کسی بھی مجتہد کے مذہب میں جائز نہیں، ہاں جن موزوں میں یہ تینوں شرائط پائی جاتی ہوں، ان پر مسح کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے سورہ مائدہ میں وضو کا جو طریقہ بیان فرمایا ہے اس میں پوری وضاحت کے ساتھ پاؤں دھونے کا حکم دیا ہے، نہ کہ ان پر مسح کرنے کا لہذا قرآن کریم کی اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ وضو میں ہمیشہ پاؤں دھوئے جائیں، اور ان پر مسح کسی صورت میں بھی جائز نہ ہو یہاں تک کہ جب کسی شخص نے چڑے کے موزے پہنے ہوئے ہوں اس وقت بھی مسح کی اجازت نہ ہو، لیکن چڑے کے موزوں پر اجازت جو باجماع امت دی گئی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے موزوں پر مسح کرنا اور اسکی اجازت دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے تواتر سے ثابت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ اگر مسح علی الخفین کے جواز پر دو تین حدیثیں ہوتیں تب بھی ان کی بناء پر قرآن کریم پر زیادتی یا اسکا نسخ یا اس کی تنقید جائز نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ مسح علی الخفین کی احادیث معنی متواتر ہیں، اس لئے ان متواتر احادیث کی روشنی میں تمام امت کا اس پر اجماع منعقد ہو گیا کہ قرآن کریم کی آیت میں پاؤں دھونے کا حکم اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب انسان نے خفین (یعنی چڑے کے موزے) نہ پہن رکھے ہوں، چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ما قلت بالمسح حتى جاءني فيه ضوء

النہار (البحر الرائق ص ۱) میں مسح علی الخفین کا اس وقت تک قائل نہیں ہوا جب تک میرے پاس روز روشن کی طرح اس کے دلائل نہیں پہنچ گئے۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أدرکت سبعین بدریا من الصحابة کلہم کانوا یرون المسح علی الخفین (تلخیص الحبر ص ۱۰۰ بدائع)
اگر مسح علی الخفین کا حکم ایسے تواتر یا استفاضے کے ساتھ ثابت نہ ہوتا تو قرآن کریم نے پاؤں دھونے کا جو حکم دیا اس میں کسی تخصیص یا تنقید کی گنجائش نہیں تھی، چنانچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

إنما یخوز نسخ القرآن بالنسبة اذا وردت کورد المسح علی الخفین الا ستفاضة (احکام القرآن للحصص)
سنت نبویہ سے قرآن کریم کے کسی حکم کو منسوخ (بمعنی مقید) کرنا اسی وقت جائز ہو سکتا ہے جب وہ سنت ایسے تواتر سے ثابت ہو جیسے مسح علی الخفین ثابت ہے

خلاصہ یہ ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کا قرآنی حکم ایسی چیز نہیں ہے جسے دو تین روایتوں کی بنیاد پر کسی خاص حالت کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے، بلکہ اس کے لئے ایسا تواتر درکار ہے جیسا مسح علی الخفین کی احادیث کو حاصل ہے۔ الخفین (چمڑے کے موزوں) کے بارے میں تو یہ تواتر موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح خود بھی فرمایا اور دوسروں کو بھی اس کی اجازت دی، لیکن خفین کے سوا کسی چیز پر مسح کرنے کے بارے میں ایسا تواتر موجود نہیں ہے اور خفین کیونکہ عربی زبان میں صرف چمڑے کے موزوں کو کہتے ہیں۔ کپڑے کے موزوں کو خف نہیں کہا جاتا، اس لئے یہ صرف چمڑے ہی کے موزوں کے ساتھ مخصوص رہے گی۔ دوسرے موزوں کے بارے میں قرآن کریم کے اصلی حکم یعنی پاؤں دھونے پر ہی عمل ہو گا۔ ہاں اگر کپڑے کے موزے اتنے نجس (موٹے) ہوں کہ وہ اپنی خصوصیت اور اوصاف میں چمڑے کے ہم پایہ ہو گئے ہوں، یعنی نہ تو ان میں پانی چھٹتا ہو، نہ انہیں کھڑا رکھنے کے لئے کسی بیرونی سہارے کی ضرورت ہو اور انکو چھین کر میل دو میل چل سکتے ہوں تو ایسے موزوں کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہو گیا، بعض فقہاء نے فرمایا کہ چونکہ ایسے موزے چمڑے ہی کے معنی میں آگئے ہیں اس لئے ان پر بھی مسح جائز ہونا چاہیے، اور بعض حضرات نے فرمایا چونکہ مسح کرنا تواتر کے ساتھ صرف خفین (چمڑے کے موزوں) پر ہی ثابت ہے، اس لئے ان پر مسح کرنا درست نہیں، گویا موزے تین قسم کے ہو گئے۔

(۱) چمڑے کے موزے جنہیں خفین کہا جاتا ہے، ان پر مسح باجماع جائز ہے۔

(۲) وہ باریک موزے جو نہ چمڑے کے ہوں، اور نہ ان میں چمڑے کے اوصاف پائے جاتے ہوں، جیسے آجکل کے سوتی، اونی یا نائلون کے موزے، ان کے بارے میں اجماع ہے کہ ان پر مسح جائز نہیں کیونکہ ایسے موزوں پر مسح کرنا ایسے دلائل سے ثابت نہیں جن کی بناء پر پاؤں دھونے کے قرآنی حکم کو چھوڑا جاسکے۔

(۳) وہ موزے جو چمڑے کے تو نہیں ہیں، لیکن ان میں موٹے ہونے کی بناء پر اوصاف چمڑے ہی کے پائے جاتے

ہیں۔ ان پر مسح کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

سارے ذخیرہ حدیث میں یہ کل تین حدیثیں ہیں ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، اور ایک حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے۔ حضرت بلال کی حدیث معجم صغیر طبرانی میں ہے، اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی ہے، لیکن حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کے بارے میں ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں سداضعیف ہیں۔ (نصب الراية)

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں تو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے

ليس بالمتصل ولا بالقوى (بذل المجہود) لهذا یہ دونوں روایتیں تو خارج از بحث ہیں۔

وكان عبد الرحمن بن مهدي لا يحدث بهذه الحديث لان المعروف عن المغيرة ان النبي صلى الله عليه

وسلم مسح على الخفين (بذل المجہود)

حضرت عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نہیں بیان کیا کرتے تھے کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے جو معروف روایتیں ہیں وہ مسح علی الخفین کی ہیں، (نہ کہ جو رہین پر مسح کی) امام نسائی سنن کبریٰ میں لکھتے ہیں۔

لا نعلم احدا تابع انه ابا قيس على هذه الرواية، والصحيح عن المغيرة انه عليه السلام مسح على الخفين (نصب الراية)

یہ روایت ابوقیس کے سوا کسی نے روایت نہیں کی، اور ہمارے علم میں کوئی اور راوی اس کی تائید نہیں کرتا، البتہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت مسح علی الخفین کی ہی ہے۔

اسکے علاوہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے محدثین نے اس روایت کو ابوقیس اور ہزہیل بن شریل دونوں کے ضعف کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے، اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم لکھتے ہیں۔

كل واحد من هؤلاء لو انفرد قدم على الترمذی، مع ان الجرح مقدم على التعديل، وانفق الحفاظ على تضعيفه، ولا يقل قول الترمذی انه حسن صحيح (نصب الراية بحوالہ بالا)

جن حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اگر ان میں سے ہر ایک تنہا ہوتا تب بھی وہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ پر مقدم ہوتا، اس کے علاوہ یہ قاعدہ ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے، اور حفاظ حدیث اسکی تضعیف پر متفق ہیں، لہذا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ، یہ حسن صحیح ہے قابل قبول نہیں۔

اول تو اکثر حفاظ حدیث کے نزدیک یہ حدیث ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔ دوسرے اگر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو پورے ذخیرہ حدیث میں تنہا یہ ایک روایت ہوگی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو رہین پر مسح کرنا مذکور ہے۔

اب آپ غور فرمائیے کہ قرآن کریم نے پاؤں دھونے کا جو صریح حکم دیا ہے اسے صرف اس ایک روایت کی بناء پر کیسے چھوڑ دیا جائے، جب کہ ائمہ حدیث نے اس پر تنقید بھی کی ہے؟ آپ پیچھے دیکھ چکے ہیں کہ مسح علی الخفین کا حکم اسی وقت ثابت ہوا جب اسکی احادیث تواتر کی حد تک پہنچ گئیں، اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر مسح علی الخفین کی احادیث اتنی کثرت کے ساتھ نہ ہوتیں تو پاؤں دھونے کے قرآنی حکم کو چھوڑنے کی گنجائش نہ تھی۔ لیکن مسح علی الجورین کی احادیث متواتر تو کیا ہوتیں، پورے ذخیرہ حدیث میں اس کی صرف تین روایتیں ہیں جن میں سے دو بالاتفاق ضعیف ہیں اور ایک کو اکثر محدثین نے ضعیف کہا ہے، صرف امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اسے صحیح کہتے ہیں۔ ایسی روایت کی بناء پر قرآن کریم کے کسی حکم میں تخصیص پیدا نہیں کی جاسکتی، چنانچہ امام ابو بکر بصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

والأصل فيه انه قد ثبت أن مراد الآية الغسل على ما قدمنا، فلو لم ترد الآثار المتواترة على النبي صلى الله عليه وسلم في المسح على الخفين لما أحزنا المسح۔ ولما لم ترد الآثار في جواز المسح على الجورين في وزن ورودها في المسح على الخفين ابقينا حكم الغسل على مراد الآية (أحكام القرآن للخصاص)

مسئلے کی حقیقت یہ ہے کہ آیت کی اصلی مراد پاؤں دھونا ہے جیسے کہ پیچھے گزر چکا، لہذا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسح علی الخفین کی متواتر احادیث ثابت نہ ہوتیں تو ہم کبھی مسح علی الخفین کو جائز قرار نہ دیتے۔ اور چونکہ جورین (کپڑے کے موزوں) پر مسح کی احادیث اس وزنی طریقے سے مروی نہیں ہیں جس وزنی طریقے سے مسح علی الخفین کی احادیث مروی ہیں۔ اس لئے ہم نے وہاں آیت قرآنی کی اصل مراد یعنی پاؤں دھونے کے حکم کو برقرار رکھا ہے اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ جن حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے جورین پر مسح کیا یا اسکی اجازت دی تو ان کے اس عمل کی کیا وجہ تھی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ان آثار میں کہیں بھی یہ صراحت نہیں ہے کہ جورین کپڑے کے باریک موزے تھے، اور جب تک یہ صراحت نہ ہو اس وقت تک ان آثار سے باریک موزوں پر مسح کا جواز کیسے ثابت ہو سکتا ہے؟

چنانچہ مشہور اہل حدیث عالم علامہ شمس الحق عظیم آبادی لکھتے ہیں۔

ان المحورب يتخذ من الاديم وكذا من الصوف وكذا من القطن ويقال لكل من هذه انه جورب، ومن المعلوم ان هذه الرخصة بهذا العموم لا تثبت الا بعد ان يثبت ان المحوربين الذين مسح عليهما النبي صلى الله عليه وسلم كانا من الصوف الخ (عون المعبود)

یعنی جورین کھال کے بھی ہوتے ہیں، اون کے بھی اور روئی کے بھی، اور ہر ایک کو جورب کہا جاتا ہے، اور ہر قسم کے موزے پر مسح کی اجازت اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتی جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے جورین پر مسح فرمایا بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ ثابت ہے کہ ان حضرات نے جن جورین پر مسح فرمایا وہ یا تو چمڑے کے تھے یا اپنی موٹائی کی وجہ سے چمڑے کے موزوں کی طرح تھے، اور ان میں چمڑے کے موزوں کی صفات پائی جاتی تھیں۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:

حدثنا هشيم قال اخبرنا يونس عن الحسن وشعبة عن قتادة عن سعيد بن المسيب والحسن انهما قالَا :
يمسح على الحوربين اذا كانا صفيقين (مصنف ابن ابی شيبه)

حضرت سعيد بن المسيب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جرابوں پر مسح جائز ہے، بشرطیکہ وہ خوب موٹی ہوں، واضح رہے کہ ثوب صفيق اس کپڑے کو کہتے ہیں جو خوب مضبوط اور دبیز ہو ملا حظہ ہو قاسموس اور مختار الصحاح وغیرہ۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سعيد بن المسيب رحمۃ اللہ علیہ دونوں جلیل القدر تابعین میں سے ہیں اور انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا عمل دیکھ کر ہی یہ فتویٰ دیا ہے۔

لہذا ان حضرات کے عمل اور فتویٰ سے جو بات ثابت ہوئی وہ اس سے زائد نہیں کہ جو موزے بہت موٹے ہونے کی بناء پر چڑے کے اوصاف کے حامل ہوں، ان پر مسح جائز ہے، اور اس موٹائی کی وضاحت کے لئے میں نے وہ تین شرائط ذکر کی ہیں کہ ایک تو ان میں پانی نہ چھنے دوسرے وہ کسی چیز سے باندھے بغیر اپنی موٹائی کی وجہ سے خود کھڑے رہیں، اور تیسرے یہ کہ ان کو پہن کر میل دو میل چلنا ممکن ہو، ایسے موزے چونکہ چڑے کے اوصاف کے حامل ہوتے ہیں، اس لئے ان کو بھی اکثر فقہاء نے مسح علی الخفین کی احادیث کی دلالت النص اور مذکورہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہ کی بناء پر خفین کے حکم میں داخل کر لیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الہمام تحریر فرماتے ہیں۔

لا شك ان المسح على الخف على خلاف القياس، فلا يصلح الحاق غيره به، الا اذا كان بطريق الدلالة، وهو ان يكون في معناه، ومعناه السائر لمحل الفرض الذي هو بعدد متابعة المشي فيه في السفر وغيره۔ (فتح القدیر)
اس میں کوئی شک نہیں کہ مسح علی الخفین کی مشروعیت خلاف قیاس ہوئی ہے لہذا کسی دوسری چیز کو ان پر قیاس نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ وہ دلالت النص کے طریقے پر خفین کے معنی میں داخل ہو، اور خفین کے معنی ایک ایسے موزے کے ہیں جنہوں نے پاؤں کو بالکل ڈھانپ رکھا ہو اور ان میں سفر وغیرہ کے دوران مسلسل چلنا ممکن ہو۔

لہذا فقہاء نے جو زمین پر مسح کرنے کی جو شرائط مقرر کی ہیں، ان کی یہ تعبیر بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ حدیث میں مسح علی الجوربین کی اجازت مطلق تھی، اور انہوں نے اپنی طرف سے شرائط عائد کر کے اسے مقید کر دیا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اصولی اعتبار سے پاؤں دھونے کے فریضے کو چھوڑ کر مسح کرنے کا حکم اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک اس پر احادیث متواترہ موجود نہ ہوں، خفین پر چونکہ ایسی احادیث موجود تھیں، اس لئے وہاں مسح کی اجازت دیدی گئی، لیکن جو زمین پر مسح کسی ایسی حدیث سے بھی ثابت نہیں جو متفق علیہ طور پر صحیح ہو، لہذا ان پر مسح کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی، الا یہ کہ وہ جو زمین خفین کی صفات کے حامل ہو کر خفین کے حکم میں بدلالة النص داخل ہو جائیں، اور چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہ و تابعین سے ایسے موزوں پر مسح ثابت تھا، اس لئے بیشتر فقہاء نے اسکی اجازت دی، اور خفین کی بنیادی صفات کو مذکورہ تین شرائط کے ذریعے بیان کر دیا۔ اور اس پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع منعقد ہو گیا۔

ساری امت کے تمام فقہاء، تمام محدثین اور تمام مجتہدین کے بارے میں تو یہ الزام ہے کہ ان کے اس قول کا کوئی ماخذ نہیں، حالانکہ ان کے ناقابل انکار دلائل آپ پیچھے دیکھ چکے ہیں اور دوسری طرف اپنا خود اجتہاد یہ ہے کہ بلا وجہ پاؤں پر کپڑا پیٹ کر اس پر بھی مسح کیا جاسکتا ہے۔ کیا اس لا یعنی حرکت کی خاطر پاؤں دھونے کے قرآنی حکم کو ترک کرنے کا بھی کوئی ماخذ ہے؟ جو رہیں اگر موٹے ہوں تو ان پر مسح کرنے کے تو بعض فقہاء قائل بھی ہیں، لیکن جو توں پر مسح کرنا تو کسی بھی امام کے مذہب میں جائز نہیں۔ لم یذهب احد من الائمة الى جواز المسح على النعلین (معارف السنن)

ائمہ میں سے کوئی بھی جو توں پر مسح کرنے کا قائل نہیں۔ (فتویٰ مقالات)

أَبْوَابُ نَوَاقِصِ الْوُضُوءِ

وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْخَارِجِ مِنْ أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ

دونوں راستوں میں سے کسی ایک راستہ سے نکلنے والی چیز پر وضو کا بیان

145- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ مَنْ أَخَذَتْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مَنِ حَضَرَ مَوْتٌ مَا أَخَذْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فَسَاءَ أَوْ ضَرَّاطٌ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو حدیث لاحق ہو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ وضو کر لے۔ حضر موت کے ایک شخص نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کیا ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہوا کا خارج ہونا چاہے بے آواز ہو یا آواز کے ساتھ۔ اس کو شیخین رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ وضو شک سے نہیں ٹوٹتا، جب تک یقین نہ ہو جائے وضو باقی رہتا ہے یعنی پیٹ میں اگر محض قراقر ہو تو اس شبہ سے کہ شاید ریاح کا اخراج ہو گیا ہو وضو نہیں ٹوٹے گا ہاں جب آواز کے نکلنے یا بو سے یقین ہو جائے کہ ریاح خارج ہو گئی ہے تو جب وضو ٹوٹ جائے گا۔

146- وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَحْرَحَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

☆☆ آپ ہی بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ پائے پھر اس پر مشکل ہو جائے یہ بات کہ اس سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں تو وہ ہرگز مسجد سے نہ نکلے حتیٰ کہ وہ آواز سنے یا بو محسوس کرے اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

زوال طہارت میں اصل کا قاعدہ فقہیہ

فلاصل الخارج من السبيلين وحكمه زوال طهارة يوجبها الوضوء وعلته خروج النجاسة من البدن والفرع الخارج النجس من غيرهما. (فتح القدير، نوافض وضوء جہا، ص ۳۹، بیروت)
 اصل "خارج من السبيلين" ہے، اور اس کا حکم طہارت کا زائل ہونا ہے، جس کے باعث وضو واجب ہو جاتا ہے، اس کی علت نجاست کا بدن سے خارج ہونا ہے، اور فرع سبیلین کے علاوہ کہیں سے بھی نجاست کا خارج ہونا ہے۔

خروج ہوا وغیرہ کے سبب نقص وضو پر فقہی بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو حدث ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا جب تک وضو نہ کر لے ابو عیسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں عبد اللہ بن زید علی بن طلق عائشہ ابن عباس اور ابوسعید سے بھی روایات مذکور ہیں ابو عیسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ علماء کا قول ہے کہ وضو اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک حدث نہ ہو اور وہ آواز نہ سنے یا بونہ آئے ابن مبارک کہتے ہیں اگر شک ہو تو وضو واجب نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس حد تک یقین ہو جائے کہ اس پر قسم کھا سکے اور کہا ہے کہ جب عورت کے قبل سے ریح نکلے تو بھی اس پر وضو واجب ہے یہی قول ہے امام شافعی اور اسحاق کا۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 74)

147- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثِ الْمَسْحِ لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ .
 رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

★★ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ مسح والی حدیث میں مرفوعاً روایت فرماتے ہیں لیکن پاخانے، پیشاب اور نیند

سے (وضو ٹوٹ جائیگا) اسے امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

148- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْعُقَدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَنَسَلَهُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذِكْرَهُ وَيَتَوَضَّأُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ سے براہ راست اس کا حکم معلوم کرنے سے مجھے شرم آتی تھی کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں تو میں نے مقداد بن اسود سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ مقداد نے رسول اللہ ﷺ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ وہ اپنے آلہ ناسل کو دھو کر وضو کر لیا کرے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

149- وَعَنْ عَائِشِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ يَقُولُ كُنْتُ أَحَدَ مَنْ الْمَذْيِ شِدَّةً فَأَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ ابْنَتُهُ عِنْدِي فَأَسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ فَأَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّمَا يَكْفِي مِنْهُ الْوُضُوءُ. رَوَاهُ الْحَمِيدِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. ★★

حضرت عائش بن انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں مذی سے بہت شدت پاتا تھا میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھوں اور آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں تو مجھے آپ سے (برائے راست) پوچھنے سے شرم محسوس ہوئی تو میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا۔ انہوں نے (مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے وضو کافی ہے۔ اس کو حمیدی نے اپنی مسند میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

150- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَبَامَ أَفْرَآيَهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. ★★

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مستحاضہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر ایک غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے۔ اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّوْمِ

نیند سے متعلق وارد شدہ احادیث کا بیان

وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ فِيهِ

اس بارے میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے

151- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَهْدِهِ يَنْتَظِرُونَ الْعِشَاءَ حَتَّى تَخْفَقَ رُءُوسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَكُونُ صَاوِنَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَأَصْلُهُ فِي مُسْلِمٍ. ★★

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کے زمانہ اقدس میں عشاء کی نماز کا انتظار کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ اونگھ کی وجہ سے ان کے سر جھک جاتے پھر وہ (اسی حال میں) نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے صحیح کے ساتھ روایت کیا اور اس کی اصل مسلم میں موجود ہے۔

۱۴۹. مسند حمیدی ج ۱ ص ۲۳ و سنن نسائی کتاب الطہارۃ باب ما ینقض الوضوء وما لا ینقض من المذی ج ۱ ص ۳۶

۱۵۰. صحیح ابن حبان کتاب الطہارۃ ج ۳ ص ۲۶۶

۱۵۱. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الوضوء من النوم ج ۱ ص ۲۶ ترمذی ابواب الطہارۃ باب الوضوء من النوم ج ۱ ص ۲۴

مسلم کتاب الحيض باب الدلیل علی ان نوم الجالس..... الخ ج ۱ ص ۱۶۳

۱۵۲۔ وَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَسَ عَلَى الْمُخْتَبِ النَّائِمُ وَلَا عَلَى الْقَائِمِ النَّائِمُ وَلَا عَلَى
بَشِيرٍ النَّائِمِ وَضَوْءٌ حَتَّى يَضْطَجِعَ كَذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّأَ بِرَأْسِهِ الْيَهُودِيُّ فِي الْمَغْرَلَةِ وَقَالَ الْحَارِثِيُّ التَّلْحِيصُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ احتباء کی حالت میں سونے والے پر وضو نہیں اور نہ سجدہ کی حالت میں
وضو کرنا چاہئے۔ حتیٰ کہ وہ پہلو کے بل لیٹ جائے جب وہ پہلو کے بل لیٹ جائے تو وضو کرے۔ اس حدیث کو امام
سنة نے معرفت میں نقل کیا ہے اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا ہے کہ اس کی سند جید ہے۔

وضو کو توڑنے والی نیند کا بیان

وضو کو توڑنے والی نیند کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں سوئے ہوئے تھے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے یا فرمایا لمبے لمبے سانس لینے لگے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمرے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سو گئے تھے کمرے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے یا فرمایا وضو اس پر واجب ہوتا ہے جو لیٹ کر سوئے اس لئے کہ لیٹ جانے سے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ابو خالد کا نام یزید بن عبد الرحمن ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ سے بھی روایات منقول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 75)

حضرت معاذیہ بن ابی سفیانؓ فرماتے ہیں کہ (داری، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 299)
 ہمیں سرین کا سر بند ہیں چنانچہ آنکھ سو جاتی ہے تو سر بند کھل جاتا ہے۔ (داری، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 299)
 جب انسان جاگتا رہتا ہے تو گویا اس کے مقعد پر بند لگا رہتا ہے جس کی وجہ سے ہوا خارج نہیں ہوتی بلکہ رکی رہتی
 ہے اور اگر خارج ہوتی ہے تو اس کا احساس ہوتا ہے جب سو جاتا ہے تو چونکہ وہ بے اختیار ہو جاتا ہے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے
 ہیں تو ہوا کے خارج ہونے کا گمان رہتا ہے جس کا اسے یقینی احساس نہیں ہو سکتا اسی لیے نیند کو ناقص وضو کہا جاتا ہے۔

نہیں کہ سبب وضو کے ٹوٹنے میں فقہی مذاہب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو نیند آ جایا کرتی تھی پھر اٹھ کر نماز پڑھ لیتے اور وضو نہ کرتے امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے صالح بن عبد اللہ کہتے ہیں میں نے ابن مہرک سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جو تکبیر لگا کر سوتا ہے فرمایا اس پر وضو نہیں سعید بن عروبہ نے قتادہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس سے حدیث روایت کی ہے اس میں ابو عالیہ کا ذکر نہیں اور نہ ہی اسے مرفوعاً روایت کیا ہے نیند سے وضو کے واجب ہونے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔

اکثر علماء جن میں ابن مبارک سفیان ثوری اور امام احمد شامل ہیں کا قول یہ ہے کہ اگر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر سوئے تو وضو واجب نہیں ہوتا یہاں تک کہ لیٹ کر سوئے بعض اہل علم کے نزدیک اگر اس کی عقل پر نیند غالب ہو جائے تو وضو واجب ہے اسحاق کا یہی قول ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بیٹھ کر سوتے ہوئے خواب دیکھے یا نیند کے غلبے کی وجہ سے سر زمین اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اس پر وضو واجب ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر ۷۸)

نیند کے ناقض وضو ہونے میں فقہی تصریحات کا بیان

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ نیند (۱) دو شرطوں سے ناقض وضو ہوتی ہے: اول یہ کہ دونوں سرین اس وقت خوب جھے نہ ہوں دوسرے یہ کہ ایسی ہیئت پر سویا ہو جو غافل ہو کر نیند آنے کو مانع نہ ہو۔ جب یہ دونوں شرطیں جمع ہوں گی تو سونے سے وضو جائیگا اور ایک بھی کم ہے تو نہیں، مثلاً:

(۱) دونوں (۲) سرین زمین پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے کرسی کی نشست اور ریل کی تپائی بھی اس میں داخل ہے۔

اقول مگر (۳) یورپین ساخت کی کرسی جس کے وسط میں ایک بڑا سوراخ اسی مہمل غرض سے رکھا جاتا ہے اس سے مسئلہ ہے اس کی نشست مانع حدیث نہیں ہو سکتی۔

(۲) دونوں سرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں اور ہاتھ ساقوں پر محیط ہیں جسے عربیہ میں احتبا کہتے ہیں خواہ ہاتھ زمین وغیرہ پر ہوں اگرچہ سر گھٹنوں پر رکھا ہو۔ (۳) دو زانو سیدھا بیٹھا ہو۔ (۴) چار زانو پالتی، رے یہ صورتیں خواہ زمین پر ہوں یا تخت یا چار پائی پر یا کشتی یا شہد ف یا شہری یا گاڑی کے کھولے میں۔ (۵) گھوڑے (۶) یا فخر وغیرہ پر زمین رکھ کر سوار ہے۔

(۷) ننگی پیٹھ پر (۱) سوار ہے مگر جانور چڑھائی پر چڑھ رہا یا راستہ ہموار ہے۔ ظاہر ہے کہ ان سب صورتوں میں دونوں سرین جھے رہیں گے لہذا وضو نہ جائیگا اگرچہ کتنا ہی غافل ہو جائے اگرچہ سر بھی قدرے جھک گیا ہو نہ اتنا کہ سرین نہ جھے رہیں اگرچہ (۲) دیوار وغیرہ کسی چیز پر ایسا تکیہ لگائے ہو کہ وہ شے ہٹالی جائے تو یہ گر پڑے یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل مذہب و ظاہر الروایۃ و مفتی بہ و صحیح و معتمد ہے اگرچہ ہدایہ و شرح وقایہ میں حالت تکیہ کو ناقض وضو لکھا۔ (۸) کھڑے کھڑے سو گیا۔ (۹) رکوع کی صورت پر۔

(۱۰) سجدہ مسنونہ مردان کی شکل پر کہ پیٹ رانوں اور رانیں ہاتھوں اور کلاہیاں زمین سے جدا ہوں اگرچہ یہ قیام و بیعت رکوع و سجود غیر نماز میں ہو اگرچہ سجدہ کی اصلا نیت بھی نہ ظاہر ہے کہ یہ تینوں صورتیں غافل ہو کر سونے کی مانع ہیں تو ان میں بھی وضو نہ جائے گا۔ (۱۱) اکڑوں (۱۲) بیٹھے سویا۔ (۱۳، ۱۴، ۱۵) چت یا پٹ یا کروٹ پر بیٹ کر۔ (۱۵) تکیہ کہنی پر تکیہ گا کر۔ (۱۶) بیٹھ کر سویا مگر ایک کروٹ کو جھکا ہوا کہ ایک یا دونوں سرین اٹھے ہوئے ہیں۔ (۱۷) ننگی پیٹھ پر سوار ہے اور جانور ڈھال میں اتر رہا ہے۔

اقول فقیر گمان کرتا ہے (۵) کہ کاٹھی بھی تنگی پیٹھ کے مثل ہے اور وہ یورپین وضع کی کالھیاں جن کے وسط میں اس لئے خلا رکھتے ہیں مانع حدیث نہیں ہو سکتیں اگرچہ راہ ہموار ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۸) دوزانو بیٹھا اور پیٹ رانوں پر رکھا ہے کہ دونوں سرین جسے نہ رہے ہوں۔ (۱۹) اسی طرح اگر چار زانو ہے اور سر رانوں یا ساتوں پر ہے۔ (۲۰) سجدہ غیر (۶) مسنونہ کی طور پر جس طرح عورتیں گھڑی بن کر سجدہ کرتی ہیں اگرچہ خود نماز یا اور کسی سجدہ مشروع یعنی سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر میں ہو ان دس صورتوں میں دونوں شرطیں جمع ہونے کے سبب وضو جاتا رہے گا اور جب اصل منطبتا دیا گیا تو زیادہ تفصیل صورت کی حاجت نہیں ان دونوں شرطوں کو غور کر لیں جہاں مجتمع ہیں وضو نہ رہے گا ورنہ ہے الہیہ فتاویٰ امام قاضی خان میں فرمایا کہ تنوز (۷) کے کنارے اُس میں پاؤں لٹکائے بیٹھ کر سونے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے کہ اُس کی گرمی سے مفاصل ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۸۱، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الدَّمِ

خون (نکلنے) سے وضو (کے لازم ہونیکا) بیان

153- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَاتٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ لَمْ يَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَتَقْدِمُ حَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي بَابِ الِاسْتِحَاظَةِ.

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے قے یا نکسیر یا کھانے یا پانی کی قے یا مذی آ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز سے پھر جائے وضو کرنے اور اپنی نماز پر بنا کرے اور وہ اس دوران گفتگو نہ کرے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث استحاضہ کے باب میں گزر چکی۔

شرح

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ ہر پہنے والے خون سے وضو لازم آتا ہے یعنی اگر بدن کے کسی بھی حصہ سے خون نکلا اور نکل کر اس حصہ تک پہنچ گیا جس کا دھونا وضو اور غسل میں ضروری ہوتا ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا چنانچہ یہ حدیث امام صاحب کے مسلک کی دلیل ہے، امام صاحب کے علاوہ دیگر ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر خون، پیشاب یا پاخانہ کے راستہ سے نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے نکلا تو نہیں ٹوٹے گا۔ حضرت دارقطنی اس حدیث میں کلام فرما رہے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو تمیم داری سے سنا ہے اور نہ انہیں دیکھا ہے اس لئے حدیث مرسل ہے، نیز اس حدیث کے دو راوی یزید بن خالد اور یزید بن محمد کے مجہول میں گویا ان کا مقصد اس کلام سے یہ ہے کہ جس حدیث میں یہ کلام ہو اس کو امام صاحب کا اپنے مسلک کی دلیل بنانا کوئی وزنی بات نہیں ہے۔

ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ حدیث مرسل نہ صرف یہ کہ ہمارے ہی نزدیک بلکہ جمہور علماء کے نزدیک بھی دلیل اور حجت بن سکتی ہے اسی طرح یزید ابن خالد اور یزید بن محمد کے مجہول ہونے میں بھی اختلاف ہے بعض حضرات نے تو انہیں مجہول قرار دیا ہے جیسا کہ دارقطنی فرما رہے ہیں مگر بعض حضرات نے انہیں مجہول نہیں کہا ہے اس سے قطع نظر امام صاحب کی اصل دلیل تو یہ حدیث ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مَنْ قَاءَ أَوْ رَغَفَ أَوْ أَمَدَىٰ فَيُصَلِّيهِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ۔ (کذا فی الہدایہ) اگر کسی آدمی نے اپنی نماز میں قے کی یا اس کی نکیر پھوٹی یا ہڈی نکلی تو اس کو چاہئے کہ وہ نماز سے نکل کر آئے اور پھر وضو کرے اور جب تک کہ کلام نہ کرے اسی نماز پر بناء کرے۔ نیز ابو داؤد میں بھی اس مضمون کی حدیث منقول ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور پاخانہ کے مقام کے علاوہ بدن کے کسی دوسرے حصہ سے بھی خون نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

154- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَغَفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنَىٰ عَلَىٰ مَا لَدَىٰ - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

★★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب انہیں نکیر آتی تو لوٹ جاتے وضو کرتے اور گفتگو نہ کرتے اور پھر لوٹ کر اس نماز پر بنا کرتے جو پڑھ چکے ہوتے اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

155- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا رَغَفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ بِمَنْ قَبْلَهُ عَلَىٰ مَا مَضَىٰ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

★★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص کو نماز میں نکیر آئے یا اس پر قے غالب آ جائے یا وہ ہڈی پائے تو وہ (نماز) سے پھر جائے اور وضو کرے پھر لوٹ کر اپنی باقی نماز کو اس نماز کے مطابق پورا کرے جو گزر چکی جب تک اس نے گفتگو نہ کی ہو۔ اسے عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ

قے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

156- عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ قَسْوَةً فَلَقِيَتْهُ نَوْبَانٌ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ كَثُرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ صَبِيْتُ لَهُ وَضُوءٌ - رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ

۱۵۴۔ سنن الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب ینبی من سبعة الحدیث..... الخ ص ۲۵۹

۱۵۵۔ مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب الرجل یحدث ثم یرجع قبل ان یتکلم ج ۲ ص ۳۳۹

۱۵۶۔ ترمذی ابواب الطہارات باب الوضوء من القیء والرعاف ج ۱ ص ۲۵ ابو داؤد کتاب الصیام باب الصائم یتسقی عامدا ح

وَأَسْنَدُهُ صَحِيحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ الْبَابِ فِي الْبَابِ السَّابِقِ .

★★ حضرت معدان بن ابوطلمحہ رضی اللہ عنہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تے آ کی تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا (حضرت معدان فرماتے ہیں) پھر میری ملاقات دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے ان کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا ابودرداء نے سچ کہا میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی ڈالا تھا۔

اس حدیث کو اصحاب ثلاثہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور گزشتہ باب میں اس باب کی احادیث گزر چکی ہیں۔

قئے کے منہ بھر ہونے یا نہ ہونے کی تعریف کا بیان

علامہ محمود بخاری لکھتے ہیں امام حسن بن زیاد فرماتے ہیں کہ اگر قئے اس طرح آئے جس کو روکنا اور قابو کرنا انسان کے بس میں نہ ہو تو وہ منہ بھر قئے ہوگی اور اگر قئے اس طرح کی ہے کہ انسان اس کو روک سکتا ہے اور قابو کر سکتا ہے تو وہ منہ بھر قئے نہیں۔

جبکہ بعض مشائخ نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ وہ قئے جسے انسان نہ روک سکتا ہو اور نہ ہی اس پر قابو پاسکتا ہو مگر تکلیف کے ساتھ اسے قابو کرنا ممکن ہو تو وہ منہ بھر نہ ہوگی اور جس قئے کو تکلیف کے ساتھ بھی قابو کرنا ممکن نہ ہو وہ منہ بھر نہ ہوگی۔ اور کثیر مشائخ فقہاء نے بھی اسی قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ جبکہ شمس الاممہ حلوانی فرماتے ہیں کہ قئے کے منہ بھر ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار صاحب قئے کے حال پر چھوڑ دیں گے کہ اگر اس کے دل میں یہ خیال ہو کہ وہ منہ بھر قئے تو وہ منہ بھر ہوگی۔

(المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی ج ۱، ص ۳۲، بیروت)

قئے اور نکسیر وغیرہ سے وضو کے ٹوٹ جانے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قئے کی اور وضو کیا پھر جب میری ملاقات ثوبان سے دمشق کی مسجد میں ہوئی اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا سچ کہا ابودرداء نے اس لئے کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے لئے پانی ڈالا تھا اور اسحاق بن منصور نے معدان بن طلحہ کہا ہے امام ابویسی ترمذی کہتے ہیں اکثر صحابہ و تابعین سے مروی ہے وضو کرنا قئے اور نکسیر سے۔ اور سفیان ثوری ابن مبارک اور احمد اسحاق کا یہی قول ہے اور بعض اہل علم نے کہا جن میں امام مالک اور امام شافعی بھی ہیں کہ قئے اور نکسیر سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

حسن بن معلم نے اس حدیث کا بہت اچھا کہا ہے اور حسین کی روایت کردہ حدیث اس باب میں زیادہ صحیح ہے اور معمر نے یہ حدیث روایت کی یحییٰ بن کثیر سے اور اس میں غلطی کی ہے وہ کہتے ہیں یحییٰ بن ولید ہے وہ خالد بن معدان سے وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اس سند میں اوزاعی کا ذکر نہیں کیا اور کہا کہ خالد بن معدان سے روایت ہے جبکہ معدان بن ابوطلمحہ صحیح ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 83)

امام ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قئے کی

علامہ ابن محمود بارتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ خون اور پیپ جب زندہ انسان کے بدن سے بہہ نکلیں تو یہ ناقض وضو ہیں حضرات صحابہ کرام میں سے عشرہ مبشرہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم اور جلیل القدر تابعین کا یہی مذہب ہے اور ان اسلاف نے خروج کی قید کے ساتھ معلق کیا ہے کیونکہ نفس ”دم“ یا پیپ“ غیر ناقض وضو ہیں لیکن جب یہ دونوں خارج ہوں گے تو ناقض وضو ہیں۔ لہذا ان میں صفت خروج کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور زندہ آدمی کے بدن سے خروج کو اسی لئے بیان کیا گیا ہے کہ جب یہ دونوں مردہ آدمی کے جسم سے خارج ہوں تو ناقض وضو یا غسل نہیں ہیں بلکہ صرف اسی جگہ کو دھویا جائے گا جہاں سے ان کا خروج ہوا۔ اس کا بیان عنقریب واجبات غسل میں آئے گا۔

تجاوز کی شرائط اس لئے بیان ہوئی ہیں کہ محض نجاست کا ظاہر ہونا نجس نہیں ہے بلکہ جب ان کا خروج اس جگہ کی طرف ہو جس کو طہارت کا حکم شامل ہے تب یہ نجس ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔ (عیان شرح ہدایہ، ج ۱، ص ۴۵، بیروت)

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الضَّحِكِ

ہنسنے سے وضو (کے لازم ہونے) کا بیان

157- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَتَرَدَّى فِي حُضْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ فِي بَصَرِهِ ضَرْرٌ فَضَحِكَ كَثِيرًا مِنَ الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَالْإِسْنَاءُ صَحِيحٌ فِي الْبَابِ.

☆☆ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس دوران رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس گھرے میں گر گیا جو مسجد میں تھا اور ان کی بینائی میں کچھ نقص تھا تو اکثر لوگ حالت نماز میں ہنس پڑے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جو ہنسا ہے وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے اسے طبرانی نے کبیر میں نقل فرمایا اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور اس باب میں مرسل روایت صحیح ہے۔

158- وَعَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرَّيَّاحِيِّ أَنَّ أَعْمَى تَرَدَّى فِي بَيْتٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ فَضَحِكَ بَعْضُ مَنْ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ضَحِكَ مِنْهُمْ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

☆☆ حضرت ابو العالیہ ریاحی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اندھا شخص کنویں میں گر گیا اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے تو جو لوگ نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ ان میں سے کچھ ہنس پڑے تو

ان میں سے جو ہنسائی پاک ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ وضو اور نماز کا اعادہ کریں اس حدیث کو عہد الرزاق نے اپنے مصنف میں بیان فرمایا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

قہقہہ کے سبب وضو کے ٹوٹ جانے کا فقہی بیان

حضرت معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھ رہے تھے اس وقت ایک نابینا نماز پڑھنے آیا وہ ایک گڑھے میں گر گیا تو نمازی ہنسنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے قہقہہ لگایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: تم میں سے جو قہقہہ لگا کر ہنسا ہے وہ وضو اور نماز دونوں دہرائے۔

(سنن دارقطنی، ۶۱۱، جمعین ابن جوزی، ۲۳۹، خلائیات، ج ۱، ص ۳۸۲، ابن حبان، طبرانی، ابوداؤد، ترمذی، عارف اسنادھا)

امام دارقطنی ۶۸ مختلف اسناد سے احادیث لائے ہیں جن کا مفاد یہ ہے کہ قہقہہ فی الصلوٰۃ میں نماز و وضو کا اعادہ ہے

جبکہ ضحک میں وضو نہیں۔ عن جابر قال ليس في الضحك وضوء۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ضحک میں وضو نہیں۔ (سنن دارقطنی، ج ۱، ص ۱۷۲، دار المعرفۃ بیروت)

ہمارے نزدیک قہقہہ ناقض وضو اور ناقض صلوٰۃ دونوں ہے۔ اس کی دلیل مذکورہ حدیث اور اسی طرح ایک حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سات چیزوں کے سبب وضو کا اعادہ کیا جائے ان میں سے ایک نماز میں قہقہہ ہے۔ علمائے اصول حدیث نے اس حدیث کو مرسل اور مسند تسلیم کیا ہے۔ اور فقہاء احناف اور جمہور کے نزدیک مرسل حدیث حجت ہے۔ اور جو روایت مسند ہے وہ حضرت عبد اللہ بن عمر، معبد خزاعی، ابو ہریرہ، جابر، انس، عمران بن حصین اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم صحابہ کرام ہیں۔ اور علمائے تخریج نے اسناد کے تمام طرق بیان کیے ہیں۔ (شرح الوفاق، ج ۱، ص ۲۱، بیروت)

قہقہہ کے ناقض وضو ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب

امام مالک و امام شافعی فرماتے ہیں کہ قہقہہ ناقض وضو نہیں ہے۔ کیونکہ قہقہہ سے کوئی نجاست خارج نہیں ہوتی۔ ان ائمہ کا استدلال اس حدیث سے بھی ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نماز میں ہنستا ہے انہوں نے کہا وہ شخص نماز دہرائے وضو نہ دہرائے۔ (معرفۃ السنن والآثار، ج ۱، ص ۳۳۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ان ائمہ کی تیسری دلیل یہ ہے کہ نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور نماز سے باہر آپ بھی قہقہہ کو حدیث نہیں مانتے۔ لہذا اسی طرح یہ نماز میں بھی حدیث نہیں ہوگا اور جب حدیث نہیں تو ناقض وضو بھی نہیں۔

حناف کی طرف سے جواب یہ ہے ہماری ذکر کردہ حدیث قوی ہے جو امام شافعی و امام مالک کے موقف پر بیان کردہ اثر ورن کے قیاس سے زیادہ قوی ہے لہذا صحیح یہ ہے کہ قہقہہ ناقض نماز اور ناقض وضو ہے۔ اور دونوں کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔

علامہ محمود بخاری ابن مازہ لکھتے ہیں۔ قہقہہ جب خارج نماز ہو تو وہ ناقض وضو نہیں کیونکہ قہقہہ کا ناقض وضو ہونا حدیث سے

باب میں صحیح حدیث ام حبیبہ کی حدیث ہے وہ روایت کی ہے علاء بن حارث نے مکحول سے انہوں نے عنہ بن ابی سفیان سے انہوں نے ام حبیبہ سے لیکن امام بخاری نے فرمایا کہ مکحول کو عنہ بن ابی سفیان سے سماع نہیں اور مکحول نے روایت کی ہے کسی شخص کے واسطے سے عنہ سے اس حدیث کے علاوہ گویا کہ امام بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں۔

مس ذکر کے سبب وضو واجب نہ ہونے کا بیان

160- وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مَسَسْتُ ذَكَرِي أَوْ قَالَ رَجُلٌ يَمَسُّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ أَغْلِيهِ وَضُوءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ أَخْرَجَهُ الْعَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَبَّانٍ وَالتَّطَبَّرِيُّ وَابْنُ حَزْمٍ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينَةِ هُوَ أَحْسَنُ مِنْ حَدِيثِ بُسْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

★★ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے آلہ تناسل کو چھوا یا اس نے کہا کہ کوئی شخص نماز میں اپنے عضو مخصوص کو چھوتا ہے کیا اس پر وضو لازم ہے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا وہ تو تیرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے۔ اسے اصحاب خمسہ نے روایت کیا ابن حبان، طبرانی اور ابن حزم نے اسے صحیح قرار دیا اور ابن مدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بروہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

161- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى فِي مَسِّ الذَّكَرِ وَضُوءًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ عضو مخصوص کو چھونے میں وضو کو لازم نہیں سمجھتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

162- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَا أَتَانِي أَبْيَى مَسَسْتُ أَوْ أَذْنِي أَوْ ذَكَرِي. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْثٌ.

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اپنے ناک یا کان کو چھوؤں یا اپنے ذکر کو۔ اسے امام حمادی رحمہ اللہ نے بیان کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

163- وَعَنْ أَرْقَمِ بْنِ سُرْحَيْبِلٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي أَحْكُ جَسَدِي وَأَنَا فِي

۱۶۰. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب الرخصة من ذلك ج ۱ ص ۲۴ ترمذی ابواب الطہارات باب ترك الوضوء من مس الذكر ج ۱

ص ۲۵ نسائی کتاب الطہارۃ باب ترك الوضوء من ذلك ج ۱ ص ۲۸ ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب الرخصة في ذلك ص ۳۷ مسند

احمد ج ۴ ص ۲۳ تلخیص الحبیبر باب الاحداث ج ۱ ص ۱۲۵ معجم کبیر للطبرانی ج ۸ ص ۴۰۱ صحیح ابن حبان کتاب

الطہارۃ ج ۳ ص ۱۶۹ محلی ابن حزم کتاب الطہارۃ باب مس الرجل ذکر نفسه خاصة - الخ ج ۱ ص ۱۹۶

۱۶۱. طحاوی کتاب الطہارۃ باب الوضوء لمس الفرج ج ۱ ص ۵۹

۱۶۲. طحاوی کتاب الطہارۃ باب الوضوء لمس الفرج ج ۱ ص ۵۹

۱۶۳. مؤطا امام معبد باب الوضوء من مس الذكر ص ۵۵

الصلوة فأمس ذكرى فقال إنما هو بضعة منك - رواه محمد بن الحسن في الموطأ وإسناده حسن .

☆ حضرت ارم بن شرجیل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ میں اپنے بدن کو کھجاتا ہوں اس ص میں کہ میں نماز میں ہوتا ہوں تو اپنے عضو مخصوص کو چھو جاتا ہوں تو آپ نے فرمایا وہ تو تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس کو محمد بن حسن نے موطا میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

184- وَعَنِ الْهَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِي مَسِ الدَّكْرُ مِثْلُ أَنْفِكَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ہراء بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے عضو مخصوص کو چھونے کے بارے میں کہا کہ وہ تیرے ناک کی طرح ہے۔

185- وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَيْحِلُّ لِي أَنْ أَمْسَ دَكْرِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ إِنْ عَلِمْتَ أَنَّ مِنْكَ بَضْعَةٌ نَجَسَةٌ فَاقْطَعْهَا . رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمَوْطَأِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت قیس بن ابوحازم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں حالت نماز میں اپنے عضو مخصوص کو چھوؤں تو آپ نے فرمایا اگر تو سمجھتا ہے کہ وہ تیرے بدن کا ایک نجس ٹکڑا ہے تو اسے کاٹ دو۔ اسے امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں بیان فرمایا اور اس کی سند حسن ہے۔

186- وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِ الدَّكْرِ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِنْكَ . رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان سے عضو مخصوص کو چھونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تیرے بدن کا حصہ ہے۔

اسے امام محمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

167- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ خَمْسَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ آخَرُ أَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرَوْنَ فِي مَسِ الدَّكْرِ وَضُوءًا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ .

☆☆ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پانچ صحابہ سے بیان فرماتے ہیں جن میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ

۱۶۴. موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذكر ص ۵۵

۱۶۵. موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذكر ص ۵۸

۱۶۶. موطا امام محمد باب الوضوء من مس الذكر ص ۵۸

۱۶۷. طحاوی کتاب الطہارۃ باب الوضوء بس الفرج ج ۱ ص ۵۹

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص ہیں کہ وہ منسوخ و چھوٹے میں وضو کو زہم نہیں سمجھتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

مس ذکر کے ناقض وضو نہ ہونے میں فقہ شافعی و حنفی کے اختلاف کا بیان

حضرت طلق بن علی الرضی (اسم گرامی طلق بن علی اور کنیت ابوعلی ہے ان کی حدیثیں ان کے بیٹے قیس سے مروی ہیں۔) فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وضو کرنے کے بعد اگر کوئی آدمی اپنے ذکر کو چھوئے (تو کیا حکم ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ بھی تو آدمی کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام محی السنۃ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کے بعد اسلام لائے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث منقول ہے کہ جب تم میں سے کسی کا ہاتھ اپنے ذکر پر پہنچ جائے اور ہاتھ ذکر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو اس کو چاہئے وضو کرے۔" (شافعی، دارقطنی اور سنن نسائی نے بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے جس میں لیس بیتہ، وَبَيْنَهَا شَيْءٌ کے الفاظ مذکور ہیں۔) (مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 303)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بدن کے گوشت کے دیگر ٹکڑے مثلاً ہاتھ پاؤں کان ناک وغیرہ ہیں اسی طرح ذکر بھی بندہ کے گوشت ہی کا ایک ٹکڑا ہے اور جب ان دوسرے ٹکڑوں اور حصوں کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو پھر ذکر کے چھو جانے سے کیوں وضو ٹوٹنے کا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ مس ذکر ناقض وضو نہیں ہے۔ امام محی السنۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول دراصل حضرات شوافع کی ترجمانی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ و طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بہت بعد اسلام لائے ہیں، کیونکہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے فوراً بعد جب کہ مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۷ھ میں غزوہ خیبر کے موقع پر اسلام لائے ہیں اس لئے حضرت طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سننا پہلے ہوا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سننا بعد میں ہوا ہوگا، لہذا حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث منسوخ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ناخ ہوئی۔

حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ حضرت طلق کے اسلام لانے کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث سنی بھی بعد میں ہو شوافعہ کا یہ دعویٰ تو جب صحیح ہو سکتا ہے کہ یہ بھی ثابت ہو کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے ہی حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال فرما چکے تھے یا یہ کہ اپنے وطن کو چلے گئے تھے کہ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر نہیں ہوئے، اس

لئے کہ اگر حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے انتقال فرما جاتے ہیں یا اپنے وطن کو واپس لوٹ جاتے تو پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد کچھ نہیں سن سکتے تھے مگر اب تو یہ ممکن ہے کہ حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہی سنی ہو لہذا شوافع کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ حضرت مظہر نے ایک اچھی اور فیصلہ کن بات کہہ دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہو گیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث سے تو ثابت ہو رہا ہے کہ مس ذکر ناقض وضو ہے اور حضرت طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مس ذکر کو ناقض وضو نہیں کہتی لہذا اس تعارض کی شکل میں ہمیں چاہئے کہ ہم دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کی طرف رجوع کریں چنانچہ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مثلاً حضرت علی، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابو درداء، حضرت حذیفہ اور حضرت عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہ اقوال ثابت ہیں کہ ذکر چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اس لئے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حنفیہ ہی کا مسلک صحیح ہے کہ مس ذکر ناقض وضو نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

آگ پر پکی ہوئی چیز (کھانے) سے وضو کا بیان

168- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تم ان چیزوں کے (کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے چھوا ہو۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

169- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان چیزوں سے وضو کرو جسے آگ نے چھوا ہو اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

یہ حکم منسوخ ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے سبب وضو واجب ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل حسب ذیل روایت دیکھئے۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، ابی بن کعب اور ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے گوشت روٹی کھائی (کھانے سے فارغ ہو کر) میں نے وضو کے لئے پانی منگوایا ابی بن کعب اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا "تم وضو کیوں کرتے ہو" میں نے کہا "اس کھانے کی وجہ سے جو میں نے ابھی کھایا ہے ان دونوں نے کہا" کیا تم پاپ چیزوں کے کھانے سے وضو کرتے ہو ان چیزوں کو کھا کر اس آدمی نے وضو نہیں کیا جو تم سے بہتر ہیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 309)

آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے سبب وضو واجب نہ ہونے کا بیان

170- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَيْفَ شَاءَ ثُمَّ صَلَّى لَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

171- وَعَنْ مِمْوَنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَيْفَ شَاءَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

★★ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ان کے ہاں (بکری) کا شانہ تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

172- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضُّمَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَرُ مِنْ كَيْفٍ شَاءَ فَاكُلَ مِنْهَا لَمْ يَمْسُ إِلَى الصَّلَاةِ فَنَقَامَ فَطَرَحَ السِّجِينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ

★★ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو بکری کے شانہ کو کاٹتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے اسے تناول فرمایا پھر آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا۔ آپ کھڑے ہوئے چھری رکھی۔ نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

173- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْبَابِ الثَّانِي مِنْ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

۱۷۰. بخاری کتاب الوضوء باب من لم يتوضأ من لحم الشاة ج ۱ ص ۳۴

۱۷۱. بخاری کتاب الوضوء باب من مضض من السويق ولم يتوضأ ج ۱ ص ۳۴ مسلم کتاب الحيض باب الوضوء مما مست

النار ج ۱ ص ۱۵۷

۱۷۲. بخاری کتاب الوضوء باب من لم يتوضأ من لحم الشاة ج ۱ ص ۳۴ مسلم کتاب الحيض باب الوضوء مما مست النار ج ۱

ص ۱۵۷

۱۷۳. مسند احمد ج ۱ ص ۶۲ كشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الطہارۃ باب ترك الوضوء مما مست النار ج ۱ ص ۱۵۲

معجم الزوائد کتاب الطہارۃ باب ترك الوضوء مما مست النار ج ۱ ص ۲۵۱

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَعَا بِغَيْبٍ لَتَعْرِفَهَا لَمْ لَامَ لَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ لَمْ قَالَ جَلَسْتُ مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْتُ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْتُ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى وَالتِّرَازُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُ أَحْمَدَ ثِقَاتٌ.

★★ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو مسجد نبوی کے دوسرے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے (بکری) کا شانہ منکا کرتا دل فرمایا۔ پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا۔ پھر فرمایا میں نبی پاک ﷺ کی جگہ بیٹھا اور میں نے وہی کھایا جو نبی پاک ﷺ نے کھایا اور میں نے وہی کیا جو نبی پاک ﷺ نے کیا۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا اور بیہمی نے کہا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے راوی ثقہ ہیں۔

174- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ اللَّحْمَ ثُمَّ يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَا يَمْسُ مَاءً ۱. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ مُوْتَقُونَ.

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ گوشت تناول فرماتے پھر نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور پانی کو نہ چھوتے۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور بیہمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

175- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِالْقَدْرِ لِيَأْخُذَ الْقَرْقُ لِيَصِيبَ مِنْهُ لَمْ يَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمْسُ مَاءً. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو يَعْلَى وَالتِّرَازُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنڈیا کے پاس سے گزرتے پھر اس سے گوشت لے کر تناول فرماتے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے اور نہ پانی کو چھوتے اسے امام احمد رحمہ اللہ ابو یعلیٰ اور بزار نے روایت کیا اور بیہمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

شرح

حضرت سید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسم گرامی حضرت سید ابن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے)۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر (کے فتح) کے سال سفر پر گئے جب صہباء کے مقام پر پہنچے جو خیبر کے نزدیک ہے، عصر کی نماز پڑھی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توشہ (زادراہ) منگوایا، چنانچہ ستو کے علاوہ کچھ نہ تھا جو حاضر کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو گھولا گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم نے

۱۷۴. مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۰ مسند ابو یعلیٰ ج ۹ ص ۱۸۲ مجمع الزوائد کتاب الطہارۃ باب ترك الوضوء عند مست الدار

ولفظ ابي يعلى فبا يمس قطرة ماء ج ۱ ص ۲۵۱

۱۷۵. مسند احمد ج ۶ ص ۱۶۱ مسند ابي يعلى ج ۷ ص ۴۲۷ كشف الاستار عن زوائد البزار کتاب الطہارۃ باب ترك الوضوء

عند مست الدار ج ۱ ص ۱۵۳ مجمع الزوائد کتاب الطہارۃ باب ترك الوضوء عند مست الدار ج ۱ ص ۲۵۳

اس کو کھایا اور پھر مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کی اور ہم نے بھی کھانے کی اور وضو نہیں کیا۔
(صحیح البخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد اول حدیث نمبر 294)

اس حدیث نے اس مسئلہ کی وضاحت کر دی کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کو کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لئے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو کھایا جو آگ ہی سے تیار کیا جاتا ہے اور اس کے بعد صرف کھانے کی وضو کی نماز پڑھ لی اور وضو نہیں کیا۔

آگ پر پکی چیز کے سبب نقض وضو والی احادیث کے منسوخ ہونے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہر نکلے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا پھر ایک انصاری عورت کے گھر داخل ہوئے اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک بکری ذبح کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا کھایا پھر وہ بکریوں کا ایک تھال لے آئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی بکریوں کھائیں پھر وضو کیا ظہر کی نماز ادا کی پھر واپس آئے تو وہ عورت اسی بکری کا کچھ بچا ہوا گوشت لائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز ادا کی وضو نہیں کیا اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق سے بھی روایت ہے لیکن ان کی حدیث اسناد کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے اس لئے کہ حسام بن مصعب نے ابن سیرین سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے ابو بکر صدیق سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔

حفاظ حدیث نے اسی طرح روایت کی ہے اور یہ روایت ابن سیرین سے کئی طرح سے مروی ہے وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں عطاء بن یسار، عکرمہ، محمد بن عمرو بن عطاء بن عبد اللہ بن عباس اور کئی حضرات ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے اس میں ابو بکر کا ذکر نہیں کرتے اور یہی زیادہ صحیح ہے اس باب میں حضرت ابو ہریرہ، ابن مسعود، ابو رافع، ام حکم، عمرو بن امیہ، عامر، سوید بن نعمان اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایات منقول ہیں امام ابو یوسفی کہتے ہیں صحابہ تابعین اور شیخ تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے جیسا کہ سفیان ابن مبارک، شافعی اور اسحاق ان سب کے نزدیک آگ پر پکے ہوئے کھانے سے وضو واجب نہیں ہوتا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری عمل ہے یہ حدیث پہلی حدیث کو منسوخ کرتی ہے جس میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا واجب ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 78)

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الْمَرْأَةِ

عورت کو چھونے سے وضو کا بیان

176- عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَطَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي قَوْلُهُ تَعَالَى (أَوَلَا مَسْتُمُ النِّسَاءُ) قَوْلًا مَعْنَاهُ مَا دُونَ الْجَمَاعِ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ هَذَا إِسْنَادُهُ مُوَصَّلٌ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابو عبیدہؓ اور طارق بن شہابؓ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے اللہ تعالیٰ کے فرمانِ اَوَلَا مَسْتُمُ النِّسَاءُ کے بارے کہا کہ اس کا معنی جماع کے علاوہ چھونا ہے اسے بیہقی نے معرفت میں بیان کیا اور فرمایا اس کی سند متصل صحیح ہے۔

شرح

قرآن مجید میں جس جگہ ان چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو وضو کو توڑنے والی ہیں انہیں ایک چیز ناقض وضو یہ بھی بتائی گئی ہے کہ : اَوَلَا مَسْتُمُ النِّسَاءُ . "یعنی تم عورت سے ملاست کرو۔" ملاست کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اور اس کا محل کیا ہے؟ اسی میں اختلاف ہو رہا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تو یہ فرماتے ہیں کہ ملاست کے معنی عورت کو ہاتھ لگانا ہے، تو گویا اس طرح امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عورت کو محض ہاتھ لگانے کے بعد اگر کسی آدمی کا وضو ہے تو وہ ٹوٹ جائے گا لہذا اگر وہ نماز پڑھنا چاہے تو اس کو دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا ارشاد کا مفہوم بھی یہی ہے جو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی تصدیق کر رہا ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی فرما رہے ہیں کہ عورت کو صرف ہاتھ لگانا، یا عورت کا بوسہ لینا ملاست میں داخل ہے جس کو قرآن میں ناقض وضو فرمایا گیا ہے۔ ہمارے امام صاحب "ملاست" کے معنی قرار دیتے ہیں "جماع اور ہمبستری" یعنی قرآن میں ملاست عورت کا جوڑ کر کیا گیا ہے اور جسے ناقض وضو کہا گیا ہے اس سے جماع اور ہمبستری مراد ہے۔ امام اعظم نے اپنے اس مسلک کی تصدیق میں دلائل کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے جو فقہ کی کتابوں میں بڑی وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

177- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَبْلَةَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسَّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمَلَامَةِ فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ . رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَا وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ مرد کا اپنی بیوی کو بوسہ لینا اور اسے اپنے ہاتھ سے چھونا ملاست سے ہے۔ پس جس نے اپنی بیوی کا بوسہ لیا یا اسے اپنے ہاتھ سے چھوا اس پر وضو لازم ہے۔ اسے امام

۱۷۶. معرفة السنن والآثار كتاب الطهارة ج ۱ ص ۲۷۳ سنن الکبریٰ للبیہقی كتاب الطهارة باب الوضوء من الملامسة ۱۶ ص ۱۲۵

۱۷۷. موطا امام مالك كتاب الطهارة باب الوضوء من قبلة الرجل امرأته ص ۳۱

178- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَايَ لِي فِي بَيْتِهِ لَمَّا إِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي لَقَبَضْتُ رِجْلِي لَمَّا إِذَا قَامَ بَسَطَتْهُمَا قَالَتْ وَالْبَيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ لَهَا مَصَابِيحُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ کی جانب ہوتے تھے۔ پس جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے چھوتے تو میں اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لیتی جب آپ کھڑے ہوتے تو میں ان دونوں کو بچھا دیتی اور ان دونوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

179- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَذْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْفَرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ لَوْ قَعْتُ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَبِمَعْفَاةِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُخْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے گم پایا۔ میں نے آپ کو تلاش کرنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے تلوے پر پڑا۔ درانحالیکہ آپ سجدہ میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے۔ اے اللہ میں تیرے غصے سے تیری خوشنودی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور تجھ سے ڈر کر تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری ایسی حمد و ثنا نہیں کر سکا جیسی حمد و ثنا تو خود اپنے لئے کرتا ہے۔ اسے امام مسلم رحمہما نے روایت کیا ہے۔

180- وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصَلِّيَ وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ إِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يُؤْتِرَ مَسْنِي بِرِجْلِهِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے جنازہ کی طرح پڑی ہوتی۔ حتیٰ کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے اپنے پاؤں سے چھوتے۔ اس حدیث کو امام نسائی رحمہما نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

181- وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْبَلُ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ يُصَلِّي لَا يَتَوَضَّأُ . رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ

★★ حضرت عطاء بن یدعہؓ سیدہ عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا بوسہ لیتے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ اس حدیث کو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

عورت کو چھونے کے سبب وضو نہ ٹوٹنے میں مذاہب اربعہ

اس مسئلہ میں بھی علماء کا اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام مسند احمد بن حنبل کے نزدیک غیر محرم عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹا جاتا ہے، حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ غیر محرم عورت کو اگر شہوت کے ساتھ چھوئے تو وضو ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں ٹوٹے گا ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، ان کی دلیل یہی حدیث ہے، نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک دوسری حدیث بھی جو صحیح البخاری و صحیح مسلم میں مذکور ہے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل ہے جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں تہجد پڑھنے کے لئے بیدار ہوتے تو میں سوتی رہتی اور میرے دونوں پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کی جگہ پڑھے رہتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کے وقت میرے پیروں میں ٹھونکا دیتے تھے تو میں اپنے پیر سمیٹ لیتی تھی" لہذا اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا، امام جامع ترمذی کا یہ کہنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سماعت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت نہیں ہے "بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیحین میں (صحیح البخاری و صحیح مسلم) ہے۔

اکثر احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سماع ثابت ہے معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی کے اس قول کو نقل کرنے میں مصنف مشکوٰۃ سے کچھ چوک ہو گئی ہے کیونکہ جامع ترمذی کے اس قول کا یہ مطلب نہیں لیا جاتا جو مصنف مشکوٰۃ نے اخذ کیا ہے۔ ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ کہنا کہ "یہ حدیث یعنی مرسل کی ایک قسم منقطع" ہے "در اصل حنفیہ کی اس دلیل کو کمزور کرتی ہے کہ جب یہ حدیث مرسل ہے تو حنفیہ کا اس کو اپنی دلیل میں پیش کرنا صحیح نہیں ہے ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حدیث مرسل بھی حجت ہوتی ہے اور نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ جمہور علماء بھی مرسل حدیث کی حجت کو تسلیم کرتے ہیں، لہذا اس حدیث کو مرسل کہہ کر اسے ناقابل استدلال قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بَابُ التَّيَمُّمِ

یہ باب تیمم کے بیان میں ہے

تیمم کی تعریف کا بیان

پاک سطح زمین کا قصد کر دو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر دو۔ جس کا ملک العلماء نے بدائع میں افادہ فرمایا اور بہت سے حضرات نے ان کا اتباع کیا جس کے آخری لوگوں میں سے صاحب درر ہیں وہ یہ ہے: "جنس زمین کا وہ خاص عضووں

حکم تیمم کی دلیل شرعی کا بیان

182- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا نَحْنُ بِالْبَيْتَةِ آوَيْنَا بِذَاتِ الْجَبِشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّيَمُّنِ وَأَقَامَ النَّاسُ نَعْمًا وَلَيَسُوا عَلَى مَاءٍ فَاتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيَسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضْعُ رَأْسِهِ عَلَى فِخْذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَلَيَسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَعَاتِنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْمَعُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِخْذِي فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفِينِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضْعُ رَأْسِهِ عَلَى فِخْذِي فَقَالَ أَسِيدُ بْنُ الْحَضِيرِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا أَلِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ لَعَاتِنَا الْيَعْرَبُ أَلَدَى كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے یہاں تک کہ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجبش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ (کر گر) گیا پس رسول اللہ ﷺ ہار کو تلاش کرنے کے لئے رک گئے اور آپ کے ساتھ تمام قافلہ رک گیا۔ اس جگہ پانی نہ تھا اور نہ ہی صحابہ کے ساتھ پانی تھا۔

صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی اور کہا کہ تم نہیں دیکھ رہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا۔ تمام لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روک لیا۔ اس مقام پر پانی نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے زانو پر سر رکھے آرام فرما تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹنا شروع کیا اور کہنے لگے تم نے رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ کو روک لیا ہے اور (ایسی جگہ روک لیا ہے) جہاں پانی نہیں ہے نہ صحابہ کے پاس پانی ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر جو کچھ اللہ نے چاہا کہتے رہے اور اپنی انگلی میری کونکھ میں چبھوتے رہے اور مجھے حرکت کرنے سے صرف یہی بات روکنے ہوئے تھی کہ رسول اللہ ﷺ میری ران پر (سر رکھ کے) آرام فرما تھے تو رسول اللہ ﷺ کی صبح اس حال میں ہوئی کہ لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیۃ تیمم نازل فرمائی تو لوگوں نے تیمم کیا تو حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بولے ابے ال ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمیں ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

۱۸۲۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا لِي سَفِيرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْقَضَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِوَجْهِ مُعْزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فَلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پس آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک شخص لوگوں سے الگ بیٹھا ہے۔ اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے فلان تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا تو اس نے کہا میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی موجود نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم مٹی سے تیمم کرو۔ تمہارے لئے مٹی ہے پس بے شک وہ تمہیں کافی ہے۔ اسے شیخین رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

تیمم کو مباح کرنے والی صورتوں کا بیان

تیمم حسب ذیل صورتوں میں جائز ہوتا ہے۔ (۱) اتنا پانی جو وضو اور غسل کے لیے کافی ہو اپنے پاس موجود نہ ہو بلکہ ایک میل یا ایک میل سے زائد فاصلے پر ہو۔

(۲) پانی جو موجود تو ہو مگر کسی کی امانت ہو یا کسی سے غصب کیا ہوا ہو۔ (۳) پانی کے نرخ کا معمول سے زیادہ گراں ہو جانا۔

(۴) پانی کی قیمت کا موجود نہ ہونا خواہ پانی قرض مل سکتا ہو یا نہیں، قرض لینے کے صورت میں اس پر قادر ہو یا نہ ہو، ہاں اگر اپنی ملکیت میں مال ہو اور ایک مدت معینہ کے وعدے پر قرض مل سکتا ہو تو قرض لے لینا چاہئے۔

(۵) پانی کے استعمال سے کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ اگر پانی استعمال کیا جائے گا تو صحت یابی میں دیر ہوگی۔

(۶) سردی اس قدر شدید ہو کہ پانی کے استعمال سے کسی عضو کے ضائع ہو جانے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو اور گرم پانی ملنا ممکن نہ ہو۔

(۷) کسی دشمن یا درندے کا خوف ہو مثلاً پانی ایسی جگہ ہو جہاں درندے وغیرہ آتے ہوں یا موجود ہوں یا راستے میں چوروں کا خوف ہو، یا اپنے اوپر کسی کا قرض ہو، یا کسی سے عداوت اور یہ خیال ہو کہ اگر پانی لینے جاؤں گا تو قرض خواہ مجھ کو پکڑ لے گا، یا کسی قسم کی تکلیف دے گا، یا پانی کسی غنڈے اور فاسق کے پاس ہو اور عورت کو اس کے حاصل کرنے میں اپنی بے حرمتی کا خوف ہو۔

(۸) پانی کھانے پینے کی ضرورت کے لیے رکھا ہو کہ اسے وضو یا غسل میں خرچ کر دیا جائے تو اس ضرورت میں حرج ہو

مثلاً آنا گوند مٹنے یا گوشت وغیرہ پکانے کے لیے رکھا ہو، یا پانی اس قدر ہو کہ اگر وضو غسل میں صرف کر دیا جائے تو پیاس کا خوف ہو خواہ اپنی پیاس کا یا کسی دوسرے کی پیاس کا، یا اپنے جانوروں کی پیاس کا، بشرطیکہ کوئی ایسی تدبیر نہ ہو سکے کہ مستعمل پانی جانوروں کے کام آ سکے۔

(۹) کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو کہ اسے کنوئیں میں ڈال کر تر کرے اور پھر اس سے نموڑ کر بلہارت حاصل کرے، یہ پانی مکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کے لیے نہ ہو اور نہ مٹکا جھکا کر پانی لے سکتا ہو، نیز ہاتھ نہیں ہوں اور کوئی دوسرا ایسا آدمی نہ ہو جو پانی نکال کر دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے۔

(۱۰) وضو یا غسل کرنے میں ایسی نماز کے چلے جانے کا خوف ہو جس کی قضا نہیں ہے جیسے عیدین یا جنازے کی نماز۔ (۱۱) پانی کا بھول جانا مثلاً کسی آدمی کے پاس پانی تو ہے مگر وہ اسے بھول گیا ہو اور اس کا خیال ہو کہ میرے پاس پانی نہیں ہے۔

مٹی سے پاکی حاصل ہونے کا بیان

184- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا بَكُصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ قُرْبَتُهَا طَهُورًا إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں تین چیزوں کی بنا پر تمام لوگوں پر فضیلت دی گئی۔ ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح قرار دیا گیا اور ہمارے لئے تمام روئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین کی مٹی ہمارے لئے پاک کر نیوالی بنا دی۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امت سے پہلے دنیا میں جتنی بھی امتیں پیدا ہوئی ہیں، یوں تو ان سب کے مقابلہ میں یہ امت گونا گوں خصوصیات اور امتیازات کی بناء پر سب سے زیادہ افضل اور بزرگ ہے۔ عظمت و فضیلت میں کوئی امت اس امت سے مماثل نہیں ہے۔ مگر یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کی بعض امتیازی خصوصیات کی طرف جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر بے پایاں انعامات و احسانات کا نتیجہ ہیں اشارہ فرما رہے ہیں کہ ان چیزوں کے بناء پر میری امت کو دوسری امتوں پر خاص فضیلت و فوقیت دی گئی ہے۔ چنانچہ پہلی چیز تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ (نماز یا جہاد میں) اس امت کی صفیں فرشتوں کی صفیں جیسی (شمار) کی گئی ہیں یعنی جس طرح فرشتے صف بندی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں کہ جس کی بناء پر انہیں مقام قرب میسر ہے اور بے انتہا بزرگی و سعادت حاصل ہوتی ہے اسی طرح اس امت کو بھی

جہاد یا نماز میں صف بندی اور جماعت کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا مقام قرب حاصل ہوتا ہے اور اس وجہ سے یہ امت سابقہ امتوں کے مقابلے میں افضل ہے کیونکہ سابقہ امتوں میں صف بندی اور جماعت نہیں تھی وہ لوگ جس طرح چاہتے نماز پڑھ بیٹے مگر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جماعت کا حکم دے کر گویا سعادت و نیک بختی کے اس عظیم راستہ پر لگا دیا کہ جماعت اور صف بندی کی جتنی زیادہ پابندی کی جائے گی سعادت و نیک بختی اور مقام قرب کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔ دوسری چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری امتوں کے مقابلہ میں اس امت پر یہ بھی بڑا احسان فرمایا اور اس کو فضیلت بخشی کہ اس امت کے لوگوں کے لئے تمام زمین کو سجدہ گاہ قرار دے دیا کہ بندہ زمین کے جس پاک جیسے پر اللہ کے سامنے جھک جائے اور نماز ادا کرے اس کی نماز قبول کر لی جائے گی برخلاف اس کے کہ پچھلی امتوں کے لئے یہ سہولت اور فضیلت نہیں تھی ان لوگوں کی نماز "کنائس" اور "بیچ" (جو پچھلی امتوں کے عبادت خانوں کے نام ہیں) اس کے علاوہ اور کہیں جائز نہ ہوتی تھی۔ تیسری چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ اس امت کے لئے تیمم کو جائز کر کے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دوسری امتوں پر عظیم فضیلت عنایت فرمائی ہے یعنی اگر پانی موجود نہ ہو یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو یا پانی کے استعمال سے معذور ہو تو پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی جائے۔ نماز جائز ہو جائے گی۔ بہر حال۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین چیزوں میں ہمیں دوسری امتوں کے مقابلہ میں فضیلت و بزرگی ہے کہ "ہمیں جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور اس پر بے شمار اجر و انعام اور ثواب کا وعدہ کیا گیا" ساری زمین ہمارے لئے مسجد قرار دی گئی کہ جہاں چاہیں نماز پڑھ لیں، نماز جائز ہو جائے گی اور جہاں پانی نہ ملے یا پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لیں۔" اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیمم صرف مٹی ہی سے کرنا چاہئے اور کسی چیز سے تیمم کرنا درست نہ ہوگا۔ جیسے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا مسلک ہے۔ مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تیمم ہر اس چیز سے درست ہے جو زمین کی جنس سے ہو، زمین کی جنس کا اطلاق ان چیزوں پر ہوتا ہے جو نہ تو آگ میں جلنے سے پگھلیں نہ نرم ہوں اور نہ جل کر راکھ ہوں جیسے مٹی پتھر اور چونا وغیرہ ان حضرات کی دلیل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح البخاری میں منقول ہے کہ: الْحَدِيثُ (جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَأَوْطَانًا)۔ "یعنی زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی کر دی گئی ہے۔" اس ارشاد میں لفظ "ارض" کا استعمال کیا گیا ہے جو ہر اس چیز کے مفہوم کو ادا کرتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔

185- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اخْتَلَمْتُ لَيْلَةً بَارِدَةً فِي غَزْوَةِ دَابِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ

أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عُمَرُ صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي مَعْنِي مِنَ الْإِغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ (وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا) فَصَحَّحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

☆☆ حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک ٹھنڈی رات میں مجھے احتلام ہو گیا۔ پس مجھے ڈر محسوس ہوا کہ میں غسل کرنے سے ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے عمرو تم نے اپنے ساتھیوں کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی۔ میں نے آپ کو وہ بات بتائی جس نے مجھے غسل سے روکا تھا اور عرض کیا میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تم پر مہربان ہے تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ فرمایا۔

اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

بیمار ہو جانے یا بیماری بڑھ جانے کا خوف ہو، جبکہ اپنے تجربہ یا علامات سے گمان غالب ہو جائے یا کسی تجربہ کار مسلمان حکیم کے کہنے سے معلوم ہو، اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وضو و غسل کرے لیکن اگر آدمی کسی ایسا جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو پھر تیمم کر لینا درست ہے۔ اگر کہیں اتنی سردی اور برف پڑتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار پڑ جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی چیز بھی پاس نہیں کہ نہا کر اس سے گرم ہو جائے تو ایسے وقت کی مجبوری کے وقت تیمم کر لینا درست ہے۔

186- وَعَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ فِي الْقَوْمِ حِينَ نَزَلَتْ الرُّخَصَةُ فِي الْمَسْجِدِ بِالثُّرَابِ إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ فَأَمْرًا فَضَرَبْنَا وَاحِدَةً لِلْوَجْهِ ثُمَّ ضَرْبَةً أُخْرَى لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الذِّرَائَةِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

☆☆ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں میں اس وقت لوگوں میں موجود تھا جب مٹی کے ساتھ تیمم کی رخصت نازل ہوئی۔ جب ہم پانی نہ پائیں تو ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم ایک ضرب چہرے کے لئے لگائیں اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لئے کہیں سمیت اسے بزار نے روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

187- عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تَرْتُبَاتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ تیمم ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب دونوں

ہاروؤں کے لئے ہے۔ کہنیوں تک اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

188- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ لَقَّاهُ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَإِنِّي تَمَعَّكْتُ لِي التُّرَابَ فَقَالَ اضْرِبْ هَكَذَا وَضَرْبَ يَدَيْهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرْبَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالْذَّارُ قُطَيْبِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میں جنبی ہو گیا اور میں زمین میں لوٹ پوٹ ہوا تو انہوں نے فرمایا اس طرح مارو اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر اپنے چہرہ کا مسح کیا۔ پھر اپنے ہاتھ زمین پر مار کر اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کیا کہنیوں تک۔ اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا اور دارقطنی نے اور طحاوی نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

189- وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ التَّيَمُّمِ فَضَرْبَ يَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ وَمَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَضَرْبَ ضَرْبَةٍ أُخْرَى فَمَسَحَ بِهِمَا ذِرَاعَيْهِ - رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تیمم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرہ کا مسح کیا۔ پھر دوسری ضرب لگائی تو اپنے بازوؤں کا مسح کیا۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

190- وَعَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتَّى إِذَا كَانَا بِالْمَرْبِدِ نَزَلَ عَبْدُ اللَّهِ فَتَيَمَّمُ صَعِيدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ - رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ آپ ہی سے روایت ہے کہ وہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مقام جurf سے لوٹے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اترے اور پاک مٹی سے تیمم کیا تو اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا کہنیوں تک۔ اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

191- وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَيَمَّمُ ضَرْبَ يَدَيْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ ضَرْبَ يَدَيْهِ ضَرْبَةً أُخْرَى ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَلَا يَنْفُضُ يَدَيْهِ مِنَ التُّرَابِ رَوَاهُ الذَّارُ قُطَيْبِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت سالم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ تیمم فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین پر

۱۸۸۔ دارقطنی کتاب الطہارۃ باب التیمم ج ۱ ص ۱۸۲ مستدرک حاکم کتاب الطہارۃ باب احکام التیمم ج ۱ ص ۱۸۰ طحاوی

کتاب الطہارۃ باب صفة التیمم کیف ہی ج ۱ ص ۸۱

۱۸۹۔ طحاوی کتاب الطہارۃ باب صفة التیمم کیف ہی ج ۱ ص ۸۱

۱۹۰۔ مؤطا امام مالک کتاب الطہارۃ باب العمل فی التیمم ص ۴۱

۱۹۱۔ دارقطنی کتاب الطہارۃ باب التیمم ج ۱ ص ۱۸۲

مذہب لگاتے پھر ان سے اپنے چہرے کا مسح کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک اور ضرب لگاتے پھر ان سے اپنے دونوں ہاتھوں کا مسح کرتے کہنیوں تک اور اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی سے نہ جھاڑتے اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح

تیمم کی ضربوں سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چہرے اور ہتھیلیوں کے تیمم کا حکم دیا اس باب میں حضرت عائشہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے امام ابو یوسف ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عمار کی حدیث حسن صحیح ہے اور ان سے یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے یہ قول کئی اہل علم صحابہ جن میں حضرت علیؓ حضرت عمار اور ابن عباس شامل ہیں اور کئی تابعین جیسے شعبی اور کچھ ان حضرات کا قول ہے کہ تیمم ایک مرتبہ ہاتھ مارنا ہے چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق کا بعض اہل علم کے نزدیک تیمم دو ضربیں ہیں ایک چہرے کے لئے اور ایک کہنیوں سمیت ہاتھوں کے لئے ان علماء میں ابن عمر جابر ابراہیم اور حسن شامل ہیں یہی قول ہے امام سفیان ثوری امام مالک ابن مبارک اور امام شافعی کا بھی تیمم کے بارے میں یہی بات عمار سے بھی منقول ہے کہ انہوں نے کہا تیمم منہ اور ہتھیلیوں پر ہے یہ عمار سے کئی سندوں سے منقول ہے ان سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے کہا ہم نے بغلوں اور شانوں تک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تیمم کیا بعض اہل علم نے حضرت عمار سے منقول حدیث جس میں منہ اور ہتھیلیوں کا ذکر ہے کو ضعیف کہا ہے اس لئے کہ شانوں اور بغلوں تک کی روایت بھی انہی سے منقول ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہا کہ عمار کی منہ اور ہتھیلیوں پر تیمم والی حدیث صحیح ہے اور ان کی دوسری حدیث کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شانوں اور بغلوں تک تیمم کیا کچھ مخالف نہیں منہ اور ہتھیلیوں والی حدیث کے۔ (جامع ترمذی جلد اول: حدیث نمبر 138)

تیمم کی دو ضربوں کے اختلاف میں مذاہب اربعہ

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ تیمم کے لیے دو ضربیں یا ایک ضرب ہے؟ چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ تیمم کے لیے دو ضربیں ہیں یعنی پاک مٹی یا اس کے قائم مقام مثلاً پاک چوئے اور پتھر وغیرہ پر دو دفعہ ہاتھ مارنا چاہئے ایک ضرب تو منہ کے لیے ہے اور دوسری ضرب کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مختار مسلک یہی ہے اور بعض حنابلہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

لیکن حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور مسلک اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدیم قول یہ ہے کہ تیمم ایک ہی ضرب ہے یعنی تیمم کرنے والے کو چاہئے کہ ایک ہی مرتبہ پاک مٹی وغیرہ پر ہاتھ مار کر اسے منہ اور کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیر لے، حضرت امام اوزاعی، عطاء اور کچھ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی یہی منقول ہے۔

کِتَابُ الصَّلَاةِ

یہ کتاب نماز کے بیان میں ہے

صلوة کے معنی و مفہوم کا بیان

عربی لغت میں صلوة کے معنی دعا کے ہیں۔ عرب شاعروں کے شعر اس پر شاہد ہیں۔ پھر شریعت میں اس لفظ کا استعمال نماز کے لئے ہونے لگا جو رکوع و سجود اور دوسرے خاص افعال کا نام ہے جو مخصوص اوقات میں جملہ شرائط و صفات اور اقسام کے ساتھ بجالائی جاتی ہے۔ ابن جریر فرماتے ہیں۔ صلوة کو نماز اس لئے کہا جاتا ہے کہ نمازی اللہ تعالیٰ سے اپنے عمل کا ثواب طلب کرتا ہے اور اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ جو دور تیس پیٹھ سے لے کر ریڑھ کی ہڈی کی دونوں طرف آتی ہیں انہیں عربی میں صلویں کہتے ہیں چونکہ صلوة میں یہ ہلتی ہیں اس لئے اسے صلوة کہا گیا ہے۔ لیکن یہ قول ٹھیک نہیں بعض نے کہا یہ ماخوذ ہے صلی سے جس کے معنی ہیں جھک جانا اور لازم ہو جانا۔ جیسے قرآن میں آیت (لا یصلھا) الخ یعنی جہنم میں ہمیشہ نہ رہے گا مگر بد بخت۔

بَابُ الْمَوَاقِیْتِ

یہ باب نمازوں کے اوقات کے بیان میں ہے

مواقیت کے معنی و مفہوم کا بیان

مواقیت وقتوں کی جمع ہے۔ میقات بمعنی وقت ہے، جیسے معیاد بمعنی وعدہ، میلاد بمعنی ولادت، معراج بمعنی عروج، یہاں نماز کے اوقات مراد ہیں۔ نماز کے اوقات تین قسم کے ہیں: وقت مباح، وقت مستحب اور وقت مکروہ۔ نماز کے اوقات تشریحی چیزیں ہیں جن میں عقل کو دخل نہیں مگر ان میں حکمتیں ضرور ہیں۔

نماز کے اوقات کا بیان

192- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ آتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِیْتِ

الصَّلَاةِ فَتَمَّ يَرُدُّ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَاذُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ

بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتْ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ
مُرْتَبِعَةً ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ
الْعَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى كَانَ قَرِيبًا مِنْ وَقْتِ
الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى كَانَ
عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتَّى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ الْوَقْتُ بَيْنَ هَذَيْنِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا جو آپ سے نمازوں کے
اوقات کے بارے میں پوچھنے لگا تو آپ نے اسے کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر آپ نے حضرت
بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا پس انہوں نے فجر کی اقامت کہی جب فجر طلوع ہو گئی اور قریب نہ تھا کہ لوگ ایک دوسرے کو
پہچانتے (اندھیرے کی وجہ سے) پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے ظہر کی اقامت کہی جب سورج ڈھل گیا
اور کہنے والا کہہ رہا تھا نصف النہار ہو گیا۔ حالانکہ آپ ان سے زیادہ جانتے ہیں پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو
انہوں نے عصر کی اقامت کہی دراصل ایک سورج بلند ہو چکا تھا پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کی
اقامت کہی جب سورج غروب ہو گیا پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی اقامت کہی۔ جب
شفق غائب ہو گیا پھر دوسرے دن فجر کو موخر کیا حتیٰ کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج طلوع ہو
گیا یا طلوع ہونے کے قریب ہے پھر ظہر کو موخر کیا حتیٰ کہ گزشتہ ادا کی ہوئی عصر کے وقت کے قریب ہو گیا۔ پھر عصر کو موخر کیا
یہاں تک کہ جب آپ عصر سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہہ رہا تھا کہ سورج زرد پڑ گیا ہے۔ پھر مغرب کو شفق کے غروب ہونے
کے وقت تک موخر کیا پھر عشاء کو موخر کیا یہاں تک رات کا ایک تہائی حصہ ہو گیا۔ پھر آپ نے صبح کی اور سائل کو بلا کر کہا
(نمازوں) کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

193- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا

زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوِيلِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفُرْ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَاةِ
الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ
مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کا وقت جب سورج ڈھل جائے

اور آدمی کا سایہ اس کی ایک مثل ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے اور عصر کا وقت جب تک سورج زرد نہ پڑ جائے اور

مغرب کا وقت جب تک کہ شفق غائب نہ ہو جائے اور عشاء کا وقت آدمی رات تک اور صبح کا وقت طلوع فجر سے لے کر جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے پس جب سورج طلوع ہو رہا ہو تو نماز سے رک جا پس بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

زوال کے وقت سایہ برابر ہونا بعض ملکوں اور بعض زمانوں میں ہوگا۔ سردی میں چونکہ سورج جنوب کی طرف ہوتا ہوا جاتا ہے لہذا اس وقت بعض جگہ یہ سایہ چیز کے برابر ہو جاتا ہے، لیکن کبھی بعض ملکوں میں اس وقت سایہ بالکل نہیں ہوتا یا ہوتا ہے مگر بہت تھوڑا۔ جس زمانہ میں حضور نے یہ فرمایا ہوگا وہ موسم سردی کا ہوگا، لہذا یہ حدیث بالکل ظاہر ہے اور آئندہ حدیثوں کے خلاف نہیں جن میں اس سایہ کی مقدار قسمہ کی برابر بیان فرمائی گئی کیونکہ وہاں موسم گرمی کا ذکر ہے اور یہاں سردی کا اور ہو سکتا ہے کہ اس جملہ میں ظہر کا آخری وقت مراد ہو اور حدیث کے معنی یہ ہوں کہ آفتاب ڈھلنے سے ظہر شروع ہوتی ہے اور ایک مثل سایہ پر ختم، اس صورت میں یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے کیونکہ ہمارے ہاں دو مثل پر ظہر کا وقت نکلتا ہے ان کے ہاں ایک مثل پر لیکن ان کی یہ دلیل کمزور ہے کیونکہ اس میں اصلی سایہ کا ذکر نہیں، امام شافعی کے ہاں اصلی سایہ کے علاوہ ایک مثل سایہ چاہئے۔

شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع آفتاب ہونے کا بیان

ایک شیطان سورج نکلنے وقت سورج کے سامنے اس طرح کھڑا ہو جاتا ہے کہ سورج اس کے دونوں سینگوں کے درمیان معلوم ہوتا کہ اپنے دوسرے شیطاں کو دکھائے کہ سورج کی پوجا کرنے والے مجھے پوج رہے ہیں، بہت مشرکین اس وقت سورج کو سجدہ کرتے ہیں اس کی طرف پانی پھینک کر اس کی تعظیم کرتے ہیں، مسلمانوں کو اس وقت سجدہ حرام ہے تاکہ مشرکوں سے مشابہت نہ ہو اور شیطان یہ نہ کہہ سکے کہ مسلمان مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ خیال رہے کہ سورج ہر وقت کہیں نہ کہیں طلوع کرتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ شیطان سورج کے ساتھ اسی طرح گردش کرتا ہے کہ جہاں سورج طلوع ہو رہا ہو وہاں اس وقت وہ نمودار ہوتا ہے اس کی بہت تفسیریں ہیں۔

194- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْسَى جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا حِينَ كَانَ الْقَيُّءُ مِثْلَ الشَّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِثْلَ ظِلِّهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَأَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى

۱۹۴. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في مواقيت الصلوة - الخ ج ۱ ص ۱۳۹ ابو داؤد کتاب الصلوة باب البواقيت ج ۱ ص ۵۶ مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۳ صحيح ابن خزيمة کتاب الصلوة باب ذكر الدليل على ان فرض الصلوة الخ ج ۱ ص ۱۶۸ دار قطنی کتاب الصلوة باب امة جبرائيل ج ۱ ص ۲۵۸ مستدرک حاکم کتاب الصلوة اوقات الصلوة الخمس ج ۱ ص ۱۹۳

الْفَجْرِ حِينَ تَرَى الْفَجْرَ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ عَلَى الصَّائِمِ وَصَلَّى الْمَرْءَ النَّبِيَّةَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ لَوَقْتُ
الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لَوَقْتِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ
الْأَخِيرَةَ حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ أَسْفَرَتِ الْأَرْضُ ثُمَّ أَتَتْكَ إِلَى جِبْرِيلَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذَا
وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ لِمَسَامَيْتِنِ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ وَاحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ
وَالدَّارِقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ -

قَالَ التِّيمَوِيُّ الْمُرَادُ بِالْوَقْتِ وَقْتُ الْفَضْلِ جَمْعًا بَيْنَ الْإِحَادِيثِ

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل نے بیت اللہ کے پاس دو مرتبہ میری امامت کی۔ پس اس نے ان میں سے پہلی بار میرے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ جب سایہ تسمہ کے برابر ہو گیا پھر میرے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا پھر میرے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی جب سورج غروب ہو گیا اور روزہ دار نے روزہ افطار کر لیا۔ پھر میرے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی جب شفق غائب ہو گئی۔ پھر فجر کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہو گئی اور روزہ دار پر کھانا حرام ہو گیا اور دوسری بار ظہر کی نماز پڑھی۔ جب ہر شے کا سایہ اس کی مثل ہو گیا گزشتہ دن کی عصر کے وقت قریب پھر عصر کی نماز پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کی دو مثل ہو گیا۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی اس کے پہلے وقت میں پھر عشاء کی نماز پڑھی اس کے آخری وقت میں جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا پھر صبح کی نماز پڑھی۔ جب زمین خوب روشن ہو گئی پھر جبریل میری طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی اے محمد ﷺ! یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے اور (نمازوں کا) وقت وہ ہے جو ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ، ابوداؤد رحمہ اللہ، احمد رحمہ اللہ اور ابن خزیمہ دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

اس کے کتاب مرتب محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں۔ (ان احادیث میں) وقت سے مراد افضل وقت ہے تاکہ احادیث کے درمیان تطبیق ہو جائے۔

195- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَلَمَّا ذَلَكِ الشَّمْسُ أَذَّنَ بِلَالٌ لِلظُّهْرِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعَصْرِ حِينَ ظَنَّ أَنَّ ظِلَّ الرَّجُلِ أَطْوَلَ مِنْهُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ حِينَ طَلَعَ الصُّبْحُ فَأَمَرَهُ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ الْغَدَ لِلظُّهْرِ حِينَ ذَلَكِ الشَّمْسُ فَأَخَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَارَ ظِلُّ كُلِّ

شَيْءٍ بِمِثْلِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعَصْرِ فَأَخْرَجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ بِمِثْلِهِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْرَجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَادَ يَغِيبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ لِيَمَّا يُرَى ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَلَّى ثُمَّ أَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ لَمَّا نَظَرْنَا فِي مِرْرَةٍ ثُمَّ مَرَجَ الْبَنَاءُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَنْتَظِرُ هَذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرَكُمْ فَإِنَّكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظِرُ تُمْرُهَا وَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُ بِتَأْخِيرِ هَذِهِ الصَّلَاةِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَوْ أَقْرَبَ مِنْ نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَذَّنَ لِلْفَجْرِ فَأَخْرَجَهَا حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَطْلُعَ فَأَمَرَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ الْوَلْتُ بَيْنَ هَذَيْنِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

قَالَ الْيَمَامِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الشَّفَقَ هُوَ الْبَيَاضُ كَمَا ذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ .

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا۔ پس جب سورج ڈھل گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اقامت کا حکم دیا تو انہوں نے نماز (ظہر) کی اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عصر کی اذان دی جب ہم یہ گون کرنے لگے کہ آدھی کا سایہ اس سے لمبا ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مغرب کی اذان دی۔ جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ انہوں نے نماز کے لئے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عشاء کی اذان دی جس وقت دن کی سفیدی یعنی شفق غروب ہو گیا۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان دی۔ جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے انہیں حکم دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دوسرے دن ظہر کے لئے اذان کہی جب سورج ڈھل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مؤخر کیا حتیٰ کہ ہر شی کا سایہ اس کی ایک مثل ہو گیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ عصر کی اذان دی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مؤخر کیا حتیٰ کہ ہر شی کا سایہ اس کی دو مثل ہو گیا تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر انہوں نے مغرب کے لئے اذان کہی جب سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مؤخر کیا۔ حتیٰ کہ قریب تھا کہ دن کی سفیدی یعنی شفق بظاہر غروب ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عشاء کی اذان کہی جب شفق غروب ہو گیا۔ پھر ہم سو گئے اور کئی بار اٹھے پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف

دئے اور فرمایا تمہارے سوالگوں میں کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔ بے شک جب تک تم نماز کا انتظار کر رہے ہو تو تم نماز میں ہی ہو اور اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی اذان کہی تو آپ نے نماز فجر کو مؤخر کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے اسے امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں روایت کیا اور بیہمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

علامہ نیوی نے فرمایا یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ شفق سفیدی ہے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الظُّهْرِ

یہ باب نماز ظہر کے وقت کے بیان میں ہے

ان روایات کا بیان جو ظہر کے (وقت) کے بارے میں وارد ہوئیں

196- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا

بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر دے پس بے شک گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہے اسے محدثین کی جماعت نے روایت کیا۔

ظہر کی نماز گرمیوں میں ٹھنڈی کر کے پڑھنے کا بیان

اور صحیح البخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جس وقت تم گرمی کی شدت محسوس کرتے ہو تو اس کا سبب دوزخ کا گرم سانس ہوتا ہے اور جس وقت تم سردی کی شدت محسوس کرتے ہو تو اس کا سبب دوزخ کا ٹھنڈا سانس ہوتا ہے۔ "تشریح پروردگار سے دوزخ کی آگ کی نے یہ شکایت کی کہ میرے بعض (شعلے) بعض کو کھائے لیتے ہیں۔ کنا یہ ہے اجزاء آگ کی کثرت سے اور آپس کے اختلاط سے یعنی آگ کے شعلے اتنے زیادہ ہوتے ہیں اور اس شدت سے بھڑکتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ دوسرے شعلے کو فنا کر گھاٹ اتار کر اس کی جگہ بھی خود لے لے۔ چنانچہ پروردگار نے اسے سانس لینے کی اجازت دے دی یعنی سانس سے مراد شعلے کو دبانا اور اس کا دوزخ سے باہر نکلنا ہے۔ جس طرح کہ جاندار سانس لیتا ہے تو ہوا باہر نکلتی ہے۔ بہر حال ایسے وقت باوجود یہ کہ مشقت بہت ہوتی ہے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے سخت وقت میں جب کہ

۱۹۶. بحاری کتاب مواقیات الصلوٰۃ باب الابراد بالظہر۔ الخ ج ۱ ص ۷۶ مسلم کتاب المساجد باب استحباب الابراد بالظہر۔ الخ ج ۱ ص ۲۲۴ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب وقت صلوٰۃ الظہر ج ۱ ص ۵۸ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی تاحیر الظہر۔ الخ ج ۱ ص ۴۰ نسائی کتاب المواقیات باب الابراد بالظہر۔ الخ ج ۱ ص ۸۷ ابن ماجة کتاب الصلوٰۃ باب الابراد بالظہر۔ الخ ج ۱ ص ۴۹ مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۶

گرمی اپنی شدت پر ہوتی ہے دل و دماغ تپش کی وجہ سے بے چین ہوتے ہیں نیز خشوع اور سکون و اطمینان حاصل نہیں ہوتا جو نماز کی روح ہیں۔ اس موقع پر عقلی طور پر چند اشکال پیدا ہوتے ہیں ان کی وضاحت کر دینی ضروری ہے۔ پہلا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گرمی اور سردی کی شدت زمین کی حرکت، عرض البلد اور آفتاب کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے یہاں یہ کیسے کہا گیا کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے؟ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہاں دوزخ کی بھاپ کو گرمی کی شدت کا سبب بتایا گیا ہے نہ کہ اصل گرمی کا۔ اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ گرمی اور سردی کی شدت بھی آفتاب کے قرب و بعد کی بناء پر ہوتی ہے کیونکہ اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ دوزخ کا سانس اس میں مزید شدت پیدا کرتا ہو لہذا اس کا انکار مخبر صادق کی خبر کے ہوتے ہوئے طریقہ اسلام کے منافی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اتنی بات تو طے ہے کہ زمین میں حرارت کی علت سورج کا مقابلہ اور اس کی شعاعیں پڑنا ہے اور یہ کہیں ثابت نہیں ہوا ہے کہ سورج دوزخ نہیں ہے ہذا ہو سکتا ہے کہ ہمارے نظام کی دوزخ یہی ہو جسے ہم سورج کہتے ہیں کیونکہ سورج میں ناریت کا تھوج اور اشتعال اس قدر ہے کہ دوزخ کی تمام صفات اس پر منطبق ہوتی ہیں اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ سورج دوزخ نہیں ہے تو یہ بالکل بعید اور ناممکن نہیں ہے کہ دوزخ علیحدہ ہو اور اس کی گرمی کا اثر زمین پر پڑتا ہو۔ دوسرا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوزخ نے شکایت کیسے کی کیونکہ دوزخ بے زبان ہے اور بے زبان اظہار مدعا کیسے کر سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح زبان کے لئے تلفظ ضروری نہیں ہے اسی طرح تلفظ کے لئے زبان بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر جانوروں کی زبان ہوتی ہے مگر وہ تلفظ نہیں کرتے ایسے ہی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے زبان نہیں ہوتی مگر وہ بات کرتی ہیں۔ لہذا یہ اشکال پیدا کرنا کہ بغیر زبان کے بات کرنا ناممکن ہے کم فہمی کی بات ہے۔ کیونکہ اگر کوئی یہ پوچھنے بیٹھ جائے کہ زبان سے بات کیوں کی جاتی ہے اس سے سننے کا کام کیوں نہیں یا جاتا؟ آنکھ سے دیکھتے اور کان سے سنتے کیوں ہو ان سے بات کیوں نہیں کرتے جب کہ یہ سب اعضاء بظاہر ایک ہی مادہ سے بنتے ہیں جو نطفہ ہے تو ہر ایک قوت کی تخصیص کی وجہ ایک خاص چیز سے کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہی دیا جائے گا کہ یہ صانع مطلق کی قدرت ہے کہ بولنا زبان سے مختص کیا، دیکھنا آنکھ سے اور سننا کان سے ورنہ یہ سب اعضاء گوشت کا ایک حصہ ہونے میں برابر ہیں۔ ٹھیک اسی طرح یہاں بھی یہی کہا جائے گا کہ کیا صانع مطلق کی یہ قدرت نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی ایک مخلوق کو گویائی کی قوت دے اور جب کہ حکماء کی ایک جماعت تو یہ بھی کہتی ہے کہ اجرام فلکیہ میں نفوس ہیں اور ان میں احساس و ادراک کی قوت ہے تو اس صورت میں بولنا بعید ہے؟ تیسرا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوزخ جاندار نہیں ہے وہ سانس کیسے لیتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دوزخ میں نفس ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے اور جب مذکورہ بالا بحث کی رو سے اس سے تکلم ثابت ہو سکتا ہے تو سانس لینے میں کیا اشکال باقی رہ جائے گا! چوتھا اشکال یہ ہے کہ آگ کے ٹھنڈا سانس لینے کے کیا معنی؟ اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ آگ سے مراد اس کی جگہ یعنی دوزخ ہے اور اس میں ایک طبقہ زمہریر بھی ہے۔ پانچواں اشکال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم کے مطابق تو یہ چاہئے تھا کہ سخت سردی کے موسم میں فجر کو بھی تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیا جاتا

ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سردی میں صبح کو سورج نکلتے تک اسی شدت کے ساتھ رہتی ہے اگر طلوع آفتاب تک نماز میں تاخیر کی جاتی ہے تو وہاں سرے سے وقت ہی جاتا رہتا۔ بہر حال۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود صحابہ بھی گرمی کے موسم میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے۔ چنانچہ صحیح البخاری کی ایک روایت میں منقول ہے کہ صحابہ ظہر کی نماز (تاخیر سے) ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے زمین پر پڑنے لگتے تھے۔ اور یہ سب ہی جانتے ہیں کہ ٹیلے چونکہ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے ان کے سائے زمین پر بہت دیر کے بعد پڑتے ہیں بخلاف دراز چیزوں مثلاً مینار وغیرہ کے ان کے سائے جلدی ہی پڑنے لگتے ہیں۔ بعض روایتوں میں منقول ہے کہ صحابہ ظہر کی نماز کے لئے دیواروں کے سائے میں ہو کر جاتے تھے۔ اور دیواروں کے بارے میں تحقیق ہو چکی ہے کہ اس وقت دیواریں عام طور پر سات سات گز کی ہوتی تھیں۔ لہذا ان کے سائے میں چلنا اس وقت کارآمد ہوتا ہوگا جب کہ سورج کافی نیچے ہوتا ہو۔ بعض حضرات نے تاخیر کی حد آدھا وقت مقرر کی ہے یعنی کچھ علماء یہ فرماتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز آدھے وقت تک مؤخر کر کے پڑھنی چاہئے۔ بعض شوافع حضرات حدیث سے ثابت شدہ ابراد (یعنی نماز کو ٹھنڈا کر کے) کا محمول وقت زوال کو بتاتے ہیں یعنی ان کا کہنا یہ ہے کہ اس ابراد کا مقصد نماز ظہر میں اتنی تاخیر نہیں ہے جو حنفیہ بتاتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت استواء کی شدید گرمی سے بچنے کے لئے زوال کی وقت ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ ان حضرات کی یہ تاویل نہ صرف یہ کہ بعید از مفہوم ہے بلکہ خلاف مشاہدہ بھی ہے کیونکہ وقت استواء کے مقابلہ میں زوال کے وقت گرمی کی شدت میں کمی آجائے کا خیال تجربہ و مشاہدہ ہے۔ بدایہ میں مذکور ہے کہ جن شہروں میں گرمی کی شدت آفتاب کے ایک مثل سایہ پہنچنے کے وقت ہوتی ہے وہاں تو ابراد کا مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ نماز ایک مثل سایہ ہونے کے بعد پڑھی جائے۔ الحاصل۔ ظہر کی نماز کو ابراد میں یعنی ٹھنڈا کر کے پڑھنے کے بارے میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہیں جن سے متفقہ طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا ہی افضل و اولیٰ ہے۔ جہاں تک حدیث حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق ہے جس میں مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی کے موسم میں دوپہر کی شدت کے بارے میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری درخواست قبول نہیں کی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز کو پورے وقت تک مؤخر کرنے کی درخواست کی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمائی کہ اگر اتنی تاخیر کی جائے گی تو نماز کا وقت بھی نکل جائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابراد رخصت ہے اور وہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے ہے جو جماعت کے لئے مسجدوں میں جانے کے لئے مشقت و محنت کا سامنا کرتے ہیں۔ جو لوگ تنہا نماز پڑھتے ہوں یا اپنے پڑوس و محلہ کی مسجد میں نماز کے لئے آتے ہوں ان کے لئے میرے نزدیک یہ پسندیدہ ہے کہ وہ اول وقت سے تاخیر نہ کریں، یہ قول ظاہر حدیث کے خلاف ہے اس لئے اس کی اتباع نہیں کی جاسکتی۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حدیث نقل کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی باوجود یہ کہ سب یکجا رہتے تھے ابراء کا حکم فرمایا کرتے تھے، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے ظہر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنے کے لئے کہتا ہے اس مسلک کی اتباع سنت کی وجہ سے اولیٰ و افضل ہے۔

197- عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْعِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرِدْهُمْ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا لَمِيَّةَ السَّلَولِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ ☆ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو مؤذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اسے ٹھنڈا کرو پھر اس نے اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کرو۔ حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا بے شک گرمی کی سختی جہنم کے جوش سے ہے۔ پس جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو یعنی ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

198- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مَرَّ
خَلَا مِنَ الْأَمَمِ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مِثْلُكُمْ وَمِثْلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى تَرَجُلِي اسْتَقْمَلْ
عُمَلَا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلْ لِي إِلَى يَصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِرَاطٍ قِرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ إِلَى يَصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِرَاطٍ قِرَاطٍ
ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلْ لِي مِنْ يَصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِرَاطٍ قِرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ يَصْفِ النَّهَارِ إِلَى
صَلَاةِ الْعَصْرِ عَلَى قِرَاطٍ قِرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلْ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِرَاطَيْنِ قِرَاطَيْنِ
قِرَاطَيْنِ إِلَّا فَاتَتْهُمُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِرَاطَيْنِ قِرَاطَيْنِ إِلَّا لَكُمْ الْآخِرُ
مَرَّتَيْنِ فَعَصَبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عُمَلَا وَأَقْلَ عَطَاءٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا
قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّهُ فَضَّلَنِي أَعْطَانِي مِنْ شَيْءٍ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمہاری مدت حیات تم سے پہلی امتوں کی مدت حیات کی نسبت وہ (وقت) ہے جو عصر کی نماز اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کسی مزدور کو اجرت پر لیا اور کہا کون میرے لئے نصف النہار تک ایک ایک قیراط پر کام کریگا۔ پس یہود نے ایک قیراط پر نصف النہار تک کام کیا پھر اس نے کہا کون میرے لئے نصف النہار سے عصر تک ایک قیراط پر کام کریگا تو

١٩٧. بخاري كتاب مواقيت الصلوة باب الإبراد بالظهر في السفر ج ١ ص ٧٧ مسلم كتاب المساجد باب استحباب الإبراد بالظهر

.. الف ١٧ ص ٢٢٤

۱۹۸. یوحنا کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ج ۱ ص ۴۹۱

نصاری نے نصف النہار سے نماز عصر تک ایک ایک قیراطوں پر کام کیا پھر اسی نے کہا کہ کون ہے جو میرے لئے عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک دو دو قیراطوں پر کام کرے۔ سنو تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک کام کر رہے ہو۔ خبردار تمہارے لئے ذیل اجر ہے۔ پس یہود و نصاریٰ نے غضب ناک ہو کر کہا ہم نے کام زیادہ کیا اور اجر تھوڑا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کم کیا۔ انہوں نے کہا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں عطا کرتا ہوں۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

199- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّا أُخْبِرُكَ صَلَّى الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلِكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثَلَاثِ اللَّيْلِ وَصَلِيَ الصُّبْحَ بِغَيْشِ يَغْنَى الْفَلَسِ . رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَا وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

قَالَ الْيَتِيمِيُّ اسْتَدِلَّ الْحَنِيفَةُ بِهَذِهِ الْإِحَادِيثِ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ لَا يَنْقُضِي بَعْدَ الْمَثَلِ بَلْ يَبْقَى بَعْدَهُ وَوَقْتُهِ أَزِيدُ مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ وَفِي الْإِسْتِدْلَالِ بِهَا أَبْحَاثٌ وَأَنِّي لَمْ أَجِدْ حَدِيثًا صَرِيحًا صَحِيحًا أَوْ ضَعِيفًا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ إِلَى أَنْ يَصِيرَ الظِّلُّ مِثْلِيهِ وَعَنِ الْأَمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فِيهِ قَوْلَانِ .

★★ حضور ﷺ کی زوجہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام عبد اللہ بن رافع بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے خبر دیتا ہوں تو ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیری مثل ہو جائے اور عصر کی نماز پڑھ۔ جب تیرا سایہ تیری دو مثل ہو جائے اور مغرب کی نماز پڑھ جب سورج غروب ہو جائے اور عشا کی نماز اس وقت میں پڑھ جو تیرے اور رات کے تہائی حصہ کے درمیان ہے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ۔ اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نبوی نے فرمایا احناف نے ان احادیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور ظہر کا وقت عصر کے وقت سے زیادہ ہے لیکن ان احادیث سے استدلال کرنے میں کئی بحثیں ہیں اور میں نے کوئی صریح صحیح حدیث یا ضعیف حدیث ایسی نہیں پائی جو اس بات پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت ہر چیز کے سائے کے دو مثل ہونے تک ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔

سایہ اصلی کا فقہی مفہوم

اس سایہ کو کہتے ہیں جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے۔ یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی جگہ بڑا ہوتا ہے، کسی جگہ چھوٹا ہوتا ہے اور کہیں بالکل نہیں ہوتا، جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں۔

زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑی جائے اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنا دیا جائے پھر دیکھا جائے کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے۔ اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا۔ اگر یکساں رہے نہ پیچھے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اس کو استواء کہتے ہیں۔

ایک مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔ دو مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

ان اصطلاحی تعریفات کو سمجھنے کے بعد اب حدیث کی طرف آئیے: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات نماز کے سلسلے میں سب سے پہلے ظہر کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وقت نماز کی تعلیم کے سلسلے میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی نماز پڑھائی تھی، یہی وجہ ہے کہ نماز ظہر کی نماز کو پیشین کہا جاتا ہے۔ نماز ظہر کا اول وقت اسی وقت شروع ہو جاتا ہے جب کہ آسمان کہ درمیان آفتاب مغرب کی طرف تھوڑا سا نکل ہوتا ہے جس کو زوال کہتے ہیں اور اس کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب کہ آدی کا سایہ اس کے طول کے برابر علاوہ سایہ اصلی کے ہو جاتا ہے۔ سایہ اصلی کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ وہ سایہ ہوتا ہے جو زوال کے وقت ہوتا ہے یعنی اکثر مقامات پر جب کہ آفتاب سمتِ راست پر نہیں آتا وہاں ٹھیک دوپہر کے وقت ہر چیز کا تھوڑا سا سایہ ہوتا ہے اس سائے کو چھوڑ کر جب تک کسی چیز کے طول کے برابر سایہ رہے گا ظہر کا وقت باقی رہے گا۔

(عصر کا وقت آنے تک) یہ جملہ دراصل پہلے جملہ کی تاکید ہے کیونکہ جب ایک مثل تک سایہ پہنچ گیا تو وقت ظہر ختم ہو گیا۔ اور عصر کا وقت شروع ہو گیا چونکہ اس جملے کا مطلب پہلے ہی جملے سے ادا ہو گیا تھا اس لیے یہی کہا جائے گا کہ یہ جملہ پہلے جملے کی تاکید کے لیے لایا گیا ہے ہاں اتنی بات اور کہی جاسکتی ہے کہ یہ جملہ اس چیز کی دلیل ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان وقت مشترک نہیں ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے۔ عصر کے وقت کی ابتداء تو معلوم ہو گئی کہ جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا عصر کا وقت شروع ہو جائے گا۔ آخری وقت کی بات یہ ہے کہ جب تک آفتاب زرد نہیں ہو جاتا عصر کا وقت بلا کراہیت باقی رہتا ہے چنانچہ حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے۔ البتہ اس کے بعد سے غروب آفتاب تک وقت جواز باقی رہتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آفتاب کی زردی سے کیا مراد ہے تو بعض حضرات کہتے ہیں کہ آفتاب کے زرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب اتنا بدل جائے کہ اس کی طرف نظر اٹھانے سے آنکھوں میں خیرگی نہ ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غروب آفتاب کی جو شعاعیں دیوار وغیرہ پڑتی ہیں اس میں تغیر ہو جائے۔

نماز ظہر کے وقت ایک مثل میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہ

اللہ تعالیٰ علیہم نیز حضرت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک باقی رہتا ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان حضرات کی دلیل یہی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک رہتا ہے۔

جہاں تک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق ہے تو ایک روایت کے مطابق ان کا بھی وہی مسلک ہے جو جمہور علماء کا ہے بلکہ بعض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام اعظم کا فتویٰ بھی اسی مسلک پر ہے۔ چنانچہ درمختار میں بہت سی کتابوں کے حوالوں سے اسی مسلک کو ترجیح دی گئی ہے۔ مگر ان کا مشہور مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے ان کے دلائل ہدایہ وغیر میں مذکور ہیں۔

بہر حال علماء نے اس سلسلہ میں ایک صاف اور سیدھی راہ نکالی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ ظہر کی نماز تو ایک مثل کے اندر اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے تاکہ دونوں نمازیں بلا اختلاف ادا ہو جائیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَصْرِ

یہ باب نماز عصر کے وقت کے بیان میں ہے

ان روایات کا بیان جو (وقت) عصر کے بارے میں وارد ہوئیں

200- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُونَا وَشَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَلِمُسْلِمٍ فِي رَوَايَةٍ شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةَ الْعَصْرِ.

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب غزوہ احزاب کا دن تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ ان (کافروں کی) قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں روک رکھا اور صلوٰۃ الوسطی سے مشغول رکھ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا اور امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے۔ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ الوسطی یعنی عصر کی نماز سے مشغول رکھا۔

201- وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ (حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلَاةَ الْعَصْرِ) فَقَرَأْنَاهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللَّهُ فَنَزَلَتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى

۲۰۰۔ بخاری کتاب البعری باب غزوۃ الخندق وہی الاحزاب ج ۲ ص ۵۹۰ مسلم کتاب المساجد باب المدین لمن قال الصلوٰۃ

الوسطی۔ الخ ج ۱ ص ۲۲۷

۲۰۱۔ مسلم کتاب المساجد باب المدین لمن قال الصلوٰۃ الوسطی۔ الخ ج ۱ ص ۲۲۷

لَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقِي لَهُ هِيَ إِذَا صَلَوَةُ الْعَصْرِ لَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا
اللَّهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت شقیق بن عقبہ براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ آیت اس طرح نازل ہوئی کہ تم نمازوں کی حفاظت کرو اور عصر کی نماز کی جب تک اللہ نے چاہا ہم نے اس کو پڑھا پھر اللہ نے اس کو منسوخ کر دیا۔ پھر آیت (اس طرح) نازل ہوئی کہ تم نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو تو حضرت شقیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے۔ ایک شخص نے کہا تب تو صلوٰۃ الوسطی عصر کی نماز ہے تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تجھے بتا دیا کہ وہ کیسے نازل ہوئی اور کیسے اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا۔ واللہ اعلم اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

202- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الْعَصْرِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوٰۃ الوسطی عصر کی نماز ہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا۔

203- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ لَيْهَا إِلَّا قَلِيلًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ منافق کی نماز ہے جو بیٹھے سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ کھڑا ہوتا ہے اور اس نماز کے چار ٹھونگیں لگاتا ہے اور وہ اس نماز میں اللہ کو بہت کم یاد کرتا ہے۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

204- وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ تَعْجِيلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ أَشَدُّ تَعْجِيلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تمہاری نسبت جلدی پڑھتے تھے اور تم نماز عصر آپ کی نسبت جلدی پڑھتے ہو۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

اور عصر کا پہلا وقت تو دو قولوں کے لحاظ سے (یعنی امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ) کے قولوں کے مطابق وہ

۲۰۲۔ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء في الصلوٰۃ الوسطی انہا العصر ج ۱ ص ۴۵

۲۰۳۔ مسلم کتاب المساجد باب استحباب التكبير بالعصر ج ۱ ص ۲۲۵

۲۰۴۔ مسند احمد ج ۶ ص ۲۸۹ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء في تاخير صلوٰۃ العصر ج ۱ ص ۴۲

ہے جب نماز ظہر کا وقت گزر جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے کہ جب تک ابھی سورج غروب نہ ہوا ہو۔

نماز عصر میں تعجیل و تاخیر کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی جبکہ سورج ان کے آگن میں تھا اور سایہ ان کے آگن کے اوپر نہیں چڑھا تھا اس باب میں حضرت انس ابواروی، جابر، رافع بن خدیج سے بھی احادیث مذکور ہیں اور رافع بن خدیج سے بھی احادیث مذکور ہیں اور رافع سے عصر کی نماز میں تاخیر کی روایت بھی نقل کی گئی ہے لیکن وہ صحیح نہیں امام ابو عیسیٰ ترمذی کہتے ہیں حدیث عائشہ حسن صحیح ہے صحابہ میں سے بعض اہل علم جیسے کہ حضرت عمر عبداللہ بن مسعود عائشہ انس اور کئی تابعین نے عصر کی نماز میں تعجیل کو اختیار کیا ہے اور تاخیر کو مکروہ سمجھا ہے اور یہی قول ہے عبداللہ بن مبارک شافعی احمد اور اسحاق کا ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 153)

قرص کی تعریف

سورج کا رنگ سفیدی سے زردی کی طرف اتنا تبدیل ہو جائے کہ دیکھنے والے کی نظر آسانی سے مسلسل ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھ سکے۔

نماز عصر کے نام کی وجہ تسمیہ کا بیان

نماز عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہیے، نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے۔ اسی واسطے اس کا نام عصر رکھا گیا لانہا تعصر (یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے) حاکم و دارقطنی نے زیاد بن عبداللہ نخعی سے روایت کی "ہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھے تھے مؤذن نے آکر عرض کی: یا امیر المومنین نماز۔ امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کے لئے عرض کی۔ امیر المومنین نے فرمایا ہذا الکلب یعلمنا السنۃ (یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے) پھر اٹھ کر ہمیں نماز عصر پڑھائی۔ جب ہم نماز پڑھ کر وہاں آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے ف جثونا للرب لنزول الشمس للغروب نترأھا ہم زانوؤں پر کھڑے ہو کر سورج کو دیکھنے لگے کہ وہ غروب کے لئے نیچے اتر گیا تھا۔

(سنن الدارقطنی، ذکر بیان المواقیات، نشر السنۃ ملتان)

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْمَغْرِبِ

یہ باب نماز مغرب کے وقت کے بیان میں ہے

مغرب کی نماز میں وارد شدہ روایات کا بیان

205- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا النَّسَائِي.

★★ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز پڑھاتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردے میں چھپ جاتا۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے سوائے امام نسائی رحمہ اللہ کے۔

206- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ أُمِّي يَخِيرُ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرْ وَالْمَغْرِبَ حَتَّى تَسْتَبِكَ النُّجُومُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ بھلائی پر رہے گی یا فرمایا فطرت پر رہے گی۔ جب تک نماز مغرب میں اتنی دیر نہیں کرے گی کہ تارے چمکنے لگیں۔

اسے امام احمد رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

نماز مغرب میں تعجیل و تاخیر کا فقہی مفہوم

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز ادا کرتے جب سورج ڈوب کر پردوں کے پیچھے چھپ جاتا اس باب میں حضرت جابر بن عبد اللہ بن خالد بن رافع بن خدیج ابوالیوب ام حبیبہ اور عباس بن عبدالمطلب سے بھی روایات منقول ہیں حضرت عباس کی حدیث موقوفہ بھی روایت کی گئی ہے اور وہ اصح ہے ابوعیسیٰ کہتے ہیں کہ حدیث سلمہ بن اکوع حسن صحیح ہے صحابہ اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا یہ قول ہے کہ مغرب کی نماز میں تعجیل کرنی چاہئے اور اس میں تاخیر مکروہ ہے بعض اہل علم کے نزدیک مغرب کے لیے ایک ہی وقت ہے ان کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی حدیث جبرائیل ہے ابن مبارک اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 156)

مغرب کا وقت آفتاب چھپنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور شفق غائب ہو جانے کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اکثر ائمہ کے

۲۰۵۔ بخاری باب مواقیات الصلوٰۃ باب وقت المغرب ج ۱ ص ۷۹ مسلم کتاب المساجد باب یوں ان اول وقت المغرب ج ۱ ص ۲۲۸ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب وقت المغرب ج ۱ ص ۶۰ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب وقت صلوٰۃ المغرب ص ۵۰ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی وقت المغرب ج ۱ ص ۴۲ مسند احمد ج ۴ ص ۵۱

۲۰۶۔ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب وقت المغرب ج ۱ ص ۶۰ مسند احمد ج ۴ ص ۱۴۷

نزدیک شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو آفتاب چھپنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے چنانچہ اہل لغت کا کہنا بھی یہی ہے۔ شفق کا معنی شام اور علماء کی ایک دوسری جماعت کا قول یہ ہے کہ شفق اس سفیدی کا نام ہے جو سرخی ختم ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ اہل لغت و دیگر ائمہ کے قول کے مطابق حضرت امام اعظم کا بھی ایک قول یہ ہے کہ شفق سرخی کا نام ہے چنانچہ شفق کا یہ میں فتویٰ اسی قول پر مذکور ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مغرب کی نماز تو سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھی جائے اور عشاء کی نماز سفیدی غائب ہونے کے بعد پڑھی جائے تاکہ دونوں نمازیں بلا اختلاف ادا ہوں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي صَلَوةِ الْعِشَاءِ

یہ باب نماز عشاء کے وقت کے بیان میں ہے

عشاء کی نماز کے بارے میں وارد شدہ روایت کا بیان

207- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنِ اشْتَقَّ عَلَيَّ أَمْتِي

لَا مَرْتُهُمْ أَنِ يُؤَيِّرُوا الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں رات کے تہائی حصہ یا نصف رات تک نماز کو موخر کرنے کا حکم دیتا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات ہم عشاء کی نماز کے لئے بہت دیر تک بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہائی یا اس سے بھی زیادہ رات جانے کے بعد تشریف لائے اور ہمیں معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام میں مشغول رہے تھے (کہ عادت کے مطابق سویرے نماز پڑھنے تشریف نہیں لائے) یا اس کے علاوہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو کوئی عذر پیش آ گیا تھا) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر فرمایا: تم لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے (اور تمہارے لئے یہ مناسب بھی تھا کیونکہ) نماز کا انتظار تو تم ہی لوگ کیا کرتے ہو۔ تمہارے سوا کسی اور دین والوں نے نماز کا انتظار نہیں کیا۔ اور اگر مجھے اپنی امت پر گراں گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس نماز کو ہمیشہ اسی وقت پڑھا کرتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تکبیر کا) حکم دیا اس نے تکبیر کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 581)

۲۰۷. مسند احمد ۲۳ ص ۲۵۰ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في تأخير العشاء الاخرة ج ۱ ص ۱۶ ابن ماجہ کتاب الصلوة

باب وقت العشاء ج ۱ ص ۵۰

مطلب یہ ہے کہ تمہارے سوا کسی بھی دین کے لوگ (یعنی یہود و نصاریٰ) عشاء کی نماز کا انتظار نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ نماز وہی امت کے ساتھ مخصوص فرمائی گئی ہے اور کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی ہے لہذا تم اس وقت جب کہ آرام کرنے کا وقت ہے اپنے نفس پر قابو پا کر اور مشقت اٹھا کر نماز کا جتنا زیادہ انتظار کرو گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عشاء کی نماز تہائی رات کے وقت پڑھنا افضل ہے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے مگر جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا تعلق ہے تو یہ بھی ثابت ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کا اکثر حصہ اول وقت جمع ہو جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت ہی نماز پڑھ لیتے تھے اور جو حضرات تاخیر سے جمع ہوتے تھے وہ دیر سے پڑھتے تھے چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ جو نمازی اول وقت جمع ہو جائیں اول وقت نماز پڑھ لیں اور جو نمازی تاخیر سے جمع ہوں وہ دیر کر کے پڑھیں۔

عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے کا بیان

208- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْتَضَرْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ حَتَّى ذَهَبَ نَحْوُ مِثْرَيْنِ اللَّيْلِ قَالَ فَجَاءَ فَصَلَّى بِنَائِمْ قَالَ خُذُوا مَقَاعِدَكُمْ فَإِنَّ النَّاسَ لَقَدْ أَخَذُوا مَضَاجِعَهُمْ وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَوةٍ مُنْذُ انْتَضَرْتُمُوهَا وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَأَخْرَجْتُ هَذِهِ الصَّلَوةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُرَيْمَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم نے ایک رات نماز عشاء کے لئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ آدھی رات کے قریب گزر گئی۔ پھر آپ تشریف لائے ہمیں نماز پڑھائی اور فرمایا اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔ پھر فرمایا دوسرے لوگ نماز پڑھ کے اپنے بستروں میں ہیں اور تم اس وقت تک نماز میں ہی شمار ہو گے جب تک تم نماز کا انتظار کر رہے ہو۔ اگر کمزوری کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر کر دیتا ہے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔ بسوائے ترمذی احمد ابن خزیمہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

جیسا کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گزر چکا ہے کہ (مسلمانوں کے علاوہ) کسی بھی دوسرے دین کے لوگ عشاء کی نماز کا انتظار نہیں کرتے، لہذا اس ارشاد کی روشنی میں حدیث کے الفاظ دوسرے لوگوں نے نماز پڑھ کر اپنے اپنے بستر سنبھال لئے ہیں، کی تشریح یہ کی جائے گی کہ دوسرے دین کے لوگ (مثلاً یہود و نصاریٰ) تو شام کی نماز پڑھ کر یا اپنے مذہب

۲۰۸۔ سنن ابی حنیفہ ما یتحب من تأخیر العشاء ج ۱ ص ۱۹۳ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب وقت صلوة العشاء ج ۱ ص

۵۰ ابو داؤد کتاب الصلوة باب وقت صلوة العشاء الاخر ج ۱ ص ۶۱ مسند احمد ج ۲ ص ۵ ابن حریب کتاب الصلوة باب

استحباب تأخیر صلوة العشاء ج ۱ ص ۱۷۷

کے مطابق عبادت کر کے اپنے اپنے بستروں پر جا کر نیند کی آغوش میں پہنچ گئے مگر چونکہ تمہارے نصیب میں اس نماز کی عبادت و فضیلت لکھی ہوئی ہے۔ اس لئے تم اب اس سعادت و فضیلت کی تکمیل کی خاطر نماز کی انتظار میں بیٹھے ہوئے ہو۔ اور چونکہ تم اپنا آرام اپنی نیند اور اپنا چین سب اپنے پروردگار کی عبادت کے انتظار میں لٹا چکے ہو اس لئے تمہارا پروردگار بھی اس محنت و مشقت کا صلہ اس طرح تمہیں دے گا کہ تمہارے اس انتظار کے ایک ایک لمحے کو سراپا عبادت و باعث عبادت بنادے گا۔ بے شک طور پر کہ تمہارا یہ جتنا وقت انتظار میں گزرا ہے یا جتنا وقت گزرے گا تو سمجھو کہ وہ نماز ہی میں گزرا ہے یا گزرے گا یعنی جتنے ثواب نماز پڑھنے کا ملتا ہے اتنا ہی ثواب اس انتظار کا بھی ملے گا۔ یا پھر اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ دوسرے مخلوق کے مسلمان جو اس مسجد میں حاضر نہیں ہیں عشاء کی نماز پڑھ کر سو رہے ہیں اور تم لوگ اب تک نماز عشاء کے انتظار میں یہاں بیٹھے ہو اس طرح ان مسلمانوں کے مقابلے میں تم زیادہ ثواب و فضیلت کے حقدار بنو گے، یہی معنی مابعد کے الفاظ (وَأَكْمَلُنَا تَرَاوُغَكُمْ) کے زیادہ قریب اور مناسب ہیں۔ بہر حال۔ یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عشاء کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر جائز ہے بلکہ عبادت کے سلسلے میں زیادہ محنت و مشقت اٹھانے کی وجہ سے مستحب اور افضل ہے۔

209- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ آتَى اللَّيْلَ يَسْتَلِ وَلَا تَغْفُلُهَا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ .

☆☆ حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ تورات کی نماز جس حصہ میں چاہے پڑھ اور اس میں غفلت نہ کر اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقات۔

شرح

امام اعظم کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو آسمان کے مغربی کنارے پر سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ اور امام شافعی و صاحبین کے نزدیک سرخی کا نام شفق ہے، یعنی سفیدی کا وقت امام صاحب کے نزدیک مغرب ہے، یہی قول سیدنا ابو ہریرہ، امام اوزاعی اور عمر ابن عبدالعزیز کا ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک یہ وقت عشاء ہے، یہی قول سیدنا عبداللہ ابن عمر اور ابن عباس کا ہے۔ احتیاط یہ ہے کہ سفیدی آنے سے پہلے مغرب پڑھ لے اور سفیدی ڈوبنے کے بعد عشاء پڑھے تاکہ اختلاف سے بچ جائے۔

210- وَعَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَفْرَاطُ صَلَوةِ الْعِشَاءِ قَالَ طُلُوعُ الْفَجْرِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

قَالَ النِّسَمِيُّ ذَلَّ الْحَدِيثَانِ عَلَى أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ يَفْقَى بَعْدَ مُضِيِّ نِصْفِ اللَّيْلِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَلَا يَخْرُجُ بِخُرُوجِهِ فَبِالْحَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ كُلِّهَا يَكُونُ أَنَّ وَقْتَ الْعِشَاءِ مِنْ حِينَ دُخُولِهِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ أَفْضَلُ وَبَعْضُهُ

أُولَىٰ مِنْ نَعِصٍ وَأَمَّا بَعْدَ نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا يَخْلُو مِنَ الْكَرَاهَةِ .

۷۔ حضرت عبیدہ بن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نماز عشاء میں وہیں یعنی تاخیر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا طلوع فجر۔ اسے امام بخاری نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عشاء کا وقت آدمی رات گزرنے سے بعد طلوع فجر تک باقی رہتا ہے اور نصف رات گزرنے سے ختم نہیں ہوتا۔ تمام احادیث کے درمیان تطبیق اسی طرح ہوگی کہ عشاء کا وقت اس کے داخل ہونے سے لے کر نصف رات تک افضل ہے اور اس میں بھی بعض حصہ بعض حصے سے اولیٰ ہے اور آدمی رات کے بعد کا وقت کراہت سے خالی نہیں۔

شفق کے فقہی معنی و مفہوم کا بیان

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ عشاء کے بارے میں مختار مسلک اور فیصلہ یہ ہے کہ اس کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور لمبیک آدمی رات تک بلا کراہت باقی رہتا ہے البتہ وقت جو طلوع فجر سے پہلے تک رہتا ہے فجر کا وقت طلوع صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ بظاہر تو حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلوع صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک تمام وقت نماز فجر کے لیے مختار ہے۔

امام بخاری و مسلم اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت سیار بن سلامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں و میرے والد (ہم دونوں) حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میرے والد نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کس طرح (یعنی کس کس وقت) پڑھتے تھے، انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز جسے پہلی نماز کہا جاتا ہے سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے تھے اور عصر کی نماز (ایسے وقت) پڑھتے تھے کہ ہم میں سے کوئی نماز پڑھ کر مدینہ کے کنارے اپنے مکان پر جا کر سورج روشن ہوتے ہوئے (یعنی اس کے متغیر ہونے سے پہلے) واپس آ جاتا تھا۔ سیار فرماتے ہیں کہ مغرب کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ بتایا تھا وہ میں بھول گیا اور (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ عشاء کی نماز جسے تم عتمہ کہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر سے پڑھنے کو بہتر سمجھتے تھے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور عشاء کی نماز کے بعد (دنیاوی) باتیں کرنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ سمجھتے تھے۔

اور صبح کو نماز ایسے وقت پڑھ (کر فارغ ہو) لیتے تھے کہ ہر آدمی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا تھا اور (نماز میں) ساتھ آتیوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھ لیا کرتے تھے، ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہائی رات تک عشاء میں دیر کرنے میں تامل نہ فرماتے تھے اور عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور عشاء کی نماز کے بعد باتیں کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، ج ۱، ص ۸۰، حدیث کتب خانہ کراچی و صحیح مسلم)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيْسِ

اندھیرے میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد شدہ روایات

211- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِعَاتٍ بِمِرْوَطِهِنَّ ثُمَّ يَقْلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْبِضَنَّ الصَّلَاةَ لَا يَغْرِهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْقُلُوبِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مومنوں کی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز فجر میں حاضر ہوتیں۔ اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی۔ پھر وہ اپنے گھروں کو پلٹ کر جاتیں۔ جب نماز پڑھ لیتی تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں کوئی بھی پہچان نہ سکتا۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

212- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الطُّهْرَ بِالنَّهْجِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجِبَتْ وَالْعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَلًا وَإِذَا قَلُوا آخَرًا وَالصُّبْحَ بِغُلَسِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت پڑھاتے اور عصر کی نماز پڑھاتے جب سورج روشن ہوتا اور مغرب جب سورج غروب ہو جاتا ہے اور عشا کی نماز میں اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی کرتے اور اگر کم ہوتے تو موخر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھاتے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

213- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَجْبَرَنِي بِوَقْتِ الصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ بِأَصَابِعِهِ خُمُسَ صَلَوَاتٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّي الطُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَرُبَّمَا آخَرَهَا حِينَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً بَيْضَاءَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفَ الرَّحُلُ مِنَ الصَّلَاةِ فَيَأْتِي ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِينَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ يَسْوَدُّ الْأَفْقُ وَرُبَّمَا آخَرَهَا حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغُلَسٍ ثُمَّ صَلَّي مَرَّةً أُخْرَى لَأَسْفَرِ بِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلَاتُهُ تَعْدُ ذَلِكَ التَّغْلِيْسَ حَتَّى مَاتَ لَمْ يَعُدْ إِلَى أَنْ يُسْفَرِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَمُقَاتِلٌ وَالرِّبَادَةُ غَيْرُ مَحْفُوطَةٍ.

☆ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت

211. بخاری کتاب مواقیب الصلوٰۃ باب وقت الفجر ج ۱ ص ۸۲ مسلم کتاب المساجد استحباب التكبير بالصبح ج ۱ ص ۲۳۰

212. بخاری کتاب مواقیب الصلوٰۃ باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس ج ۱ ص ۸۰ مسلم کتاب المساجد باب استحباب

التكبير بالصبح ج ۱ ص ۲۳۰

213. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب المواقیب ج ۱ ص ۵۷ ابن حبان کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۵

جبریل نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے نماز کے اوقات بیان کئے۔ میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں شمار کیں۔

پس میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر زوال آفتاب کے بعد پڑھی اور کبھی گرمی شدید ہونے کے وقت اسے موخر فرماتے اور میں نے آپ کو نماز عصر پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب سورج خوب بلند اور روشن تھا۔ اس میں زردی آنے سے پہلے آدمی نماز سے فارغ ہونے کے بعد ذوالحلیفہ پہنچ جاتا۔ اس سے پہلے کہ سورج غروب ہو اور سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب پڑھی اور نماز عشاء اس وقت پڑھی۔ جبکہ افق میں سیاہی آگئی اور کبھی اس میں تاخیر کرتے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں اور نماز فجر ایک مرتبہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری مرتبہ اسے خوب روشن کر کے پڑھا پھر آپ کی نماز اس کے بعد اندھیرے میں رہی۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ دوبارہ اسے روشنی میں نہیں پڑھا۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے اور اس میں الفاظ کی زیادتی محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْفَارِ

ان روایات کا بیان جو روشنی میں نماز پڑھنے کے بارے میں وارد ہوئیں

214- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَوةً لَغَيْرِ مِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَوتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَلِمُسْلِمٍ قَبْلَ وَقْتِهَا بَغْلَسَ. ☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے دو نمازوں کے کہ آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور فجر کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے اسے اس کے وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھا۔

215- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا حَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلَوةٍ وَخَلَّاهَا بِأَذَانٍ وَأَقَامَةٍ وَالْعِشَاءَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُولُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُولُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حَوَّلَتَا عَنْ وَقْتَيْهِمَا فِي هَذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءَ فَلَا يَقْدُمُ النَّاسُ حَمْعًا حَتَّى يُعْتَمُوا وَصَلُوا الْفَجْرَ هَذِهِ السَّاعَةَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۲۱۴. بخاری کتاب الحج باب متى يصلي الفجر بجمع ص ۲۲۸ مسلم کتاب الحج باب استحباب زيادة التفتيس الخ ۱۳ ص ۴۱۷

۲۱۵. بخاری کتاب الحج باب متى يصلي الفجر بجمع ورواية اخرى ج ۱ ص ۲۲۸ بخاری کتاب الحج باب من ادن وقام لكل

وفی رواية له فلما طلع الفجر قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یصلی هذه الساعة الا هذه الصلوة فی هذا المكان من هذا الیوم قال عبد اللہ ہما صلواتان تحولان عن وقتیہما صلوة المغرب بعد ما ہلّی الناس المزدلفة والفجر حين یتزغ الفجر قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ ۔

☆ حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ مکہ المکرمہ کی طرف نکلا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو انہوں نے دو نمازیں پڑھیں۔ ہر نماز کو الگ ایک اذان اور اقامت کے ساتھ پڑھا اور ان کے درمیان رات کا کھانا تناول فرمایا۔ پھر طلوع فجر کے وقت فجر کی نماز پڑھی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ فجر طلوع ہو گئی اور کوئی کہہ رہا تھا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی۔ پھر کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئیں۔ اس جگہ یعنی مغرب اور عشاء پس لوگ مزدلفہ نہ آتے۔ یہاں تک کہ وہ عشا کے آخری وقت میں داخل ہوں اور فجر کی نماز اس وقت میں پڑھیں۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں جب فجر طلوع ہوئی تو عبد اللہ بن مسعود کہنے لگے۔ نبی پاک ﷺ اس دن اس جگہ اس گھڑی میں صرف یہی نماز پڑھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر دیں گئی۔ مغرب کی نماز بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ آجائیں اور فجر کی نماز جب فجر طلوع ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی طرح کرتے ہوئے نبی پاک ﷺ کو دیکھا۔

216- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْفِرُوا لِبَلْوَةِ الْفَجْرِ فَإِنَّ ذَلِكَ أَكْثَرُ لِلْآخِرِ أَوْ قَالَ لِأَجُورِكُمْ . رَوَاهُ التَّحْمِيدِيُّ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ وَاسْنَادُهُ .

☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ صبح کو خوب روشن کیا کرو۔ پس بے شک اس میں تمہارے لیے زیادہ اجر یا اس میں تمہارے لئے زیادہ ثواب ہے۔ اس کو حمیدی اور اصحاب سنن نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

217- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ لِلْآخِرِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الزَّيْلَعِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ .

☆ حضرت محمد بن لبید رضی اللہ عنہ اپنی انصار قوم کے کچھ افراد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم نماز فجر کو جتنا زیادہ روشن کر کے پڑھو گے تمہیں اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ اس نسائی نے روایت کیا اور حافظ نے زیلعی میں فرمایا۔

۲۱۶۔ مسند حمیدی ج ۱ ص ۱۹۹ ابو داؤد کتاب الصلوة باب وقت الصبح ج ۱ ص ۶۱ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی

الاسفار بالفجر ج ۱ ص ۴۰ دارمی کتاب الصلوة کتاب الاسفار بالفجر ص ۱۴۳ ابن ماجہ ابواب مواہب الصلوة باب وقت صلوة

الفجر ص ۴۹ نسائی کتاب المواہب باب الاسفار ج ۱ ص ۹۴ نصب الراية ج ۱ ص ۲۳۸

۲۱۷۔ نسائی کتاب المواہب باب الاسفار ج ۱ ص ۱۹۴

یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

218- وَعَنْ مُرَيْسِرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّي رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا نَوَزَ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى يَبْصُرَ الْقَوْمَ مَوَاقِعَ نَيْلِهِمْ مِنْ الْأَسْفَارِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ وَابْنُ عَدِيٍّ وَالتَّيَالِيسِيُّ وَاسْتَحَقَّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالتَّطَبَّرِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆ حضرت مریر بن عبد الرحمن بن رافع بن خدیج بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا رافع بن خدیج کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا صبح کی نماز کو خوب روشن کرو حتیٰ کہ لوگ روشنی کی وجہ سے تیر پھٹنے کی جگہ کو دیکھ لیں۔

اس حدیث کو ابن ابی حاتم، ابن عدی، طلیسی، اسحاق ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

219- وَعَنْ بَيَّانٍ قَالَ قُلْتُ لَأَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنِي يَوْفَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ عِنْدَ ذُلُوكِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلَوتَيْكُمُ الْأُولَى وَالْعَصْرَ وَكَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعِشَاءَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ وَيُصَلِّي الْعَدَاةَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ حِينَ يَفْتَحُ الْبَطَرُ كُلُّ مَا بَيْنَ ذَلِكَ وَقْتُ أَوْ قَالَ صَلَاةٌ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆ حضرت بیان بن یوسف روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا وقت بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر کی نماز تمہاری پہلی نماز اور عصر کے درمیان پڑھتے اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے وقت پڑھتے اور عشاء کی نماز غروب شفق کے وقت پڑھتے اور صبح کی نماز طلوع فجر کے وقت پڑھتے جب ہر چیز نظر آنے لگتی۔ ان تمام اوقات کے درمیان نماز کا وقت ہے یا فرمایا نماز ہے۔

اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور ہیثمی نے فرمایا اس کی سند حسن ہے۔

220- وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغُلَسٍ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَةِ آءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَسِيرُوا بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ أَفْقَهُ لَكُمْ إِنَّمَا تُرِيدُونَ أَنْ تَخْلُوا بِخَوَائِجِكُمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆ حضرت جبیر بن نفیر بیان فرماتے ہیں۔ ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نماز کو خوب روشن کر کے پڑھو۔ پس بے شک یہ تمہارے لئے بڑی سمجھداری کی بات ہے تم اپنی ضروریات کے لئے فارغ ہونا چاہتے ہو۔ اسے عبدالرزاق اور ابوبکر بن شیبہ اور طحاوی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

221- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لِمُعَوِّذِهِ أَتَسِيرُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ بَكْرٍ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالتَّطَبَّرِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

۲۱۸۔ مسند ابی داؤد طلیسی ص ۱۲۹ المعجم الکبیر للطبرانی کتاب العلل ص ۲۷۸ احادیث فی الصلوة ج ۱ ص ۱۱۳

۲۱۹۔ مسند ابی یعلیٰ ج ۷ ص ۷۶ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب بیان الوقت ج ۱ ص ۳۰۴

۲۲۔ طحاوی کتاب الصلوة باب وقت الفجر ج ۱ ص ۱۲۶

★★ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ اپنے دوکان کو فرما رہے تھے کہ صبح کو روشن کر کے پڑھ صبح کو روشن کر کے پڑھا۔ اسے عبدالرزاق اور ابوبکر بن شیبہ اور طحاوی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

222- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نَصَلِّيُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا كَانَ يُسِيرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ابن مسعود کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ صبح کی نماز کو روشن کر کے پڑھتے۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

تاخیر مستحب کا فقہی مفہوم

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ تاخیر کا معنی یہ ہے کہ وقت کے دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور اول نصف کو چھوڑ کر نصف ثانی میں پڑھیں تو اسے تاخیر کہا جائے گا۔ (المحرر الرائق کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

فجر کی نماز کو اسفار یا جلدی پڑھنے کے استحباب پر مذاہب اربعہ

حضرت رافع ابن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فجر کی نماز اجالے میں پڑھو کیونکہ اجالے میں نماز پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے اور سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ (لأنه اعظم للاجر) (یعنی اجالے میں نماز پڑھنے سے بہت زیادہ ثواب ہوتا ہے) نہیں ہیں۔

(جامع ترمذی، ابوداؤد، دارمی، سنن نسائی، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 579)

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اسفار (اجالے) میں شروع کرنی چاہئے چنانچہ حنفیہ کا ظاہری مسلک یہی ہے کہ فجر کی نماز کی ابتداء و اختتام دونوں ہی اسفار میں ہوں۔

مگر حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو حنفی مسلک کے ایک جلیل القدر امام ہیں، فرماتے ہیں کہ ابتداء تو غلّس (اندھیرے) میں ہونی چاہئے اور اختتام اسفار میں، اور اس کا طریقہ یہ ہو کہ قرائت اتنی طویل کی جائے کہ پڑھتے پڑھتے اجالا پھیل جائے۔ چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ تاویل اولیٰ اور احسن ہے کیونکہ اس طرح ان تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے جن میں سے بعض تو غلّس میں نماز پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔

اکثر اہل علم صحابہ و تابعین میں سے کہتے ہیں کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھی جائے اور یہی قول بے سفیان ثوری کا، امام

۲۲۱۔ مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب وقت الصبح ج ۱ ص ۵۶۹ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب من کان یسویھا

ابن ج ۱ ص ۲۲۱ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب وقت الفجر ج ۱ ص ۱۲۲

۲۲۲۔ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب وقت الفجر ج ۱ ص ۱۲۵ مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب وقت الصبح ج ۱ ص ۵۶۸

مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب من کان یسویھا ویفر الخ ج ۱ ص ۲۲۱

شافعی اور امام احمد فرماتے ہیں کہ اسفار کا معنی یہ ہے کہ فجر واضح ہو جائے اور اس میں شک نہ رہے اس میں اسفار کے معنی یہ نہیں ہے کہ دیر سے نماز پڑھی جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر ۱۴۸)

اگرچہ امام ترمذی کہہ رہے ہیں کہ اسفار کا معنی دیر نہیں ہے۔ لیکن اسفار کا معنی فجر کا خوب روشن ہونا ہے اور ظاہر ہے وہ روشنی دیر سے ہوتی ہے۔ عجلت سے نہیں ہوگی۔ یہی احناف کا موقف ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو عورتیں واپس آتیں عورتیں اپنی چادروں میں لپیٹی ہوئی گزرتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں قتیبہ نے کہا ہے (مُتَلَفَّاتٍ) کسی جگہ (مُتَلَفَّاتٍ) اس باب میں حضرت عمر انس اور قبیلہ بنت مخرمہ سے بھی روایات مذکور ہیں امام ابو یوسفی فرماتے ہیں حدیث عائشہ حسن صحیح ہے۔

اور اس کو کئی صحابہ نے اختیار کیا ہے جن میں ابو بکر عمر اور تابعین میں سے اہل علم شامل ہیں اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد اور اسحاق کو وہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز تاریکی میں پڑھنا مستحب ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر ۱۴۷) امام اعظم کے نزدیک نماز مغرب ہمیشہ اور نماز ظہر سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے کہ وقت داخل ہوتے ہی نماز شروع کر دینی جائے ان دو کے سوا باقی تمام نمازیں کچھ دیر سے پڑھنا مستحب ہیں۔ امام صاحب کے نزدیک نماز جلدی پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ وقت شروع ہوتے ہی نماز پڑھ لی جائے دیر نہ لگائی جائے، بعض آئمہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ نماز کا وقت آتے ہی پڑھ لی جائے مگر نماز عشاء میں تہائی رات تک دیر لگانا سب کے نزدیک مستحب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عشاء کی تاخیر اور مغرب میں جلدی یونہی سردیوں میں ظہر کی جلدی پر سب متفق ہیں باقی نمازوں میں اختلاف ہے۔

ابوابُ الاذان

اذان کے ابواب کے بیان میں ہے

اذان کا لغوی اصطلاحی مفہوم

لغت میں اذان کے معنی "خبر دینا" ہیں اور اصطلاح شریعت میں "چند مخصوص الفاظ کے ساتھ اوقات مخصوصہ میں نماز کا وقت آنے کی خبر دینے" کو اذان کہتے ہیں۔ اس تعریف سے وہ اذان خارج ہے جو نماز کے علاوہ دیگر امور کے لیے ہے مسنون کی گئی ہے جیسا کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان کے کلمات اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جاتے ہیں اور اسی طرح اس آدمی کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اسے مرگی وغیرہ کا مرض ہو یا وہ غصے کی حالت میں ہو، یا جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا جانور ہو۔

حضرت دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا کہ اے ابن ابی طالب: میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں لہذا تم اپنے اہل بیت میں سے کسی کو حکم دو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہے جس سے تمہارا غم ختم ہو جائے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد کے مطابق عمل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات صحیح ثابت ہوئی نیز اس روایت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک نقل کرنے والے ہر راوی نے کہا ہے کہ ہم نے اس طریقے کو آزمایا تو مجرب ثابت ہوا۔ ایسے ہی حضرت دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا جانور تو اس کے کان میں اذان کہو۔"

اذان کی مشروعیت کا بیان

اذان کی مشروعیت کے سلسلے میں مشہور اور صحیح یہ ہے کہ اذان کی مشروعیت کی ابتداء عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب ہے جس کی تفصیل آئندہ احادیث میں آئے گی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اذان کا خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دیکھا تھا۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دس صحابہ کرام کو خواب میں اذان کے کلمات کی تعلیم دی گئی تھی بلکہ کچھ حضرات نے تو کہا ہے کہ خواب دیکھنے والے چودہ صحابہ کرام ہیں۔

بعض علماء محققین کا قول یہ ہے کہ اذان کی مشروعیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے نتیجے میں ہوئی ہے جس کی طرف شب معراج میں ایک فرشتے نے رہنمائی کی تھی چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم شب معراج میں جب عرش پر پہنچے اور سدرة المنتہی تک جو کبریائی حق جل مجدہ کا محل خاص ہے پہنچے تو وہاں سے ایک فرشتہ نکلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اس اللہ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تمام مخلوق سے زیادہ قریب ترین درگاہ عزت سے میں ہوں لیکن میں نے پیدائش سے لے کر آج تک اس وقت کے علاوہ اس فرشتہ کو کبھی نہیں دیکھا ہے چنانچہ اس فرشتہ نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر" یعنی اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی کہ میرے بندہ نے سچ کہا انا اکبر انا اکبر (یعنی میں بہت بڑا ہوں میں بہت بڑا ہوں) اس کے بعد اس فرشتے نے اذان کے باقی کلمات ذکر کئے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کے کلمات صحابہ کرام کے خواب سے بھی بہت پہلے شب معراج میں سن چکے تھے۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں محقق فیصلہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے کلمات شب معراج میں سن تو لیے تھے لیکن ان کلمات کو نماز کے لیے اذان میں ادا کرنے کا حکم نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بغیر اذان کے نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ تشریف لائے اور یہاں صحابہ کرام سے مشورہ کیا چنانچہ بعض صحابہ کرام نے خواب میں ان کلمات کو سنا اس کے بعد وحی بھی آگئی کہ جو کلمات آسمان پر سنے گئے تھے اب وہ زمین پر اذان کے لیے مستنون کر دیے جائیں۔

اذان کے لغوی معنی اعلان و اطلاع عام ہے۔ رب فرماتا ہے: "وَإِذْ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ" اور فرماتا ہے: "فَإِذْ يُؤَذِّنُ بَيْنَهُمْ"۔ شریعت میں خاص الفاظ سے نماز کی اطلاع کا نام اذان ہے۔ سب سے پہلی اذان ہے جبریل امین نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور نے سارے نبیوں کو نماز پڑھائی مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد اسے شروع ہوئی جس کا واقعہ آگے رہا ہے۔ (در مختار، کتاب صلوٰۃ، بیروت)

بَابُ فِي بَدْءِ الْإِذَانِ

اذان کی ابتدا کا بیان

223- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّوْنَ

الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادِي لَهَا فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخَذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قُرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنادِ بِالصَّلَاةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ آنے کے بعد مسلمان نماز کے وقت جمع ہوتے اور نماز پڑھ لیتے۔ نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن صحابہ نے اس بارے میں گفتگو کی۔ بعض نے کہا کہ عیسائیوں کی

طرح ناقوس بنالو۔ بعض نے کہا یہودیوں کی طرح سینک بنالو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایک شخص کیوں نہیں مقرر کرتے جو نماز کے وقت لوگوں کو آواز دے کر بلائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال اٹھو اور لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ۔ اسے شیخین بیہودہ نے روایت کیا۔

224- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّافُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَأَمَرَ بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُرْتَرَ الْإِقَامَةُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ ☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ صحابہ نے (مشورے میں) آگ اور ناقوس کا ذکر کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا۔ وہ اذان دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ کہے۔ اسے شیخین بیہودہ نے روایت کیا۔

اللہ اکبر کو ابتدائے اذان میں چار مرتبہ کہنے پر مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ کلمہ اذان میں پہلی بار چار مرتبہ کہا جاتا ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک دو مرتبہ کہا جاتا ہے۔

اذان و اقامت کے کلمات کے جفت ہونے میں مذاہب اربعہ

اذان کے کلمات (شروع میں اللہ اکبر کے علاوہ) تو جفت ہیں اور اقامت کے کلمات طاق ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام و تابعین عظام میں سے اکثر اہل علم اور امام زہری، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام اسحاق اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے تبعین کے نزدیک اذان و تکبیر دونوں کے کلمات جفت ہیں۔

ائمہ احناف کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذان اور اقامت دو دو مرتبہ کہی جاتی تھی امام ابو یوسف کہتے ہیں حدیث عبداللہ بن زید کو روایت کیا ہے وکیع نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مروہ سے اور انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے کہ عبداللہ بن زید نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا شعبہ عمرو بن مروہ سے اور وہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن زید نے اذان کو خواب میں دیکھا یہ اصح ہے ابن ابی لیلیٰ کی حدیث سے اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کو عبداللہ بن زید سے سماع نہیں بعض اہل علم کا قول ہے کہ اذان اور اقامت دونوں دو دو مرتبہ ہیں اور سفیان ثوری ابن مبارک اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی جلد اول - حدیث نمبر 187)

225- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِالنَّافُوسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّبِعِ النَّافُوسَ فَقَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ فَقُلْتُ نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَهُ بَلَى قَالَ فَقَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَلَذَكَرَ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ قَالَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقُمَ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أَلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهِ قَالَ فَسَمِعَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَائَهُ يَقُولُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أَرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاحْمَدُ وَاسْنَدُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس کا حکم فرمایا تاکہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا جائے تو میرے پاس سے ایک آدمی گزرا جبکہ میں سویا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تم ناقوس بیچتے ہو تو اس نے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے۔ میں نے کہا ہم اس کے ذریعے نماز کے لئے بلائیں گے۔ اس نے کہا کیا میں تمہاری اس سے بہتر چیز پر رہنمائی نہ کروں۔ میں نے اس سے کہا کیوں نہیں تو انہوں نے کہا تم کہو اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا تو اس نے اذان اور اقامت کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انہیں وہ چیز بتائی جو میں نے دیکھی تھی تو آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ سچا خواب ہے تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ پس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بتاتا رہا اور وہ اذان کہتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں جب اسے سنا تو اپنی چادر گھینٹتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ میں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو اس نے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اسے ابو داؤد اور احمد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّرْجِيْعِ

یہ باب اذان میں ترجیع کے بیان میں ہے

ترجیع کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

226- عَنْ أَبِي مَخْذُومَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَذَانَ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ

۲۲۵. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف الاذان ج ۱ ص ۷۱ مستدرک احمد ج ۴ ص ۴۳

۲۲۶. سانی کتاب الاذان باب کیف الاذان ج ۱ ص ۱۰۲. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف الاذان ج ۱ ص ۷۳ ابن ماجہ کتاب

الصلوٰۃ باب الترجیع فی الاذان ص ۵۲ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بشفع الاذان ج ۱ ص ۱۶۴

مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ يَمُودُ لِيَقُولَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْثَرُ اللَّهُ
أَكْثَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِتَبْيِيحِ التَّكْبِيرِ .

☆ حضرت ابو محمد ذرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اذان سکھائی اور فرمایا اللہ سب سے بڑا ہے۔
اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا
ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر وہ موذن لوٹے اور کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں
ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں
گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آؤ نماز کے لئے آؤ نماز کے لئے آؤ فلاح کی طرف آؤ فلاح کی طرف اللہ
سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
اسے نسائی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے تکبیر کے دو بار ذکر کے
ساتھ نقل کیا ہے۔

شرح

یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو تکبیر کے کلمے ایک ایک بار کہتے ہیں، جیسے شوافع اور موجودہ وہابی مکران کی یہ دلیل بہت
ضعیف ہے کیونکہ یہاں اذان میں ترجیع کا ذکر نہیں حالانکہ یہ حضرات اذان ترجیع کے قائل ہیں، نیز اس حدیث سے لازم آتا
ہے کہ تکبیر کے سارے کلمے ایک ایک بار ہوں حالانکہ یہ حضرات "اللہ اکبر" چار بار اور "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" دو بار کہتے
ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں اذان اور تکبیر سے شرعی اذان مراد نہیں بلکہ لغوی اعلان و اطلاع مراد ہے، یعنی حضور نے اس وقت یہ
رائے دی کہ حضرت بلالؓ محلوں میں جا کر بار بار نماز کا اعلان کریں اور پھر جب نمازی مسجد میں جمع ہو جائیں اور جماعت کھڑی
ہونے لگے تو اہل مسجد کو جمع کرنے کے لئے ایک بار کہہ دیں کہ انھو جماعت تیار ہے، ورنہ شرعی اذان تو عبد اللہ ابن زید وغیرہم
صحابہ نے خواب میں دیکھی انہوں نے بارگاہ نبوی میں پیش کی تب سب سے پہلے فجر کے وقت دی گئی۔ لہذا یہ حدیث ان
بزرگوں کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی۔

اس کا نام ترجیع ہے، یعنی اذان میں شہادتیں پہلے آہستہ دو بار کہنا، پھر بلند آواز سے دو بار کہنا یہ شوافع کے ہاں سنت
ہے، حنفیوں کے نزدیک نہیں، دلائل ابھی آتے ہیں۔

یہ حدیث وہابیوں کی انتہائی دلیل ہے کہ اذان میں ترجیع ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں عبد اللہ ابن زید کے خواب میں جو
فرشتے نے اذان کی تعلیم دی اس میں ترجیع نہ تھی، نیز خود عبد اللہ ابن زید نے جب وہ خواب بارگاہ نبوی میں پیش کی اس میں بھی

ترجیع نہ تھی، نیز حضرت بلال جو امام المؤمنین ہیں ان کی اذان میں ترجیع منقول نہیں، نیز عبداللہ ابن مکتوم جو مسجد نبوی شریف کے نائب مؤذن تھے ان کی اذان میں بھی ترجیع منقول نہیں، نیز حضرت سعد قرظی مسجد قباء کے مؤذن کی اذان میں بھی ترجیع منقول نہیں۔ رہی حدیث ابو محذورہ، ان کی روایت سخت متعارض ہیں، اور ان میں اضطراب ہے، اور مضطرب و متعارض حدیث قابل عمل نہیں۔ چنانچہ طبرانی نے انہیں ابو محذورہ سے جو اذان نقل کی اس میں ترجیع نہیں۔ طحاوی شریف نے ابو محذورہ کی اذان میں دو بار اللہ اکبر کا ذکر کیا اور یہاں ترجیع کا بھی ذکر ہے، نیز صحابہ کرام نے ابو محذورہ کی روایت پر عمل نہ کیا، چنانچہ حضرت علی، حضرت بلال، حضرت ثوبان، حضرت سلمہ ابن اکوع وغیرہم رضی اللہ عنہم اذان و تکبیر کے کلمات دو دو بار کہتے اور کہلواتے تھے۔ عنایہ شرح ہدایہ نے فرمایا کہ حضرت ابو محذورہ کو زمانہ کفر میں توحید و رسالت سے سخت نفرت تھی، اسلام کے بعد انہیں اذان کا حکم ملا تو یہ شرم کی وجہ سے شہادتین آہستہ کہہ گئے تب حضور نے فرمایا کہ پھر زور سے کہو۔ فتح القدیر نے فرمایا کہ حضرت ابو محذورہ شہادتین میں مدھچھوڑ گئے تھے، اس لئے یہ کلمات دو بار کہلوائے گئے۔ ہماری تفسیر کی بناء پر حضرت ابو محذورہ کی حدیث میں نہ تعارض ہوگا نہ اضطراب کیونکہ ترجیع والی روایات میں خصوصی واقعہ کا ذکر ہے اور دیگر روایات میں عام حالات کا واقعہ ہے۔

کلمات اذان سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

اللہ اکبر" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس چیز سے بہت بلند و بالا ہے کہ کوئی آدمی اس کی کبریائی و عظمت کی حقیقت کو پہچانے۔ یا اللہ تعالیٰ اس حیثیت سے بہت بڑا ہے کہ اس کی ذات پاک کی طرف ان چیزوں کی نسبت کی جائے جو اس کی عظمت و بزرگی کے مناسب نہیں ہیں، یا پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ رب العزت تمام چیزوں سے بہت بڑا ہے۔ اذان و تکبیر میں اللہ اکبر کی حرف راسا کن ہوتی ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ کلمہ اذان میں پہلی بار چار مرتبہ کہا جاتا ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک دو مرتبہ کہا جاتا ہے۔ اس کلمہ کو چار مرتبہ کہنے میں یہ لطیف نکتہ ہے کہ گویا یہ حکم چار داغ عالم میں جاری و حاوی ہے اور عناصر اربعہ سے مرکب نفس انسانی کی خواہشات کے تزکیہ میں بہت موثر ہے۔ حی علی الفلاح کے معنی یہ ہیں کہ تم ہر مکر وہ چیز سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ہر مراد کے ملنے کی طرف آؤ۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ فلاح کے معنی بقاء کے ہیں یعنی اس چیز کی طرف دوڑو جو عذاب سے چھٹکارے کا باعث، ثواب ملنے کا سبب اور آخرت میں بقاء کا ذریعہ ہے اور وہ چیز نماز ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک اذان میں ترجیع یعنی شہادتین کو دو مرتبہ کہنا سنت ہے۔ ترجیع کی شکل یہ ہوتی ہے کہ پہلے شہادتین کو دو مرتبہ پست آواز سے کہا جاتا ہے پھر دو مرتبہ بلند آواز سے ان حضرات کی

دلیل یہی حدیث ہے۔ علمائے حنفیہ فرماتے ہیں کہ یہ تکرار حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم کے لئے تھا نہ کہ تشریح کے لئے۔ یعنی پہلی مرتبہ ابو محمد ورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شہادتین کو پست آواز سے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان کلمات کو پھر ادا کرو اور بلند آواز سے ادا کرو چنانچہ اس سلسلے میں حضرت ابو محمد ورہ کی جو ایک دوسری روایت منقول ہے اس میں ترجیع نہیں ہے۔ نیز حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی جو اذان کے باب میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے ترجیع نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مؤذنوں کے سردار ہیں، نہ ان کی اذان میں اور نہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان میں جو مسجد نبوی میں اذان کہتے تھے اور نہ ہی حضرت سعد قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان میں جو مسجد قبا کے مؤذن تھے ترجیع منقول ہے۔ پھر یہ کہ اس سلسلے میں حضرت ابی محمد ورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ تکرار شہادتین کی تعلیم کے لئے تھا۔

اذان و اقامت کے کلمات کا بیان

227- وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْآذَانَ بِسَبْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ بِسَبْعِ عَشْرَةَ كَلِمَةً .
رَوَاهُ الْعِرْمَلِيُّ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ ان ہی سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے انہیں اذان انیس کلمے اور اقامت کے سترہ کلمہ سکھائے۔ اے ترمذی اور دیگر محدثین! نبی ﷺ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

حنفیوں کے نزدیک اذان کے پندرہ کلمے ہیں اور اقامت کے ستر۔ یہ حدیث اقامت کے دو دو بار ہونے پر حنفیوں کی قوی دلیل ہے کیونکہ اگر اس کے کلمات ایک ایک بار ہوتے تو ۱۳ کلمے نہ کہ ستر، لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث ابن عمر کی ناخ ہے۔ رہے اذان کے ۱۹ کلمے اس کے متعلق عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ حضرت شہادتیں آہستہ پڑھ گئے تھے، اس لئے دوبارہ آواز سے کہلوائے گئے، اس دن ۱۹ کلمے کہے، لہذا یہ واقعہ گزشتہ حدیث ابن عمر کے خلاف نہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ التَّرْجِيعِ

عدم ترجیح میں وارد شدہ روایات

228- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ

٢٢٧. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في الترجيع في الاذان ج ١ ص ٤٨ ابو داود كتاب الصلوة باب كيف الاذان ج ١ ص ٢٣

٢٢٨. مسلم 'كتاب الصلوة باب استحباب القول مثل قول المؤذن: الف ج ١ ص ١٧٧

اسے کیا کرو گے تو میں نے کہا میں اس کے ساتھ نماز کے لئے بلاؤں گا۔ اس نے کہا کیا میں اس سے بہتر چیز پر تمہاری رہنمائی نہ کروں۔ میں نے اس سے کہا وہ کیا ہے تو اس نے کہا تو کہہ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اَللّٰهِ حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوةِ حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوةِ حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَللّٰهُ** تو حضرت عبداللہ بن زید جیٹھڑ نکلے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انہیں وہ چیز بتائی جو انہوں نے خواب میں دیکھی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک شخص دیکھا جس پر دو سبز چادریں تھیں۔ وہ ایک ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔

پھر واقعہ بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے خواب دیکھا ہے تم بلال کے ساتھ مسجد جاؤ اور انہیں وہ کلمات بتاؤ اور بلال اذان دے کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید جیٹھڑ فرماتے ہیں میں حضرت بلال جیٹھڑ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا۔ میں ان کو وہ کلمات بتاتا اور وہ پکارتے جاتے۔ حضرت عبداللہ بن زید جیٹھڑ فرماتے ہیں عمر بن خطاب جیٹھڑ نے آواز سنی تو وہ نکلے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم میں نے بھی وہی دیکھا جو اس نے دیکھا۔

اسے ابن ماجہ ابوداؤد اور احمد نے روایت کیا اور امام ترمذی بیہقی نے امام بخاری بیہقی سے اسے کتاب العلل میں بیان فرمایا اور صحیح قرار دیا۔

اذان میں ترجیع سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

یہ حدیث احناف کے مسلک کی موید ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبیر اور اذان کے کلمات میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح اذان کے کلمات کو سوائے شروع میں اللہ اکبر اور آخر میں لا الہ الا اللہ کے دو مرتبہ کہا جاتا ہے اسی طرح تکبیر کے کلمات کو بھی دو مرتبہ کہا جاتا ہے البتہ تکبیر میں صرف قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ ہے جو اذان میں نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی کہ یہ خواب سچا ہے اب اس تصدیق کا تعلق یا تو وحی سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس خواب کے سچا ہونے کی خبر دے دی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے حق کہا یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کی بناء پر اس خواب کو سچا مانا۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انشاء اللہ کہنا برکت اور اظہار طمانیت کے طور پر تھا۔ نہ کہ شک کے لیے۔ اذان کی آواز سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جو یہ کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ بات اس وقت کہی ہو جب انہیں معلوم ہو گیا ہو کہ یہ اذان حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب کے نتیجے میں کہی گئی ہے یا پھر انہیں اس خواب کا علم مکاشفہ کے ذریعے ہو گیا ہوگا۔ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ موزن کا بلند آواز اور خوش گلو ہونا مستحب ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک اذان میں ترجیع یعنی شہادتین کو دو مرتبہ کہنا سنت ہے۔ ترجیع کی شکل یہ ہوتی ہے کہ پہلے شہادتین کو دو مرتبہ پست آواز سے کہا جاتا ہے پھر دو مرتبہ بلند آواز سے ان حضرات کی دلیل یہی حدیث ہے۔

علمائے احناف فرماتے ہیں کہ یہ تکرار حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم کے لیے تھا نہ کہ تشریع کے لیے۔ یعنی پہلی مرتبہ ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب شہادتین کو پست آواز سے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان کلمات کو پھر ادا کرو اور بلند آواز سے ادا کرو چنانچہ اس سلسلے میں حضرت ابو محذورہ کی جو ایک دوسری روایت منقول ہے اس میں ترجیع نہیں ہے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی جو اذان کے باب میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے ترجیع نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو موزنوں کے سردار ہیں، نہ ان کی اذان میں اور نہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان میں جو مسجد نبوی میں اذان کہتے تھے اور نہ ہی حضرت سعد قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان میں جو مسجد قبا کے موزن تھے ترجیع منقول ہے۔ پھر یہ کہ اس سلسلے میں حضرت ابی محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ تکرار شہادتین کی تعلیم کے لیے تھا۔

بَابُ فِي الْفَرَادِ الْإِقَامَةِ

اقامت (کے الفاظ) ایک ایک مرتبہ کہنے کا بیان

230- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامِرَ بِلَالٍ أَنْ يُشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتَرَ الْإِقَامَةَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

وزاد بعضهم الا اقامة

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا وہ اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ کہیں۔

اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت اور بعض نے الا اقامہ کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

231- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْإِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّيَمِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

۲۳۰۔ بخاری کتاب الاذان باب الاذان مثنی مثنی ج ۱ ص ۸۵ مسلم کتاب الصلوة باب الامر ان يشفع الاذان ج ۱ ص ۱۶۶ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في افراد الاقامة ج ۱ ص ۴۸ ابو داؤد کتاب الصلوة باب في الاقامة ج ۱ ص ۷۵ نسائی کتاب الاذان باب تشية الاذان ج ۱ ص ۱۰۳ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب افراد الاقامة ج ۱ ص ۵۳ مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۳ ۲۳۱۔ مسند احمد ج ۲ ص ۸۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب في الاقامة ج ۱ ص ۷۶ نسائی کتاب الاذان باب تشية الاذان ج ۱ ص ۷۶

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان دو دو مرتبہ اور اقامت ایک ایک مرتبہ تھی (مگر اقامت کہنے والا دو مرتبہ) قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہتا۔
اسے امام احمد رحمہ اللہ ابو داؤد رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

232- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ طَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ لَقَالَ تَقُولُ اللَّهُ أَكْثَرُ فَذَكَرَ الْآذَانَ بِتَرْجِيحِ التَّكْبِيرِ بِغَيْرِ تَرْجِيحٍ وَالْإِقَامَةَ فَرَادَى إِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ایک شخص نے میرے پاس چکر لگایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا تو اس نے کہا تم اس طرح کہو اللہ اکبر پھر اس نے اذان کا ذکر کیا۔ چار بار تکبیر کے ساتھ بغیر ترجیع کے اور اقامت ایک ایک بار سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور ابو داؤد نے اور اس کی سند حسن ہے۔

کلمات اقامت و اذان میں فقہاء احناف و شوافع کا اختلاف دلائل

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور تکبیر کے کلمات ایک ایک دفعہ (کہے جاتے) تھے البتہ (تکبیر میں) قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ بے شک نماز تیار ہے مؤذن دو مرتبہ کہتا تھا۔ (ابو داؤد، سنن نسائی، ہمدانی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ شروع میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہتے تھے اور آخر میں لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہتے تھے ان دونوں کلمات کے علاوہ باقی کلمات دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے۔

اقامت میں جس طرح قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کا استثناء کیا گیا ہے اسی طرح تکبیر یعنی اللہ اکبر کو بھی مستثنیٰ کرنا مناسب تھا کیونکہ تکبیر بھی بلا اختلاف اول و آخر میں مکرر ہے۔

حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس کلمات اور تکبیر کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل، جامع ترمذی، ابو داؤد، سنن نسائی، ہمدانی، سنن ابی ماجہ)

فقہ حنفی کے مطابق اذان کے پندرہ کلمات ہیں مگر اس حدیث میں انیس ذکر کئے گئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انیس کلمات ترجیع سمیت ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے اور یہ یاد رہے کہ۔ احناف کے نزدیک ترجیع تعلیم پر محمول ہے وہ مشروع نہیں ہے۔

تکبیر کے سترہ کلمات بتائے گئے ہیں بایں طور کہ ترجیع کے چار کلمات الگ کر کے اور دو کلمات قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے بڑھا کر تکبیر کے کلمات سترہ ہوئے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے لہذا یہ حدیث اذان کے بارے میں تو شوافع کے مسلک کی تائید کرتی ہے کہ ان کے ہاں اذان کے کلمات انیس ہوتے ہیں۔ اور تکبیر کے بارے میں

حنفیہ کے مسلک کے موافق ہے کہ ان کے یہاں تکبیر کے کلمات سترہ ہوتے ہیں چنانچہ تکبیر کے کلمات کی تعیین میں احناف کی جانب سے یہی حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔

اس سے پہلے والی حدیث میں جس میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے مطابق تکبیر کے کلمات کی تعداد گیارہ ثابت ہوتی ہے اگر صحیح ہے تو اس حدیث سے منسوخ ہے۔

بَابُ فِي تَثْنِيَةِ الْإِقَامَةِ

دودو بار اقامت کہنے کا بیان

233- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَحْضَرَانِ فَقَامَ عَلَى حَانِئٍ فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى وَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن ابولیلیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد ﷺ کے صحابہ نے بیان فرمایا کہ عبداللہ بن زید انصاریؓ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص کھڑا تھا اور اس پر دو ہنر چادریں تھیں۔ پس وہ دیوار پہ کھڑا ہوا تو اس نے دودو مرتبہ اذان اور دودو مرتبہ اقامت کہی۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

234- وَعَنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَى فِي الْمَنَامِ الْأَذَانَ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ عَلِمَهُ بِلَالٌ فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى وَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى وَقَعَدَ لَعْدَةً رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ آپ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے محمد ﷺ کے صحابہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن زید انصاریؓ نے خواب میں اذان دیکھی تو نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ بلال کو سکھاؤ تو انہوں نے دودو بار اذان کہی اور دودو بار اقامت کہی۔ اسے امام طحاویؒ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

235- وَعَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ أَرَى الْأَذَانَ مَثْنَى مَثْنَى وَالْإِقَامَةَ مَثْنَى مَثْنَى قَالَ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عَلِمَهُمْ بِلَالٌ قَالَ فَتَقَدَّمْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقِيمَ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافَاتِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الذَّرَائِعِ

۲۳۲۔ مسند احمد ج ۲ ص ۴۳ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیف الاذان ج ۱ ص ۷۱

۲۳۳۔ مصنف ابن شیبہ کتاب الاذان والاقامة باب ما جاء فی الاذان والاقامة کیف ہو ص ۲۰۲

۲۳۴۔ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الاقامة ج ۱ ص ۹۲

۲۳۵۔ التمریۃ باب الاذان نقلًا عن البیہقی فی الخلافات ج ۱ ص ۱۱۵

أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ
اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

239- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَحْذُورَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنَى وَيُقِيمُ مَثْنَى
مَثْنَى . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محذورہ کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

240- وَعَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُثْنِي الْأَذَانَ وَيُثْنِي الْإِقَامَةَ وَكَانَ يَبْدَأُ بِالتَّكْبِيرِ
وَيُنْهِئُهُم بِالتَّكْبِيرِ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دو دو مرتبہ اذان کہتے اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے اور آپ تکبیر سے آغاز کرتے اور تکبیر پر اختتام کرتے۔ اسے عبدالرزاق طحاوی اور دارقطنی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

241- وَعَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنَى وَيُقِيمُ مَثْنَى . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ
وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت سويد بن غفلة رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بلال کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

242- وَعَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَثْنَى مَثْنَى وَيُقِيمُ مَثْنَى مَثْنَى . رَوَاهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَالطَّيْرَانِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْنٌ .

☆☆ حضرت عون بن ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے لئے دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

243- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الصَّلَاةَ مَعَ الْقَوْمِ
أَذَّنَ وَأَقَامَ وَيُثْنِي الْإِقَامَةَ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

۲۳۹. طحاوی کتاب الصلوة باب الإقامة کیف ہی ج ۱ ص ۹۵

۲۴۰. مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوة باب بدء الاذان ج ۱ ص ۶۶۲

۲۴۱. طحاوی کتاب الصلوة باب الإقامة ج ۱ ص ۹۴

۲۴۲. دارقطنی کتاب الصلوة باب ذکر الإقامة الخ ج ۱ ص ۶۴۲ ۶۴۱ طحاوی کتاب الصلوة

۲۴۳. دارقطنی کتاب الصلوة باب ذکر الإقامة الخ ج ۱ ص ۶۴۱

☆☆ حضرت یزید بن ابوعبید سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جب جماعت کے ساتھ نماز پائیں تو وہ اذان اور اقامت کہتے اور اقامت دو دو بار کہتے۔ اسے دارقطنی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

244- وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ ثُوْبَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنً وَيَقِيْمُ مَثْنً. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ مُوَسَّلٌ. ☆☆ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور یہ مرسل حدیث ہے۔

245- وَعَنْ قَطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ ذِكْرَ لَهُ الْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً فَقَالَ هَذَا شَيْءٌ اِسْتَحْفَهُ الْاَمْرَاءُ الْاِقَامَةُ مَرَّتَيْنِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالتَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت قطر بن خلیفہ رضی اللہ عنہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے ایک ایک مرتبہ اقامت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جسے امراء نے کم کر دیا۔ اقامت دو دو بار ہے۔ اسے عبدالرزاق ابو بکر بن ابی شیبہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔
مذکورہ تمام روایات فقہ حنفی کی مؤید ہیں۔

اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں

اس مسئلہ میں لوگوں نے ایک من گھڑت دلیل کو عوام الناس میں پھیلانے کی کوشش کی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہی اللہ کا نام لیا جائے تو تم اس کے احترام کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی بھی خلاف سنت کام کسی قسم کے ثواب یا اجر کا حامل نہیں ہوتا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں تشریف لانے سے پہلے اٹھ جاتے اور آپ کے آنے سے پہلے ہی اپنے کھڑے ہونے کی جگہوں کو سنبھال لیتے، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر تخفیف دینی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: نماز کے لئے جلدی کھڑے نہ ہوا کرو مجھے دیکھ کر کھڑے ہوا کرو۔

(سنن کبریٰ، ج ۲، ص ۲۰، مطبوعہ بیروت)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت بڑی واضح طور پر بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع کر دیا۔ لہذا جو لوگ اقامت کے وقت ابتداء ہی میں کھڑے ہو جائیں انہیں کھڑے ہونے سے منع کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ایک جماعت کے بہت بڑے عالم سے ہمارا جب اس مسئلہ میں مباحثہ ہوا، تو ہم نے ان سے اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے صحیح بخاری سے حدیث پیش کی، جس میں یہ تعین موجود تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اقامت کے وقت

کھڑے ہونے سے منع کیا۔ اور اس طویل مباحثہ کے آخر وقت تک ہم اس سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہمیں صحیح بخاری کی حدیث میں بیان کردہ قیام کی نفی کا تعین آپ اپنے موقف کے مطابق بیان کر دیں، لیکن آخر کار وہ عالم صاحب عاجز نہ ہوئے۔ یہ سب پر مجبور ہو گئے۔ کہ اس مسئلہ کی کچھ مزید تحقیق کے بعد وہی موقف اپناؤں گا جو آپ کا موقف ہے۔ لیکن افسوس! وہ عالم عاجز آخر بھی اس مسئلہ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوا۔ حالانکہ اس عالم صاحب نے مسجد میں بیٹھ کر ہمارے سامنے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ اب ہم قارئین کے سامنے صحیح بخاری کی وہی حدیث بیان کر رہے ہیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے نہ ہوں۔

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقيمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۸، اللہ تعالیٰ کتب خانہ دہلی)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تم کھڑے نہ ہو جاؤ جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

اس حدیث مبارکہ میں لفظ ”اذا“ موجود ہے جس کا معنی یہ ہے کہ کھڑا ہونا اس وقت منع ہے جس وقت اقامت کہی جائے، کیونکہ اقامت سے پہلے تو کھڑے ہونے کا معنی و مفہوم بتانا ہی نہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابتدائے اقامت کے وقت کھڑے ہوئے تھے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجرہ مبارکہ سے ”حی علی الصلوٰۃ“ کے وقت تشریف لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ”قد قامت الصلوٰۃ“ کے وقت کھڑے ہوتے تھے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہے۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی مؤذن نے اقامت کہنا شروع کی، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ جب مؤذن ”قد قامت الصلوٰۃ“ کہے تب کھڑے ہونا۔

(المصنف، باب قیام الناس عند الاقامة، ج ۱، ص ۵۰۶، دار القلم، بیروت)

اقامت میں اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی کھڑا ہونا مکروہ ہے

فقہ حنفی کے چھ سوماتفقہ علماء کے بورڈ سے مرتب کیا جانے والا فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔ جب کوئی شخص اقامت میں داخل ہو تو اس کے لئے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن وہ بیٹھ جائے اور جب مؤذن ”حی علی الفلاح“ کہے تو کھڑا ہو جائے۔ (مضمرات، عالمگیری، ج ۱، ص ۵۷، بولاق مصر)

اب بدعتیہ لوگوں کو یا تو فقہ حنفی کا پرچار کرنا چھوڑ دینا چاہیے یا پھر صحیح معنوں میں اس پر عمل کریں ویسے عوام میں بڑے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ یہ لوگ فقہ حنفی کا نام استعمال کرتے ہیں لیکن ایک وہ عمل جس کو فقہ حنفی نے مکروہ لکھا ہے اس پر انتہائی سختی سے عمل کرتے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ صرف اسے ہی اپنائے ہوئے ہیں جس میں اہل سنت

وجامعت کی مخالفت لازم آئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي "الْصَّلَاةِ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ"

ان روایات کا بیان جو الصلوة خیر من النوم کے بارے میں نازل ہوئیں

246- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي آذَانِ الْفَجْرِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ . رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ أَبِي عَرَبَةَ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ مسنون ہے کہ جب مؤذن فجر کی اذان میں عسی عسی الصلوة حسی عسی الفلاح کہے تو (اس کے بعد) الصلوة خیر من النوم کہے۔ اسے ابن خزیمہ دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور فرمایا اس کی سند صحیح ہے۔

247- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْآذَانُ الْأَوَّلُ بَعْدَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ . أَخْرَجَهُ السَّيْرَاجُ وَالتَّطَبُّرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ پہلی اذان میں عسی عسی الصلوة اور عسی عسی الفلاح کے بعد الصلوة خیر من النوم (کے الفاظ ہیں) دو مرتبہ اسے سراج طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے تمکیم میں فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

248- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي مَعْدُودَةَ عَنْ أَبِي مَعْدُودَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُتَيْنٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ مُخْتَصَرًا وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ .

☆☆ حضرت عثمان بن سائب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد اور ام عبدالملک بن ابومعدودہ نے ابومعدودہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے نکلے پھر آگے حدیث بیان کی اور اس حدیث میں یہ بھی تھا کہ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد الصلوة خیر من النوم الصلوة خیر من النوم (کے الفاظ ہیں دو مرتبہ)

۲۴۶. صحیح ابن حریمہ ج ۱ ص ۲۰۲ دارقطنی کتاب الصلوة باب ذکر الإقامة۔ الخ ج ۱ ص ۲۴۲ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب التثویب فی اذان الصبح ج ۱ ص ۴۲۳

۲۴۷. سنن الکبریٰ للبیہقی باب التثویب فی اذان الصبح ج ۱ ص ۴۲۳ تلخیص الجیر نفلاً عن الطبرانی ولسراح ولسیہقی ج ۱ ص ۲۰۱

۲۴۸. سنن الکبریٰ للبیہقی باب اذان فی السفر ج ۱ ص ۱۰۴ ابو داؤد کتاب الصلوة باب کیف اذان ج ۱ ص ۱۰۲ صحیح ابن حریمہ باب التثویب فی اذان الصبح ج ۱ ص ۲۰۱

ہے۔ اسے نسائی ابوداؤد نے مختصراً بیان کیا اور اسے ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا۔

علت غفلت حکم نص کے ساتھ خاص ہے

اس حدیث میں جو ”الصلوة خیر من النوم“ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حکم کی علت صاحب ہدایہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ وقت لوگوں کے لئے نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ لہذا اسی وجہ سے شریعت نے ان کے لئے تہییب کا حکم دیا ہے۔ جبکہ باقی نمازوں میں فجر کی طرح نیند و غفلت کا وقت نہیں ہوتا لہذا ان میں یہ کلمات ”الصلوة خیر من النوم“ نہیں کہے جائیں گے۔ اگر کسی نے دور حاضر میں کسی قسم کی علت ثابت کرنے کی کوشش کی تو اسے ہرگز اجازت نہ دی جائے گی۔ کیونکہ یہ طریقہ بہ اجماع مسلمین چل آ رہا ہے۔ اسی کی پابندی ضروری ہوگی۔

تہییب کے بارے میں فقہی آراء کا بیان

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ فجر کی نماز کے علاوہ اور کسی نماز میں تہییب نہ کرو۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ) اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ (اس حدیث کے راوی) ابواسرائیل محدثین کے نزدیک قوی (یعنی قابل اعتبار) نہیں ہیں۔

تہییب وہ اعلام ہوتا ہے جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اس کی غرض اور اس سے پہلے کے اعلام کی غرض ایک ہو۔ مثلاً پہلے اعلام سے لوگوں کو نماز کے لیے بلانا مقصود ہو تو اس اعلام سے بھی یہی مقصود ہو۔ تہییب کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ فجر کی اذان میں الصلوة خیر من النوم کہنا، یہ تہییب اس لیے ہے کہ ایک مرتبہ توحی علی الصلوة کہہ کر لوگوں کو نماز کے لیے بلایا گیا پھر دوبارہ الصلوة خیر من النوم سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔ یہ تہییب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھی اور مسنون یہی ہے پھر اس کے بعد کوفہ کے علماء نے اذان و تکبیر کے درمیانی وقفے میں حی علی الفلاح کہنا رائج کیا، اس کے بعد ہر فرقہ و طبقہ کے لوگوں نے اپنے اپنے عرف کے مطابق کچھ نہ کچھ طریقہ تہییب کے طور پر رائج کیا مگر یہ تمام تہییبیں فجر کی نماز ہی کے لیے رائج کی گئیں، کیونکہ فجر کا وقت نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے۔

پھر آخر میں متاخرین علماء نے تمام نمازوں کے لیے تہییب رائج کی اور اسے بنظر استحسان دیکھا حالانکہ متقدمین کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ احداث ہے اور بدعت ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اس کا انکار بایں طور منقول ہے کہ ایک آدمی تہییب کہتا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارہ میں فرمایا کہ ”آخر جوا هذا المبتدع من المسجد“ یعنی اس بدعتی آدمی کو مسجد سے نکال باہر کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک دن جب کہ وہ مسجد میں موجود تھے موزن کو غیر فجر میں تہییب کرتے ہوئے سنا تو مسجد سے باہر نکل آئے اور دوسروں سے بھی کہا کہ اس آدمی کے سامنے نہ رہو

باہر نکل آؤ کیونکہ یہ بدعتی ہے۔ (ترمذی بقرہ)

فقہ حنفی کی کتب سے مسئلہ تہویب کی اباحت

فقہ میں تہویب اسے کہتے ہیں یعنی مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دے کر پھر دوبارہ اطلاع دینا اور وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع مکرر رائج ہو وہی تہویب ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے "صلاۃ" کہی جاتی ہے یا خاص طریقہ پر، مثلاً کسی سے کہنا اذان ہو گئی یا جماعت کھڑی ہوتی ہے یا امام آگئے یا کوئی قول یا فعل ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو وہ سب تہویب ہے اور اس کا اور صلاۃ کا ایک حکم ہے یعنی جائز، جس کی اجازت سے عامہ کتب مذہب متون مثل تنویر۔

(۱) الابصار وقایہ (۲) ونقایہ (۳) وغرر الاحکام (۴) وکنز (۵) وغرر الاذکار (۶) ووافی (۷) وملئقی (۸) نور الابصار (۱۰) وشروحات در مختار (۱۱) ورد المختار (۱۲) وطحطاوی (۱۳) وعناہ (۱۴) ونہایہ (۱۵) وغنیہ (۱۶) شرح منیہ وصغیری (۱۷) وبحر الرائق (۱۸) ونہر الفائق (۱۹) وتبيين الحقائق (۲۰) وبرجندی (۲۱) وقہستانی (۲۲) ودرر (۲۳) وابن ملک (۲۴) وكافی (۲۵) ومحنبی (۲۶) وایضاح (۲۷) وامداد الفتاح (۲۸) ومراقی الفلاح (۲۹) وحاشیہ مراقی للعلامة الطحطاوی (۳۰) وفتاویٰ مثل ظہیریہ (۳۱) وعناہ (۳۲) وعزائۃ المفتین (۳۳) وجواهر اخلاطی (۳۴) وعلمگیری (۳۵) وغیرہا مالا مال ہیں، وهو الذی علیہ عامة الائمة المتأخرین والخلاف خلاف زمان لا برهان (عام ائمہ متأخرین اسی پر ہیں اور یہ اختلاف زمانی اختلاف ہے برہانی نہیں۔

مختصر الوقایہ میں ہے: التہویب حسن فی کل صلاۃ (تہویب ہر نماز کے لئے بہتر ہے۔

(مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ فصل الاذان نور محمد کارخانہ تہارت کراچی)

اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی سنت کا بیان

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کی اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو۔ اور وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ اور جو کوئی میرے لئے وسیلہ (مقام محمود یعنی جنت کا ایک محل) طلب کرے گا تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم: ۱۹۸)

اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں حدیث کا بیان

یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما . (الاحزاب، ۵۶)

اے ایمان والو! تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر خوب صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو۔

اس آیت میں درود اور سلام کا حکم علی الاطلاق وارد ہوا ہے۔ اور اسے مطلق حکم پر رکھنا چاہیے۔

صلوٰۃ و سلام کا مطلب

یاد رہے یہاں پر ہم تفصیل میں جائے بغیر یہ بیان کر رہے ہیں کہ یہ بات تمام فقہاء اسلام اور جمہور علمائے اسلام کے نزدیک متفق ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے صلوٰۃ و سلام کا مطلب دعا ہے۔ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں کہ جب ہم صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نزل رحمت فرمائے۔ (جلاء القلوب ص ۸۷، دار الکتاب العربی بیروت)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بنی نجار کی ایک عورت سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرا گھر اونچے گھروں میں سے تھا اور مسجد کے گرد و نواح میں تھا، پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کے لئے سحری کے وقت آتے اور میرے مکان پر بیٹھ جاتے اور فجر کا انتظار کرتے تھے اور جب وہ دیکھ لیتے تو وہ یہ کہتے، اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں اور تجھ سے مدد مانگتا ہوں اس بات کی کہ قریش آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین پر قائم رہیں انہوں نے کہا پھر وہ اذان پڑھتے۔ (بنی نجار کی اس عورت نے کہا) خدا کی قسم! میں نہیں جانتی کہ کسی بھی رات آپ نے یہ کلمات پڑھنے ترک کئے ہوں۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۷۷، مطبوعہ دار الحدیث ملتان)

نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد نفلی نماز پڑھنا مباح ہے اگر کوئی شخص اس وقت میں بیچگی کے ساتھ نفل پڑھے تو کیا اس پر یہ لازم لگاتے ہوئے اسے نماز سے منع کرو گے۔ حاشا للہ

تو اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعا کرنا اذان سے پہلے جائز ہے یا نہیں تو اس کا ثبوت ہم فراہم کر رہے ہیں کیونکہ قاعدہ کلیہ کے طور پر تو حکم نص سے ثابت ہے تاہم تسلی کے لئے ہم اسکی جزی کا بیان بھی کر دیتے ہیں۔

مفسرین صلوٰۃ و سلام کے شیخ الحدیث زکریا صاحب اپنی کتاب فضائل اعمال میں لکھتے ہیں کہ نماز کے فارغ ہونے پر، اذان کا جواب دینے کے بعد، جمعہ کے دن صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے گا (فضائل اعمال، ص ۸۳۱، مکتبہ رضائیہ، لاہور)

اس حکم کے باوجود یہ لوگ نہ تو اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اور نہ نماز جمعہ کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں اب جو لوگ قرآن و سنت کے علاوہ اپنے اسلاف کی بھی پیروی نہیں کرتے، انہیں ہمارے دلائل سے شاید ہی نفع ملے؟

اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنے میں دلیل ممانعت کا معدوم ہونا

تمام بدعتیہ فرقے یہ دلیل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ کہ قرآن و سنت اجماع و قیاس میں کسی بھی مقام پر یا اسلاف میں سے کسی فقیہ، محدث، امام، علامہ نے یہ دلیل پیش کی ہو کہ اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام پڑھنا منع ہے۔ دلیل ممانعت کا معدوم ہونا

خود اس کی اباحت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اصول وقانون شرعی یہ ہے کہ احکام میں اصل اباحت ہے۔ حتیٰ کہ ان کی ممانعت پر حرمت کی کوئی دلیل آجائے۔

بَابُ فِي تَحْوِيلِ الْوُجْهِ يَمِينًا وَشِمَالًا

(اذان میں) چہرے کو دائیں بائیں پھرنے کا بیان

249- عَنْ أَبِي جَحْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ فَجَعَلَتْ اتَّبَعُ فَأَهْ هَهُنَا وَهَهُنَا بِالْأَذَانِ .

أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اذان دے رہے تھے۔ میں ان کے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ منہ کو دائیں بائیں کر رہے تھے اذان میں اسے شیخین بخاری نے روایت کیا۔

250- وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الْأَبْطَحِ فَأَذَّنَ فَلَمَّا بَلَغَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ لَوْى عُنُقَهُ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَمْ يَسْتَدِرْ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ .

☆☆ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ (وادی) ابطح کی طرف نکلے۔ انہوں نے اذان کہی۔ پس جب وہ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ پر پہنچے تو انہوں نے اپنی گردن کو دائیں بائیں پھیرا اور وہ خود نہ پھرے اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

251- وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ بِلَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ وَيَذْوُرُ وَيَتَّبِعُ فَأَهْ هَهُنَا وَهَهُنَا وَأَضْبَعَاهُ فِي أُذُنَيْهِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاحْمَدُ وَابُو عَوَانَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

☆☆ آپ ہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا اور پھرتے ہوئے اور وہ اپنے منہ کو دائیں بائیں پھیر رہے تھے اور ان کی دونوں انگلیاں ان کے کانوں میں تھیں۔ اسے ترمذی احمد اور ابو عوانہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ سَمَاعِ الْأَذَانِ

اذان سنتے وقت کیا کہے؟

252- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ الْبَلَاءَ

۲۴۹. بخاری کتاب الاذان باب هل يتبع المؤذن غاه . الخ ج ۱ ص ۸۸: مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترة المصلي الخ ج ۱ ص ۱۶۶

۲۵۰. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب المؤذن يستد يرفي اذانه ج ۱ ص ۷۷

۲۵۱. ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء في احوال الاصم الاذن عند الاذان ج ۱ ص ۴۹: مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۸ ابو عوانہ

کتاب الصلوٰۃ باب بیان اذان بلال و اقامته ج ۱ ص ۲۲۹

لَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سنو تو اسی کی مثل ہو جو مؤذن کہہ رہا ہے۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

شرح

اذان کا جواب دینا واجب ہے اگر کئی آدمی مل کر اذان دیں تو اس شکل میں حرمت اول کے لئے ہوگی یعنی اس کا جواب دینا چاہئے اور اگر کوئی آدمی کئی طرف سے یعنی مختلف محلوں کی مساجد سے اذان بنے تو صرف اپنی مسجد کے مؤذن کا جواب دینا واجب ہوگا اور اگر کوئی آدمی اذان کے وقت مسجد میں بیٹھا ہوا ہو تو اس کے لئے اذان کا جواب واجب نہیں ہے کیونکہ اس محل میں تو اسے اجابت فعل حاصل ہی ہے۔ اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن پڑھنے والا آدمی اذان کا جواب دے یا نہ دے! چنانچہ اس سلسلے میں مختار قول یہ ہے کہ وہ اذان کا جواب نہ دے۔

253- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابُو دَاوُدَ .

★★ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی کوئی شخص اللہ اکبر اللہ اکبر کہے۔ پھر جب مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے۔ پھر جب مؤذن اشہد ان محمدًا رسول اللہ کہے تو وہ بھی اشہد ان محمدًا رسول اللہ کہے۔ پھر جب مؤذن حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کہے تو وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ پھر جب مؤذن حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ پھر جب مؤذن لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی لا الہ الا اللہ کہے۔

جس نے یہ کلمات صدق دل سے کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

ہے۔

۲۵۲۔ بخاری کتاب الاذان باب ما يقول اذا سمع التنادي ج ۱ ص ۸۶ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن الخ ج ۱ ص ۱۶۶ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما يقول اذا سمع اذا اذن المؤذن ج ۱ ص ۵۱ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما يقول اذا اذن المؤذن ج ۱ ص ۷۷ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ما يقال اذا اذن المؤذن ص ۵۳ نسائی کتاب الاذان باب القول مثل ما يقول المؤذن ج ۱ ص ۱۰۹ مستد احمد ج ۲ ص ۹۰

۲۵۳۔ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن۔ الخ ج ۱ ص ۱۶۷ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما يقول اذا اذن

المؤذن ج ۱ ص ۷۸

254- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيْهِ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِيِ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرَجُو أَن أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللَّهَ لِيِ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کو سنو تو اس کی مثل کہو جو وہ کہہ رہا ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھو۔ پس بے شک جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر وہ اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگے۔ پس بے شک وہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کے لئے ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں پس جس نے اللہ سے میرے لئے دعائے وسیلہ مانگی اس پر میری شفاعت ثابت ہوگئی۔ اسے مسلم بخاری نے روایت کیا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب مؤذن اذان کہے تو تم بھی مؤذن کے ساتھ اذان کے کلمات دہراتے جاؤ البتہ چند کلمات ایسے ہیں جن کو بعینہ دہرانا نہیں چاہئے بلکہ ان کے جواب میں دوسرے کلمات کہنے چاہیں جس کی تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے چنانچہ فجر کی اذان میں جب مؤذن الصلوۃ خیر من النوم کہے تو اس کے جواب میں صَلَّيْتَ وَبَرَزْتَ وَبِالْحَقِّ نَبَّيْتَ (یعنی تم نے سچ کہا ہے اور خیر کثیر کے مالک ہوئے اور تم نے سچ بات کہی) کہنا چاہئے۔ "وسیلہ" اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے مطلوبہ چیز کو خاص کیا جائے اور اس کے سبب سے مطلوبہ چیز کا قرب حاصل ہو چنانچہ جنت کے ایک خاص اور اعلیٰ درجے کا نام وسیلہ اسی لئے ہے کہ جو آدمی اس میں داخل ہوتا ہے اسے باری تعالیٰ عزاسمہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور اس کے دیدار کی سعادت میسر آتی ہے نیز جو فضیلت اور بزرگی اس درجے والے کو ملتی ہے وہ دوسرے درجے والوں کو نہیں ملتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارجو (یعنی مجھ کو امید ہے) فرمانا عاجزی اور انکساری کے طور پر ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل و بہتر ہیں تو یہ درجہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے۔ کوئی دوسرا اس درجے کے لائق کیسے ہو سکتا ہے؟ لہذا اس لفظ کی تاویل یہ کی جائے گی کہ یہ یقین سے کنایہ ہے یعنی مجھے یہ یقین ہے کہ یہ درجہ مجھے ہی حاصل ہوگا۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ الْآذَانِ

اذان کے بعد کیا کہے

255- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ

۲۵۴۔ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن ج ۱ ص ۱۶۶

۲۵۵۔ بخاری کتاب الاذان باب الدعاء عند النداء ج ۱ ص ۸۶

النِّدَاءُ اَللّٰهُمَّ رَتْ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اِتِّ مُحَمَّدًا ابِ الْوَيْبِلَةِ وَالْفَصِيلَةِ وَانْعَهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا
الَّذِي وَعَدْتَهُ خَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان سنتے وقت کہا اے اللہ
اے اس دعوت کامل اور کھڑی ہونیوالی نماز کے رب تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر فائز فرما
جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی قیامت کے دن اس حدیث کو امام بخاری بیسہ
نے روایت کیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اَذَانِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِهِ

طلوع فجر سے پہلے اذان فجر کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

256- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ
فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بلال رات کو اذان دیتا ہے تو
تم کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ عبد اللہ بن ام مکتوم اذان دے۔ اس حدیث کو شیخین بیسہ نے روایت کیا۔

257- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ اَذَانَ
بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ وَلَيْسَبَهُ نَائِمُكُمْ . أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہرگز تم میں سے کسی کو بلال کی
اذان سحری کھانے سے نہ روکے۔ پس بے شک وہ تو رات کے وقت اذان دیتا ہے یا فرمایا ندا دیتا ہے تاکہ تم میں سے تہجد
پڑھنے والا لوٹ آئے اور سونے والا بیدار ہو جائے۔

اس حدیث کو شیخین بیسہ نے روایت کیا۔

258- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُعْرَنُ
أَحَدُكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِنَ السَّحُورِ وَلَا هَذَا الْيَاسُ حَتَّى يَسْتَطِيرَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی ایک کو

۲۵۶۔ بخاری کتاب الاذان باب الاذان بعد الفجر ج ۱ ص ۸۷ مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل

بطلوع الفجر الخ ج ۱ ص ۳۴۹

۲۵۷۔ بخاری کتاب الاذان باب الاذان قبل الفجر ج ۱ ص ۸۷ مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل

بطلوع الفجر ج ۱ ص ۳۵۰

۲۵۸۔ مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم الخ ج ۱ ص ۳۵۰

ہرگز بلال کی اذان سحری کھانے سے دھوکے میں نہ رکھے اور نہ ہی یہ سفیدی (یعنی صبح کا ذب) حتیٰ کہ روشنی پھیل جائے اس و امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

259- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْرَمُكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ فَإِنْ فِي بَصَرِهِ شَيْئًا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ 'وَأَسْنَدُهُ صَحِيحٌ' .

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو ہرگز بلال کی اذان دھوکے میں نہ ڈالے۔ پس بے شک ان کی نظر میں کچھ کمزوری ہے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اذان فجر کا قبل از وقت پڑھنے میں امام ابو یوسف و امام شافعی کا موقف و جواب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ وقت سے پہلے اذان دینا مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کیا جائے۔ جبکہ امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک بھی وقت سے پہلے اذان دینا جائز نہیں البتہ فجر کی اذان دینا جائز ہے۔ اور ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بلال رات کو اذان دیتے ہیں تم کھاؤ پیو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم کی اذان سن لو۔ جبکہ ہماری دلیل وہ حدیث جس کو امام ابو داؤد نے شداد سے بیان کیا ہے جو عیاض بن عامر کے غلام ہیں وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا: تم اذان نہ کہو حتیٰ کہ فجر اس طرح ظاہر ہو جائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک کو چوڑائی کی جانب لہا کیا۔ امام ابو داؤد نے اس حدیث کا ضعف بیان نہیں کیا۔ امام بیہقی نے اس حدیث کی سند میں تعلیل کی اور فرمایا کہ شداد نے حضرت بلال کو نہیں پایا۔ لہذا یہ منقطع ہے۔ ابن قطعان نے کہا ہے کہ شداد مجہول ہے۔ وہ جعفر بن برقان کے سوا کسی روایت سے پہنچانے نہیں جاتے۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! فجر کی اذان نہ دو حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جائے۔ اور امام بیہقی فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

حضرت نافع حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال نے فجر سے قبل اذان دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہوئے۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراضگی کا سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں بیدار ہوا حالانکہ میں وستان میں مجھ کو استراحت تھا۔ پس نے خیال کیا کہ فجر طلوع ہو گئی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو بیدار کر لیا کریں مگر بندہ چونکہ سویا ہوتا ہے۔ (یعنی دوسروں کو بیدار نہ کریں کیونکہ وہ نقلی عبادت کے مکلف نہیں ہیں)۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۸۴، بیروت)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ کے مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف اور امام شافعی علیہما الرحمہ کے نزدیک فجر

کی اذان سے وقت سے پہلے دینے کا حکم جواز صحیح نہیں ہے۔

وقت سے پہلے اذان دینے کی ممانعت کا بیان

260- وَعَنْ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَاسْتَنْذْتُ إِلَى حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَتَسَحَّرُ فَقَالَ أَبُو يَحْيَى؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاةِ قُلْتُ إِنِّي أُرِيدُ الصِّيَامَ قَالَ وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ وَلَكِنْ مُؤَذِّنًا هَذَا فِي بَصَرِهِ سُوءٌ أَوْ قَالَ شَيْءٌ وَإِنَّهُ آذَنَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْحَالِظُ فِي الْإِسْنَادَةِ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت شیبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سحری کھائی پھر میں مسجد آیا اور نبی پاک ﷺ کے حجرہ انور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا آپ ﷺ سحری تناول فرما رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ابو یحییٰ میں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا آؤ صبح کے کھانے کی طرف تو میں نے عرض کی میں تو روزے کی نیت کر چکا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی روزے کی نیت کر چکا تھا لیکن ہمارے مؤذن کی نظر میں کچھ کمزوری ہے اور بے شک اس نے طلوع فجر سے پہلے اذان دیدی۔ پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لائے اور کھانا ترک فرما دیا اور اذان نہیں دینے دیتے تھے حتیٰ کہ صبح (صادق) طلوع ہو جائے۔ اسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

اور وقت سے پہلے بھی نماز کے لئے اذان نہ دی جائے اور وقت کے اندر ہی اس کا اعادہ کیا جائے۔ اس لئے کہ اذان تو دخول وقت کی خبر دینے والی ہے۔ اور وقت سے پہلے لوگوں کو جہالت میں دھکیلتا ہے۔ جبکہ امام ابو یوسف اور یہی قول امام شافعی کا ہے کہ فجر کے لئے رات کے آخری نصف میں اذان جائز ہے۔ کیونکہ یہ اہل حرمین سے توارثاً نقل کیا گیا ہے۔ اور تمام ائمہ کے خلاف حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم اذان نہ دو حتیٰ کہ فجر تمہارے لئے اس طرح ظاہر ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک چوڑائی میں پھیلائے۔

(ہدایہ، کتاب الصلوة)

261- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ بِلَالًا آذَنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ اسْتَيْقَظْتُ وَأَنَا وَبَيْنَا فَطَنْتُ أَنَّ الْفَجْرَ طَلَعَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنَادِيَ بِالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا أَنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ ثُمَّ أَقْعَدَهُ إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ عبد العزیز بن ابی رواد نے نافع اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بیان کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کے طلوع ہونے سے پہلے اذان دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہیں کس چیز نے اس پر مائل کیا؟

۲۶۰. المعجم الکبیر للطبرانی ج ۷ ص ۲۱۲ و مجمع الزوائد نقلاً عن الطبرانی فی الکبیر والوسط ج ۳ ص ۱۵۳ درایۃ ج ۱ ص ۱۲۰

۲۶۱. سنن الکبریٰ کتاب الصلوة باب روایۃ من روی النہی عن الاذان قبل الوقت ج ۱ ص ۳۸۳

انہوں نے کہا: میں جب جاگا تو اونگھ رہا تھا میں نے سمجھا کہ صبح طلوع ہو چکی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ مدینہ منورہ میں تین مرتبہ اعلان کرواؤ کہ اذان دینے والا بندہ نیند میں تھا پھر انہیں اپنے پاس بٹھالیا ایسے میں فجر طلوع ہو گئی۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

262- وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ أَنَّ بِلَالَ بْنَ رَاحَةَ قَالَ لَمَّا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى مَقَامِهِ فَيَنَادِيَنَّ الْعَبْدَ نَامَ فَرَجَعَ . رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي الْإِمَامِ هُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ لَيْسَ فِي رِجَالِهِ مَطْعُونٌ فِيهِ .

☆☆ حضرت حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک رات تاریکی میں اذان دیدی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ لوٹ جائیں اور اعلان کریں کہ بندہ سو رہا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ لوٹ گئے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور امام میں کہا کہ یہ حدیث مرسل جید ہے۔ اس کے رواد میں سے کوئی ایسا راوی نہیں جس میں طعن کیا گیا ہو۔

263- وَعَنْ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِي مِنْ أَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَأْتِي بِسُخْرِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ يَنْظُرُ إِلَى الْفَجْرِ فَإِذَا رَأَاهُ أَذَّنَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ الْخَالِطُ فِي الدِّرَايَةِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ بنو نجار کی ایک عورت بیان کرتی ہیں میرا گھر مسجد کے ارد گرد گھروں میں سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کے وقت آ کر اس پر بیٹھ جاتے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے رہتے۔ پس جب دیکھتے (کہ فجر طلوع ہو گئی ہے) تو اذان کہتے اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

264- وَعَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ .

☆☆ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن اذان دیتا تو کھڑے ہو کر فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر مسجد تشریف لے جاتے اور کھانا ترک کر دیتے اور آپ اذان نہیں کہنے دیتے تھے حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

265- رَوَى عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا كَانُوا يُؤَذِّنُونَ حَتَّى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ أَخْرَجَهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۲۶۲. دارقطنی کتاب الصلوة باب ذکر الإقامة الخ ج ۱ ص ۲۴۴

۲۶۳. ابو داؤد کتاب الصلوة باب الاذان فوق المنارة ج ۱ ص ۷۷ الدراية ج ۱ ص ۱۲۰

۲۶۴. طحاوی کتاب الصلوة باب التاذین للفجر ای وقت . الخ ج ۱ ص ۹۷ الجوهر النقی مع السنن الکبری کتاب الصلوة باب

روایة من روی النهی عن الاذان قبل الوقت نقلًا عن البيهقي ج ۱ ص ۲۸۴

۲۶۵. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الاذان باب من کره ان يؤذن المؤذن قبل الفجر ج ۱ ص ۲۱۴ الدراية کتاب الصلوة باب الادان

نقلًا عن ابی الشیخ ج ۱ ص ۱۲۰

فِي مُصَنَّفِهِ وَ أَبُو الشَّيْخِ فِي كِتَابِ الْآذَانِ وَ اسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں صحابہ اذان نہیں کہتے تھے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے اسے ابو بکر بن ابوشیبہ نے اپنے مصنف میں بیان فرمایا اور ابوالشیخ نے کتاب الاذان میں اور اس کی سند صحیح ہے۔

266- وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ مُوَذِّنٍ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُقَالُ لَهُ مَسْرُوحٌ أَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ قَامَرَةً عُمَرُ أَنْ يَرْجِعَ فَيُنَادِي . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَ اسْنَادُهُ حَسَنٌ .

قَالَ الْيَمُومِيُّ ثَبَتَ بِيَدِهِ الْأَخْبَارُ أَنَّ صَلَاةَ الْفَجْرِ لَا يُؤَذَّنُ لَهَا إِلَّا بَعْدَ دُخُولِ وَفَيْهَا وَأَمَّا آذَانُ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ طُلُوعِهِ فَإِنَّمَا كَانَ فِي رَمَضَانَ لِنِسْبَةِ النَّائِمِ وَلِيَرْجِعَ الْقَائِمُ لَا لِلصَّلَاةِ وَأَمَّا فِي غَيْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ ذَلِكَ خَطَاؤًا مِنْهُ لِصَلَاةِ أَنْ الْمَحْرُوقُ قَدْ طَلَعَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ .

حضرت نافع بن عوف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں جنہیں مسروح کہا جاتا تھا کہ انہوں نے طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ لوٹ جائیں اور اذان کریں۔ اسے ابو داؤد اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوا کہ فجر کی اذان فجر کا وقت داخل ہونے کے بعد ہی دی جائیگی اور رہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا طلوع فجر سے پہلے اذان دینا تو وہ صرف رمضان میں ہوتا تھا تاکہ سونے والا بیدار ہو جائے اور قیام کر نیوالا لوٹ جائے اور غیر رمضان میں طلوع فجر سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اذان دینا آپ کی خطا تھی کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ مَا جَاءَ فِي آذَانِ الْمُسَافِرِ

مسافر کی اذان کے بارے میں وارد روایات کا بیان

267- عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَوْمَكُمَا أَكْبَرُكُمَا . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دو شخص نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جو سفر کا ارادہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا جب تم دونوں (سفر) پر نکل جاؤ تو تم اذان اور اقامت کہو۔ پھر تم میں سے بڑا تمہاری امامت کرائے اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

مسافر کا اذان و اقامت کو ترک کرنا مکروہ ہے

مسافر آبادی سے باہر خواہ اکیلا نماز پڑھتا ہو اس کو اذان و اقامت دونوں کا چھوڑ دینا مکروہ ہے، اگر اذان بھی اور اقامت چھوڑ دی تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر اذان چھوڑ دی اور اقامت کہی تو بلا کراہت جائز ہے، بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے، اسی طرح اگر مسافر کے تمام ساتھی موجود ہوں تو اذان کا ترک بلا کراہت جائز ہے اور اقامت کا ترک مکروہ ہے اور دونوں کا کہنا مستحب ہے سنت منکدہ نہیں، جس گاؤں میں ایسی مسجد ہو جس میں اذان و اقامت ہوتی ہو، اس گاؤں میں گھر کے اندر نماز پڑھنے والے کا حکم وہی ہے جو شہر کے اندر گھر میں نماز پڑھنے والے کا ہوتا ہے اور اگر اس گاؤں میں ایسی مسجد نہیں ہے تو وہ مسافر کے حکم میں ہے۔

اگر شہر یا گاؤں کے باہر باغ یا کھیت وغیرہ ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اذان کافی ہے پھر بھی اذان دے لینا اولیٰ ہے اور اگر وہ جگہ دور ہے تو شہر کی اذان اس کے لئے کافی نہیں اور قریب کی حد یہ ہے کہ شہر کی اذان وہاں سنائی دیتی ہو

اگر جنگل میں جماعت سے پڑھیں اور اذان چھوڑ دیں تو مکروہ نہیں اور اقامت چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔

امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان دی حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدائی بھائی نے اذان دی ہے اور جو اذان دیتا ہے وہی اقامت کہتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

ابن ماجہ کی بیان کردہ مذکورہ حدیث سے مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ سفر کی حالت میں اذان و اقامت کہی جائے گی۔

سفر میں اذان و اقامت سے متعلق فقہی مذاہب

مالک بن حویرث سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سفر کرو تو اذان کہو اور اقامت کہو اور تم میں سے بڑا امام کرے امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ سفر میں اذان دی جائے اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اقامت ہی کافی ہے اذان تو اس کے لئے کہ جو لوگوں کو جمع کرنے کا ارادہ کرے اور پہلا قول اصح ہے اور امام احمد اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَرْكِ الْإِذَاانِ لِمَنْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ

گھر میں نماز پڑھنے والے کے لئے اذان چھوڑ دینے کے جواز کا بیان

268- عَنْ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا أَتَيْنَا عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا دَارِهِ فَقَالَ أَصَلَّى هَلْ لَآءِ خَلْفَكُمْ قُلْنَا لَا قَالَ قَوْمُوا فَصَلُّوا وَلَمْ يَأْمُرْ بِإِذَاانٍ وَلَا إِقَامَةٍ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُسْلِمٌ وَآخَرُونَ .

☆☆ حضرت اسود بن علقمہ بیان فرماتے ہیں: ہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس آئے ان کے گھر میں تو انہوں نے فرمایا کیا انہوں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھی ہے تو ہم نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو اور آپ نے اذان اور اقامت کا حکم نہیں دیا اسے ابن ابی شیبہ اور امام مسلم رحمہما نے روایت کیا ہے۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

یہ باب استقبال قبلہ کے بیان میں ہے قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

269- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ بِمَكَّةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَالْكَعْبَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ دارنحالیکہ آپ مکہ میں تھے تو کعبہ آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

270- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَوةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ ابْنُ لَقَّالٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةُ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ اس دوران کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز میں مشغول تھے کہ ان کے پاس ایک آنیوالا آیا اور اس نے کہا کہ گزشتہ رات نبی پاک ﷺ پر قرآن نازل ہوا اور آپ کو حکم دیا گیا کہ آپ کعبہ کی طرف منہ کر لیں پس تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر لو تو ان کے چہرے شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ اس حدیث کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

۲۶۸ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الاذان باب من کان یقول یجزیہ ان یصلی۔ الخ ج ۱ ص ۲۲۰

۲۶۹ مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۵ ابو داؤد کتاب الصلوة ج ۱ ص ۲۲۵

۲۷۰ بخاری کتاب الصلوة باب ما جاء فی القبلة۔ الخ ج ۱ ص ۵۸ مسلم کتاب المساجد باب تحویل القبلة من القدس ی

271- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ إِلَى عَجْدَادِهِ أَوْ قَالَ أَخُوَالِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَاللَّهُ صَلَّى قَبْلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُفَجِّبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قَبْلَ الْبَيْتِ وَاللَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَوةٍ صَلَّاهَا صَلَوةُ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ فَمَنَّ صَلَّي مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ فَقَالَ أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَكَّةَ لَقَدْ رَأَوْا كَمَا هُمْ قَبْلَ الْبَيْتِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب پہلی مرتبہ مدینہ تشریف لائے تو اپنے انصار انھیال یا اپنے مومنوں کے پاس اترے اور بے شک آپ نے سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھی اور آپ کو یہ پسند تھا کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی جانب ہو اور بے شک آپ نے سب سے پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی تو آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک شخص نکلا تو اس کا گزر مسجد والوں کے پاس سے ہوا۔ درانحالیکہ وہ رکوع میں تھے تو اس نے کہا میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یقیناً میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ المکرمہ کی جانب نماز پڑھی۔ پس وہ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔ اسے امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کیا۔

قبلہ رخ ہو کر اذان و نماز پڑھنے کے حکم شرعی کا بیان

اور وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: پس تم اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ اور جو شخص مکہ میں ہو اس کے لئے فرض یہ ہے کہ وہ عین کعبہ کو پائے۔ اور جو شخص غائب ہے اس کے لئے فرض یہ ہے کہ وہ قبلہ کی جہت کو پائے۔ یہی قول صحیح ہے۔ اس لئے کہ تکلیف طاقت کے مطابق دی جاتی ہے۔

اور جس شخص کو خوف لاحق ہو وہ جس سمت چاہے نماز اسی طرف پڑھ لے۔ کیونکہ اشتباہ کی وجہ سے اس کا عذر محقق ہو گیا ہے۔ اگر کسی شخص پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور صورت حال یہ ہے کہ اسے کوئی بتانے والا بھی موجود نہیں جس سے وہ پوچھ سکے تو وہ اجتہاد کرے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی تحری کی تھی اور نماز پڑھی تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہیں کیا تھا۔ اور یہ بھی ہے کہ عمل دلیل ظاہری کے مطابق کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس سے بڑھ کر کوئی دلیل موجود نہ ہو۔ لہذا پوچھنا اجتہاد سے بڑھ کر ہے۔ (ہدایہ کتاب الصلوٰۃ، بیروت)

عبارت کا مطلب یہ ہے کہ غیر مکی کو ہرگز ضروری نہیں کہ اس کی توجہ عین کعبہ معظمہ کی طرف ہو بلکہ اسی جہت کی طرف منہ ہونا کافی ہے جس میں کعبہ واقع ہے تکلیف بقدر وسعت اور طاعت بحسب طاقت ہے اس سے خود ثابت ہوا کہ غیر مکہ مکرمہ میں اتنا انحراف کہ جہت سے خارج نہ کرے مضر نہیں اور اسکی تصریح نہ صرف ہدایہ بلکہ عامہ کتب مذہب میں ہے پھر مسافت

بعیدہ میں ایک حد تک کثیر انحراف بھی جہت سے باہر نہ کرے گا اور درحق نماز قلیل ہی کہلائے گا اور جتنا بعد بڑھتا جائیگا انحراف زیادہ گنجائش پائے گا۔

پہلے حکم شرعی کے منسوخ اور جہت قبلہ میں نماز پڑھنے کا حکم شرعی

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ قرآن میں قبلہ کا حکم پہلا نسخ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی یہاں کے اکثر باشندے یہود تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کا حکم دیا یہود اس سے بہت خوش ہوئے۔ آپ کئی ماہ تک اسی رخ نماز پڑھتے رہے لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت قبلہ ابراہیمی کی تھی آپ اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور نگاہیں آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے بالآخر آیت (قد نری) الخ نازل ہوئی اس پر یہود کہنے لگے کہ اس قبلہ سے یہ کیوں ہٹ گئے جس کے جواب میں کہا گیا کہ مشرق اور مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور فرمایا جدھر تمہارا منہ ہوا دھر ہی اللہ کا منہ ہے اور فرمایا کہ اگلا قبلہ امتحان تھا۔ اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اس پر یہ آیت اتری اور حکم ہوا کہ مسجد حرام کی طرف کعبہ کی طرف میزاب کی طرف منہ کرو جبرائیل علیہ السلام نے امامت کرائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد حرام میں میزاب کے سامنے بیٹھے ہوئے اس آیت پاک کی تلاوت کی اور فرمایا میزاب کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے کہ عین کعبہ کی طرف توجہ مقصود ہے اور دوسرا قول آپ کا یہ ہے کہ کعبہ کی جہت ہونا کافی ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ کرام کا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مراد اس کی طرف ہے ابو العالیہ مجاہد عکرمہ سعید بن جبیر قتادہ ربیع بن انس وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے ابن جریج میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیت اللہ مسجد حرام والوں کا قبلہ اور تمام زمین والوں کا حرام قبلہ ہے خواہ مشرق میں ہوں خواہ مغرب میں میری تمام امت کا قبلہ یہی ہے۔ ابو نعیم میں بروایت براء مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ سترہ مہینے تک تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن آپ کو پسند امر یہ تھا کہ بیت اللہ کی طرف پڑھیں چنانچہ اللہ کے حکم سے آپ نے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر عصر کی نماز ادا کی پھر نمازیوں میں سے ایک شخص مسجد والوں کے پاس گیا وہ رکوع میں تھے اس نے کہا میں حلفیہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ شریف کی طرف نماز ادا کی یہ سن کر وہ جس حالت میں تھے اسی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف پھر گئے۔ (تفسیر ابن کثیر، ج ۱، سورۃ البقرہ)

عبدالرزاق میں بھی یہ روایت قدزے کی پیشی کے ساتھ مروی ہے نسائی میں حضرت ابوسعید بن معلی سے مروی ہے کہ ہم صبح کے وقت مسجد نبوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جایا کرتے تھے اور وہاں کچھ نوافل پڑھا کرتے تھے ایک دن ہم گئے تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے کہا آج کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے میں بھی بیٹھ گیا تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت (قد نری) تلاوت فرمائی میں نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوں گے اور منبر سے اترنے سے پہلے ہی ہم اس نئے حکم کی تعمیل کریں اور اول فرمانبردار بن جائیں چنانچہ ہم ایک طرف ہو گئے اور سب سے پہلے بیت اللہ شریف کی طرف نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منبر سے اتر آئے اور اس قبلہ کی طرف پہلی نماز ظہر ادا کی مٹی۔

ابن مردویہ میں بروایت ابن عمر مروی ہے کہ پہلی نماز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف ادا کی وہ ظہر کی نماز ہے اور یہی نماز صلوٰۃ وسطیٰ ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ پہلی نماز کعبہ کی طرف عصر کی ادا کی ہوئی اسی وجہ سے اہل قبا کو دوسرے دن صبح کے وقت اطلاع پہنچی۔

ابن مردویہ میں روایت نوبیلہ بنت مسلم موجود ہے کہ ہم مسجد بنو حارثہ میں ظہر یا عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے ادا کر رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کسی نے آ کر قبلہ کے بدل جانے کی خبر دی۔ چنانچہ ہم نماز میں بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور باقی نماز اسی طرف ادا کی، اس گھومنے میں مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ آ گئیں، آپ کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو خوش ہو کر فرمایا یہ ہیں ایمان بالغیب رکھنے والے۔

ابن مردویہ میں بروایت عمارہ بن اوس مروی ہے کہ رکوع کی حالت میں ہمیں اطلاع ہوئی اور ہم سب مرد عورتیں بچے اسی حالت میں قبلہ کی طرف گھوم گئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو مشرق مغرب شمال یا جنوب میں ہر صورت نماز کے وقت منہ کعبہ کی طرف کر لیا کرو۔ ہاں البتہ سفر میں سواری پر نفل پڑھنے والا جدھر سواری جارہی ہو ادھر ہی نفل ادا کرنے کے لئے اس کے دل کی توجہ کعبہ کی طرف ہونی کافی ہے۔

اسی طرح میدان جنگ میں نماز پڑھنے والا جس طرح اور جس طرف بن پڑے نماز ادا کر لے اور اسی طرح وہ شخص جسے قبلہ کی جہت کا قطعی علم نہیں وہ اندازہ سے جس طرف زیادہ دل مانے نماز ادا کر لے۔ پھر اگر اس کی نماز فی الواقع قبلہ کی طرف نہ بھی ہوئی ہو تو بھی وہ اللہ کے ہاں معاف ہے۔

مسئلہ مالکیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نمازی حالت نماز میں اپنے سامنے اپنی نظریں رکھے نہ کہ سجدے کی جگہ جیسے کہ شافعی، احمد اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے اس لیے کہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ منہ مسجد الحرام کی طرف کرو اور اگر سجدے کی جگہ نظر جمانا چاہے گا تو قدرے جھکنا پڑے گا اور یہ تکلیف کمال خشوع کے خلاف ہوگا بعض مالکیہ کا یہ قول بھی ہے کہ قیام کی حالت میں اپنے سینہ کی طرف نظر رکھے قاضی شریک کہتے ہیں کہ قیام کے وقت سجدہ کی جگہ نظر رکھے جیسے کہ جمہور جماعت کا قول ہے اس لئے کہ یہ پورا پورا خشوع خضوع ہے اور اور ایک حدیث بھی اس مضمون کی وارد ہوئی ہے اور رکوع کی حالت میں اپنے قدموں کی جگہ پر نظر رکھے اور سجدے کے وقت ناک کی جگہ اور التحیات کے وقت اپنی گود کی طرف پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ یہودی جو چاہیں باتیں بنائیں لیکن ان کے دل جانتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ کی جانب سے ہے اور برحق ہے کیونکہ یہ خود ان کی

کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن یہ لوگ کفر و عناد اور تکبر و حسد کی وجہ سے اسے چھپاتے ہیں اللہ بھی ان کی ان کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔

مدینہ منورہ والوں کے لئے مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہونے کا بیان

212- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَقَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت اور صحیح قرار دیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے قوی قرار دیا۔

شرح

اس حدیث کا تعلق مدینہ منورہ کے باشندوں سے ہے کیونکہ مدینہ منورہ سے قبلہ جانب جنوب واقع ہے نیز اس حدیث کا تعلق ان اطراف کے لوگوں سے بھی ہے جن کا قبلہ مدینہ کے موافق جانب جنوب واقع ہے لہذا اس اعتبار سے ان لوگوں کا قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہوا۔

قبلہ منہ ہو کر تکبیر کہنے کا بیان

273- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب تو نماز کے ارادہ سے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ اسے مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

274- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَبَّلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ وَصَفَّاهُمْ قَالَ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلُّوا رَجُلًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَرُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا قَالَ نَافِعٌ لَا أُرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَلِكَ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ سے صلوة الخوف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس کا طریقہ بیان فرمایا۔ پھر کہنے لگے اگر یہ خوف اس سے زیادہ سخت ہو تو تم پیدل اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھو یا سواری کی حالت میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یا قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے بغیر حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا

۲۷۲۔ ترمذی ابواب الصلوة ما جاء ان بين المشرق والمغرب قبله ج ۱ ص ۷۹

۲۷۳۔ مسلم کتاب الصلوة باب وجوب القراءة في كل ركعة ج ۱ ص ۱۷۰ بخاری کتاب الاستیذان باب من رد فقال عیبت

اسلام ج ۲ ص ۹۲۴

۲۷۴۔ بخاری کتاب التفسیر باب قوله عز وجل وان خفتهم فرجالا الخ ج ۱ ص ۲۵۱

یہ خیال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے نبی پاک ﷺ سے بیان کیا ہے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

سواری پر نماز پڑھنے کا بیان

275- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قَبْلَ آتِي وَجْهِ تَوَجُّهٍ وَيُؤْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيُ عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر جس جانب متوجہ ہوتے، نفل پڑھتے تھے اور وتر بھی سواری پر پڑھتے سوائے اس کے کہ سواری پر فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

شرح

فرض اور واجب نماز سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ فرض اور واجب نماز مثلاً وتر اور نذر مانی ہوئی نماز اور وہ نفل نماز جسے شروع کر کے توڑ دیا۔ نماز جنازہ اور اس آیت کا سجدہ جو زمین پر تلاوت کی گئی سواری پر ادا کرنا صحیح نہیں البتہ ضرورت کے تحت جائز ہے مثلاً اترنے کی صورت میں اپنی ذات یا جانور یا کپڑوں کے بارے میں چور کا ڈر ہو، درندے کا خوف ہو جگہ کیچڑ والی ہو جانور سرکش ہو سوار ہونے سے عاجز ہو اور سوار کرانے والا کوئی نہ ہو۔ کجاوے میں نماز پڑھنا سواری پر نماز پڑھنے کی طرح ہے سواری چل رہی ہو یا کھڑی ہو۔ اور اگر کجاوے کے نیچے لکڑی رکھ دے یہاں تک کہ زمین پر قرار باقی رہے تو وہ زمین کے قائم مقام ہو جائے گی۔ پس اس میں کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھنا صحیح ہوگا۔

276- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يَوْمِي يَرَأِيهِ قَبْلَ آتِي وَجْهِ تَوَجُّهٍ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ. أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو اپنے سر کے اشارہ کے ساتھ سواری پر نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جس جانب آپ متوجہ تھے اور رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں ایسا نہیں کرتے تھے۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

سواری پر نفل نماز پڑھنے میں فقہاء اہل اف کا نظریہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو رات کی نماز

۲۷۵. بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب ينزل للمكتوبة ج ۱ ص ۱۴۸ مسلم کتاب صلوة المسافرين باب جواز صلوة النافذة على

ادابة. انج ج ۱ ص ۲۴۴

۲۷۶. بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب ينزل للمكتوبة ج ۱ ص ۱۴۸ مسلم کتاب صلوة المسافرين باب جواز صلوة النافذة على

الادابة. انج ج ۱ ص ۲۴۴

علاوہ فرض نماز کے اپنی سواری پر اشارے سے پڑھتے اور سواری کا منہ جس سمت ہوتا اسی سمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی منہ ہوتا نیز نماز وتر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری ہی پر پڑھ لیتے تھے۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

حَبِطَ ثَوَاهُٹ یہ کا مطلب یہ ہے کہ جدھر سواری کا منہ ہوتا ادھر ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی منہ کئے ہوئے نماز پڑھتے رہتے تھے لیکن تکبیر تحریرہ کے وقت اپنا روئے مبارک بہر صورت قبلے ہی کی طرف رکھتے تھے۔ جیسے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوگا اشارے سے نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرتے تھے نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کا جو اشارہ کرتے وہ رکوع کے اشارے سے پست ہوتا تھا۔

اس حدیث سے دو مسئلے مستنبط ہوتے ہیں اول تو یہ کہ سواری پر نفل نماز پڑھنی جائز ہے لیکن فرض نہیں اس حدیث میں اگرچہ رات کی نماز کا ذکر کیا گیا ہے لیکن دوسری روایتوں میں عام نفل نمازوں کا ذکر موجود ہے لہذا یہ حکم سنت موکدہ اور اس کے علاوہ دیگر سنن و نوافل نمازوں کو بھی شامل ہے مگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک روایت میں ثابت ہے کہ فجر کی سنتوں کے لیے سواری سے اتر جانا مستحب ہے بلکہ ایک دوسری روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی سنتوں کو سواری سے اتر کر پڑھنا واجب ہے۔ اسی لیے اس نماز کو بغیر کسی عذر کے بیٹھے بیٹھے پڑھنا جائز نہیں ہے فرض نماز سواری پر پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن مندرجہ ذیل اذکار کی صورت میں فرض نماز بھی سواری پر پڑھ لینا جائز ہے۔

(۱) کوئی آدمی جنگل میں ہو اور اپنے مال یا اپنی جان کی ہلاکت کا خوف غالب ہو مثلاً یہ ڈر ہو کہ اگر سواری سے اتر کر نماز پڑھنے لگوں گا تو کوئی چور یا راہزن مال و اسباب لے کر چلتا بنے گا یا کوئی درندہ نقصان پہنچائے گا یا قافلے سے پھڑ جاؤں گا یا راستہ بھول جاؤں (۲) سواری میں کوئی ایسا سرکش جانور ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس پر اترنے کے بعد پھر چڑھنا ممکن نہ ہو۔ (۳) نماز پڑھنے والا اتنا ضعیف اور بوڑھا ہو کہ خود نہ تو سواری سے اتر سکتا ہو اور سواری پر چڑھنے پر قادر نہ ہو اور نہ کوئی ایسا آدمی پاس موجود ہو جو سواری سے اتار سکے اور اس پر چڑھا سکے۔ (۴) زمین پر اتنا کچھڑ ہو کہ اس پر نماز پڑھنا ممکن نہ ہے۔ (۵) یا بارش کا عذر ہو۔

جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کا تعلق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز بھی سواری پر پڑھ لیتے تھے تو اس کے بارے میں امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے نماز وتر کے حکم کی تاکید کے پیش نظر اور اس کی اہمیت کا احساس دلانے کے لیے سواری پر وتر کی نماز پڑھ لیتے تھے مگر جب لوگوں کے ذہن میں اس نماز کی تاکید و اہمیت بیٹھ گئی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اتنی تاکید فرمادی کہ اس کے چھوڑنے کو رو نہیں رکھا تو بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز بھی سواری سے اتر کر زمین پر پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

حضرت امام محمد نے اپنی کتاب مؤطا میں صحابہ و تابعین کے ایسے بہت آثار نقل کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ

حضرات وتر کی نماز پڑھنے کے لیے اپنی سواریوں سے اتر جاتے تھے۔

علامہ شمشی فرماتے ہیں کہ نماز فرض کی طرح جنازہ کی نماز، منت مانی ہوئی نماز نذر اور وہ سجدہ تلاوت کہ جس کی آیت سجدہ کی تلاوت زمین پر کی گئی سواری پر جائز نہیں ہے۔

حدیث سے دوسرا مسئلہ یہ مستلزم ہوتا ہے کہ سواری پر نماز پڑھنا سفر کے ساتھ مشروط ہے چنانچہ ائمہ جمہور کا یہی مسلک ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ و حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے لیکن حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا محقق اور صحیح مسلک یہ ہے کہ سواری پر نماز کا جواز نمازی کے شہر سے باہر ہونے کے ساتھ مشروط ہے خواہ مسافر ہو یا نہ ہو، چنانچہ اگر کوئی مسافر بھی شہر کے اندر ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کے لیے سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن حضرت امام محمد کے نزدیک جائز ہے اگرچہ مکروہ ان کے نزدیک بھی ہے حضرت امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ مسافر شہر کے اندر بھی سواری پر نفل پڑھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اب اس کے بعد اس میں اختلاف ہے کہ شہر سے کتنے فاصلے پر ہونے کی صورت میں سواری پر نماز پڑھنا جائز ہے۔

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک کم سے کم دو فرسخ (چھ میل) شہر سے باہر ہونا ضروری ہے بعض حضرات نے تین فرسخ اور بعض حضرات نے ایک کوس متعین کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ شہر و آبادی کے مکانات سے باہر ہوتے ہی سواری پر نماز نفل پڑھنا جائز ہے جیسا کہ قصر نماز کے جواز کے سلسلے میں قاعدہ ہے۔

سواری پر نماز پڑھنے کے مسائل کا بیان

۱. شہر یا بستی سے باہر گھوڑے وغیرہ جانور پر سوار ہو کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے، خواہ کوئی عذر ہو یا نہ ہو، اور جدھر کو جانور جاتا ہو اُدھر ہی کو نماز پڑھے کیونکہ سواری پر نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا شرط نہیں ہے لیکن اگر شروع کرتے وقت ممکن ہو تو استقبال قبلہ مستحب ہے جانور کے رخ کے خلاف سمت کو نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۲. شہر (آبادی) کے اندر جانور پر سوار ہو کر نفل نماز پڑھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نہیں، امام ابو یوسف کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے اور امام محمد کر نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

۳. شہر سے باہر نکلنے کے بعد مسافر اور غیر مسافر اس حکم میں برابر ہیں اس لئے اگر کوئی شخص اپنی کھیتوں وغیرہ کی طرف یا گرد و نواح میں جاتا ہو اور سفر شرعی نہ ہو تب بھی سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے۔

۴. سنت متوکیدہ وغیر متوکیدہ سب نفل کے حکم میں ہیں لیکن سنت فجر امام ابو حنیفہ کے نزدیک بلا عذر سواری پر پڑھنا جائز نہیں۔

۵. سواری پر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اشاروں سے نماز پڑھے یعنی جس طرح سواری پر بیٹھا ہو نیت باندھ کر قرأت وغیرہ بدستور پڑھ کر رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے اور سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ جھکا ہوا ہو اور بدستور قعدے میں تشہد

- وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اور سجدہ میں کسی چیز پر اپنا سر نہ رکھے خواہ جانور چلتا ہو یا کھڑا ہو اس لئے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔
۶. شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھنے میں اگر جانور اپنے آپ چلتا ہو تو ہانکنا جائز نہیں اور اگر اپنے آپ نہ چلتا ہو تو عمل قلیل سے ہانکنے میں نماز فاسد نہیں ہوگی اور عمل کثیر سے ہانکنے میں نماز فاسد ہو جائے گی۔
۷. اگر نفل نماز زمین پر شروع کی پھر جانور پر سوار ہو کر اس کو پورا کیا تو جائز نہیں اور اگر سواری پر شروع کی اور زمین پر اتر کر پورا کیا تو جائز ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ عمل قلیل سے اترنا ہو مثلاً پاؤں ایک طرف کو لٹکا کر پھسل جائے۔
۸. اگر سواری کے جانور پر نجاست ہو تو وہ مانع نماز نہیں، خواہ قلیل ہو یا کثیر لیکن نمازی کے بدن یا لباس پر ناپاکی ہوگی تو نماز جائز نہ ہوگی۔ ۹. ہر شخص کو اپنی اپنی سواری پر اکیلے اکیلے نماز پڑھنے چاہئے اگر وہ جماعت سے پڑھیں گے تو امام کی نماز جائز ہوگی جماعت کی جائز نہ ہوگی اور اگر مقتدی سب ایک ہی جانور پر سوار ہوں تو سب کی نماز جائز ہو جائے گی۔
۱۰. جانور پر محمل (عتاری) میں اور گاڑی میں نفل نماز پڑھنے کا وہی حکم ہے جو جانور پر پڑھنے کا بیان ہوا۔
۱۱. پیدل چلنے کی حالت میں بالا جماع نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

سواری سے اتر کر بناء کرنے کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ظاہر الروایت سے لیا گیا ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص سواری سے اترے گا اور بناء کرتے ہوئے رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے گا تو اس صورت میں اس نماز کے بعض ارکان رکوع و سجود کے ساتھ ادا ہوئے اور بعض اشارے کے ساتھ ادا ہوئے۔ لہذا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔

اور اسی طرح اگر نازل سوار ہوا تو وہ نئے سے نماز پڑھے اور اگر اس نے بناء کی تو اس نے بعض نماز کو رکوع و سجود کے ساتھ پڑھا اور بعض کو اشارے سے پڑھا جبکہ وہی اولیٰ ہے۔ جبکہ امام زفر علیہ الرحمہ اس مسئلہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں اس شخص کا بناء کرنا صحیح ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ رکوع و سجود کرنے والے کا اشارے سے پڑھی ہوئی نماز پر بناء کرنا جائز ہے۔ اسی مسئلہ کے بارے میں امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں نئے سرے سے نماز پڑھے گا اور اس کی دلیل میں وہ ظاہر الروایت والا اسلوب اپناتے ہیں۔ (فتح القدیر، ج ۲، ص ۴۳۳، بیروت)۔

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

یہ باب نماز کے سامنے سترہ قائم کرنے کے بیان میں ہے

سترہ کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان

سترہ ستر سے بنا ہے، بمعنی ڈھانپنا۔ سترہ کے لغوی معنی ہیں چھپانے والی چیز یعنی آڑ۔ شریعت میں سترہ وہ چیز ہے جو

نمازی اپنے سامنے رکھے تاکہ اس سترہ کے پیچھے سے لوگ گزر سکیں، اس کی لمبائی تم از کم ایک ہاتھ (۲ فٹ) اور موناٹی ایک انگل چاہیے۔ بغیر سترہ نمازی کے آگے سے گزرنا حرام مگر حرم شریف کی مسجد میں جائز ہے۔ صاحب مرقات نے فرمایا کہ اگر صف اول میں لوگوں نے خالی جگہ چھوڑی ہو تو بعد میں آنے والا صفوں کے سامنے سے گزرتا ہوا وہاں پہنچے اور جگہ پر کمرے سے کیونکہ اس میں قصور جماعت والوں کا ہے جبکہ اس کا تو کوئی قصور نہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، بیروت)

سترہ کا بیان یہاں سترہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے نمازی کے سامنے کھڑا کیا جائے جیسے دیوار، ستون، یا لکٹری لوہا وغیرہ۔ نماز کے آگے سترہ اس لئے کھڑا کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سجود کی جگہ متمیز ہو جائے اور نمازی کے آگے سے گزرنے والا آدمی گنہگار نہ ہو۔ سترے کی لمبائی کم سے کم ایک ہاتھ اور موناٹی کم از کم ایک انگشت ہونا ضروری ہے۔ مقتدیوں کے لئے امام کا سترہ کافی ہے یعنی اگر امام کے آگے سترہ کھڑا ہو تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے اگرچہ ان کے سامنے کوئی چیز حائل نہ ہو۔ امام اور سترہ کے درمیان سے گزر جانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ کوئی نمازی پیچھے سے پہلی صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ پچھلی صفوں کے سامنے سے گزرتا ہوا پہلی صف میں خالی جگہ پہنچ کر کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ پچھلی صف والوں کا قصور ہے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں جگہ کو پر کیوں نہ کیا۔

نمازی کے (سامنے) سترہ کا بیان

277- عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے کہ اس پر کتنا گناہ لازم آیا تو اس کے نزدیک چالیس (سال) کھڑے رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے کی بہ نسبت بہتر ہوتا۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کے گناہ کا بیان

حضرت امام طحاوی نے "مشکل الآثار" میں فرمایا ہے کہ، یہاں چالیس سال مراد ہے نہ کہ چالیس مہینے یا چالیس دن۔ اور انہوں نے یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی جو اپنے بھائی کے آگے سے اس حال میں گزرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے (یعنی نماز پڑھتا ہے) اور وہ (اس کا گناہ) جان لے تو اس کے لئے اپنی جگہ پر ایک سو برس تک کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔ بہر حال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے جس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کسی آدمی کو یہ معلوم ہو جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا کتنی

نخت ہے تو وہ چالیس برس یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق ایک سو برس تک اپنی جگہ پر مستقلاً کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا یہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

کجاوے کی لکڑی کی مانند سترے کا بیان

278- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّلَ لِي غَزْوَةً تَبُوكَ عَنْ سِتْرَةِ الْمُصَلِّي فَقَالَ كَمُوخِرَةَ الرَّحْلِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا پالان کی پھلی لکڑی کے برابر ہو۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب نمازی سترے کے قابل کسی چیز کو اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور سترہ کے سامنے سے کوئی گزرے تو اس کا خیال نہ کرے کیونکہ سترے کی موجودگی میں سامنے سے کسی کا گزرنا نماز کے خشوع و خضوع پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ "یا پرواہ نہ کرے" کا تعلق گزرنے والے سے ہوگا۔ یعنی اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو اس کے سامنے گزرنے والا آدمی کچھ پرواہ نہ کرے کیونکہ سترے کی موجودگی میں نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وجہ سے وہ گنہگار نہیں ہوگا۔

نمازی کے سامنے سے عورت کے گزرنے کا بیان

279- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ أَحْيَرَةِ الرَّحْلِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ أَحْيَرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْبَحْمَارُ وَالْمَرَأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ قُلْتُ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَخْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نمازی کے سامنے پالان کی پھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو تو وہ اس کا سترہ بن جاتی ہے اور جب اس کے سامنے پالان کی پھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہو تو بے شک اس کی نماز کو گدھا عورت اور سیاہ کتا توڑ دیتے ہیں۔ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیاہ سرخ اور زرد رنگ کے کتے میں کیا فرق ہے تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے سوال

۲۷۸. مسلم کتاب الصلوة باب سترۃ المصلی۔ الخ ج ۱ ص ۱۹۵

۲۷۹. مسلم کتاب الصلوة باب سترۃ المصلی۔ الخ ج ۱ ص ۱۹۷ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء انه لا یقطع الصلوة الا الکلب الخ ج ۱ ص ۷۹ ابوداؤد کتاب الصلوة باب ما یقطع الصلوة ج ۱ ص ۱۰۲ نسائی کتاب القبلة باب ذکر ما یقطع الصلوة وما لا یقطع ج ۱ ص ۱۲۲ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما یقطع الصلوة ص ۶۸ مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۱

کیا تھا جیسا کہ تو نے کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سیاہ کتا شیطان ہے۔
اسے امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

جمہور فقہاء کے نزدیک گزرنے والے کے سبب سے نماز باطل نہ ہونے کا بیان

نمازی کے آگے سے گزرتا نماز کو باطل نہیں کرتا: جمہور علمائے صحابہ وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ کوئی چیز یا کوئی آدمی اگر نمازی کے آگے سے گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی خواہ مذکورہ بالا تینوں چیزیں ہوں یا ان کے علاوہ کچھ اور ہوں۔ جہاں تک اس حدیث یا اسی طرح کی دوسری احادیث کا تعلق ہے سب دراصل نمازی کے سامنے سترہ کھڑا کرنے کی اہمیت اور تاکید بیان کرنے میں مبالغے کے طریقے پر ہیں۔ یا اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اگر نمازی کے آگے سے گزریں تو نماز میں خشوع و خضوع اور حضوری قلب کو کھودیتی ہیں جو درحقیقت نماز کی اصل اور روح ہیں۔ یا پھر اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ نمازی کے آگے سے ان چیزوں کے گزرنے سے چونکہ نمازی کا دل ان کی طرف ہٹ جاتا ہے اور اس کا دل ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اس لئے نماز بھی بطلان کے قریب پہنچ جاتی ہے۔ عورت، گدھے اور کتے کی تخصیص کی وجہ، حدیث سے بظاہر یہ ظہور ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے صرف ان تین چیزوں کے گزر جانے سے نماز پر اثر پڑ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر چیزوں کے گزرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان مذکورہ تین چیزوں کی تخصیص اسی لئے کی گئی ہے کہ ان کی طرف دل بہت زیادہ متوجہ ہو جاتا ہے چنانچہ عورت کی حیثیت تو ظاہری ہے گدھے کا معاملہ بھی یہ ہے کہ گدھے کے ساتھ چونکہ اکثر و بیشتر شیاطین رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے چیخنے کے وقت اعوذ پڑھنا مستحب ہے اس لئے جب گدھا نمازی کے آگے سے گزرے گا تو نمازی کا دل اس احساس کی بناء پر کہ اس کے ہمراہ شیاطین ہوں گے گدھے کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ یا ایسے ہی کتا نہ صرف یہ کہ نجس عین ہوتا ہے بلکہ اس سے تکلیف پہنچنے کا بھی خطرہ رہتا ہے اس لئے اس کے گزرنے کی صورت میں بھی ذہن پوری تیزی کے ساتھ اس کی طرف بھٹک جاتا ہے۔

280- وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ يَدَ الْخَيْرَةِ الرَّحْلِ فَلْيَصِلْ وَلَا يَمْلِكْ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے پالان کی چھلی لکڑی کی مثل کوئی چیز رکھ لے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھے اور پرواہ نہ کرے۔ ان چیزوں کی جو اس کے پیچھے سے گزریں۔

اسے مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

281- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ

وَالْمَرْأَةُ . رَوَاهُ الْبُزَارُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کتا، گدھا اور عورت نماز کو توڑ دیتے ہیں۔ اسے بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

282- وَعَنِ الْفَصْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةِ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلَّى فِي صَحْرَاءٍ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سِتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالِي بِذَلِكَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم اپنے صحراء میں تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے تو آپ نے کھلے صحراء میں نماز پڑھائی حالانکہ آپ کے سامنے سترہ بھی نہ تھا اور ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیل رہی تھیں تو آپ ﷺ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے اسی کی مثل بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نیزے کو سترے کے طور پر استعمال کرنے کا بیان

283- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جِئْتُ أَنَا وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِي هَاشِمٍ عَلَى حِمَارٍ فَمَرَرْنَا بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيُ فَزَلْنَا عَنْهُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ يَأْكُلُ مِنْ بَقْلِ الْأَرْضِ أَوْ قَالَ نَبَاتِ الْأَرْضِ فَدَخَلْنَا مَعَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ رَجُلٌ أَكَّانَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ لَا رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى . وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں اور بنو ہاشم کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ پس ہم انہی ﷺ کے سامنے سے گزرے درانحالیکہ کے آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ پس ہم اس سے اتر گئے اور گدھے کو زمین سے گھاس چرنے کے لئے چھوڑ دیا (راوی کو شک ہے کہ بقل الارض کہا یا نبات الارض) پھر ہم آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے (تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے) ایک شخص نے کہا کیا ان کے سامنے نیزہ تھا تو آپ نے فرمایا نہیں۔ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

شرح

معمول یہ تھا کہ سترہ کرنے اور ڈھیلے وغیرہ توڑنے کے لئے اکثر اوقات خدام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک نیزہ لے کر چلتے تھے چنانچہ عید گاہ میں سامنے چونکہ کوئی دیوار وغیرہ نہیں تھی بلکہ میدان ہی میدان تھا اس لئے وہاں بھی آپ صلی اللہ

۲۸۱. كشف الاستار عن روائد المزار كتاب الصلوة باب ما يقطع الصلوة ج ۱ ص ۲۸۱

۲۸۲. ابو داؤد كتاب الصلوة باب من قال الكلب لا يقطع الصلوة ج ۱ ص ۱۰۴ نسائي كتاب القبلة باب ذكر ما يقطع الصلوة وما

لا يقطع. اع ج ۱ ص ۱۲۲

۲۸۳. مسند ابو يعنى ج ۴ ص ۲۱۱

علیہ وسلم کے ساتھ نیزہ جاتا تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سامنے کھڑا کر دیتے تھے۔

نمازی کے سامنے سے گدھے کے گزرنے سے نماز باطل نہ ہونے کا بیان

284- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالنَّاسِ قَمَرًا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حِمَارَ الْمُسَبِّحِ إِنْفًا سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَوَاهُ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو لوگوں کے سامنے سے گدھا گزرا تو حضرت عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ کہا سبحان اللہ سبحان اللہ۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا ابھی کون سبحان اللہ کہہ رہا تھا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تھا۔ بے شک میں نے سنا ہے کہ گدھا نماز کو توڑ دیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن جب کہ میں بالغ ہونے کے قریب تھا گدھی پر بیٹھا ہوا آیا اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھ رہے تھے اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے) آگے کوئی دیوار نہیں تھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی سترہ نہیں کھڑا کر رکھا تھا، میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا، پھر گدھی سے اتر کر اسے چھوڑ دیا وہ چرنے لگی اور میں صف میں داخل ہو گیا اور مجھے کسی نے کچھ نہیں کہا۔"

(صحیح البخاری و صحیح مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 743)

اس واقعہ کو بیان کرنے سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ بتانا مقصود ہے کہ نمازیوں کے آگے سے گدھی کے گزرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اس وقت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما چونکہ بالغ نہیں تھے اس لئے جب وہ نمازیوں کے آگے سے گزرے تو انہیں کسی نے روکا نہیں۔

285- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ قَطًّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي . رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے والی چیزوں میں سے کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی۔ اسے امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۲۸۰. دار قطنی کتاب الصلوة باب صفة السهو في الصلوة واحكامه . الخ ج ۱ ص ۳۶۷

۲۸۰. مؤطا امام مالك كتاب قصر الصلوة في السفر باب الرخصة في المرور بين يدي المصلي ص ۱۴۰

286- وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ لَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ يَقُولُ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ لَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ عبد اللہ بن عباس بن ابوربیعہ کہتے ہیں کہ کتا اور گدھا نماز کو توڑ دیتے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

287- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ وَادْرَاءُ رَأْسِهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور جتنی تم استطاعت رکھتے ہو اسے نماز سے دور کرو۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

288- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ بِلِقَاءِ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ عَصًا فَلْيُحِطْ بِخَطِّهِ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ أَمَامَهُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز پڑھے تو وہ اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھ دے۔ اگر وہ نہ پائے تو عصی گاڑ دے اور اگر وہ بھی نہ پائے تو خط کھینچ دے۔ پھر اس کے آگے سے گزرنے والی کوئی چیز اسے نقصان نہیں دے گی۔

اسے ابو داؤد ابن ماجہ اور احمد نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

سترے کی لکیر سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

یہ حدیث اس بات کی اجازت دے رہی ہے کہ اگر کسی نمازی کو کوئی ایسی چیز دستیاب نہ ہو جو سترے کے طور پر کام دے سکے تو وہ اپنے عصا کو اپنے سامنے سترہ بنا کر کھڑا کر لے۔ اب اس سلسلہ میں اتنی اور سہولت دی گئی ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو عصا کو زمین میں گاڑ دیا جائے اور اگر زمین سخت ہو کہ عصا کو گاڑنا مشکل ہو تو پھر اس شکل میں عصا کو گاڑنے کی بجائے اپنے سامنے

۲۸۶. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الرد بین یدی المصلی۔ الخ ج ۱ ص ۳۱۲ .

۲۸۷. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الرد بین یدی المصلی۔ الخ ج ۱ ص ۳۱۲ .

۲۸۸. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الخط اذا لم يجد عصا ج ۱ ص ۱۰۰ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ما یستر المصلی ص ۶۸ مسند

طورا رکھ لیا جوے تاکہ گاڑنے کی مشابہت حاصل ہو جائے۔ فقہ کی کتاب شرح منہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی اپنے عصا کو سترے کے طور پر بجائے زمین میں گاڑنے کے اپنے سامنے رکھ لے تو بعض علماء کے نزدیک تو اس کے لئے یہ سترے کے طور پر کافی ہو جائے گا۔ یعنی سترے کا حکم پورا ہو جائے گا مگر بعض علماء کے نزدیک یہ سترے کے طور پر کافی نہیں ہوگا۔ کٹایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی سترے کے طور پر عصا کو بجائے گاڑنے کے سامنے رکھنا چاہے تو اسے عصا کو طولاً رکھنا چاہئے نہ کہ عرضاً۔ سترے کے لئے کوئی بھی چیز موجود نہ ہونے کی شکل میں سامنے صرف لکیر کھینچ لینے میں علماء کا اختلاف: اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ اگر کسی نمازی کو سترہ بنانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے یہاں تک کہ اس کے پاس عصا بھی نہ ہو تو وہ اپنے سامنے صرف لکیر کھینچ کر نماز پڑھ لے اس کے لئے یہی لکیر سترہ بن جائے گی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول قدیم اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے بلکہ حنفیہ میں بھی بعد کے بعض علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ حنفیہ کے اکثر علماء اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک لکیر کھینچ لینا معتبر نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی قول جدید میں اپنے پہلے مسلک کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سلسلہ میں جو حدیث وارد ہے وہ ضعیف اور مضطرب ہے۔ نیز یہ کہ نمازی اور سامنے سے گزرنے والے کے درمیان سترے کے طور پر صرف لکیر کا حائل ہونا نہ صرف یہ کہ کوئی اعتبار نہیں رکھتا بلکہ دور سے معلوم و تمیز بھی نہیں ہوتا۔ صاحب ہدایہ (رحمۃ اللہ) علیہ نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔

حضرت شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کا مفہوم بھی یہی ہے کہ لکیر کھینچنے کے بجائے سترہ کھڑا کرنا ہی اتباع سنت کی بناء پر اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ سامنے کھڑا ہوا سترہ پوری طرح ظاہر ہونے کی وجہ سے احتیاء بھی رکھتا ہے اور نمازی کے دل کو شک و شبہات سے نکال کر سکون خاطر اور اطمینان قلب کا باعث ہوتا ہے۔ اس کے بعد علماء نے وصف خط میں بھی اختلاف کیا ہے کہ لکیر کس طرح کھینچی جائے چنانچہ بعض علماء کے نزدیک لکیر بشکل ہلال کھینچی چاہئے اور بعض حضرات نے جانب قبلہ طولاً کھینچنے کو لکھا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ لکیر عرضاً دائیں طرف سے بائیں طرف کو کھینچی جائے اور مختار طولاً ہی کھینچتا ہے۔

(فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، بیروت)

۲۸۶. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب المردود بین یدی المصلی۔ الخ ج ۱ ص ۳۱۲

۲۸۷. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب المردود بین یدی المصلی۔ الخ ج ۱ ص ۳۱۲

۲۸۸. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الخط اذا لم يجد عصا ج ۱ ص ۱۰۰ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ما یستر المصلی ص ۶۸ مسند

نمازی کے لئے لوگوں کو روکنے یا نہ روکنے کا بیان

سختی سے اسے روکے، یہاں لڑنا بھڑنا اور قتل کرنا مراد نہیں۔ مرقات نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی جاہل نمازی اسے قتل کر دے تو عمدۃ قتل میں قصاص واجب ہوگا اور خطا میں ذیت۔ خیال رہے کہ اگر نمازی بغیر سترے راستہ میں نماز پڑھ رہا ہے تو اسے گزرنے والے کو روکنے کا حق نہ ہوگا کہ اس میں قصور نمازی کا ہے اسی لیے یہاں سترے کی قید لگائی۔ شیطان سے مراد یا تو اصطلاحی شیطان ہے یعنی جنات کا مورث اعلیٰ تب تو یہ مطلب ہوگا کہ اسے شیطان بہکا کر ادھر لارہا ہے اور اس پر شیطان سوار ہے اور یا شیطانوں سے انسانوں کا شیطان مراد ہے جو شیطانوں کا سا کام کرے وہ شیطان ہی ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی شیطانی کام کرنے والے انسانوں کو خناس فرمایا ہے کہ ارشاد فرمایا: "الَّذِي يُؤْمِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ"۔ اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ دینی کاموں میں خلل ڈالنے والا سخت مجرم ہے لہذا جو لوگ مسجدوں کے پاس شور مچائیں، ریڈیو کے گانے گائیں وہ اس سے عبرت پکڑیں۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ

یہ باب مساجد کے بیان میں ہے

اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنانے کا بیان

289- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى

مَسْجِدًا لِلَّهِ تَعَالَى بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کے لئے جنت میں محل بنائے گا۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

شرح

اللہ کے لئے مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا حاصل کرنے کے لئے مسجد بناتا ہے، نہ کہ لوگوں کو دکھانے سنانے کے لئے اور اپنا نام پیدا کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس آدمی کے لئے جنت میں مکان بنا دیتا ہے اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ جو آدمی مسجد بنا کر اس پر اپنا نام لکھتا ہے تاکہ تشہیر کا ذریعہ بنے تو یہ اس کے عدم اخلاص کی دلیل ہے۔ لفظ مسجد میں تکبیر (عمومیت) تقلیل کے لئے ہے۔ یعنی اگرچہ کوئی آدمی مسجد کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ بنائے اسے اس کا بدلہ اسی طرح دیا جائے گا۔ جس طرح کسی بڑی اور عالی شان مسجد بنانے والے کو۔ چنانچہ روایت میں یہ الفاظ ہیں اگرچہ وہ مسجد بیڑ کے گھونسلے کی مانند ہو۔ یہ مسجد کی تنگی و اختصار میں مبالغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو نیت کو دیکھتا ہے اگر کوئی آدمی دنیا کی شہرت اور نمائش کے جذبے سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا و خوشنودی کی غرض سے اور اپنی نیت کے پورے اخلاص کے ساتھ مسجد بناتا ہے تو وہ جنت میں اللہ کی طرف سے ایک مکان کا حقدار ہوگا اگرچہ اس کی بنائی ہوئی مسجد کتنی چھوٹی اور مختصر کیوں نہ ہو۔

نماز باجماعت کی فضیلت کا بیان

290- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ

۲۸۹۔ مسلم کتاب المساجد باب فضل بناء المساجد۔ الخ ج ۱ ص ۲۰۱ بخاری کتاب الصلوة باب من سجداً ج ۱ ص ۶۵

۲۹۰۔ بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوة الجماعة ج ۱ ص ۸۹ مسلم کتاب المساجد باب فضل الصلوة المكتوبة جماعة ج ۱

تُضَعَّفُ عَنِ صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَهُ تَرَابُ الْمَلَائِكَةِ نُصِّلِي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ ارْحَمْنَهُ وَلَا يَزَالُ آخِذُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْظَرُ الصَّلَاةُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس سے گھر اور بازار میں نماز سے پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب کا کام ہے وہ اس طرح کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف نکلے اور اسے نماز ہی (گھر سے) نکالنے والی ہو۔ وہ کوئی قدم نہیں اٹھائے گا مگر اس کے لئے اس قدم کے بدلے ایک درجہ بلند ہوگا اور اس کا ایک گناہ مٹا دیا جائیگا۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں ہو (ان الفاظ کے ساتھ) کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما۔ اے اللہ اس پر رحم فرما اور تم میں سے کوئی ایک اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

پسندیدہ مقامات مساجد ہیں

291- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک شہروں کی پسندیدہ جگہیں ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے بری جگہ ان کے بازار ہیں۔ اسے مسلم رحمہما نے روایت کیا ہے۔

شرح

مسجد میں اللہ کی عبادت کرنے کی جگہ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مساجد محبوب و پسندیدہ مقامات ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی مسجد میں ہوتا ہے رب قدوس اس پر اپنی رحمت کا سایہ کرتا ہے اور اسے خیر و بھلائی کی سعادت سے نوازتا ہے اس کے مقابلے میں بازار وہ جگہ ہے جہاں شیطان کا سب سے زیادہ تسلط رہتا ہے۔ حرص و طمع، خیانت و بددیانتی، جھوٹ اور اللہ کی یاد سے غفلت وہ چیزیں ہیں جو بازار کا جزو لاینفک اور شیطان کی خوشی کا ذریعہ ہیں۔ چنانچہ اللہ کے نزدیک بازار بدترین و ناپسندیدہ مقامات ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اپنی ناگزیر ضروریات کی تکمیل کے بعد وہ محض سیر و تفریح کی غرض سے بازاروں میں رہتا ہے اس پر محرومی و برائی کا سایہ رہتا ہے اور وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوتا ہے۔ یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ بت خانے، شراب خانے اور چکے وغیرہ تو بازار سے بھی بدترین ہیں پھر انہیں اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور مبغوض ترین مقامات کیوں نہیں کہا گیا ہے؟ بازار کو کیوں کہا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بازاروں کو قائم کرنے کا حکم

شارع کی جانب سے ہے اور یہ چیزیں ایسی ہیں جن کو بنانے اور رکھنے کا حکم شارع کی جانب سے نہیں ہے بلکہ ارشاد کا مستحب یہ ہے جن مقامات کو بنانا اور قائم رکھنا جائز ہے ان میں سے بدترین اور ناپسندیدہ مقام بازار ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا بیان

292- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةٌ لِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْبِ صَلَوةٍ فِيَمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے مساوی ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ سوائے مسجد حرام کے۔ اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

شرح

مسجد حرام کو مستثنیٰ اس لئے کیا گیا ہے کہ مسجد حرام نہ صرف یہ کہ دوسری مساجد کے مقابلے میں زیادہ بابرکت ہے بلکہ اپنی عظمت و برکت اور فضیلت کے اعتبار سے مسجد نبوی سے بھی افضل ہے چنانچہ منقول ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔ اب اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ حرم شریف میں وہ کون سی جگہ ہے جہاں نماز ادا کرنے پر اتنا ثواب ملتا ہے، چنانچہ پہلا قول یہ ہے کہ کوئی متعین جگہ نہیں ہے بلکہ پورا حرام اس فضیلت و برکت کا حامل ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جس جگہ جماعت ہوتی ہے۔ علماء حنفیہ کے اقوال سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ اسی قول کو بعض شافعی علماء نے بھی اختیار کیا ہے۔ علماء حنفیہ کے نزدیک ثواب کی اس زیادتی کی فضیلت خاص طور پر فرائض سے متعلق ہے نوافل سے نہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ جگہ خانہ کعبہ ہے۔ یہ چوتھا قول ان چاروں اقوال میں سب سے ضعیف ہے۔

مسجد کی صفائی کے سبب ثواب کا بیان

293- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرِضْتُ عَلَى أَحْوَرٍ أُتْمِنِي حَتَّى الْقَدَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُرَيْسَةَ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ پر میری امت کے کار ثواب پیش کئے گئے حتیٰ کہ وہ دوزا کرکٹ جیسے آدمی مسجد سے نکالتا ہے اسے ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمہما نے روایت کیا اور ابن خریسہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت کا بیان

294- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا ذَفُّهَا . رَوَاهُ

۲۹۲۔ مسند کتاب الحج باب فضل الصلوة بمسجدی مکة والمدینة ج ۱ ص ۴۴۲ بخاری کتاب التہجد والتصوغ ص ۱۵۹

الصلوة فی مسجد مکة۔ الخ ج ۱ ص ۱۵۹

۲۹۳۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب کنس المسجد ج ۱ ص ۶۶

الشیخان۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد میں تھوکنہ گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

شرح

مسجد کے تقدس و احترام کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں تھوک کر گندگی و غلاظت نہ پھیلائی جائے اور اگر اتفاقیاً ایسا غلطی کا ارتکاب ہو جائے تو اس گناہ کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس تھوک کو زمین دوز کر کے اسے دور کر دیا جائے۔

بددار چیز کھانے والے کے لئے مسجد میں آنے کی ممانعت کا بیان

295- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتَنِةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأْذِي مِمَّا يَتَأَذَى مِنْهُ الْإِنْسُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اس بد بودار درخت سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو ان چیزوں سے اذیت ہوتی ہے۔ جن چیزوں سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے۔ اسے شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جس طرح بد بودار چیزوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح فرشتے بھی ان سے تکلیف محسوس کرتے ہیں لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ پیاز و لہسن وغیرہ کھا کر مسجدوں میں نہ آئیں کیونکہ مسجد میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں اس لئے انہیں تکلیف ہوگی اس حکم میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بد بودار ہو اس کا تعلق خواہ کھانے پینے سے ہو یا رہن سہن سے مثلاً منہ غلاظت و بد بو، بغل و غیر کی گندگی و تعفن وغیرہ وغیرہ۔ پھر مسجد ہی کی طرح ان دوسری جگہوں کا بھی یہی حکم ہے جہاں مجالس عبادت و وعظ منعقد ہوتی ہوں یا جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتی ہو یا جہاں ذکر و تسبیح کے حلقے ہوتے ہوں کہ ان مقامات پر بھی بد بودار چیزوں کے ہمراہ نہ جانا چاہئے۔

مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت کا بیان

296- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَشْتَا

۲۹۴۔ بخاری کتاب الصلوة باب کفارة البزاق فی المسجد ج ۱ ص ۵۹ مسلم کتاب المساجد باب انہی عن البصاق فی المسجد۔

الح ج ۱ ص ۲۰۷

۲۹۵۔ مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً و بصلًا۔ البخ ج ۱ ص ۲۰۹ بخاری کتاب المساجد باب ما جاء فی الثوم النبی۔

الح ج ۱ ص ۱۱۸

فِي الْمَسْجِدِ لَقُولُوا لَا أَرْبَعَ إِلَّا اللَّهُ يَجَارِكُكَ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنُهُ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے تو تم کہو کہ اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

شرح

محکم کے لئے مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے اسی طرح خرید و فروخت بھی جائز ہے بشرطیکہ اشیاء خرید و فروخت مسجد میں نہ لائی جائیں کیونکہ اشیاء خرید و فروخت کو مسجد میں لانا مکروہ تحریمی ہے نیز یہ کہ محکم خرید و فروخت صرف اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے لئے کرے گا تو جائز ہوگا اور اگر تجارت وغیرہ کے لئے کرے گا تو جائز نہیں ہوگا یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسجد میں خرید و فروخت غیر محکم کے لئے کسی بھی طرح جائز نہیں ہے حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے جب کہ محکم مکمل خاموشی کو عبادت جانے ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت نیک کام، حدیث و تفسیر اور انبیاء صالحین کے سوانح پر مشتمل کتابیں یا دوسرے دینی لٹریچر کے مطالعہ، خدا تعالیٰ کے ذکر یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے اور تصنیف و تالیف میں اپنے اوقات صرف کر دے۔

297- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُجُوهُ نُبُوتِ أَصْحَابِهِ تَشَارِعَةً فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَجْهُوا هَذِهِ النُّبُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَضَعْ الْقَوْمُ شَيْئًا رَجَاءً أَنْ يُنْزَلَ فِيهِمْ رُخْصَةٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ وَجْهُوا هَذِهِ النُّبُوتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِتَحَائِظٍ وَلَا لِحُبِّ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ کے بعض صحابہ کرام کے گھروں کے دروازے مسجدوں کی طرف کھلتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور لوگوں نے کچھ بھی نہ کیا۔ اس امید پر کہ شاید اجازت نازل ہو جائے کچھ دیر بعد آپ دوبارہ ان کے پاس تشریف لائے تو فرمایا ان کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دو کیونکہ میں حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد کو حلال نہیں کرتا۔ اسے ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت دعائے مانگنے کا بیان

298- وَعَنْ أَبِي حَمِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۲۹۶. ترمذی کتاب ابیوع باب النہی عن البیم فی المسجد ج ۱ ص ۲۴۷ دارمی کتاب الصلوة باب النہی عن استنشاد الصلوة فی

المسجد. الخ ص ۱۷۰

۲۹۷. ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الجنب یدخل المسجد ج ۱ ص ۳۰

۲۹۸. مسند کتاب صلوۃ المسافرین. الخ باب ما یقول اذا دخل المسجد ج ۱ ص ۲۴۸

وَسَلِّمْ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَّحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

ﷺ حضرت ابو حمید بن عویص ابو اسید بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو چاہئے وہ کہے اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب نکلے تو کہے اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بیان

حضرت فاطمہ بنت حسین ابن علی المرتضیٰ اپنی دادی فاطمہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زہرا) سے روایت کرتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے، یعنی یہ الفاظ فرماتے صلی اللہ علی محمد یا فرماتے اَللّٰهُمَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ اور پھر یہ دعا پڑھتے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَّحْمَتِكَ یعنی اے میرے پروردگار، میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر آتے تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیج کر یہ دعا پڑھتے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ یعنی اے میرے پروردگار! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

یہ روایت ترمذی، احمد، ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور احمد بن حنبل و ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے اور اسی طرح جب باہر نکلتے تو صلی علی محمد و سلم کے بجائے یہ الفاظ فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ یعنی میں اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوتا ہوں اور نکلتا ہوں اور سلامتی ہو رسول پر۔ (مختار شریف: جلد اول: حدیث نمبر 693)

نماز تحیۃ المسجد کے واجب یا مستحب ہونے کا بیان

299- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ لِمَسْجِدٍ فَلْيَرْكُعْ رَكَعَتَيْنِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

ﷺ حضرت ابو قتادہ سلمیٰ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو چاہئے کہ وہ دو رکعتیں (نفل) پڑھے۔ اسے شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح

یہ حدیث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ تحیۃ المسجد یعنی مسجد میں

داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ اس حدیث میں امر واجب کے لئے جب حنفی کے نزدیک پختہ تھی مسجد واجب نہیں مستحب ہے اس لئے وہ حضرات کہتے ہیں کہ یہاں امر (حکم) واجب کے لئے نہیں بلکہ استحباب کے لئے ہے۔

اذان کے بعد مسجد سے نماز پڑھ کر جانے کا بیان

300- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَوَّجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَمَّا

الْقَاسِمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلَوْ دَخَلْتُمُ الصَّلَاةَ فَلَا تَخْرُجُوا حَتَّى يُصَلِّيَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحَّالَهُ رَحَّالُ الصَّبِيحِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد سے نکلا۔ اس کے بعد کے مؤذن نے اذان کہہ لی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہر حال یہ تو اس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی۔ پھر فرمایا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جب تم مسجد میں ہو پھر نماز کے لئے اذان کہی جائے تو تم میں سے کوئی ایک مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور بیہقی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

شرح

ابو شعشاء سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد سے باہر نکلا عصر کی اذان کے بعد تو ابو ہریرہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم کی نافرمانی کیا امام ابو عیسیٰ کہتے ہیں اس باب میں حضرت عثمان سے بھی روایت ہے اور حدیث ابو ہریرہ حسن صحیح ہے اور صحابہ و تابعین کا اسی پر عمل ہے کہ اذان کے بعد مسجد سے کوئی شخص بغیر عذر کے نہ نکلے یعنی وضو نہ ہو یا کوئی ضروری کام ہو اور روایت کیا گیا ہے ابراہیم نخعی سے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسجد سے نکلنا جائز ہے جب تک اقامت شروع نہ ہو امام ابو موسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ اس کے لئے ہے جو باہر نکلنے کے لئے کوئی عذر رکھتا ہو اور ابو شعشاء کا نام سلیم بن اسود ہے اور وہ حدیث بھی اشعث بن ابی شعشاء نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 197)

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

یہ باب عورتوں کا مساجد کی طرف نکلنے کے بیان میں ہے

عورتوں کا مسجدوں میں جانا

301- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمُ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى

۳۰۰. مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۷ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب فمن خرج من المسجد بعد الاذان ج ۲ ص ۵
۳۰۱. بخاری کتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد۔ الخ ج ۱ ص ۱۱۶ مسند کتاب الصلوة باب خروج النساء الى المساجد
ادامہ یترتب علیہ لفتہ۔ الخ ج ۱ ص ۱۸۳ نسائی کتاب المساجد باب النهی عن صلات النساء۔ الخ ج ۱ ص ۱۱۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب ما جاء في خروج النساء الى المساجد ج ۱ ص ۱۸۴ ترمذی ابواب الفروع باب في خروج النساء الى المساجد ج ۱ ص ۱۸۴
۱۲۰ مسند احمد ج ۲ ص ۱۴۳

الْمَسْجِدِ فَأَذْنُوا لَهُنَّ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنُ مَاجَةَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری عورتیں تم سے رات کے وقت مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دیا کرو۔ اسے ابن ماجہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

302- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفْلَاتٍ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ ابْنُ خُرَيْمَةَ وَ اسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی بندویں کو مسجد جانے سے نہ روکو اور ان کو چاہئے کہ وہ خوشبو لگا کر نکلیں۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ ابو داؤد رحمہ اللہ ابن خزمہ رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ "یہ نبی کراہت تنزیہی پر محمول ہے اور حضرت مظہر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورتوں کو مسجد میں جانا جائز ہیں لیکن موجودہ دور میں فتنے کے خوف سے عورتوں کو مسجد میں جانا مکروہ ہے چنانچہ اس کی موید صحیح البخاری و صحیح مسلم کی یہ روایت ہے کہ "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو دیکھتے جو عورتوں نے پیدا کی ہے تو بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (مسجد جانے سے) منع کر دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا۔" نیز حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے عورتوں کو (مسجد میں) جانے سے منع فرمایا مگر بوڑھی عورتوں کو (اجازت دی وہ بھی) کاروبار کے یعنی میلے اور پرانے کپڑوں میں۔" اس کا حال یہ ہے کہ اگر بوڑھی عورتیں بغیر بناؤ سنگار اور خوشبو لگائے بغیر مسجد میں جانا چاہیں تو ان کے لئے ایک حد تک اجازت ہے۔ مگر جوان عورتوں کو تو مسجد میں جانے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ پھر یہ کہ اس زمانے میں عورتیں مسجدوں میں دینی مسائل و احکام سیکھنے کی خاطر جایا کرتی تھیں لیکن اب تو اس کی بھی احتیاج نہیں کیوں کہ دینی مسائل و احکام اتنے مشہور و واضح ہو چکے ہیں کہ گھر میں بیٹھی عورتوں کو بآسانی معلوم ہو جاتے ہیں۔

خوشبو لگا کر عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے

303- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ الْمَسَاجِدَ وَلْيَخْرُجْنَ تَفْلَاتٍ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ الْبَزَّازُ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اللہ کی بندویں کو مسجدوں سے نہ روکو

۳۰۲. مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۸ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء في خروج النساء الى المساجد ج ۱ ص ۸۹ ابن خزيمة ج ۱ ص ۹۰ ابواب صلوٰۃ النساء في الجماعة ج ۲ ص ۹۰

۳۰۳. مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۲ كشف الاستار کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۲۲ المعجم الكبير للطبراني ج ۵ ص ۲۴۸ مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الى المساجد۔ الخ ج ۲ ص ۲۲

اور ان کو چاہئے کہ وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔ اسے امام احمد بن حنبلہ، بزار، بیہقی اور طبرانی بیہقی نے روایت کیا اور بیہقی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

شرح

اس حدیث میں بھی اسی بات سے شدت کے ساتھ منع کیا گیا ہے کہ کوئی عورت خوشبو لگا کر مسجد میں جانے کی جرأت نہ کرے یہاں تک کہ اگر کسی نے خوشبو لگا رکھی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ مسجد جاتے وقت غسل کر لے یعنی اگر اس نے پورے بدن پر خوشبو لگا رکھی ہے تو سارا بدن پانی سے دھو ڈالے تاکہ اس کے بدن سے خوشبو جاتی رہے اور اگر بدن کے کسی خاص حصے پر خوشبو لگی ہوئی ہو تو صرف اسی حصے کو دھو ڈالے اور اگر خوشبو کپڑوں پر لگی ہوئی ہو تو اس صورت میں وہ کپڑے تبدیل کر دیئے جائیں۔ خوشبو لگے ہوئے بدن کو دھونے یا کپڑے کو بدلنے کا یہ حکم اسی صورت میں ہے جب کہ مسجد میں جانے کا ارادہ کر لے۔ اگر مسجد میں جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ گھر ہی میں نماز پڑھنی ہو تو پھر اس حکم پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔ حضرت ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم خوشبو لگا کر مسجد میں جانے والی عورتوں کو زجر میں مبالغے کے طور پر ہے کیونکہ اس صورت میں فتنہ و شر زیادہ پیدا ہوتا ہے معطر عورت کی طرف لوگوں کی رغبت زیادہ ہوتی ہے۔

عورتوں کو مسجد میں جانے سے روک دینے کا بیان

304- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ أَذْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخَذَتْ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ نَحْمًا

مُنَعَتْ نِسَاءً بَنِي إِسْرَآئِيلَ . أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرماتے ہیں جواب عورتوں نے حال بتایا ہے تو آپ ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

305- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بِخُورًا

فَلَا تَشْهَدْ مَعَنا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت خوشبودار دھوئی لے تو وہ ہمارے ساتھ عشا کی نماز میں حاضر نہ ہو اس حدیث کو مسلم ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔

306- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُوَيْدٍ ۖ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عَمَّتِهِ أُمِّ حَمِيدٍ امْرَأَةِ أَبِي حَمِيدٍ ۖ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ

۳۰۴۔ بخاری کتاب الاذان باب خروج النساء الى المساجد۔ الخ ج ۱ ص ۱۱۹۔ مسلم کتاب الصلوة باب خروج النساء الى

المساجد۔ الخ ج ۱ ص ۱۸۳

۳۰۵۔ مسلم کتاب الصلوة باب خروج النساء الى المساجد۔ الخ ج ۱ ص ۱۸۳۔ ابو داؤد کتاب الترحل باب في طيب المرأة

للخروج ج ۲ ص ۲۱۹۔ سانی کتاب الزينة باب النهي للمرأة ان تشهد الصلوة۔ الخ ج ۲ ص ۲۸۲

۳۰۶۔ مسند احمد ج ۶ ص ۳۷۱

عَنْهَا أَمَّا حَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحْبَبْتُ الصَّلَاةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعِيَ وَصَلَوْتُكَ فِي بَيْتِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَوَتِكَ فِي حُجْرَتِكَ وَصَلَوْتُكَ فِي حُجْرَتِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَوَتِكَ فِي دَارِكَ وَصَلَوْتُكَ فِي دَارِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَوَتِكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ وَصَلَوْتُكَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكَ خَيْرٌ لَكَ مِنْ صَلَوَتِكَ فِي مَسْجِدِي قَالَ فَأَمَرْتُ فَنِي لَهَا مَسْجِدًا فِي أَقْصَى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَطْلَمِهِ فَكَانَتْ تُصَلِّي فِيهِ حَتَّى لَقِيتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

✽ حضرت عبداللہ بن سید انصاری رحمہ اللہ اپنی چھوٹی بیوی ام حمید سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہوں تو آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہے اور تیرے گھر میں تیری نماز بہتر ہے۔ تیری بیٹھک میں پڑھی ہوئی نماز سے اور تیری بیٹھک میں نماز بہتر ہے۔ گھر میں نماز سے اور تیری گھر میں نماز بہتر ہے۔ اپنے محلہ کی مسجد سے اور اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے راوی فرماتے ہیں اس عورت نے حکم دیا تو اس کے لئے اس کے گھر کے آخری اور تاریک کونے میں ایک مسجد بنادی گئی۔ پس وہ اسی میں نماز پڑھتی رہی حتیٰ کہ اس کا وصال ہو گیا۔

307- وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا صَلَّيْتُ امْرَأَةً خَيْرَ لَهَا مِنْ قَعْرِ بَيْتِهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ أَوْ مَسْجِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا امْرَأَةً تَخْرُجُ فِي مَنْقَلِيهَا بَغْيِي خَفِيَّتَا . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

✽ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کسی عورت نے نماز نہیں پڑھی جو اس کے لئے اس کے گھر کی پوشیدہ جگہ نماز پڑھنے سے بہتر ہو۔ سوائے مسجد حرام یا مسجد نبوی کے مگر وہ عورت جو اپنے موزے پہن کر نکلے۔ اسے طہرائی نے کبیر میں روایت کیا اور ہشامی نے کہا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

308- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ مِنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ يُصَلُّونَ جَمِيعًا فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا كَانَ لَهَا خَلِيلٌ تَلَسُّ الْقَالِينَ تَطُولُ بِهَا لِخَلِيلِهَا فَالْقَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمُ الْحَيْضَ فَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يَقُولُ أَخْرِجُوهُنَّ مِنْ حَيْضِكُمْ أَخْرِجْنِ اللَّهُ قُلُسًا مَا الْقَالِينَ قَالَ رَفِضَتَيْنِ مِنْ حُشْبٍ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

✽ آپ ہی بیان فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے۔ پس عورت کا جب کوئی دوست ہوتا تو وہ قالمین پہن کر اس کے لئے نمایاں ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر حیض مسلط کر دیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان

فرمایا کرتے ہیں۔ ان کو نکالو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نکالا! ہم نے کہا کہ ایمن کیا ہے تو فرمایا نکڑی کے بنے ہوئے ہوتے۔

309- وَعَنْ أَبِي عَسْمَرَ وَالشَّيْبَانِيِّ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُخْرِجُ الْيَسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْخُمْسَةِ

وَيَقُولُ أَخْرُجْنَ إِلَى بُيُوتِكُنَّ خَيْرَ لَكُمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْقِسْمِيُّ رِخَالَهُ مَوْتَعُونَ.

حضرت ابو عمرو شیبانی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے عبد اللہ بن مسعود کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور فرماتے اپنے گھروں کی طرف نکل جاؤ۔ و: تم بارے لئے بہتر ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور پیشی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

شرح

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عورتوں کو عید گاہ جانے کا حکم فرمایا تاکہ جن عورتوں کو کوئی عذر نہیں ہے وہ تو نماز پڑھیں اور جن عورتوں کو کوئی عذر ہے انہیں نماز اور دعا کی برکت پہنچے۔ گویا اس طرح لوگوں کو ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ وہ نمازوں میں شریک ہوں۔ وعظ و ذکر کی مجالس میں حاضر ہوں اور علماء و صلحا کا قرب حاصل کریں تاکہ انہیں اللہ کے ان نیک و مقدس بندوں کی برکت حاصل ہو۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانے میں عورتوں کے لئے عید گاہ جانا ممنوع نہیں تھا مگر آجکل کے زمانے میں فتنہ و فساد کے خوف سے عورتوں کے لئے عید گاہ جانا مستحب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتوں کے عید گاہ جانے کی تو جیہہ امام طحاوی نے یہ بیان فرمائی ہے کہ چونکہ اس وقت اسلام کا ابتدائی دور تھا مسلمان بہت کم تھے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد تھا کہ اگر تمام عورتیں بھی عید گاہ جائیں گی تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ معلوم ہوگی جس سے کفار پر رعب پڑے گا۔ لہذا آجکل نہ صرف اس کی ضرورت ہے بلکہ عورتوں کی موجودگی چونکہ بہت زیادہ محرمات و مکروہات کا ذریعہ بن سکتی ہے اس لئے علماء نے عورتوں کو عید گاہ جانے سے روک دیا ہے۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس ایسی کوئی چادر اور کوئی کپڑا نہ ہو جسے اوڑھے کر وہ عید گاہ جاسکے تو اس کی ساتھ والی کو چاہیے کہ یا تو اس کے پاس کئی چادریں ہوں تو ایک چادر عاریتا اس عورت کو دے جسے وہ بعد میں واپس کر دے گی یا پھر یہ کہ اگر اس کے پاس کئی نہیں بلکہ ایک ہی چادر ہے تو اپنی چادر کا ایک حصہ اس کو از حد دے اور دونوں ایک جگہ بیٹھ جائیں۔

عورتوں کے لئے مساجد میں جانے کے لئے اجازت نہ ہونے کا بیان

حضرت ہلال ابن عبد اللہ اپنے والد مکرم (حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (ایک روز) کہا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب عورتیں تم سے مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو تم انہیں (روک کر) ان کو مسجد کے حصے سے محروم نہ کرو (یعنی مسجد میں جانے کا ثواب انہیں ملتا ہے تو انہیں مسجدوں میں جانے سے روک کر

اس ثواب کے حاصل کرنے سے نہ روکو) بلال نے کہا کہ "اللہ کی قسم ہم تو انہیں ضرور منع کریں گے" حضرت عبداللہ نے بلال سے فرمایا کہ میں تو کہہ رہا ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور تم کہتے ہو کہ تم تو انہیں ضرور منع کرو گے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت سالم نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ "پھر (اس کے بعد) حضرت عبداللہ بلال کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اس قدر برا بھلا کہا کہ میں نے تو کبھی حضرت عبداللہ کی زبان سے انہیں اس قدر برا بھلا کہتے نہیں سنا اور پھر کہا کہ "میں تو کہتا ہوں" یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں ضرور منع کریں گے۔

(مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر ۱۰۴۸)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلال سے اس لئے ناراض ہوئے اور انہیں برا بھلا کہا کہ انہوں نے بظاہر ایسے الفاظ سے جواب دیا جن سے اپنی رائے کے ساتھ حدیث کا مقابلہ کرنا معلوم ہوتا تھا۔ اگر بلال اس نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے کہتے کہ اب اس زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں جانا مناسب نہیں ہے تو حضرت عبداللہ ناراض نہ ہوتے، یہی وجہ ہے کہ علماء نے ماحول کی نزاکت کے پیش نظر عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کیا ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں امام عورتوں کی نیت نہ کرے۔ اس سلسلے میں پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ موجودہ دور کے تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اب اس زمانہ میں جب کہ فتنہ و شر کا دور ہے عورتوں کے لئے مسجد میں جانا مکروہ ہے۔

أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

یہ ابواب نماز کے طریقے کے بیان میں ہیں

بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ بِالتَّكْبِيرِ

تکبیر کے ساتھ نماز کے آغاز کا بیان

310- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ

الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ لَكَبِيرٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے ارادہ سے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر۔ پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

استقبال قبلہ و تحری کرنے کا فقہی مذاہب اربعہ

ابن مردویہ میں بروایت عمارہ بن اوس مروی ہے کہ رکوع کی حالت میں ہمیں اطلاع ہوئی اور ہم سب مرد و عورتیں بچے اسی حالت میں قبلہ کی طرف گھوم گئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو مشرق مغرب شمال یا جنوب میں ہر صورت نماز کے وقت منہ کعبہ کی طرف کر لیا کرو۔ ہاں البتہ سفر میں سواری پر نفل پڑھنے والا جدھر سواری جاری ہو ادھر ہی نفل ادا کرنے کے لئے اس کے دل کی توجہ کعبہ کی طرف ہونی کافی ہے۔

اسی طرح میدان جنگ میں نماز پڑھنے والا جس طرح اور جس طرف بن پڑے نماز ادا کر لے اور اسی طرح وہ شخص جسے قبلہ کی جہت کا قطعی علم نہیں وہ اندازہ سے جس طرف زیادہ دل مانے نماز ادا کر لے۔ پھر اگر اس کی نماز فی الواقع قبلہ کی طرف نہ بھی ہوئی ہو تو بھی وہ اللہ کے ہاں معاف ہے۔

مسئلہ مالکیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نمازی حالت نماز میں اپنے سامنے اپنی نظریں رکھے نہ کہ سجدے کی جگہ جیسے کہ شافعی، احمد اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے اس لیے کہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ منہ مسجد الحرام کی طرف کرو اور اگر سجدے کی جگہ نظر جہانا چاہے گا تو قدرے جھکنا پڑے گا اور یہ تکلیف کمال خشوع کے خلاف ہو گا بعض مالکیہ کا یہ قول بھی ہے کہ قیام کی

۳۱۰۔ بخاری کتاب الاستیذان باب من رد فقال عليك السلام ج ۲ ص ۹۲۴ مسلم کتاب الصلوة باب وجوب القراءة الفاتحة فی

حالت میں اپنے سینہ کی طرف نظر رکھے قاضی شریک کہتے ہیں کہ قیام کے وقت سجدہ کی جگہ نظر رکھے جیسے کہ جمہور جماعت کا قول ہے اس لئے کہ یہ پورا پورا خشوع خضوع ہے اور اور ایک حدیث بھی اس مضمون کی وارد ہوئی ہے اور رکوع کی حالت میں اپنے قدموں کی جگہ پر نظر رکھے اور سجدے کے وقت ناک کی جگہ اور التحیات کے وقت اپنی گود کی طرف پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ یہودی جو چاہیں باتیں بنائیں لیکن ان کے دل جانتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ کی جانب سے ہے اور برحق ہے کیونکہ یہ خود ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن یہ لوگ کفر و عناد اور تکبر و حسد کی وجہ سے اسے چھپاتے ہیں اللہ بھی ان کی ان کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔

چار رکعات چار سمتوں کی طرف پڑھنے کا بیان

اگر نمازی کو قبلہ کی سمت میں اجتہادی رائے سے تبدیلی آجائے تو وہ اپنے دوسرے اجتہاد کے مطابق عمل کر سکتا ہے لیکن اس صورت میں اس کا پہلا اجتہاد بھی درست رہے گا حتیٰ کہ اگر اس نے اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق چاروں رکعات مختلف چار سمتوں کی طرف رخ کر کے ادا کر لیں تو اسکی نماز ہو جائے گی اور اس پر ان کی قضاء نہیں ہے۔ (در شہد ص ۵)

تکبیر تحریمہ سے نماز کو شروع کرنے کا بیان

311- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَفِي إِسْنَادِهِ لِين.

☆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا نماز کی چابی طہارت ہے۔ اس کی تحریم تکبیر اور اس کی تحلیل سلام پھیرنا ہے۔ اسے نسائی کے علاوہ پانچ محدثین نے بیان کیا ہے اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

تکبیر تحریمہ سے نماز میں داخل ہونے کا بیان

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کی کنجی طہارت ہے اس کی تحریم تکبیر اور اس کی تحلیل سلام ہے اور اس آدمی کی نماز نہیں ہوتی جس نے سورت فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورت نہ پڑھی فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ اس باب میں حضرت علی اور عائشہ سے بھی روایت ہے اور حضرت علی بن ابی طالب کی حدیث اسناد کے اعتبار سے حضرت ابوسعید کی حدیث سے بہت بہتر اور اصح ہے ہم نے یہ حدیث کتاب الوضوء میں بیان کی ہے اور اسی پر صحابہ اور بعد کے اہل علم کا عمل ہے اور سفیان ثوری ابن مبارک شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے کہ نماز کی تحریم تکبیر ہے اور تکبیر کے بغیر آدمی نماز میں داخل نہیں ہوتا امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر محمد بن ابی ہریرہ سے وہ

۳۱۱. ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی تحریم الصلوٰۃ وتحلیلها ج ۱ ص ۵۵ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب درص ابو ہریرہ ج

ص ۹ ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب مفتاح الصلوٰۃ وتحلیلها ج ۱ ص ۲۴ مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۳

کہتے تھے میں نے سنا عبدالرحمن بن مہدی سے وہ کہتے تھے اگر کوئی آدمی اللہ کے نوسۃ میں کوئی نیکوئی نہ کرے اور
تکبیر نہ کہے تو اس کی نماز جائز نہیں اور اگر سلام پھیرنے سے پہلے کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو میں حکم کرتا ہوں کہ وضو نہ کرے پھر
واپس آئے اپنی جگہ پر اور سلام پھیرے اور اس کی نماز اپنے حال پر ہے اور ابو نصرہ کا نام منذر بن مالک بن اخطہ ہے۔

(جامع ترمذی جلد اول صفحہ نمبر 230)

نماز میں تکبیر تحریمہ کی وجہ تسمیہ

علامہ ابن محمود الباہر فی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ نماز کا فرض ہے اس کا رکن نہیں ہے۔ اور اسمیت کے تحقق کے لئے
اس کے آخر میں تاؤ کو لاحق کیا گیا ہے۔ اور اب یہ نام اس تکبیر کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ یہ تکبیر ہر اس چیز و حرام قرار دیتی ہے
جو اس سے پہلے حلال تھی۔ (جیسا مباح کاموں کا مثلاً کھانا، پینا اور کلام کرنا وغیرہ ہیں)۔ اور باقی تمام تکبیرات میں سے کوئی
تکبیر بھی اشیاء مباحہ کو حرام کرنے والی نہیں۔ (عیاض شریعۃ الہدایۃ ج ۱ ص ۱۰۷)

اللہ اکبر سے نماز شروع کرنے کا بیان

312- وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ
اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف
منہ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اسے ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

اب اگر اس نے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کی جگہ اللہ اعظم اور الرحمن اکبر کہہ لیا تو حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت
امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ اسے کافی ہوگا مگر حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ اکبر واللہ الاکبر
اور اللہ اکبر کے علاوہ ان کی جگہ کوئی اور کلمات کہنا جائز نہیں ہے۔

اور وہ اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں پر اعتماد کرے یعنی دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑے دائیں کو بائیں کے
اوپر رکھے اور اسی ہیئت کے ساتھ انہیں ناف کے نیچے رکھ لے پھر کہے اے اللہ تیری ذات پاک ہے یا یوں کہ اے اللہ ہم
تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی کا یقین کرتے ہیں۔ تیرا نام بابرکت ہے اور تیری بزرگی و مرتبہ بہت اعلیٰ ہے اور تیرے علاوہ
کوئی ذات عبادت کی حق دار نہیں۔ (ہدایہ کتاب صلوٰۃ، بیروت)

نماز کا اختتام سلام ہونے کا بیان

313- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ التَّكْبِيرُ وَانْقِضَاؤُهَا التَّسْلِيمُ - رواه أبو نعيم في

كتاب الصلوة وقال الحافظ في التلخيص وإسناده صحيح -

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کی چابی تکبیر ہے اور اس کا اختتام سلام ہے۔ اسے ابو نعیم نے کتاب الصلوة میں روایت کیا اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَبَيَانِ مَوَاضِعِهِ

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ اٹھانے کی جگہوں کا بیان

314- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ خَلَا وَتُكْبِرُهُ إِذَا

الْتَمَحَ الصَّلَاةُ - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ -

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھاتے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا۔

315- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ خَلَا وَتُكْبِرُهُ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ - رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ -

☆☆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں تک اٹھاتے۔ آخر تک حدیث بیان کی۔

اسے پانچ محدثین نے روایت کیا اور احمد اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کے برابر اٹھانے میں فقہی اختلاف

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تھے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ چنانچہ

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے

۳۱۳۔ تلخیص الحبیر باب صفة الصلوة نقلًا عن أبي نعيم في كتاب الصلوة ج ۱ ص ۲۱۶

۳۱۴۔ بحاری کتاب الاذان باب رفع اليدين في التكبيرة الافتتاح ج ۱ ص ۱۰۲ مسلم کتاب الصلوة باب استحباب رفع اليدين -

الخ ج ۱ ص ۱۶۸

۳۱۵۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب ما يفتتح به الصلوة ج ۱ ص ۱۱۰ ابن ماجه کتاب الصلوة باب رفع اليدين اذا رفع رأسه من

الركوع ص ۶۲ نسائي کتاب الافتتاح باب رفع اليدين عند البنكين ج ۱ ص ۱۴۰ ترمذی ابواب الصلوة باب رفع اليدين عند

الركوع ج ۱ ص ۵۹ مسند احمد ج ۱ ص ۹۲

وقت ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مقابل تک اٹھانا چاہئے کیونکہ دیگر احادیث میں اسی طرح مروی ہے اور چونکہ بعض روایات میں ان دونوں سے الگ ایک تیسرا طریقہ یعنی ہاتھوں کو کانوں کی اوپر کی جانب تک اٹھانا بھی آیا ہے۔ اس لئے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو کانوں کے نیچے یعنی کندھوں تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا اور نہ کانوں کے اوپر کی جانب تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روایات کی تطبیق کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں تو کندھوں کے مقابل رہیں انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کان کے اوپر کے حصے پر رکھے جائیں تاکہ اس طریقے سے تمام احادیث میں عمل ممکن ہو جائے اور روایتوں میں کسی قسم کے اختلاف کی منجائش نہ رہ جائے اور ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں یعنی تکبیر تحریرہ کے وقت کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اور کبھی اس طرح۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں سے دونوں زانو مضبوطی سے پکڑ لیتے تھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھتے تھے اور پھر گردن مبارک کو جھکا کر بالکل پیچھے کر برابر کر دیتے تھے۔

علماء نے لکھا ہے کہ رکوع میں تو انگلیاں کشادہ رکھنی چاہئیں اور سجدے میں ملی ہوں نیز تکبیر تحریرہ اور تشہد میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے۔ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدے کی حالت میں انگلیاں اور ہتھیلیاں زمین پر پھیلا دینی چاہئیں اور پیچھے اٹھے ہوئے اور پہلو اس طرح الگ رکھنے چاہئیں کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو نیچے سے گزر جائے۔ اس حدیث میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ قومہ سے سجدہ میں جانے کے وقت زمین پر پہلے زانو رکھے جائیں یا ہاتھ تو اس سلسلہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ درستہ تو دونوں طریقے ہیں لیکن اکثر آئمہ کے نزدیک افضل اور مختار یہی ہے کہ زمین پر پہلے زانو رکھے۔

تکبیر تحریرہ کے وقت ہاتھ بلند کرنے میں مذاہب اربعہ

نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریرہ کہتے وقت رفع یدین دونوں ہاتھ کو بلند کرنا بالاتفاق مستحب ہے، امام النووی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں۔

قال الإمام النووي في شرح صحيح مسلم: أجمعت الأمة على استحباب رفع اليدين عند

تكبيرة الإحرام.

لیکن نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریرہ کہتے وقت رفع یدین کے حکم میں اختلاف ہے اس بارے میں دو قول ہیں۔ نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریرہ کہتے وقت رفع یدین واجب ہے، امام لأوزاعی اور امام الحمیدی یعنی شیخ البخاری اور داود ظاہری اور ان کے بعض اصحاب اور بقول امام حاکم امام ابن خزیمہ اور أحمد بن سيار بن ایوب شوافع میں سے اور امام ابن خزم کا مذہب یہی ہے۔ نماز کی

ابتداء میں تکبیر تحریر کہتے وقت رفع یدین سنت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام مالک، اور امام الشافعی، اور امام احمد اور امام ابو نعیم، اور امام ابی ثور، اور امام اسحاق، وابن المنذر، وغیرہم کثیر کا یہی مذہب ہے۔ (شرح صحیح مسلم، فتح الباری)

316- عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ .

★★ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کندھوں کے برابر کر دیتے۔ نسائی کے علاوہ اس حدیث کو پانچ محدثین نے بیان کیا اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

317- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَذًا . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اونچا کر کے اٹھاتے۔ اسے پانچ محدثین نے بیان کیا۔ سوائے ابن ماجہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

318- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَلَبَّى رَوَايَةٌ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے برابر کر دیتے اور ایک روایت میں ہے حتیٰ کہ وہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے اوپر والے حصہ کے برابر کرتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

319- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ قَعَلَ لِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَامٌ حَيَّالٌ أُذُنَيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے۔ ہمام نے اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا اپنے دونوں کانوں تک اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۳۱۶۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب افتتاح الصلوة ج ۱ ص ۱۰۶ ترمذی ابواب الصلوة باب رفع الیدین عند الركوع ج ۱ ص ۵۹

ابن ماجہ کتاب الصلوة باب رفع الیدین اذا رکع واذا رفع رأسه من الركوع ج ۱ ص ۶۲ مسند احمد ج ۵ ص ۲۴۵

۳۱۷۔ ترمذی ابواب الصلوة باب فی نشر الاصابغ ج ۱ ص ۵۶ ابو داؤد کتاب الصلوة باب من لم يذكر الرفع عند الركوع ج ۱ ص ۱۱۰

نسائی کتاب الافتتاح باب رفع الیدین ج ۱ ص ۱۴۱ مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۵

۳۱۸۔ مسلم کتاب الصلوة باب استحباب رفع الیدین عند المنکبین۔ الخ ج ۱ ص ۱۶۸

۳۱۹۔ مسلم کتاب الصلوة ج ۱ ص ۱۷۳

کیا۔

320- وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ قَالَ لَمْ أَتِبْتُهُمْ لَمْ آتِبْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي الْفَتْحِ الصَّلَاةَ وَعَلَيْهِمْ بَرَاءَتٌ وَأَكْبِيَّةٌ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھایا۔ وائل بن حجر فرماتے ہیں پھر میں ان کے پاس آیا تو وہ نماز کے شروع میں اپنے ہاتھ اپنے سینوں تک اٹھا رہے تھے اور ان پر لمبی ٹوپیاں اور چادریں تھیں۔

بَابُ وَضْعِ الْيَمْنِيِّ عَلَى الْيُسْرِيِّ

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

321- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيَمْنِيَّةَ عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَبُو حَازِمٍ لَا أَغْلَسُهُ إِلَّا يَسِمِي ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدی اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھے نماز میں ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں یہی جانتا ہوں آپ نے یہ حدیث نبی پاک ﷺ تک مرفوع بیان کی ہے۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

اس حدیث سے اس طرح اشارہ مقصود ہے کہ احکم الحاکمین اور پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہونے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ ادب و احترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے بلکہ انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کھڑا رہے جس کا طریقہ یہ ہو کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھا رہے اور جیسا کہ بادشاہوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

322- عَنْ زَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَكَبَّرَ ثُمَّ التَّحَفَ بَنِيَّةً ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيَمْنِيَّةَ عَلَى الْيُسْرَى . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمسلم .

★★ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا جب وہ نماز میں داخل ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر کی پھر آپ نے اپنا کپڑا اوڑھ لیا۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اسے امام

۳۲۰. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب رفع الیدین باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری ج ۱ ص ۱۰۵

۳۲. بخاری کتاب الاذان باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۲

۳۲۲. مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری۔ التر ج ۱ ص ۱۷۲ مستدرک احمد ج ۴ ص ۲۱۷

احمد ربیعہ اور مسلم نے روایت کیا۔

۳۲۳- وَعَنْهُ لَمَّا لَمْ يَضَعْ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسُفِ وَالسَّاعِدِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر اور کلائی پر رکھا۔ اسے امام احمد ربیعہ نسائی ربیعہ اور ابو داؤد ربیعہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۳۲۴- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى . رَوَاهُ الْآرَبَعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو اپنا بائیں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھتے تو نبی پاک ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔ اسے امام ترمذی ربیعہ کے علاوہ چار محدثین نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ

دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھنے کا بیان

۳۲۵- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ . رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَفِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ وَزِيَادَةٌ عَلَى صَدْرِهِ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ .

★★ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اپنے سینے کے اوپر اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بیان اور اس کی سند میں نظر ہے اور علی صدرہ کے الفاظ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔

۳۲۶- وَعَنْ قَيْصَةَ بِنِ هُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَرِّفُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَرَأَيْتُهُ يَضَعُ هَذِهِ عَلَى صَدْرِهِ وَوَصَفَ يَحْيَى الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فَوْقَ الْمَفْصِلِ رَوَاهُ أَحْمَدُ . وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ لَكِنْ قَوْلُهُ عَلَى صَدْرِهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ .

۳۲۳. مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۸ نسائی کتاب الافتتاح باب موضع اليمين من الشال في الصلوة ج ۱ ص ۱۴۱ ابو داؤد کتاب الصلوة باب رفع اليدين ج ۱ ص ۱۰۵

۳۲۴. نسائی کتاب الافتتاح باب في الامام اذا راى الرجل . ج ۱ ص ۱۴۱ ابو داؤد کتاب الصلوة باب وضع اليمنى على اليسرى ج ۱ ص ۱۱۰ ابن ماجه کتاب الصلوة باب وضع اليمين على الشمال في الصلوة ج ۱ ص ۵۹

۳۲۵. صحيح ابن خزيمة کتاب الصلوة ج ۱ ص ۲۴۳

۳۲۶. مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶

☆ حضرت قیس بن حلب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی دائیں اور بائیں جانب پھرتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ انہوں نے یہ اپنے سینہ پر رکھا اور حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر جوڑ کے اوپر رکھا۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے لیکن علی صدرہ کا قول غیر محفوظ۔

327- وَعَنْ طَارُسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ يَمِينًا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي الْمَرَاتِلِ وَاسْنَادُهُ ضَعِيفٌ . قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَفِي الثَّابِتِ أَحَادِيثُ أُخْرَى كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

☆☆ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا پھر انہیں حالت نماز میں اپنے سینے پر باندھتے اس کو ابو داؤد نے مراسل میں بیان کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔ علامہ بیہقی فرماتے تھیں اس بارے اور بھی احادیث ہیں لیکن سب کی سب ضعیف ہیں۔

نماز میں ہاتھ باندھنے سے متعلق فقہی اختلاف کا بیان

تفسیر تحریر کے بعد داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا یوں تو تمام ائمہ کے نزدیک ایک مسئلہ ہے لیکن حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک چھوڑنے رکھنا اولیٰ ہے اور باندھنا بھی جائز ہے۔ اس بارہ میں آئمہ کے ہاں اختلاف ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنا چاہئے اور حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ سینے کے قریب یعنی ناف کے اوپر باندھنے چاہئیں۔ دونوں حضرات کے مطابق حدیثیں وارد ہیں چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حکم یہی ہے کہ جہاں چاہے ہاتھ باندھ لے درست ہو گا لیکن اتنی بات جان لینی چاہئے کہ اس مسئلے میں کوئی خاص طریقہ چونکہ احادیث کے ذریعے چونکہ مستحسن نہیں تھا یعنی نہ تو ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کا طریقہ خاص طور پر ثابت ہے نہ ناف کے نیچے بلکہ دونوں طریقے احادیث کے ذریعے ثابت ہیں تو حضرت امام اعظم نے ان دونوں صورتوں میں اس صورت کو اختیار کیا جو ادب اور تعظیم کے سلسلہ میں مقرر و متعارف ہے اور وہ ناف کے نیچے باندھنا ہے کیونکہ انتہائی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام کے موقع پر ہاتھ ناف کے نیچے ہی باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

ہاتھ سینے پر باندھنے میں غیر مقلدین کے دلائل کا تجزیہ

غیر مقلدوں پاس نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی نہ کوئی صحیح حدیث ہے اور نہ ہی خیر القرون (یعنی صحابہ تابعین تبع تابعین) کا عمل نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا موجود ہیں۔

پہلی دلیل: (واخر) کی تفسیر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے۔ (سنن الکبریٰ بیہقی ج 2 ص 30، 31)

اعتراض نمبر: 1 تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

اعتراض نمبر: 2 تفسیر قرطبی میں بھی اس کی سند کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

اعتراض نمبر: 3 تفسیر ابن جریر میں ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ وائخر سے مراد قربانی ہے۔ (ج 15 ص 328)

اعتراض نمبر: 4 غیر مقلدین کے عالم ابو عبد السلام بن عبد الحنان اپنی کتاب (القول المقبول ص 343) پر لکھتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ اعتراض نمبر: 5 اس کی سند میں ابو الحریش کلابی ہے۔ اسکی ثقات مطلوب ہے؟

اعتراض نمبر: 6 ابو الحریش یہ روایت شیبان بن فروخ سے نقل کر رہا ہے ابو الحریش کلابی کا شیبان بن فروخ سے سماع ثابت نہیں۔

اعتراض نمبر: 7 شیبان بن فروخ کے بارے میں (تقریب التہذیب ج 1 ص 148) میں صدوق ہے۔ وہم ہو جاتا ہے۔ دوسری دلیل: غیر مقلدوں کی دوسری دلیل تفسیر ابن عباس ہے۔

اعتراض نمبر: 1 غیر مقلد زبیر علی زئی اپنی کتاب تسہیل الوصول ص 201 پر اس کی سند کو ضعیف قرار دیتا ہے۔
اعتراض نمبر: 2 غیر مقلد مبارک پوری ابکار الحسن ص 109 میں لکھتا ہے کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔
اعتراض نمبر: 3 اس کی سند میں ایک راوی روح بن المسیب ہے۔ وضاع الحدیث (یعنی حدیثیں گھڑتا تھا)

(میزان الاعتدال ج 2 ص 61)

اعتراض نمبر: 4 اس روایت میں عندنا نحر ہے علی انحر نہیں ہے لہذا غیر مقلدوں کی دلیل ہی نہ بنی۔

تیسری دلیل: ابن خزیمہ کی حدیث ج 1 ص 243 ہے۔

اعتراض نمبر: 1 غیر مقلد ناصر الدین البانی ابن خزیمہ کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

اعتراض نمبر: 2 غیر مقلد مبارک پوری ابکار الحسن ص 109 میں لکھتا ہے کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

اعتراض نمبر: 3 غیر مقلد ابو عبد السلام القول المقبول میں ص 345 میں لکھتا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

اعتراض نمبر: 4 اس روایت میں ایک راوی مول بن اسماعیل ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے (المغنی فی الضعفاء

ج 2 ص 446، تہذیب الکمال ج 91 ص 526، تہذیب التہذیب ج 5 ص 2، میزان الاعتدال ج 4 ص 228 امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسکو میں منکر الحدیث کہہ دوں اس سے روایت لینا حلال نہیں ہے۔ (میزان ج 1 ص 6، تہذیب الروای)

اعتراض نمبر: 5 امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں کثرت سے خطا کرتا ہے۔ (میزان ج 4 ص 228) اعتراض نمبر: 6 تقریب التہذیب میں ہے۔ برے حافظے والا ہے۔ (ج 2 ص 231)

اعتراض نمبر: 7 غیر مقلد زبیر علی زئی نے اپنی کتاب نور العینین ص 61 پر لکھا ہے جو راوی کثیر الخطا اور برے حافظہ والا ہو، اس کی منفرد روایت ضعیف ہوتی ہے یہاں مول بن اسماعیل کا بھی یہی حال ہے۔

چوتھی دلیل: ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت بیہقی کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں وہ بھی ضعیف ہے (القول المقول ص 340) اعتراض نمبر: 1 فتح الباری ج 9 ص 170 پر ہے مول بن اسماعیل کثیر الخطا ہے سفیان سے اسکی روایت ضعیف ہوتی ہے یہاں مول بن اسماعیل سفیان سے نقل کر رہا ہے۔

اعتراض نمبر: 2 نور العینین ص 127 پر لکھا ہے جب سفیان (عن) سے روایت کرے تو حجت نہیں غیر مقلدوں آنکھیں کھولیں یہاں بھی سفیان (عن) سے روایت کر رہا ہے

اعتراض نمبر: 3 غیر مقلد حکیم عبدالرحمن خلیق بارہ مسائل ص 38 پر لکھتا ہے کہ عاصم بن کلیب بالاتفاق کبار محدثین کے نزدیک سخت درجہ کا ضعیف راوی ہے کہ یہاں بھی عاصم بن کلیب راوی موجود ہے اسے کہتے ہیں کہ گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پانچویں دلیل: مسند احمد کی روایت ہے ج 5 ص 226 پر ہے۔

اعتراض نمبر: 1 غیر مقلدین کی مشہور کتاب القول المقول اس کے ص 341 پر لکھا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

اعتراض نمبر: 2 اس روایت میں سماک بن حرب ہے جو کہ استاد ہے سفیان کا، سفیان فرماتے ہیں سماک بن حرب ضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال ج 2 ص 232)

اعتراض نمبر: 3 سفیان کا خود عمل ناف کے نیچے نماز میں ہاتھ باندھنے کا ہے۔ (شرح مسلم ج 1 ص 173)

اعتراض نمبر: 4 امام نسائی فرماتے ہیں سماک بن حرب جب منفرد ہو تو حجت نہیں۔ (میزان ج 2 ص 232)

اعتراض نمبر: 5 کتاب الثق ہم سنی مسلمان غیر مقلدوں (الجمہیث، وہابیوں) کی طرح نماز میں سینے پر ہاتھ کیوں نہیں باندھتے؟

اعتراض نمبر: 6 سماک بن حرب کے تمام شاگرد ہذہ علی ہذہ کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ سینہ پر ہاتھ باندھنے کو بیان نہیں کرتے

ان کے حوالے (سنن ابن ماجہ ج 1 ص 58، مسند احمد ج 5 ص 226)

اعتراض نمبر: 7 یہ روایت کوفہ کی ہے اور کوفہ سے غیر مقلدوں کو پہلے ہی بہت بغض و کینہ بنے اور کوفہ کا عملی تواثر ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ہے۔

اعتراض نمبر: 8 مسند احمد کی روایت میں لفظ ہذہ ہے جس سے دو ہاتھ کا ترجمہ کرنا جہالت ہے اسی وجہ سے غیر مقلدوں کے

بہت بڑے مناظر مبشر ربانی اپنی کتاب آپ کے سوال قرآن و سنت کی روشنی میں کے ص 125 جلد اول پر اس روایت کے

لفظ ہذہ کو ہذا میں بدل دیا ہے میں بھی درست نہیں کیا اور نظر ثانی کر نیوالے زبیر علی زئی کی بھی اس لفظ پر آ کر آنکھیں

بند ہو گئی اللہ تعالیٰ غیر مقلدوں کی عقل و آنکھوں کو درست فرمائے۔ آمین

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ فَوْقَ الشُّرَّةِ

ہاتھوں کو ناف کے اوپر رکھنے کا بیان

328- عَنْ جَرِيرِ بْنِ الصَّبَّاحِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُمِصُ شِمَالَهُ يَمِينُهُ عَلَى الرَّثْمِ فَوْقَ الشُّرَّةِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزِيَادَةُ فَوْقَ الشُّرَّةِ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ .

☆☆ حضرت جریر بن الصباح رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ ناف کے اوپر کلائی پر رکھ کر پڑے ہوئے تھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور ناف کے اوپر کے الفاظ کی زیادتی محفوظ نہیں ہے۔

329- وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنِي عَطَاءٌ أَنْ أَسْأَلَ سَعِيدًا أَيْنَ تَكُونُ الْيَدَانِ فِي الصَّلَاةِ فَوْقَ الشُّرَّةِ أَوْ أَسْفَلَ مِنَ الشُّرَّةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَعِيدٌ فَوْقَ الشُّرَّةِ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِي .

☆☆ حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے اوپر ہوں گے یا ناف کے نیچے پس میں نے ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ناف کے اوپر ہوں گے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں اور ان میں ترجیح کا بیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ باندھنے کی دو صورتیں مروی ہیں ایک صورت زیر ناف کی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں سب سے اہم روایت وہ ہے جسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ ہمیں وکیع نے موسیٰ بن عمیر سے عنقہ بن وائل بن حجر نے اپنے والد گرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے دوران نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھے دیکھا ہے۔ امام علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اختیار شرح مختار کی احادیث کی ترجیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید اور تمام راوی ثقہ ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ وضع البیہقی علی اشمل من کتاب الصلوة مطبوعہ اوردہ قرآن والعلوم اسلامیہ کراچی)

(تخریج احادیث شرح مختار للقا سم بن قطلوبغا)

دوسری صورت سینے پر ہاتھ باندھنے کی ہے اس بارے میں ابن خزیمہ اپنے صحیح میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ عنہ سے ہی روایت لائیں ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کا شرف پایا تو آپ نے اپنا

۳۲۸۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب وضع الیمنی علی السوی فی الصلوة هذا الحدیث موجود فی بعض نسخ ابی داؤد دون بعض نقلاً من مطبوعة البصرة ایضاً موجود فی حواشی طبع مکتبہ اہمدیہ۔ ملتان (پاکستان) ج ۱ ص ۲۸۰

دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر ہاتھ باندھیں۔

(صحیح ابن عزمہ باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ مفتہ - کتاب اسلامی - ۱۰۰ -)

چونکہ اس کی تعریف کا علم نہیں کہ کون سی روایت پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی، اور دونوں روایات ثابت و مقبول ہیں۔ لاجرم دونوں میں سے کسی ایک کو ترجیح ہوگی جب ہم نماز کے اس فعل بلکہ نماز کے تمام افعال پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ تھا، کے تمام تعظیم پر مبنی نظر آتے ہیں اور مسلم و معروف تعظیم کا طریقہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے لہذا امام محقق علی الاطلاق۔ فتح میں فرمایا ہے: قیام میں بقصد تعظیم ہاتھ باندھنے کا معاملہ معروف طریقے پر چھوڑا جائے اور قیام میں تعظیم ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی معروف ہے۔ (فتح القدیر باب مفت الصلوٰۃ نور یہ رضویہ کھر ج ۱ ص ۲۳۹)

بَابُ فِي وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السَّرَّةِ

ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنے کا بیان

330- عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السَّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ ناف کے نیچے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

331- وَعَنِ الْحُجَّاجِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ أَوْ سَأَلْتُهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ أَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ السَّرَّةِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت حجاج بن حسان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو مجلز کو سنایا راوی نے کہا کہ میں نے اس سے پوچھا کہ میں ہاتھ کیسے رکھوں تو انہوں نے کہا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور ان دونوں کو ناف سے نیچے رکھے۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

332- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السَّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆☆ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے۔ ناف کے نیچے اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

۳۳۰. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب وضع الیمین علی الشمال ج ۱ ص ۲۹۰

۳۳۱. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب وضع الیمین علی الشمال ج ۱ ص ۲۹۱

۳۳۲. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب وضع الیمین علی الشمال ج ۱ ص ۲۹۰

بَابُ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ

تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے

333- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ هُنِيَّةٌ فَقُلْتُ يَا أَبَتِي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللَّهُمَّ نَاعِدُ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ نَقِيْنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش رہتے۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا تھوڑی دیر تو میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ تکبیر اور قرأت کے درمیان آپ خاموش رہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جو دوری تو نے مشرق و مغرب کے درمیان کی اور مجھے خطاؤں سے ایسے صاف کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میری خطاؤں کو پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ اسے سوائے ترمذی کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

334- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ إِنِّي وَجْهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ خَائِفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاعْفُ رُبِّي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي إِلَى خَيْرِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبِّكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ .

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فرماتے میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کیا کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ہر باطل سے جدا ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی

۳۳۳. بخاری کتاب الادان ما یقرأ بعد التکبیر ج ۱ ص ۱۰۳ مسلم کتاب المساجد باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام و القراءۃ ج ۱

۱ ص ۲۱۹ سانی کتاب الافتتاح باب الدعاء بین التکبیر والقراءۃ ج ۱ ص ۱۱۴ ابو داؤد کتاب الصلوة باب السکة عند الافتتاح ج ۱ ص ۱۱۳ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب افتتاح الصلوة ص ۵۹ مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۱

۳۳۴. مسلم کتاب صلوۃ المسافرین و قصرها باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل ج ۱ ص ۲۶۳

شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ پس تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ بے شک تیرے سوائے کوئی گناہ نہیں بخشا اور مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے صرف تو ہی اچھے اخلاق کی ہدایت دیتا ہے اور مجھ سے برے اخلاق کو دور کر دے اور تیرے سوا کوئی بھی مجھ سے برے اخلاق کو دور نہیں کر سکتا۔ میں حاضر ہوں۔ تمام بھلائیاں تیرے قبضہ قدرت میں ہیں اور برائی تیری طرف منسوب نہیں۔ میں تیری ہی طرف پناہ پکڑتا ہوں تو ہارکت اور بلند ہے۔ میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور جب رکوع میں جائے پھر اسی طرح آخر تک حدیث بیان کی۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے صلوٰۃ اللیل میں روایت کیا ہے۔

335- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ خَيْرًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ وَبِحَمْدِكَ ثُمَّ يَقْرَأُ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت محمد بن مسلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نفل نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو کہتے اللہ اکبر میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف پھیر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ میں ہر باطل سے جدا ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں بے شک میری نماز میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اے اللہ! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے اور تیری ہی حمد ہے پھر (اس کے بعد) قراءت کرتے۔ اس کو نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

336- وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُفْرَدِ فِي الدُّعَاءِ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ .

★★ حضرت حمید طویل رحمہ اللہ انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے۔ تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے طبرانی اپنی کتاب المفرد باب فی الدعاء میں نقل کیا اور اس کی سند جید ہے۔

337- وَعَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

۳۳۵. کتاب الافتتاح باب الدعاء بین التکبیر والقراءة ص ۱۹۳

۳۳۶. اندرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ نقلًا عن الطبرانی فی الدعاء ج ۱ ص ۱۲۹

۳۳۷. دار قطی کتاب الصلوۃ باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر ج ۱ ص ۲۰۰ طحاوی کتاب الصلوۃ باب ما یقال بعد تکبیرۃ

الافتتاح ج ۱ ص ۱۳۶

وَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت اسودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے اے اللہ میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسے دارقطنی اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

338- وَعَنْ أَبِي وَأَنْل قَالَ كَانَ عَثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ . يُسَمِعُنَا ذَلِكَ . رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز کا آغاز کرتے تو کہتے اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیں یہ کلمات سناتے تھے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

نماز کے شروع میں دعاؤں سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

نماز کے شروع میں جن دعاؤں اور اذکار کا پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً انی وجہت الخ یا سجا تک اللهم الخ یا ان کے علاوہ دیگر دعائیں ان سب کو یا بعض کو فرائض و نوافل میں پڑھنا امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے، امام اعظم، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ صرف سجا تک اللهم الخ پڑھا جائے اور اس کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں وہ سب نوافل پر محمول ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کو غلوں میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک سجا تک اللهم الخ اور انی وجہت الخ دونوں دعاؤں کو پڑھنا چاہئے۔ امام طحاوی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے ان دونوں دعاؤں کی ترتیب میں مرزی کو اختیار ہے خواہ وہ پہلے سجا تک اللهم پڑھے یا انی وجہت کو پہلے پڑھ لے ویسے مشہور یہی ہے کہ انی وجہت، سجا تک اللهم کے بعد پڑھا جائے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ وَقِرَاءَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَتَرْكِ الْجَهْرِ بِهِمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)

تَعُوذُ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا اور انہیں نہ بچانہ پڑھنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے

339- عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى حَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِي وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب وہ نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر کہتے یا اللہ میں تیری حمد کے ساتھ تیری تعریف کرتا ہوں۔ تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر آپ تعوذ پڑھتے اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

340- وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانُوا يُسْرُونَ التَّعَوَّذَ وَالْبَسْمَلَةَ فِي الصَّلَاةِ . رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي مُنْبَاهِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں (صحابہ کرام رحمہم اللہ) نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

341- وَعَنْ نَعِيمِ الْمُجَمَّرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَأَى أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ لَقَالَ آمِينَ فَقَالَ النَّاسُ آمِينَ وَيَقُولُ كُلَّمَا سَجَدَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْإِثْنَيْنِ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَا أَشْهَدُكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَطَحَاوِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ الْجَارُودِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالتَّحَاكُمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت نعیم مجمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ حتیٰ کہ جب وہ غیر المغضوب علیہم والا الضالین پر پہنچے تو آمین کہا اور وہ جب بھی سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہا اور جب سلام پھیرا تو کہنے لگے مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نماز میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں۔

اس حدیث کو امام نسائی رحمہ اللہ، طحاوی رحمہ اللہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ، ابن جارود رحمہ اللہ، ابن حبان رحمہ اللہ، حاکم رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۳۳۹. دارقطنی کتاب الصلوة باب دعاء الاستفتاح بعد التکبیر ج ۱ ص ۲۰۰

۳۴۰. الدرایۃ کتاب الصلوة باب صفة الصلوة نقلًا عن سعید بن منصور ج ۱ ص ۱۲۵

۳۴۱. نسائی کتاب الاستفتاح باب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم ج ۱ ص ۱۴۴ طحاوی کتاب الصلوة باب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم

ابن خزيمة ج ۱ ص ۱۲۷ صحيح ابن حبان کتاب الصلوة ج ۱ ص ۲۵۱ صحيح ابن حبان کتاب الصلوة ج ۱ ص ۱۴۵ مستدرک حاکم

کتاب الصلوة باب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ في الصلوة بسم الله الرحمن الرحيم الخ ج ۱ ص ۲۳۲ مشقی اس

حارود باب صفة صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ص ۲۲ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب افتتاح القراءة ج ۱ ص ۴۶

342- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ (بِالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ . وَزَادَ مُسْلِمٌ لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةِ وَلَا فِي آخِرِهَا .

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما الحمد للہ رب العالمین کے ساتھ نماز کا آغاز کرتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ قراءت کے شروع میں پڑھتے اور قراءت کے آخر میں۔

343- وَعَنْهُ لَوْلَا صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

344- وَعَنْهُ لَوْلَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ انہی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان میں سے کسی ایک کو بھی جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ اسے امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور دیگر محدثین اور اس کی سند صحیح ہے۔

345- وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ أَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ لِي أَيْ بُنَيَّ مُحَدِّثُ إِيَّاكَ وَالْحَدَّثُ قَالَ وَلَمْ أَرِ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَبْغَضَ إِلَيَّ الْحَدَّثُ لِي إِلَّا سَلَامٌ يَنْغِيئُ مِنْهُ قَالَ وَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ) فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقُولُهَا فَلَا تَقُلْهَا إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ .

☆☆ حضرت ابن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے میرے والد نے نماز کی حالت میں سنا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ رہا تھا تو انہوں نے کہا اے بیٹے یہ ایک نیا کام ہے تو اپنے آپ کو نئے کام سے بچا اور کہا کہ میں نے رسول

۳۴۲. بخاری کتاب الاذان باب ما یقرأ بعد التکبیر ج ۱ ص ۱۰۳ مسلم کتاب الصلوة باب حجة من قال لا یجهر بالبسملة ص ۱۷۲

۳۴۳. مسلم کتاب الصلوة باب حجة من قال لا یجهر بالبسملة ج ۱ ص ۱۷۲

۳۴۴. نسائی کتاب الافتتاح باب ترک الجهر بسم اللہ الرحمن الرحیم ج ۱ ص ۱۴۵

۳۴۵. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی ترک الجهر بسم اللہ الرحمن الرحیم ج ۱ ص ۵۷

اللہ تعالیٰ کے صحابہ جنابہ میں سے کسی صحابی کو نہیں دیکھا کہ اس کے نزدیک اسلام میں نئے کام سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز ہو اور فرمانے لگے میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہوئے نہیں سنا پس تو بھی نہ کہہ جب تو نماز پڑھے الحمد للہ رب العالمین کہہ (کر نماز شروع کر) اسے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

346- وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْجَهْرِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالَ ذَلِكَ يَفْعَلُ

الْأَعْرَابُ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جبرائیل علیہ السلام اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یہ دیہاتیوں کا کام ہے اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

نماز میں تعوذ پڑھنے کا سنن میں بیان

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز میں داخل ہوئے تو کہا تین مرتبہ ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَقْبِهِ“ حضرت عمرو بن مرہ فرماتے ہیں ہمزہ جنون اور دیوانگی کو کہتے ہیں اور نفث شعر کو اور نقب تکبر کو۔

(سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۵۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَهَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَقْبِهِ“ فرمایا ہمزہ دیوانگی اور جنون سے، نفث شعر سے، نقب تکبر سے۔ (سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۵۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کے فقہی احکام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز ”الحمد للہ رب العالمین“ سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

بظاہر تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے لیکن سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ دوسری احادیث سے بسم اللہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے خواہ بسم اللہ کو سورہ فاتحہ کا جزء مانا جائے جیسا کہ شوافع فرماتے ہیں خواہ نہ مانا جائے جیسا کہ حنفیہ فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہاں الحمد للہ رب العالمین سے مراد سورہ فاتحہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ

فاتحہ سے نماز شروع کرتے تھے جیسا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے الم پڑھا تو اس سے مراد سورہ بقرہ ہی لی جاتی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ سورۃ کا جزء ہے لہذا اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

احناف کی جانب سے اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہاں مطلق نفی مراد نہیں ہے بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ ہاواز بلند نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھتے تھے اور ہاواز بلند نماز کی ابتداء "الحمد لله رب العالمین" سے کرتے تھے کیونکہ یہ بات پوری صحت کی ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ ہاواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہاواز بلند پڑھی جانے والی نماز میں بھی آہستہ پڑھتے تھے۔

حضرت شیخ ابن ہمام نے بعض حفاظ حدیث (یعنی وہ لوگ جن کو بہت زیادہ احادیث زبانی یاد رہتی تھیں) سے نقل کیا ہے کہ کوئی بھی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس میں بسم اللہ کا ہاواز بلند پڑھنا بھراحت ثابت ہو تو وہاں اگر کوئی ایسی حدیث ثابت بھی ہے کہ جس سے بسم اللہ ہاواز بلند پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو اس کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت سے بسم اللہ آہستہ پڑھنا بکثرت منقول ہے اور اگر اتفاقی طور پر کسی کے بارے میں ہاواز بلند پڑھنا ثابت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو انہوں نے لوگوں کی تسبیح کے لیے بسم اللہ ہاواز بلند پڑھی ہوگی یا پھر ان مقتدیوں کی روایت ہے جو ان کے بالکل قریب نماز میں کھڑے ہوتے تھے کہ اگر وہ، بسم اللہ آہستہ سے بھی پڑھتے تھے تو مقتدی سن لیتے تھے اور اسی کو انہوں نے ہاواز بلند پڑھنے سے تعبیر کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں اس مسئلے سے متعلق دو باب قائم کئے ہیں ایک باب میں تو ان احادیث کو نقل کیا ہے جن سے بسم اللہ ہاواز بلند پڑھنا ثابت ہے اور دوسرے باب میں وہ احادیث نقل کی ہیں جو آہستہ آواز سے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور امام ترمذی نے ترجیح انہیں احادیث کو دی ہے جن سے ہاواز آہستہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور کہا ہے کہ اس طرف (یعنی بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے مسلک کے حق میں) اکثر اہل علم مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین کرام وغیرہ ہیں۔ (جامع ترمذی)

نماز میں قرات تسمیہ کا حکم سری

تسمیہ کی شرعی حیثیت کے تحت تسمیہ کا سورہ فاتحہ کا حصہ نہ ہونا اس امر سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہری نمازوں میں قرات بالجہر کا آغاز الحمد للہ رب العالمین، سے کرتے تھے۔ بسم اللہ کی قرات جہرانہ فرماتے تھے۔ اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر و عثمان کانوا یفتتحون القراءة بالمحمد للہ رب العلمین و زاد مسلم لا یدکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراءة ولا فی آخرها
سنن داری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جہری قرات کا آغاز الحمد للہ سے فرمایا کرتے تھے صحیح مسلم کے مزید الفاظ یہ ہیں کہ پہلی اور دوسری مرتبہ دونوں قراتوں میں (جہراً) بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

(صحیح لمسلم، 1: 172، کتاب الصلوة، رقم: 52 مسند احمد بن حنبل، 3: 101، 114 سنن الدارمی، 1:

300 مطبوعہ، دار القلم دمشق، سنن النساء، 2: 97، رقم: 902)

سعید بن منصور سنن میں ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

کانوا یسرون التعوذ والبسملة فی الصلوة۔ صحابہ کرام نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اسناد صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

قال صلیت بحلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) فلم أسمع أحدا

منہم یجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی جہراً بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔ (سنن نسائی، 2: 99، رقم: 907)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی دور میں ابتداء دوران نماز بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے۔ اس پر مشرکین مکہ استہزاء کرتے کیونکہ وہ مسلمینہ کذاب، کورحمن کہتے تھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سن کر وہ طعنہ دیتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل یمامہ کے معبود مسلمینہ کذاب، کی طرف بلاتے ہیں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو بسم اللہ کی قرات آہستہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باخفائها فما جہر بها حتی مات۔

لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پوشیدہ پڑھا کرو، پھر تا وقت وفات کبھی نماز

میں بسم اللہ پکار کر نہیں پڑھی۔ (طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فلما نزلت هذه الآية أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لا یجہر بها۔

جب آیت بسم اللہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھی جائے۔

(طبرانی)

اسی طرح صحیح بخاری، صحیح مسلم اور طبرانی کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، اور بیہقی وغیرہ متعدد کتب حدیث میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ تسمیہ کی قرأت سورہ فاتحہ یا کسی اور سورت کے حصے کے طور پر نہیں بلکہ الگ حیثیت سے کی جاتی تھی۔ اگر یہ حصہ سورہ فاتحہ ہوتی تو یقیناً اس کی قرأت بھی اس کے ساتھ بلند آواز سے کی جاتی۔ جن روایات میں بسم اللہ کی قرأت کا دوران نماز بلند آواز سے ہونا مذکور ہے وہ مکی دور کے اوائل ایام سے متعلق ہیں۔ لیکن بعد میں صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکار کر پڑھنے کی ممانعت فرمادی۔ لہذا تسمیہ کا نماز میں پڑھا جانا تلاوت قرآن کے آغاز و افتتاح کے طور پر ہے۔ کیونکہ حمد و ثناء کے بعد جب سورہ فاتحہ کی قرأت شروع ہوتی ہے تو یہی دوران نماز تلاوت قرآن کا آغاز ہے اور یہاں بھی یہ حکم ہے کہ تلاوت قرآن کا آغاز پہلے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) اور پھر تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) سے کیا جائے۔

بَابُ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

سورة فاتحہ پڑھنے کا بیان

347- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے فاتحہ الکتاب (یعنی سورہ فاتحہ) نہ پڑھی اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

348- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى صَلَوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ لَيْسَ بِخَدَّاجٍ يَقُولُهَا ثَلَاثًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی پس وہ نماز نامکمل ہے۔ آپ ﷺ نے یہ تمین بار کیا۔ اسے امام سلیم بن عبد اللہ نے روایت کیا۔

349- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى صَلَوةً لَمْ

۳۴۷. بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراءة للامام والاموم . الخ ج ۱ ص ۱۰۴ مسلم کتاب الصلوة باب وجوب القراءة الفاتحة في كل ركعة . الخ ج ۱ ص ۱۶۹ ابوداؤد کتاب الصلوة باب من ترك القراءة في صلوته ج ۱ ص ۱۱۹ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء انه لا صلوة الا بفاتحة الكتاب ج ۱ ص ۵۷ نسائی کتاب الافتتاح باب ايجاب القراءة فاتحة الكتاب . الخ ج ۱ ص ۱۴۵ ابن ماجہ ابواب الصلوة باب القراءة خلف الامام ص ۶۰ مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۴

۳۴۸. مسلم کتاب الصلوة باب وجوب القراءة الفاتحة في كل ركعة ج ۱ ص ۱۷۰

۳۴۹. مسند احمد ج ۶ ص ۱۴۲ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ص ۶۱ طحاوی کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ج ۱ ص ۱۴۸

يَقْرَأُ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِلْدَانُج . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے۔ اس کو امام احمد بن حنبلہ اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے مسئلے میں آئمہ و فقہاء کے مذاہب

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اگر کوئی آدمی سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ چنانچہ اسی حدیث سے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیونکہ حدیث نے صراحت کے ساتھ ایسے آدمی کی نماز کی نفی کی ہے جس نے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں نفی کمال مراد ہے یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ادا تو ہو جاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا نہیں ہوتی۔ (کیونکہ سجدہ سہو کے ساتھ ہوگی) اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے (فَاقْرَءْ وَامَّا تَتَسَوِّرُ مِنَ الْقُرْآنِ) 73۔ المزمّل 20: (یعنی قرآن میں سے جو پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق قرآن کی کوئی بھی سورۃ یا آیتیں پڑھنا فرض ہے۔ اس کے علاوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک اعرابی کی نماز کے سلسلے میں یہ تعلیم فرمائی تھی کہ فاقروا ما نيسر معك من القرآن (یعنی تمہارے لیے قرآن میں سے جو کچھ پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو)

بہر حال احناف کے مذہب کے مطابق نماز میں فرض کہ جس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی قرآن کی ایک آیت یا تین آیتوں کا پڑھنا ہے خواہ سورہ فاتحہ ہو یا دوسری کوئی سورۃ اور سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اس کے بغیر نماز ناقص ادا ہوتی ہے۔

350- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَبَسَّرَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَابْنُ يَعْلَى وَابْنُ حَبَّانَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا یہ کہ ہم سورۃ فاتحہ اور قرآن میں سے جو آسان ہو پڑھیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد امام احمد بن حنبلہ ابو یعلیٰ ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

351- وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرْقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاءَ

۳۵۰۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب من ترك القراءة في صلاته ج ۱ ص ۱۱۸ مسند احمد ج ۲ ص ۲۰ صحیح ابن حبان کتاب

الصلوة ج ۴ ص ۱۴۰ مسند ابی یعلیٰ ج ۲ ص ۱۱۷

۳۵۱۔ مسند احمد ج ۴ ص ۲۴۰

رَجُلٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى قَرِيبًا مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ أَعَدَّ صَلَوَتَكَ لِأَنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنِي كَيْفَ أَصْنَعُ قَالَ إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَأْسَكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَامْذُدْ ظَهْرَكَ وَمَسْكِنَ لِرُكُوعِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَأَقِمْ صَلَاتَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامَ إِلَى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَسْكِنَ لِسُجُودِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلَى فِعْدِكَ الْيُسْرَى ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت رفاع بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ صحابی ہیں کہ ایک شخص آیا در انحالیکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے تو اس نے آپ ﷺ کے قریب نماز پڑھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نماز دوبارہ پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کیسے نماز پڑھوں مجھے سکھا دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تو قبلہ کی طرف منہ کرے تو تکبیر کہہ پھر اَمِّ الْقُرْآن یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ پھر (قرآن میں سے) جو چاہے پڑھ پس جب تو رکوع میں جائے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ اور اپنی پشت کو پھیلا دے اور اطمینان سے رکوع کر پس جب تو (رکوع سے) اٹھنا چاہے تو اپنی کمر سیدھی رکھ (یعنی سیدھا کھڑا ہو جا) حتیٰ کہ ہڈیاں اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئیں پس جب تو سجدہ کرے تو اطمینان سے سجدہ کر پس جب تو (مسجد سے) اٹھنا چاہے تو اپنی ہاتھیں ران پر بیٹھ جا پھر ایسا تو ہر رکعت میں کر اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے زوایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ فِي الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

امام کے پیچھے قراءت کا بیان

352- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا . قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَفِي الاستدلال بهذه الاحاديث نظر .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی حدیث اس سے پہلے گزر چکی۔ علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے استدلال کرنے میں اعتراض ہے۔

353- وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَلَّتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا قَرَعَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ فَلَمَّا نَعَمْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا

تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خَالٍ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ
وَأَخْرَجُوهُ .

قَالَ الْيَمِينِيُّ فِيهِ مَكْحُولٌ وَهُوَ يَدْلِسُ رَوَاهُ مُعْنَعًا وَقَدْ اضْطَرَبَ فِي إِسْنَادِهِ وَمَعَ ذَلِكَ قَدْ تَفَرَّدَ بِذِكْرِ
مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِبَادَةَ فِي طَرِيقِ مَكْحُولٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ وَهُوَ لَا يُحْتَجُّ بِمَا انفردَ بِهِ فَالْحَدِيثُ مَعْلُولٌ
بِخَلَاةٍ وَجَوِّهِ .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھ رہے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت کی تو آپ کو قراءت کرنے میں وقت پیش آئی جب فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم امام کے پیچھے قراءت
کرتے ہو۔ ہم نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو سوائے سورۃ فاتحہ کے کیونکہ جو سورہ فاتحہ نہ
پڑھے اس کی نماز نہیں اسے ابو داؤد اور ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جزء القراءۃ میں۔

علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک راوی مکحول ہے جو کہ مدلس ہے اور عن عن کے الفاظ سے روایت کرتا ہے
اور اس کی سند میں اضطراب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ حدیث حضرات عبادہ سے نقل کرنے میں محمود بن ربیع کا ذکر صرف محمد
بن اسحاق نے کیا ہے اور جس سند میں محمد بن اسحاق مفرد ہو اس روایت سے استدلال نہیں کیا جاتا لہذا یہ حدیث تین وجوہ
سے معلول ہے۔

354- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ رَبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبْطَأَ عِبَادَةُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ
أَبُو نَعِيمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ لِبَصَلَى أَبِي نَعِيمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عِبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَّقْنَا خَلْفَ أَبِي نَعِيمٍ وَأَبُو نَعِيمٍ
يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَجَعَلَ عِبَادَةُ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعِبَادَةَ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَابْنُ نَعِيمٍ يَجْهَرُ
قَالَ أَجَلُ صَلَّى يَنَارُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا الْقِرَاءَةُ قَالَ فَالْتَبَسْتُ عَلَيْهِ
الْقِرَاءَةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ هَلْ تَقْرَأُ وَنَ إِذَا جَهِرْتُ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُنَا إِنَّا لَنَصْنَعُ ذَلِكَ قَالَ
فَلَا تَفْعَلُوا وَأَنَا أَقُولُ مَا لِي يَنَارُ عَنِ الْقُرْآنِ فَلَا تَقْرَأُ وَابْنُ نَعِيمٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهِرْتُ إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ خَالٍ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْقُ الْعَالِ الْعِبَادِ وَأَخْرَجُوهُ وَفِيهِ مَسْتَوْرٌ .

قَالَ الْيَمِينِيُّ إِنَّ حَدِيثَ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فِي التَّيَاسِ الْقِرَاءَةِ قُلْتُ وَيُجَوِّدُ كُلُّهَا ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت نافع بن محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں دیر

۳۵۳. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من ترك القراءة في صلواته ج ۱ ص ۱۱۹ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء انه لا صلوة الا

بفتحۃ الكتاب ج ۱ ص ۵۷ جزا القراءة للبخاری ص ۸۴

۳۵۴. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من ترك القراءة في صلواته ج ۱ ص ۱۱۹ نسائی کتاب الانتاح باب قراءة أم القرآن خلف الامام

نہما جہریہ الامام ص ۱۴۶ جزا القراءة للبخاری ص ۲۲

نے پہنچے تو ابو نعیم موزن نے اقامت کہی اور لوگوں کو نماز پڑھانے لگے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم نے ابو نعیم کے پیچھے صف بنالی اور حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ جہراً قراءت کر رہے تھے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بھی سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے۔ جب فارغ ہوئے تو میں نے کہا میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا ہے حالانکہ ابو نعیم جہراً قراءت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا یہی بات ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی جن میں جہراً قراءت کی جاتی ہے تو قراءت میں آپ کو وقت پیش آئی جب فارغ ہوئے تو ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا کیا جب میں جہراً قراءت کروں تو تم بھی اس وقت پڑھتے ہو۔ ہم میں سے بعض نے کہا ہم اسی طرح کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو میں بھی کہہ رہا تھا مجھے کیا ہو گیا کہ مجھ سے قرآن چھینا جا رہا جب میں قرآن پڑھ رہا ہوں تو سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ نہ پڑھا کرو۔ اس کو ابوداؤد نسائی اور بخاری نے جزء القراءۃ وخلق افعال العباد میں روایت کیا اور دیگر محدثین نے اور اس میں ایک راوی مستور الحال ہے۔

علامہ نیوی فرماتے ہیں کہ قراءت کے مجلس ہونے میں عبادہ بن صامت کی حدیث کئی وجوہ سے روایت کی گئی وہ ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

355- وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَجْلَسَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ اقْرَءُوا وَنَ فِي صَلَاتِكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكُتُوا فَقَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُونَ إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا تَفْعَلُوا وَلْيَقْرَأُ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ لِي نَفِيهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَالْآخَرُونَ وَأَعْلَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ هَذِهِ الطَّرِيقُ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ .

☆ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا چکے تو آپ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم امام کے پیچھے اپنی نماز میں قراءت کرتے ہو جبکہ امام قراءت کر رہا ہو تو صحابہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے پس تین مرتبہ آپ نے یہ کلمات دہرائے تو کسی کہنے والے نے یا کہنے والوں نے کہا ہم اس طرح کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور تم میں سے ایک سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لیا کرے اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء القراءۃ میں اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو معلول قرار دیا اس وجہ سے کہ اس کی سند غیر محفوظ ہے۔

356- وَعَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُونَ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا تَفْعَلُوا إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

★★ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ محمد بن ابوعائشہ اصحاب رسول میں سے کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تم قراءت کرتے ہو جب امام قراءت کر رہا ہو آپ نے یہ دو یا تین مرتبہ فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو سوائے اس کے کہ تم میں کوئی سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف۔

357- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ بِحَدِّ أَجْ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ لَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُتِبَ الصَّلَوةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نَضْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى حَمِدَنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَتَنِي عَلَى عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مَالِكُ يَوْمَ الدِّينِ قَالَ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَقَالَ مَرَّةً فَوْضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا قَالَ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ قَالَ هَذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ هَذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔ اس کی نماز ناقص ہے۔ ابو ہریرہ سے کہا گیا ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو انہوں نے کہا اس کو دل میں پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا۔ بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا اور جب بندہ کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم الصراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو اس نے مانگا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

358- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبِقْ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ آمِينَ مَنْ وُافَقَ ذَلِكَ قِيمٌ أَنْ يُسْتَجَابَ بِهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ . قَالَ النِّيمَوِيُّ وَهِيَ الْبَابُ الْآخِرُ عَنْ الصَّحَابَةِ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں جب امام سورۃ الفاتحہ پڑھے تو تو بھی اسے پڑھ اور اس میں تو (اس

سے) سبقت لے جا۔

پس بے شک جب امام کہے ولا الضالین تو فرشتے کہتے ہیں آمین۔ جو اس کے موافق ہو گیا تو یہ اس لائق ہے کہ ان کی دعا قبول کی جائے۔ علامہ بیہقی فرماتے ہیں ان بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دیگر آثار بھی منقول ہے۔

سورت فاتحہ مقتدی کو پڑھنی چاہئے یا نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنی چاہئے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی۔ اور یہی حضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے، امام مالک کے نزدیک فرض نہیں مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف و امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورت فاتحہ پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں ہے بلکہ حنفی فقہاء تو اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ امام محمد کے مسلک کی تحقیق ابھی ہم نے اوپر لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم اور صاحبین کا متفقہ طور پر یہ مسلک ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے مگر اس سلسلے میں کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے جس کی بنیاد پر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام محمد کا مسلک امام اعظم اور امام ابو یوسف سے کچھ مختلف ہے چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اور کچھ دوسرے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمد اس کے قائل ہیں کہ آہستہ آواز کی نماز میں مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے ہم سمجھتے ہیں کہ امام محمد کی طرف اس قول کی نسبت کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ امام محمد کی کتابوں سے بالکل صاف طریقہ یہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں شیخین یعنی امام اعظم اور امام ابو یوسف سے بالکل متفق ہیں۔

چنانچہ امام محمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ لا قراءۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذلك جاء ت عامۃ الآثار وهو قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ "نماز خواہ بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی کسی حال میں بھی امام کے پیچھے قرات نہیں ہے اسی کے مطابق ہمیں بہت سے احادیث پہنچی ہیں اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔" نیز امام موصوف نے اپنی دوسری تصنیف کتاب الآثار میں قرات خلف الامام کے عدم اثبات میں احادیث و آثار کو نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا: وبہ نأخذ لانری القراءۃ خلف الامام شیء من الصلوۃ یجہر فیہ او لا یجہر فیہ۔ "اور یہی (یعنی عدم قرات خلف الامام) ہمارا بھی مسلک ہے ہم قرات خلف الامام کو کسی بھی نماز میں خواہ وہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی نماز روا نہیں رکھتے۔" بہر حال مذکورہ بالا مذہب کو دیکھتے ہوئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ سورت فاتحہ کے سلسلہ میں حنفیہ دو چیزوں کے قائل ہیں۔ اول تو یہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا کسی بھی حال میں فرض نہیں خواہ وہ نماز بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی اور دوسری یہ کہ اگر کوئی مقتدی سورت فاتحہ پڑھتا ہے تو گویا وہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس موقع پر ہم صرف اتنی بات صاف کریں

ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض کیوں نہیں ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ تو جانتا ہے کہ جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اس کی سب سے بڑی دلیل اس باب کی پہلی حدیث ہے یعنی لا صلوة الا بفاتحة الكتاب ان حضرات کے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک آدمی کو بطور خود پڑھنا ضروری ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ جب امام نے پڑھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری جماعت نے پڑھا، چنانچہ وہ اپنے اس قول کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں من کان لم امام فقرأه الا امام قراءه (یعنی جو آدمی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ تو اس امام کی قرات اس (مقتدی) کی بھی قرات سمجھی جائے گی) گو بعض علماء نے اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے۔ مگر حقیقت میں ان کا کلام صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث بہت سی اسناد سے ثابت ہے جن میں سے بعض اسناد تو اس درجے کی صحیح و سالم ہیں کہ اس میں کسی کلام کی گنجائش ہی نہیں۔ بہر حال اس حدیث سے یہ بات بصراحت ثابت ہوتی ہے۔ کہ مقتدی کو قرات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو سورت فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ اس موقع پر یہ احتمال بھی پیدا نہیں کیا جاسکتا کہ شاید اس حدیث کا تعلق بلند آواز کی نماز سے ہو کیونکہ یہ بات بھی صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عصر کی نماز کے وقت تھا۔ جو آہستہ آواز کی نماز ہے اور جب آہستہ آواز کی نماز میں یہ حکم ہے تو بلند آواز کی نماز میں تو بدرجہ اولیٰ یہی حکم ہوگا۔

بَابُ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الْجَهْرِيَّةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت کو ترک کرنے کا بیان

قرآن کی قراءت کے وقت خاموش رہنے اور سننے کے حکم کا بیان

"وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" عَنْ الْكَلَامِ "لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" نَزَلَتْ فِي تَرْكِ الْكَلَامِ فِي الْخُطْبَةِ وَعَبَّرَ عَنْهَا بِالْقُرْآنِ لِاشْتِمَالِهَا عَلَيْهِ وَقِيلَ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ مُطْلَقًا،

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور کلام کرنے سے چپ رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ آیت جمعہ میں خطبہ کے وقت ترک کلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کو قرآن سے تعبیر کیا ہے کیونکہ وہ خطبہ بھی قرآن پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں قرآن سے مراد مطلق قراءت قرآن ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ یہ آیت صحابہ کرام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پیچھے دوران نماز آوازیں بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (زاوالمیر 3-312، سنن مؤثر 2-155)

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب شروع شروع میں نماز فرض ہوئی تو لوگ اپنی نمازوں میں گفتگو کرتے تھے

ایک شخص آتا اور اپنے ساتھ والے سے پوچھتا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں وہ کہتا اتنی پڑھ لی ہیں اس پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعز شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (طبری 9-111، قرطبی 7-353)

زہری کہتے ہیں کہ یہ ایک انصاری نوجوان کے متعلق نازل ہوئیں جو ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرات کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرض نماز میں قرات کی آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے بلند آواز سے قرأت کرنے لگے جس سے آپ سے نماز میں خلط ہو گیا تو اس پر یہ آیت اتری۔ سعید بن جبیر، مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار، اور مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ آیت کریمہ جمعہ کے دن اور دوران خطبہ امام کے سامنے خاموشی اختیار کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ (طبری 9-112، قرطبی 7-353)

احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں رات کو پڑاؤ ڈالنے کے بعد صبح کو فرمایا کہ میں نے اپنے اشعری رفقاء سفر کو ان کی تلاوت کی آوازوں سے رات کے اندھیرے میں پہچان لیا کہ ان کے خیمے کس طرف اور کہاں ہیں، اگرچہ دن میں مجھے ان کے جائے قیام کا علم نہیں تھا۔

اس واقعہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعری حضرات کو اس سے منع نہیں فرمایا کہ بلند آواز سے کیوں قرأت کی اور نہ سونے والوں کو ہدایت فرمائی کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو تم سب بیٹھو اور قرآن سنو۔

اس قسم کی روایات سے فقہاء نے خارج نماز کی تلاوت کے معاملہ میں کچھ گنجائش دی ہے، لیکن اولیٰ اور بہتر سب کے نزدیک یہی ہے کہ خارج نماز بھی جب کہیں سے تلاوت قرآن کی آواز آئے تو اس پر کان لگائے اور خاموش رہے اور اسی لئے ایسے مواقع میں جہاں لوگ سونے میں یا اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تلاوت قرآن با آواز بلند کرنا مناسب نہیں۔

آیت قرأت کا نماز سے متعلق ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں یہ آیت فرض نماز کے بارے میں ہے۔ طلحہ کا بیان ہے کہ عبید بن عمر اور عطاء بن ابی رباح کو میں نے دیکھا کہ داعظ وعظ کہہ رہا تھا اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے تو میں نے کہا تم اس وعظ کو نہیں سنتے اور وعید کے قابل ہو رہے ہو؟ انہوں نے میری طرف دیکھا پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پھر یہی کہا انہوں نے پھر میری طرف دیکھا اور پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پھر یہی کہا انہوں نے پھر میری طرف دیکھ اور پھر اپنی باتوں میں لگ گئے، میں نے پھر تیسری مرتبہ ان سے یہی کہا۔ تیسری بار انہوں نے میری طرف دیکھ کر فرمایا یہ نماز کے بارے میں ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں نماز کے سوا جب کوئی پڑھ رہا ہو تو کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بھی بہت سے بزرگوں کا فرمان ہے کہ مراد اس سے نماز میں ہے۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز اور جمعہ کے خطبے کے بارے میں ہے۔ حضرت عطاء سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حسن فرماتے ہیں نماز میں اور ذکر کے وقت، سعید بن جبیر فرماتے ہیں بقرہ عید اور میثقی عید اور جمعہ کے دن اور جن نمازوں میں امام اونچی قرأت پڑھے۔ ابن جریر کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ مراد اس سے نماز میں اور خطبے میں چپ رہنا ہے جیسے کہ

حکم ہوا ہے امام کے پیچھے خطبے کی حالت میں چپ رہو۔ مجاہد نے اسے مکروہ سمجھا کہ جب امام خوف کی آیت یا رحمت کی آیت تلاوت کرے تو اس کے پیچھے سے کوئی شخص کچھ کہے بلکہ خاموشی کے لئے کہے۔

حضرت حسن فرماتے ہیں جب تو قرآن سننے بیٹھے تو اس کے احترام میں خاموش رہا کر۔ مسند احمد میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص کان لگا کر کتاب اللہ کی کسی آیت کو سنے تو اس کے لئے کثرت سے بڑھنے والی نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اسے پڑھے تو اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ (حدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، لہذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 819)

فاذا اکبر لکبروا کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی تکبیر، امام کے تکبیر کہنے کے بعد کہیں۔ نہ تو اس کے ساتھ ساتھ کہیں اور نہ اس سے پہلے کہیں اور یہ حکم تکبیر تحریمہ میں تو واجب ہے البتہ دوسری تکبیرات میں مستحب ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء فاذا اقرا سے مراد مطلق ہے یعنی خواہ امام بلند قراءت کرے یا آہستہ سے پڑھے۔ دونوں صورتوں میں مقتدیوں کو خاموشی سے اس کی قرأت سننا چاہئے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فانصتوا" یعنی چپ رہو فرمایا۔ فاستمعوا یعنی سنو نہیں فرمایا ارشاد ربانی ہے۔

آیت (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ) 7. الاعراف: (204)

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو بلند آواز سے پڑھنے کی صورت میں اسے سنو اور آہستہ آواز سے پڑھنے کی صورت میں خاموش رہو۔ لہذا معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدیوں کے لیے کچھ پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ نماز جہری یا آواز بلند ہو یا سری یا آواز آہستہ ہو۔

مدرک رکوع کی رکعت کا عدم فاتحہ خلف الامام ہونے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم (جماعت میں شریک ہونے کے لیے) نماز میں آؤ اور مجھے سجدے کی حالت میں پاؤ تو تم بھی سجدے میں چلے جاؤ۔ اور اس سجدے کو کسی حساب میں نہ لگاؤ ہاں جس آدمی نے (امام کے ساتھ) رکوع پالیا تو اس نے پوری رکعت پا

لی۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1113)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آدمی جماعت میں آکر اس حال میں شریک ہو کہ امام سجدے میں ہو اور وہ بھی سجدے میں چلا جائے تو اس کی پوری رکعت نہیں ہوتی ہاں اگر کوئی آدمی اس حال میں شریک ہو کہ امام رکوع میں ہو اور اسے رکوع مل جائے تو اس کی پوری رکعت ادا ہو جاتی ہے چنانچہ اس حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی آدمی جماعت میں اس وقت شریک ہو جب امام سجدے میں ہو تو وہ سجدے میں چلا جائے۔ مگر اس سجدے کی وجہ سے وہ اس رکعت کا ادا کرنا نہ سمجھے کیونکہ جس طرح رکوع میں شریک ہو جانے سے پوری رکعت مل جاتی ہے اسی طرح سجدے میں شریک ہونے پر پوری رکعت نہیں ملتی۔

دوسرے جزو کے علماء نے دو مطلب بیان کئے ہیں (۱) حدیث میں لفظ "رکعت" سے رکوع مراد ہے اور "صلوٰۃ" سے رکعت یعنی جس نے امام کو رکوع میں پایا اور وہ رکوع اس نے بھی پایا تو اس کو پوری رکعت مل گئی (۲) رکعت اور صلوٰۃ دونوں اپنے حقیقی معنی میں استعمال کئے گئے ہیں اس طرح حدیث کے اس جزء کا مطلب یہ ہوگا کہ جس آدمی نے جماعت میں ایک رکعت بھی پالی تو اس نے امام کے ساتھ پوری نماز کو پایا لہذا اسے نماز یا جماعت کو ثواب بھی ملے گا اور جماعت کی فضیلت بھی حاصل ہوگی۔

ان لوگوں کو اس سوال کا جواب دینا چاہئے کہ اس حدیث کے مطابق امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے شخص کی نماز کی وہ رکعت کس طرح ہو جائے گی۔ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے امام کو رکوع میں پایا اس نے وہ رکعت پالی۔ امید ہے امام کے پیچھے قرأت کرنے والوں کے لئے یہ دلیل بھی کافی ہوگی۔

امام کے پیچھے فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی قرأت میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنا خواہ نماز جہری ہو یا سری واجب ہے اور سورت فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

حضرت امام احمد، حضرت امام مالک اور ایک قول کے مطابق خود حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا بھی مسلک یہ ہے کہ مقتدی کے لیے سورت فاتحہ کا پڑھنا صرف سری نماز میں واجب ہے جہری نماز میں محض امام کی قرأت سننا کافی ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں خواہ نمازی سری ہو یا جہری دونوں صورتوں میں مطلقاً قرأت مقتدی کے لیے ممنوع ہے نیز صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک بھی مقتدی کو پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت امام محمد جو حضرت امام اعظم کے جلیل القدر شاگرد اور فقہ حنفیہ کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ "صحابہ" کی ایک جماعت کے قول کے مطابق امام کے پیچھے مقتدی اگر سورت فاتحہ کی قرأت کرے تو نماز قاسد ہو جاتی ہے۔ لہذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ عمل اس دلیل پر کیا جائے جو زیادہ قوی اور مضبوط ہو، چنانچہ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

الحديث (مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَقَرَأَ آيَةَ الْإِمَامِ قِرَاءَةً لَهُ).

یعنی نماز میں جس آدمی کا امام ہو تو امام کی قرات ہی اس مقتدی کی قرات ہوگی۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ البخاری و مسلم کے علاوہ سب ہی نے اسے نقل کیا ہے اور ہدایہ میں تو یہاں تک مذکور ہے علیہ اجماع الصحابة یعنی اسی پر صحابہ کا اتفاق تھا۔

قرآن مجید کو غور سے سننے کا بیان

359- عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فليؤتكم أَحَدُكُمْ وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَانصِتُوا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

☆☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرے اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے۔

360- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام اس لئے بنایا گیا تاکہ اس کی اقتدا کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرات کرے تو تم خاموش رہو۔ اس حدیث کو سواء ترمذی کے پانچ محدثین نے بیان کیا ہے اور یہ صحیح حدیث ہے۔

361- وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَكْبَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنْزَعُ الْقُرْآنَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں از زہری از ابن اکیمہ کہ میں نے ابو ہریرہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی ہمارے خیال میں وہ صبح کی نماز تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی ایک نے قراءت کی ہے؟ ایک شخص نے عرض کی کہ میں نے قرات کی ہے تو آپ نے فرمایا بے شک میں بھی کہہ رہا تھا کہ مجھے

۳۵۹. مسند احمد ج ۴ ص ۱۵۰ مسلم کتاب الصلوة باب التثنية في الصلوة ج ۱ ص ۱۷۴

۳۶۰. ابو داؤد کتاب الصلوة باب الامام ليصلي من تود ج ۱ ص ۸۹ نسائی کتاب الانتصاح باب تأويل قوله واذا قرأ القرآن ج ۱

ص ۱۴۶ ابن ماجه ابواب الصلوة باب اذا قرأ الامام فانصتوا ص ۶۱ مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۶

۳۶۱. ابن ماجه کتاب الصلوة باب اذا قرأ الامام فانصتوا ص ۶۱

کیا ہو گیا کہ میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

382- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لِلظُّهْرِ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَفْرَأُ خَلْفَهُ مَبِيعَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُمْ الْقَارِئُ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَ بَعْضًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے مَبِيعَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھنا شروع ہو گیا۔ پس جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا تم میں سے کس نے قرات کی؟ یا فرمایا تم میں سے کون قرات کرنے والا ہے تو ایک شخص نے عرض کیا میں نے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سمجھا کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

شرح

احناف کے نزدیک سورہ فاتحہ واجب ہے فرض نہیں، بعض اماموں کے نزدیک فرض ہے۔ وہ حضرات حدیث کے یہ معنی کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں، ہم اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں، یعنی لائے نفی جنس کی خبر ان کے ہاں صحیح ہے، ہمارے ہاں کامل مگر مذہب حنفی نہایت قوی ہے اور ان کا یہ ترجمہ نہایت مناسب چند وجوہ سے: ایک یہ کہ حنفی ترجمہ کی صورت میں یہ حدیث قرآن کی اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "فَاقْرَأْ وَامَّا تَتَسَوِّرَ مِنَ الْقُرْآنِ" اور ان بزرگوں کے ترجمہ پر یہ حدیث اس آیت کے سخت خلاف ہوگی۔ کیونکہ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے کہ مطلقاً تلاوت کافی ہے اور حدیث کہہ رہی ہے کہ بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اسی حدیث کے آخر میں آ رہا ہے کہ جو سورہ فاتحہ اور ساتھ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اور ان بزرگوں کے ہاں سورت ملانا فرض نہیں تو ایک ہی لفظ سے سورہ فاتحہ فرض ماننا اور ضم سورت فرض نہ ماننا کچھ عجیب سی بات ہے۔ تیسرے یہ کہ اگلی حدیث ابو ہریرہ میں حنفی معنی صراحۃً آ رہے ہیں کہ جو نماز میں الحمد نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے اور حدیث کی شرح حدیث سے ہو تو قوی ہے، نیز حنفیوں کے نزدیک فاتحہ مطلقاً پڑھنے سے مراد مطلقاً پڑھنا ہے حقیقتاً ہو یا حکماً۔ اکیلا امام حقیقتاً فاتحہ پڑھے گا اور مقتدی حکماً کہ امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا مانا جائے گا مگر بعض کے نزدیک یہاں حقیقتاً پڑھنا ہی مراد ہے ان کے ہاں مقتدی پر بھی فاتحہ پڑھنا فرض ہے لیکن حنفیوں کی توجیہ نہایت ہی قوی ہے چند وجوہ سے: ایک یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا" الخ۔ ان لوگوں کی تفسیر کے مطابق آیت وحدیث میں سخت تعارض ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث مسلم شریف کی اس روایت کے خلاف نہ ہوگی "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا"۔ تیسرے یہ کہ حنفی ترجمے کے مطابق رکوع میں ملنے والا بلا تکلف رکعت پالے گا مگر ان لوگوں کو اس مسئلے پر بہت مصیبت پیش آئے گی کہ بغیر فاتحہ پڑھے رکعت کیسے پالی۔ چوتھے یہ کہ

بعض صورتوں میں وہ لوگ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے مثلاً مقتدی فاتحہ کے بیچ میں تھا کہ امام نے رکوع کر دیا اس کے لیے یہ حدیث وبال جان بن جائے گی لہذا مذہب حنفی نہایت ہی قوی ہے۔

بَابُ فِي تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا

تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قرات کو ترک کرنے کا بیان

383- وَعَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَقْرَأُونَ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَى الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالتَّطَبَّرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ حضرت ابوالاخصؓ عبد اللہ بن مسعودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نبی پاکؐ کے پیچھے قرات کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھ پر قرات خلط ملط کر دی اس کو امام طحاویؒ اور امام طبرانیؒ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

384- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ فَيَقْرَأُ الْإِمَامُ لَهُ قِرَاءَةً. رَوَاهُ الْحَالِظُ أَحْمَدُ بْنُ حَنِيفٍ فِي مُسْنَدِهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوطَا وَالتَّطَبَّرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرات ہی اس کی قرات ہے۔ اس کو حافظ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں اور محمد بن حسن نے موطا میں اور طحاویؒ اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

385- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلَّى وَخْدَهُ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوطَا وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت نافعؓ ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے امام کی قرات کافی ہے اور جب وہ اکیلا نماز پڑھے تو چاہئے کہ وہ قرات کرے۔

حضرت نافعؓ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمرؓ امام پیچھے قرات نہیں کرتے تھے۔ اس حدیث کو امام مالکؒ نے موطا

۳۶۳. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القرائۃ خلف الإمام ج ۱ ص ۱۶۹ مسند احمد ج ۱ ص ۴۵۱ کشف الاستار عن زوائد المزار

باب القرائۃ خلف الإمام ج ۱ ص ۲۳۹ مسند ابی یعلیٰ ج ۸ ص ۴۲۲ معجم الزوائد ج ۲ ص ۱۱۰

۳۶۴. موطا امام محمد باب القرائۃ فی الصلوٰۃ خلف الإمام ص ۹۶ طحاوی کتاب الطہارۃ باب القرائۃ خلف الإمام ج ۱ ص

۱۲۹ دار قطنی کتاب الصلوٰۃ باب ذکر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام۔ الخ ج ۱ ص ۲۲۲

۳۶۵. موطا امام مالک. کتاب الصلوٰۃ باب ترک القرائۃ خلف الإمام فیما جہربہ ص ۶۸

میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

366- عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا زَرَأَ الْإِمَامِ - رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کوئی رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز نہ پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔ اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

367- وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي بَابِ سَجُودِ التَّلَاوَةِ .

☆☆ حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے زید بن ثابت سے امام کے ساتھ قراءت کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا امام کے ساتھ کسی نماز میں کوئی قراءت نہیں۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے باب سجدۃ التلاوة میں روایت کیا ہے۔

368- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالُوا لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ - رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن مقسم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا (یعنی امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں) تو انہوں نے کہا امام کے پیچھے کسی نماز میں کوئی قراءت نہیں کی جائے گی۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

369- وَعَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ لِلْقِرَاءَةِ لِيَانًا فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا وَسَيِّئُكَ ذَلِكَ الْإِمَامُ - رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تو قراءت سے خاموش رہ پس بے شک نماز میں مشغولیت ہے اور اس میں تجھے امام ہی کافی ہے۔ اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۳۶۶. مؤطا امام مالک کتاب الصلوة باب ما جاء في أم القرآن ص ۶۶ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر بالقراءة ج ۱ ص ۷۱ طحاوی کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ج ۱ ص ۱۴۹

۳۶۷. مسلم کتاب المساجد باب سجود التلاوة ج ۱ ص ۱۱۵

۳۶۸. طحاوی کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ج ۱ ص ۱۵۱

۳۶۹. طحاوی کتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ج ۱ ص ۱۵۱ المعجم الكبير للطبرانی ج ۹ ص ۲۰۲

امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے لئے وعید کا بیان

370- وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِيَةً قُوَّةً نُرَاتًا .

رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت علقمہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کاش کے وہ شخص جو امام کے پیچھے قرأت کرنا ہے اس کے منہ کو مٹی سے بھر دیا جائے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

371- وَعَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ لَقَالَ لَا رَوَاهُ

الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا میں قرأت کروں۔ اس حال میں کہ امام میرے سامنے ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

372- وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُلِّي صَلَوةً

فَرَأَيْتَ قَالَ نَعَمْ لَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَ هَذَا لَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَا كَثِيرُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ لَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا آمَ الْقَوْمُ إِلَّا لَقَدْ كَفَّاهُمْ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاحْمَدُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ وَفِي الْبَابِ أَثَارُ التَّابِعِينَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى .

☆☆ حضرت کثیر بن مرہ رضی اللہ عنہ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نے کہا ہر نماز میں قرأت مجھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تو قوم سے ایک شخص نے کہا کیا یہ واجب ہے تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا اے کثیر اور میں آپ کے پہلو میں تھا میرے خیال میں امام جب لوگوں کو امامت کر رہا ہو تو ان کی طرف سے کافی ہے۔ اسے دار قطنی احمد اور طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

اور اس بارے میں تابعین سے آثار منقول ہیں۔

بَابُ تَأْمِينِ الْإِمَامِ

امام کے آئین کہنے کا بیان

373- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا آمَنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَنْ

وَأَلْفَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

۳۷۰. طحاوی کتاب الصلوة باب القران خلف الامام ج ۱ ص ۱۵۰

۳۷۱. طحاوی کتاب الصلوة باب القران خلف الامام ج ۱ ص ۱۵۱

۳۷۲. دار قطنی کتاب الصلوة باب ذکر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له امام . الترمذی ج ۱ ص ۲۲۲ طحاوی کتاب الصلوة

باب القران خلف الامام ج ۱ ص ۱۴۸ مسند احمد ج ۶ ص ۴۴۸

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو پس بے شک جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

374- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ (غَيْرِ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام غیر المفضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو پس بے شک جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اسے بخاری نے روایت کیا اور امام مسلم رحمہ اللہ کی اس کی مثل روایت ہے۔

375- وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا لَيْلًا سُبْحًا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لَبُّوْكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ غَيْرَ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ يُخَبِّكُمُ اللَّهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو ہمارے لئے سنتیں بیان کیں اور ہمیں ہماری نماز سکھائی تو فرمایا جب تم نماز پڑھو اپنی مغیں سیدھی کر لو پھر تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غیر المفضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

376- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ (غَيْرِ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ آمِينَ وَإِنَّ الْإِمَامَ يَقُولُ آمِينَ فَمَنْ وَافَقَ تَامِيَهُ تَامِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام غیر المفضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ، نسائی رحمہ اللہ اور دارمی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند

۳۷۳. بخاری کتاب الاذان باب جهر الامام بالتأمين ج ۱ ص ۱۰۸ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التسبیح والتحمید والتأمين ص ۱۷۶

ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی فضل التأمين ج ۱ ص ۵۸ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب التأمين وراء الامام ج ۱ ص ۱۳۵ نسائی

کتاب الالتحاق باب جهر الامام بأمين ص ۱۴۷ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب الجهر بالتأمين ص ۶۱ مسند احمد ج ۲ ص ۴۵۹

۳۷۴. بخاری کتاب الاذان باب جهر الامام بالتأمين ج ۱ ص ۱۰۸ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التسبیح والتحمید والتأمين ج ۱ ص ۱۷۶

۳۷۵. مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التثنية فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۴

۳۷۶. مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۳ نسائی کتاب الالتحاق باب جهر الامام ج ۱ ص ۱۴۷

بَابُ الْجَهْرِ بِالتَّامِينَ

اونچی آواز سے آمین کہنے کا بیان

377- عَنْ زَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ

قَالَ آمِينَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَهُوَ حَدِيثٌ مُضْطَرَبٌ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے اس کے ساتھ

اپنی آواز بلند کرتے اسے ابو داؤد ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور یہ مضطرب حدیث ہے۔

378- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَّغَ مِنْ قِرَاءَةِ أَمِّ الْقُرْآنِ

رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ آمِينَ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْنٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورۃ الفاتحہ سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز بلند کرتے

اور آمین کہتے۔ اسے دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

379- وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عِمَامٍ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّامِينَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيُرْتَجَّ بِهَا

الْمَسْجِدُ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت ابو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے

آمین کہنا چھوڑ دیا حالانکہ رسول اللہ ﷺ جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتے تو آمین کہتے۔ حتیٰ کہ پہلی صف

والے اس کو سنتے پس اس سے مسجد گونج اٹھتی اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

380- وَعَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا

الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ فَسَمِعْتُهُ وَهِيَ فِي صَفِّ النِّسَاءِ . رَوَاهُ ابْنُ رَاهَوِيَّةٍ فِي مُسْنَدِهِ وَالتَّطَبَّرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَفِيهِ

إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ وَهُوَ ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نے

۳۷۷. ابو داؤد کتاب الصلوة باب التامین وراء الامام ج ۱ ص ۱۳۵ ترمذی ابواب الصلوة ما جاء في التامین ج ۱ ص ۵۷

۳۷۸. مستدرک حاکم کتاب الصلوة باب کان اذا فرغ من ام القرآن. الخ ج ۱ ص ۲۲۳ دارقطنی کتاب الصلوة باب التامین فی

الصلوة. الخ ج ۱ ص ۲۳۵

۳۷۹. ابن ماجہ کتاب الصلوة باب الجهر بآمین ص ۶۲

۳۸۰. المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۵ ص ۱۵۸ الدرایۃ کتاب الصلوة باب صفة الصلوة نقلًا ابن راہویہ ج ۱ ص ۱۳۹

والا الضالین کہا تو آمین کہا تو انہوں نے اسے سنا حالانکہ وہ عورتوں کی صف میں تھیں۔ اسے ابن راہویہ نے اپنی سند میں روایت کیا اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا اور اس حدیث کی سند میں ایک راوی اسماعیل بن مسلم لکھی ہیں جو کہ ضعیف ہے۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں کہ جہراً آمین کہنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں اور نہ ہی خلفائے اربعہ سے اور اس بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ ضعف سے خالی نہیں۔

امین امام اور مقتدی دونوں یا صرف مقتدی پڑھیں اور جہر و سر میں ترجیح حدیث کا بیان علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مقتدی کے آمین کہنے کے سر و جہر میں عموم ہے۔ البتہ بعض نے کہا ہے آمین آہستہ کی جائے اور بعض نے کہا کہ جہری آواز کے ساتھ آمین کہی جائے۔

ہندوانی سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کا ظاہر یہ ہے۔ کہ جب وہ آمین کہے تو تم آمین کہو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (متفق علیہ) اس حدیث سے امام کی آمین کہنا بطریقہ اشارہ ثابت ہے۔ کیونکہ اس کی آمین اس لئے نہیں ثابت ہوئی کہ جس کے لئے حکم نص چلایا گیا ہو۔ لہذا وہ اس زیادتی کی محتاج نہیں ہے۔ جس کو مصنف نے ذکر کیا ہے۔ یعنی امام بھی آمین کہے۔ اسی کونساکی واہن حبان نے بھی ذکر کیا ہے اور حدیث قسمت جس کو صحیح نے بیان کیا ہے۔ کہ امام بنایا اسی لئے جاتا ہے تاکہ تم اس کو اتباع کرو اور تم اس سے اختلاف نہ کرو۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور وہ قرأت کرے تو چپ کر جاؤ اور جب وہ ”وَلَا الضَّالِّينَ“ کہے تو تم آمین کہو۔ اور مصنف کا قول کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مقدم کیا ہے۔

امام احمد، ابو یعلیٰ، طبرانی، دارقطنی اور امام حاکم نے مستدرک میں ”شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ“ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ ”وَلَا الضَّالِّينَ“ پہنچے تو آپ نے آمین آہستہ کہی۔ جبکہ امام ابو داؤد و ترمذی نے ”عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ حُجْرٍ بْنِ الْعَنْبَسِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ بْنِ حُجْرٍ، وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ“ سے روایت کی ہے اور اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بلند آواز سے کہی۔

پس حضرت سفیان نے بلند آواز سے آمین کہنے میں شعبہ کی مخالفت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ حجر ابو عنبس یا ابن عنبس جو ہے اس میں علقمہ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اور اس کی دوسری علت یہ ہے کہ امام ترمذی نے ایک بہت بڑی علت یہ بیان کی ہے کہ انہوں نے امام بخاری سے پوچھا کہ کیا علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ علقمہ تو اپنے والد کی وفات کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔

لہذا یہ روایت منقطع ہوئی اور اسی وجہ سے امام دارقطنی وغیرہ نے سفیان کی طرف رجوع کیا ہے کیونکہ وہ زیادہ حافظ حدیث تھے۔ حالانکہ امام بیہقی نے شعبہ سے بلند آواز والی حدیث روایت کی تھی۔

احادیث کے اختلاف کی وجہ سے مصنف نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث کی طرف عدول کیا کیونکہ وہ روایت معلوم ہے اور اس میں آمین آہستہ کہنے کا بیان ہے۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۶۸، بیروت)

بَابُ تَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّامِينِ قَالَ عَطَاءٌ أَمِينَ دُعَاءٌ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:
ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

اوپنی آواز سے آمین نہ کہنا آمین آہستہ کہنے کے دلائل کا بیان

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آمین دعا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے رب کو پکارو عاجزی کرتے ہوئے اور چپکے چپکے
381- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُنَا يَقُولُ لَا تَبَادِرُوا
الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا
اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَالَ الْيَتِيمِيُّ يَسْتَفَادُ مِنْهُ أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَجْهَرُ بِآمِينَ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں (نماز) کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے۔ امام سے جلدی نہ کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو اللہم ربنا لك الحمد اسے مسلم نے روایت کیا۔
نیوی فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام جبراً آمین نہیں کہے گا۔

382- وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا
فَعَلَدَتْ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَّتَيْنِ سَكَنَةً إِذَا كَبَّرَ
وَسَكَنَةً إِذَا قَرَأَ مِنْ قِرَاءَةٍ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَحَفِظَ ذَلِكَ سَمُرَةُ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ
حُصَيْنٍ فَكَتَبَا فِي ذَلِكَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ فِي كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْ فِي رِدِّهِ عَلَيْهِمَا أَنَّ سَمُرَةَ قَدْ
حَفِظَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَالِحٌ .

★★ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی باہم گفتگو ہوئی تو سمرہ رضی اللہ عنہ بن جندب نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دو سکتے یاد کئے ایک سکتہ جب امام تکبیر تحریر کہے اور دوسرا جب غیر المغضوب علیہم والا الضالین کہے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے اسے یاد کر لیا اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا۔ ان دونوں نے اس بارے میں ابی ابن کعب کی طرف خط لکھا تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے جو ان کی طرف لکھا یا جو

انہیں جواب دیا اس میں یہ تھا کہ سرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح یاد رکھا اسے ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

383- وَعَنْهُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى بِهِمْ سَكَتَ سَكَّتَيْنِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا قَالَ لَا الضَّالِّينَ سَكَتَ أَبْضَاهُنَّ فَإِنْ كَرُوا ذَلِكَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ إِلَى أَبِي نُبَيْلٍ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ أَبِي إِلَيْهِمْ أَنَّ الْأَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْذَّارِقُطِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جب انہیں نماز پڑھاتے تو دو سکتے کرتے جب نماز کا آغاز کرتے اور جب ولا الضالین کہتے تب بھی تھوڑی دیر خاموش کہتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر انکار کیا تو انہوں نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا تو انہوں نے جواباً ان کی طرف لکھا یہ معاملہ ایسا ہی ہے جیسے سرہ رضی اللہ عنہ نے کیا اسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

384- وَعَنْ زَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَسَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُودَاوُدَ الطَّبَالِيُّ وَالْذَّارِقُطِيُّ وَالْحَاكِمُ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ . وَفِي مَتْنِهِ اضْطِرَابٌ .

☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آمین کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کر دیا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرا۔ اسے احمد ترمذی ابوداؤد طیالسی دارقطنی حاکم اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور اس کے متن میں اضطراب ہے۔

385- وَعَنْ أَبِي زَائِلٍ قَالَ كَانَ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِالْتَعَوُّذِ وَلَا بِآمِينَ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ جَوَيْرٍ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

☆ حضرت ابودائل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جہراً بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے تھے نہ ہی تعوذ اور نہ ہی آمین۔ اسے طحاوی اور ابن جریر نے روایت کیا اس کی سند ضعیف ہے۔

386- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ خَمْسٌ يُخَفِّفْنَ الْإِمَامَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ

۳۸۳. مسند احمد ج ۵ ص ۲۳ سنن دارقطنی کتاب الصلوة باب موضع سكتات . الخ ج ۱ ص ۲۳۶

۳۸۴. مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۶ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في التامين ج ۱ ص ۵۸ ابوداؤد الطيالسی ص ۱۳۸ دارقطنی

کتاب الصلوة باب التامين في الصلوة ج ۱ ص ۲۳۴ مستدرک حاکم کتاب التفسیر باب آمین يعطف الصوات ج ۲ ص ۲۳۲

۳۸۵. طحاوی کتاب الصلوة باب قرأ بسم الله في الصلوة ج ۱ ص ۱۴۰

۳۸۶. مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوة باب ما يعطف الامام ج ۲ ص ۸۷

الرَّحِيمِ وَآمِينَ وَاللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ - رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام آہستہ کہے گا۔ سبحانک اللہم وبسبحمک تعوذ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آمین اور اللہم ربنا لک الحمد اسے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز میں امام و مقتدی کا آہستہ آواز سے آمین کہنے میں فقہی مذاہب

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور پھر دراز آواز سے آمین کہی۔ (ابوداؤد، دارمی، جامع ترمذی)

دراز آواز سے آمین کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بآواز بلند کہی یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ آمین میں الف کو مد کے ساتھ یعنی کھینچ کر کہا۔

آمین کہنے کا مسئلہ بھی ائمہ کے یہاں بحث فیہ ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات جانتی چاہیے کہ اس مسئلے میں تو سب ائمہ متفق ہیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا ہر نمازی کے لیے سنت ہے خواہ مفرد ہو یا امام کے ساتھ اسی طرح مقتدی کو بھی آمین کہنا سنت ہے خواہ امام کہے یا نہ کہے۔ اب اختلاف اس چیز میں ہے کہ آیا آمین بآواز بلند کہی جائے یا آہستہ آواز سے؟ چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک آمین بآواز بلند کہنی چاہئے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک آمین آہستہ آواز سے کہنی چاہئے چنانچہ وہ ان احادیث کے بارے میں جن سے آمین بآواز بلند کہنا ثابت ہے اور جو شافعی وغیرہ کی مستدل ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث اس بات پر محمول ہیں کہ ابتداء اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی خاطر آمین بآواز بلند کہتے تھے تاکہ صحابہ کرام یہ جان لیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہئے۔ صحابہ جب یہ سیکھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمین آہستہ آواز سے کہنے لگے۔

حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ احمد، ابویعلیٰ، طبرانی، دارمی، اور حاکم نے شعبہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ علقمہ ابن عاکل اپنے والد مکرم حضرت وائل سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے (یعنی وائل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غیر المغضوب علیہم ولا الضالین" پڑھتے تو آہستہ آواز سے آمین کہی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا "چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام کو آہستہ آواز سے پڑھنا چاہئے۔ (۱) اعوذ باللہ (۲) بسم اللہ (۳) سبحانک اللہم (۴) آمین

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بھی آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے اس کے علاوہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کلمات دعا کو آہستہ آواز سے پڑھنا ہی اولیٰ اور صحیح ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت

(أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً) 7. الاعراف: 55) یعنی اپنے رب سے دعا گڑ گڑا کر اور چپکے سے کرو۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آمین بھی دعائی ہے لہذا آمین کو آہستہ سے کہنا اس آیت عمل پر کرنا ہے۔ نیز یہ کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ آمین قرآن کا لفظ نہیں ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ اس کی آواز قرآن کے الفاظ کی آواز سے ہم آہنگ نہ ہو جس طرح کی مصحف (یعنی اوراق قرآن) میں لکھا جائز نہیں ہے۔

بَابُ قِرَاءَةِ السُّورَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِي الْأُولَيَيْنِ

پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا بیان

387- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأَمِّ الْكِتَابِ وَيُسَمِعُنَا آيَةً وَيَطْوِلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهَكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ پڑھتے اور ہمیں کوئی آیت سنا دیتے اور پہلی رکعت میں جتن جتنی قراءت کرتے اتنی دوسری رکعت میں نہ کرتے اور اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں کرتے۔ اسے شیخین نے روایت کیا۔

388- عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ.

☆☆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔ اس حدیث کو ترمذی کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

389- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ فَرَفَّهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۃ الاعراف پڑھی تو اس کو دو رکعتوں میں تقسیم فرمایا۔ اسے نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

387. بخاری کتاب الاذان باب یقرأ فی الاحادیین بفاتحة الكتاب ج ۱ ص ۱۰۷ مسلم کتاب الصلوة باب القرائة فی الظهر والعصر ج ۱ ص ۱۸۵

388. بخاری کتاب الاذان باب البجر فی المغرب ج ۱ ص ۱۰۵ مسلم کتاب الصلوة باب القرائة فی الصبح ج ۱ ص ۱۸۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب قدر القرائة فی المغرب ج ۱ ص ۱۱۸ نسائی کتاب الافتتاح باب القرائة فی المغرب بالصور ج ۱ ص ۱۵۴ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب القرائة فی صلوة المغرب ص ۶۰ مسند احمد ج ۴ ص ۸۴

389. نسائی کتاب الافتتاح باب القرائة فی المغرب بالتقص ج ۱ ص ۱۵۴

390- وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى

الرَّكَعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سفر میں تھے تو انہوں نے عشاء کی دو رکعتوں میں سے پہلی

رکعت میں سورۃ التین والزیتون پڑھی اسے شیخین نے روایت کیا۔

391- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَّوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلَاةَ قَالَ

أَمَا أَنَا فَمَا مَدُّ فِي الْأَوَّلَيْنِ وَأَخَذْتُ فِي الْآخِرَتَيْنِ وَلَا أَلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ طَلَبِي بِكَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد (بن ابی وقاص) سے کہا لوگوں نے ہر چیز

میں تیری شکایت کی حتیٰ کہ نماز میں بھی تو انہوں نے کہا بہر حال میں تو پہلی دو رکعتوں میں قراءت لمبی کرتا ہوں اور آخری دو

رکعتوں میں مختصر اور میں اس میں کوتاہی نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز میں اقتداء کی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا تو نے سچ کہا تمہارے بارے میں یہی گمان تھا اسے شیخین نے بیان کیا۔

392- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَبَسَّرَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

وَأَحْمَدُ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ حَبَّانَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم سورۃ فاتحہ پڑھیں (اور قرآن مجید میں سے) جو

آسان ہو پڑھیں اس کو ابوداؤد ابویعلیٰ ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز کی رکعتوں میں قرأت کرنے سے متعلق مذاہب اربعہ

کتنی رکعتوں میں قرأت فرض ہے: نماز میں قرأت یعنی قرآن کریم پڑھنا تمام علماء کے نزدیک متفقہ طور پر فرض ہے البتہ

اس میں اختلاف ہے کہ کتنی رکعتوں میں پڑھنا فرض ہے؟ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک پوری نماز میں

قرأت فرض ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں لاکھ کلمہ الکل (اکثر کل کے حکم میں ہے) کے کلیہ کے مطابق

تین رکعت میں فرض ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے مطابق دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک قول مشہور کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے موافق

ہے۔ حضرت حسن بصری اور حضرت زفر رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک صرف ایک رکعت میں قرأت فرض ہے۔

۳۹۰. بخاری کتاب الاذان باب الجہر فی العشاء ج ۱ ص ۱۰۵ مسلم کتاب الصلوة باب القرائۃ فی العشاء ج ۱ ص ۱۸۷

۳۹۱. بخاری کتاب الاذان باب يطول فی الاولین۔ الخ ج ۱ ص ۱۰۶ مسلم کتاب الصلوة باب القرائۃ فی الظهر والعصر ج ۱ ص ۱۸۶

۳۹۲. ابو داؤد کتاب الصلوة باب من ترک القرائۃ فی صلوٰتہ ج ۱ ص ۱۱۸ مستد احمد ج ۲ ص ۲ مستد ابی یعلیٰ ج ۲ ص ۴۱۷

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوعِ

رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت یدین کرنے کا بیان

393- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَقْعُلُ فِي السُّجُودِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

قَالَ الْيَمَمِيُّ وَلِي الْبَابِ عَنْ أَبِي حَنِيدَةَ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَوَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب وہ رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب وہ رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اسی طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولك الحمد اور آپ سجدے میں ایسا نہیں کرتے تھے اسے شیخین نے روایت کیا۔ اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں۔ اس بارے میں ابوحمید ساعدی مالک بن حویرث وائل بن حجر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔

رفع یدین کے منسوخ ہونے کا بیان

ہم احناف یہ نہیں کہتے کہ رفع یدین والی حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اوائل اسلام میں رفع یدین کیا جاتا تھا پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے منسوخ کر دیا۔ دین اسلام میں یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ حالات کے مطابق اور لوگوں کے احوال کے مطابق حکم دیا جاتا ہے قرآن مجید میں بھی ناسخ آیات اور منسوخ آیات موجود ہیں، اس طرح حدیث مبارکہ میں بھی ناسخ و منسوخ موجود ہیں لیکن یہ ہر کسی کا کام نہیں، ماہر علماء کرام یہ پہچان کر سکتے ہیں کہ فلاں حدیث منسوخ ہے اور فلاں نہیں۔ رفع یدین کو مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے منسوخ کہتے ہیں: امام مسلم یہ روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال مالي اراكم رفعى يديكم كانها اذئاب خيل شمس اسكنوا فى الصلوة الخ (صحیح مسلم، 1: 201، طبع ملک سراج الدین لاہور)

جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری طرف تشریف لائے۔ (ہم نماز پڑھ رہے تھے) فرمایا کیا وجہ سے کہ میں تمہیں شمس قبیلے کے سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ نماز میں سکون سے رہا کرو۔

اس حدیث پاک میں رفع یدین سے منع کیا گیا اور تشبیہ دی کہ شمس قبیلہ کے گھوڑوں کی دھوپ کی طرح ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کی ہے، امام ابوداؤد نے بھی روایت کی ہے، مستدابی عنوان میں بھی روایت کی گئی، امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت کی ہے، امام ترمذی اور امام ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

قال ابن مسعود الا اصلی حکم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیه

الا فی اول مرة

ابن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور تمام صحابہ سے فقہی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کیا میں تمہیں وہ نماز پڑھاؤں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ہے؟ تو نماز پڑھاؤں اور رفع یدین نہیں کیا سوائے پہلی مرتبہ کے۔ اگر رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تو آپ ضرور کرتے چونکہ ان کے نزدیک منسوخ تھا۔ اس لیے فرمایا کہ وہ نماز پڑھاؤں جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز ہے، حالانکہ تمام عمر صحابہ کرام آپ ہی کی طرح نماز ادا کرتے۔ معلوم ہوا جب رفع یدین منسوخ ہوا تو آپ نے محسوس کیا کہ صحابہ کو بتادوں۔

رفع یدین کی فقہی تصریحات میں مذاہب اربعہ

احناف کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین خلاف اولیٰ ہے یعنی بہتر نہیں ہے فتاویٰ

شامی میں ہے

قوله (لا فی سبغ) اشار إلى أنه لا یرفع عند تکبیرات الانتقالات، خلافاً للشافعی وأحمد، فیکره

عندنا ولا یفسد الصلاة الخ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاة، فصل فی بیان تألیف

الصلاة إلى انتهائها .

مالکیہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ و خلاف اولیٰ ہے، مذہب مالکیہ کی

مستند کتاب المدونة الکبریٰ میں ہے،

ففي المدونة الكبرى قال الإمام مالك : (لا أعرف رفع اليدين في شيء من تكبير الصلاة، لا في

خفض ولا في رفع إلا في افتتاح الصلاة، یرفع یدیه شیئاً خفیفاً، والمرأة فی ذلك بمنزلة

الرجل)، قال ابن القاسم : (كان رفع اليدين ضعيفاً إلا في تكبيرة الإحرام) المدونة الكبرى للإمام

مالك ص 107 دار الفكر بیروت

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریرہ کے وقت، امام مالک کے صاحب دشاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ

رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں۔ امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ پر ذرا غور کریں لا أعرف یعنی میں نہیں جانتا تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا الخ

یاد رہے کہ کتاب المندوبۃ الکبریٰ فقہ مالکی کی اصل و بنیاد ہے دیگر تمام کتابوں پر مقدم ہے اور مؤطاً الإمام مالک کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور اکثر علماء المالکیہ کی جانب سے اس کتاب المندوبۃ کو تلتی بالقبول حاصل ہے اور فتاویٰ کے باب میں بھی علماء المالکیہ کا اسی پر اعتماد ہے اور روایت و درجہ کے اعتبار سے سب سے اصدق و اعلیٰ کتاب ہے

علامہ ابن رشد المالکی نے بھی یہی تصریح کی ہے اور فرمایا کہ رفع یدین میں اختلاف کا سبب دراصل اس باب میں وارد شدہ مختلف روایات کی وجہ سے ہے یعنی چونکہ روایات مختلف ہیں لہذا ائمہ مجتہدین کا عمل بھی ہوگا۔ اہلہذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز غلط ہے تو ایسے لوگ جاہل و کاذب ہیں۔

وأما اختلافهم في المواضع التي ترفع فيها فذهب أهل الكوفة أبو حنيفة وسفيان الثوري وسائر فقهاءهم إلى أنه لا يرفع المصلي يديه إلا عند تكبيرة الإحرام فقط، وهي رواية ابن القاسم عن مالك "إلى أن قال" والسبب في هذا الاختلاف كله اختلاف الآثار الواردة في ذلك الخ بداية المجتهد، كتاب الصلاة، للعلامة ابن رشد المالکی

علامہ عبد الرحمن الجزیری نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک رفع یدین دونوں کندہوں تک تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

المالكية قالوا: رفع اليدين حذو المنكبين عند تكبيرة الاحرام مندوب، وفيما عدا ذلك مكروه الخ الفقه على المذاهب الاربعة ' لعبد الرحمن الجزيري ' الجزء الاول، كتاب الصلاة باب رفع اليدين

شافعیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے، امام شافعی کی کتاب الام میں بھی تصریح موجود ہے اور دیگر علماء شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے

قال سألت الشافعي: أين ترفع الأيدي في الصلاة؟ قال: يرفع المصلي يديه في أول ركعة ثلاث مرات، وفيما سواها من الصلاة مرتين مرتين يرفع يديه حين يفتتح الصلاة مع تكبيرة الافتتاح حذو منكبيه ويفعل ذلك عند تكبيرة الركوع وعند قوله "سمع الله لمن حمده" حين يرفع رأسه من الركوع ولا تكبيرة للافتتاح إلا في الأول وفي كل ركعة تكبير ركوع، وقول سمع الله لمن حمده عند رفع رأسه من الركوع فيرفع يديه في هذين الموضعين في كل صلاة الخ كتاب الام، باب رفع اليدين في الصلاة

قال الشافعی) وبهذا نقول فنأمر كل مصل إماما، أو مأموما، أو منفردا؛ رجلا، أو امرأة؛ أن يرفع يديه إذا افتتح الصلاة؛ وإذا كبر للركوع؛ وإذا رفع رأسه من الركوع ويكون رفعه في كل واحدة من هذه الثلاث حذو منكبيه؛ ويثبت يديه مرفوعتين حتى يفرغ من التكبير كله ويكون مع افتتاح التكبير، ورد يديه عن الرفع مع القضاء. كتاب الأم، باب رفع اليدين في التكبير في الصلاة

حنابلہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔
مسألة: قال: (ويرفع يديه كرفع الأول) يعني يرفعهما إلى حذو منكبيه، أو إلى فروع أذنيه، كفعله عند تكبيرة الإحرام، ويكون ابتداء رفعه عند ابتداء تكبيرة، وانتهاءه عند انتهاءه.
كتاب المغنی لابن قدامة الحنبلي، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة

شارحین حدیث کے مطابق رفع یدین کی ممانعت کا بیان

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی نے دو ٹوک لکھا ہے۔ تمسکوا بحديث جابر بن سمرة اسكنوا في الصلوة لترك رفع اليدين عند الركوع. (فتح الباری کتاب النفقات باب وجوب النفقة على الاهل والعيال)

انہوں (محدثین) نے سیدنا جابر بن سرہ ص کی حدیث اسکنوا فی الصلوة سے دلیل پکڑی ہے اور اسے رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی دلیل بنایا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حقیقت سے خوب پردہ اٹھادیا ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس سے استدلال کیا ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

امام بدرالدین عینی کا فیملہ: شارح بخاری حضرت امام عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قلت في الحديث الاول انكار لرفع اليد في الصلوة وامر بالسكون فيها. (النبایہ فی شرح الہدایہ)

میں کہتا ہوں کہ پہلی حدیث (سیدنا جابر بن سرہ ص والی روایت) میں نماز میں رفع یدین کرنے کا انکار ہے اور سکون یعنی رفع یدین نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

قد ذكر ابن القصار هذا الحديث حجة في النهي عن رفع الايدي على رواية المنع من ذلك

جملة. (الاكمال المعلم بفوائد المسلم)

ابن قسار نے ذکر کیا ہے کہ رفع یدین منع کرنے والی روایتوں میں سب سے واضح طور پر یہ حدیث حجت اور دلیل ہے

رفع یدین روکنے پر۔ یعنی اس حدیث میں دونوں کھلے لفظوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ رَفَعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوعِ وَاطْبَعَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دَامَ حَيًّا

ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا کہ نبی پاک ﷺ نے رکوع میں رفع یدین پر مواظبت فرمائی جب تک آپ ﷺ زندہ رہے

394- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ لَمَّا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاتُهُ حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ بَلْ مُوضُوعٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے یہ نماز آپ ﷺ کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اسے یہی نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے بلکہ یہ من گھڑت حدیث ہے۔

بَابُ رَفَعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ
دور کعتوں سے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین کرنا

395- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو رفع یدین کرتے اور جب وہ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث نبی پاک ﷺ تک مرفوع بیان کرتے تھے اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

رفع یدین کے منسوخ ہونے پر آثار کا بیان

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین یعنی ہاتھوں کے اٹھانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ تمام علماء وائمہ اس بات پر متفق ہیں۔ کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہئے۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مواقع پر رفع یدین کا مسئلہ حنفیہ و شوافع کے درمیان ایک معرکہ آراء مسئلے کی حیثیت رکھتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہئے اور شوافع کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرنا چاہئے۔ حق تو یہ ہے کہ دونوں طرف دلائل کے انبار ہیں اور احادیث و آثار کے ذخائر ہیں جن کی بنیادوں پر طرفین اپنے اپنے مسلک کی عمارت کھڑی کرتے ہیں۔ علمائے حنفیہ نے تمام احادیث میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ان حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو رفع یدین کرتے ہوں اور کبھی نہ کرتے ہوں، یا یہ کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے لیکن بعد میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مواقع کے لئے رفع یدین کو منسوخ قرار دے دیا گیا۔

حنفیہ کے پاس اپنے مسلک کی تائید میں بہت زیادہ احادیث و آثار ہیں انہیں یہاں ذکر کیا جاتا ہے تاکہ حنفی مسلک پوری طرف واضح ہو جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترمذی میں دو باب قائم کئے ہیں۔ پہلا باب تو رکوع کے وقت رفع یدین کا ہے۔ اس کے ضمن میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ دوسرا باب یہ ہے کہ "ہاتھ اٹھانا صرف نماز کی ابتداء کے وقت دیکھا گیا ہے" اس باب کے ضمن میں امام جامع ترمذی نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث جو عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ادا کرتا ہوں۔"

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا کی اور انہوں نے صرف پہلی مرتبہ ہی (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھائے۔ اسی باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہونا ثابت کیا ہے۔ نیز امام موصوف نے کہا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم اس کے قائل ہیں اور سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و اہل کوفہ کا قول بھی یہی ہے۔

جامع الاصول میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ابوداؤد و سنن نسائی کے حوالے سے اور براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو بھی ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے

تھے تو (تکبیر تحریر کے وقت) دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے قریب تک اٹھاتے تھے اور ایسا دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں کہ "پھر دوبارہ ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔" اس موقع پر اتنی سی بات اور سنتے چلیے کہ اس حدیث کے بارے میں ابوداؤد نے جو یہ کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک صحیح ہونے سے مراد یہ ہو کہ اس خاص سند و طریق سے صحیح ثابت نہیں لہذا ایک خاص سند و طریق سے صحیح ثابت نہ ہونا اصل حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یا پھر یہ احتمال ہے کہ ابوداؤد کا مقصد اس حدیث کو حسن ثابت کرنا ہو جیسا کہ ترمذی نے کہا ہے لہذا اس صورت میں کہا جائے گا تمام ائمہ و محدثین کے نزدیک حدیث حسن قابل استدلال ہوتی ہے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "موطا" میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت کو جس سے رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین ثابت ہوتا ہے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ یہ سنت ہے کہ ہر مرتبہ جھکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہی جائے لیکن رفع یدین سوائے ایک مرتبہ (یعنی تحریر کے وقت) کے دوسرے مواقع پر نہ ہو اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اس سلسلے میں بہت زیادہ آثار وارد ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد عاصم ابن کلیب خری کی ایک روایت جسے عاصم نے اپنے والد مکرم سے جو حضرت علی المرتضیٰ کے تابعین میں سے ہیں روایت نقل کی ہے کہ "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سوائے تکبیر اولیٰ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔"

عبدالعزیز ابن حکم کی روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ "میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا وہ ابتداء نماز میں پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اس کے علاوہ اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔"

مجاہد کی روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے چنانچہ وہ صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اسود سے منقول ہے کہ "میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ صرف تکبیر اولیٰ کے موقع پر رفع یدین کرتے تھے۔" لہذا جب حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت قرب رکھتے تھے ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے تو وہ عمل جو اس کے برخلاف ہے قبول کرنے کے سلسلے میں اولیٰ اور بہتر نہیں ہوگا۔

شرح ابن ہمام میں ایک روایت دارقطنی اور ابن عدی سے نقل کی گئی ہے جسے انہوں نے محمد ابن جابر سے انہوں نے حماد ابن سلیمان سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ نماز پڑھی ہے چنانچہ انہوں نے سوائے تکبیر اولیٰ کے اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوحنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما مکہ کے دارالخلافین میں جمع ہوئے۔ امام اوزاعی

رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت یدین کیوں نہیں کرتے؟ حضرت امام صاحب نے جواب دیا اس لئے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کچھ صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے! امام اوزاعی نے فرمایا کہ مجھے زہری نے حضرت سالم کی یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اولیٰ کے وقت رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت یدین کیا کرتے تھے۔" حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ مجھ سے حماد نے ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقمہ اور اسود نے اور ان دونوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ابتداء نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوبارہ ایسا نہیں کرتے تھے۔" یہ روایت سن کر امام اوزاعی نے کہا کہ میں نے تو زہری سے نقل کیا اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے اور آپ اس کے مقابلے میں حماد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے علقمہ سے نقل کیا ہے یعنی میری بیان کردہ سند آپ کی بیان کردہ سند سے عالی اور افضل ہے۔

حضرت امام اعظم نے فرمایا کہ "اگر یہی بات ہے تو پھر سنو کہ حماد، زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور اسی طرح علقمہ بھی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں فقہ میں کم نہیں ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و صحابیت کا شرف حاصل ہے۔ نیز اسود کو بھی بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اور عبداللہ تو خود عبداللہ ہیں۔ یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف کیا کی جائے کہ علم فقہ میں اپنی عظمت شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت و صحبت کی سعادت و شرف کی وجہ سے مشہور ہیں۔" گویا۔ امام اوزاعی نے تو اسناد کے عالی ہونے کی حیثیت سے حدیث کو ترجیح دی اور حضرت امام اعظم نے راویان حدیث کے فقیہ ہونے کے اعتبار سے حدیث کو ترجیح دی۔

چنانچہ حضرت امام اعظم کا اصول یہی ہے کہ وہ فقیہ راوی کو غیر راویوں پر ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔ نہایت شرح ہدایہ میں "عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت یدین کر رہا تھا، انہوں نے اس آدمی سے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اختیار کیا تھا اور بعد میں اسے ترک کر دیا یعنی ان مواقع پر رفع یدین کا حکم پہلے تھا اب منسوخ ہو گیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی رفع یدین کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا تو ہم نے بھی ترک کر دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ "عشرہ مبشرہ" (یعنی وہ دس خوش نصیب صحابہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی) صرف ابتداء نمازی میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

حضرت مجاہد حضرت عبد اللہ ابن عمر کا معمول نقل کرتے ہیں کہ "میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر کے پیچھے سالہا سال نماز ادا کی ہے مگر میں نے اس کو سوائے ابتداء نماز کے اور کسی موقع پر رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ حالانکہ حضرت عبد اللہ ابن عمر کی وہ روایت گزر چکی ہے۔ جس سے تینوں مواقع پر رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے اور جو شوافع کی سب سے اہم دلیل ہے۔ لہذا اصول حدیث کا چونکہ قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر خود اس کی روایت کے خلاف ہو تو روایت پر عمل نہیں کیا جاتا اس لئے حضرت عبد اللہ ابن عمر کی وہ روایت ساقط العمل قرار دی جائے گی۔ بہر حال۔ ان روایات و آثار سے معلوم ہوا کہ رفع یدین دونوں کے اثبات میں احادیث و آثار وارد ہیں اور صحابہ کی ایک جماعت خصوصاً حضرت عبد اللہ مسعود اور ان کے تابعین رفع یدین نہ کرنے ہی کے حق میں ہیں۔ لہذا ان تمام موافق و مخالف احادیث کا محمول یہی ہو سکتا ہے کہ ہم یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات مختلفہ میں دونوں طریقے وجود میں آئے ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہ کے علم فقہ اور ان کی اسناد کا نطقہ منجہا حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور ان کے تابعین کی ذات گرامی ہے اور چونکہ ان کا رجحان عدم رفع یدین کی طرف ہے اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ کے ترک رفع یدین کے مسلک ہی کو اختیار کیا ہے اور اب تمام حنفیہ اسی مسلک کے حامی اور اس مسلک پر عامل ہیں۔ علمائے حنفیہ صرف اسی تہ نہیں کہتے بلکہ ان حضرات کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کا حکم منسوخ ہے کیونکہ جب حضرت عبد اللہ ابن عمر کے بارے میں یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ترک رفع یدین ہی اختیار کرتے تھے باوجود اس کے کہ رفع یدین کی حدیث کے راوی یہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے تو رفع یدین کا حکم رہا ہوگا مگر بعد میں یہ حکم باوجود کثرت احادیث و آثار کے منسوخ ہے۔ (سرخس، شیخ عبد الحق محدث دہلوی)

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْسُّجُودِ

سجدے کے لئے رفع یدین کا بیان

396- عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز میں آپ سر رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدے سے اپنا سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے حتیٰ کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے اوپر والے حصے کے برابر فرماتے اسے نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

397- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ .

رواه أبو يعلى وإسناده صحيح .
 ☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے رکوع میں اور سجدے میں رفع یدین فرماتے تھے۔ اس حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

398- وَعَنْ ابْنِ عُمرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ وَعِنْدَ التَّكْبِيرِ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں نبی ﷺ رکوع کے لئے تکبیر کے وقت رفع یدین فرماتے اور سجدے کی تکبیر کے وقت اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

399- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ خَذِرًا مَنِكَبِيهِ حِينَ يَفْتَحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرواهُ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ إِلَّا إِبْرَاهِيمَ بْنَ عِيَاشٍ وَهُوَ صَدُوقٌ وَفِي رَوَايَتِهِ عَنْ غَيْرِ الشَّامِيِّينَ كَلَامٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں دیکھا کہ آپ نے دونوں کندھوں کے برابر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے جب نماز کا آغاز کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ سوائے اسماعیل بن عیاش کے وہ ویسے تو صدوق ہیں لیکن غیر شامیوں سے ان کی روایت میں کلام ہے۔

400- وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَحَدَّثَنَا بِمَعْنَى مَرْثَةَ قَالَ صَلَّيْنَا فِي مَسْجِدِ الْحَضْرَةِ مَيْمَنَ فَحَدَّثَنِي عُلَقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِينَ يَفْتَحُ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ مَا أَرَى أَبَاكَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا ذَلِكَ الْيَوْمَ الْوَاحِدَ فَحَفِظَ ذَلِكَ وَعَبَدَ اللَّهَ لَمْ يَحْفَظْ ذَلِكَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّمَا رَفَعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْفَتْحِ الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيٌّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت حصین بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمرو بن مرہ نے کہا کہ ہم نے حضرمیوں کی مسجد میں نماز پڑھی تو مجھ سے علقمہ بن وائل نے اپنے والد کے حوالہ سے بیان کیا کہ انہوں نے دیکھا

۳۹۷۔ مسند ابی یعلیٰ ج ۶ ص ۲۹۹ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة ج ۱ ص ۱۰۱

۲۳۵۔ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب رفع الیدین فی الصلوة ج ۲ ص ۱۰۱

۳۹۸۔ المعجم الاوسط ج ۱ ص ۲۹۹ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب رفع الیدین فی الصلوة ج ۱ ص ۱۰۲

۳۹۹۔ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب رفع الیدین اذا رکع واذا رفع رأسه من الركوع ص ۶۲

۴۰۰۔ سنن دار قطنی کتاب الصلوة باب ذکر التکبیر ورفع الیدین عند الافتتاح ج ۱ ص ۲۹۱

رسول اللہ ﷺ رفع یدین فرماتے جس وقت نماز کا آغاز کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے تو حضرت ابراہیم جی (نحی) نے فرمایا میرے خیال میں تو ہمارے باپ نے صرف اسی ایک دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے اسے کیسے یاد کر لیا اور عبد اللہ نے اسے آپ سے یاد نہ کیا۔ پھر حضرت ابراہیم جی نے فرمایا رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہی ہے۔ اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

401- وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اسْحَقَ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءٍ رَفَعَ الْيَدَيْنِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

قَالَ الْيَمُومِيُّ لَمْ يُصَبْ مَنْ جَزَمَ بِأَنَّهُ لَا يَنْبُتُ شَيْءٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْسُّجُودِ وَمَنْ ذَهَبَ إِلَى تَسْبِيحِهِ فَلَيْسَ لَهُ دَلِيلٌ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا مِثْلَ دَلِيلٍ مَنْ قَالَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةٍ إِلَّا لِبَتَاحٍ.

☆ حضرت یحییٰ بن ابواسحاق جی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔ اسے امام بخاری جی نے جزاء رفع الیدین میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اس کتاب کے مرتب علامہ نیوی فرماتے ہیں وہ لوگ درستگی کو نہیں پہنچے جنہوں نے یہ یقین کر لیا کہ سجدے کے لئے رفع یدین کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور جنہوں نے اس کے منسوخ ہونے کا قول کیا ہے اس کے پاس ان کے نسخ پر سوائے اس کے اور کوئی دلیل نہیں جیسی کہ اس شخص کی دلیل ہے جنہوں نے کہا تکبیر تحریر کے علاوہ رفع یدین نہیں ہے۔

رفع یدین کرنے کی ممانعت کا بیان

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح نماز میں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ پھر دوبارہ تشریف لائے تو ہم کو متفرق حلقوں میں بیٹھے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا: کہ تم متفرق طور پر کیوں بیٹھتے ہو، تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صف بناتے ہیں آپ نے فرمایا: وہ پہلے پہلی صف پوری کرتے ہیں۔ (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۸۱، اللہ ہی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اہل علم کے لئے یہ قانون بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام علمائے اصول حدیث کے نزدیک یہ تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ جب کسی قولی حدیث اور فعلی حدیث میں تقابل آجائے تو فعلی حدیث کو چھوڑ کر قولی حدیث پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہم نے رفع یدین کے منسوخ ہونے پر قولی حدیث بیان کر دی ہے۔ جب کہ رفع یدین کرنے والے بچارے رفع یدین پر قیامت تک بھی قولی حدیث بیان نہیں کر سکتے۔ لہذا انہیں چاہیے کہ وہ رفع یدین ترک کرتے ہوئے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھا کریں۔ ہم انصاف کی دعوت دیتے ہیں کہ ضد کو

چھوڑ کر عدل پسندی کا مظاہرہ کریں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے شروع ہوتے وقت کندھوں تک رفع یدین کرتے اور رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور نہ دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے تھے۔ (المسند، ج ۲، ص ۲۷۷، بیروت)

بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي غَيْرِ الْإِفْتِتَاحِ

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ترک کرنے کا بیان

رفع یدین کے ترک پر دلائل کا بیان

402- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَا أَصْلَى بِكُمْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

★★ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی تو سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے۔

403- وَعَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهُوَ أَكْثَرُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمہ اللہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا اور یہ صحیح اثر ہے۔

404- وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالتَّيْمِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت عاصم بن کلب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے اسے طحاوی ابوبکر بن ابی شیبہ اور تیمی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۴۰۲. ابو داؤد کتاب الصلوة باب من لم يذكر الرقع عند الركوع ج ۱ ص ۱۰۹ ترمذی ابواب الصلوة باب رفع اليدين عند الركوع ج ۱ ص ۵۹ نسائی کتاب الصلوة باب رفع اليدين والرخصة في ترك ذلك ج ۱ ص ۱۶۱

۴۰۳. طحاوی کتاب الصلوة باب التكبيرات ج ۱ ص ۱۵۶ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يرفع يديه في أول تكبيرة ثم لا يعود ج ۱ ص ۲۳۷

۴۰۴. طحاوی کتاب الصلوة باب التكبيرات ج ۱ ص ۱۵۴ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يرفع يديه ج ۲ ص ۸۰

۱ ص ۲۳۶ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة من لم يذكر الرقع الا عند الافتتاح ج ۲ ص ۸۰

485- وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمَعْرِفَةِ وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور ابی شیبہ رحمہ اللہ نے معرفت میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

486- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الْإِفْتِاحِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

★★ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سوائے آغاز کے نماز کی کسی چیز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسے طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

487- وَعَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي الْإِفْتِاحِ الصَّلَاةِ قَالَ وَكَيْفَ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ. قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مُخْتَلِفُونَ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَمَّا الْخُلَفَاءُ الْأَرْبَعَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُمْ رَفْعُ الْأَيْدِي فِي غَيْرِ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

★★ حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب صرف نماز کے آغاز میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اس حدیث کے راوی وکیع فرماتے ہیں پھر نہیں اٹھاتے تھے۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نبوی فرماتے ہیں صحابہ کرام اور ان کے بعد والوں نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے لیکن خلفائے اربعہ سے سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھوں کو اٹھانا ثابت نہیں اللہ ہی درست بات کو زیادہ جاننے والا ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ لِلرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالرَّفْعِ

رکوع سجود اور اٹھنے کے لئے تکبیر کہنے کا بیان

رکوع و سجود میں جاتے ہوئے تکبیر کہنے کا بیان

488- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ

۱۰۵. طحاوی کتاب الصلوة باب التکبیرات ج ۱ ص ۱۵۵ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یرفع یدیه. الخ ج ۱ ص ۲۳۷ معرفة السنن والآثار کتاب الصلوة ج ۲ ص ۴۲۹

۱۰۶. طحاوی کتاب الصلوة باب التکبیرات ج ۱ ص ۱۵۶ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یرفع یدیه. الخ ج ۱ ص ۲۳۶

۱۰۷. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یرفع یدیه. الخ ج ۱ ص ۲۳۶

يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صَلَاتَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَقَعْلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْيَتِيمِ بَعْدَ الْجُلُوسِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنا شروع کرتے تو قیام کے وقت تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے۔

پھر جب رکوع سے اپنی پشت مبارک اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر حالت قیام میں ربنا اللہ حمد کہتے پھر جب سجدے میں جاتے تکبیر کہتے پھر جب اپنا سر مبارک اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر سجدے کے وقت تکبیر کہتے پھر سجدہ سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہتے۔ پھر تمام رکعات میں ایسا ہی کرتے۔ حتیٰ کہ نماز پوری فرماتے اور دو رکعت کے بعد جب تشهد سے فارغ ہوتے تو پھر تکبیر کہتے۔

رکوع وسجود کے وقت تکبیر کہنے میں علماء وفقہاء کے عمل کا بیان

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کہ وسلم تکبیر کہتے تھے جب بھی جھکتے اٹھتے کھڑے ہوتے یا بیٹھتے اور ابوبکر عمر بھی اسی طرح کیا کرتے تھے اس باب میں حضرت ابو ہریرہ حضرت انس حضرت ابن عمر ابومالک اشعری ابوموسیٰ عمران بن حصین وائل بن حجر اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایات مروی ہیں امام ابویوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث عبداللہ بن مسعود حسن صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے صحابہ کرام کا ان میں سے ابوبکر عمر اور عثمان اور حضرت علی وغیرہ بھی

ہیں یہی قول ہے تابعین عام فقہاء اور علماء کا ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 244)

409- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ تَمَامَ بَيْتِ بِيكَبِّرُ كَلَّمَا

خَفَضَ وَرَفَعَ فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي لَا شَبِيهَكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تو ہر دفعہ جب جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے پس جب نماز سے فارغ ہوتے تو فرماتے میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھنے والا ہوں۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

410- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ

السُّجُودِ وَحِينَ سَجَدَ وَحِينَ رَفَعَ وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

۴۰۸۔ بخاری کتاب الاذان باب التکبیر اذا قام من السجود ج ۱ ص ۱۰۹ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اثبات التکبیر فی کل حمص۔

الجز ۱ ص ۱۶۹

۴۰۹۔ بخاری کتاب الاذان باب اتمام التکبیر فی الركوع ج ۱ ص ۱۰۹

۴۱۰۔ بخاری کتاب الاذان باب یکبر وهو ينهض من السجدة ج ۱ ص ۱۱۴

☆☆ حضرت سعید بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید نے نماز پڑھائی اور سجدے سے سر اٹھاتے وقت جبراً تکبیر کہتے اور جب سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اٹھایا اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

411- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ رَفْعٍ وَخَفْضٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالسَّائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں نیچے جھکتے اور اوپر اٹھتے وقت اور قیام و قعود کے وقت تکبیر کہتے اسے امام احمد رحمہ اللہ نے نسائی رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ میں بیان کیا۔

412- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ كَانَ يَفْعَلُهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَّهُنَّ النَّاسُ كَمَا إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَذًا وَكَانَ يَقِفُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ هُنَيْئَةً وَكَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ. رَوَاهُ السَّائِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا تین چیزیں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو اونچا کر کے اٹھاتے اور قراءت سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہرتے اور ہر جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے اسے امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرنے کا بیان

علقہ سے روایت ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر آپ نے نماز پڑھی اور تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کہا اس باب میں براء بن عازب سے بھی روایت ہے امام ابویسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث ابن مسعود حسن ہے اور یہی قول ہے صحابہ و تابعین میں سے اہل علم کا اور سفین ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 248)

بَابُ هَيْئَاتِ الرُّكُوعِ

رکوع کی حالتوں کا بیان رکوع کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان

رکوع کے لغوی معنی ہیں جھکنا یا پیٹھ ٹیڑھی کرنا۔ اصطلاح میں کبھی عاجزی و پستی کو بھی رکوع کہا جاتا ہے اور کبھی پوری رکعت کو بلکہ پوری نماز کو بھی رکوع کہہ دیتے ہیں، رب فرماتا ہے: "وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ"۔ حق یہ ہے کہ پچھلی امتوں کی نمازوں

۴۱۱. مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۶ نسائی کتاب الافتتاح باب التکبیر للسجود ج ۱ ص ۱۶۴ ترمذی ابواب التصوۃ باب ما جاء فی التکبیر عند الرکوع والسجود ج ۱ ص ۵۹

۴۱۲. نسائی کتاب الافتتاح باب رفع الیدین مدا ج ۱ ص ۱۴۱

میں رکوع نہ تھا، رکوع صرف اسی امت کی نماز سے مختص ہے۔ رب نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا: "وَأَنصَبِي وَارْتَجِعِي" وہاں رکوع بمعنی خضوع و انکسار ہے۔ رکوع ہر رکعت کا رکن ہے کہ رکوع مل جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔

413- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفِّي ثُمَّ وَضَعْتُهِمَا بَيْنَ فِجْدَى قَتَهَانِي أَبِي وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ وَأَمَرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِينَا عَلَى الرُّكْبِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

☆ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کیا پھر انہیں اپنی دونوں رانوں کے درمیان رکھ دیا تو میرے والد نے مجھے منع کیا اور فرمایا ہم ایسا کرتے تھے پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا تو ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔ اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

حالت رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا بیان

ابو عبد الرحمن سلمی کہتے ہیں کہ ہم سے عمر بن خطاب نے فرمایا تمہارے لئے گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے لہذا تم گھٹنوں کو پکڑو اس باب میں حضرت سعد بن انس ابو حمید ابو اسید سہل بن سعد محمد بن مسلمہ اور ابو مسعود سے بھی روایت ہے امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث عمر حسن صحیح ہے اور اسی پر صحابہ تابعین اور بعد کے اہل علم کا عمل ہے۔

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں البتہ ابن مسعود اور ان کے بعض اصحاب کے متعلق ہے کہ وہ تطبیق کرتے تھے تطبیق اہل نعم کے نزدیک منسوخ ہو چکی ہے حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ ہم تطبیق کیا کرتے تھے پھر اس سے روک دیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ ہم ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 249)

414- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَقِبَةَ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَكَعَ فَجَعَلِي يَدِيهِ وَوَضَعَ يَدِيهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَقَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ مِنْ وَرَاءِ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَالتَّيَمِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (بغلوں سے) دور رکھا اور دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیاں اپنے گھٹنوں کے آگے کشادہ رکھیں اور فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اسے امام احمد بیہقی ابو داؤد بیہقی نسائی بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۳۴. بخاری کتاب الاذان باب وضع الاكف على الركبتين في الركوع ج ۱ ص ۱۰۹ مسلم کتاب الماحد باب المصنوع الايدي ج ۱ ص ۲۰۲ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء في وضع اليدين على الركبتين في الركوع ج ۱ ص ۵۵۰ سنن کتب الافتتاح باب التطبيق ج ۱ ص ۱۵۹ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تضييع ابواب الركوع والسجود ج ۱ ص ۱۲۶ سنن صحیح کتاب الصلوٰۃ باب وضع اليدين على الركبتين ص ۶۳

۱۳۵. مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۰ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود ج ۱ ص ۱۲۶ سنن کتاب الافتتاح باب مواضع اصابع اليدين في الركوع ج ۱ ص ۱۵۹

حالت رکوع میں پسلیوں کو الگ رکھنے کا بیان

محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ابو حمید ابو اسید ہبل بن سعد اور محمد بن مسلمہ ایک جگہ جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا تذکرہ شروع کیا ابو حمید نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو تم سب سے زیادہ جانتا ہوں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع میں اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پکڑا ہوا ہے اور نہیں کمان کی تانت کی طرح کس کر رکھتے اور پسلیوں سے علیحدہ رکھتے اس باب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث انس صحیح ہے اور اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ آدمی رکوع و سجود میں اپنے ہاتھوں کو پسلیوں سے جدا رکھے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 251)

415- وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَوُصَبَ عَلَى ظَهْرِهِ مَاءٌ لَأَسْتَقَرَّ رِوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَرْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالُهُ ثِقَاتٌ

☆ حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع کرتے تو اگر آپ کی پشت مبارک پر پانی ڈال دیا جاتا تو وہ ٹھہر جاتا۔ اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کبیر اور اوسط میں بیان کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

رکوع و سجود کرنے کا بیان

اس کے بعد تکبیر کہے اور رکوع کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھے گا اور پیٹھ کو ہموار رکھے گا اور اپنے سر کو نہ تو پیٹھ سے زیادہ اوپر اٹھائے اور نہ پیٹھ سے زیادہ نیچے جھکائے اور اپنے رکوع میں تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہے اور یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے سر کو اٹھائے گا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی ربنا لك الحمد کہے گا پھر جب سیدھا کھڑا جائے تو تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے اور اپنے چہرے کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھے اور ناک اور پیشانی دونوں کے ساتھ سجدہ کرے اب اگر اس نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ سجدہ کرنے کو کافی سمجھا۔

حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ کسی مجبوری کے بغیر صرف ناک کے ساتھ سجدہ کرنا کافی سمجھنا جائز نہیں ہے پس اگر اس نے اپنی پگڑی کے بیچ یا اپنے زائد کپڑے پر سجدہ کیا تو یہ جائز ہے اور اپنی بغلوں کو ظاہر کرے کھلا رکھے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے دور رکھے اور اپنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ شریف کی طرف متوجہ کرے اور اپنے سجدے میں تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے یہ اس کا سب سے کم درجہ ہے پھر اپنے سر کو اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے اور جب بیٹھنے کی حالت پر مطمئن ہو جائے تو تکبیر کہے اور سجدہ کرے پھر جب آرام کے ساتھ سجدہ کرے تو تکبیر کہتے ہوئے دونوں پاؤں کے درمیانی حصہ پر کھڑا ہو اور (اٹھتے ہوئے) نہ تو بیٹھے اور نہ اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھے

اور دوسری رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح ہی امور سرانجام دے مگر یہ کہ ثناء اور تَعَوُّذ نہ پڑھے اور نہ ہی پہلی تکبیر کے علاوہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔ (ہدایہ کتاب صلوٰۃ، بیروت)

رکوع میں کمر سیدھی نہ رکھنے والے کا بیان

ابوسعود انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا اس باب میں حضرت علی بن شیبان انس ابو ہریرہ اور رفاعہ زرقی سے بھی روایت ہے امام ابویسٰیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابوسعود انصاری حسن صحیح ہے اور اس پر صحابہ اور بعد کے اہل علم کا عمل ہے کہ آدمی رکوع اور سجدہ میں کمر کو سیدھا رکھے۔

امام شافعی احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ جو آدمی رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی بنا پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں رکوع اور سجدے میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی اور ابو معمر کا نام عبداللہ بن خثمرہ ہے اور ابوسعود انصاری بدری کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 255)

بَابُ الْإِعْتِدَالِ وَالطَّمَانِينَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع اور سجدہ میں اعتدال کا بیان ارکان کا بیان

416- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتَّى تَفْعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هَذَا عَلِمْنِي قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْقَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْقَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو ایک (اعرابی) شخص نے آکر نماز پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو نماز پڑھو تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ پس وہ شخص لوٹ گیا اور اس نے اسی طرح نماز پڑھی جس طرح پہلے پڑھی تھی پھر وہ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا

۱۶۸. بخاری کتاب الادان باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا یتہرک رکوعہ بالاعادة ج ۱ ص ۱۰۹ مسلم کتاب الصلوٰۃ

باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة. الخ ج ۱ ص ۱۲۰

اور سلام کیا تو آپ نے فرمایا وعلیک السلام پھر فرمایا لوٹ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس طرح تین بار ہوا پھر اس آدمی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھائیے تو آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر قرآن کا جو حصہ تمہارے لئے آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کر لو پھر رکوع سے سر اٹھاؤ حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرو پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کر لو پھر نماز کی ہر رکعت اسی طرح پڑھو۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

اطمینان سے متعلق فقہی مذاہب

طمأنیت کا مطلب یہ ہے کہ رکوع یا سجود وغیرہ میں اس طرح پوری دلجمعی اور سکون خاطر کے ساتھ ٹھہرا جائے کہ بدن کے تمام جوڑ اپنی جگہ اختیار کر لیں اور ان ارکان میں جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں وہ پورے اطمینان کے ساتھ پڑھی جائیں۔ رکوع و سجود وغیرہ میں طمانیت فرض ہے یا واجب؟ حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ عیہم السلام اس حدیث کے پیش نظر رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں طمانیت کی فرضیت کے قائل ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کے فقدان کی بناء پر نماز کی نفی فرمائی ہے اور یہ چیز فرضیت کی علامت ہے کہ ایک فعل اس کے نہ ہونے سے منہی اور باطل ہو جائے لہذا یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے ارکان میں آرام و سکون کو اختیار نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی جس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک رکوع و سجود میں طمانیت واجب ہے اور قومہ و جلسہ میں سنت ہے یہ حضرات اس حدیث کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ یہاں نماز کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ نماز کے کمال کی نفی مراد ہے کیونکہ اس حدیث کے آخری الفاظ جو ابو داؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں منقول ہیں یہ ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا کہ "اگر تم نے اسے (یعنی طمانیت کو) پورا کیا تو تمہاری نماز مکمل ہوئی اور اس میں سے تم نے جو کچھ کم کیا تو تم نے اپنی نماز ناقص کی۔ لہذا اس طرح کا حکم وجوب اور سنت کی علامت ہے کہ اس کے بغیر فعل ناقص و ناتمام ہوتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا تھا کہ اس کی نماز سرے سے ہوئی ہی نہیں تھی بلکہ اس اعادہ کے حکم کا مطلب یہ تھا کہ نماز پورے کمال اور بغیر کسی کراہیت و نقصان کے ادا ہونی چاہئے۔ اور اگر طمانیت فرض ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شروع ہی میں منع کر کے نماز پڑھنے سے روک دیتے اور اس کو بغیر فرائض کے نماز نہ پڑھنے دیتے۔

417- عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْجُودَهُ وَبَيْنَ

السُّجْدَتَيْنِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان وقفہ اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے سوائے قیام اور قعود کے (اپنی حیثیت کے اعتبار سے) یہ تمام افعال برابر ہوتے تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

418- وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى قَرِيبًا مِنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلَوَتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى كَنَحْوِ مَا صَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلَوَتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي فَقَالَ إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَأْسَكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ وَمَكِّنْ رُكُوعَكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاسْكُ فَاكْمِ صَلَاتَكَ حَتَّى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلَى فِخْذِكَ الْيُسْرَى ثُمَّ اصْنَعْ ذَلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص آیا در انحالیکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے تو اس نے آپ کے قریب نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی نماز کا اعادہ کر بے شک تیری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے پھر اسی طرح نماز پڑھی۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی نماز لوٹاؤ بے شک تیری نماز نہیں ہوئی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے سکھائیے تو آپ نے فرمایا جب تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو تکبیر کہہ پھر سورۃ فاتحہ پڑھ پھر (قرآن میں سے) جو چاہو پڑھو پس جب تو رکوع کرے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ اور اپنی پشت کو پھیلا کر اطمینان سے رکوع کر جب تو (رکوع) سے اپنا سر اٹھائے تو اپنی پشت کو سیدھا کر حتیٰ کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں کی طرف لوٹ جائیں پھر اطمینان سے سجدہ کر پھر جب تو (سجدہ سے) اپنا سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جا پھر ایسا تو ہر رکعت اور ہر سجدہ میں کر۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

419- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَوَتِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَوَتِهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا وَلَا يَفْقِهُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَلَا فِي السُّجُودِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ .

۱۸۱. مسند احمد ج ۴ ص ۳۴۰

۱۸۹. مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۰ المعجم الكبير للطبرانی ج ۳ ص ۲۴۲ مستدرک حاکم کتاب الصلوۃ باب نہی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم عن نقره القراب ج ۱ ص ۲۲۹ معجم الزوائد باب ما جاء في الركوع والسجود ج ۲ ص ۱۲۰

★★ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نماز میں کیسی چوری کرتا ہے تو آپ نے فرمایا وہ نماز کا رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا اور رکوع اور سجدے میں اپنی پشت سیدھی نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور ثقی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

420- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنِهِ رَجُلًا لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ يَعْنِي صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَلَسَّمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ بھی وفد میں سے تھے کہ ہم نکلے حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے اپنی آنکھ کے کنارے سے دیکھا ایک شخص نماز درست نہیں پڑھ رہا تھا۔ یعنی رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا تھا۔ پس جب نبی پاک ﷺ نے نماز پڑھائی تو فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت اس شخص کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت سیدھی نہیں رکھتا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح۔

421- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَسْجِدَةً مِنْ مُسْجِدٍ هُوَ لِأَيِّ أَطْوَلَ مِنْ ثَلَاثِ سَجَدَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَطَبْرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے مسجدوں میں سے ایک سجدہ نبی اکرم ﷺ کے تین مسجدوں کے برابر ہے اسے امام احمد رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

422- وَعَنْ عِدِيِّ بْنِ حَارِثٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ أَمَّنَا فَلْيَتِمِّمِ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَإِنَّ فِيْنَا الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَغَائِرَ سَبِيلٍ وَذَٰلِ الْحَاجَةِ هَكَذَا كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص ہماری امامت کرائے تو اسے چاہئے کہ وہ رکوع اور سجدہ پورا پورا کرے کیونکہ ہم میں کمزور بوڑھے مسافر اور ضرورت مند لوگ موجود ہوتے ہیں ہم اسی طرح رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع اور سجدے میں کیا کہا جائے

423- عَنْ مُعَاذِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِعَ لِقَالَ لِي رُكُوعِهِ

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے رکوع کیا اور رکوع میں فرمایا سبحان ربی العظیم پاک ہے میرا رب عظمت والا اور اپنے سجدے میں فرمایا۔ پاک ہے میرا رب جو بلند و بالا ہے۔

اس کو امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

424- وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلْتُ فَسَبَّحْتُ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ لَنَا رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا مَا فِي رُكُوعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلْتُ سَبَّحْتُ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ اجْعَلُوا مَا فِي سُجُودِكُمْ .

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آپ کریمہ فصبح باسم ربك العظیم نازل ہوئی تو

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ اس کو رکوع میں کہا کرو اور جب سبح اسم ربك الاعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا اس کو اپنے

سجدے میں رکھ دو اس کو احمد ابوداؤد ابن ماجہ حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

425- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ

رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا . رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کی تسبیح

کرتے اور اپنے سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کی تسبیح کرتے۔ اس کو امام بزار رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا

اور اس کی سند حسن ہے۔

رکوع و سجود میں طاق مرتبہ تسبیح پڑھنے کا بیان

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو تین

مرتبہ (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ) پڑھے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ اس کی کم سے کم مقدار ہے اور جب سجدہ کرے تو تین مرتبہ

۴۲۳. نسائی کتاب الانتحاح باب الذکر فی الرکوع ج ۱ ص ۱۶۰

۴۲۴. مسند احمد ج ۴ ص ۱۵۵ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما یقول ال جل فی رکوعه و سجوده ج ۱ ص ۱۲۶ ابن ماجہ کتاب

الصلوٰۃ باب التسبیح فی الرکوع و السجود ص ۶۴ مستدرک حاکم کتاب الصلوٰۃ باب ان الہی صلی اللہ علیہ وسلم کلا ادا رکع

فرح بین اصابعہ ج ۱ ص ۲۲۵ صحیح ابن حبان کتاب الصلوٰۃ ج ۴ ص ۱۸۵

۴۲۵. کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۱ ص ۲۶۲ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۲۸

(مُسْتَحَانٌ رَّئِیُّ الْأَعْلَى) کہے اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ اس کی کم سے کم مقدار ہے اس باب میں حذیفہ اور عقبہ بن عامر سے بھی روایت ہے امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابن مسعود کی حدیث کی سند متصل نہیں ہے اس لئے کہ عوف بن عبد اللہ بن عقبہ کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

اور اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ رکوع اور سجدے میں کم از کم تین تسبیحات پڑھنا مستحب ہے اور ابن مبارک سے مروی ہے کہ امام کے لئے کم از کم پانچ مرتبہ تسبیحات پڑھنا مستحب ہے تاکہ نمازی تین تسبیحات پڑھ سکیں اور اسی طرح کہا ہے اسحاق بن ابراہیم نے بھی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 252)

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

رکوع سے جب سر اٹھائے تو کیا کہے

426- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يَكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو قیام کے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے پھر جب رکوع سے اپنی پشت مبارک اٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر قیام کی حالت میں ربنا لک الحمد کہتے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

427- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ رَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام سمیع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو پس بے شک جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

۲۶۶. بخاری کتاب الاذان باب التکبیر اذا قام من السجود ج ۱ ص ۱۰۹ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اثبات التکبیر فی کل حصص ورفع ج ۱ ص ۱۶۹

۲۷. بخاری کتاب الاذان باب فضل اللہ ربنا و لک الحمد ج ۱ ص ۱۰۹ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التسمیع والتحمید والتہلیل ج ۱ ص ۱۷۶

مقتدی کا ربنا لک الحمد کہنے میں فقہی مذاہب

حضرت ابوالہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے تو تم (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحابہ و تابعین میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ امام (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے تو مقتدی (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہیں اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے ابن سیرین فرماتے ہیں کہ مقتدی بھی امام کی طرح ہی کہے (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) اور امام شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 257)

428- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ بِشِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَلَمَّا عَلَيْنَا عَلَيْهِ نَعُوذُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَأَاهُ فُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سے گر پڑے اور آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی۔ ہم آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو نماز کا نائم چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی تو ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تم بھی اٹھو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

ربنا لک الحمد آہستہ آواز کہنے میں اتفاق مذاہب اربعہ

"ربنا لک الحمد" کو بالجہر پڑھنے کا رواج ماضی قریب میں ہوا ہے، اور وہ بھی صرف ایک جماعت اور ان میں بھی صرف چند ہی لوگوں کے بیچ، اس کے برخلاف حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، اور دیگر تمام فرقوں کے یہاں اس مسئلہ کا نام و نشان تک نہیں ہے، سلف صالحین، صحابہ و تابعین کے احوال میں اس مسئلہ کا کوئی سراغ نہیں ملتا، عہد صحابہ سے لیکر عصر حاضر تک حدیث و فقہ اور تفسیر قرآن کا جتنا مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے کسی میں بھی اس مسئلہ کی جانب ادنیٰ اشارہ تک نہیں، قرآن کے بعد سب سے معتبر کتاب "صحیح بخاری" ہے، اس میں ہمیں یہ ابواب تو نظر آتے ہیں: "باب جہر الامام بالتامین"، "باب جہر الاموم بالتامین" مگر "باب الجہر باللہم ربنا لک الحمد" یعنی دعاء قومہ کو بلند آواز سے پڑھنا، اس کے اثبات میں کوئی

۲۸۔ بخاری کتاب الاذان باب ایجاب التکبیر والتسبیح الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۰۱ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ایتمام الاموم بالامام ج

باب نظر نہیں آتا، حالانکہ دعائے قومہ میں جہر کے قائلین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں وہ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔
حیرت ہے کہ امام بخاری جن کے بارے میں "امام الدین فی فقہ الحدیث" اور "فقہ البخاری فی تراجمہ" کہا گیا ہے، ان کے ذہن کی رسائی بھی اس مسئلہ تک نہ ہو سکی جسے آج پیدا کیا جا رہا ہے، امام بخاری پر کیا موقوف دین کے کسی محدث نے بھی دعائے قومہ میں جہر کا فتویٰ نہیں دیا ہے، عصر حاضر کے ناصر الدین الالبانی ہیں انہوں نے صفحہ صلوٰۃ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اس کتاب میں یہ مسئلہ قائل جائے گا کہ "آمین بآواز بلند کہنا چاہئے" مگر "ربنا لک الحمد" بلند آواز سے پڑھنا، اس کا بیان کیا نام و نشان تک نہ ملے گا، بلکہ "اصل صفحہ الصلوٰۃ" کی بعض کی عبارات سے لگتا ہے کہ علامہ البانی کے نزدیک ربنا لک الحمد کا آہستہ پڑھنا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ (اصل صفحہ صلوٰۃ ج ۲ ص ۶۷۸)

بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ عِنْدَ الْإِنْحِطَاطِ لِلسُّجُودِ

سجدہ کے لئے جھکتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کا بیان

429- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ أَخَذْتُكُمْ فَلَا

يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْيَمِينُ وَيَضَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيثٌ مَعْلُولٌ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اس طرح

نہ بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو رکھے پھر وہ گھٹنوں کو رکھے اسے امام احمد رحمہ اللہ اور اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور یہ معلول حدیث ہے۔

430- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ

رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَصَحَّحَهُ وَهُوَ مَعْلُولٌ.

★★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اپنے

ہاتھ رکھتے اس کو دارقطنی طحاوی حاکم اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا اور یہ معلول حدیث ہے۔

سجدے میں جانے کے سنت طریقے کا بیان

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ

۴۲۹. مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۱ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین فی السجود باب اخر منه ج ۱

ص ۶۱ سنن نسائی کتاب الافتتاح باب اول ما یصل الی الارض من الانسان فی سجودہ ج ۱ ص ۱۶۵ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب

کیف یضع رکبته قبل یدیه ج ۱ ص ۱۲۲

۴۳۰. دارقطنی کتاب الصلوٰۃ باب ذکر الركوع والسجود. الخ ص ۲۴۴ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب ما یبدأ بوضعه ج ۱ ص

السجود. الخ ج ۱ ص ۱۷۴ صحیح ابن خزیمة کتاب الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۱۹ مستدرک حاکم کتاب الصلوٰۃ باب انقوت فی

الصلوٰۃ فی الخمس ج ۱ ص ۲۲۶

علیہ وسلم سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں گھٹنے (زمین پر) ٹیکتے اور پھر دونوں ہاتھ رکھتے اور جب سجدے سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر دونوں گھٹنے اٹھاتے۔ (ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، دارمی)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک بھی یہی ہے کہ سجدہ کرتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکنے چاہئیں اس کے بعد دونوں ہاتھ رکھے جائیں اسی طرح سجدے سے اٹھتے وقت پہلے دونوں ہاتھ اور پھر دونوں گھٹنے اٹھانے چاہئیں ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سجدے سے) گھٹنوں کے بل اٹھتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر ٹیکتے تھے۔

علماء نے اعضاء سجدہ کو زمین پر رکھنے کے سلسلے میں ایک اصول متعین کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعضاء سجدہ کو زمین پر ٹیکنا زمین کے قرب کے اعتبار سے ہے یعنی جو عضو زمین سے زیادہ قریب ہو اسے پہلے زمین پر رکھا جائے اسی ترتیب سے تمام عضو رکھے جائیں اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کا عکس ہونا چاہئے۔ یعنی جو عضو زمین سے زیادہ قریب ہو اسے سب سے بعد میں اٹھانا چاہئے۔

زمین پر ناک اور پیشانی ٹیکنے کے سلسلے میں مسئلہ تو یہ ہے کہ ناک اور پیشانی یہ دونوں عضو کے حکم ہیں کہ دونوں عضو ایک ساتھ زمین پر ٹیکنے چاہئیں لیکن بعض حضرات کا قول یہ بھی ہے کہ ناک زمین سے زیادہ قریب ہے اس لیے پہلے ناک رکھی جائے اس کے بعد پیشانی ٹیک جائے۔

علامہ شمش رحمة اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ سجدے میں جاتے وقت اگر کسی عذر مثلاً موزے وغیرہ کی بناء پر گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھنا دشوار ہو تو پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک لیے جائیں اس کے بعد دونوں گھٹنے رکھے جائیں۔

سجدے میں پہلے ہاتھ یا گھٹنے زمین پر رکھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی جب سجدہ کرے تو وہ اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اسے چاہئے کہ اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے۔"

(ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 863)

اور ابوسلیمان خطابی نے کہا ہے کہ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس حدیث سے زیادہ (صحیح) ثابت ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اونٹ زمین پر بیٹھنے کے وقت اپنے دونوں گھٹنے زمین پر پہلے رکھتا ہے۔ اس طرح سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر نہ ٹیکے جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی بیٹھک سے مشابہت دی ہے باوجود یہ کہ اونٹ بیٹھتے وقت زمین پر پاؤں رکھنے سے پہلے ہاتھ رکھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا گھٹنا پاؤں میں ہوتا ہے اور جانور کا گھٹنا ہاتھ میں ہوتا ہے لہذا جب کوئی آدمی سجدے میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے رکھے گا تو اونٹ کے بیٹھنے سے مشابہت ہوگی۔

بہر حال۔ یہ حدیث اوپر کی حدیث کے مخالف ہے کیونکہ پہلی حدیث تو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے گھٹنے زمین پر ٹیکے جائیں اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہاتھ زمین پر رکھے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کے ہاں اختلاف ہے چنانچہ جیسا کہ اوپر کی حدیث کی تشریح میں بتایا جا چکا ہے جمہور علماء حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اوپر کی حدیث پر جو حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکے جائیں۔

حضرت امام مالک اور اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم اور کچھ دوسرے علماء حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پہلے زمین پر دونوں ہاتھ ٹیکے جائیں۔

ان دونوں احادیث کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوپر والی حدیث زیادہ صحیح، قوی تر اور مشہور تر ہے اور حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کو مرتبہ صحت پر پہنچا کر اسے ترجیح دی ہے اور فن حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ جب دو حدیثیں ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں تو عمل قوی تر اور صحیح تر پر کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو حضرت وائل کی روایت سے منسوخ قرار دیا ہے۔

نیز ایک روایت میں حضرت ابن خزیمہ سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تھے تو (سجدے کی) ابتدا گھٹنے سے کرتے تھے یعنی پہلے گھٹنوں کو زمین پر ٹیکتے تھے۔ انہی وجوہات کی طرف مولف مشکوٰۃ نے قال ابوسلیمان الخ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

بَابُ وَضْعِ الرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْإِنْحِطَاطِ لِلسُّجُودِ

431- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ. رَوَاهُ الْارْبَعَةُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حَبَانَ وَابْنُ السَّكَنِ وَحَمَدُ التِّرْمِذِيُّ.

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھ رکھنے سے پہلے اپنے گھٹنے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اس کو اصحاب اربعہ ابن حبان اور ابن سکن نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

۴۳۱ ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء فی وضع الیدین قبل الرکبتین ج ۱ ص ۶۱ ابو داؤد کتاب الصلوة باب کیف یضع رکبته قبل یدیه ج ۱ ص ۱۲۲ نسائی کتاب الافتتاح باب اول ما یصل الی الارض من الانسان فی سجوده الخ ج ۱ ص ۱۶۵ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب السجود ص ۶۲ صحیح ابن خزیمة کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۱۹ صحیح ابن حبان کتاب الصلوة ج ۴ ص ۱۹۱

شرح

اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھا جائے اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ گھٹنوں سے پہلے اٹھائے ہمام نے یہ حدیث عام سے مرسل روایت کی اور اس میں وائل بن حجر کا ذکر نہیں کیا۔

432- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ كُنَا لَا حَفِظْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِي صَلَّى صَلَواتُهُ أَنَّهُ خَرَّ بَعْدَ رُكُوعِهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخْرُ الْبَعِيرُ وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت علقمہ اور اسود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی نماز میں یہ بات یاد رکھی کہ آپ رکوع کے بعد (سجدہ کے لئے) دونوں گھٹنوں پر بیٹھتے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے (زمین) پر رکھتے۔ اس کو طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ هَيَّاتِ السُّجُودِ

سجدہ کی کیفیات کا بیان سجدہ کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان

سجدہ لغت میں زمین پر سر رکھنے، عاجزی کرنے، مرجعاً نیکو کہتے ہیں۔ شریعت میں سات اعضاء کا زمین پر لگانا عبادت یا اطاعت کی نیت سے سجدہ کہلاتا ہے۔ سجدہ تین قسم کا ہے: سجدہ عبادت جو اللہ کو ہوتا ہے، سجدہ تعظیم جو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا، سجدہ تحیۃ جو یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کیا۔ سجدہ عبادت غیر خدا کو شرک ہے، آخری دو سجدے اسلام میں حرام ہیں۔ خیال رہے کہ صرف سجدہ بھی عبادت ہے مگر صرف رکوع اور قیام عبادت نہیں بلکہ یہ نماز میں عبادت ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ، کتاب صلوٰۃ، پاکستان)

سجدے میں اعتدال رکھنے کا بیان

433- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَسْطُوا أَحَدُكُمْ ذِرَاعِيَهُ انْبِساطُ الْكَلْبِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم سجدے میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی ایک کتے کی طرح بازو نہ پھیلائے اسے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

۴۳۲. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب ما یبداء بوضعه فی السجود۔ الخ ج ۱ ص ۱۷۶

۴۳۳. بخاری کتاب الاذان باب لا یفتش ذراعیہ فی السجود ج ۱ ص ۱۱۳ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الاعتدال فی السجود۔ الخ ج ۱

۱ ص ۱۹۳ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الاعتدال فی السجود ج ۱ ص ۶۲ ابو داؤد باب صفة السجود ج ۱ ص ۱۳۰ نسائی

کتاب الافتتاح باب الاعتدال فی السجود ج ۱ ص ۱۶۷ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب الاعتدال فی السجود ص ۶۴ مسند احمد ج ۲

434- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمُرْتُ أَنْ أَسْحَدَ عَلَى سَعَةِ الْأُظْطِ عَلَى الْجَنْبِ وَأَشَارَ يَدِي إِلَى أَبِيهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا تَكُفُّ الْيَتَابَ وَالشَّعْرَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں پیشانی اور آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے کنارے اور یہ کہ میں کپڑوں اور بالوں کو نہ لپیٹوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

435- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بَحِينَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطِيهِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کو کھلا رکھتے حتیٰ کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی اس کو شیخین نے روایت کیا۔

436- وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ أَمَكَّنَ أَلْفَهُ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ وَلَحَى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ خَرِزْمَةَ فِي صَحِيحِهِ.

☆☆ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ناک اور پیشانی کو زمین پر ٹکا دیتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں کندھوں کے برابر رکھتے۔ اس کو ابو داؤد ترمذی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا اپنی صحیح میں۔

437- عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب سجدہ فرماتے تو دو ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

438- رَوَاهُ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَافِئِهِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالسَّائِي وَالتَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

۴۳۴: بحاری کتاب الادان باب السجود علی الاثف ج ۱ ص ۱۱۲ مسلم کتاب الصلوة باب اعضاء السجود. الخ ج ۱ ص ۱۹۳

۴۳۵: بحاری کتاب الادان باب یدئ ضبعیہ ویجافی فی السجود ج ۱ ص ۱۱۲ مسلم کتاب الصلوة باب الاعتدال فی السجود. الخ

ج ۱ ص ۱۹۴

۴۳۶: ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی السجود علی الجبهة والاثف ج ۱ ص ۶۱ ابو داؤد کتاب الصلوة باب افتتاح الصلوة ج ۱

ص ۱۰۷ صحیح ابن خزیمہ کتاب الصلوة ج ۱ ص ۲۲۳

۴۳۷: مسلم کتاب الصلوة باب وضع یدئ الیمنی علی الیسری الخ ج ۱ ص ۱۷۲

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے غور سے نبی پاک ﷺ کو دیکھا ہے جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں کانوں کے برابر اپنے ہاتھوں کو رکھتے۔ اس کو اسحاق بن راہویہ عبد الرزاق نسائی اور امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

سجدہ کرنے کا لغوی مفہوم

زمین پر سر ٹیکنا اور عاجزی کا اظہار کرنا، سجدہ کے لغوی معنی ہیں۔ اصطلاح شریعت میں سجدہ کہتے ہیں "اللہ کے سامنے اپنی عبودیت اور کمال عجز و انکساری کے اظہار کے طور پر بندے کا اپنے سر کو زمین پر ٹیک دینا۔

سجدے کے اعضاء کوزمین پر رکھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے (جسم کی) سات ہڈیوں یعنی پیشانی، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور دونوں پاؤں کے پنجوں پر سجدے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ ممنوع ہے کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو میٹیں۔" (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 851)

اس حدیث کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ سجدے میں جسم کے کس کس عضو کو زمین پر ٹیکنا چاہئے چنانچہ حکم دیا گیا ہے کہ سجدے کے وقت پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے پنجوں کو زمین پر ٹیکنا چاہئے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک سجدہ ناک اور پیشانی دونوں سے کرنا چاہیے بغیر ان دونوں کو زمین پر لگائے سجدہ جائز نہیں ہے مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں کہ اگر محض پیشانی ہی ٹیک کر سجدہ کر لیا جائے تو جائز ہے البتہ بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام شافعی اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک محض ناک کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی ایسا عذر پیش ہو کہ پیشانی کو زمین پر ٹیکنا ممکن نہ ہو تو جائز ہے، اس سلسلے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو قول ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ جائز نہیں ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے لیکن کراہت کے ساتھ۔

سجدے میں دونوں پاؤں کو زمین پر رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی آدمی سجدے میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھالے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک پاؤں اٹھالے گا تو سجدہ مکروہ ہوگا۔ سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو قبلے کی طرف رکھنا فرض ہے خواہ ایک ہی انگلی رکھی جائے۔ اگر انگلیاں قبلہ کی سمت نہ ہوں گی تو جائز نہیں ہوگا۔

در مختار میں ایک جگہ مذکور ہے کہ "پیشانی اور دونوں پاؤں کے ساتھ سجدہ کرنا فرض ہے اور دونوں پیروں میں کم سے کم ایک انگلی زمین پر رکھنا شرط ہے اور ہاتھوں اور زانوؤں کو زمین پر رکھنا سنت ہے، حنفیہ اور شافعیہ کا مسلک یہی ہے۔

۳۸: مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب موضع یدیہ ج ۲ ص ۱۷۵ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب وضع یدیہ للمسجود ج ۱ ص ۱۷۶ نسائی کتاب الانتاح باب مکان یدیہ ج ۱ ص ۱۶۶ الدرایۃ کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلوٰۃ نقل عن اسحق بن راہویہ ج ۱ ص ۱۴۴

سجدے میں ہاتھ زمین پر جبکہ کہنیوں کو اٹھا رکھنے کا بیان

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم سجدہ کرو تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اونچا رکھو۔" (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 853)

سجدہ میں ہاتھوں کو رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر کانوں کے سامنے رکھی جائیں۔ انگلیاں آپس میں ملی ہوں، اور یہ کہ ہاتھ کھلے رہیں کسی کپڑے وغیرہ کے اندر انہیں چھپانا مکروہ ہے۔

کہنیوں کو اونچا رکھنے کے دو ہی معنی ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ دونوں کہنیاں زمین سے اونچی رہیں یا پھر یہ کہ دونوں پہلوؤں سے اونچی رہیں۔ بہر صورت یہ حکم خاص طور پر مردوں کے لیے ہے عورتیں اس حکم میں شامل نہیں ہیں کیونکہ عورتوں کو تو سجدے میں کہنیوں کو زمین پر پہلوؤں سے ملی ہوئی رکھنے کا حکم ہے اس لیے کہ اس طرح جسم کی نمائش نہیں ہوتی اور پردہ اچھی طرح ہوتا ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِقْعَاءِ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ

کتے کی طرح بیٹھنے سے ممانعت کا بیان

نماز میں کتے کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

439- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ تَقَرُّوَ كَتَفَرَّةَ اللَّيْلِ وَالْإِقْعَاءِ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ وَالْيَقَاتِ كَالْيَقَاتِ الْغَلَبِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْنٌ.

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں سے منع فرمایا مرغ کی طرح ٹھونگے لگانے سے اور کتے کی طرح چوڑ زمین پر ٹکا کر بیٹھنے سے اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر متوجہ ہونے سے اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

شرح

اور وہ اقعاء نہ کرے اور اپنے بازوؤں کو نہ بچھائے۔ کیونکہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میرے محبوب نے مجھے تین چیزوں سے منع کیا۔ (۱) یہ میں مرغ کی طرح چونچ ماروں (۲) کتے کی طرح بیٹھوں (۳) لومڑی کی طرح ہاتھ بچھاؤں۔ اور اقعاء یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں الیتین (پٹ) کو زمین پر رکھے اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر لے۔ یہی صحیح ہے۔

(ہدایہ کتاب صلوٰۃ، پاکستان)

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں پوری توجہ اور پورے آداب کیساتھ نہیں کھڑا رہتا بلکہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو

شیطان مردود ایسے نمازی کی نماز کے کمال کو اچک لیتا ہے یعنی اس طرح نماز کا کمال باقی نہیں رہتا یہاں ادھر ادھر دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ نماز میں کوئی آدمی گردن گھما کر ادھر ادھر اس طرح دیکھے کہ منہ قبلہ کی طرف سے پھر جائے تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ ایسے آدمی کی نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

اور اگر کوئی آدمی نماز میں ادھر ادھر اس طرح دیکھے کہ منہ کے ساتھ ساتھ سینہ بھی قبلہ کی طرف بالکل پھر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کن انھیوں سے ادھر ادھر دیکھنے سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ مکروہ ہوتی ہے البتہ یہ بھی خلاف اولیٰ ہے۔

440- وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِفْعَاءِ فِي الصَّلَاةِ .

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چوڑا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ اس کو امام حاکم رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح حدیث ہے لیکن بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔

بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقَبَيْنِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دوسجدوں کے درمیان ایڑھیوں پر بیٹھنے کا بیان

441- عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قُلْنَا لَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْإِفْعَاءِ عَلَى الْقَتَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا

لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرے ہیں ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں پاؤں پر بیٹھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سنت ہے تو ہم نے ان سے کہا کہ بے شک ہم تو اسے پاؤں کے ساتھ ظلم خیال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

442- وَعَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنَ

عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُفْعُونَ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابن طاؤس رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابن زبیر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ (نماز میں) دونوں پاؤں پر بیٹھتے تھے۔ اسے عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۴۴۰. مستدرک لحاکم کتاب الصلوٰۃ باب النہی عن الإفعاء فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۷۲

۴۴۱. مسلم کتاب المساجد باب جواز الإفعاء علی العقبین ج ۱ ص ۲۰۲

۴۴۲. مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب الإفعاء فی الصلوٰۃ ج ۲ ص ۱۹۱

بَابُ الْفُتْرَانِ الرِّجْلِ الْيُسْرَى وَالْقُفُودِ عَلَيْهَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَتَرْكِ الْجُلُوسِ عَلَى الْعَقَبَيْنِ

دو سجدوں کے درمیان بائیں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور ایڑیوں پر بیٹھنے کو ترک کرنا
442- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى
وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَبْنِي عَنْ عَقِبَةِ الشَّيْطَانِ. أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَهُوَ مُخْتَصَرٌ.

*** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے
اور شیطان کی طرف بیٹھنے سے منع کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا اور یہ حدیث مختصر ہے۔

444- وَ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا نَمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ فَيَجَالِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ
يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُنْثِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَقْفُذُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ
الْحَدِيثُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

*** حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں آپ (سجدہ کے لئے) زمین کی طرف جھکتے پس اپنے دونوں
ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے پھر اپنے سر مبارک کو اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو ٹیڑھا کر کے اس پر بیٹھ جاتے اور اپنے
دونوں مبارک قدموں کی انگلیاں کھولتے جب سجدہ کرتے پھر سجدہ فرماتے پھر اللہ اکبر کہتے پھر آخر تک حدیث بیان کی۔ اسے
ابوداؤد ترمذی ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

445- عَنِ الْمُبِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرْجِعُ فِي سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ
عَلَى صُدْرِهِ قَلَمًا أَنْصَرَفَ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةُ الصَّلَاةِ وَأَنَّمَا أَفْعَلُ هَذَا مِنْ أَجْلِ آتِي
أُشْكِي. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

*** حضرت مغیرہ بن حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز کے دو سجدوں
کے درمیان اپنے پاؤں کے سروں پر بیٹھتے پس جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ نماز کی
سنت نہیں ہے۔ میں نے تو یہ صرف اس لئے کیا ہے کہ میں بیمار ہوں اسے امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں بیان کیا اور اس کی سند
صحیح ہے۔

۱۱۳: مسند کتاب الصلوة باب ما يجمع صفة الصلوة ج ۱ ص ۱۶۵

۱۱۴: ابو داؤد کتاب الصلوة باب افتتاح الصلوة ج ۱ ص ۱۰۶ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في وصف الصلوة ج ۱ ص ۱۶۷

صحیح ابن حبان کتاب الصلوة ج ۴ ص ۱۷۳

۱۱۵: موطا امام مالک کتاب الصلوة باب العمل في الجلوس في الصلوة ج ۱ ص ۷۱

تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

اب جب دوسری رکعت میں وہ دوسرے سجدہ سے اپنے سر کو اٹھائے تو اپنے بائیں پاؤں کو فرش بنائے بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے اور اس کی انگلیاں قبلہ کی جانب رکھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھے (یعنی بالکل ملا کر نہ رکھے) پھر تشہد پڑھے اور تشہد پڑھنا یہ کہنا ہے کہ تمام قویٰ فعلی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں رحمتیں اور سلام ہو اور ہم پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور پہلے تعدہ (بیٹھنا) میں تشہد میں اس سے زیادہ نہ پڑھے۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

بَابُ مَا يُقَالُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

دوسجدوں کے درمیان کیا کہا جائے

446- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اللَّهُمَّ

اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْعَلْنِي وَاهِدًا رَحِيمًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ دو سجدوں کے درمیان فرماتے اے اللہ مجھے بخش

دے مجھ پر رحم فرما میرے نقصان کی تلافی فرما مجھے ہدایت پر برقرار رکھ اور مجھے رزق عطا فرما۔

اسے ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے۔

بَابُ فِي جُلُوسَةِ الْإِسْتِرَاحَةِ بَعْدَ السَّجْدَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ

پہلی اور تیسری رکعت میں دو سجدوں کے بعد جلسہ استراحت کا بیان

447- عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ فَإِذَا كَانَ

فِي وَتَرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

☆☆ حضرت مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب

آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو نہ اٹھتے حتیٰ کہ وہ سیدھے بیٹھ جاتے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

متعلق فقہی مذاہب اربعہ

نماز میں وجوب طہانیت سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا۔ (پہلے) اس نے نماز پڑھی، اس طرح کہ تعدیل ارکان اور قومہ و جلسہ کی رعایت نہیں کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا "جاؤ اور پھر نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی" وہ چلا گیا اور جس طرح پہلے نماز پڑھی تھی اسی طرح پھر نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دے کر پھر اس سے فرمایا کہ "جاؤ نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں" (اس طرح تین مرتبہ ہوا) تیسری مرتبہ یا چوتھی مرتبہ اس آدمی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے سکھلا دیجئے (کہ نماز کس طرح پڑھوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو (پہلے) اچھی طرح وضو کر لو۔ پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر تکبیر کہو پھر قرآن کی جو (سورت وغیرہ) تمہیں آسان معلوم ہو اسے پڑھو پھر سکون کے ساتھ رکوع کرو پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاؤ پھر سر اٹھاؤ اور سکون کے ساتھ بیٹھ سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ اور اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ (اس روایت میں جلسہ استراحت کا ذکر نہیں) جاؤ۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "پھر سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ" (اس روایت میں جلسہ استراحت کا ذکر نہیں)

پھر اپنی تمام نماز اسی طرح ادا کرو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث 754)

طہانیت کا مطلب یہ ہے کہ رکوع یا سجود وغیرہ میں اس طرح پوری دلجمعی اور سکون خاطر کے ساتھ ٹھہرا جائے کہ بدن کے تمام جوڑ اپنی جگہ اختیار کر لیں اور ان ارکان میں جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں وہ پورے اطمینان کے ساتھ پڑھی جائیں۔ رکوع و سجود وغیرہ میں طہانیت فرض ہے یا واجب؟ حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اس حدیث کے پیش نظر رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں طہانیت کی فرضیت کے قائل ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کے فقدان کی بناء پر نماز کی نفی فرمائی ہے اور یہ چیز فرضیت کی علامت ہے کہ ایک فعل اس کے نہ ہونے سے منکفی اور باطل ہو جائے لہذا یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے ارکان میں آرام و سکون کو اختیار نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی جس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک رکوع و سجود میں طہانیت واجب ہے اور قومہ و جلسہ میں سنت ہے یہ حضرات اس حدیث کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ یہاں نماز کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ نماز کے کمال کی نفی مراد ہے کیونکہ اس حدیث کے آخری الفاظ جو ابوداؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں منقول ہیں یہ ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا کہ "اگر تم نے اسے (یعنی طہانیت کو) پورا کیا تو تمہاری نماز مکمل ہوئی اور اس میں سے تم نے جو کچھ کم کیا تو تم نے اپنی نماز ناقص کی۔ لہذا اس طرح کا حکم وجوب اور سنت کی علامت ہے کہ اس کے بغیر فعل ناقص و ناتمام ہوتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا تھا

کہ اس کی نماز سرے سے ہوئی ہی نہیں تھی بلکہ اس اعادہ کے حکم کا مطلب یہ تھا کہ نماز پورے کمال اور بغیر کی کراہیت و نقصان کے ادا ہونی چاہئے۔ اور اگر طمانیت فرض ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شروع ہی میں منع کر کے نماز پڑھنے سے روک دیتے اور اس کو بغیر فرائض کے نماز نہ پڑھنے دیتے۔ اس حدیث سے چند باتوں کی طرف اشارہ ملتا ہے پہلی چیز تو یہ کہ عالم اور ناصح کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ کسی جاہل اور غلط کام کرنے والے کو نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ سمجھائے اور اس کے ساتھ نصیحت کا ایسا نرم معاملہ کرے کہ وہ آدمی اس کی بات کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر خود مجبور ہو جائے کیونکہ بسا اوقات نصیحت کے معاملے میں بد اخلاقی و ترش روئی اصلاح و سدھار پیدا کرنے کی بجائے اور زیادہ ضد و ہٹ دھرمی اور گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ دوسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ ملاقات اگرچہ مکرر اور تھوڑی دیر کے بعد ہی ہو سلام کرنا مستحب ہے۔ تیسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی نماز کے واجبات میں کچھ خلل و نقصان پیدا کرے تو اس کی نماز صحیح ادا نہیں ہوتی اور وہ حقیقی معنی میں نمازی نہیں کہلاتا بلکہ اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ اس آدمی نے نماز نہیں پڑھی۔ پہلی روایت میں جلسہ استراحت یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سنت ہے مگر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سنت نہیں ہے۔

جلسہ استراحت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت مالک ابن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار کو نماز پڑھتے دیکھا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز کی طاق رکعت (یعنی پہلی یا تیسری) میں ہوتے تو جب تک سیدھے بیٹھ نہ لیتے اٹھتے نہ تھے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 760)

مطلب یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور پہلی یا تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو پہلے بیٹھتے تھے اس کے بعد اگلی رکعت کے لئے اٹھتے تھے اسی کو جلسہ استراحت کہا جاتا ہے۔ جلسہ استراحت سنت ہے یا نہیں؟ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سنت ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو پہلے قعدہ میں بیٹھنے کا ہے۔ نیز یہ کہ بیٹھنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے زمین کا سہارا لے کر اٹھنا چاہئے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مختار قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ استراحت کرنا چونکہ کبرسنی اور ضعف کی وجہ سے تھا اس لئے جس آدمی کو جلسہ استراحت کی حاجت نہ ہو اس کے لئے یہ سنت نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مستدل یہی حدیث ہے اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جس کو ترمذی نے بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے) پشت قدم پر یعنی بغیر بیٹھے ہوئے اٹھتے تھے" اگرچہ اس حدیث کے بعض

طرق ضعیف ہیں لیکن حدیث صحیح الاصل ہے۔

حضرت ابن ابی شیبہ، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ "وہ اپنے پشت قدم پر بغیر بیٹھے ہوئے اٹھتے تھے" نیز انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور حضرت نعمان ابن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "میں نے بہت سے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ جب پہلی اور تیسری رکعت میں سجدے سے سر اٹھاتے تھے تو جس حالت میں ہوتے تھے اسی حالت میں بغیر بیٹھے ہوئے اٹھ جاتے تھے۔ بہر حال۔ اس سلسلے میں بہت زیادہ احادیث و آثار وارد ہیں اور جو احادیث اس کے برعکس وارد ہیں ان کا محمول کبرنی اور ضعیف ہے جیسا کہ اس حدیث کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبرنی اور ضعیف کی وجہ سے جلسہ استراحت اختیار فرماتے تھے۔

بَابُ فِي تَرْكِ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ

جلسہ استراحت کو ترک کرنے کا بیان

448- عَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثَلَاثِينَ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً فَقُلْتُ لَا بَيْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّهُ أَحَقُّ فَقَالَ نِكَالَتِكَ أَمَّا سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ . قَالَ الْيَمُومِيُّ يَسْتَفَادُ مِنْهُ تَرْكُ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ وَالْاَلْكَانَتِ التَّكْبِيرَاتِ اَرْبَعًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً لَانه قَدْ ثَبَتَ انَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْبُرُ فِي كُلِّ حِفْصٍ وَرَفْعٍ وَقِيَامٍ وَقُعُودٍ .

☆ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ المکرمہ میں کسی شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں تو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا یہ تو احمق بیوقوف ہے تو انہوں نے کہا تیری ماں تجھے گم کرے یہ تو ابو القاسم کی سنت ہے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

علامہ نیموی فرماتے ہیں اس سے جلسہ استراحت نہ کرنا سمجھا جا رہا ہے ورنہ تکبیریں چوبیس ہوتیں کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر جھکتے اٹھتے اور قیام قعود کے وقت تکبیر کہتے تھے۔

449- وَعَنْ عَبَّاسٍ أَوْ عِيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي الْمَجْلِسِ فِيهِ أَبُوهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابُو أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت عباس رضی اللہ عنہ یا عیاش بن سہل ساعدی بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مجلس میں تھے جس میں ان کے والد بھی

موجود تھے جو کہ صحابی رسول ہیں اور مجلس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابواسید رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ پھر آگے انہوں نے حدیث ذکر کی اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر کی تو سجدہ کیا پھر تکبیر کی تو کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

450- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَسَمٍ أَنَّ أَبَا سَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ قَوْمَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَشْعَرِيِّينَ اجْتَمِعُوا وَأَجْمِعُوا نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ كَمَا أُعَلِّمُكُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لَنَا بِالسَّيْدِيَّةِ لَمَّا اجْتَمَعُوا وَأَجْمِعُوا نِسَاءَهُمْ وَأَبْنَاءَهُمْ فَتَوَضَّأُوا وَارَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ فَأَخَصَى الْوُضُوءَ إِلَى أَمَاكِبِهِ حَتَّى لَمَّا أَنْ قَاءَ الْفَيْءَ وَالْكَسَرَ الظِّلُّ قَامَ فَأَذَّنَ لَصَفِّ الرِّجَالِ فِي أَدْنَى الصَّفِّ وَصَفِّ الْوِلْدَانِ خَلْفَهُمْ وَصَفِّ النِّسَاءِ خَلْفَ الْوِلْدَانِ ثُمَّ قَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ يُسْرُهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَاسْتَوَى فَإِنَّمَا ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ فَإِنَّمَا فَكَانَ تَكْبِيرُهُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ سِتِّ تَكْبِيرَاتٍ وَكَبَّرَ حِينَ قَامَ إِلَى الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ لَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ إِلَى قَوْمِهِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ اخْفَظُوا تَكْبِيرِي وَتَعَلَّمُوا رُكُوعِي وَسُجُودِي لِإِنَّهَا صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي لَنَا كَذَا السَّاعَةَ مِنَ النَّهَارِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عبدالرحمن بن غسَم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور فرمایا اے اشعریین کی جماعت خود بھی جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کر لو میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ سکھاتا ہوں جو آپ نے ہمیں مدینہ میں پڑھائی۔ پس لوگ جمع ہوئے اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کر لیا تو آپ نے وضو کیا اور ان کو دکھایا کہ رسول اللہ ﷺ کیسے وضو فرماتے تھے تو اعضاء وضو کو مکمل گھیر لیا حتیٰ کہ جب سایہ پورا ہو گیا اور اصلی سایہ ٹوٹ گیا تو کھڑے ہو کر اذان کہی تو سب سے قریب والی صف یعنی پہلی صف میں مرد کھڑے ہوئے اور ان کے پیچھے بچوں نے صف بنائی اور بچوں کے پیچھے عورتوں نے صف بنائی۔ پھر انہوں نے نماز کی اقامت کہی پھر آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور تکبیر کہی۔ سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھی اور دونوں کو آہستہ پڑھا پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا (تو رکوع میں) تین مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہا پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے پھر تکبیر کہی اور سجدہ میں گر پڑے پھر تکبیر کہہ کر اپنا سر اٹھایا پھر تکبیر کہہ کر سجدہ کیا پھر تکبیر کہہ کر اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو پہلی رکعت میں ان کی چھ تکبیریں ہو گئیں اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہی۔ پس انہوں نے نماز پوری کی تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم میری تکبیروں کو یاد کر لو اور میرے رکوع اور سجدہ کو سیکھو پس یہ وہ نماز ہے جو رسول اللہ ﷺ ہمیں دن کی اس گھڑی میں پڑھاتے تھے اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

451- وَعَنْ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ قَالَ أَذْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ

إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ فِي أَوَّلِ رُكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت نعمان بن ابوعیاش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں جب اپنا سر سجده سے اٹھاتے تو جس حال میں ہوتے ویسے ہی کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

452- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ رَمَقْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الصَّلَاةِ فَرَأَيْتُهُ يَنْهَضُ وَلَا يَجْلِسُ قَالَ يَنْهَضُ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى وَالثَّالِثَةِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالتَّيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرَى وَصَحَّحَهُ .

★★ حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے غور سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نماز میں دیکھا کہ آپ کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ پہلی اور تیسری رکعت میں اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہو جاتے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں اور تہققی نے السنن الکبریٰ میں بیان کیا اور صحیح قرار دیا۔

453- وَعَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ قَامَ كَمَا هُوَ عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ . رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر کو دیکھا کہ جب وہ دوسرا سجده کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں پر جیسے ہوتے کھڑے ہو جاتے اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ الْفَتْحِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ

دوسری رکعت کا آغاز قراءت سے کرنا

454- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلَمْ يَسْكُتْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قراءت کا آغاز کرتے اور خاموش نہ رہتے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

۴۵۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یقول اذا رفعت راسک من السجدة الثانية۔ الخ ج ۱ ص ۳۹۵

۴۵۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۹ ص ۲۰۶ السنن الکبریٰ کتاب الصلوة باب من قال یرجع علی صدور قدمیه ج ۲ ص ۱۲۵

مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۳۶ وقال رجاله رجال الصحيح

۴۵۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ باب من کان ینهض علی صدور قدمیه ج ۱ ص ۳۹۴

۴۵۴۔ مسلم کتاب المساجد باب ما یقال بین تکبیرة الاحرام والقراءة ج ۱ ص ۲۱۹

دوسری رکعت کو الحمد للہ سے شروع کرنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت پڑھنے کے بعد اٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین شروع کر دیتے تھے اور خاموش نہ رہتے تھے (صحیح مسلم) اس روایت کو حمیدی نے اپنی کتاب افراد میں ذکر کیا ہے۔ نیز صاحب جامع الاصول نے بھی اس روایت کو مسلم سے نقل کیا ہے۔ چونکہ یہ وہم ہو سکتا تھا کہ دوسری رکعت کے بعد دوسرا شفعہ شروع ہونے کے وقت شاید سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پڑھنے کے لیے خاموشی اختیار کرتے ہوں اس لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وضاحت کر دی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت کے بعد دوسرے شفعہ کے لیے اٹھتے تھے تو سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ نہیں پڑھتے تھے بلکہ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ شروع کر دیتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوَرُّكِ

تورک کے بارے میں وارد روایات کا بیان

455- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كُنَّا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا كُنْتُ أَحْفَظُكُمْ لَصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ أَمَّكَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ عَصَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَكَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَبْعُودَ كُلَّ لِقَارٍ مَكَانَهُ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَائِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلَيْهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْآخَرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا ذکر کیا تو ابو حمید ساعدی نے کہا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے پھر اپنی پشت کو بچھا دیتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ آ جاتی۔ پھر جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھتے نہ تو ان کو بچھاتے اور نہ ہی ان کو سمیٹتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتے۔ پھر جب دو رکعتوں پر بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرتے جب آخری رکعت میں بیٹھے تو پہلے بائیں پاؤں کو بچھاتے (اور اس پر بیٹھتے) اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کرتے اور اپنی سرین مبارک پر بیٹھتے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

قعدے میں تورک سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

وکان یفرش رجلہ الیہ وینصب رجلہ الیہ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کے لئے اپنا بائیں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے) اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔ آئندہ آنے والی حدیث جو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قعدے میں افتراش (یعنی پاؤں بچھانا ہی اختیار کرتے تھے مگر دوسرے قعدے میں تورک یعنی (کولہوں پر بیٹھنا) اختیار فرماتے تھے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے کہ پہلے قعدے میں تو افتراش ہونا چاہئے اور دوسرے قعدے میں تورک۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں قعدوں میں تورک ہی ہے۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں اس کے آخری تشہد میں تورک ہونا چاہئے اور جس نماز میں ایک ہی تشہد ہے اس میں افتراش ہونا چاہئے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل بنیادی طور پر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل یہی حدیث ہے نہ صرف یہی حدیث بلکہ اور بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں مطلقاً پاؤں کے بچھانے کا ذکر ہے۔ نیز یہ بھی وارد ہے کہ تشہد میں سنت یہی ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پہلے اور دوسرے قعدے کی قید کے تشہد میں اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ پھر دوسری چیز یہ بھی ہے کہ تشہد میں بیٹھنے کا جو طریقہ امام اعظم نے اختیار کیا ہے وہ دوسرے طریقوں کے مقابلے میں زیادہ بامشقت اور مشکل ہے اور احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ اعمال میں زیادہ افضل و اعلیٰ عمل وہی ہے جس کے کرنے میں مشقت اور مشکل ہے۔

جن احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے قعدے میں کولہوں پر بیٹھتے تھے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے وہ اس بات پر مجبور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت ضعف اور کبرسنی میں اس طرح بیٹھتے تھے کیونکہ دوسرے قعدے میں زیادہ دیر تک بیٹھنا ہوتا ہے اور کولہوں پر بیٹھنا زیادہ آسان ہے۔ عقبہ شیطان کا مطلب: عقبہ شیطان دراصل ایک خاص طریقے سے بیٹھنے کا نام ہے جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ دونوں کولہے زمین پر ٹیک کر دونوں پنڈلیاں کھڑی کر لی جائیں پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھا جائے جس طرح کے کتے بیٹھا کرتے ہیں۔ قعدے میں بیٹھنے کا یہ طریقہ اختیار کرنا متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عقبہ شیطان کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کولہے دونوں ایڑیوں پر رکھے جائیں۔ یہ معنی لفظ عقبہ کی رعایت سے زیادہ مناسب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ سجدہ کی

شرح آثار
حالت میں زمین پر اپنے دونوں ہاتھ اس طرح بچھائے جس طرح درندے یعنی کتے وغیرہ بچھاتے ہیں اس سلسلے میں مرد کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کے وقت عورتوں کو اس طرح ہی دونوں ہاتھ بچھانے چاہیں کیونکہ اس طرح عورت کے جسم کی نمائش نہیں ہوتی۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب بالکل صاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اختتام سلام پر فرماتے تھے۔ مگر اتنی بات سن لیجئے کہ نماز میں سلام پھیرنا حنفیہ کے نزدیک تو واجب ہے مگر حضرت شوافع کے نزدیک فرض ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَدَمِ التَّوَرُّكِ

تورک نہ کرنے کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

456- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفِيحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ بِالحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبَهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَقْرَأُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهَى أَنْ يَقْرَأَ الرَّجُلُ الْفِرَاشَ السَّيِّئَ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر اور الحمد للہ رب العالمین کی قراءت سے نماز کا آغاز فرماتے تھے اور جب آپ رکوع کرتے تو نہ سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ ہی زیادہ اٹھاتے لیکن آپ کا سر مبارک اس کے درمیان ہوتا تھا اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے حتیٰ کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں میں تشہد پڑھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے تھے اور اس سے بھی منع فرماتے کہ آدمی اپنے دونوں بازوؤں کو درندے کی طرح بچھا دے اور نماز کا اختتام سلام پر فرماتے تھے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

457- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَعَدَ وَتَشَهَّدَ فَرَّشَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْأَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا . رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ تشہد کے لئے بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو زمین پر بچھاتے اور اس پر بیٹھ جاتے۔ اس کو سعید بن منصور اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

458- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمُ الْيُمْنَى وَاسْتَقْبَالَهُ بِأَصَابِعِهَا الْقَبْلَةَ وَالْجُلُوسُ عَلَى الْيُسْرَى. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نماز کی سنت میں سے ہے۔ دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا اس کو نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

تشہد میں بیٹھنے کے طریقے میں مذاہب اربعہ

وکان بفرش رجله ایسر وینصب رجله الیمنی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کے لیے اپنا بائیں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے) اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قدوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ دونوں قدوں میں اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔

آئندہ آنے والی حدیث جو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قدے میں افتراش (یعنی پاؤں بچھانا ہی اختیار کرتے تھے مگر دوسرے قدے میں تورک یعنی (کولہوں پر بیٹھنا) اختیار فرماتے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے کہ پہلے قدے میں تو افتراش ہونا چاہئے اور دوسرے قدے میں تورک۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں قدوں میں تورک ہی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں اس کے آخری تشہد میں تورک ہونا چاہئے اور جس نماز میں ایک ہی تشہد ہے اس میں افتراش ہونا چاہئے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْهَدِ

تشہد کے بارے میں وارد روایات کا بیان

459- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى قَلَانٍ وَفَلَانٍ فَانْفَقَتْ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ السَّلَامُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتِ وَالطَّيِّبَاتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے السلام

علی جبریل و میکائیل السلام علی فلاں وفلاں۔

ایک دن رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ بذات خود سلام ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو یوں کہے۔

ترجمہ: تمام قولی بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پس جب تم یہ کلمہ کہو گے تو اللہ کے ہر نیک بندے کو سلام پہنچ جائیگا چاہے وہ زمین میں ہو یا آسمان میں پھر وہ کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

480 - وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَإِذَا قَعَدْتُمْ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ لِيُخَيَّرَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعَجَبَهُ إِلَيْهِ فَلْيَدْعُ بِهِ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

قال الترمذی حدیث ابن مسعود قدوری عنه من غیر وجه وهو أصح حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی التشہد والعمل علیہ عند اکثر أهل العلم من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدهم من التابعین .

☆ آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ محمد ﷺ نے فرمایا جب تم دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو تو کہو التحیات للہ والصلوات والطبیات السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد عبدہ ورسولہ پھر تم میں سے کسی ایک کو جو دعا پسند ہو اس کے ذریعے چاہئے کہ وہ اپنے رب کو پکارے۔ اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن مسعود کی حدیث تشہد کے بارے میں متعدد سندوں سے مروی ہے اور صحابہ رحمہم اللہ اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

481 - وَعَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفَى التَّشَهُدُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ .

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ تشہد کو آہستہ آواز سے پڑھا جائے اس

۱۶۰. مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۳ نسائی کتاب الافتتاح کیف التشہد ج ۱ ص ۱۷۴ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی التشہد ج

۱ ص ۶۵

۱۶۱. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب اخفاء التشہد ج ۱ ص ۱۴۲ ترمذی ابواب الصلوٰۃ ما جاء انه یخفی التشہد ج ۱ ص ۶۱ مستدرک

لحاکم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ ج ۱ ص ۲۶۷

کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور امام حاکم بیہقی نے بھی اس کو حسن قرار دیا۔

کلمات تشہد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں قرآن کی سورت کی طرح احتیاط اور اہتمام سے تشہد سکھایا کرتے تھے (سنن ابن ماجہ)

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز میں بیٹھے تو ہم کہتے اسلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ (یعنی سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے ورسد م ہو فُلَانِ پر اور فُلَانِ پر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کہو کہ سلام ہو اللہ پر کیونکہ سلام تو اللہ ہی ہے، جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یہ کہے التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ لَسَلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ جب تم یہ کہو گے تو اس کا ثواب ہر نیک بندہ کو ملے گا خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں ہو یا اس کے درمیان میں ہو پھر یہ کہو أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ پھر جو دعائیں تمہیں سب سے زیادہ پسند ہو وہ اللہ سے کرو۔ (سنن ابو داؤد)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے اسی طرح تشہد سکھایا کرتے تھے چنانچہ کہا کرتے تھے۔

التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ

عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

تمام بابرکت تعریفیں اور تمام مالی و بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! تم پر سلام و رحمت اللہ کی برکت و رحمتیں "ہم پر بھی سلام اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (صحیح مسلم)

اور موصوف مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ میں نے نہ تو صحیحین (یعنی صحیح البخاری و صحیح مسلم میں) اور نہ جمع بین صحیحین میں لفظ "سدم" علیک "اور" سلام علینا "بغیر الف لام کے پایا ہے البتہ اس طرح اس کو صاحب جامع الاصول نے جامع ترمذی (کے حوالہ) سے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تشہد یعنی التحیات کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں اس پر حضرات شافعیہ عمل کرتے ہیں اور التحیات میں انہی الفاظ کو پڑھتے ہیں لیکن حنفیہ حضرات کے ہاں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے الفاظ پر جو اس سے پہلی روایت میں گزرے ہیں عمل کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے بارے میں محدثین صراحت کرتے ہیں کہ یہ صحیح تر ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "تشہد کے سلسلے میں جتنی احادیث مروی ہیں ان سب میں سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث سب سے زیادہ صحیح تر ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور یہی وہ تابعین میں سے اکثر اہل علم کا معمول بھی انہیں کی حدیث کے مطابق تھا۔ پھر یہ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ تشہد کے لیے حکم فرمایا تھا کہ اسے لوگوں کو سکھایا جائے، چنانچہ مسند امام احمد ابن حنبل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اسی تشہد کو لوگوں کو سکھائیں۔

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مجھے قرآن کی تعلیم دیتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا۔"

پھر حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایتوں میں یہ بھی بڑا فرق ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو تو بخاری و مسلم دونوں نے نقل کیا ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو صرف مسلم نے نقل کیا ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے وہ تشہد اختیار فرمایا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے یعنی "التحيات لله الذاكيات لله الطيبات لله الاسلام عليك ايها النبي الخ۔"

بہر حال علماء لکھتے ہیں کہ یہ پوری بحث صرف اولیت و افضلیات سے متعلق ہے یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے۔ لیکن جہاں تک جواز کا سوال ہے تو مسئلہ یہ ہے کہ ان میں سے جو تشہد بھی چاہے پڑھ لیا جائے جائز ہوگا۔

بَابُ الْإِشَارَةِ بِالسَّبَابَةِ

شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا بیان

462- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو رَاصِعَ يَدِهِ

الْيُمْنَى عَلَى فَيْحِدِهِ الْيُمْنَى وَيَذَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَيْحِدِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى أَصْبَعِهِ الْوُسْطَى وَيَلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكَّتَيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھ کر دعا کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ران مبارک پر رکھتے اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھ اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور بایاں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

463- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكَّتَيْهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكَّتَيْهِ الْيُمْنَى وَعَقَدَ ثَلَاثًا وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی کا حلقہ بنایا اور اپنی ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر اس کے ساتھ اشارہ کیا اس کو سوائے ترمذی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

464- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَلَقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَرَفَعَ الْيُمْنَى تَلِيهِمَا يَدْعُو بِهَا فِي التَّشَهُّدِ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا ابْنَ تَرْمِذٍ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ انگوٹھے اور درمیان والی انگلی سے حلقہ بناتے اور اس کے ساتھ والی انگلی کو اٹھا کر اس سے اشارہ کیا اس کو سوائے امام ترمذی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

465- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَيْحِدِهِ الْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ وَيُشِيرُ بِأَصْبَعِهِ . رَوَاهُ ابْنُ مَجَّةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

قَالَ التِّيمَوِيُّ أَنَّ الْإِشَارَةَ بِالسَّبَّابَةِ فِي التَّشَهُّدِ ذَهَبَ إِلَيْهَا جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَهُوَ قَوْلُ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَلَى مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي مَوَاطَا .

☆☆ حضرت مالک بن نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں آپ اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھے ہوئے تھے اور اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ اس کو ابن ماجہ ابوداؤد اور نسائی نے

۶۳. مسلم کتاب الساجد باب صفة الجلوس في الصلوة: الخ ج ۱ ص ۲۱۶

۶۴. ابو داؤد کتاب الصلوة باب كيف الجلوس في التشهد ج ۱ ص ۱۲۸ نسائی کتاب السهو باب موضع الذراعين ج ۱ ص ۱۸۶

ابن ماجہ کتاب الصلوة باب الإشارة في التشهد ص ۶۶ مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۸

۶۵. ابن ماجہ کتاب الصلوة باب الإشارة في التشهد ص ۶۶ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الإشارة في التشهد ج ۱ ص ۱۴۲ نسائی

کتاب السهو باب الإشارة بالأصبع في التشهد ج ۱ ص ۱۸۷ مؤطا امام محمد باب العبث بالحصى في الصلوة ج ۱ ص ۱۰۶

بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

علامہ نیموی فرماتے ہیں کہ تشہد میں شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا یہ اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جیسا کہ امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے موطا امام محمد میں بیان فرمایا۔

تشہد میں انگلی کو بلند کرنے میں فقہی مذاہب اربعہ

شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے اور انگوٹھے کے سرے کو شہادت کی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے۔ یہ عدد تریپن (۵۳) کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اسی طریقے کو اختیار کیا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک شہادت کی انگلی اٹھانے کا طریقہ: ابھی آپ نے عدد تریپن کی وضاحت پڑھی اسی طرح ایک عدد تسعین (۹۰) ہوتا ہے اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ چنگلیا اور اس کے قریب والی انگلی کو بند کر لیا جائے اور شہادت کی انگلی کو کھول دیا جائے اور انگوٹھے کا سراپچ کی انگلی کے سرے پر رکھ کر حلقہ کی شکل دے دی جائے۔ حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی انگلی اٹھانے کے لیے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اور حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے نیز حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور یہی طریقہ آگے آنے والی صحیح مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہے جو حضرت عبداللہ ابن زبیر سے مروی ہے، اسی طرح احمد، وابوداؤد نے بھی حضرت وائل ابن حجر سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لی جائیں اور شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے۔ بعض احادیث میں انگلیوں کو بند کئے بغیر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بھی ثابت ہے چنانچہ بعض حنفی علماء کا مختار مسلک یہی ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی مختلف رہا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو اشارہ بغیر عقد کے کرتے ہوں گے اور کبھی عقد کے ساتھ کرتے ہوں گے۔ اسی بنا پر ان مختلف احادیث کی توجیہ کہ جن سے یہ دونوں طریقے ثابت ہوتے ہیں یہی کی جاتی ہے۔

علامہ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا شمار محققین حنفیہ میں ہوتا ہے فرمایا ہے کہ "اول تشہد (التحیات) میں شہادتین تک تو ہاتھ کھلا رکھنا چاہئے اور تہلیل کے وقت انگلیوں کو بند کر لینا چاہئے نیز (شہادت کی انگلی سے) اشارہ کرنا چاہئے۔" موصوف لکھتے ہیں کہ "اشارہ کرنے کو منع کرنا روایت اور درایت کے خلاف ہے۔"

محیط میں مذکور ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک سنت ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔ علامہ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے علماء کا متفقہ طور پر یہ قول ہے کہ عمل اشارت سنت ہے۔"

لہذا جب صحابہ کرام تابعین، ائمہ دین، محدثین عظام، فقہائے امت اور علمائے کوفہ و مدینہ سب ہی کا مذہب و مسلک

یہ ہے کہ التحیات میں شہادتین کے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا یعنی اشارہ وحدانیت کرنا چاہئے اور یہ کہ اس کے ت میں بہت زیادہ احادیث اور اقوال صحابہ وارد ہیں تو پھر اس پر عمل کرنا ہی اولیٰ و ارجح ہوگا۔

اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو شافیہ کے نزدیک الا اللہ کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھالی جائے اور حنفیہ کے نزدیک جس وقت لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور جب الا اللہ کہے تو انگلی رکھ دے۔ اس سلسلہ میں اتنی بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ انگلی سے اوپر کی جانب اشارہ نہ کیا جائے تاکہ جہت کا وہم پیدا نہ ہو جائے۔

حدیث کے الفاظ یدعو بھا (اس کے ساتھ دعا مانگتے) کا مطلب یہی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ وحدانیت کرتے جس کی طرف ترجمہ میں یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے یا پھر دعائے مراد ذکر کرے کہ وہ بھی کہتے ہیں کیونکہ ذکر کرنے والا بھی مستحق انعام و اکرام ہوتا ہے۔

حدیث کے آخری جملے "بایاں ہاتھ اپنے زانو پر کھلا ہوا رکھتے تھے" کا مطلب یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو زانو کے قریب یعنی ران پر کھلا ہوا قبلہ رخ رکھتے تھے۔

بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی پاک ﷺ پر زود پڑھنے کا بیان

466- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِيتُ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نَصَلِّيُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن ابولیلیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہؓ نے اُھدی کیا میں تمہیں ہدیہ نہ کروں۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ ہم (نماز میں) آپ پر سلام کیسے پڑھیں (آپ ہی بتلا دیجئے کہ) ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم کہو اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

467- وَعَنْهُ قَالَ لَقِيتُنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَا أَهْدِي لَكَ هَدِيَّةَ سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلَى فَأَهْدِيهَا لِي فَقَالَ مَا تَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْفَ الصَّلَاةِ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ حضرت عبدالرحمن بن ابولیلیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہؓ نے ملے تو فرمایا کیا میں تجھے ہدیہ نہ کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تو میں نے کہا کیوں نہیں آپ مجھے وہ ہدیہ عطا فرمائیں تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر صلوٰۃ کس طرح پڑھیں یعنی آپ کی اہل بیت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ سکھا دیا تو آپ نے فرمایا تم کہو اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اے اللہ تو محمد ﷺ پر برکت نازل فرما اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک تو تعریف کے لائق اور بزرگ ہے ان کو امام بخاریؒ نے روایت کیا۔

468- وَعَنْ نَعِيمٍ الْمُجَمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ . رَوَاهُ أَبُو الْعَبَّاسِ السِّرَاجُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت نعیم مجمرؓ ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم کہو اے اللہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور محمد ﷺ پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت فرمائی اور برکت نازل فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہے اس کو ابو العباس سراج نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز میں درود شریف پڑھنے کا بیان

حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ حضرت کعب ابن عجرہ (صحابی) سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز بطور ہدیہ پیش نہ کروں جس کو میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ میں نے عرض کیا "جی ہاں! مجھے وہ ہدیہ ضرور عنایت فرمائیے" انہوں نے فرمایا کہ "ہم چند صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اہل بیت نبوت پر ہم درود کس طرح بھیجیں؟ اللہ نے ہمیں یہ تو بتا دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کس طرح بھیجا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

درود از مرتبہ کواثرانہم صل علی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل
 ابراہیم اے حمید محمد اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل
 ابراہیم اے اللہ! محمد پر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل
 ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی بیشک تو بزرگ و برتر ہے۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت
 نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی بیشک تو بزرگ و برتر ہے۔

(صحیح البخاری و صحیح مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 884)

صحابہ کے سوال کا حاصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجیں تو
 سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔ کہ التحیات میں ہم "السلام علیک ایھا
 النبی" کہا کریں۔ اب یہ بھی بتا دیجئے کہ درود کس طرح بھیجیں؟

صحابہ کے قول "اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتا دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کس طرح بھیجیں" کا مطلب یہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان اقدس کے ذریعے ہمیں سلام بھیجنے کی تعلیم دی۔ اے اللہ تعالیٰ کی جانب سے
 تعلیم اس لیے کہا گیا ہے کہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے جو بھی احکام بیان فرمائے ہیں وہ از
 خود اور اپنے ذہن و فکر سے نہیں بیان فرمائے ہیں بلکہ وہ احکام بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 دیئے گئے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لسان اقدس کے ذریعہ نافذ فرمایا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْلِيمِ

ان روایات کا بیان جو سلام پھیرنے کے بارے میں وارد ہوئیں

469- عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ
 حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدَيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہما اپنے والد سے بیان کرتے۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا کہ آپ
 اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے حتیٰ کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو دیکھتا۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے
 روایت کیا۔

470- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ

۶۹۹: مسلم کتاب المساجد باب السلام للتخليل من الصلوة . الخ ج ۱ ص ۲۱۰

۶۷۰: ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في التسليم في الصلوة ج ۱ ص ۶۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب في السلام ج ۱ ص ۱۴۳

ثانی کتاب السہو باب كيف السلام على الميم ج ۱ ص ۱۶۴ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب التسليم ص ۶۶ مسند احمد ج ۱ ص ۲۱۰

وَرَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَحْتَ أَرْمِي بِيَاضَ خَدَّهِ . رَوَاهُ الْتَمُذَنِي وَصَحَّحَهُ الْبُزْجَانِي .
 ☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ اپنی دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے تو
 (کہتے) السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ حتی کہ میں آپ کے رخ انور کی سفیدی دیکھتا۔
 اس کو اصحاب خمسہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

دونوں جانب سلام پھیرنے سے متعلق فقہی مذاہب

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں ایک سلام چہرے کے سامنے کی طرف پھیرتے پھر
 تھوڑا سا دائیں طرف مائل ہو جاتے اس باب میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے امام اسماعیل بخاری
 فرماتے ہیں کہ اہل شام زبیر بن محمد سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں اہل عراق کی روایت اس سے بہتر ہیں امام بخاری اور
 امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ زبیر بن محمد جو شام گئے شاید وہ یہ نہیں ہیں جن سے اہل عراق روایت کرتے ہیں شاید وہ کوئی اور
 ہیں جن کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔
 بعض اہل علم نماز میں ایک سلام پھیرنے کے قائل ہیں جبکہ دو سلام پھیرنے کی روایات صحیح ہیں اور اسی پر اہل علم کی
 اکثریت کا عمل ہے جن میں صحابہ تابعین اور بعد کے علماء شامل ہیں صحابہ کرام اور تابعین وغیرہ کی ایک جماعت فرض نماز میں ایک
 سلام پھیرنے کی قائل ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں اگر چاہئے تو ایک سلام پھیر لے اور دو سلام پھیرنا چاہئے تو دو سلام پھیر
 لے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 284)

بَابُ الْإِنْحِرَافِ بَعْدَ السَّلَامِ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنا

471- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا
 بِوَجْهِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے چہرہ انور سے ہماری
 طرف متوجہ ہوتے۔ اس کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

472- وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبَّنَا
 أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبَلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ أَبُو دَاوُدَ .

۱. بخاری کتاب الاذان باب استقبال الامام الناس اذا سلم ج ۱ ص ۱۱۷
 ۲. مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب استحباب الیمین ج ۱ ص ۲۴۷ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الامام ینحرف بعد التسليم

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ہم پسند کرتے تھے کہ ہم آپ کی دائیں طرف ہوں تو آپ (نماز کے بعد) اپنے چہرہ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

473- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَكْثَرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اکثر آپ اپنی دائیں جانب پھرتے۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان

قبیصہ بن بلب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری اہست کرتے اور پھر دونوں جانب گھوم کر بیٹھتے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف اس باب میں عبداللہ بن مسعود انس عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روایات مروی ہیں امام ابویسعیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلب کی حدیث حسن ہے وراہی پر اہل علم کا عمل ہے کہ جس طرف چاہے گھوم کر بیٹھے چاہے تو دائیں جانب سے یہ دونوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔

حضرت علی بن ابوطالب سے مروی ہے کہ اگر آپ کو داہنی طرف سے کوئی حاجت ہوتی تو دائیں طرف اور اگر بائیں طرف سے کوئی حاجت ہوتی تو بائیں طرف سے گھوم کر بیٹھتے۔ (جامع ترمذی، جلد اول، حدیث نمبر 289)

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد کبھی تو دائیں جانب سے پھرتے تھے اور بائیں طرف بیٹھتے تھے اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر دعا مانگتے اور اپنے حجرہ شریف کی جانب (جو بائیں طرف تھا) تشریف لے جاتے تو کبھی اس کے برعکس کرتے تھے بائیں طرف سے پھر کر دائیں طرف بیٹھ جاتے تھے۔ پہلے طریقے کو عزیمت یعنی اولیت پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ اس میں دائیں طرف سے ابتداء ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لیکن حضرت ابن مسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسری صورت یعنی بائیں طرف سے پھرنا اگرچہ رخصت یعنی جائز ہے اور اس صورت کو کم ہی اختیار بھی کیا جاتا تھا لیکن سنت کو واجب کا درجہ دینا چونکہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے صرف پہلی صورت یعنی دائیں طرف سے پھرنے کو لازم و واجب قرار نہ دیا جائے اور شارع کی جانب سے دی گئی رخصت (یعنی اجازت) کو کہ وہ دوسری صورت سے ناقابل اختیار نہ جانا جائے اس لئے کہ حدیث شریف میں وارد ہے "حق تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی جانب سے عنایت کی گئی رخصتوں پر عمل کیا جائے جیسا کہ وہ عزیزوں پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے۔" یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیز پسندیدہ اور محبوب ہے کہ اس عمل کو اختیار کیا جائے جس میں عزیمت

یعنی اولیت ہے، اسی طرح اس کے نزدیک یہ چیز بھی قابل قبول اور یہ بھی ہے کہ ان اعمال کو بھی اختیار کیا جاسکے جن کو حق تعالیٰ نے اولیٰ و افضل نہ کسی بہر حال جائز مقرر کر رکھا ہے۔

حضرات شوافع نے ان احادیث سے متعلق کے لئے یہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اپنی ضرورت و سہولت جس طرف دیکھے، اسی طرف پھرے یعنی اگر اس کا مکان وغیرہ اس کے دائیں جانب ہے تو اسے دائیں طرف پھرنا چاہیے اور اگر بائیں طرف ہو تو اسے بائیں طرف پھرنا ہے چاہیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی منقول ہے کہ "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر کے اور پشت قبلے کی طرف کر کے بیٹھتے تھے۔"

بَابُ فِي الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

نماز کے بعد ذکر کا بیان

474- عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِي ذُبِرَ صَلَاتُهُ إِذَا سَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو فرماتے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو منع فرما دے اسے کوئی دینے والا نہیں تیرے مقابلہ میں کسی دولت مند کو دولت نفع نہ دیگی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ میں جب ذکر سنتا تو پہچان جاتا کہ اب وہ نماز سے فارغ ہوئے ہیں۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں فرض نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان ہوا ہے ہم نے صحیح بخاری کی اس روایت کو اس لئے پیش کیا ہے کہ نام نہاد اسلام کی تبلیغ کرنے والے اور بخاری کا صرف نام استعمال کر کے لوگوں کو اپنی ذاتی خواہشات کی طرف و رغلائے والوں کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور بغیر علم کے فرض نمازوں کے بعد والے ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔

نماز کے بعد استغفار کرنے کا بیان

476- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَلِلَّهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو آپ تین دفعہ استغفار پڑھتے۔ پھر فرماتے اے اللہ! تو برائی اور عیب سے سلامت ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے تو بہت برکت والا ہے۔ اس حدیث کو سوائے امام بخاری رحمہ اللہ کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

478- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا بِمِقْدَارِ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (سلام کے بعد) صرف اتنی ہی مقدار بیٹھتے تھے کہ آپ فرماتے:

اے اللہ! تو ہر برائی اور عیب سے سلامت ہے اور تیری طرف سے ہی سلام ہے اے بزرگی اور عزت والے تو بہت برکت والا ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

477- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقَّبَاتٌ لَا يَحِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ قَائِلُهُنَّ ذُبُرٌ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ اذکار ایسے ہیں جن کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے والا یا کہنے والا کبھی محروم نہیں ہوتا۔ 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ اور 34 بار اللہ اکبر اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

479- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَبَّحَ اللَّهُ فِي ذُبُرٍ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللَّهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَحَسَبَكَ تِسْعَةً وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

475- مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ ج ۱ ص ۲۱۸ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما يقول اذا سلم ج ۱ ص ۶۶ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب ما يقول الرجل اذا سلم ج ۱ ص ۲۱۲ نسائی کتاب السهو باب الاستغفار بعد التسليم ج ۱ ص ۱۹۶ ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ما يقال بعد التسليم ص ۶۷ مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۵

476- مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ ج ۱ ص ۲۱۸

477- مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ ج ۱ ص ۲۱۹

478- مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلوٰۃ و بیان صفتہ ج ۱ ص ۲۱۸

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد للہ اور 33 مرتبہ اللہ اکبر کہا تو یہ ننانوے کلمات ہو گئے اور سو کا عدد پورا کرنے کے لئے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

تسبیحات کی فضیلت کا بیان

بعض روایات میں ولہ الحمد کے بعد بھی وسیمیت اور بعض میں بیدہ الخیر کے الفاظ بھی منقول ہیں، مذکورہ بالا کلمات جو نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں ان کے مختلف عدد منقول ہیں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی انہیں مختلف عدد کے ساتھ پڑھتے تھے اس لئے ان کلمات کو احادیث میں مذکور اعداد میں سے جس عدد کے ساتھ بھی پڑھا جائے گا۔ اصل سنت ادا ہو جائے گی۔ حافظ زین عراقی فرماتے ہیں کہ مذکورہ تمام اعداد بہتر ہیں اور جو عدد سب سے بڑا ہے وہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان تسبیحات کے ورد کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر پڑھتے تھے اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کہ انہیں انگلیوں پر شمار کرو کیونکہ قیامت کے روز انگلیوں سے (بندے کے اعمال کے سلسلہ میں) سوال کیا جائے گا اور (جواب کے لئے) انہیں گویائی کی قوت دی جائے گی۔ صحابہ کرام کے بارے میں منقول ہے کہ وہ انہیں کھجور کی ٹھلیوں پر پڑھتے تھے۔ بہر حال ان تسبیحات کو انگلیوں پر پڑھنا ہی افضل ہے اور ٹھلیوں وغیرہ پر پڑھنا بھی جائز ہے۔

استغفار کے معنی وہ مفہوم کا بیان

"استغفار" کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش چاہنا اور چونکہ "استغفار" کے ضمن میں جس طرح "توبہ" بھی آ جاتی ہے اسی طرح کبھی "توبہ" استغفار کے ضمن میں نہیں بھی آتی اس لئے باب کا عنوان قائم کرتے ہوئے بطور خاص والتوبہ کا ذکر کیا گیا ہے یا پھر التوبہ کو الگ سے اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ استغفار تو زبان سے متعلق ہے کہ بندہ اپنی زبان کے ذریعہ اللہ سے بخشش و مغفرت مانگتا ہے جب کہ توبہ کا تعلق دل سے ہے کیونکہ کسی گناہ پر ندامت و شرمندگی اور پھر اللہ کی طرف رجوع اور آئندہ اس گناہ میں ملوث نہ ہونے کا عہد دل ہی سے ہوتا ہے۔ "توبہ" کے معنی ہیں رجوع کرنا گناہوں سے طاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف اور غیبت سے حضور کی طرف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی بخشش کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ کے گناہوں کو دنیا میں بھی ڈھانکے بایں طور کہ کسی کو اس کے گناہ کا علم نہ ہونے دے اور آخرت میں اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے بایں طور کہ اس کو ان گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہ کرے۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ "توبہ" کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ گناہ کو فراموش کر دینا یعنی توبہ کرنے کے بعد گناہ کی لذت کا احساس بھی دل سے اس طرح ختم ہو جائے گویا وہ جانتا ہی نہیں کہ گناہ کیا ہوتا ہے!!۔

اور سبیل تسری سے پوچھا گیا کہ حضرت اتوبہ کا کیا ملبوم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تم گناہوں کو فراموش نہ کرو یعنی گناہ کو بھول مت بھولنا کہ عذاب الہی کے خوف سے آئندہ کسی گناہ کی جرات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم آیت (توبوا الی اللہ جمیعاً)۔ تم سب اللہ کی طرف رجوع کرو۔ کے مطابق استغفار یعنی طلب بخشش و مغفرت اور توبہ کرنا ہر بندہ پر واجب ہے کیونکہ کوئی بندہ بحسب اپنے حال و مرتبہ کے گناہ یا بھول چوک سے خالی نہیں ہے لہذا ہر شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے تمام گزشتہ گناہوں سے توبہ کرے۔ طلب بخشش و مغفرت کرے آئندہ تمام گناہوں سے بچتا رہے اور صبح و شام توبہ و استغفار کو اپنا معمول بنا لے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے خواہ وہ گناہ قصداً کئے ہوں یا خطاء و سہواً سرزد ہوئے ہوں اور گناہوں کی نحوست کی وجہ سے طاعت کی توفیق سے محروم نہ رہے نیز گناہوں پر اصرار کی ظلمت دل کو پوری طرح گھیر کر اللہ نخواستہ کفر و دوزخ تک نہ پہنچا دے۔ توبہ کے صحیح اور قبول ہونے کے لئے چار باتیں ضروری ہیں اور شرط کے درجہ میں ہیں: ایک توبہ کہ محض اللہ کے عذاب کے خوف سے اور اس کے حکم کی تعظیم کے پیش نظر ہی توبہ کی جائے، درمیان میں توبہ کی کوئی اور غرض نہ ہو مثلاً لوگوں کی تعریف و مدح کا حصول اور ضعف و فقر کی وجہ، توبہ کی غرض میں داخل نہ ہو۔

دوسرے یہ کہ گزشتہ گناہوں پر واقعی شرمندگی و ندامت ہو۔ تیسرے یہ کہ آئندہ ہر ظاہری و باطنی گناہ سے اجتناب کرے۔ اور چوتھے یہ کہ پختہ عہد اور عزم بالجزم کرے کہ آئندہ ہرگز کوئی گناہ نہیں کروں گا۔ توبہ کی کیفیت اور اثر آئندہ گناہ کرنے کے عزم کا صحیح ہونا یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے بلوغ کی ابتداء سے توبہ کرنے کے وقت تک پورے عرصہ کا جائزہ لے لے اور یہ دیکھے کہ اس سے کیا کیا گناہ سرزد ہوئے ہیں تاکہ ان میں سے ہر ایک گناہ کا تدارک کرے چنانچہ اگر اس عرصہ میں وہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر فرائض ترک ہوئے ہوں تو ان کی قضاء کرے اور اپنے اوقات کو نفل یا فرض کفایہ عبادتوں میں مصروف رکھ کر ان فرائض کو قضا کرنے میں سستی نہ کرے۔ اسی طرح اس عرصہ میں اگر ممنوع حرام چیزوں کا ارتکاب کیا ہے مثلاً شراب پی ہے یا اور کوئی ممنوع و قبیح فعل کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں ان سے توبہ و استغفار کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے نام پر غرہاء و مساکین میں اپنا مال خرچ کرے اور صدقہ و خیرات کرتا رہے تاکہ اس کی توبہ باب قبولیت تک پہنچے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش و مغفرت سے نوازا جائے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل پر یقین رکھے کہ انشاء اللہ توبہ قبول ہوگی اور مغفرت کی جائے گی۔

چنانچہ خود حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ آیت (ھواللہ الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفو عن السیئات)۔ وہ ایسا رحیم و کریم ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔ یہ تو اس توبہ کی بات تھی جو ان گناہوں سے کی جائے جو محض اللہ تعالیٰ کے گناہ ہوں یعنی جن کا تعلق صرف حق اللہ سے ہو اور اگر اپنے اوپر وہ گناہ ہوں جن کا تعلق حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی تلفی یا ان کے نقصان سے ہو تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ سے بھی اپنی بخشش و مغفرت چاہے کیونکہ اس کی نافرمانی کی اور ان بندوں سے بھی ان کا تدارک کرے جن کی حق تلفی ہوئی ہے۔ چنانچہ اگر حق تلفی کا تعلق مال سے ہو تو یا صاحب

حق کو وہ مال ادا کرے یا اس سے معاف کرائے اور اگر اس کا تعلق مال سے نہ ہو جیسے خیریت یا اور کوئی ذہنی و جسمانی تکلیف جو اسے پہنچی ہو تو اس سے معافی چاہے۔ اگر حق تلخی کا تعلق کسی ایسی کوتاہی یا قصور سے ہو کہ اگر معاف کراتے وقت اس کا تذکرہ کسی فتنہ و فساد کا سبب بنتا ہو تو ایسی صورت میں اس قصور کا ذکر کئے بغیر اس شخص سے مطلقاً قصور معاف کرائے مثلاً اس سے یوں کہے کہ مجھ سے جو بھی قصور ہو گیا ہو اسے معاف کر دیجئے اور اگر اس طرح معاف کرانے میں بھی فتنہ و فساد کا خوف ہو تو پھر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرے۔ اس کی بارگاہ میں تضرع و زاری کرے، اچھے کام کرے اور صدقہ و خیرات کرتا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو اور اس شخص کو جس کا قصور ہوا ہے آخرت میں اپنے فضل و کرم کے تحت اپنے پاس سے اجر دے کر اسے راضی کرائے، اگر صاحب حق مرچکا ہو تو اس کے وارث اس کے قائم مقام ہیں اس لئے مردہ کا حق ان سے معاف کرائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے نیز مردہ کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرے۔ ایک مومن مسلمان کی شان یہ ہونی چاہئے کہ اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس سے توبہ کرنے میں بالکل سستی اور تاخیر نہ کرے نیز نفس کے مکر اور شیطان کے دوسرے میں بہتا ہو کر یہ نہ سوچے کہ میں توبہ پر قائم تو رہ سکوں گا نہیں اس لئے توبہ کیسے کر دوں کیونکہ جب کوئی بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اس لئے اگر بتقاضائے بشریت توبہ کرنے کے بعد پھر گناہ سرزد نہ ہو جائے تو پھر توبہ کرے چاہے۔

دن میں کئی مرتبہ ایسا ہو بشرطیکہ توبہ کے وقت اس کے دل میں یہ خیال نہ ہو کہ میں پھر گناہ بھی کر دوں گا اور توبہ بھی کر لوں گا بلکہ توبہ کرتے وقت یہی احساس رہے کہ شاید پھر گناہ کرنے سے پہلے مر جاؤں اور یہ توبہ میری آخری توبہ ثابت ہو۔ جب کوئی شخص توبہ کرنا چاہے تو پہلے نہادھو کر صاف کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز حضور قلب کے ساتھ پڑھے اور سجدہ میں سر کر بہت ہی زیادہ تضرع و زاری کے ساتھ اپنے نفس کو ملامت کرے اور اپنے گزشتہ گناہوں کو یاد کر کے عذاب الہی کے خوف سے اپنے قلب کو لرزاں و ترساں کرے اور شرمندگی و ندامت کے پورے احساس کے ساتھ توبہ و استغفار کرے اور پھر ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الہی میں یوں عرض رسا ہو۔ میرے پروردگار! تیرے در سے بھاگا ہوا یہ گنہگار غلام اپنے گناہوں کی پوٹ لئے پھر تیرے در پر حاضر ہوا ہے انتہائی ندامت و شرمندگی کے ساتھ اپنی لغزشوں اور اپنے گناہوں کی معذرت لے کر آیا ہے تیری ذات رحیم و کریم ہے تو ستار و غفار ہے اپنے کرم کے صدقے میرے گناہ بخش دے! اپنے فضل سے میری معذرت قبول فرما کر رحمت کی نظر سے میری طرف دیکھ نہ صرف یہ کہ میرے پچھلے گناہ بخش دے بلکہ آئندہ ہر گناہ و لغزش سے مجھے محفوظ رکھ کہ خیر و بھلائی تیرے ہی دست قدرت میں ہے اور اپنے گنہگار بندوں کو تو ہی بخشے والا۔

ہے اس کے بعد درود پڑھے اور تمام ہی مسلمانوں کے لئے بخشش و مغفرت چاہے۔ یہ تو عوام کی توبہ ہے کہ جن کی زندگی اور گناہ کے درمیان کوئی بڑی حد فاصل نہیں ہوتی اور وہ گناہ و معصیت میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں اور ان کی یہ توبہ انہیں اس بشارت کا مستحق قرار دیتی ہے کہ آیت (ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين) لیکن خواص کہ جو اللہ کے اطاعت گزار بندے ہوتے ہیں جن کی زندگی معصیت و گناہ سے دور رہتی ہے اور اتباع شریعت کی حامل ہوتی ہے ان کی توبہ یہ ہے کہ

وہ ان برے اخلاق سے کہ جن سے قلب کو پاک رکھنا واجب ہے توبہ کریں، اسی طرح عاشقین اللہ کی توبہ یہ ہے کہ اگر بھلائے بشریت کسی وقت ان سے ذکر اللہ اور یاد الہی میں غفلت ہو جائے اور ماسوی اللہ میں مشغول ہو جائیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنی اس کوتاہی سے توبہ کریں۔

یہ بات جان لینی چاہئے کہ گناہ کبیرہ کا صدور ایمان سے خارج نہیں کرتا لیکن فاسق و عاصی کر دیتا ہے۔ جہاں تک صغیرہ گناہوں کا تعلق ہے تو وہ اتنے زیادہ ہیں کہ ایک عام زندگی کے لئے ان سے اجتناب بھی دشوار ہے چنانچہ مسلک مختار کے مطابق صغیرہ گناہ سے تقویٰ میں خلل نہیں پڑتا بشرطیکہ گناہ صغیرہ پر اصرار و دوام نہ ہو کیونکہ صغیرہ گناہ پر اصرار و دوام گناہ کبیرہ کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ لہذا ہر مومن و مسلمان پر واجب ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں اور حتی المقدور صغیرہ گناہوں سے اجتناب بھی کرے اور جانے کہ اگرچہ گناہ ایمان سے خارج نہیں کر دیتے لیکن اس بات کا خوف ہے کہ گناہ کی زندگی رفتہ رفتہ انجام کار کفر اور دوزخ کی حد تک پہنچا دے۔

نماز کے بعد دعاؤں کا بیان

478- وَعَنْهُ قَالَتْ قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ هَلْ حَمِضَتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يَقُولُهُ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ يَقُولُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ . رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجَالُهُ ثِقَاتٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی چیز یاد کی ہے جو آپ سلام کے بعد کہتے ہوں تو انہوں نے کہا ہاں آپ کہا کرتے تھے آپ کا رب غالب ہے اور ہر اس عیب سے پاک ہے جس کو وہ بیان کرتے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا اور ہیشمی نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

480- وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْآخِرَى . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو وہ دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ حفاظت میں رہے گا اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور ہیشمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کی فضیلت کا بیان

481- وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ذُكِرَ كُلِّ صَلَوةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ جَبَانَ .

☆☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی تو اس کے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت ہی مانع ہے۔ اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔

شرح

حدیث کے ابتدائی جملوں سے ایک ظہان واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ موت دخول جنت سے مانع نہیں ہے بلکہ موت تو خود جنت میں جانے کا ذریعہ ہے لہذا چاہیے تو یہ تھا کہ بجائے اس کے یہ فرمایا جائے لم یمنعه من دخول الجنة الا الموت (یعنی اس کے بہشت میں جانے سے سوائے حیات کے اور کوئی چیز نہیں روک سکتی، کیونکہ انسان اس دنیا میں حیات کے جال میں پھنسا ہوا ہے جب زندگی ختم ہوگی اور موت آئے گی جنت میں اس وقت ہی دخول ممکن ہوگا لہذا دخول جنت کی مانع موت نہیں بلکہ حیات ہے۔ اس کا مختصر جواب علامہ طبری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دیا ہے کہ بندے اور جنت کے درمیان موت ایک پردہ ہے کہ ایک طرف تو حیات ہے اور دوسری طرف جنت ہے جب یہ پردہ ہٹے گا یعنی بندے کو موت آئے گی تو فوراً جنت میں داخل ہو جائے گا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "یہاں" موت سے مراد بندے کا قیامت کے روز قبر سے اٹھنے سے پیشتر قبر میں بند رہنا ہے چنانچہ جب بندہ قبر سے اٹھے گا فوراً جنت میں داخل ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

نماز فرض کے بعد دعا کے بارے میں وارد شدہ روایات کا بیان

482- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَذُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کون سی دعا مقبول ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

دعا کے معنی و مفہوم کا بیان

دعا کے معنی ہیں کہ ”اعلیٰ ذات سے ادنیٰ چیزوں میں سے کچھ بطریق عاجزی طلب کرنا“ امام نووی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ کے علماء اس بات پر متفق رہے ہیں کہ دعا مانگنا مستحب ہے ان کی دلیل قرآن و حدیث کے ظاہری اور واضح مفہوم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا فعل بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن بعض زہاد و اہل معارف یہ بھی کہنا ہے کہ ترک دعا (یعنی دعا نہ مانگنا) افضل ہے کیونکہ اس طرح رضاء مولیٰ اور اپنی قسمت پر اور تقدیر کے ساتھ راضی ہونے کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔ مولانا شاہ محمد الحق صاحب نے ان زہاد و اہل معارف کے اس قول کے بارہ میں کہا ہے کہ یہ قول اس خاص کیفیت پر محمول ہے جو بعض وقت بعض مردان حق پر طاری ہوتی ہے اور جس میں رضاء بقضاء ہی غائب ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ دعا کیجئے اور اپنے پروردگار سے اپنی نجات سلامتی کے لئے درخواست کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل شانہ میرا حال جانتا ہے مجھے کوئی درخواست کرنے اور دعا مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

درود و سلام کے بغیر دعا رد ہو جانے کا بیان

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ بھیجو۔“

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 903)

مطلب یہ ہے کہ دعا کی قبولیت درود پر موقوف ہے کیونکہ درود خود مقبول ہے اس لئے اس کے توسط اور وسیلے سے دعا بھی مقبول ہوتی ہے مگر مسکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسد دست در پائے کعبہ زردہ ناگاہ رسید۔

حصن حصین میں منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”جب تم اللہ کے سامنے اپنی کسی حاجت کی تکمیل کے لئے دست دعا دراز کرو تو ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے کرو اس کے بعد تم جو کچھ چاہتے ہو اس کے لئے دعا مانگو اور دعا کو درود پر ختم کرو (یعنی دعا سے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور دعا کے بعد بھی) کیونکہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے دونوں درودوں کو قبول کرتا ہے اور وہ اس چیز سے بزرگ و برتر ہے کہ اس دعا کو چھوڑ دے جو ان دونوں درودوں کے درمیان ہے۔ (یعنی اللہ کے رحم و کرم سے یہ بات بعید ہے کہ وہ دونوں کو تو قبول کر کے ان کے درمیان مانگی جانے والی دعا کو قبول نہ کرے)“

علامہ طیبی اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ”یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہو اس شکل میں یہ حدیث موقوف ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو اس صورت میں یہ حدیث مرفوع ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ارشاد ہے۔ لیکن محققین علمائے حدیث فرماتے

ہیں کہ "اس قسم کی بات کوئی راوی اپنی طرف سے کہہ نہیں سکتا۔ اس لئے یہ حدیث روایت تو موقوف ہی ہے لیکن مکمل مرفوع ہے۔"

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ

دعائیں دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا بیان

483- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو رَافِعًا يَدَيْهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّمَا آتَاكَ بِشَرِّ فَلَا تُعَاقِبْنِي أَيْمًا رَجُلٍ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِيتُهُ أَوْ شَتَمَتُهُ فَلَا تُعَاقِبْنِي فِيهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ الْمَفْرُودِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ هُوَ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے اے اللہ میں انسان ہوں مومنین میں سے کسی شخص کو اگر اذیت دوں یا برا بھلا کہوں تو میرا اس میں مواخذہ نہ فرما اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ادب المفرد میں اور حافظ نے فتح میں کہا ہے یہ صحیح الاسناد حدیث ہے۔

شرح

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی چیز کی طلب میں بہت مبالغہ سے کام لیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن پکڑ کر کھڑی ہو گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اس طرز عمل پر فرمایا کہ : قطع اللہ یدک۔ اللہ تعالیٰ تیرا ہاتھ کاٹے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بات بہت محسوس ہوئی۔ وہ فوراً آپ کا دامن چھوڑ کر ہٹ گئیں اور اپنے حجرہ میں آخر بہت ہی رنجیدہ ملول اور غصہ میں بھر کر بیٹھ گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ کیفیت دیکھی تو اس وقت آپ نے ان کو خوش کرنے کے لئے یہ کہا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا الْخ۔ لہذا علماء لکھتے ہیں کہ جو شخص کسی کے لئے بددعا کر بیٹھے تو اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ اس بددعا کے بدلہ میں مذکورہ بالا دعا بھی ضرور کرے۔

دعائیں ہاتھوں کو بلند کرنے کا بیان

484- وَعَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا يَدَيْهِ حَتَّىٰ يَدَا صَبْعَهُ يَدْعُو . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَجَرٍ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کرتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی بغلیں ظاہر ہو گئیں۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع الیدین میں روایت کیا اور ابن حجر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ہاتھوں کی لاج دعا قبول ہونے کا بیان

485- وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَتَّى تَكْرِيْمَ يَسْتَحْبِبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا ضَعْفًا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ سَنَدُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب حیاء کر نیوالا اور کریم ہے۔ جب کوئی بندہ اپنے ہاتھ اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کو حیاء آتی ہے کہ وہ ان کو خالی لوٹائے۔ اس کو ابو داؤد ابن ماجہ۔

بَابُ فِي صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز کے بیان میں

486- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُؤَذِّنُ ثُمَّ أُمَرَ رَجُلًا لِيَصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقُ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزْمُ الْخَطَبِ إِلَى قَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الصَّلَاةِ فَأُحَرِّقُ عَلَيْهِمْ يَوْمَئِذٍ بِالنَّارِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اذان کہے پھر ایک شخص کو جماعت کرانے کا حکم دوں پھر میں اپنے ساتھ ایسے لوگوں کو لے کر جاؤں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں ان لوگوں کی طرف جو نماز سے پیچھے رہتے ہیں تو ان پر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

جماعت کے وجوب و فرضیت میں فقہی مذاہب کا بیان

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہیں کہ اگر سب کو یکجا کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے اس باب کے تحت اسی قسم کی احادیث نقل کی جائیں گی جن سے جماعت کی فضیلت و تاکید اور اس کے احکام و مسائل کا علم حاصل ہوگا۔ ان احادیث کو دیکھنے کے بعد یقینی طور پر آپ یہی نتیجہ اخذ کریں گے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجے کی شرط ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جماعت کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود چل کر مسجد میں پہنچنا ممکن نہ تھا دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ نماز جیسی عظیم عبادت کی

۴۸۵۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الدعاء ج ۱ ص ۲۰۹ ابن ماجہ ابواب الدعاء باب رقم الیدین فی الدعاء ص ۲۸۴ ترمذی ابواب

الدعوات باب ج ۲ ص ۱۹۶ فتح الباری فی الدعاء ج ۱ ص ۶۲۱

۴۸۶۔ بخاری کتاب الاذان باب وجوب صلوة الجماعة ج ۱ ص ۸۹ مسلم کتاب المساجد باب فضل صلوة الجماعة ج ۱ ص ۲۳۲

شان اسی کی متقاضی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہوا اعلیٰ درجے پر پہنچایا جائے۔

جماعت فرض و واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ آیا جماعت سنت ہے یا واجب اور یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ چنانچہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے الا کسی عذر کی وجہ سے، یہ قول امام احمد بن حنبل، داؤد، عطاء اور ابو ثور رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے بعض علماء کا قول یہ ہے کہ جو کوئی نماز کے لئے اذان سنے اور مسجد میں حاضر نہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں، حضرت امام شافعی کے رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے متبعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ جماعت سنت موکدہ واجب کے قریب ہے لیکن فقہ کی کتابوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت کے بارے میں حنفی فقہاء کے دو قول ہیں بعض کتابوں میں جماعت کو واجب لکھا گیا ہے اور بعض میں سنت موکدہ اور وجوب ہی کا قول رائج اور اکثر محققین حنفیہ کا مسلک بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ مشہور محقق حضرت ابن ہمام لکھتے ہیں کہ ہمارے اکثر مشائخ کا مسلک یہی ہے کہ جماعت واجب ہے لیکن اس کو سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود جماعت سنت ہے جیسا کہ نماز عیدین، وہ واجب ہے مگر اسے سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا ثبوت حدیث سے ہے۔ جماعت کے احکام و مسائل: کتاب بدائع میں لکھا ہے کہ جماعت کے لئے مسجد میں حاضر ہونا ہر عقال بالغ غیر معذور پر واجب اور اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملے تو دوسری مسجدوں میں پھرنا واجب نہیں ہے البتہ جماعت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر اگر دوسری مسجدوں میں جائے تو یہ اچھی ہی بات ہوگی، قدوری نے لکھا ہے کہ اس صورت میں کہ اگر مسجد میں جماعت نہ ملے، تو چاہیے کہ اہل دیال کو جمع کر کے گھر ہی میں جماعت سے نماز پڑھ لی جائے۔

اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ محلے کی مسجد میں جماعت افضل ہے یا جامع مسجد میں، اگر ایک محلے میں دو مسجدیں ہوں تو ان میں سے قدیم مسجد کو اختیار کرنا چاہیے اور اگر دونوں برابر ہوں تو پھر جو مسجد قریب ہو اسے اختیار کیا جائے، جماعت نماز تراویح میں اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف کے لئے سنت موکدہ ہے، رمضان کے وتر میں جماعت مستحب ہے رمضان کے علاوہ اور کسی زمانہ کے وتر میں جماعت مکروہ تنزیہی ہے مگر اس کے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت کی جائے اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔ نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں جماعت مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ نوافل اس اہتمام سے ادا کئے جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا کسی اور طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بغیر اذان و اقامت کے اور بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

جماعت کی حکمتیں کیا ہیں؟ اور اس کے کیا فائدے مرتب ہوتے ہیں، اس موضوع پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن اس

سلسلے میں امام الکبیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو لطیف و جامع بات کہی ہے وہ کہیں نظر نہیں آتی ۷

چنانچہ اس موقع پر انہیں کی تقریر نقل کی جاتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ (۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت اس طرح رسم عام کر دی جائے کہ وہ عبادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اس کو چھوڑنا کسی عادت کو ترک کرنے کی طرح ناممکن ہو جائے اور تمام عبادتوں میں نماز سے زیادہ عظیم و شاندار کوئی عبادت نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

(۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی، لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں تاکہ اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو دوسرا اسے بتا دے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پر کھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس نماز کی تکمیل کا یہ ایک ذریعہ ہوگا۔

(۳) جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا بھی اس سے حال کھل جائے گا اور ان کے لئے وعظ و نصیحت کا موقع ملے گا۔
(۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور قبولیت کے لئے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔

(۵) اس اہمیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کے نام کا کلمہ بلند ہو اور کلمہ کفر پست ہو اور روئے زمین پر کوئی اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب سنی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی درجے اور کسی طبقے کے ہوں، عام و خاص مسافر اور مقیم، چھوٹے اور بڑے سب ہی اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوں اور اسلام کی شان و شوکت اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی ممانعت کی گئی۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور وہ ہر ایک کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکیں گے جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید و فضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان فرمائی گئی ہے۔ (علم الفقہ) موجودہ زمانے کی نظریاتی دوزخ کے مطابق دیکھا جائے تو جماعت اسلام کے نظریہ مساوات کا سب سے اعلیٰ مظہر ہے دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے تمام بندے جو دنیاوی اعتبار سے کسی بھی منصب و مرتبے کے ہوتے ہیں اپنی تمام برتری و فوقیت اور اپنے دنیاوی جاد و جلال کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کے حضور میں تمام عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر سر بسجود ہو جاتے ہیں اور زبان حال سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز۔

نامینا شخص کے لئے بھی جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان

487- وَعَنْهُ قَالَ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَخَّصَ لَهُ فَيَصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ الْيَدَاءَ بِالصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاجِبٌ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے مسجد تک پہنچانے والا کوئی نہیں اس شخص نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت مل جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو رخصت دیدی پس جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو تو اس نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا تم اذان پر لبیک کہو۔ (یعنی مسجد میں آ کر نماز پڑھو)

شرح

صحیحین کی حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت عثمان ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بینائی کا شکوہ کیا (کہ اس کی وجہ سے میں مسجد میں حاضری سے معذور ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ اپنے گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کریں۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ نابینا آدمی کو جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے مگر جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فضلاء مہاجرین میں سے تھے ان کی شان کے لائق یہی بات تھی کہ وہ اولیٰ پر عمل کریں یعنی جماعت میں حاضر ہوا کریں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے تو اجازت دے دی مگر پھر وحی آ جانے یا اجتہاد کے بدل جانے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت واپس لے لی، اس حدیث میں اذان سننے کے بعد مسجد میں حاضری کی ضرورت و اہمیت کو کمال مبالغے کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

جماعت کے سنت موکدہ ہونے کا بیان

488- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ مَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَذِهِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ بَنَادَى بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَأَنَّهِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا بُصِّلِي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فِيهِ لِيُحْسِنَ الظُّهُورَ ثُمَّ يَعْبُدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهَا بِهَا دَرَجَةً وَيَحْطُ عَنْهَا سَنَةً وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس شخص کو خوش کرے یہ بات کہ وہ حالت اسلام میں کل اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس کو چاہئے جہاں بھی ان نمازوں کے لئے اذان دی جائے وہ ان نمازوں کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے سنن الہدیٰ کو شروع فرمایا ہے اور یہ سنت موکدہ ہے اور اگر تم نے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ تارک جماعت پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دو گے۔ اگر تم نے اپنے نبی کی سنت چھوڑ دی تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا قصد کرے تو اس کے لئے ہر قدم کے بدلے میں اللہ

تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتا ہے اس کا درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ جماعت سے پیچھے رہنے والا صرف منافق ہوتا ہے جس کا نفاق معروف ہو اور بے شک ایک شخص دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں لایا جاتا حتیٰ کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

جماعت کا سنن ہدیٰ سے ہونے کا بیان

سنن الہدیٰ (ہدایت کے طریقے) ان طریقوں اور راستوں کو کہتے ہیں جن پر عمل کرنا ہدایت کا موجب اور حق تعالیٰ جل شانہ کے قرب اور اس کی رضا کا باعث ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی قسمیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال دو نوعیت کے ہوتے تھے! ایک قسم کے افعال تو وہ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور عبادت کرتے تھے۔ دوسرے قسم کے افعال وہ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق عادت کرتے تھے۔ جن افعال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق عادت کرتے تھے انہیں "سنن زوائد" کہا جاتا ہے اور جن افعال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطریق عبادت کرتے تھے انہیں "سنن ہدیٰ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سنن ہدیٰ کی اقسام کا بیان

پھر سنن ہدیٰ کی دو قسمیں ہیں (۱) سنن مؤکدہ (۲) سنن غیر مؤکدہ۔ سنن مؤکدہ وہ افعال ہیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق مواظبت کے کیا اور لوگوں کو ان افعال کے کرنے کی تاکید فرمائی۔ سنن غیر مؤکدہ وہ افعال ہیں جو نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق مواظبت کے صادر ہوتے تھے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر عمل کرنے کے لئے لوگوں کو تاکید فرماتے تھے۔ اس حدیث میں جن سنن ہدیٰ کا ذکر فرمایا گیا ہے اس سے مراد "سنن مؤکدہ" ہیں۔ جو حضرات جماعت کو واجب قرار دیتے ہیں یہ تعریف ان کے نقطہ نظر کے بھی منافی نہیں ہے کیونکہ لغتاً واجب بھی سنن ہدیٰ کی تعریف میں داخل ہے احمد بن حنبل اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ظلم پورا ظلم، کفر اور نفاق (کا حامل) وہ (آدمی) ہے کہ اللہ کے پکارنے والے کو سنا کہ وہ مسجد کی طرف (نماز کی جماعت میں شریک ہونے کے لئے) پکارتا ہے مگر اس (آدمی نے) جواب نہیں دیا (یعنی مسجد میں پہنچ کر جماعت میں شریک نہیں ہوا) اس روایت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے بارے میں جو (مسجد میں ہونے والی) جماعت کو ترک کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سخت ترین وعید ہے۔ کما یصلیٰ هذا المتخلف فی بیتہ (جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا آدمی اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے) سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خاص آدمی تھا جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔

چنانچہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح یہ آدمی جماعت کی سعادت سے اپنے آپ کو محروم کر کے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے، اسی طرح اگر تم لوگ بھی اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے

تو یہ سمجھ لو کہ اس آدمی کی طرح تمہارا بھی یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑنے کے مترادف ہوگا اور ظاہر ہے کہ سنت کو ترک کرنے والا آدمی ضلالت و گمراہی کی تباہ کن کھائی میں گر جاتا ہے۔

جماعت سے نماز کے افضل ہونے کا بیان

489- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرَيْنَ دَرَجَةً . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

490- وَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ لَزَكَى مِنْ صَلَاتِهِ وَخِدَّةٌ مَعَ الرَّجُلَيْنِ أَزْكَى مِنْ صَلَاتِهِ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ لَهُوَ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک شخص کا ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے اور ایک شخص کا دو مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ ایک مرد کے ساتھ نماز پڑھنے اور جس قدر جماعت میں اضافہ ہو وہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے تو جماعت کی نماز کے ثواب کی زیادتی ستائیس درجے معلوم ہوتی ہے مگر دوسری روایتوں میں پچیس درجے زیادتی مذکور ہے چنانچہ علماء محدثین لکھتے ہیں کہ اکثر روایتوں میں یہی ثابت ہے کہ جماعت کی نماز کا ثواب تنہا نماز کے ثواب سے پچیس درجے زیادہ ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی ایک ایسی روایت ہے کہ جس میں ستائیس درجے کا ذکر کیا گیا ہے، لہذا اس حدیث اور ان احادیث میں یہ تطبیق پیدا کی جائے گی کہ پہلے وحی کے ذریعے پچیس ہی درجے ثواب کی زیادتی معلوم ہوئی ہوگی پھر بعد میں حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ستائیس درجے ثواب کی زیادتی کا اعلان فرمایا ہوگا۔ یا تطبیق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا جائے کہ درجات کا اختلاف نمازی کے احوال کے تفاوت کی بناء پر ہے یعنی کسی نمازی کو جماعت کی نماز کا ثواب اس کے اپنے احوال کی بناء پر ستائیس گنا ملتا ہے اور کسی نمازی کو جماعت کی نماز کا ثواب اس کے اپنے احوال کی بناء پر پچیس گنا ملتا ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ ثواب کی زیادتی کی یہ فضیلت اس جماعت کی نماز کے ساتھ مختص ہے جو مسجد میں ادا کی جائے گی یا اس جماعت کی نماز کے لئے بھی ہے جو مسجد

میں نہیں بلکہ گھر وغیرہ میں ادا کی جائے چنانچہ علماء کے رائے تو یہ ہے کہ یہ فضیلت مسجد کی جماعت کے ساتھ مختص ہے مگر دوسرے بعض علماء کا قول ہے کہ یہ فضیلت عمومی طور پر ہر جماعت کی نماز کے لئے ہے خواہ مسجد میں ادا کی جائے وں جماعت ہو یا مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ۔

491- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاتِهِ وَخَذَهُ بِضَعٍّ وَعِشْرُونَ ذَرَجَةً . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرد کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے اکیس نماز پڑھنے کی نسبت بیس اور کچھ درجے فضیلت رکھتا ہے اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

492- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاةِ لَفْدٍ وَصَلَاةِ الرَّجُلِ وَخَذَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ صَلَاةً . رَوَاهُ الْبَزَارُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا آدمی کے اکیس نماز پڑھنے کی نسبت پچیس درجے افضل ہے۔ اس کو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

493- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيُعْجِبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيعِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جماعت نماز کو پسند فرماتا اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

494- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيُعْجِبُ مِنَ الصَّلَاةِ الْجَمِيعِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جماعت نماز کو پسند کرتا ہے۔

اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ

کسی عذر کی وجہ سے جماعت کو چھوڑنے کا بیان

495- عَنْ نَاسِحٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ لَيْلَةَ ذَاتِ بَرْذٍ وَرَبِحَ لَهُ قَالَ لَا صَلَّوْا هِيَ الرِّجَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ ذَاتِ بَرْذٍ وَمَطَرٌ يَقْبُولُ لَا صَلَّوْا هِيَ الرِّجَالِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک سرد اور ہوا والی رات اذان دی اور فرمایا: سنو اپنی قیام گاہوں میں نماز پڑھ لو۔ پھر فرمایا جب رات کو سردی اور بارش ہوتی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو یہ حکم دیتے کہ وہ سب خیر دار قیام گاہوں میں نماز پڑھ لو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت سردی اور بارش بھی ترک جماعت کے لئے عذر ہے ایسے اوقات میں جماعت چھوڑ کر اپنے گھر میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ حضرت ابن ہمام حضرت ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ؟ میں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ کچھ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: "جماعت کو چھوڑ دینا مجھے پسند نہیں۔"

جماعت کے وقت میں کھانا آجانے کا بیان

496- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعَ عَشَاءُ أَحَدُكُمْ وَأَقْبَمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضِعُ لَهُ الطَّعَامَ وَتَقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں کسی کے سامنے شام کا کھانا رکھ دیا جائے اور جماعت کھڑی ہو جائے تو تم کھانے سے آغاز کرو اور وہ جلدی نہ کرے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جائے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے کھانا رکھ دیا جاتا اور جماعت کھڑی ہو جاتی تو آپ نماز پڑھنے نہیں آتے تھے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائیں حالانکہ آپ امام کی قراءت سن رہے ہوتے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

شرح

تشریح ظاہر ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ نماز پڑھنے والا بھوکا ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس بھوک کی حالت میں نماز پڑھوں گا تو دھیان کھانے ہی میں لگا رہے گا اور نماز دل جمعی اور سکون کے ساتھ ادا نہیں کر سکوں گا تو اس کے لئے یہی اولیٰ ہوگا

۹۵۰ بخاری کتاب الاداء باب الرخصة في المطر والعلة ... الخ ج ۱ ص ۹۲ مسلم کتاب صلوة المسافرین باب الصلوة فی

الرجال فی المطر ج ۱ ص ۲۴۳

۹۵۱ بخاری کتاب الاداء باب اذا حضر الصلوة واقامت الصلوة ج ۱ ص ۹۲ مسلم کتاب المساجد باب كراهة الصلوة محصورة

بصمام ... الخ ج ۱ ص ۲۰۸

کہ وہ پہلے کھانا کھالے اس کے بعد نماز پڑھے بشرطیکہ وقت میں وسعت ہو یعنی اتنا وقت ہو کہ وہ کھانے سے فراغت کے بعد اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہو۔

جماعت کے وقت میں پیشاب کی حاجت کا بیان

497- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَالِعُ الْأَخْبَانِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ ہی پیشاب اور پاخانہ روک کر نماز پڑھنے والے کی نماز ہے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

498- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا آرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأَقِمَّتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ . رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ .

★★ حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے اور جماعت کے لئے اقامت بن جائے تو وہ بیت الخلاء سے آغاز کرے (یعنی پہلے قضاء حاجت کرے) اس حدیث کو چار محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کے سامنے کھانا آیا ہو یا اسے پیشاب و پاخانہ کی حاجت ہو تو اسے اس وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ بلکہ وہ ان چیزوں سے فارغ ہو کر نماز پڑھے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ "جب کسی کے سامنے کھانا آجائے اور اسے کھانے کی خواہش ہو یا اسی طرح بول و براز کا تقاضا ہو تو اسی صورت میں اسے نماز پڑھنی مکروہ ہے اور رتخ دتے بھی اس حکم میں ہے یعنی ان کو روک کر نماز نہ پڑھے کیونکہ ان کی وجہ سے نماز میں حضوری قلب اور خشوع و خضوع باقی نہ رہے گا جس کی وجہ سے نماز کامل طور پر ادا نہ ہوگی، مگر ان سب صورتوں میں وسعت وقت کی شرط ہے اگر وقت تنگ ہو تو بہر صورت نماز پہلے پڑھنی چاہیے۔

499- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا

۹۷۔ مسلم کتاب الساجد باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام الخ ج ۱ ص ۲۰۸

۹۸۔ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ایصلی الرجل وهو جاقن ج ۱ ص ۱۲ نسائی کتاب الامامة والجماعة باب العذر فی ترک الجماعة ج ۱ ص ۱۳۷ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء اذا اقيمت الصلوة ووجد احدكم الخلا الخ ج ۱ ص ۳۶ ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی النهی للمحاقن ان یصلی ص ۴۸

۹۹۔ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب التغلیظ فی التحلف عن الجماعة ص ۵۸ صحیح ابن حبان کتاب الصلوة ج ۴ ص ۲۵۳ مستدرک حاکم کتاب الصلوة باب من سمع النداء فلم یجب الخ ج ۱ ص ۲۴۵ دارقطنی کتاب الصلوة باب احث بحر السجد علی الصلوة فیہ الخ ج ۱ ص ۲۲۰

صَلَاةٌ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ . رَوَاهُ ابْنُ مَاحَةَ وَابْنُ حَبَانَ وَالدَّارُ قُطْنِي وَالحَاكِمُ وَابْنُ سَائِدَةَ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے اذان سن کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے حاضر نہ ہوا تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر یہ کہ اس کو کوئی عذر ہو۔ اس کو ابن ماجہ ابن حبان دارقطنی اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

ترک جماعت کے اعذار کا بیان

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے ہر عاقل بالغ غیر معذور پر جماعت واجب ہے لیکن اگر ایسا کوئی آدمی ہو یعنی اسے ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں جا کر جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا ہو تو اس کے لئے جماعت واجب نہیں رہتی، چنانچہ فقہاء نے ترک جماعت کے پندرہ عذر بیان کئے ہیں۔

(۱) نماز کے صحیح ہونے کی شرط مثلاً طہارت یا ستر عورت وغیرہ کا نہ پایا جانا۔ (۲) پانی کا بہت زوروں کے ساتھ برسنے، اس سلسلے میں حضرت امام محمد نے اپنی کتاب موطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ شدید بارش کی صورت میں جماعت کے لئے نہ جانا جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جا کر جماعت سے نماز پڑھی جائے۔

(۳) مسجد کے راستے میں سخت کچھڑ کا ہونا۔ (۴) سردی اتنی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیمار کی پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔ (۵) مسجد تک جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔ (۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔ (۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرضے کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔

(۸) رات اس قدر اندھیری ہو کہ راستہ نہ دکھائی دیتا ہو ایسی حالت میں یہ ضروری نہیں کہ لائین وغیرہ ساتھ لے کر جائے۔ (۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔ (۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرنا ہو کہ اس سے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔ (۱۱) پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔ (۱۲) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا، ریل کا مسئلہ بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے مگر فرق اس قدر کہ وہاں ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں کے بعد ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن کی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جاسکتا ہے ہاں اگر ایسا ہی سخت حرج ہو تو جماعت چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں۔ (۱۳) فقہ وغیرہ پڑھنے یا پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو۔

(۱۴) کوئی ایسی بیماری مثلاً فالج وغیرہ ہو یا اتنا ضعیف ہو کہ چلنے پر قادر نہ ہو یا نایاب ہو اگرچہ اس کو مسجد تک پہنچا دینے والا کوئی مل سکے یا لنگڑا ہو یا دونوں طرف سے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں۔ (۱۵) کھانا تیار یا تیاری کے قریب ہو اور ایسی بھوک لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان

500- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ اكْبُمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهُوَ رَوَايَةٌ لَهُ وَكَانَ أَحَدُنَا يَلْزِقُ مَنكِبَهُ بِمَنكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمُهُ بِقَدَمِهِ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جماعت کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ ہماری طرف اپنے چہرہ انور سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اپنی صفیں سیدھی کر لو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ پس بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں کہ ہم میں سے (ہر) ایک اپنے کندھے اور پاؤں کو اپنے ساتھی کے قدم اور کندھے سے ملاتا تھا۔

شرح

صفوں کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے جماعت میں کھڑے ہوں تو صف بندی اس طرح کریں کہ آپس میں بالکل مل کر کھڑے ہوں تاکہ ایک دوسرے کے درمیان خلا نہ رہے اور آگے پیچھے ہٹ کر کھڑے نہ ہوں بلکہ برابر کھڑے رہیں اگر کئی صفیں ہوں تو وہ اس طرح قائم کی جائیں کہ ایک دوسری صف کے درمیان شروع سے لے کر آخر تک یکساں فرق رہے ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ سے تو دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ کم ہو اور کسی جگہ سے زیادہ۔ اس باب کے تحت جو احادیث نقل کی جائیں گی ان سے صفوں کو برابر کرنے کی اہمیت و تاکید معلوم ہوگی اور صف بندی کے جو مسائل و احکام ہیں وہ واضح ہوں گے۔

صفوں کو سیدھا رکھنے سے دلوں کے اختلاف ختم ہو جانے کا بیان

501- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِئَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلْسَنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَخْلَامِ وَالشُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَتَمُّ الْيَوْمَ أَشَدَّ اخْتِلَافًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور آگے پیچھے کھڑے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے تم میں سے بالغ اور عقلمند

لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرے قریب کھڑے ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آج تو تم لوگوں میں بہت اختلاف ہو گیا۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

”مختلف نہ ہو“ کا مطلب یہ ہے کہ جب صف بندی کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس بات کا بطور خاص خیال رکھو کہ سب کے بدن برابر ہیں ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہو کر کھڑے نہ ہو اور اپنے بدن کا کوئی عضو صف سے باہر نہ نکالو اور اگر تم لوگ صف میں اپنے بدن کے ظاہری اعضاء کو غیر برابر اور نامنظم رکھو گے تو اس کا اثر باطنی طور پر یہ ہوگا کہ تمہارے قلوب میں اختلاف پیدا ہو جائے گا کیونکہ بدن کے ظاہری اعضاء اور قلب کے درمیان بڑا لطیف تعلق ہے اور ایک دوسرے کی تاثیر بڑی عجیب ہے اس کو مثال کے طور پر یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جیسے ظاہری اعضاء کی ٹھنڈک باطنی اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور باطنی اعضاء کی ٹھنڈک ظاہری اعضاء کو متاثر کرتی ہے اسی طرح صف میں ظاہری بدن کو غیر برابر رکھنا قلوب پر اثر انداز ہوتا ہے جس کا خاصہ ہے کہ دلوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

صف کی ترتیب حدیث کے دوسرے جزو میں صف کی ترتیب یہ بتائی گئی ہے کہ میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو صاحب عقل و فہم اور بالغ ہوں، یعنی پہلی صف میں ان لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے جو بالغ اور عقل و فہم کے مالک ہوں تاکہ وہ نماز کی کیفیت اور اس کے احکام دیکھیں اور یاد کریں اور پھر امت کے دوسرے لوگوں کو ان کی تعلیم دیں، پھر دوسری صف میں وہ لوگ کھڑے ہوں جو ان کے قریب ہوں یعنی مراہق (جو بالغ ہونے کے قریب ہوں) اور لڑکے اور پھر تیسری صف میں وہ کھڑے ہوں جو ان کے قریب ہوں یعنی منث (جن میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں) پھر ان کے بعد آخر میں عورتوں کی صف قائم کی جائے یہاں حدیث میں عورتوں کی صف کے بارے میں ذکر نہیں کیا گیا ہے کیونکہ یہ متعین ہے آخر میں عورتوں ہی کی صف ہوتی ہے۔ آخر میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ”آج تمہارے اندر افتراق و انتشار پیدا ہو گیا ہے اور آپس میں تم لوگ جو اتنا اختلاف کرتے ہو نیز فتنوں کی جو بھرمار ہو رہی ہے ان سب کی وجہ یہ ہے کہ تم لوگ اگر ان فتنوں اور اختلاف سے بچنا چاہتے ہو تو پہلے اپنے ظاہری اختلاف کو ختم کر دو یعنی صفوں کو برابر رکھو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے باطنی اختلاف کو بھی ختم کر دے گا۔“

502- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِأَلَاغْنَاكِ قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خِلَالِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو جوڑو اور ان میں فاصلہ کم

رکھو اور گردنوں کو برابر رکھو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بے شک میں شیطان کو صف کی خالی جگہ سے داخل ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

503- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَخَاصُّوا بَيْنَ الْمَنَازِبِ وَتَدَوُّوا بِالْأَيْدِي إِخْوَانَكُمْ وَلَا تَذَرُوا لِرَجَائِلِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم صفوں کو سیدھا رکھو اور کندھوں کو برابر رکھو اور خالی جگہ کو پر کرو۔ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے گزرنے کے لئے جگہ نہ چھوڑو جو صف جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو صف توڑے اللہ اسے توڑے۔

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور ابن خریمہ اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

بَابُ اِتِّمَامِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ

پہلی صف کو مکمل کرنے کا بیان

504- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِتِّمُوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُوَخَّرِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلی صف کو مکمل کرو پھر اس کے ساتھ والی کو پس جو کمی ہے وہ آخری صف میں ہونی چاہئے۔

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

بہترین سے مراد ثواب کی زیادتی ہے یعنی پہلی صف والے دوسری صف والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ثواب کے حق دار ہوتے ہیں۔ مردوں کے لئے بہترین صف پہلی صف کو اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اس صورت میں وہ امام سے قریب ہوتے ہیں اور عورتوں سے دور اور پچھلی صف بدترین اس لئے ہوتی ہے کہ اس شکل میں امام سے دوری ہو جاتی ہے اور عورتوں سے نزدیک۔ اس طرح عورتوں کے لئے پہلی صف اس لئے بدترین ہے کہ وہ پہلی صف میں کھڑے ہونے سے مردوں سے نزدیک ہو جاتی ہیں پچھلی صف ان کے لئے اس وجہ سے بہترین ہے کہ اس صورت میں وہ مردوں سے دور رہتی ہے۔ بہر حال حدیث کا

۵۰۳. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تسوية الصفوف ج ۱ ص ۹۷ صحیح ابن خزيمة ج ۳ ص ۲۲ مستدرک حاکم کتاب الصلوٰۃ ص ۲۱۲

وصل صفا ... الخ ج ۱ ص ۲۱۲

۵۰۴. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تسوية الصفوف ج ۱ ص ۹۸

خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو تو پہلی صف میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے اور عورتوں کو آخری صف میں شامل ہونے کی سعی کرنی چاہیے۔

پہلی صف کی فضیلت کا بیان

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو لوگ پہلی صفوں کے قریب ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدم سے زیادہ محبوب کوئی قدم نہیں ہے جو چل کر صف میں ملے (یعنی اگر صف میں جگہ خالی رہ گئی ہو تو وہاں جا کر کھڑا ہو جائے)۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1062)

چونکہ دوسری صف کو بھی ان صفوں پر جو اس کے بعد ہوتی ہیں فضیلت حاصل ہے اس لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی تو "پہلی صفوں" کی اور دوسری صف کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ فرمایا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف (والوں) پر رحمت بھیجتے ہیں" (یہ سن کر) صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسول اللہ! دوسری صف (والوں) پر بھی (یعنی اس طرح فرمائے کہ پہلی اور دوسری صف پر رحمت بھیجتے ہیں مگر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مرتبہ بھی دوسری صف کا ذکر نہیں کیا بلکہ) فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں" صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری صف پر بھی فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر یہی فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دوسری صف پر بھی فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسری صف پر بھی (اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "اپنی صفوں کو برابر کو اپنے کندھوں کو ہموار رکھو (یعنی ایک سطح اور ہموار جگہ پر کھڑا ہو اور اونچا نیچا ہو کر مت کھڑے ہو) اور اپنے بھائیوں کے ہاتھ کے آگے نرم رہو۔ (یعنی اگر کوئی آدمی کندھے پر ہاتھ رکھ کر تمہیں صف میں برابر کرے تو اس سے انکار نہ کرو بلکہ برابر ہو جاؤ، نیز صفوں میں خلا پیدا نہ کرو کیونکہ شیطان خذف یعنی بھیڑ کا چھوٹا بچہ بن کر تمہارے درمیان گھس جاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1068)

صحابہ کے قول و علی الثانی میں جو عطف ہے اسے عطف تلقین فرماتے ہیں یعنی صحابہ کا مطلب یہ تھا کہ پہلی صف کی فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی دوسری صف کی فضیلت بھی بیان فرمادیجئے کہ دوسری صف پر بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ دوسری صف کو بھی پہلی صف کی صف مذکورہ میں شامل فرمادیا جس سے معلوم ہو کہ فضیلت کے اعتبار سے دوسری صف کا درجہ پہلی صف سے کم تر ہے۔

بَابُ مَوْقِفِ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ

امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ

505- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَطْعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهَا كَلَّ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَلَا صَلَاحَ لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُولٍ مَا لَيْسَ لَنَصْنَعُهُ بِسَاءِ لَقَامٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالتَّيْمُ وَرَأَاهُ وَالْعُجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُفَّتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ.

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان کی دادی ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کے لئے بھلایا جو انہوں نے تیار کیا تھا پس آپ نے اس سے کھایا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی چٹائی کی طرف اٹھا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی تو میں نے اسے پانی سے دھویا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہو گئے میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی عورت ہمارے پیچھے تھیں۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر آپ چلے گئے اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے سوائے ابن ماجہ کے۔

506- وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَذَانِي حَتَّى أَقَامَنِي مِنْ يَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيعًا فَلَدَقَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں نبی پاک ﷺ (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے گھمایا حتیٰ کہ اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا پھر حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر دیا اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

507- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَلَيْنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَخْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَأَيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۰۵۔ بخاری کتاب الاذان باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل - الف ج ۱ ص ۱۱۹ - مسلم کتاب المساجد باب جواز الجماعة في النافلة ج ۱ ص ۲۲۴ - نسائی کتاب المساجد باب اذا كانوا ثلاثة وامرأة ج ۱ ص ۱۲۹ - ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في الرجل يصلي ومعه رجال ونساء ابو داؤد کتاب الصلوة باب اذا كانوا ثلاثة كيف يقومون ج ۱ ص ۹۰ - مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۴

۵۰۶۔ مسلم فی الاحادیث المتفرقة باب حدیث جابر الطویل وقصة ابی السمر ج ۲ ص ۴۱۷

۵۰۷۔ مسلم کتاب الصلوة باب تسوية الصفوف واقامتها. الف ج ۱ ص ۱۸۱

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تم میں سے بالغ اور عقلمند لوگ میرے قریب کھڑے ہوں پھر جوان کے قریب ہیں پھر جوان کے قریب ہیں اور آگے پیچھے ہو کر کھڑے نہ ہو اور بازار کی لغو باتوں سے بچو۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

508- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَشَّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَأَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَوَضَّأُ ثُمَّ أَوَّكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي بِيَمِينِهِ فَأَذَانَنِي مِنْ رُؤُوسِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .
★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گزاری تو رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور مشکیزے کا منہ کھول کر وضو کیا۔ پھر اس کا منہ بند کر دیا پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھا اور وضو کیا جیسا کہ آپ نے وضو کیا تھا پھر میں آیا تو آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے دائیں جانب سے پکڑا اور مجھے اپنے پیچھے سے گھما کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر دیا تو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔
اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

بَابُ قِيَامِ الْإِمَامِ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ

امام کا دو مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہونا

509- عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَصَلَّى مَنْ خَلْفَكُمْ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعَا أَيْدِيَنَا عَلَى رُكْبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَيْحَدِيهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا کیا ان لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے جو تمہارے پیچھے ہیں تو ہم نے کہا ہاں تو وہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور انہوں نے ہم میں سے ایک کو اپنی دائیں جانب اور دوسرے کو اپنی بائیں جانب کھڑا کیا۔ پھر ہم نے رکوع کیا تو (رکوع میں) اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے تو انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا پھر اپنے ہاتھوں کو ملا کر اپنی دونوں راتوں کے درمیان رکھ دیا۔ پھر جب نماز

۵۰۸۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الرجلین یوم أحدهما صاحبه۔ الخ ج ۱ ص ۹۰۔ مسلم کتاب صلوۃ المسافرين باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل ج ۱ ص ۲۶۱۔ بخاری کتاب الاذان باب اذائم یتو الامام ان یوم۔ الخ ج ۱ ص ۹۷۔ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الرجل یصلی ومعه رجل ج ۱ ص ۵۵۔ نائی کتاب الامامة والجماعة باب الجماعة اذا كانوا اثنين ج ۱ ص ۱۳۵۔ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة والسنة فیها باب ما جاء فی کرم یصلی باللیل ص ۹۸۔ مسند احمد ج ۱ ص ۲۱۵۔
۵۰۹۔ مسلم کتاب المساجد باب التذیب الی وضع الیدی علی الركبتین فی الركوع۔ الخ ج ۱ ص ۲۰۲۔

پڑھا چکے تو کہا اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا اس کو امام مسلم ﷺ نے روایت کیا۔

510- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَلَقْمَةَ وَالْأَسْوَدُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَدْ كُنَّا أَطْلُنَا الْفُؤُودَ عَلَى بَابِهِ فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَاسْتَأْذَنَتْ لَهُمَا فَأَذِنَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بَيْنِي وَبَيْنَهُ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن اسود رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود نے عبداللہ بن مسعود سے اجازت طلب کی اور ہم کافی دیر سے ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے تو ایک لونڈی نکلی تو اس نے ان دونوں کے لئے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے دی پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے میرے اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا۔
اس کو امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جماعت کے انعقاد کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ بہت بڑی تعداد میں لوگ ہوں یا کم سے کم تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہے بلکہ اگر صرف دو آدمی ہوں اور ان میں سے ایک امام بن جائے اور دوسرا مقتدی، اس طرح دونوں مل کر نماز پڑھ لیں تو جماعت ہو جاتی ہے اور دونوں کو جماعت کا ثواب مل جاتا ہے۔

امام کے پیچھے تنہا کھڑا ہونے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت وابصہ ابن معبد فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے تنہا (کھڑا ہوا) نماز پڑھ رہا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد جامع ترمذی) امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1072)

چونکہ پہلی صف میں جگہ خالی تھی اس کے باوجود وہ آدمی صف کے پیچھے تنہا کھڑا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بطور استحباب دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سلسلہ میں مسئلہ یہ ہے کہ جو آدمی صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا یعنی پچھلی صف میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا نمازی نہیں ہوگا۔ تو امام احمد کے مسلک کے مطابق اس کی نماز نہیں ہوگی۔ مگر حضرت امام اعظم، حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم ان تینوں ائمہ کے نزدیک صف کے پیچھے تنہا پڑھنے والے کی نماز ہو جاتی ہے۔ تاہم ان حضرات کا قول یہ ہے کہ صف کے پیچھے تنہا نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

یہ باب حق امامت کے بیان میں ہے حق امامت کا بیان

شریعت میں نماز کی امامت کا بڑا اہم اور عظیم الشان کام ہے تمام مقتدیوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہونے کی وجہ سے امام مقرر کرنے کے سلسلے میں شریعت نے کچھ شرائط مقرر کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اس اہم اور عظیم الشان منصب کا حامل کون آدمی ہو سکتا ہے، اس باب کے تحت اس قسم کی احادیث نقل کی جائیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ امام مقرر کرنے کے وقت کن باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور یہ کہ امامت کا استحقاق کن لوگوں کو حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ مقتدیوں کو چاہیے کہ حاضر نمازیوں میں جس آدمی میں امامت کے لائق زیادہ اوصاف ہوں اس کو امام بنائیں اگر کئی آدمی ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو کثرت رائے پر عمل کیا جائے جنی جس آدمی کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہوں اسی کو امام بنایا جائے اگر کسی ایسے آدمی کی موجودگی میں جو امامت کا مستحق اور لائق ہو کسی غیر مستحق اور نالائق آدمی کو امام بنالیا جائے گا تو سب نمازی ترک سنت کے فتنے میں مبتلا ہوں گے۔

(۱) امامت کا سب سے زیادہ استحقاق اس آدمی کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہری طور پر اس میں کوئی فتنی وغیرہ نہ ہو اور کم سے کم بقدر قرأت مسنون اسے قرآن یاد ہو۔

(۲) پھر وہ آدمی جو قرآن مجید اچھا یعنی عمدہ آواز سے قرأت کے قاعدے کے موافق پڑھتا ہو۔ (۳) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو (۴) پھر وہ آدمی جو سب سے عمر زیادہ رکھتا ہو۔ (۵) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ خلیق ہو (۶) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو (۷) پھر وہ آدمی جو سب سے عمدہ لباس پہنے ہو (۸) پھر وہ آدمی جس کا سب سے زیادہ بڑا ہو (۹) پھر وہ آدمی جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے (۱۰) پھر وہ آدمی جو اصلی آزاد ہو (۱۱) پھر وہ آدمی جس نے حدیث اصغر سے تیمم کیا ہو نسبت اس آدمی کے جس نے حدیث اکبر سے تیمم کیا ہو۔ جس آدمی میں دو وصف پائے جائیں وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس آدمی کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہے۔ مثلاً وہ آدمی جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھی طرح پڑھتا ہو امامت کا زیادہ مستحق اور اہل ہے بہ نسبت اس آدمی کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید اچھی طرح نہ پڑھتا ہو۔

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

511- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَبُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ مَوَازٍ فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَنِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَنِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يُؤَمِّنُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِيمِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قوم کی امامت وہ کرائے جو ان میں سے سب

سے زیادہ کتاب اللہ کو جاننے والا ہو اگر وہ قرآن پاک کے علم میں برابر ہوں تو ان میں سے سب سے زیادہ حدیث کو جاننے والا اگر وہ حدیث کے علم میں برابر ہوں تو ان میں سے سب سے پہلے ہجرت کر نیوالا اگر ہجرت میں سب برابر ہوں تو ان میں سے سب سے زیادہ عمر والا اور کوئی شخص کسی مقرر شدہ امام کے ہوتے ہوئے امامت نہ کرائے اور کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے مسند پر نہ بیٹھے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

512- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيُؤْمَرْهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحْفَظُهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَبُهُمْ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو ان میں سے ایک ان کو امامت کرائے اور امامت کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جسے قرآن کا زیادہ علم ہو۔

امامت میں زیادہ حقدار ہونے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَنِ میں سنت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں عہد صحابہ میں جو آدمی احادیث زیادہ جانتا تھا وہ بڑا فقیہ مانا جاتا تھا حضرت امام احمد اور امام ابویوسف کا عمل اسی حدیث پر ہے، یعنی ان حضرات کے نزدیک امامت کے سلسلہ میں قاری عالم پر مقدم ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام محمد حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ زیادہ علم جاننے والا اور فقیہ امامت کے سلسلے میں بڑے قاری پر مقدم ہے کیونکہ علم قرأت کی ضرورت تو نماز کے صرف ایک ہی رکن میں (یعنی قرأت کے وقت ہوتی ہے، برخلاف اس کے کہ علم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں پڑتی ہے) جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم پر سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا مقدم ہے اس کا جواب ان حضرات کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ قاری ہوتے تھے وہی سب سے زیادہ علم والے بھی ہوتے تھے کیونکہ وہ لوگ قرآن کریم مع احکام کے سیکھتے تھے اسی وجہ سے احادیث میں قاری کو عالم پر مقدم رکھا گیا ہے اور اب ہمارے زمانے میں چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر قاری مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے ہم عالم کو قاری پر مقدم رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ ان حضرات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق سے لوگوں کو نماز پڑھوائی باوجود اس کے کہ وہ قاری نہ تھے بلکہ سب سے زیادہ علم والے تھے حالانکہ اس وقت ان سے زیادہ بڑے بڑے موجود تھے۔ فاقدمہم ہجرت کے بارے میں ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل ہجرت چونکہ متروک ہے اس لئے اب یہاں حقیقی ہجرت کے بجائے معنوی ہجرت (یعنی گناہوں اور برائیوں سے ترک) کا اعتبار ہوگا یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے علم اور قرأت میں برابری کے بعد پرہیزگاری کو مقدم رکھا ہے یعنی اگر وہ آدمی ایسے جمع ہوں جو عالم بھی ہوں اور

قاری بھی ہوں تو ان دونوں میں سے امامت کا مستحق وہ آدمی ہوگا جو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ پرہیزگاری کے وصف کے حامل ہوگا۔

اس حدیث میں امامت کے صرف اتنے ہی مراتب ذکر کئے گئے ہیں لیکن علماء نے کچھ اور مراتب ذکر کئے ہیں چنانچہ اگر عمر میں بھی سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو اگر اخلاق میں بھی سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو اچھے چہرے والا ہو یعنی خوبصورت ہو اگر خوبصورتی میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے عمدہ لباس پہنے ہوئے ہو یا سب سے زیادہ شریف النسب ہو اگر تمام اوصاف میں سب برابر ہوں تو اس صورت میں بہتر شکل یہ ہے کہ قرعہ ڈالا جائے جس کا نام نکل آئے وہ امامت کرے یا پھر قوم جسے چاہیے اپنا امام مقرر کرے اور اس کے پیچھے نماز پڑھے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی سلطنت و علاقے میں امامت نہ کرے اسی طرح ایسی جگہ بھی امامت نہ کرے جس کا مالک کوئی دوسرا آدمی ہو جیسا کہ دوسری روایت کے الفاظ فی احمد سے ثابت ہوا۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مقام پر حاکم وقت امامت کرتا ہے یا حاکم وقت کی جانب سے مقرر شدہ اسی کا نائب جو امیر اور خلیفہ کے ہی حکم میں ہوتا ہے امامت کے فرائض انجام دیتا ہے تو کسی دوسرے آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ سبقت کر کے امامت کرے خاص طور پر عیدین اور جمعہ کی نماز میں تو یہ بالکل ہی مناسب نہیں ہے۔

اسی طرح جس مسجد میں امام مقرر ہو یا کسی مکان میں صاحب خانہ کی موجودگی میں مقررہ امام اور صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر امامت کی طرف سبقت کرنا کسی دوسرے آدمی کا حق نہیں ہے کیونکہ اس طرح امور سلطنت میں انحطاط آپس میں بعض و عناد ترک ملاقات، افتراق و اختلاف اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھلتا ہے اور جب کہ جماعت کی مشروعیت ہی انہیں غیر اخلاقی چیزوں کے سد باب کے لئے ہوئی ہے چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ رویہ قابل تقلید ہے کہ وہ اپنے فضل و شرف اور علم و تقویٰ کے باوجود حجاج بن یوسف جیسے ظالم و فاسق کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

بَابُ إِمَامَةِ النِّسَاءِ

عورتوں کی امامت کا بیان

513- عَنْ أُمِّ رَزَقَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ انْطَلِقُوا إِلَى الشَّهِيدَةِ فَتَزُورُهَا وَأَمَرَ أَنْ يُؤَدَّنَ لَهَا وَيَقَامَ وَتَوَّمُ أَهْلَ دَارِهَا فِي الْفَرَائِضِ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَآخِرُ جَهْ أَبُو دَاوُدَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْفَرَائِضِ .

☆☆ حضرت ام رزقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ شہیدہ کے پاس چلو کہ ہم اس سے ملاقات کریں اور آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے اذان دی جائے اور اقامت کہی جائے اور یہ کہ وہ فرض

نمازوں میں اپنے گھر والوں کی امامت کرائے۔

اس کو امام حاکم رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن اور اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور فی الفرائض کے لفظ کا ذکر نہیں کیا۔

514- وَعَنْ رَبِطَةَ الْحَنْفِيَّةِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا آمَتُهُنَّ وَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِي صَلَوةٍ مَكْتُوبَةٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت ربطہ حنفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو امامت کرائی اور آپ فرض نماز میں ان کے درمیان کھڑی ہوئیں۔

اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

515- وَعَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَتْ آمَتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي صَلَوةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت حجيرہ بنت حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز میں امامت کرائی تو وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔

اس کو عبد الرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

عورت کی جماعت کی شرعی حیثیت کا بیان

آکسفورڈ میں امریکہ سے درآمدہ ایک صاحبہ امینہ وود نامی عورت نے دس بارہ مرد و زن کی مخلوط جماعت کی امامت کی اور جس فتنے کا آغاز اس عورت نے امریکہ میں کیا تھا۔ اُسے وہاں پہنچانہ دیکھ کر اب برطانیہ کا قصد کیا ہے جہاں اس کی پذیرائی درجن سے بھی کم افراد نے کی۔ ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ "الْإِنِ الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ" لعن الله من ابغضها؛ خبردار فتنہ خوابیدہ ہے، اور جو اسے جگائے وہ لعنت کا مستحق ہو۔

شرعی اعتبار سے ہم ان تین مسائل پر گفتگو کریں گے۔۔۔ خواتین کا مسجد میں نماز پڑھنا۔۔ ایک عورت کا عورتوں کی جماعت کی امامت کرنا۔۔ ایک عورت کا مخلوط جماعت کی امامت کرنا۔

پہلے مسئلہ کی حد تک اب کسی ابہام کی گنجائش نہیں ہے، قرن اول میں خواتین مسجد نبوی میں نماز پڑھا کرتی تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امامت کرتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے تھے اور عورتیں اپنی چادروں میں لپیٹی اس حالت میں نماز سے واپس جاتی تھیں کہ اندھیرے کی بنا پر پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ یہ حدیث سنن ابی داؤد کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں بھی موجود ہے لیکن ہم اس مضمون میں باقی احادیث بھی سنن ابی داؤد کے حوالہ سے پیش کر رہے ہیں۔ اور چونکہ نماز

خواتین پر باجماعت واجب نہیں ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھر پر نماز پڑھنے کی تلقین کی اور اُسے زیادہ بہتر قرار دیا۔ جیسا کہ ان دو روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

امام احمد اپنی سند کیساتھ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن سوید الانصاری اپنی پھوپھی ام حمید (جو کہ ابی حمید الساعدی کی بیوی تھیں) کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ کیساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن تمہارے لئے اپنے گھر (بیت) میں نماز پڑھنا، اپنے گھر کی چار دیواری (حجرۃ) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور تمہارے لئے اپنے گھر کی چار دیواری میں نماز پڑھنا، اپنے آنگن (دار) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور تمہارے لئے اپنے آنگن میں نماز پڑھنا، اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے، اور تمہارے لئے اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا، میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

یہاں جہاں لفظ "دار" استعمال ہوا ہے اُسے میں نے آنگن لیا ہے، لیکن آس سے محلہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے حضرت عائشہ رضہ اللہ عنہ کی اس حدیث کی بنا پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں (دور، جمع دار) میں مساجد بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ انہیں صاف رکھا جائے اور خوشبو سے بھر پور رکھا جائے۔ (ابوداؤد)

شارح لکھتے ہیں کہ یہاں دور سے مواد محلہ ہے کہ جس میں گھر پائے جاتے ہیں دوسری حدیث عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کی نماز اپنے حجرہ یعنی چار دیواری سے زیادہ اپنے گھر میں افضل ہے۔ اور اس کی نماز اپنے سونے کے کمرے میں گھر سے زیادہ افضل ہے۔ (ابوداؤد)

یہاں چار دیواری کے مقابلہ میں گھر (بیت) کا لفظ اندرون خانہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ گویا افضلیت کے اعتبار سے ترتیب یوں ہوگی۔

سونے کا کمرہ (بیڈ روم) پھر اندرون خانہ (بیت)، پھر چار دیواری (حجرہ) پھر آنگن یا محلہ کی مسجد (دار)، پھر محلہ کی جامع مسجد ام حمیدہ کی مذکورہ بالا حدیث کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت سننے کے بعد انہوں نے اپنے گھر کے آخری گوشے میں مسجد (یعنی نماز کی جگہ) بنائی اور اللہ کی قسم وہ اپنے اللہ سے ملنے تک وہاں نماز پڑھتی رہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں خواتین کو مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دی وہاں چند مزید ہدایات بھی دیں۔
بروایت عبد اللہ بن عمر انہوں نے ارشاد فرمایا: اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو، لیکن وہ اس طرح نکلیں کہ خوشبو سے عاری ہوں (ابوداؤد) پھر بتایا کہ ان کی صفیں مردوں کی صفوں کے پیچھے ہوں۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردوں کی بہترین صفیں پہلی صفیں ہیں اور بدترین آخری۔

(سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۹۹، دار الحدیث لبنان)

عورتوں کی بہترین صفیں آخری ہیں اور بدترین پہلی۔ (ابوداؤد:) یہاں بہترین اور بدترین اس لحاظ سے ہے کہ مردوں اور عورتوں میں جتنا بعد ہوگا وہ بہتر ہوگا۔ مردوں کی آخری صف اور عورتوں کی پہلی صف چونکہ قریب قریب ہوں گی جہاں ایک دوسرے کو دیکھنے اور نماز میں خلل واقع ہونے کا امکان ہوگا، انہیں بدترین قرار دیا۔

اس کا بدوا مسجد میں مردوں اور عورتوں کے درمیان پردہ لٹکانے یا عورتوں کے لئے علیحدہ باپردہ جگہ بنانے سے ہو سکتا ہے جیسا کہ آج کل مساجد میں کیا جاتا ہے جن میں مسجد نبوی بھی شامل ہے۔ احادیث کی کتب سے ایک بات اور معلوم ہوتی ہے کہ خود صحابہ کے دور میں یہ احساس اجاگر ہونا شروع ہو گیا تھا کہ مساجد میں عورتوں کے آنے سے فتنہ کو ہوا مل سکتی ہے اس لئے بعض لوگ مساجد میں عورتوں کے آنے پر خوش نہیں تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ اجازت کی مخالفت بھی نہیں کر سکتے تھے اس ضمن میں یہ تین احادیث ملاحظہ ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانے تک موجود رہتے اور دیکھتے کہ عورتوں نے کیا گل کھلائے ہیں تو انہیں وہ مسجدوں میں آنے سے ایسے ہی روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا۔ (ابوداؤد:)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں کو رات کے وقت مسجد جانے کی اجازت دیدہ، اُن کا ایک بیٹا (بلال یا واقد) کہتا ہے کہ اللہ کی قسم: ہم اجازت نہیں دیں گے، اللہ کی قسم! ہم اجازت نہیں دیں گے۔

اس پر عبداللہ بن عمر انہیں خفا ہوئے اور اپنے غصہ کا اظہار کیا اور کہا: میں کہہ رہا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انہیں اجازت دو اور تم کہتے ہو کہ ہم اجازت نہیں دیں گے؟ (ابوداؤد:) یہاں ہم عاتکہ بنت زید کا قصہ بھی درج کرتے ہیں۔ عاتکہ، سعید بن زید کی بہن ہیں جو عشرہ مبشرہ بالجنہ میں سے ہیں، ان کی پہلی شادی ابوبکر صدیق کے بیٹے عبداللہ سے ہوئی جو طائف کے محاصرے میں شہید ہوئے، دوسری شادی زید بن الخطاب سے ہوئی جو یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے، تیسری شادی حضرت عمر سے ہوئی اور شادی کے وقت انہوں نے شرط رکھی کہ وہ نہ انہیں ماریں گے، نہ حق بات سے روکیں گے اور نہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے منع کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد زبیر بن العوام نے بھی مذکورہ شرطوں پر اُن سے شادی کی لیکن وہ اُن کا مسجد میں نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے تھے، اس لیے انہوں نے یہ حیلہ کیا کہ رات کے وقت اُن کے راستہ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے اور جب وہ گزر رہی تھیں تو اُن کے کوہے پر زور سے ہاتھ مارا۔ وہ فوراً لوٹ آئیں اور کہنے لگیں: واللہ، زمانہ خراب ہو گیا ہے۔ اس کے بعد پھر وہ نہیں نکلیں (ابن حجر: الاصابہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں عورتوں کے لئے علیحدہ دروازہ مخصوص کر دیا تھا۔ وہ لوگوں کو اس دروازے سے داخل ہونے سے منع کیا کرتے تھے اور بقول نافع اپنی وفات تک اس دروازے سے خود داخل نہیں ہوئے (ابوداؤد)

اب رہا دوسرا مسئلہ کہ عورت، عورتوں کی جماعت کی امامت کر سکتی ہے یا نہیں، تو اس بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں

کہ ایسا کرنا جائز ہے۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ: عورت عورتوں کی امامت کرائے تو صف کے درمیان کھڑی ہو (مصنف عبد الرزاق) ان مذکورہ احادیث سے یہ باتیں بالکل واضح ہیں:

نماز سے پاکیزگی، اللہ سے قربت اور اجر و ثواب مقصود ہے، مسجد میں انسان جائے تو اپنی روحانیت کو بالا کرنے، دنیوی امور اور شیطانی وسوسوں کا شکار نہ ہو، ہر وہ چیز جس سے نماز میں خلل آئے، مسجدوں سے دور رکھی جائے۔

مردوں عورتوں کا اختلاط چونکہ فتنے کا باعث بن سکتا ہے اس لئے اولاً عورتوں پر جماعت کی نماز واجب نہیں کی گئی، انہیں گھروں میں نماز پڑھنے پر اُکسایا گیا، اگر وہ مسجد میں آئیں تو ان کے لئے علیحدہ دروازہ مخصوص کیا جاتا ہے، ان کی صفیں مردوں کی صفوں سے پیچھے قرار دی گئیں، اُن کے لئے گھر سے باہر نکلنے وقت خوشبو کا استعمال ناجائز قرار دیا گیا۔ اب ان حکمتوں کو ملاحظہ کیجئے اور تیسرے مسئلہ پر غور کیجئے کہ آیا کسی صورت میں بھی ایک عورت کو مردوں کے سامنے لا کر امام کی حیثیت سے کھڑا کیا جاسکتا ہے؟

جب باجماعت نماز اُن پر واجب ہی نہیں تو انہیں ایک واجب امر کے لئے کیسے مجبور کیا جاسکتا ہے، یہ تو ایسے ہی ہے کہ معذور افراد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کرنے سے رخصت دی گئی ہے لیکن آپ انہیں جہاد کرنے پر مجبور کریں، عورتوں پر بھی جہاد فرض نہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم کیوں نہ جہاد کریں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہارا جہاد، حج اور عمرہ ادا کرنا ہے۔ عورتیں جن پر اللہ تعالیٰ نے حمل، ولادت، رضاعت اور تربیت اولاد کے ضمن میں اتنا بوجھ ڈالا ہے، کیا انہیں مزید بوجھ کا متحمل بنایا جائے کہ وہ مردوں کی طرح باجماعت نماز مسجد میں ادا کریں، بلکہ امامت بھی کرائیں؟ اگر اللہ نے انہیں ایک رخصت عطا کی ہے تو وہ اس رخصت سے کیوں نہ فائدہ اٹھائیں؟ ایام ماہواری میں ایک عورت کو نماز پڑھنے سے رخصت عطا کی گئی ہے۔ آج تک کسی عورت نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ جب مردوں کو کسی بھی حال میں نماز سے رخصت نہیں دی گئی تو ہمیں رخصت کیوں دی گئی ہے؟

سورۃ نور میں جہاں قلب مومن میں اللہ کے نور کے منعکس ہونے کی مثال دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس نور کی آبیاری اللہ کے گھروں میں ہوتی ہے۔ وہاں اُن مردوں، کی تعریف کی گئی ہے جو صبح و شام اللہ کے ان گھروں میں اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ فرمایا: رجال، لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله و اقام الصلاة و اتقاء الزكاة " یہ وہ مرد ہیں جنہیں کوئی تجارت یا سودا اللہ کے ذکر، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہیں روکتا۔

یعنی مسجدوں کا آباد کرنا۔ مثلاً مردوں کا کام ہے، عورتوں کو وہاں ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت ہے لیکن یہ ان پر لازم نہیں ہے۔

اب آئیے اس ایک واقعہ کی طرف جو اس ضمن میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ ہے ام ورقہ کا واقعہ جسے ابو داؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے۔ پہلے الاصابہ سے ام ورقہ کے مختصر حالات ملاحظہ ہوں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لیے تشریف لیجا رہے تھے، ام ورقہ بنت نوفل الانصاریہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے بھی اجازت دیں کہ آپ کے ساتھ نکلوں اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں اور ہو سکتا ہے کہ اللہ مجھے شہادت سے نوازیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر ہی میں رہو، اللہ تمہیں شہادت سے سرفراز کرے گا۔ چنانچہ وہ شہیدۃ کے لقب سے پکاری جاتی تھیں۔ وہ قرآن پڑھا کرتی تھیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ اپنے گھر میں ایک مؤذن ان کے لئے اذان دیا کرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ انہوں نے اپنے غلام مرد اور لونڈی کو بتا رکھا تھا کہ ان کی وفات کے بعد وہ آزاد ہوں گے۔ (جسے عربی میں تدبیر کہا جاتا ہے)۔ ان دونوں نے ایک رات اُن کے سر پر ایک تکیہ رکھ کر انہیں مار دیا۔ اور خود بھاگ گئے۔ حضرت عمر کو صبح کے وقت اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے کہا: جس کے پاس اس واقعہ کے بارے میں علم ہو یا ان دونوں کو جانتا ہو تو وہ مجھے بتائے اور انہیں میرے پاس لے کر آئے۔ چنانچہ وہ دونوں لائے گئے اور پھانسی پر چڑھائے گئے۔ مدینہ میں یہ دونوں پہلے دو شخص تھے جو مصلوب ہوئے، ابن اسکن کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت کہا کہ آج رات میں نے اپنی خالہ ام ورقہ کی قرأت کی آواز نہیں سنی، تو وہ ان کے گھر داخل ہوئے تو کچھ دکھائی نہیں دیا۔ پھر اندر داخل ہوئے۔ تو گھر کے ایک کونے میں ایک کھل یا چادر میں اُن کی ماش لپیٹی ہوئی پائی۔ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔

پھر وہ منبر پر چڑھے، اور یہ خبر بیان کی اور کہا کہ ان دونوں کو ڈھونڈ کر لاؤ، ان دونوں کو لایا گیا۔ تو ان سے پوچھ گچھ کی، دونوں نے اقرار کیا تو پھر انہیں مصلوب کرنے کا حکم دیا۔ (الاصابہ) ابو داؤد نے ان الفاظ کا اضافہ کیا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں ان کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے، ان کے لئے ایک مؤذن مقرر کیا جو ان کے لئے اذان دیا کرتا تھا اور انہیں کہا کہ وہ اپنے گھر والوں (اہل دارہا) کی امامت کرائیں۔ راوی عبدالرحمن بن خلاد کہتے ہیں: میں نے وہ مؤذن دیکھا ہے، وہ ایک بڑی عمر کا بوڑھا شخص تھا۔ (ابو داؤد)

اسناد کے اعتبار سے یہ روایت قوی نہیں ہے کہ اس کے دو راوی عبدالرحمن بن خلاد اور الولید بن جمیع کے حالات معلوم نہیں۔

الولید کے بارے میں ذہبی لکھتے ہیں کہ بقول ابن حبان: اگر اکیلے روایت کریں تو بہت غلطی کرتے ہیں اور قابل حجت نہیں۔ دوسرے محدثین ابن معین، العجلی، ابو حاتم کے نزدیک وہ ثقہ ہیں۔ اگر اس روایت کو قبول بھی کیا جائے تو اس سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

ام ورقہ کے لئے یہ ایک خصوصی اجازت تھی کہ وہ مؤذن رکھیں اور اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں۔ اور وہ اس لئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس طرح کے کسی دوسرے واقعہ کا ذکر نہیں ملتا۔ اپنے گھر والوں کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا۔ اذن عام نہیں تھا۔



جس سوزن کے مقرر کرنے کا حکم ہے اُس کے بارے میں دونوں احتمال ہو سکتے ہیں کہ وہ اُن کے پیچھے نماز پڑھتا ہو یا اذان دینے کے بعد نماز باجماعت کے لئے محلے کی مسجد میں چلا جاتا ہو۔
حضرت عمران کے گھر کے قریب سے گذرتے تھے اور ان کی قراءت کی آواز سنتے تھے۔ لیکن وہ خود ان کی جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔

یہ جماعت اُن کے اپنے آنگن (دار) میں ہوتی تھی۔ محلہ کی مسجد نہ تھی۔ اس لئے کہ اس روایت میں ذکر ہے کہ اس واقعہ (یعنی اُن کی شہادت کے واقعے) کے بعد وہ اُن کے "دار" میں داخل ہوئے تو کچھ نظر نہ آیا۔ پھر بیت میں داخل ہوئے تو چادر میں لپٹی ہوئی ان کی لاش کو پایا۔

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے گھر میں سوائے اس غلام مرد اور لونڈی کے اور کوئی نہ تھا کہ جن کی وہ امامت کراتی ہوں

کوئی اور ہوتا تو پھر یہ قتل آسانی سے کیسے ہو جاتا۔ اس لئے اس روایت میں عورت کی اپنے گھر کے علاوہ عام مساجد میں امامت کرانا کیسے ثابت کیا جاسکتا ہے؟

اگر یہ بات بڑے اجر و ثواب کی تھی تو قرن اول کی وہ خواتین اس عظیم خدمت سے کیسے محروم رہ گئیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اور تمام امہات المؤمنین شامل ہیں؟ حضرت عائشہ کے علم و فضل سے کون واقف نہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سنیالیس سال زندہ رہیں۔ میں ان کی وفات ہوئی۔ انہیں امامت کے لئے کیوں نہیں چنا گیا۔ اور پھر انہوں نے اس کا عظیم کے لئے اپنے آپ کو پیش کیوں نہ کیا؟

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کوئی بھی عمل اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک اس میں اخلاص نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہو۔

"ایمنہ و ردود" کا عمل کہاں تک سنت کے مطابق ہے وہ تو آپ نے ملاحظہ کر لیا۔ اخلاص کا حال یوں جانچا جاسکتا ہے کہ اس دس بارہ آدمیوں کی جماعت کے لئے کمرے اور تصویر کا اہتمام کیا گیا تا کہ زیادہ کاری کے سارے ریکارڈ توڑے جاسکیں۔
"إِنِ الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَيْقَظَهَا"

بَابُ إِمَامَةِ الْأَعْمَى

اندھے کی امامت کا بیان

516- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَوْمَ قَوْمِهِ وَهُوَ أَعْمَى وَأَنَّهُ

قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَصَلِّي يَا

رَسُولُ اللَّهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا اتَّخَذَهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ ابْنٌ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کراتے تھے حالانکہ آپ نابینا تھے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ تاریکی اور پانی ہوتا ہے اور میں ایک نابینا شخص ہوں تو آپ میرے گھر میں کسی ایسی جگہ نماز پڑھیں جس کو میں جائے نماز بنا لوں پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا تم کون سی جگہ پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تو انہوں نے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

517- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ يَوْمَ النَّاسِ وَهُوَ أَعْمَى . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ابن ام مکتوم کو قائم مقام بنایا کہ وہ لوگوں کی امامت کرائیں حالانکہ وہ نابینا تھے اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

518- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا قائم مقام بنایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس کو بیہقی نے اپنی کتاب المعرفة میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نابینے کی امامت بلا کراہت جائز ہے اس سلسلے میں حنفی مسلک میں یہ فقہی روایتیں بھی وارد ہیں کہ اگر نابینا قوم کا سردار ہو تو اس کی امامت جائز ہے بلکہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اگر نابینا بہت زیادہ علم کا حامل ہو تو امامت کے سلسلے میں وہ اولیٰ ہے۔ (شرح کبیر، اشباہ والنظائر)

بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ

غلام کی امامت کا بیان

519- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقَبَاءٍ قَبْلَ

۱۷۵. ابو داؤد کتاب الصلوة باب امامة الاعنى ج ۱ ص ۸۸

۱۸۵. معرفة السنن والآثار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۱۶۲ صحیح ابن حبان ج ۷ ص ۲۸۶ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب

امامة الاعنى عن انس ج ۲ ص ۸۸

۱۹۵. بخاری کتاب الاذان باب امامة العبد والولی ج ۱ ص ۹۶

مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یومئذہم مآلہم مولیٰ ابی حذیفہ وکان اکثرہم قرآنا۔ رواہ البخاری۔
 ☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے مہاجرین اولین قبا میں عصبہ نامی جگہ
 آئے تو حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم ان کی امامت کراتے تھے اور انہیں ان سب سے زیادہ قرآن مجید یاد تھا۔
 اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

حضرت سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام اور بہت اچھے قاری تھے ان کا شمار نہایت بزرگ اور اونچے درجے کے قراء
 صحابہ میں ہوتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ "قرآن کریم چار لوگوں سے حاصل کرو اور ان چار
 لوگوں میں حضرت سالم کا نام بھی شمار کیا تھا۔ حضرت عمر حضرت ابوسلمہ ابن عبدالاسد اور ان جیسے دوسرے جلیل القدر اور با عظمت
 و فضیلت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی میں حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام مقرر ہونے کی وجہ یا تو یہ تھی کہ یہ
 بہت اچھے قاری تھے یا پھر اس میں کوئی اور مصلحت ہوگی۔

520- وَعَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُمْ كَانُوا يَأْتُونَ عَائِشَةَ أُمَ الْمُؤْمِنِينَ بِأَعْلَى الْوَادِي حُوَ وَعَبِيدُ بْنُ عَمْرٍو
 وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَنَاسٌ كَثِيرٌ لِيَوْمِئِذِهِمْ أَبُو عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ وَأَبُو عَمْرٍو غُلَامُهَا جَنِينٌ لَمْ يُعْتَقْ قَالَ وَكَانَ إِمَامًا
 يَتَى مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَغُرُورٌ. رواه الشافعي في مسنده والبيهقي في معرفة السنن والآثار وإسناده حسن.
 ☆☆ حضرت ابن ابوملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ مدینہ کے بالائی حصہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت
 میں حاضر ہوئے وہ اور حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ مسور بن مخرمہ اور بہت سے لوگ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام ابو عمرو نے ان
 کی امامت کرائی حالانکہ وہ اس وقت ان کے غلام تھے آزاد نہیں کئے گئے تھے۔ راوی فرماتے ہیں یہ بنو محمد بن ابوبکر اور عمروہ کے
 امام تھے۔

اس کو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمَامَةِ الْجَالِسِ

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کی امامت کا بیان

521- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ
 فَجَحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَوةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَأَاهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ

۵۲۰۔ مسند شافعی باب السابع فی الجماعة واحکام الامامة ج ۱ ص ۱۰۶ معرفۃ السنن والآثار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۱۶۳ سنن

الکبری للبیہقی کتاب الصلوة باب امامة العبد ج ۲ ص ۸۸

۵۲۱۔ بخاری کتاب الادان باب انما جعل الامام لیؤتم به ج ۱ ص ۹۶ مسلم کتاب الصلوة باب اتمام اماموم یا امام ج ۱ ص ۱۷۶

الْإِمَامُ يُؤْتِمُّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَامِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا فَإِذَا رَكَعَ قَارِعُوا وَإِذَا رَفَعَ قَارِعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے اُتر پڑھے تو آپ کی دائیں جانب چھلی گئی تو آپ نے نمازوں میں سے کوئی نماز بیٹھ کر پڑھائی تو ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

522- وَعَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ يُؤْتِمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ قَارِعُوا وَإِذَا رَفَعَ قَارِعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی تو آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو آپ نے ان کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

523- وَعَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاعْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاعْتَسَلَ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ فَفَعَلْنَا فَاعْتَسَلَ

۵۲۲۔ بخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام ليؤتم به ج ۱ ص ۹۵ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب انتما بالامام ج ۱ ص

۱۷۷

۵۲۳۔ بخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام ليؤتم به ج ۱ ص ۹۵ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام اذا عرس له

عند۔ الخ ج ۱ ص ۱۷۷

ثُمَّ ذَهَبَ لِيسوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ فَقُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَتْ وَالنَّاسُ
عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ قَالَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاتَّاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ
أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَلِيْقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ قَالَتْ لَصَلَّى
بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْآيَاتُ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِيفَةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَحْلَيْنِ أَحَدُهُمَا
الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا أَجْلِسَا بَيْنِي إِلَى جَنْبِهِ فَاجْلِسَا إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّيَ وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
لَمَّا عَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرْحُومِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ هَاتِ فَقَرَأْتُ حَدِيثَهَا عَلَيْهِ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ بَيْنَنَا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمْتُ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ
قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت عید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو
میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں بیان نہیں کریں گی تو انہوں نے فرمایا کیوں نہیں نبی
پاک ﷺ بیماری ہوئے تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی تو ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے
ہیں تو آپ نے فرمایا میرے لئے لب میں پانی رکھو۔ آپ فرماتی ہیں ہم نے ایسا کیا تو آپ نے غسل کیا پھر غسل کے بعد آپ
اٹھ کر جانے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کیا نہیں
یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرے لئے لب میں پانی رکھو تو آپ بیٹھے پھر غسل کیا پھر اٹھ کر
جانے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول
اللہ ﷺ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لوگ مسجد میں بیٹھے عشاء کی نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ
کا انتظار کر رہے تھے تو نبی پاک ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت ابو
بکر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد نے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حضرت ابو
بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر تو لوگوں کو نماز پڑھا اور آپ رقیق القلب شخص تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ امامت کے زیادہ
حقدار ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں لوگوں کو نماز پڑھائی پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ ہلکا پن محسوس کیا تو آپ دو
آدمیوں کے سہارے نماز ظہر کے لئے نکلے ان میں سے ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے پس جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو
پچھے ہونا شروع ہو گئے تو نبی پاک ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پیچھے نہ ہٹیں اور ان دونوں سے فرمایا مجھے ابو بکر کے پہلو

میں بٹھا دو تو ان دونوں نے آپ کو ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنے لگے۔ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان سے کہا کیا میں آپ پر وہ حدیث پیش نہ کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کی تو انہوں نے کہا سناؤ تو میں نے ان پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی (بیان کردہ) حدیث پیش کی تو انہوں نے حدیث میں سے کسی چیز سے اختلاف نہ کیا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمہارے سامنے اس شخص کا نام نہیں لیا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے تو میں نے کہا نہیں تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کے قیام سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے سے گرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوٹ آگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی چنانچہ ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں بیٹھ کر ہی نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بے شک امام اس لئے ہے یا فرمایا بے شک امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب رکوع سے اٹھے تو تم بھی رکوع سے اٹھو جب وہ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے تو تم (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ اس باب میں حضرت عائشہ ابو ہریرہ جابر ابن عمر اور معاویہ سے بھی روایت ہے۔

امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں حدیث انس حسن صحیح ہے بعض صحابہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے ان میں سے جابر بن عبداللہ اسید بن حضیر اور ابو ہریرہ بھی ہیں امام احمد اور اسحاق بھی اسی کے قائل ہیں بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں ان کی نماز بیٹھ کر جائز نہیں سفیان ثوری، امام مالک بن انس، ابن مبارک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 347)

بَابُ صَلَوةِ الْمُفْتَرِضِ خَلْفَ الْمُتَنَفِّلِ

فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

524- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. وَزَادَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارِقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي رِوَايَةٍ هِيَ لَهُ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ قَرِيبَةٌ. وَفِي هَذِهِ الزِّيَادَةِ كَلَامٌ.

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے تھے۔ پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آتے تو ان کو وہ نماز پڑھاتے اس کو شیخین نے روایت کیا اور عبد الرزاق امام شافعی طحاوی دارقطنی اور بیہقی (رحمۃ اللہ علیہم) نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ وہ نماز حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی نقل ہوتی اور دیگر لوگوں کے لئے فرض ہوتی اور اس اضافہ میں کلام ہے۔

نفل پڑھنے والے کی اقتداء میں فرض پڑھنے پر فقہی اختلاف کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر آتے اور پھر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے چنانچہ (ایک دن) انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عشاء کی نماز پڑھی اور پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کی اور (نماز میں) سورت بقرہ شروع کر دی (جب قرات طویل ہوئی تو) ایک آدمی سلام پھیر کر جماعت سے نکل آیا اور تنہا نماز پڑھ کر چلا گیا لوگوں نے (جب یہ دیکھا تو اس سے کہا کہ "فلانے کیا تو منافق ہو گیا ہے (کیونکہ جماعت سے جان بچا کر نکل بھاگنا تو منافقوں ہی کا کام ہے) اس نے کہا "نہیں اللہ کی قسم (میں منافق نہیں ہوا ہوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حقیقت حال بیان کروں گا" چنانچہ وہ آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اونٹوں والے ہیں، دن کو کام کرتے ہیں (یعنی) اونٹوں کے ذریعے پانی بکھینچ کر درختوں کی آبپاشی کرتے ہیں اور دن بھر محنت و مشقت میں لگے رہتے ہیں) معاذ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر آئے اور ہمیں نماز پڑھائی۔

اور سورت بقرہ شروع کر دی (یہی قرات ہونے اور اپنے تھکے ہوئے ہونے کی وجہ سے میں بد دل ہو گیا) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "معاذ! کیا تم فتنے پیدا کرنے والے ہو؟ (یعنی کیا تم لوگوں سے جماعت ترک کرنا نہیں دین سے بیزار اور فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ بہتر یہ ہے کہ) تم سورت والشمس وضحاہ سورت والضحی سورت واللیل اذا بغشی اور سورت سبح اسم ربك الا علی پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 797)

حضرات شوافع نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ فرض نماز پڑھنے والے کو نفل نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت معاذ بن جبل جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے تو ان کی فرض نماز ادا ہو

۵۲۴۔ مسلم کتاب الصلوة باب القراءة فی العشاء ج ۱ ص ۱۸۷ بخاری کتاب الاذان باب اذا طول الامام۔ الخ ج ۱ ص ۹۷
مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوة باب لا تكون صلوة واحدة لشي ج ۲ ص ۸ منہ شافعی کتاب الصلوة باب السابع فی الجماعة واحکام الامامة ج ۱ ص ۱۰۳ طحاوی کتاب الصلوة باب الرجل یصلی الفریضة خلف من یصلی تطوعا ج ۱ ص ۲۷۹ دار قطنی
کتاب الصلوة باب ذکر صلوة المفترض خلف المتفل ج ۱ ص ۲۷۹ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب الفریضة خلف من یصلی النافلة ج ۲ ص ۸۵

جاتی تھی اور اپنی جماعت کے ساتھ جو نماز پڑھتے تھے نفل رہتی تھی اور ان کے معتدیوں کی نماز فرض ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کو جائز رکھا انہیں اس عمل سے منع نہیں کیا۔

علماء حنفیہ کے نزدیک چونکہ فرض نماز پڑھنے والے کے لئے نفل نماز پڑھنے والے کی امامت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لیے حضرات سوانح کو جواب دیا جاتا ہے کہ "نیت ایک ایسی شے ہے جس پر کوئی دوسرا آدمی مطلع نہیں ہو سکتا وقتیکہ خود نیت کرنے والا یہ نہ بتائے کہ اس نے کیا نیت کی تھی۔ لہذا یہ غالب ہے کہ حضرت معاذ ابن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہ نیت فرض نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقہ نماز سیکھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی برکت و فضیلت حاصل کرنے نیز تہمت نفاق سے بچنے کی خاطر بہ نیت نفل نماز پڑھتے ہوں پھر اپنی قوم کے پاس آ کر انہیں فرض نماز پڑھاتے ہوں گے تاکہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں لہذا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کو اس صورت پر محمول کرنا اولیٰ ہے کیونکہ یہ شکل تو بالاتفاق سب علماء کے نزدیک جائز ہے بخلاف پہلی شکل کے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُتَوَضِّئِ خَلْفَ الْمُتِمِّمِ

وضو کر نیوالے کا تیمم کر نیوالے کے پیچھے نماز پڑھنا

525- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اخْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ لَيْسَمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَلَذَكْرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَمْرُو صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ فَأَخْبَرْتَهُ بِأَلَدِي مَتَعْنِي مِنَ الْإِغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا فَصَحَّحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ خَرِيقٍ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ .

★★ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک سردرات میں مجھے احتلام ہو گیا۔ پس مجھے ڈر لگا کہ غسل کرنے سے میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ پس میں نے تیمم کر کے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو کیا تو نے حالت جنابت میں اپنے ساتھیوں کی نماز پڑھائی تو میں نے آپ کو اس چیز کی خبر دی جس نے مجھے غسل کرنے سے روکا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے کہ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا اس کو ابو داؤد اور بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا اور دیگر محدثین نے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا۔

۵۲۵۔ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب اذا خاف الجنب البرد ان یتم اذا خاف الجنب عن نفسه

المرض . الخ ج ۱ ص ۴۹ مستدرک حاکم کتاب الطہارۃ باب عدم الغسل للجنابة في شدة البرد ج ۱ ص ۱۷۷

حالت اقوی کے تابع حالت ادنی ہوتی ہے قاعدہ فقہیہ

حالت اقوی کے تابع حالت ادنی ہوتی ہے جبکہ حالت اقوی حالت ادنی کے تابع نہیں ہوتی۔ (ماخوذ من الحسامی)
اس کی وضاحت یہ ہے کہ وہ شرعی احکام جن میں اتباع معتبر ہوتی ہے تو وہاں اس امر کا خاص اہتمام ہے کہ جو مضبوط
حالت اور اعلیٰ حالت والا ہے اسکی اتباع کی جائے گی اور جو شرعی احکام کے مطابق معذور اور کمزور حالت والا ہے اس کی اتباع
نہیں کی جائے گی۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔

اس قاعدے سے امام اور مقتدی کے متعلق بہت سے مسائل اخذ ہوتے ہیں کہ امام کا حال مقتدی کے حال سے اقوی
ہونا چاہیے۔ کیونکہ مقتدی کے لئے امام کی اتباع ضروری ہے اور اتباع اسی کی ہو سکتی ہے جو اقوی ہے۔ کیونکہ نماز میں اتباع کا جو
حکم ہے اس کا مفاد یہی ہے۔

ماح کی اقتداء میں غاسلین کی نماز کا بیان

اگر موزوں پر مسح کرنے والا ہو تو اسکی اقتداء میں پاؤں کو دھو کر وضو کرنے والے کی نماز جائز ہے (ہدایہ) اگرچہ پاؤں
دھونے والوں کی حالت ماح سے اقوی ہے تاہم یہاں دوسرے قاعدے کا اطلاق کیا جا رہا ہے کہ جس طرح پاؤں دھونے
والے کے لئے افادہ طہارت حاصل ہے اسی طرح موزوں پر مسح کے لئے افادہ طہارت عام ہے اور طہارت کی عمومیت کا اعتبار
کرتے ہوئے اسکی اقتداء میں نماز کے جواز کی اجازت دی گئی ہے۔

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى كَرَاهَةِ تَكَرُّارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

ان روایات کا بیان جن سے مسجد میں دوبارہ جماعت کرانے کی کراہت پر استدلال کیا گیا

526- عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ مِنْ نَوَاحِي الْمَدِينَةِ يُرِيدُ
الصَّلَاةَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا لَعَالٍ إِلَى مَنْزِلِهِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ لَصَلَّى بِهِمْ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ
الْهَيْثَمِيُّ رَجَالُهُ ثِقَاتٌ.

☆☆ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اطراف مدینہ سے تشریف لائے نماز کا ارادہ رکھتے تھے تو
لوگوں کو اس حال میں پایا کہ بے شک وہ نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ گھر کی طرف لوٹ گئے اور اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ان کو
نماز پڑھائی اس کو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں بیان کیا اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي جَوَازِ تَكَرُّارِ الْجَمَاعَةِ فِي مَسْجِدٍ

مسجد میں تکرار جماعت کے جواز کے بارے میں وارد روایات کا بیان

527- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِأَصْحَابِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَصَدَّقْ عَلَيَّ ذَا فُبُصْلَيَّ مَعَهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى مَعَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَةُ وَالْعَاشِقِيُّ وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

★★ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا دارنحالیکہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون اس پر صدقہ کریگا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے تو قوم میں سے ایک شخص اٹھ تو اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی اس کو امام احمد ابوداؤد اور ترمذی (رحمۃ اللہ علیہم) نے روایت کیا امام ترمذی بیہیہ نے اس کو حسن قرار دیا اور امام حاکم بیہیہ نے بھی اس کو حسن قرار دیا اور کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

528- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ وَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يُصَلِّي وَخَذَهُ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَتَجَرَّ عَلَيَّ هَذَا فُبُصْلَيَّ مَعَهُ . أَخْرَجَهُ الدَّارُ الْقُطَيْبِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آیا دارنحالیکہ نبی پاک ﷺ نماز پڑھا چکے تھے تو اس نے اکیلے نماز پڑھنا شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون اس کے ساتھ تجارت کریگا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے۔

جماعت کے تکرار سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھ لینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون تجارت کرے گا اس آدمی کے ساتھ ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی لی اس باب میں ابوامامہ ابو موسیٰ اور حکم بن عمیر سے بھی روایات مروی ہیں۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابوسعید کی حدیث حسن ہے۔ اور صحابہ و تابعین میں سے کئی اہل علم کا یہ قول ہے کہ جس مسجد میں جماعت ہو چکی ہو اس میں دوبارہ جماعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور یہی کہتے ہیں احمد اور اسحاق مکی اور بعض اہل علم کے نزدیک وہ نماز پڑھیں اکیلے اکیلے یہ قول سفیان ثوری ابن مبارک امام مالک اور امام شافعی کا ہے ان کا مسلک یہ ہے کہ وہ الگ الگ نماز پڑھیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 213)

بَابُ صَلَاةِ الْمُتَفَرِّدِ خَلْفَ الصَّفِّ

اکیلے شخص کا صف کے پیچھے نماز پڑھنا

529- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَبَيْتَانَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۲۷. مسند احمد ج ۲ ص ۴۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی الجمع فی المسجد مرتین ج ۱ ص ۸۵ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الجماعة فی مسجد قد صلی فیہ مرة ج ۱ ص ۵۲ مستدرک حاکم کتاب الصلوة باب اقامة الجماعة فی المسجد مرتین ج ۱ ص ۲۰۹

۵۲۸. دار قطنی کتاب الصلوة باب إعادة الصلوة فی جماعة ج ۱ ص ۲۷۶

وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَتَا . رَوَاهُ الشَّيْخَان .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے گھر میں نبی پاک ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

530- وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاجِعٌ لَمْ يَكُنْ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ لَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللَّهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدَّ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک ﷺ کے پاس پہنچے درحالیکہ آپ رکوع میں تھے تو میں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اس کا ذکر نبی پاک ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری حرص کو زیادہ کرے دوبارہ ایسا نہ کرنا اس کو بخاری نے روایت کیا۔

531- وَعَنْ وَائِصَةَ بِنِ مَعْبُدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّيُ خَلْفَ الصَّفِّ وَخَدَّهُ فَأَمَرَ أَنْ يُعْبَدَ الصَّلَاةَ . رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ .

☆☆ حضرت وایصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

532- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّيُ خَلْفَ الصَّفِّ فَرَقَفَ حَتَّى انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ اسْتَغْبِلْ صَلَاتَكَ فَلَا صَلَاةَ لِمَنْ قَرِبَ خَلْفَ الصَّفِّ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ٹھہر گئے حتیٰ کہ جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ دوبارہ نماز پڑھ۔ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والی کی نماز نہیں ہوتی۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

۵۲۹۔ بخاری کتاب الاذان باب المرأة وحدها تكون صفا ج ۱ ص ۱۰۱ ملہ کتاب الماجد باب جوار الجماعة النافلة۔ الحج ج ۱ ص ۲۳۴

۵۳۰۔ بخاری کتاب الاذان باب اذا ركع دون الصف ص ۱۰۸

۵۳۱۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الرجل يصلي وحده خلف الصف ج ۱ ص ۹۹ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في الصلوة خلف الصف وحده ص ۵۴ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب صلوة الرجل خلف الصف وحده ص ۷۲ صحیح ابن حبان کتاب الصلوة

ج ۴ ص ۲۱۱ مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۸

۵۳۲۔ مسند احمد ج ۴ ص ۲۲۳ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب صلوة الرجل خلف الصف وحده ص ۷۱

اکیلے شخص کے ساتھ جماعت کرانے میں فقہی مذاہب

ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ زیاد بن ابی الجعد نے میرا ہاتھ پکڑا رکھ کے مقام پر اور مجھے اپنے ساتھ ایک شیخ کے پاس لے گئے انہیں وابصہ بن معبد کہا جاتا ہے ان کا تعلق قبیلہ بنی اسد سے تھا مجھ سے زیاد نے کہا مجھے روایت بیان کی اس شیخ نے کہ ایک آدمی نے نماز پڑھی صف کے پیچھے اکیلے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ نماز کو لوٹائے اور اس بات کو شیخ من رہے تھے اس باب میں علی بن شیبان اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی احادیث مروی ہیں امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وابصہ کی حدیث حسن ہے اور مکروہ کہا اہل علم کی ایک جماعت نے کہ کوئی شخص صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر اس نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی تو اسے نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی اور یہ قول ہے احمد اور اسحاق کا اور اہل علم کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی اور یہ قول ہے سفیان ثوری ابن مبارک اور امام شافعی کا اہل کوفہ میں سے بھی علماء کی ایک جماعت وابصہ بن معبد کی روایت پر عمل کرتی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی ہو تو وہ نماز دوبارہ پڑھے ان میں حماد بن ابی سلیمان ابن ابی لیلیٰ اور دیکھ شامل ہیں اور روایت کی ہے حدیث حصین بنی لوگوں نے ہاں بن ابویساف سے ابوالخفص کی روایت کی طرح روایت ہے زیاد بن ابوالجعد سے کہ مروی ہے وابصہ سے اور حصین کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہلال نے وابصہ کا زمانہ پایا ہے محدثین اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں بعض کے نزدیک عمرو بن مرہ کی ہلال بن یساف سے مروی حدیث اصح ہے جو ہلال عمرو بن راشد سے اور وہ وابصہ سے روایت کرتے ہیں اور بعض محدثین کا کہنا ہے کہ حصین کی ہلال بن یساف سے مروی حدیث اصح ہے جو وہ زیاد بن ابی جعد سے اور وہ وابصہ بن معبد سے روایت کرتے ہیں ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے نزدیک یہ حدیث عمرو بن مرہ کی حدیث سے اصح ہے کیونکہ ہلال بن یساف سے اسی سند سے کئی احادیث مروی ہیں کہ وہ زیادہ بن جعد سے اور وہ وابصہ بن معبد سے روایت کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 222)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا مردانہی طرف سے پکڑ کر مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا اس باب میں انس سے بھی روایت ہے امام ابو یوسفی فرماتے ہیں حدیث ابن عباس صحیح ہے۔

صحابہ کرام اور بعد کے اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ اگر امام کے ساتھ ایک ہی شخص ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 224)

أَبْوَابُ مَا لَا يَجُوزُ فِي الصَّلَاةِ وَمَا يُبَاحُ فِيهَا

ان چیزوں کا بیان جو نماز میں جائز نہیں ہیں اور ان کا بیان جو نماز میں جائز ہیں

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَسْوِيَةِ التُّرَابِ وَمَسْحِ الْحِصْيِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں مٹی کو برابر کرنے اور کنکریوں کو چھونے سے ممانعت کا بیان

533- عَنْ مُعْتَقِبِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي الرَّجُلُ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ

يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَأَعْلًا لَوَاحِدَةً . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

★★ حضرت معقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سجدہ کرتے وقت مٹی

کو برابر کر رہے تھے۔ اگر تو نے کرنا ہی ہے تو ایک مرتبہ کر اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

534- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا

يُمَسِّحُ الْحِصْيَ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجِهَهُ . رَوَاهُ الْارْبَعَةُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ

★★ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہو

تو وہ کنکریوں کو نہ چھوئے کیونکہ رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

اس کو چار محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

ابو سلمہ بن عبدالرحمن، معقیب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز میں کنکریاں ہٹانے کے

۵۳۳. بخاری کتاب التہجد باب مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۱۶۱ مسلم کتاب الباجد باب کراهیة مسح الحصى - الخ ج

۱ ص ۲۰۶ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی کراهیة مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۸۷ نسائی کتاب السهو باب النهی عن

مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۱۷۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۱۳۶ ابن ماجہ کتاب الصلوة

باب مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۷۳ مسند احمد ج ۲ ص ۴۶۶

۵۳۴. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی کراهیة مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۸۷ نسائی کتاب السهو باب النهی عن مسح

الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۱۷۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۱۳۶ ابن ماجہ کتاب الصلوة باب

مسح الحصى فی الصلوة ج ۱ ص ۷۳

بارے میں پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ضروری ہو تو ایک مرتبہ ہٹا لو امام ابو یوسفی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اس باب میں علی بن ابی طالب حذیفہ جابر بن عبد اللہ حذیفہ جابر بن عبد اللہ اور معقیب سے بھی روایت ہے۔ امام ابو یوسفی فرماتے ہیں حدیث ابو ذر حسن ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں کنکریاں ہٹانے کو مکروہ کہا ہے اور فرمایا اگر ضروری ہو تو ایک مرتبہ ہٹالے۔

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کنکریاں ہٹانے کی اجازت دی ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 387)

535- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسْحِ الْخَصَا فَقَالَ وَاحِدَةً وَلَا تَمْسِكْ عَنْهَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلَّهَا سُودُ الْحَدَقِ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .
☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کنکریوں کو چھونے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا تو ایک مرتبہ کر اور تیرا اس سے بھی بچنا ان سوا دینٹیوں سے بہتر ہے جو سب کی سب سیاہ آنکھوں والی ہوں۔ اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

شرح منیہ میں لکھا ہے کہ حالت نماز میں سجدے کی جگہ سے کنکر وغیرہ ہٹانا یا زمین برابر کرنا مکروہ ہے ہاں اگر صورت یہ ہو کہ سجدے کی جگہ سے کنکر ہٹائے بغیر نشیب و فراز کی وجہ سے زمین برابر کئے بغیر اس جگہ سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو وہاں سے کنکر ہٹا لیا جائے یا زمین برابر کر لی جائے مگر ایسا صرف ایک مرتبہ یا زیادہ سے زیادہ دو مرتبہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

عمل کثیر کی تعریف و حکم

عمل کثیر جو کہ مفسد صلوٰۃ ہوتا ہے اسکی تعریف میں فقہاء فرماتے ہیں کہ اسے عرف پر محمول کیا جائے گا یعنی جس عمل کو دیکھنے والے یہ گمان کریں کہ یہ شخص نماز سے خارج ہے تو اس کو عمل کثیر کہیں گے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّخَصُّرِ

پہلو پر ہاتھ رکھنے کا بیان

536- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُتَخَصِّرًا .

رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

۵۳۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب مسح الحصى وتسويته في الصلوٰۃ من وخص في ذلك ج ۲ ص ۱۲ :

۵۳۶۔ بخاری کتاب التہجد باب الحصر في الصلوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۳ مسلم کتاب المساجد باب كراهة الاختصار في الصلوٰۃ ج ۱

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی پہلو پر ہاتھ رکھ کے نماز پڑھے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

نماز میں اختصار کرنا منع ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں اختصار (یعنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا) دوزخیوں کے آرام لینے کی صورت ہے۔ (ابوداؤد)

سعید بن زیاد بن صبیح سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ابن عمر کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنا ہاتھ کمر پر رکھ لیا۔ جب نماز ہو چکی تو فرمایا یہ تو نماز میں ملب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ میدان حشر میں جب دوزخی کھڑے کھڑے بہت زیادہ تکلیف محسوس کریں گے تو وہ اپنے کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جائیں گے اور اس طرح وہ کچھ دیر کے لیے آرام اور سکون کی خواہش کریں گے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے کہ دوزخیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

اس روایت میں لفظ خصر ہے بعض راویوں میں نمی عن الاختصار اور ان بصلی مختصراً کے الفاظ بھی منقول ہیں۔ خصر کی تعریف: لغت میں خصر انسان کی کمر اور کوکھ کو کہتے ہیں، علماء کے ہاں "خصر و اختصار" کی تعریف "کمر یا کوکھ پر ہاتھ رکھنا" کی جاتی ہے حدیث کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں کوئی آدمی اپنی کوکھ یعنی پہلو پر ہاتھ رکھ کر کھڑا نہ ہو۔ نماز میں خصر ممنوع کیوں ہے: سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع کیوں فرمایا گیا؟ جواب یہ ہے کہ اس کی مختلف وجوہ ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا سماجی حیثیت سے کوئی اچھی بات نہیں سمجھی جاتی جانے والے جانتے ہیں کہ اکثر و بیشتر کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونا یا چلنا دنیا کے ان بدنصیب لوگوں کا شیوہ ہے جنہیں دنیا و سماج کے ہر طبقے میں انتہائی ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے یعنی "ٹرنٹے اور بھجڑے" اس کے علاوہ ایک دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ اس کی توجیہ یہ فرمائی گئی ہے کہ اختصار اہل نار کی حالت آرام کا ایک ذریعہ ہے جس کی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ قیامت کے روز میدان حشر میں جب تمام لوگ حساب کتاب کے انتظار میں کھڑے ہوں گے تو اس وقت کثرت مشقت اور لعب کی وجہ سے وہ لوگ جن کے حصے میں دوزخ کی آگ ہوگی اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوں گے تاکہ اس طرح کچھ دیر کے لیے آرام مل جائے جیسا کہ عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی آدمی ایک طویل عرصہ تک کھڑا کھڑا تھک جاتا ہے تو ایک ٹانگ پر پورے بدن کا بوجھ ڈال کر اور کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو جاتا ہے یا یہ کہ اس حدیث میں اہل نار سے مراد یہودی ہیں کہ ان کی عادت اسی طرح کھڑے ہونے کی ہے۔ تیسری توجیہ ایک روایت کی روشنی میں یہ ہے کہ جس وقت شیطان مردود کو زمین پر اتارا گیا اور اسے ملعون قرار دیا گیا اس وقت وہ اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا۔ لہذا ان تمام توجیہات کے پیش نظر کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونا چونکہ اہل نار اور شیطان

ملعون کی صفت ہے اس لئے ان کی مشابہت سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے نہ ہوں نہی عن الخصر کا صحیح مطلب اور تشریح جو صحابہ اور علمائے سلف سے منقول ہیں مذکورہ بالا ہے لیکن بعض حضرات نے اس حدیث کی تشریح یہ بھی کی ہے کہ خصر (خصرہ) کے معنی میں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں عصا پر ٹیک کر کھڑا نہ ہونا چاہئے اس کے علاوہ دیگر تشریحات بھی کی گئی ہیں مگر جیسا کہ بتایا گیا ہے صحیح تشریح اور توضیح وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی۔ (امعة السمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں دائیں بائیں گردن پھرنے کا بیان

537- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا حصہ ہے جو وہ بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

538- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي آدَمَ لَا تَلْتَفِتُوا فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ هَلَكَةَ قَوْمٍ كَانَ لَا بُدَّ فِيهِمُ التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز میں اپنے آپ کو دائیں بائیں متوجہ ہونے سے بچا پس بے شک نماز میں دائیں بائیں متوجہ ہونا ہلاکت ہے۔ اگر اس سے کوئی چھٹکارا نہ ہو تو نفل نماز میں کر فرض نماز میں ایسا نہ کر (اگرچہ کہ نفل میں بھی مکروہ ہے)

539- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلْحِظُ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَلَا يَلْوِي عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنی آنکھوں کے کناروں سے دائیں اور بائیں جانب دیکھتے تھے اور اپنی گردن کو پیٹھ پیچھے نہیں پھیرتے تھے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز میں نظر پھرنے والی روایت کی سند کا بیان:

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ”لَوْ عَلِمَ الْمُصَلِّي مَنْ يُنَاجِي مَا التَفَتَ“ اسی طرح

روایت نہیں کی گئی۔ بلکہ اس کا سنن ابن ماجہ میں امام ابن ماجہ نے اس طرح بیان کیا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عز وجل اس بندے کی طرف اس وقت تک متوجہ رہتا ہے جب تک وہ ادھر ادھر (گردن پھیر کر نہیں دیکھتا چٹانچہ جب بندہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی)

ابن مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے منہ پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی نمازی حالت نماز میں گردن پھیر کر ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اس کے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک صحیح روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو پروردگار اپنی بزرگ و برتر ذات کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوتا ہے (مگر) جب وہ بندہ (نماز میں) ادھر ادھر دیکھتا ہے اور اپنی نظر کو غیر کی طرف متوجہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تو کس کی طرف دیکھ رہا ہے کیا تیرے لیے مجھ سے بھی کوئی بہتر ہے کہ جس کی طرف تیری نظر متوجہ ہو رہی ہے؟ میری طرف اپنا منہ پھیر جب بندہ دوبارہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو پروردگار پھر یہی فرماتا ہے اور جب تیسری مرتبہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ جل شانہ اپنے روئے مبارک جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اس بندے کی طرف سے پھیر لیتا ہے۔

نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کی جھپٹ ہے وہ آدمی کی نماز پر ایک جھپٹ مارتا ہے۔ (بخاری، ۴۳۴۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا کہ آیا یہ منہ نماز ہے یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اچک لیتا ہے کہ شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں پوری توجہ اور پورے آداب کی ساتھ نہیں کھڑا رہتا بلکہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو شیطان مردود ایسے نمازی کی نماز کے کمال کو اچک لیتا ہے یعنی اس طرح نماز کا کمال باقی نہیں رہتا یہاں ادھر ادھر دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ نماز میں کوئی آدمی گردن گھما کر ادھر ادھر اس طرح دیکھے کہ منہ قبلے کی طرف سے پھر جائے تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ ایسے آدمی کی نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

اور اگر کوئی آدمی نماز میں ادھر ادھر اس طرح دیکھے کہ منہ کے ساتھ ساتھ سینہ بھی قبلے کی طرف بالکل پھر جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کن انکھیوں سے ادھر ادھر دیکھنے سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ مکروہ ہوتی ہے البتہ یہ بھی خلاف اولیٰ

باب فی قتل الاسودین فی الصلوة

نماز میں سانپ اور بچھو کو مارنے کا بیان

540- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسودین یعنی سانپ اور بچھو کو مارنے کا بیان (بھی مارو) اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

حالت نماز میں دو کالوں کا مارنے کا بیان

ابن مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سانپ یا بچھو سامنے آ جائے تو ان کو یک چوٹ یا دو چوٹ کے ساتھ مارنا چاہیے اس سے زیادہ چوٹ نہ مارنی چاہیے کیونکہ یہ عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ شرح منیہ میں بعض مشائخ کا قول مذکور ہے کہ یہ (یعنی نماز میں سانپ بچھو مارنے کا حکم) اس صورت میں ہے جب کہ نمازی کو بہت زیادہ یعنی تین قدم پے در پے چلنا نہ پڑے اور نہ زیادہ مشغولیت ہو یعنی تین چوٹ پے در پے مارنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر کوئی نمازی سانپ یا بچھو مارنے کی غرض سے پے در پے تین قدم چلے گا یا پے در پے چوٹیں مارے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ اتنا زیادہ چلنا یا اتنی مقدار مشغولیت اختیار کرنا عمل کثیر ہے۔ سزا جی نے سے بسوٹ میں ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے میں یہ فرق نہ کیا جائے کہ تین قدم چلنے سے یا تین چوٹیں مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جس طرح حدیث پیش آ جانے (یعنی وضو ٹوٹ جانے کی شکل میں زیادہ چلنے کی سبوت دی گئی ہے اسی طرح اس مسئلے میں بھی سہولت دی گئی ہے۔ لیکن تحقیقی طور پر صحیح بات یہی ہے کہ تین قدم چلنے یا تین چوٹ مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

البتہ اتنی سہولت ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ سانپ یا بچھو نماز میں سامنے آ جائے اور اس کا مارنا ضروری ہو تو یہی صورت میں ان کو مارنے کے لیے نماز توڑ دینا مباح ہے جیسا کہ کسی مظلوم کی فریادری یا کسی کو ڈوبنے اور ہلاکت سے بچانے کی خاطر نماز توڑ دینا مباح ہے یعنی اگر کسی کے چھت سے گر جانے یا آگ میں جل جانے یا کنویں وغیرہ میں ڈوب جانے کا قوی خطرہ ہو اور قریب ہی ایک آدمی نماز میں ہو تو اس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور انہیں بچانے کی کوشش کرے یا کسی طرح کسی نمازی کو حالت نماز میں اپنی یا غیر کی کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک ہو تو سے

۵۴۰۔ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی قتل الاسودین فی الصلوة ج ۱ ص ۸۹ ابو داؤد کتاب الصلوة باب العین فی الصلوة ج ۱ ص ۱۲۳ نسائی کتاب السہو باب قتل الحیة والعقرب فی الصلوة ج ۱ ص ۱۷۸ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی قتل الحیة والعقرب فی الصلوة ص ۸۹ مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۳

اس چیز کو بچانے کے لیے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کالے سانپ ہی کو مارا جاسکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث میں کالے سانپ کی تفصیص محض تغلیب کی گئی ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مارنا جائز ہے کالے سانپوں ہی کی تفصیص نہیں ہے۔

بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّدْلِ

نماز میں سدل ثوب سے ممانعت کا بیان

541- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَّ يَتَقَبَّلَ الرَّجُلُ قَاهُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .
 ☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں سدل ثوب سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی اپنے منہ کو ڈھانپے اس کو ابو داؤد اور ابن حبان نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ مَنْ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ

اس شخص کا بیان جو اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کا سر گوندھا ہوا ہو

542- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْرٌ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ لَا أَكُفُّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .
 ☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور اپنے بالوں اور کپڑوں کو نہ لپیٹوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

543- وَعَنْ كُرَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَأْسُهُ مَعْقُوصٌ مِنْ وَرَأْيِهِ لِقَامٍ فَجَعَلَ يَحُلُّهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَا لَكَ وَرَأْسِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت کریب رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن حارث کو اس حال میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کے سر کے بال پیچھے کی طرف گوندھے ہوئے تھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے کھڑے ہو کر وہ جوڑا کھولنا شروع کر دیا عبداللہ بن حارث نماز پڑھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تم

۵۴۱. ابو داؤد کتاب الصلوة باب السدل فی الصلوة ج ۱ ص ۹۴ صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۲۵

۵۴۲. بخاری کتاب الاذان باب لا یکف شعراً ج ۱ ص ۱۱۳ مسلم کتاب الصلوة باب اعضاء السجود والنہی عن کف الشعر الخ

ج ۱ ص ۱۹۴

۵۴۳. مسلم کتاب الصلوة باب اعضاء السجود والنہی عن کف الشعر الخ ج ۱ ص ۱۹۴

میرے سر کو کیوں چھیڑ رہے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو لڑھکاتے ہوئے دیکھا ہے اس کی طرح ہے جو اس حال میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کے ہاتھ گردن کے پیچھے بندھے ہوئے ہوں۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

کف شعر کے بارے میں دلائل شرعیہ کا بیان

یعنی نماز اس طرح پڑھنا کہ بالوں کا جوڑا بنایا ہو، اس سے بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ روایات میں ہے کہ کف شعر نہ کیا جائے۔ ابو داؤد میں سند جید سے مروی ہے کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز اس حال میں پڑھ رہے ہیں کہ آپ نے اپنی زلفوں کا اپنی گردن پر جوڑا کر لیا ہے تو آپ نے جوڑا کھول دیا اور آپ (حضرت ابو رافع) نے فرمایا: میں نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کفل الشیطان ہے۔ یعنی شیطان کا حصہ، یا فرمایا، مقعد الشیطان ہے یعنی شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنا نہایت ناپسندیدہ عمل اور مکروہ ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن حارث کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کے بال معقوص ہیں، (جوڑا بنایا ہوا) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ان کو کھولنا شروع فرمایا اور ساتھ ہی ایک روایت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے حال میں نماز پڑھنا آپ کو ناپسند ہے۔ اس کے علاوہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث نے دلالت کی اس بات پر کہ اگر کسی نے بالوں کا جوڑا بنایا کر نماز ادا کی، تو اس کی نماز مکروہ ہوگی۔ آگے فرماتے ہیں: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طرح نماز پڑھنا منع ہے۔ چاہے نماز کے لئے ہی قصد ایسا کیا ہو یا نماز سے پہلے کی غرض کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔ ہر حال میں اس طرح نماز ادا کرنا منع ہے۔ اور فرماتے ہیں: عقص کا معنی یہ ہے کہ سر کے وسط میں بالوں کو اکٹھا کر لیا جائے اور دھاگہ سے باندھ دیا گوند سے چپکا لیا جائے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کف شعر یعنی بالوں کو لپیٹ کر جوڑا بنانا کر نماز پڑھنا واجب الاعداء ہے۔ تاہم علماء سے تنزیہی کا بھی قول مروی ہے۔ بہر حال مطلقاً کراہت پر اتفاق ہے۔ آگے اختلاف کراہت تحریمی یا کراہت تنزیہی میں ہے۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اس حال میں سجدہ کر رہا ہے کہ اس کے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: جوڑا کھول دے تاکہ بال بھی سجدہ کریں۔

(یہ تمام مضمون عینی جلد نمبر 6 ص 91 پر درج ہے۔)

فتح الباری والے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو رافع اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے عمل سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ عین نماز کی حالت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز ہے کہ انہوں نے عملاً نماز کا جوڑا کھول دیا اور جوڑا بنانے سے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ انہوں نے بھی نماز کی حالت میں تبلیغ فرمائی۔ آج کل فیشن کا دور ہے طرح طرح سے لٹینی ہال بنائے جاتے ہیں اور خلاف سنت انگریزی طرز ہال رکھے جاتے ہیں۔ اس طرح کے ہال بنانا سخت منع ہے اور تقلید انصاری ہے اور ایسی حالت میں نماز کا مکروہ ہونا واضح ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ اکثر حضرات داڑھی منڈواتے یا کتراتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ ایک مشت یعنی چار انگلی کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے۔ لیکن بعض حضرات کو ایسا کرتے بھی دیکھا ہے کہ داڑھی کٹواتے تو نہیں ہیں، لیکن داڑھی کے بال گرتے ہیں اور موڑ موڑ کر اس طرح بنالیتے ہیں کہ داڑھی چھوٹی معلوم ہو، یہ بھی سخت منع ہے اور کٹانے کے حکم میں داخل ہے اور اس طرح نماز پڑھانا مکروہ ہے۔

ہمارے بعض آئمہ بھی بہت کوتاہی کرتے ہیں، کچھ داڑھی کٹاتے ہیں اور کچھ داڑھی کو گرتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ بالخصوص آئمہ حضرات کو اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ کف ثوب: لغوی معنی ہے کپڑا کا موڑنا اور مسجد میں ہاتھ دھو کر اپنے کپڑے کو اوپر کی طرف کھینچنا ہے۔ اس حدیث میں مذکور ہے۔ جس طرح کف شعر کی ممانعت ہے ایسے ہی کف ثوب کی بھی ممانعت ہے۔ کف ثوب میں تقیم ہے۔ خواہ نیفے کی جانب کپڑا گھر سا ہو یا پانچے کی جانب سے کپڑا لپٹا ہو یا کف ثوب پر کپڑا سمیٹا ہو۔ مطلق کف ثوب ان سب صورتوں کو شامل ہے اور ان جیسی سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں۔ بعض کھانیوں پر کپڑا سمیٹا ہوا ہو۔ کف ثوب ان سب صورتوں کو شامل ہے اور ان جیسی سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں۔ بعض حضرات کا پاجامہ یا شلوار اتنی لمبی ہوتی ہے کہ ٹخنے کے نیچے تک جاتی ہے اور نماز پڑھتے وقت ٹخنوں کے اوپر کرنے کیلئے شلوار یا پاجامہ کو نیچے سے گھس لیتے ہیں یا پانچے کی جانب سے لپیٹ لیتے ہیں۔ یہ شدید مکروہ ہے۔ ٹھیک ہے ٹخنے کے نیچے تک کپڑا ہونا مکروہ ہے۔ لیکن یہ اس سے بھی زیادہ کراہت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اتنی لمبی شلوار وغیرہ سلوانی ہی نہ چاہیے کہ ٹخنے سے نیچے رہے کیونکہ یہ صرف نماز کی حالت میں ہی خرابی نہیں، بلکہ عام حالت میں بھی یہ ایسی ہی خرابی ہے۔ جتنی نماز کی حالت میں، کیونکہ جس حدیث میں آپ نے منع فرمایا ہے وہ ہر حالت کو شامل ہے۔ خواہ نماز میں یا غیر نماز میں، پھر شلوار وغیرہ لمبی ہوتی ہے تو پھر یہ تکلفات کرنے پڑتے ہیں کبھی پانچے کی جانب سے کپڑا لپٹنا یا نیفے کی جانب سے کپڑا گھرنا اور کف ثوب کرنا۔ جس سے سرکارِ دو عالم نے منع فرمایا ہے۔ اس مذکورہ حدیث کے علاوہ بھی امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم نے فرماتے ہیں: مجھے کف ثوب اور کف شعر سے منع فرمایا گیا اور ترمذی شریف میں بھی اس حدیث کی تخریج امام ترمذی نے فرمائی ہے اور یہ فرمایا: ہذا حدیث حسن صحیح۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں کف ثوب چاہے نیفے کی جانب، چاہے ٹخنے کی جانب، چاہے کہنیوں پر کپڑا لپٹنا سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں اور فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی اور گناہ ہے۔

کف شعر کے متعلق اقوال فقہاء کرام

درمکار میں ہے: کف ٹوب مکروہ ہے، یعنی کپڑے کا اٹھانا، اگرچہ کپڑا مٹی سے بچانے کیلئے کیا ہو جیسے آستین اور دامن کو موڑنا۔ اگر ایسی حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین یا اس کا دامن موڑا ہوا تھا اور اس قول سے اس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ موڑنا حالت نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، خواہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا دوران نماز ہو، سب صورتوں میں مکروہ ہے۔ (جلد 1 صفحہ 598) جو ہرہ نیزہ میں ہے: ولا یکف ٹوبہ الخ۔ اپنے کپڑے کو نہ موڑے اور کف ٹوب یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت اپنے سامنے سے یا پیچھے سے اپنا کپڑا اٹھانا اکثر نمازیوں کی عادت ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت اپنا کپڑا دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھاتے ہیں یہ بھی کف ٹوب ہے اور یہ بھی شدید مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ نمازی کیلئے کف ٹوب مکروہ ہے۔ (عموماً مطلقاً مکروہ بول کر فقہاء مکروہ تحریمی مراد لیتے ہیں)۔

علامہ شامی نے آستین پر کپڑا موڑنے کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے کہ نصف کلائی سے کم ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور نصف کلائی یا اس سے اوپر تک آستین مڑی ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کف ٹوب تو دونوں صورتوں میں ہے، پھر حکم میں اختلاف کیوں؟ تو اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان فرمائی ہے کہ عام طور پر وضو کرنے کے بعد بے توجہی اور بے پرداہی کی وجہ سے آستین تھوڑی سی مڑی رہ جاتی ہے۔ لہذا ابتلا عام کی وجہ سے کراہت میں تخفیف ہے۔

علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب شرح مسلم جلد اول ص 683 پر فرماتے ہیں: احناف کی کتب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے فقہائے حنفیہ کا کپڑا لپٹنے میں (کلائیوں پر) اختلاف ہے بعض کے نزدیک اگر نمازی کہیوں تک آستین چڑھائے تو مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن فقہاء نے نمازی کے کپڑا لپٹنے یا سمیٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے اور جن فقہاء نے کراہت کی نفی کی ہے، اس نفی سے مراد مکروہ تحریمی کی نفی ہے، مکروہ تنزیہی ان کے نزدیک بھی ثابت ہے۔ علامہ ابن عابدین نے اس مضمون کی تصریح فرمائی ہے۔ کپڑا لپٹنے میں آستینوں کو چڑھانا، پانچوں کو لپٹنا اور سینے کے قریب شلوار یا پاجامہ کو اس لینا یہ سب شامل ہیں اور یہ مکروہ تحریمی ہے۔

(شرح مسلم، جلد 1 صفحہ 684 فریہ یک ص 110)

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالتَّصْفِيْقِ

تسبیح اور تصفیق کا بیان (ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا)

عن ابن عباس

عن جماعة و إذا سلم وأخروا في الصلوة
عن ابن عباس و إذا سلم وأخروا في الصلوة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصبیح یعنی ہاتھ کی

بیت پر دوسرا ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔
اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اور دیگر محدثین نے ان الفاظ کا اضافہ کیا کہ نماز میں

545- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى نِسَى
عُمَيْرِ بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّيُ لِلنَّاسِ فَأَقِيمَ قَالَ نَعَمْ
نَفْسِي أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ لَصَفِّ
النَّاسِ وَتَحَنَّنَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ لَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَأْخُذُ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَمْكُ مَكَانَكَ لَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا
أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَبْتَ إِذَا أَمَرْتُكَ لَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لَابْنِ
يَعْنِي لَعَلَّةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِي رَأَيْتُكُمْ
تُخَفِّرُونَ التَّصْفِيقَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَسْبَحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْفَتْحَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ . رَوَاهُ
الْشَّيْخَانِ .

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنو عمرو بن عوف کی طرف ان کی صلح
کرنے کے لئے گئے جب نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کیا آپ لوگوں کو جماعت
کرائیں گے کہ میں اقامت کہوں تو انہوں نے کہا ہاں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنا شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ
شریف لے آئے درمحالیکہ لوگ نماز میں مشغول تھے تو راستہ بناتے ہوئے (پہلی) صف میں جا کر کھڑے ہوئے اور لوگوں
نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے (یعنی خشوع اور خضوع سے
نماز پڑھتے تھے) پس جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ پر ہاتھ مارے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو نماز
میں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اللہ

۵۱۱۔ مسلم کتاب الصلوة باب تسبیح الرجل وتصفیق المرأة۔ الخ ج ۱ ص ۱۸۰ بخاری کتاب التہجد باب التصفیق للنساء ج ۱

ص ۱۶۰ ترمذی ابواب الصلوة باب ماجاء ان التسمیحة للرجال والتصفیق للنساء ج ۱ ص ۸۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب التصفیق

فی الصلوة ج ۱ ص ۱۳۵ سانی کتاب السہو باب التسمیحة فی الصلوة ج ۱ ص ۱۸۸ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب التسمیحة

للرجال فی الصلوة۔ الخ ج ۱ ص ۷۳ مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۱

۵۱۵۔ بخاری کتاب الاذان باب من دخل ليوثر الناس فجاء الامام الاول ج ۱ ص ۹۴ مسلم کتاب الصلوة باب تقديم الجماعة

من يصلي بهم اذا تأخر الامام۔ الخ ج ۱ ص ۱۷۹

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز کے دوران باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک شخص اپنے پہلو میں کھڑے اپنے ساتھی سے باتیں کرتا حتیٰ کہ یہ آہ کریمہ نازل ہوئی اور تم اللہ کے لئے عاجزی کرتے ہوئے اللہ سے روئے ہوئے ہو گئے۔ انہوں نے اس کو محذوثرین کی ایک جماعت نے روایت کیا سوائے ابن ماجہ کے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اور ہمیں کلام سے روک دیا گیا۔

547- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَوَّيْنَا الصَّلَاةَ فَتَرَدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرَدُّ عَلَيْنَا قَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم دوران نماز رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے پس جب ہم نجاشی کے پاس سے لوٹے تو ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نماز میں آپ پر سلام کرتے تھے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے تو آپ نے فرمایا بے شک نماز میں مشغولیت ہے (یعنی نماز میں صرف نماز ہی کی طرف مشغول رہنا چاہئے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

548- وَعَنْهُ قَالَ نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَ أَرْضَ حَبْشَةَ فَتَرَدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَأَخَذَنِي مَا قَرَّبَ وَمَا بَعْدَ فَجَلَسْتُ حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَلَّمْتُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنْ مِمَّا أَخَذْتُ لَا تُكَلِّمُوا فِي الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّيَمِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر نماز میں سلام کرتے حبشہ آنے سے پہلے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے پس جب ہم حبشہ سے لوٹے تو میں نے آپ کو سلام کیا درحالیکہ آپ نماز میں تھے تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا تو مجھے اگلی اور پچھلی باتوں کی پریشانی نے گھیر لیا۔ پس میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو سلام کیا حالت نماز میں تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ میں سے جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے اور ان احکام میں سے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کئے یہ ہے کہ تم دوران نماز گفتگو نہ کرو۔

۵۴۷. بخاری کتاب التہجد باب ما یہی من الکلام فی الصلوة ج ۱ ص ۱۶۰ مسند کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوة. الخ ج ۱ ص ۲۰۴

۵۴۸. مسند حمیدی ج ۱ ص ۵۲ ابو داؤد کتاب الصلوة باب رد السلام فی الصلوة ج ۱ ص ۱۲۲ نسائی کتاب السہو باب الکلام فی الصلوة ج ۱ ص ۱۸۱

اس کو حیردی نے اپنی مسند میں بیان کیا اور ابو داؤد اور نسائی اور دیگر محدثین نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز میں چھینک کا جواب دینے کا بیان

۵۴۸۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَصَلُّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ وَجَلَّ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ بِرَحْمَتِكَ اللَّهُ قَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَانْكَرَلُ أُمَيَّاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَسْطَرُونَنِي إِلَى أَنْ لَوْعَلُّوا يَصْرَبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى الْخِزَامِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَيِّتُونَنِي لَكِنِّي مَكْتُ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاسِي هُوَ وَأَمْسَى مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ مَا كَتَبَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةُ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالْقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ أَوْ كَسَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثٌ عَنِّي بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رَجُلًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ قَالَ فَلَا تَأْتِهِمْ قَالَ وَمِنَّا رَجُلٌ يَتَطَيَّرُونَ قَالَ ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فَلَا يَصُدُّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رَجُلٌ يَخْطُونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَلِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے برحمتک اللہ کہا تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا تو میں نے کہا تمہیں تمہاری مائیں گم کر دیں تمہیں کیا ہے تم مجھے گھور رہے ہو تو انہوں نے اپنی رائوں پر اپنے ہاتھ مارنا شروع کر دیے۔ پس جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہ رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا پس جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا چکے تو آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر کوئی معلم نہ دیکھا خدا کی قسم آپ نے نہ مجھے جھڑکا نہ برا بھلا کہا اور نہ مارا۔ آپ نے فرمایا نماز میں باتیں نہیں کرنی چاہئے نماز تو صرف تسبیح تکبیر اور قرآن مجید پڑھنے کا نام ہے یا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دور جاہلیت کے قریب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت سے مالا مال کر دیا ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کے پاس مت جاؤ۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے بعض لوگ بدشگون لیتے ہیں۔ فرمایا یہ ایک چیز ہے جسے لوگ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ تم اس کے درپے مت ہو پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ رمل (زناچہ بٹانا) کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء میں سے ایک نبی کو یہ علم دیا گیا تھا جس شخص کا عمل اس کے مطابق ہو تو یہ صحیح ہے۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں چھینکنے والے نے الحمد للہ کہا ہوگا اس کے جواب میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یرحمک اللہ کہا۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا حرام ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اب اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مفسد نماز فعل کا ارتکاب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ نو مسلم تھے اسلام قبول کئے ہوئے انہیں زیادہ دن نہیں گزرے تھے اس لئے انہیں معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ نماز میں گفتگو کرنا منسوخ ہو چکا ہے اب گفتگو کرنے سے نماز باطل ہو جاتا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نادانیت کی بناء پر انہیں نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی آدمی نماز میں یرحمک اللہ" کہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں دوسرے آدمی کو خطاب کرنا پایا جاتا ہے اور اگر کوئی "یرحمہ اللہ" کہے تو نماز اس کی باطل نہیں ہوتی حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ اگر کوئی اپنے نفس کے لئے یرحمک اللہ" کہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی جیسا کہ رحمٰنی اللہ کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ارشاد نبوت اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةُ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ (نماز میں انسان کی بات مناسب نہیں ہے) میں "کلام الناس" اس لئے فرمایا گیا ہے تاکہ اس حکم سے وہ تسبیحات و اذکار نکل جائیں جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں جو اگرچہ انسان کا کلام ہی ہیں لیکن ان سے انسانوں کو خطاب کرنے یا ان کو سمجھانے کا ارادہ نہیں ہوتا لہذا یہاں "کلام الناس" (انسان کی بات) سے مراد وہ کلام ہے جس میں لوگوں کو خطاب کیا گیا ہو یا خود مخاطب بننے کا ارادہ ہو۔

فقہاء لکھتے ہیں کہ "اگر کوئی آدمی کسی نمازی سے حالت نماز میں پوچھے کہ "تمہارے پاس کیا اور کس قسم کا مال ہے؟ اور وہ نمازی جواب میں یہ آیت پڑھے (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ) 16۔ النحل: 8) (گھوڑے، خچر اور گدھے) یا کسی نماز پڑھنے والے کے آگے کوئی کتاب رکھی ہو اور ایک آدمی یحییٰ نامی سامنے کھڑا ہو اور اس آدمی کو خطاب کرنے کی نیت سے یہ آیت پڑھے (يٰحٰیيُّ خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ) 19۔ مریم: 12) (اے یحییٰ یہ کتاب لے لو) تو ان صورتوں میں نمازی نے اگرچہ قرآن کی آیتیں پڑھی ہیں لیکن یہ پڑھنا چونکہ ایک دوسرے آدمی کو خطاب کرنے کے ارادے سے ہے اس لئے نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر خطاب کا ارادہ نہ کرے بلکہ قرات کے ارادہ سے پڑھے گا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

کاہن کی تعریف

عرب میں کاہن ان لوگوں کو کہتے ہیں جو جنات شیطین اور ارواح خبیثہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور شیطین جھوٹی سچی خبریں ان کو بتاتے تھے، اس طرح وہ لوگ علم غیب کا دعویٰ کر کے شیطین و جنات کی پہنچائی ہوئی انہی باتوں کو غیب کی بات کہہ کر دوسرے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ ایسے لوگوں کے پاس جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کا ہے چنانچہ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی کسی عراف یا کاہن کے پاس جائے اور ان کی بتائی ہوئی باتوں کو سچ جانے تو اس نے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی چیز (یعنی قرآن) سے کفر کیا۔ اس روایت کو امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

عراف کسے کہتے ہیں؟

کاہن کی تعریف تو معلوم ہوگئی، اب یہ بھی جان لیجئے عراف کسے کہتے ہیں۔ عراف اس آدمی کو کہتے ہیں جو کسی عمل یا چارہ و منتر کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت بیان کرتا ہے، چوری کی چیزوں کا پتہ بتاتا ہے اور مکان کی کسی گم شدہ چیز کا حال بتاتا ہے ان کے پاس بھی جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عمل رمل

جس طرح جنات و شیطین کے ذریعے یا علم نجوم کے ذریعہ غیب کی باتوں کا پتہ لگانے کی کچھ لوگ کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح رمل کے ذریعے بھی کچھ لوگ غیب کی باتوں تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ رمل اس علم کا نام ہے جس میں خطوط کھینچ کر اور ان کے ذریعے حساب لگا کر پوشیدہ باتوں کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حدیث کے الفاظ سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کے بارے میں ایک ایسا کلمہ بیان فرما دیا ہے جس سے کسی نہ کسی حد تک علم رمل کا جواز نکلتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پہلے تو سمجھ لیجئے کہ وہ نبی جو علم رمل جانتے تھے اور خط کھینچتے تھے حضرت ادریس یا حضرت دانیال علیہما السلام تھے اس کے بعد حدیث کی طرف آئیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے علم رمل کا جواز نہیں ہوتا کیونکہ بقول خطاب بنی یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیق بالاحمال کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دوسرے کا خط کھینچنا اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کھینچنے کے موافق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ان نبی کا معجزہ تھا اور معجزہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک محدود رہتا ہے اور پھر یہ کہ اگر کوئی آدمی خط کھینچے اور کہے کہ یہ اس نبی کے خط کھینچنے اور کہے کہ یہ اس نبی کے خط کھینچنے کے موافق ہے تو یہ غلط ہوگا۔ اس لئے کہ خط کی موافقت صحیح طور پر تو اترا یا نص سے ثابت ہو سکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں۔

لہذا ارشاد نبوت سے حاصل یہ نکلا کہ جب کسی رمال (علم رمل جاننے والا) اور اس نبی کے خط میں موافقت نہیں ہو سکتی تو بھی عمل رمل کو اختیار کرنا بھی درست نہیں۔ اسی طرح کہ دو اور سلسلے ہیں ان کا مدار حساب پر ہے جنہیں اصطلاحی طور پر عمل تکمیر اور عمل تخریج سے موسوم کیا جاتا ہے ان کے بارے میں بھی محققین علماء اور مشائخ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ اعمال بھی شرعاً جائز نہیں ہیں اور ان کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ آخر عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لفظ "کذا" علامت صحت ہے یعنی اگر یہ ضرورت محسوس ہو کہ عبارت میں کسی ایسے لفظ پر کہ جس کے بارے میں عدم صحت کا گمان ہو گیا ہے کوئی ایسی علامت لگا دی جائے جس کے ذریعہ سے اس لفظ کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو اس موقع پر اس لفظ پر "کذا" لکھ دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ اس طرح صحیح ہے، چونکہ اس حدیث کا لفظ "لکنی" اصول میں ہے، مگر مصانع میں نہیں ہے، اس صورت میں یہ ممکن تھا کہ اس لفظ کے عدم صحت کا گمان ہو جاتا۔ اس لئے صاحب جامع الاصول نے اس لفظ پر "کذا" لکھ کر اس بات کی تصحیح کر دی ہے کہ یہ لفظ اصول میں یوں ہی ہے اور یہ صحیح ہے۔

بَابُ مَا اسْتَدِلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ كَلَامَ السَّاهِي وَكَلَامَ مَنْ ظَنَّ التَّمَامَ لَا يُبْطِلُ الصَّلَاةَ

ان روایات کا بیان جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ بھول کر کلام کرنا یا اس شخص کا

کلام کرنا جو نماز کے پورا ہونے کا گمان کرتا ہے نماز کو نہیں توڑتا

550- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتِي الْعِشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيرِينَ سَمَاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا قَالَ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَقْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانٌ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَبَكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْيَمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَتْ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ لَمْ أُنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ لِيَقُولَ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ . زَوَاهُ الشَّيْخَانِ . قَالَ النِّمَرِيُّ إِنَّ هَذِهِ الرِّوَايَةَ وَإِنْ كَانَتْ فِي الصَّحِيحِينَ لَكِنَّمَا مُضْطَرِبَةٌ بِوَجْهِهِ وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ أُخْرَى كُلُّهَا لَا تَخْلُو عَنْ نَظَرٍ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز میں سے ایک نماز پڑھائی۔ ابن سیرین نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا پھر آپ مسجد میں پڑی ہوئی لکڑی کی طرف آئے اور اس پر ٹیک لگا کر حالت غضب میں کھڑے ہو گئے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا اور اپنا دایاں رخسار اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلدی جانے والے مسجد کے دروازوں سے نکلتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے نماز کم کر دی گئی اور لوگوں میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ دونوں آپ سے بات کرنے سے ڈرے اور لوگوں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھوں میں طوالت تھی ان کو ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کمی کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز میں کمی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کیا بات ایسی ہے جیسا ذوالیدین کہہ رہا ہے تو انہوں نے عرض کیا ہاں تو آپ آگے بڑھے اور باقی ماندہ نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور اپنے سجدے کی مثل یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی تو لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا پھر آپ نے سلام پھیرا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عمران بن حصین نے کہا آپ نے سلام

پھیرا۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا۔

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ کہ صحیحین میں ہے لیکن اس میں کئی وجوہ سے اضطراب پایا جاتا ہے اور اس باب میں دیگر احادیث بھی ہیں ساری کی ساری کلام سے خالی نہیں (یعنی ہر ایک پر جرح موجود ہے)۔

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلٰی جَوَازِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے

جواز پر استدلال کیا گیا

551- عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي يَدِهِ هَكَذَا وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ يَدِهِ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي هَكَذَا فَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا يَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ يَوْمِي بِرَأْسِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ لَهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكَلِمَكَ إِلَّا إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

★★ حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجا۔ درانحالیکہ آپ قبیلہ بنو مصطلق کی طرف جارہے تھے پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے آپ سے کلام کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مجھے یوں اشارہ فرمایا اور حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے بھی (اسی طرح) اشارہ کر کے دکھایا پھر میں نے آپ سے کلام کیا تو آپ نے مجھے یوں اشارہ کیا اور حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے بھی زمین کی طرف اشارہ کیا اور میں آپ کو قراءت کرتے ہوئے سن رہا تھا آپ (رکوع اور سجدہ کے لئے) اپنے سر مبارک سے اشارہ فرماتے پس جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا تو نے اس کام کا کیا جس کے لئے میں نے تجھے بھیجا تھا پس بیشک مجھے تمہارے ساتھ کلام کرنے سے صرف اسی بات نے روکا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

552- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ يَدِهِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا جب لوگ آپ کو نماز کی حالت

۵۵۱۔ مسلم کتاب المساجد باب تحریم الکلام فی الصلوة۔ الخ ج ۱ ص ۲۰۴

۵۵۲۔ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الإشارة فی الصلوة ج ۱ ص ۸۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب رد السلام فی الصلوة ج ۱

میں سلام کرتے تو آپ لوگوں کے سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے تو انہوں نے کہا کہ اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔

اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

553- وَعَنْهُ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ رُثْبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ إِشَارَةً وَقَالَ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ إِشَارَةً بِأَصْبِعِهِ . رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَنَهُ التِّرْمِذِيُّ .

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور انحالیکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اشارہ سے میرے سلام کا جواب دیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اس کو اصحاب رضی اللہ عنہم نے روایت کیا اور ترمذی نے حسن قرار دیا۔

554- وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَهُوَ مَسْجِدُ قُبَا لِيُصَلِّيَ فِيهِ فَدَخَلَ مَعَهُ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَدَخَلَ مَعَهُمْ صُهَيْبٌ فَسَأَلَتْهُ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ . أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ عَلَى شَرْطِهِمَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کی مسجد یعنی مسجد قبا میں داخل ہوئے تاکہ اس میں نماز پڑھیں تو آپ کے ساتھ انصار کے کچھ لوگ بھی داخل ہوئے جو آپ کو سلام کرتے اور ان کے ساتھ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بھی تھے تو میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب آپ کو نماز کی حالت میں سلام کیا جاتا تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے تھے۔

اس کو امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

555- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ صَوِّحٌ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اشارہ فرماتے تھے۔

اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۵۵۳. أبو داؤد کتاب الصلوة باب رد السلام فی الصلوة ج ۱ ص ۱۲۳ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الإشارة فی الصلوة ج ۱

ص ۸۵ سانی کتاب السہو باب رد السلام بالإشارة فی الصلوة ج ۱ ص ۱۷۷

۵۵۴. مستدرک حاکم کتاب الهجرة باب استقبال الانصار للرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ . الخ ج ۳ ص ۱۲

۵۵۵. أبو داؤد کتاب الصلوة باب الإشارة فی الصلوة ج ۱ ص ۱۲۶

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حالت نماز میں ہوتے اور اس وقت کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب اپنے ہاتھ کے اشارے سے دیا کرتے تھے اور اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ ہاتھ کا پلچہ کھول کر ہتھیلی کو زمین کی طرف لے جاتے تھے جیسا کہ ابو داؤد وغیرہ کی روایت میں اس کی صراحت بھی کی گئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف انگلی سے اشارہ کر لینے پر اکتفا کر لیا کرتے تھے۔ نماز میں سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارے سے دینا مکروہ ہے۔

فتاویٰ ظہیر میں مذکور ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت نماز میں کسی کے سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی سر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دے گا۔ تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ صحیح اور مفتی بہ قول جو شرح منیہ اور شامی وغیرہ میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ نمازی کو کسی کے سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارہ سے دینا مکروہ تہذیبی ہے لہذا اب اس حدیث کی توجیہ یہ کی جائے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں سلام کا جواب ہاتھ کے اشارہ سے اس وقت دیا کرتے تھے جب نماز میں بات چیت ممنوع نہیں قرار دیا گیا تھا جب نماز میں کسی قسم کی کوئی بھی گفتگو ممنوع قرار دے دی گئی تو سلام کا جواب بھی زبان یا اشارہ سے دینا منسوخ ہو گیا کیونکہ اشارہ کرنا بھی ایک طرح کلام ہی کے معنی ہیں۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى نَسْخِ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

ان روایات کا بیان جن سے نماز میں اشارہ کے ساتھ سلام کا جواب دینے کے منسوخ ہونے پر

استدلال کیا گیا نماز میں سلام کے جواب کی ممانعت کا بیان

556- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَسَلِمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيُرَدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کرتا تو آپ مجھے سلام کا جواب دیتے پس جب ہم (جشہ) سے لوٹے تو میں نے سلام کیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا کہ نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک حبشہ کا ہارشاہ ایک عیسائی تھا جس کا لقب نباشی تھا چونکہ یہ ایک عالم تھا اس لئے بہت توریست و انجیل کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونا معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر اللہ کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو گئے، جب ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت الموس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ہمراہ کھڑے ہو کر ان کے جنازے کی غائبانہ نماز پڑھی۔ چونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس لئے جب مسلمان مکہ میں کفار کے ہاتھوں بڑی اذیت پاک تکالیف میں مبتلا ہو گئے اور ان کی جانوں کے لالے پڑ گئے تو اکثر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر ان کے ملک کو ہجرت کر گئے انہوں نے اپنے ملک میں صحابہ کی آمد کو اپنے لئے دین و دنیا کی بہت بڑی سعادت سمجھ کر صحابہ کی بہت زیادہ خدمت کی اور ان کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے بعد میں جب صحابہ کو علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ بھی مدینہ چلے آئے۔

پہنچنے اسی وقت کا واقعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ حبشہ سے واپس آنے والے قافلے میں میں بھی شریک تھا جب ہم لوگ مدینہ پہنچ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے استفسار پر فرمایا کہ نماز خود ایک بہت بڑا شغل ہے یعنی نماز میں قرآن و تسبیحات اور دعا مناجات پڑھنے کا شغل ہی اتنی اہمیت و عظمت کا حامل ہے کہ ایسی صورت میں کسی دوسرے آدمی سے سلام و کلام کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے یا یہ کہ نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں پورے انہماک کے ساتھ مشغول رہے اور جو کچھ نماز میں پڑھے اس پر غور کرے اور نماز کے سوا کسی دوسری جانب خیال کو متوجہ نہ ہونے دے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کے سلام کا جواب دینا یا کسی سے گفتگو کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ سر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مفسد نماز نہیں: شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی کسی کے سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارے سے دے یا اسی طرح کوئی آدمی نمازی سے کسی چیز کو طلب کرے اور وہ سر یا ہاتھوں سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد تو نہیں البتہ مکروہ ہو جائے گی۔

557- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شَمْسٍ أَسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی ذیلیں ہیں۔ تم سکون سے نماز پڑھو اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے

بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ

امام کو لقمہ دینے کا بیان

558- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَوةً لَقَرَأَ فِيهَا فَلَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأُمِّهِ أَصَلَيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ لَمَّا مَنَعَكَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيْمِيُّ وَزَادَ أَنْ تَفْتَحَ عَلَى . وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے کوئی نماز پڑھی تو آپ سے اس میں سہو ہو گیا۔ جب فارغ ہوئے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے تو انہوں نے عرض کیا: ہاں تو آپ نے فرمایا تمہیں بتانے سے کس چیز نے روکا۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور طبرانی نے روایت کیا اور ان الفاظ کا اضافہ کیا کہ یہ کہ تو ہمیں لقمہ دیتا (یعنی تجھے کس چیز نے اس بات سے روکا کہ تو ہمیں لقمہ دیتا)

بَابُ فِي الْحَدِيثِ فِي الصَّلَاةِ

نماز میں بے وضوہ نے کا بیان

559- عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلَاتَهُ . رَوَاهُ اثْنَلَاثَةٌ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ .

★★ حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی نماز میں ہوا خارج ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز چھوڑ کر چلا جائے اور وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔

اس کو تین محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا اور ابن قطن نے اسے ضعیف قرار دیا۔

560- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيْسْ عَلَى صَلَاتِهِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو نماز میں قے یا نکسیر یا اٹھی یا مذی آ

۵۵۸۔ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الفتح علی الامام ج ۱ ص ۱۳۱ مجمع الزوائد کتاب الصلوٰۃ باب تلقین الامام نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر ج ۲ ص ۷۰ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب اذا حدث فی صلوٰۃ ج ۱ ص ۱۴۴ ترمذی ابواب ارضاء ص ۱۵۳ فی کراہیۃ اتیان النساء فی ادبارہن ج ۱ ص ۲۲۰ دارقطنی کتاب الصلوٰۃ باب الوضوء من الخارج من البس الخ ج ۱ ص ۱۵۳ ۵۶۰۔ ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا باب ما جاء فی البناء علی الصلوٰۃ ص ۸۷ نصب الرایۃ ج ۱ ص ۳۸

جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز چھوڑ کر چلا جائے وضو کرے۔ پھر اپنی نماز پر بنا کرے اور وہ اس دوران کلام نہ کرے۔
اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور زیلعی نے اسے صحیح قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے۔

561- وعن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما كان إذا رَغَفَ النَّصْرُ فَنَوَضَّائِمٌ رَجَعَ قَبْنِي وَلَمْ يَتَكَلَّمْ .

رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ کو تکبیر آتی تو نماز سے پلٹ جاتے وضو کرتے پھر لوٹ کر (اپنی نماز پر) بنا کرتے اور گفتگو نہ کرتے اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

562- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا رَغَفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا لِأَنَّهُ يَنْصَرِفُ فَلْيَتَوَضَّائِمٌ

يَرْجِعُ لَيْتِمُ مَا بَقِيَ عَلَى مَا مَضَى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نماز میں آدمی کو تکبیر پھوٹ پڑے یا اس کو قے آجائے یا وہ مزی پائے تو وہ پلٹ جائے وضو کرے پھر لوٹ کر باقی ماندہ نماز کو گزشتہ نماز پر بنا کرتے ہوئے پورا کرے جب تک کہ اس نے گفتگو نہ کی ہو۔ اس کو عبد الرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

563- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فِي بَطْنِهِ ذَرَأً أَوْ قَيْئًا أَوْ رُعَالًا فَلْيَنْصَرِفْ

فَلْيَتَوَضَّائِمٌ لَيْتِمُ عَلَى صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِي وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دوران نماز اپنے پیٹ میں ہوا پائے یا قے یا تکبیر تو وہ پلٹ جائے وضو کرے پھر اپنی نماز پر بنا کرے جب تک کہ اس نے کلام نہ کیا ہو۔

اس کو دار قطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

564- وَعَنْهُ قَالَ إِذَا جَلَسَ بِمَقْدَارِ الشَّهَادَةِ ثُمَّ أَحَدَتْ فَقَدْ تَمَّ صَلَاتُهُ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَاسْنَادُهُ

حَسَنٌ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص شہد کی مقدار بیٹھ جائے پھر اس کو حدت لاحق ہو تو تحقیق اس کی نماز پوری ہوگئی اس کو بیہقی نے سنن میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

نماز میں وضو ٹوٹنے پر بناء کرنے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز کی حالت میں کسی کی رتخ خود بخود خارج ہو جائے تو اسے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھنا افضل ہے لیکن فقہی شرائط کے مطابق اگر کوئی آدمی وضو کر کے نماز از سر نو شروع نہ کرے بلکہ جہاں سے نماز چھوڑی

۵۶۱. مؤط امام مالک کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی الرعاف والقیء ص ۲۷

۵۶۲. مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب الرجل یحدث ثم یرجع قبل ان یتکلم ج ۲ ص ۲۳۹

۵۶۳. دار قطنی کتاب الطہارۃ باب الوضوء من الخارج من البدل الخ ج ۱ ص ۱۵۶

۵۶۴. السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب تحلیل الصلوٰۃ بالتسلیم ج ۱ ص ۱۷۳

تھی اسی پر بقیہ نماز کی بناء کرے تو جائز ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے اور انہوں نے اس حدیث سے ثابت کیا ہے لیکن حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ یہ مسئلہ تو خود بخود درج خارج ہونے کا ہے، اگر کوئی آدمی حالت نماز میں قصد ارتح خارج کرے تو اس کے لئے دوبارہ وضو کر کے از سر نو نماز پڑھنا واجب ہے۔

بَابُ فِي الْحَقْنِ

(دوران نماز پیشاب روکنے کا بیان)

585- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں اور نہ ہی بول براز کو روک کر۔

566- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَرْقَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى الْخَلَاءِ وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ . رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جانے کا ارادہ کرے اور نماز کھڑی ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پہلے قضاء حاجت کرے۔ اس کو چار محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا۔

567- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَهُنَّ لَا يَوْمٌ رَجُلٌ قَوْمًا لِيُخَصَّ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ دُونَهُمْ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرُ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَاذِنَ فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا يُصَلِّي وَهُوَ حَقْنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کا کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں۔ وہ شخص لوگوں کی امامت نہ کرے جو انہیں چھوڑ کر اپنے آپ کو دعا کے ساتھ خاص کرے پس اگر اس نے ایسا

۵۶۵۔ مسم کتاب المساجد باب کراهة الصلوة بحضرة الطعام۔ الخ ج ۱ ص ۲۰۸

۵۶۶۔ ترمذی ابواب الطہارۃ باب ما جاء اذا اقيمت الصلوة ووجد احدكم الخلاء۔ الخ ج ۱ ص ۲۶ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ایصلي الرجل وهو حاقن ج ۱ ص ۱۲ نائی کتاب الامامة والجماعة باب العنبر في ترك الجماعة ج ۱ ص ۱۲۷ اس ماجة ابواب الطہارۃ وسننها باب النهي للحاقن ان يصلي ص ۴۸

۵۶۷۔ ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب ایصلي الرجل وهو حاقن ج ۱ ص ۱۲ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في كراهية ان يخص الامام نفسه۔ الخ ج ۱ ص ۸۲

کیا تو اس نے ان سے خیانت کی اور کوئی اجازت طلب کرنے سے پہلے کسی گھر کے صحن میں نہ دیکھے اگر اس نے ایسا کیا تو بے شک وہ (گھر) میں داخل ہو گیا اور کوئی پیشاب روک کر نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ وہ اس سے ہٹا ہو جائے۔ اس حدیث کو ابو داؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کے سامنے کھانا آیا ہو یا اسے پیشاب و پاخانہ کی حاجت ہو تو اسے اس وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ بلکہ وہ ان چیزوں سے فارغ ہو کر نماز پڑھے۔ علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ”جب کسی کے سامنے کھانا آ جائے اور اسے کھانے کی خواہش ہو یا اسی طرح بول و براز کا تقاضا ہو تو اسی صورت میں اسے نماز پڑھنی مکروہ ہے اور رخصت ہونے کے بعد بھی اس حکم میں ہے یعنی ان کو روک کر نماز نہ پڑھے کیونکہ ان کی وجہ سے نماز میں حضوری قلب اور خشوع و خضوع باقی نہ رہے گا جس کی وجہ سے نماز کامل طور پر ادا نہ ہوگی، مگر ان سب صورتوں میں وسعت وقت کی شرط ہے اگر وقت تنگ ہو تو بہر صورت نماز پہلے پڑھنی چاہیے۔“

بَابُ فِي الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ

کھانے کی موجودگی میں نماز کا بیان

568- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَابْتَدَأَ الصَّلَاةَ فَلْيَبْتِئْ بِالْعَشَاءِ وَلَا يُعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ . وَرَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی ایک کے لئے رات کا کھانا رکھ دیا جائے تو تم پہلے کھانا کھاؤ اور وہ جلدی نہ کرے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جائے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

کھانا نماز سے پہلے کھالینے سے متعلق اقوال اسلاف کا بیان

حضرت انس سے روایت ہے کہ وہ اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کھانا حاضر ہو اور جماعت کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو اس باب میں حضرت عائشہ ابن عمر مسلمہ بن اکوع اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی روایت ہے امام ابویوسفؒ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حدیث انس حسن صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے بعض اہل علم کا صحابہ کرام میں سے جیسے ابو بکر عمر اور ابن عمر ہیں اور امام احمد اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔

ان دونوں حضرات کے نزدیک کھانا پہلے کھالے اگرچہ جماعت نکل جائے جاوود کہتے ہیں میں نے دیکھ سے سنا وہ اس

حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کھانا اس وقت پہلے کھایا جائے جب خراب ہونے کا خطرہ ہو امام ترمذی فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام اور دیگر فقہاء کا قول اتباع کے زیادہ لائق ہے کیونکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کا دل کسی چیز کی وجہ سے مشغول نہ ہو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نماز کے لئے اس وقت تک کھڑے نہیں ہوتے جب تک ہمارا دل کسی اور چیز میں لگا ہوا ہو۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 339)

نماز کی جانب کامل توجہ کرنے کا بیان

589- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا وَضَعَ الْعِشَاءَ وَأَقِيمْتَ الصَّلَاةَ فَلَابَدٌ وَإِلَى الْعِشَاءِ . أَخْرَجَهُ الشَّيْخَان .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھا لو۔
اس کو شیخین نے نقل کیا ہے۔

شرح

تشریح ظاہر ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ نماز پڑھنے والا بھوکا ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس بھوک کی حالت میں نماز پڑھوں گا تو دھیان کھانے ہی میں لگا رہے گا اور نماز دل جمعی اور سکون کے ساتھ ادا نہیں کر سکوں گا تو اس کے لئے یہی اولیٰ ہوگا کہ وہ پہلے کھانا کھالے اس کے بعد نماز پڑھے بشرطیکہ وقت میں وسعت ہو یعنی اتنا وقت ہو کہ وہ کھانے سے فراغت کے بعد اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہو۔

الجز الثانی

بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

یہ باب امام پر نماز سے متعلق حق لازم ہونے کے بیان میں ہے
نماز میں مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے تخفیف کرنے کا بیان

570- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيَتَعَفَّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّقْ مَا شَاءَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .
★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز میں تخفیف کرے پس بے شک ان میں کمزور بیمار اور بوڑھے لوگ ہوتے ہیں اور جب وہ اکیلے نماز پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

شرح

اس حدیث میں امام کے لئے یہ ہدایت دے دی گئی ہے کہ وہ نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کی رعایت ضرور کرے اس بات کا لحاظ رکھے کہ مقتدیوں میں بیمار بوڑھے اور کمزور لاغر لوگ بھی ہوں گے جو نماز کی طوالت سے تکلیف و پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پریشانی اور تکلیف سے بچنے کی خاطر جماعت میں شریک ہونا ہی چھوڑ دیں اس لئے ان کی رعایت کے پیش نظر نماز ہلکی ہی پڑھانی چاہیے ہاں اگر کوئی آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو اسے اختیار ہے کہ جس قدر چاہیے طویل نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر تمام مقتدی حضور قلب کے حامل ہوں اور نماز کی طوالت سے گھبراتے نہ ہوں نیز مذکورہ بالا لوگوں میں سے یعنی بیمار و ضعیف وغیرہ نہ ہوں تو اس شکل میں بھی امام جس قدر چاہے طویل نماز پڑھائے۔

571- وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا تَأْخُرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فَلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُتَقَرِّبِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

۵۷۰۔ بخاری کتاب الاذان باب تعفیف الامام فی القيام۔ الخ ج ۱ ص ۹۷ مسلم کتاب الصلوة باب امر الائمة بتخفیف الصلوة

فی تمام ج ۱ ص ۱۸۸

۵۷۱۔ بخاری کتاب الاذان باب تعفیف الامام فی القيام۔ الخ ج ۱ ص ۹۷ مسلم کتاب الاذان امر الائمة بتخفیف الصلوة فی

تمام ج ۱ ص ۱۸۸

★★ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی خدا کی قسم یا رسول اللہ ﷺ میں فجر کی نماز سے فلاں شخص کی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہوں کہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے (حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کہ میں نے اس دن سے پہلے نصیحت کے وقت کبھی نبی اکرم ﷺ کو اس سے زیادہ غصے میں نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا بے شک تم میں سے بعض لوگوں کو متفرک بنوالے ہیں تم میں سے جو لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسی چاہئے کہ وہ تخفیف کرے پس بے شک ان میں کمزور اور بوڑھے اور ضرورت مند ہوتے ہیں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

572- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَوةً وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيَخْفِفُ مَخَافَةً أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نبی پاک ﷺ سے زیادہ مختصر اور پوری نماز نہیں پڑھی اور اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خوف سے نماز میں تخفیف فرماتے کہ کہیں اس کی ماں آزمائش میں نہ پڑ جائے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

573- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَا قُومَ فِي الصَّلَاةِ أُرِيدُ أَنْ أَطْوَلَ فِيهَا فَأَسْمَعَ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةً أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں۔ اس میں بھی قراءت کرنا چاہتا ہوں تو بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو میں اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو نا پسند کرنے کی وجہ سے کہ میں اس کی ماں کو مشقت میں ڈالوں۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

574- وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَمْتُ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمُ الصَّلَاةَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے آخری نصیحت جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمائی وہ یہ تھی کہ جب تو لوگوں کو جماعت کرائے تو انہیں مختصر نماز پڑھا۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

575- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيفِ

۵۷۲. بخاری کتاب الاذان باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی ج ۱ ص ۹۸ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب امرہ بالتخفیف
صلوٰۃ فی تبار ج ۱ ص ۱۸۸

۵۷۴. مسلم کتاب الصلوٰۃ باب امر الاتبۃ بتخفیف الصلوٰۃ فی تبار ج ۱ ص ۱۸۸

۵۷۵. سانی کتاب الامامۃ والجماعۃ باب الرخصة للامام فی التطویل ج ۱ ص ۱۳۲

وَبُؤَانًا بِالصَّلَٰتِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تخفیف کا حکم دیتے تھے اور ہمیں سورۃ الصافات کے ساتھ نماز پڑھاتے۔

اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز میں تخفیف کرنے کا بیان

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز باوجود پورے کمال و اتمام کے بہت ہلکی ہوتی تھی اور ہلکی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ قرأت اور تسبیحات حد سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور قرأت میں بے محل مد و شد نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کی قرأت بے تکلف اور تریل کے ساتھ ہوتی تھی اور یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی خاصیت تھی کہ اگرچہ وہ طویل ہوتی تھی مگر لوگوں کو ہلکی معلوم ہوتی تھی۔ حاصل یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت ہلکی ہوتی تھی اور رکوع و سجود نیز تعدیل ارکان وغیرہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی تھی۔ حنفی مسلک میں یہ مسئلہ ہے کہ امام کے لئے مناسب نہیں ہے کہ تسبیحات وغیرہ کو اتنا طویل کرے کہ لوگ ملول ہوں کیونکہ نماز کو زیادہ طویل کرنا نماز کی طرف سے لوگوں کو بے توجہ بنانا ہے اور یہ مکروہ ہے ہاں اگر مقتدیوں کی یہ خواہش ہو کہ قرأت و تسبیحات وغیرہ طویل ہوں تو پھر ان میں امام زیادتی کر سکتا ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس امام کو یہ بھی نہیں چاہیے کہ مقتدیوں کو خوش کرنے کی غرض سے قرأت اور تسبیحات میں اس درجے سے بھی کمی کر دے جو سب سے کم مسنون درجہ ہے۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز ہلکی کر دیا کرتے تھے۔ تاکہ اس بچے کی ماں جو جماعت میں شامل ہوتی، بچے کی طرف سے فکر میں نہ پڑ جائے اور جس کی وجہ سے اس کی نماز کا حضور اور خشوع و خضوع ختم ہو جائے۔ خطابى نے اس جملہ کے فائدے میں کہا ہے کہ "اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ امام رکوع میں ہونے کی حالت میں اگر آہٹ پائے کہ کوئی آدمی نماز میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ رکوع میں اس آدمی کا انتظار کرے تاکہ وہ آدمی رکعت حاصل کرے مگر بعض حضرات نے اسے مکروہ قرار دیا ہے بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا کرنے والے کے بارے میں یہ خوف ہے کہ وہ کہیں شرک کی حد تک پہنچ جائے گا۔

چنانچہ یہی مسلک حضرت امام مالک کا بھی ہے۔ حنفی مسلک یہ ہے کہ امام اگر رکوع کو تقرب الی اللہ کی نیت سے نہیں بلکہ اس مقصد سے طویل کرے گا کہ کوئی آنے والا آدمی رکوع میں شامل ہو کر رکعت پالے تو یہ مکروہ تحریمی ہوگا۔ بلکہ اس سے بھی بڑے گناہ کے مرتکب ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے تاہم کفر و شرک کی حد تک نہیں پہنچے گا کیونکہ اس سے اس کی نیت غیر اللہ کی عبادت بہر حال نہیں ہوگی۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر امام آنے والے کو پہچانتا نہیں ہے تو اس شکل میں رکوع کو طویل کرنے کا کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کا ترک اولیٰ ہے ہاں اگر کوئی امام تقرب الی اللہ کی نیت سے رکوع کو طویل کرے اور اس پاک جذبے کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ ایسی حالت کا ہونا چونکہ نادر

ے اور یہ کہ اس مسئلے کا نام ہی "مسئلہ الایمان" ہے اس لئے اس سلسلے میں کمال احتیاط ہی اولیٰ ہے۔

بَابُ مَا عَلَى الْمَأْمُومِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ

مقتدی پر امام کی کتنی اتباع لازم ہے

576- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَلَّ لَمْ يَدْرِ أَنْ يَحْضُرَ اللَّهُ رَأْسَهُ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنادے۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

امام سے پہلے رکوع و سجود کرنے والے کے لئے وعید کا بیان

جو آدمی نماز کے ارکان امام کے ساتھ ادا نہیں کرتا بلکہ امام سے پہلے ہی ادا کر لیتا ہے مثلاً رکوع و سجود سے امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث سخت ترین وعید ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے گدھے کی مانند کم فہم و عقل کر دے گا کیونکہ تمام جانوروں میں گدھا ہی سب سے زیادہ کم فہم ہوتا ہے لہذا یہ مسخ حقیقی نہیں ہوگا بلکہ مسخ معنوی ہوگا تاہم علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کو اپنے حقیقی معنی پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس امت میں بھی مسخ ممکن ہے جیسا کہ "باب اشراط الساعة" میں مذکور ہے اور اس کے مؤید ایک روایت ہے کہ یہ الفاظ ہیں کہ ان یقول اللہ صورۃ حمار یعنی اللہ تعالیٰ اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کی صورت کو گدھے جیسی صورت کر دے۔

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس امت میں بھی مسخ جائز ہے لہذا اس حدیث کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کرنا جائز ہے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسخ خاص ہے اور امت کے لئے جو مسخ ممتنع ہے وہ مسخ عام ہے چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ مسخ صورت کی ایک عبرت ناک مثال علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ بالا قول کی تائید ایک عبرت ناک واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔

جو ایک جنیال القدر محدث سے منقول ہے کہ وہ طلب علم اور حصول حدیث کی خاطر دمشق کے ایک عالم کے پاس پہنچے جو

۵۷۶۔ بخاری کتاب الاداء باب اثم من دفع رأسه قبل الامام ج ۱ ص ۹۶ مسلم کتاب الصلوة باب تحریم سبق الامام برکوعہ الخ ج ۱ ص ۸۱ تائی کتاب الامامة والجماعة باب مبارک الامام ج ۱ ص ۱۳۲ ترمذی ابواب ما يتعلق بالصلوة باب ما جاء فی التشدید فی الی یرفع رأسه قبل الامام ج ۱ ص ۱۲۹ ابو داؤد کتاب الصلوة باب التشدید فی من یرفع قبل الامام الخ ج ۱ ص ۹۱ انس ماجة ابواب اقامة الصلوة والسنة فیها باب النهی ان یسبق الامام بالركوع والسجود ص ۶۹ مسند احمد ج ۲ ص

اپنے علم و فضل کی بناء پر بہت مشہور تھا انہوں نے اس عالم سے درس لینا شروع کیا مگر حصول علم کے دروان یہ واقعہ طالب علم کے لئے بڑا حیرتناک بنا رہا کہ استاد پوری مدت کبھی بھی ان کے سامنے نہیں آیا درس کے وقت استاد اور شاگرد کے درمیان ایک پردہ حائل رہتا تھا ان کو اس کی بڑی خواہش تھی کہ کم سے کم ایک مرتبہ اپنے استاد کے چہرے کی زیارت تو کریں۔ چنانچہ جب انہیں اس عالم کی خدمت میں رہتے ہوئے بہت کافی عرصہ گزر گیا تو اس نے یہ محسوس کر لیا کہ طالب علم حصول حدیث کے شوق اور تعلق شیخ کے بھرپور جذبات کا پوری طرح حامل ہے تو استاد نے ایک دن درمیان میں حائل پردہ کو اٹھایا ان کی حیرت اور تعجب کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ جو جلیل القدر عالم اور ان کا استاد جس کے علم و فضل کی شہرت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اپنے انسانی چہرے سے محروم ہے بلکہ اس کا من گدھے جیسا ہے استاد نے شاگرد کی حیرت اور تعجب کو دیکھتے ہوئے جو بات کہی اسے سنئے اور اس سے عبرت حاصل کیجئے۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے! نماز کے ارکان ادا کرنے کے سلسلہ میں امام پر پہل کرنے سے بچنا میں نے جب یہ حدیث سنی کہ "کیا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے جیسا کر دے" تو مجھے بہت تعجب ہوا اور میں نے اسے بعید از امکان تصور کیا چنانچہ (یہ میری بد قسمتی کہ میں نے تجربہ کے طور پر) نماز کے ارکان ادا کرنے کے سلسلہ میں امام پر پہل کی جس کا نتیجہ میرے بیٹے اس وقت تمہارے سامنے ہے کہ میرا چہرہ واقعی گدھے کے چہرے جیسا ہو گیا۔ بہر حال ملا علی قاری اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دراصل شدید تہدید اور انتہائی وعید کے طور پر ہے یا یہ کہ ایسے آدمی کو برزخ اور دوزخ میں اس عذاب کے اندر مبتلا کیا جائے گا۔"

امام کی اتباع کرنے کا بیان

577- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَنْحِنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَقَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ . رَوَاهُ الشَّيْخَان .

☆☆ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور وہ جھوٹے نہیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی پشت نہ جھکاتا حتیٰ کہ آپ سجدہ میں تشریف لے جاتے پھر ہم آپ کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

578- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ

۵۷۷. بخاری کتاب الاذان باب من یسجد من خلف الامام ج ۱ ص ۹۶ مسلم کتاب الصلوٰۃ باب متابعة الامام والعمل بعده ج

۱ ص ۱۸۹

۵۷۸. مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم سبق الامام برکوع۔ الخ ج ۱ ص ۱۸۰

قَالَ عَنِ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِصْرَابِ
فَقِيلَ لَكُمْ هَلْ بِي مِنْ حَقٍّ . رَوَاهُ مُسْنَدُ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پس جب آپ نماز پڑھا
چکے تو اے اے خرف اپنے چہرہ اور سے متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو بے شک میں تمہارا امام ہوں پس تم مجھ سے رکوع مجھ سے
قیام مجھ سے آگے نہ بڑھو پس بے شک میں تمہیں اپنے آگے اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔
اس کو مسند میں روایت کیا۔

أَبْوَابُ صَلَوةِ الْوُتْرِ

یہ ابواب نماز وتر کے بیان میں ہیں

لفظ کے معنی و مفہوم کا بیان

وتر (لفظ وتر میں واؤ کو زیر اور زیر دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں مگر زیر کے ساتھ پڑھنا زیادہ مشہور ہے۔) ہر اس نماز کو کہہ سکتے ہیں جس میں طاق رکعتیں ہوں مگر فقہائے ہاں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے جو عام طور پر عشاء کے فوراً بعد ہی پڑھی جاتی ہے اور اس باب میں اسی نماز وتر کا بیان ہوگا۔

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى وَجُوبِ صَلَوةِ الْوُتْرِ

ان روایات کا بیان جن سے وتر کے وجوب پر استدلال کیا گیا

579- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَوةِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی رات کی نماز میں وتر کو آخر میں پڑھو۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

580- وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم صبح ہونے سے پہلے جلدی وتر پڑھ لیا کرو۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

579. بخاری ابواب ابوترباب لیجعل آخر صلوتہ وترأ ج ۱ ص ۱۳۶ مسلم کتاب صلوة المسافرین باب صلوة الیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۵۷

580. مسلم کتاب صلوة المسافرین باب صلوة الیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۵۷ ترمذی ابواب الصلوة ابوترباب مجاء فی مبادرة الصبح بالوتر ج ۱ ص ۱۰۷ نسائی کتاب قیام اللیل وتطوع الہار باب الامر بالوتر قبل الصبح ج ۱ ص ۲۴۷ ابن ماجہ ابواب الوتر باب من نام عن وتر اونسیھا ص ۸۴ مسند احمد ج ۲ ص ۱۲ مستدرک حاکم کتاب الوتر

581- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْثَرُوا اللَّيْلَ أَنْ تُصْبِحُوا . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِي .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا صبح ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔ سوائے امام بخاری رحمہ اللہ کے۔

582- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنَ الْخَيْرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ حَمَعَ أَنْ يَقُومَ الْخَيْرَ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ الْفَضْلُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ خوف ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں نہ اٹھ سکے گا۔ وہ رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لے اور جس کو رات کے آخری پہر اٹھنے کا شوق ہو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے پس بے شک رات کے آخری حصے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

583- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوُتْرُ حَقٌّ لِمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ لِمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوُتْرُ حَقٌّ لِمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

584- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَادَكُمْ صَلَاةَ وَهِيَ الْوُتْرُ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي مُسْنَدِ الشَّامِيِّينَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک زائد نماز (لازم) کی ہے اور وہ وتر ہیں۔

اس کو طبرانی نے مسند شامیین میں روایت کیا اور حافظ نے سند حسن کے ساتھ درایہ میں اس کو روایت کیا۔

585- وَعَنْ أَبِي تَمِيمٍ الْجِشَّانِيِّ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَالَ إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ زَادَكُمْ صَلَاةَ وَهِيَ الْوُتْرُ فَصَلُّوهَا فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ

۵۸۲. مسلم کتاب صلوۃ المسافرين باب صلوۃ اللیل وعدد الخ ج ۱ ص ۲۵۸

۵۸۳. ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب فی من لم یوتر ج ۱ ص ۲۰۱

۵۸۴. الدرایۃ کتاب الصلوۃ باب صلوۃ الوتر نقلًا عن المسند الشامیین للطبرانی ج ۱ ص ۱۸۹

[illegible]

حضرت ابو قتیبہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن حاصؓ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا تو فرمایا
 اے اللہ کے رسول! میں نے تم کو دیکھا ہے کہ تم نے نماز میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ اے اللہ!
 اگر تم نے اسے نماز میں کھڑا کر دیا تو اسے نماز میں کھڑا کر دے۔ اے اللہ! اگر تم نے اسے نماز میں کھڑا کر دیا تو اسے نماز میں کھڑا کر دے۔ اے اللہ!
 اگر تم نے اسے نماز میں کھڑا کر دیا تو اسے نماز میں کھڑا کر دے۔ اے اللہ! اگر تم نے اسے نماز میں کھڑا کر دیا تو اسے نماز میں کھڑا کر دے۔ اے اللہ!

اس کو امام احمد رحمہ اللہ حاکم اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۵۵۵۔ وَتَعْنُ أَيْ سَمِعَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَأَمَّ عَنْ وَثَرِهِ أَوْ نَيْبِهِ
لِلْمَعْرُوفِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ . رَوَاهُ الذَّاهِرُ قُطَيْبٌ وَالتَّحَرُّونَ وَإِسْنَادُهُ صَوِّحَ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنی وتر نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب صبح کرے یا اسے یاد آئے تو وہ وتر نماز پڑھے اس کو دارقطنی نے روایت کیا اور دیگر محدثین نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ الْوِثْرِ بِخَمْسٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ

وتر پانچ رکعت ہیں یا اس سے زیادہ

587- عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْتٌ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَرْمُوءَةٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
بَيْتُ الْحَارِثِ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ
فَجِئْتُ لَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ
أَوْ غَطِيطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر (گھر) تشریف لائے اور چار رکعتیں پڑھ کر سو

٥٨٥. مسند احمد ج ٦ ص ٧ مسندك حاكم ج ٢ ص ٥٩٢ مجمع الزوائد كتاب الصلوة باب ما جاء في الترتي نقلاً عن انصرائي

في الكبير ج ٢ ص ٢٣٩

۵۱۶. دارقضي كتاب الوتر باب من نام عن وتره اوتريه ج ۲ ص ۲۲

٥٨٧. بعماری کتاب الاذان باب يقوم عن ائمة الامام۔ الخ ج ١ ص ٩٧

گئے۔ پھر اٹھے تو میں آ کر آپ کی ہائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا پس آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعات پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراثوں کی آواز سنی پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے گئے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

588- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْ كَرِ بِخُمْسٍ وَلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْثٌ -

☆ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دو دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ آپ نے آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں۔ پھر پانچ رکعات وتر پڑھے اور ان کے درمیان نہ بیٹھے۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

589- وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُؤْتِي مِنْ ذَلِكَ بِخُمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

☆ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے اس میں سے پانچ رکعات وتر پڑھتے اور صرف آخر میں بیٹھتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کئی طریقوں سے ذکر کی گئی ہے ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعتیں چار سلام کے ساتھ یعنی دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اور پھر آخر میں پانچ رکعتیں ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ اس طرح پڑھتے تھے کہ اسی میں وتر کی نیت بھی کر لیتے تھے یعنی وتر کی نماز بھی انہیں پانچ رکعتوں میں شامل ہوتی تھی اور ان پانچ رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں بھی نہ تو تشہد کے لئے بیٹھتے تھے اور نہ سلام پھیرتے تھے بلکہ آخری رکعت میں تشہد کے لئے بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔ لہذا یہ حدیث صریح طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ پانچ رکعتیں اس طرح مل کر پڑھنا کہ ان میں سے کسی ایک رکعت میں بھی تشہد کے لئے نہ بیٹھا جائے بلکہ صرف آخری یعنی پانچویں رکعت کے بعد تعدہ کیا جائے جائز ہے۔

لیکن فقہاء کے ہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے چنانچہ جن حضرات کے ہاں یہ جائز نہیں ہے وہ عدم جلوس کی تاویل عدم سلام سے کرتے ہیں یعنی ان کے نزدیک لا تجلس فی شی الا فی آخرھا کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ رکعتوں میں سے صرف آخری رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے درمیان میں کسی بھی رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے چنانچہ بعض

راہوں میں مذکور بھی ہے کہ لم یسلم الا فی آخرین بعض حضرات نے یہ تاویل بھی کی ہے کہ ان پانچ رکعتوں میں سوائے آخری رکعت کے کسی میں بھی جلوس و راز نہیں کرتے تھے یعنی طویل قعدہ نہیں کرتے تھے صرف آخری رکعت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قعدہ طویل ہوتا تھا۔ بہر حال چار سے زیادہ رکعتوں کو ملا کر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا متفقہ طور پر تمام علماء کے ہاں جائز ہے لیکن حنفیہ کے ہاں اتنا فرق ہے کہ ان کے نزدیک آٹھ رکعت تک ملا کر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا تو بلا کراہت جائز ہے مگر آٹھ رکعتوں کے بعد کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

وتر کی رکعات کا بیان

590- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ انْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِي عَنِ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنَّا نَعُدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهْوَرَهُ فَيَعْتَهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَعْتَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُكَ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيُ سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ لِقِصَلِ النَّاسِغَةِ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً يَا بَنِيَّ فَلَمَّا أَسَنَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْ تَرَ سَبْعَ رَكَعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فِتِلْكَ سَبْعَ يَا بَنِيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلِبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعَ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكَعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا تَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ .

☆ حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا۔ اے ام المؤمنین مجھے رسول اللہ ﷺ کی وتر (نماز) کے بارے میں خبر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے تو رات کو اللہ تعالیٰ جب چاہتا آپ کو اٹھا دیتا پس آپ مسواک کرتے وضو کرتے اور نو رکعت اس طرح پڑھتے کہ ان میں نہ بیٹھتے سوائے آٹھویں رکعت کے پس وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانگتے پھر بغیر سلام پھیرے اٹھتے اور کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر اور اس کی حمد کرتے اور اس سے دعا مانگتے پھر بلند آواز سے سلام پھیرتے اور ہمیں سناتے پھر سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تو اے میرے بیٹے یہ گیارہ رکعتیں ہیں۔ پس جب نبی پاک ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ کا مبارک بدن بھاری ہو گیا تو سات رکعات وتر پڑھتے اور دو رکعتوں میں آپ ایسا ہی کرتے جیسا کہ پہلے کرتے تھے اے بیٹے یہ نو رکعتیں ہیں اور نبی پاک ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی کو پسند فرماتے تھے۔ جب کبھی آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا یا درود کی وجہ سے رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا فرماتے تھے اور نہ

۵۹۰۔ مسلم کتاب الصلوة المسافرين باب صلوة اللیل وعند رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۵۶ مسند احمد ج ۶ ص

۵۹۱۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی صلوة اللیل ج ۱ ص ۱۹۰ نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النهار باب کیف الوتر بسبع ج ۱ ص ۲۵۰

میں نہیں ہائی کہ ہی پاک ملازم نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہوا اور نہ کبھی آپ نے ساری رات صبح تک نماز پڑھی اور پھر ۷۰ کے روزے رکھے سوائے رمضان کے۔ اس کو امام مسلم احمد ابو داؤد اور نسائی (رحمۃ اللہ علیہم) نے روایت کیا۔

591- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَنْ ابْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْ يَسْبَعُ وَلَا تُشَبِّهُهُ بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ . رَوَاهُ الدَّارُ الْقُطَيْبِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْإِسْنَادُ مُطَابِقٌ لِمَنْ شَرَّطَ الشَّيْخَيْنِ .

★★ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن بن عوف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین رکعات وتر نہ پڑھو بلکہ پانچ یا سات رکعات وتر پڑھو اور اسے مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔ اس کو دارقطنی حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور حافظ نے کہا ہے اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

592- وَعَنْ عِصْرَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَدُّوا بِثَلَاثٍ تُشَبِّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَلَكِنْ أَوْ ثَرْوَا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِأَحَدِي عَشْرَةٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ . رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ نَصْرِ بْنِ حَبَّانٍ وَالْحَاكِمُ وَالْإِسْنَادُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عراق بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تین رکعت وتر پڑھ کے مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ لیکن تم پانچ یا سات نو یا گیارہ رکعات یا اس سے زیادہ وتر پڑھو اس کو محمد بن نصر مروزی ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

593- وَعَنْ أَبِي عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الْوُتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ وَلَا تُحِبُّ ثَلَاثًا بُرَاءً . رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْإِسْنَادُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وتر سات یا پانچ رکعتیں ہیں اور میں تمین ناقص رکعتوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس کو محمد بن نصر اور طحاوی نے روایت کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

594- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ الْوُتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ وَإِنِّي لَا أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ ثَلَاثًا بُرَاءً . رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْإِسْنَادُ صَحِيحٌ .

قَالَ الْيَمُومِيُّ إِنَّ الْوُتْرَ بِثَلَاثٍ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

۵۹۱. دار قطنی کتاب الوتر باب تشہوا الوتر بصلوۃ المغرب ج ۲ ص ۲۴ مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ج ۱ ص

۳۰۴ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوۃ باب من اوتر بثلاث موصولات۔ الخ ج ۳ ص ۳۱ الدرایۃ کتاب الصلوۃ باب صلوۃ

الوتر ج ۱ ص ۱۹۰

۵۹۲. قیام اللیل کتاب الوتر باب الوتر بثلاث عن الصحابة ص ۲۱۵ مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ص ۲۰۴

۵۹۳. قیام اللیل کتاب الوتر باب الوتر بثلاث عن الصحابة ص ۲۱۵ طحاوی کتاب الصلوۃ باب الوتر ج ۱ ص ۱۹۹

۵۹۴. قیام اللیل کتاب الوتر باب الوتر بثلاث عن الصحابة ص ۲۱۵ طحاوی کتاب الصلوۃ باب الوتر ج ۱ ص ۱۹۰

فَالْتَمَنِي فِي هَذِهِ الْإِحَادِيثِ مَحْمُولٌ عَلَى أَنْ يُصَلِّيَ وَتَرَاثَلَتْ رَكَعَاتٍ وَلَمْ يَتَقَدَّمْهُ تَطَوُّعٌ إِمَّا رَكَعَتَانِ وَإِمَّا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ أَوْ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وتر سات یا پانچ رکعتیں ہیں اور بے شک میں ناپسند کرتی ہوں یہ کہ وتر تین یا پچھتر رکعتیں ہوں۔

اس کو محمد بن نصر اور طحاوی نے بیان کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نبوی فرماتے ہیں: تین رکعت وتر نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہیں ان احادیث میں نبی کو اس بات پر محمول کریں گے کہ وہ تین رکعت وتر اس طرح پڑھے کہ اس سے پہلے دو یا چار یا اس سے زیادہ رکعات نفل نہ پڑھے ہوں۔

نماز وتر کی رکعات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور جب کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے تو ایک رکعت پڑھ لے، یہ (ایک رکعت) پہلی پڑھی ہوئی نماز کو طاق کر دے گی۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1230)

حدیث کے پہلے جزو کا مطلب یہ ہے کہ رات کو پڑھنی جانے والی نفل نمازیں دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں چنانچہ حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد نے اس حدیث کے پیش نظر کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ رات میں نفل نمازیں اس طرح پڑھی جائیں کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے یعنی دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں۔ حدیث کے دوسرے جزو کا مطلب یہ ہے کہ رات کو نماز میں مشغول رہنے والا آدمی جب یہ دیکھے کہ رات ختم ہو رہی ہے اور صبح نمودار ہونے والی ہے تو وہ ان نمازوں کے بعد ایک رکعت پڑھ لے تاکہ یہ ایک رکعت پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کو طاق کر دے، اس طرح یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

اور تین اور ایک بھی، اس لیے حضرت سفیان ثوری اور دیگر ائمہ نے تو پانچ کے عدد کو اختیار کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے تین کے عدد کو قبول کیا ہے اور حضرت امام شافعی نے ایک کے عدد کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

امام طحاوی حنفی نے صلی رکعت واحدة الخ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "ایک رکعت اس طرح پڑھے کہ اس سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے تاکہ یہ رکعت شفع یعنی اس ایک رکعت سے پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں کو طاق کر دے۔ گویا ایک رکعت عیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تو یہ کہیں ثابت ہی نہیں ہوتا کہ وتر کی ایک رکعت علیحدہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھی جائے "لہذا اس کے ذریعے وتر کی ایک

رکعت ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

پھر وتر کی تین ہی رکعتیں ہونے کے سلسلہ میں حنفیہ کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ ہتر یعنی تہا ایک رکعت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

جہاں تک صحابہ اور سلف کے عمل کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اکثر فقہا صحابہ اور سلف کا معمول وتر کی تین رکعتیں ہی پڑھنا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے ان کو تو اس سلسلے میں بہت زیادہ اہتمام تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت سعید بن مسیب کو وتر ایک رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ "کیسی ناقص نماز پڑھتے ہو؟ دو رکعت اور پڑھو ورنہ تمہیں سزا دوں گا۔" (نہایہ)

جامع ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وتر کی تین رکعتیں نقل کی ہیں اور اسی کو عمران بن حصین، حضرت عائشہ، عبداللہ ابن عباس اور ابویوب کی طرف منسوب کیا ہے اور آخر میں انہوں نے صراحت کر دی ہے کہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت اسی طرف ہے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کے بارے میں موطا امام محمد میں مذکور ہے کہ ان کے نزدیک بھی وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں۔ حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول تھا۔ (ہدایہ)

تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی، ایک رکعت کی وتر تو عام طور پر لوگ جانتے بھی نہ تھے چنانچہ حضرت معاویہ کو عبداللہ ابن عباس کے مولیٰ نے ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کو بہت تعجب ہوا انہوں نے حضرت عباس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے ان کی وحشت و حیرت یہ کہہ کر ختم کر دی کہ معاویہ فقیہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہو چکے ہیں ان پر اعتراض نہ کرو۔ (صحیح بخاری)

بہر حال ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں جن احادیث سے وتر کی ایک رکعت ثابت ہوتی ہے وہ سب قابل تاویل ہیں۔ یا یہ کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حالتوں کا ذکر ہے آخر فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تین ہی رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا اور ظاہر ہے کہ امت کے لیے آپ کا وہی فعل حجت اور دلیل بن سکتا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں عمل اختیار فرمایا ہو۔

حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کیا میں فجر کی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کروں تو انہوں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے اور پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور فجر کی دو رکعتیں اس وقت پڑھتے جب فجر کی اذان سنتے۔

اس باب میں حضرت عائشہ جابر فضل بن عباس ابویوب اور ابن عباس سے بھی روایت ہے کہ امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے اور بعض صحابہ اور تابعین کا اسی پر عمل ہے کہ دو رکعتوں اور تیسری رکعت کے

درمیان فصل کرے اور تیسری رکعت وتر کی پڑھے امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 448)

وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ ہونے پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک (رکوع کے بعد) دعاء قنوت پڑھی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مطلقاً فرض نمازوں میں یا یہ کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کو ترک کر دیا)۔

(ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1264)

اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں کہ دعاء قنوت نہ تو فجر کی نماز میں مشروع ہے اور نہ وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز میں، چنانچہ یہ حضرات اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ مذہب احناف کا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث بھی ہیں جو فرض نمازوں میں ترک قنوت پر دلالت کرتی ہیں، اہل علم اور محققین اس کی تفصیل مرقاۃ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز میں تو دعاء قنوت ہمیشہ پڑھنی چاہیے اور نمازوں میں کسی حادثے اور وبا کے وقت پڑھی جائے۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے اس باب میں حضرت علی انس ابو ہریرہ ابن عباس اور حنف بن ایماہ بن رحمہ غفاری سے بھی روایت ہے۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حضرت براء کی حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کا فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے میں اختلاف ہے بعض صحابہ و تابعین فجر میں دعائے قنوت پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی جائے البتہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے لشکر کے لئے دعا کرے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 388)

بَابُ الْوُتْرِ بِرَكْعَةٍ

ایک رکعت وتر کا بیان

595- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ

۵۹۵. بخاری ابواب الوتر باب ما جاء في الوتر ج ۱ ص ۱۳۵ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرين باب صلوٰۃ اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۵۷ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء ان صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی ج ۱ ص ۹۸ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل مثنی مثنی ج ۱ ص ۱۸۷ نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب کیف صلوٰۃ اللیل ج ۱ ص ۲۴۶ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ۔ الخ باب ما جاء في صلوٰۃ اللیل رکعتین۔ الخ ص ۹۴ مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۲

رَسُولُهُ عَلَيْهِ سَلَامٌ صَوْنٌ مَشْهُورٌ عَلَى هَذِهِ حَتَّى تَعْدُكُمْ تَضَعُ صَلَّيْ رُكْعَةً وَاحِدَةً تَوَدُّ لَهُ مَا لَذَّ
صَلَّى بِرُكْعَةٍ لَحْدَةً

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی پاک ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں
پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو رکعتیں ہیں جب تم میں سے کسی کو صبح طلع ہونے کا خوف ہو تو وہ
ایک رکعت پڑھے وہ ایک رکعت رات کی پڑھتی ہوئی نماز کو تین رکعتوں میں

ن کو تبدیل کر کے ایک رکعت سے روایت کیا۔

596- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ
رُكْعَةً يُوَدُّ مِنْهَا يُوَدُّ أَنْ يَكُونَ مِنْهَا خَمْسُ رُكْعَاتٍ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ
رُكْعَةً شَبِيحَتَيْنِ .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان میں سے
ایک رکعت وتر پڑھتے تھے جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آتا تو
آپ دو مختصر رکعتیں پڑھتے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

597- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ تَرَبَّ رُكْعَةً
رُكْعَةً ثَلَاثَتَيْنِ وَاسْتَأْذَنَ صَبِيحًا .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔
اس کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

598- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوُتَرِ
وَالشُّبُوحِ بِسَلَامَةٍ وَيَسْمَعُهَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر اور دو رکعتوں کے درمیان ایک سلام سے فصل
کرتے تھے اور ہمیں سلام کی آواز سناتے تھے۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی ہے۔

599- رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُتْرُ حَقٌّ وَاحِدٌ

۶۶۰۔ مسند کتب صلوٰۃ ۱۔ میں باب صلوٰۃ تیس و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۵۲ و أخرجه البخاری فی

۱ ص ۲۸۷ ج ۱ ص ۳۵ و لكن لم يجد فيه يوتر منها بواحدة

۵۹۷۔ دارقطنی کتب الوتر باب ما يقرأ في ركعات الوتر والقنوت ج ۲ ص ۲۳

۵۹۸۔ مسند احمد ج ۲ ص ۷۶

غلیٰ کُلِّ مُسْلِمٍ لَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِيَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْتِيَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ . رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَآخَرُونَ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَالصَّوَابُ وَقَعَهُ .

★★ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وتر واجب ہیں ہر مسلمان پر پس جو پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے وہ ایسا کرے اور جو تین رکعات وتر پڑھنا پسند کرے وہ ایسا کرے اور جو ایک رکعت وتر پڑھنا پسند کرے وہ اس طرح کرے۔

اس کو اصحاب اربعہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا سوائے ترمذی کے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔
600- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ بِفَصْلِ بَيْنَ شَعْفِهِ وَوُتْرِهِ بِسَلْسِمَةٍ وَأَخْبَرَ بَنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ .

★★ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما دو رکعتوں اور وتر کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ کرتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کلام ہے۔

601- وَعَنْ ثَالِثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوُتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِفَضِّ حَاجَتِهِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت ثانی بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے حتیٰ کہ اپنی کسی ضرورت کے متعلق حکم (دینا ہوتا) تو حکم دیتے۔
اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

602- وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرَزِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثُمَّ قَالَ يَا غُلَامُ ارْحَلْ لَنَا نَمَّ لَدُنَّ رَأُوْتَرِ بِرَكْعَةٍ . رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَسْوُورٍ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الْقَتَحِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

★★ حضرت بکر بن عبد اللہ مرزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا اے غلام میری سواری پر کچھ باندھو پھر کھڑے ہوئے اور ایک رکعت نماز وتر ادا کی۔

اس کو سعید بن منصور نے بیان کیا اور حافظ نے القتح میں کہا یہ حدیث سند صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

۵۹۹. ابو داؤد کتاب الصلوة باب کہ الوتر ج ۱ ص ۲۰۱ نسائی کتاب قیام اللیل۔ التخریب باب کیف الوتر بثلاث ج ۱ ص ۲۴۹ ابن

ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی الوتر بثلاث۔ التخریب ص ۸۵ مستدرک جاکم باب الوتر حق ج ۱ ص ۲۰۳

۶۰۰. طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج ۱ ص ۱۹۲

۶۰۱. بخاری ابواب الوتر باب ما جاء فی الوتر ج ۱ ص ۱۳۵

۶۰۲. صحیح ابی داؤد الوتر نقلًا عن سعید بن منصور ج ۳ ص ۱۳۴ طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج ۱ ص ۱۹۲

603- وَعَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلَى لَأَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَاتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ دَعُهُ فَإِنَّهُ لَذَّ صَحِيبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت پڑھی اور آپ کے پاس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور انہیں اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا انہیں چھوڑ دو ان کو نبی پاک ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

604- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَمِيِّ قَالَ قُلْتُ لَا يَغْلِبُنِي اللَّيْلَةُ عَلَى الْمَقَامِ أَحَدٌ فَقُمْتُ أُصَلِّيُ فَوَجَدْتُ حَسْرَةً وَجَلِي مِنْ خَلْفِ ظَهْرِي فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَتَنَحَّيْتُ لَهُ فَتَقَدَّمَ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْآنَ حَتَّى خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَقُلْتُ أَوْهَمَ الشَّيْخُ فَلَمَّا صَلَّى قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّمَا صَلَّيْتُ رَكْعَةً وَاحِدَةً فَقَالَ أَجَلٌ هِيَ وَتَرَى . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْدَّارُ قُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبدالرحمن النسمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات قیام میں کوئی مجھ پر غالب نہ ہوگا میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگا تو میں نے اپنے پیچھے کسی آدمی کو محسوس کیا دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے میں ان کے لئے ہٹا تو وہ آگے بڑھے اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے قرآن ختم کر دیا۔ پھر انہوں نے رکوع اور سجدہ کیا تو میں نے کہا شیخ کو وہم ہو گیا ہے جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ نے ایک رکعت پڑھی ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں یہ میرے وتر ہیں۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور دارقطنی نے اور اس کی سند حسن ہے۔

605- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ آمَنَّا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَسَّحَى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رَكْعَةً فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا هَذِهِ الرَّكْعَةُ فَقَالَ وَتَرَأْتُمْ عَلَيْهِ قَالَ عَمْرُو فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ كَانَ يُؤْتِرُ بِرَكْعَةٍ يَعْنِي سَعْدًا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نماز عشاء کی امامت کرائی جب فارغ ہوئے تو مسجد کے ایک کونے میں چلے گئے اور ایک رکعت پڑھی میں بھی ان کے پیچھے گیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے ابواسحاق یہ رکعت کیا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ وتر ہیں میں یہ پڑھ کر سونا چاہتا ہوں عمرو فرماتے ہیں میں نے اس کا ذکر

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

606- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صَغِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ بِرَمْنٍ الْفَسَحِ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ سَعْدٌ قَدْ شَهِدَ بِذَرَامَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَيِّرُ بِوَاحِدَةٍ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ لَا يَزِيدُ عَلَيْهَا حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ. رَوَاهُ التَّبَهَقُّثِيُّ فِي الْمَغْرِفَةِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

بَابُ التَّيَمُّمِ وَفِي الْبَابِ أَثَارُ أُخْرَى جَلَّهَا لَا تَخْلُو عَنْ مَقَالٍ وَالْأَمْرُ وَاسِعٌ لَكِنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ يُصَلِّيَ تَطَوُّعًا ثُمَّ يُصَلِّيَ الْوُتْرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مَوْصُولَةٍ.

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا حالانکہ وہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت پڑھتے تھے اس پر کچھ اضافہ نہ فرماتے حتیٰ کہ رات کے درمیان حصے میں (تہجد کینے) اٹھتے اس کو تیمم نے المعروفہ کے اندر بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیموی فرماتے ہیں اس بارے میں اور بھی آثار موجود ہیں جن میں سے اکثر کلام ت خالی نہیں ہیں معاملہ میں وسعت ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نفل پڑھے جائیں پھر ایک سلام سے متصل تین رکعت وتر ادا کئے جائیں۔

شرح

حنفیہ کے ہاں وتر کی تین رکعتیں ہیں جب کہ اکثر ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز وتر صرف ایک ہی رکعت ہے تاہم ان حضرات کے نزدیک بھی وتر کے لئے صرف ایک رکعت پڑھنا مکروہ ہے بلکہ ان حضرات کا کہنا ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے اس کے بعد ایک وتر پڑھی جائے۔ نماز وتر کا طریقہ وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح (حنفیہ کے مسلک کے مطابق) تین رکعت پڑھی جاتی ہے، اس کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو فرض نمازوں کا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ محض دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے جب کہ وتر کی نماز میں تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اٹھا کر (جس طرح کہ تکبیر تحریرہ کے وقت اٹھاتے ہیں) پھر باندھے جائیں اور با واز آہستہ دعا قنوت پڑھی جائے۔

بَابُ الْوُتْرِ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ

تین رکعات وتر کا بیان

607- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِی رَمَضَانَ وَلَا فِی غَیْرِهِ عَلٰی اَحَدٍ عَشْرًا وَكُفَّةً یُصَلِّی اَرْبَعًا ثُمَّ یُصَلِّی اَرْبَعًا فَلَا تَسْلُ عَنْ حُسْبِیْنَ وَطَوَّلَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّی ثَلَاثًا فَالْت غَابِسَةٌ فَلَمْتُ بِاَرْسُوْنِ اللّٰهِ النَّامُ قُلْ اَنْ تُوَرِّثَ لَقَالَ مَا غَابِسَةُ اِنْ غَبِسَتْ ثَمَانِیْنَ وَلَا یَنَامُ لَیْسَ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی تو آپ نے فرمایا رمضان اور غیر رمضان میں آپ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔ آپ سترہ چار رکعت پڑھتے پس تو ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ پھر چار رکعات پڑھتے پس ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

688- عَنْ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَنَّفَقَ قَسْرَكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ (إِنِّ فِیْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَا آيَاتٍ لِأُولٰٓئِی الْاَلْبَابِ) فَقَرَأَ هٰذِلَآءِ الْآيَاتِ حَتّٰی خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّی رَكْعَتَيْنِ لَمَّا كَمَلَ فَبِهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ ثُمَّ انْصَرَفَ قَامَ حَتّٰی نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بَیْنَ رَكْعَتَيْنِ كُلَّ ذٰلِكَ بَنَتَاكَ وَتَوَضَّأَ وَتَوَضَّأَ هٰذِلَآءِ الْآيَاتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی پاک ﷺ کے پاس سوئے پس رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے مسواک کی وضو کیا اور فرما رہے تھے بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں آپ نے یہ آیات پڑھیں حتیٰ کہ سورت کو ختم کر دیا۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں ان میں قیام رکوع اور سجدہ طویل کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے۔ پھر آپ نے اسی طرح تین مرتبہ چھ رکعتیں پڑھیں ہر مرتبہ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور یہ آیات پڑھتے۔ پھر تین وتر پڑھے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

689- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ بِسَبْعِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَقُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا ابَا دَاوُدَ وَابْنُ دُؤْدٍ

۶۰۷. بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ ج ۱ ص ۱۵۹

۶۰۸. مسلم کتاب صلوۃ المسافرين وقصرها باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه باللیل ج ۳ ص ۲۶۱

۶۰۹. سنن کتب قیام اللیل۔ الترغیب باب کیف الوتر بثلاث ج ۱ ص ۲۴۹ ترمذی ابواب الوتر باب ما جاء ما یقرأ فی الوتر ج ۱

ص ۱۱۰۶ ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوۃ باب ما جاء فیما یقرأ فی الوتر ص ۸۲ مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۵

حسن۔ حضرت سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میں سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ
الْاَعْلٰی وَقُلْ بِاَيِّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اس کو پانچ محدثین نے روایت کیا۔ سوائے ابوداؤد کے اور
اس کی سند حسن ہے۔

610- وَعَنْ اَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِسُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ
الْاَعْلٰی وَقُلْ بِاَيِّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور قُلْ
بِاَيِّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اس کو سوائے ترمذی کے اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔
611- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِسُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِي
الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَقُولُ بِاَيِّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ يَقُولُ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يَسْلِمُ اِلَّا فِي الْاٰخِرِ هُنَّ وَيَقُولُ يَغْنِي بَعْدَ
النَّسْلِيمِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتروں کی پہلی رکعت میں سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ
الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ بِاَيِّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور صرف آخر میں سلام
پھرتے تھے اور سلام کے بعد تین مرتبہ فرماتے۔ سبحن الملك القدوس اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند
حسن ہے۔

612- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ اَبِي بَرَزَةَ أَنَّهُ صَلَّی مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوُتْرَ فَقَرَأَ فِي الْاُولَى بِسُبْحِ
اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ بِاَيِّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا يَمْدُ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاحْمَدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بزرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ وتر پڑھے تو آپ ﷺ نے
پہلی رکعت میں سُبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور دوسری رکعت میں قُلْ بِاَيِّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ پڑھی۔ پس جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو تین مرتبہ فرمایا سبحان الملك القدوس اور تیسری مرتبہ اپنی آواز کو بلند
کیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمہ اللہ امام احمد اور عبد بن حمید اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۶۱۰۔ نسائی کتاب قیام اللیل باب کیف الوتر بثلاث ج ۱ ص ۲۴۸ ابو داؤد کتاب الصلوة باب ما یقرأ فی الوتر ج ۱ ص ۲۱۰

ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فیما یقرأ فی الوتر ص ۸۳ مسند احمد ج ۵ ص ۱۲۲

۶۱۱۔ نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب القراءة فی الوتر ج ۱ ص ۲۵۱

۶۱۲۔ نسائی کتاب قیام اللیل۔ الخ باب القراءة فی الوتر ج ۱ ص ۲۵۱ طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر والمفط له ج ۱ ص

۲۰ طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر والمفط له ج ۱ ص ۲۰۱ مسند احمد ج ۳ ص ۴۰۶

★★ حضرت عبدالعزیز بن جریج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں **سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى** اور دوسری رکعت میں **قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** اور تیسری رکعت میں **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** اور معوذتین پڑھتے تھے۔ اس کو اصحاب اربعہ اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا سوائے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اور اس کی سند حسن ہے۔

617- وَعَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ يُقْرَأُ فِي الْبَرَكَةِ الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَلِی الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَلِی الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ . رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَصَحَّحَهُ .

★★ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں **سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى** اور دوسری رکعت میں **قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** اور تیسری رکعت میں **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے تھے۔ اس کو دارقطنی اور طحاوی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

618- وَعَنِ النِّسَوِيِّ بْنِ مَعْرُومَةَ قَالَ دَفَعْنَا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي لَمْ أُؤْتِرْ لِقَامٍ وَصَفْنَا وَرَأَاهُ فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا لِي أَحْمَدُ . أَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے پس آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے منہیں بنالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو تین رکعتیں اس طرح پڑھائیں کہ صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

619- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ الْوُتْرُ ثَلَاثٌ كَثُورِ النَّهَارِ صَلَوةُ الْمَغْرِبِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وتر تین رکعتیں ہیں۔ دن کے وتروں یعنی نماز مغرب کی طرح اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

620- وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ صَلَّى بِي أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْوُتْرَ وَأَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهِ خَلْفًا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ

۶۱۷. دارقطنی کتاب الوتر باب ما یقرأ فی رکعات الوتر ج ۲ ص ۲۵ طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج ۱ ص ۱۹۶

۶۱۸. طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج ۱ ص ۲۰۲

۶۱۹. طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج ۱ ص ۲۰۲

۶۲۰. طحاوی کتاب الصلوة باب الوتر ج ۱ ص ۲۰۲

لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي الْخَيْرِ هُنَّ فَلَنْتُ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَنِي . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ثابت بن ثعلبہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت انسؓ نے نماز وتر میں رکعتیں پڑھائیں میں آپ کی دائیں جانب تھا اور آپ کی ام ولد (لونڈی) ہمارے پیچھے تھی۔ آپ نے صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا میرے خیال میں وہ مجھے نماز وتر سکھانا چاہتے تھے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

621- وَعَنْ أَبِي خَالِدَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ الْوُتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّلَاثَةِ قَهْدًا وَتُرُ اللَّيْلِ وَهَذَا وَتُرُ النَّهَارِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ابو خالدہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہمیں محمدؐ کے صحابہ نے سکھایا یا فرمایا انہوں نے ہمیں تعلیم دی کہ وتر نماز مغرب کی طرح ہیں سوائے اس کے کہ ہم (وتروں کی) تیسری رکعت میں (بھی) قراءت کریں گے تو یہ رات کے وتر ہیں (اور نماز مغرب) دن کے وتر ہیں۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

622- وَعَنْ الْقَاسِمِ وَرَأَيْتَا أَنَا مِّنْهُ أَفْرَكْنَا يَوْمَ تَرَوْنَ بِثَلَاثٍ وَإِنْ كُنَّا لَوَاسِعَ أَوْ جَوْ أَنْ لَا يَكُونَ بِشَيْءٍ وَنَهْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت قاسمؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جب سے ہوش سنبھالا ہم نے لوگوں کو تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا اور ہر ایک میں گنجائش ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

623- وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ السَّبْعَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَخَارِجَةَ بِنْتُ زَيْدٍ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلِّمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي مَشِخَةِ سَوَاهِمِ أَهْلِ فِقْهِ وَصَلَاحِ وَقُضْلِ وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَآخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخَيْرِ هُنَّ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو زنادؓ و شیخو سات تابعین سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیبؓ عروہ بن زبیرؓ قاسم بن محمدؓ ابو بکر بن عبد الرحمنؓ خارجیہ بن زیدؓ عبید اللہ بن عبد اللہؓ سلیمان بن یسار سے علم و فضل والی ایک جماعت کی موجودگی میں روایت کرتے ہیں کہ ابو الزنادؓ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ان میں اختلاف

ہوتا تو ان میں سے اکثر اور افضل کا قول لیا جاتا تو اس طریقے کے مطابق جو کچھ میں نے ان سے سنا ہے۔ وہ یہی ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔ (نمازی) صرف ان کے آخر میں سلام پھیرے گا۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

624- وَ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوُتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .
رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کے قول کے مطابق وتر تین رکعتیں ہی برقرار رکھے کہ ان کے صرف آخر میں سلام پھیرا جائے گا۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ أَنَّ الْوُتْرَ ثَلَاثٌ إِنَّمَا يُصَلِّي بِتَشْهَدٍ وَاحِدٍ

جس نے کہا وتر تین رکعتیں ایک ہی تشهد سے پڑھی جائیں گی۔

625- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ أَوْ ثَرْوَا بِخَبْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ وَلَا تُشَبِّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ . رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ مَرْزُوقٍ وَ الدَّارُ قُطَيْبِيُّ وَ الْحَاكِمُ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

قَالَ الْيَتِيمِيُّ الْأَسْنَدُ لَا يُهَذَا الْخَبْرُ غَيْرُ صَحِيحٌ

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم تین رکعت وتر ادا نہ کرنا چاہئے یہ سات رکعت وتر ادا کرو اور ان کو نماز مغرب کے مشابہ نہ بناؤ۔
اس کو محمد بن نصر مروزی دارقطنی حاکم اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے علامہ نیوی فرماتے ہیں اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔

626- وَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ ثَلَاثًا لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَ هَذَا وَ تَرَأَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَ عَنْهُ أَحَدُهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَ هُوَ غَيْرُ مَحْفُوظٍ .

۶۲۴ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الوتر ج ۱ ص ۲۰۳

۶۲۵ قیام البیل کتاب الوتر باب الوتر بثلاث عن الصحابة - الخ ص ۲۱۵ دارقطنی کتاب الوتر لا تشبهوا الوتر لا بصلاة

المغرب ج ۲ ص ۲۹ مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ج ۱ ص ۳۰۴ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب من اوتر

ثلاث موصولات الخ ج ۲ ص ۴۱

۶۲۶ مستدرک حاکم کتاب الوتر باب الوتر حق ج ۱ ص ۳۰۴

فَإِنْ أَسْمَعُوهُ إِذَا تَكَبَّرَ مِنْ الْآخِرَةِ أَلْتَنِي أَوْ رَدَّهَا فَلْيَمَاضِ تَذُلُّ بِظَاهِرِهَا عَلَى تَشَهُدِي الْوُتْرِ .

★★ حضرت سعید بن ہشام رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے اور صرف ان کے آخر میں بیٹھتے تھے اور یہی وتر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے تھے اور انہی سے اہل مدینہ نے لیا ہے۔

اس کو امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں روایت کیا اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔

اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیوی فرماتے ہیں وہ بہت ساری احادیث جن کو ہم گزشتہ سطور میں ذکر کر چکے ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وتروں میں دو تشہد ہیں۔

بَابُ الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ

وتروں میں قنوت کا بیان

627- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُنَّةٌ قَاضِيَةٌ أَخْرَجَهُ السَّرَاجُ وَاسْتَاذُهُ حَسَنٌ وَسَيَاتِي رَوَايَاتُ أُخْرَى فِي الْبَابِ الْأَيْمَنِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

★★ حضرت عبدالرحمن بن ابوی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم سے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ ایک رائج سنت ہے۔

اس کو سراج نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے اور انشاء اللہ آنے والے باب میں دیگر روایات بھی آئیں گی۔

بَابُ قُنُوتِ الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ

رکوع سے پہلے قنوت کا بیان

628- عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ قَالَ فَإِنْ فَلَانَا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا أَرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يَقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ زُهَاءَ سَبْعِينَ رَحَلًا إِلَى قَوْمٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ دُونَ أُولَئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا فَقُنْتُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

★★ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قنوت ثابت ہے میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد تو آپ نے کہا رکوع سے پہلے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ فلان شخص نے مجھے آپ کے حوالہ سے بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ قنوت رکوع کے بعد ہے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا ہے رکوع کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ قنوت پڑھا۔

میرے خیال میں آپ نے ستر کے قریب اشخاص کو جنہیں قراء کہا جاتا تھا مشرکین کی طرف بھیجا یہ مشرکین ان کے علاوہ تھے (جن کے خلاف آپ نے بدعا کی تھی)

ان مشرکین اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا جس میں ان مشرکین کے خلاف بدعا فرماتے تھے۔ اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا۔

629- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ أَبَعَدَ الرُّكُوعِ أَوْ عِنْدَ قَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ قَرَاغٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْمَغَازِي .

☆☆ حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ وہ رکوع کے بعد ہے یا قراءت سے فارغ ہونے کے بعد تو آپ نے فرمایا بلکہ وہ قراءت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المغازی میں نقل فرمایا۔

630- وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ بِقُنُوتٍ قَبْلَ الرُّكُوعِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب وتر ادا فرماتے تو رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

اس کو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

631- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا الْوُتْرَ فَإِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكْعَةِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن اسود رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سوائے وتروں کے کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور (وتروں میں بھی) رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

632- وَعَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ فِي

۶۲۹. بخاری کتاب المغازی باب غزوة الرجيم ورعل وذكوان وبئر معونة ج ۲ ص ۵۸۶

۶۳۰. ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في القنوت قبل الركوع وبعده ص ۸۴ نسائي كتاب قيام الليل. الخ باب كيف

الوتر بثلاث ج ۱ ص ۲۴۸

۶۳۱. طحاوي كتاب الصلوة باب القنوت في الفجر وغيره ج ۱ ص ۱۷۳ المعجم الكبير ج ۹ ص ۲۲۷

۶۳۲. مصنف ابن ابي شيبة كتاب الصلوة باب في القنوت قبل الركوع او بعده ج ۲ ص ۲۰۲

الْوُتْرَ قَبْلَ الرُّكُوعِ . رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی پاک ﷺ کے صحابہ و تروں میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

633- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَقْنُتُ السَّنَةَ كُلَّهَا فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ . رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْأَثَارِ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ .

☆☆ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود و تروں میں پورا سال رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ اس حدیث کو محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

634- وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّ الْقُنُوتَ وَاجِبٌ فِي الْوُتْرِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَرْكَعَ فَكَبِّرْ أَيْضًا . رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْحُجَجِ وَالْأَثَارِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت حماد ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ قنوت و تروں میں رمضان و غیر رمضان میں رکوع سے پہلے واجب ہے اور جب تو قنوت پڑھنے کا ارادہ کرے تو تکبیر کہہ اور جب رکوع کا ارادہ کرے تو پھر بھی تکبیر کہہ۔ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج والاثار میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

دعائے قنوت کو وتر میں رکوع سے پہلے پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام حسن بن علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں انہیں وتر میں پڑھا کروں اللھم اھدینی اس باب میں حضرت علی سے بھی روایت ہے امام ابو یوسفی ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے ہم اسے صرف اسی سند یعنی ابو حور اسعدی کی روایت کے علاوہ نہیں جانتا ابو حور کا نام ربیعہ بن شیبان ہے قنوت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی روایات میں سے اس سے بہتر روایت کا ہمیں علم نہیں اہل علم کا قنوت کے بارے میں اختلاف ہے عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ پورا سال قنوت پڑھے اور ان کے نزدیک قنوت کی دعا رکوع سے پہلے پڑھنا مختار ہے یہ بعض علماء کو بھی قول ہے سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ صرف رمضان کے دوسرے پندرہ دنوں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے بعض اہل علم نے یہی مسلک اختیار کیا ہے امام شافعی اور احمد کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 451)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رکوع کے بعد دعائے قنوت کا پڑھنا منسوخ ہو گیا ہے چنانچہ حضرت امام اعظم

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ قُنُوتِ الْوُتْرِ

وتر میں قنوت کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا

635- عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوُتْرِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ لَمِثْلَ قَبْلِ الرَّكْعَةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءٍ رَفَعَ الْيَدَيْنِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت اسود بن یزیدؓ عبد اللہ بن مسعودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ وتروں کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ
آخذ پڑھتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع الیدین میں نقل کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

636- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ تَرَفُّعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ وَفِي الْعِيدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِغْلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّغَا وَالسَّرَوَةِ وَيَجْمَعُ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ابراہیم خلیفۃ المسیح بیان کرتے ہیں: سات جہوں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے نماز کے شروع میں "وتروں میں ثوبت کی تکبیر کے لئے عیدین میں حجر اسود کو استلام کرتے وقت صفا اور مروہ پر حزدلفہ اور عرفات میں اور دونوں جہروں کو رمی کرنے کے بعد (دعا کے لئے)۔

بَابُ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ

صبح کی نماز میں قنوت کا بیان

637- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُتُّ فِي الْفَجْرِ حَتَّى يَفَارِقَ الدُّنْيَا . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَ أَحْمَدُ وَالْذَاقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَلِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے حتیٰ کہ دنیا سے جدا ہو گئے۔

٢٣٥. جزء رفع یدین للبخاری مترجم ص ٦٤

٦٣: طحاوى كتاب مناسك الحج باب رفع اليدين عند رؤية البيت ج ١ ص ٥٥؛

٦٣٧ مصنف عبد الرزاق كتاب الصلوة باب القنوت ج ٢ ص ١١٠ مسند احمد ص ١٦٢ ج ٢ دار قاضي كتاب البوتري باب صفة

القنوت. الح ٢٣ ص ٣٩ طحاوي كتاب الصلوة باب القنوت في الفجر وغيره ج ١ ص ١٦٨ معرفة السنن والآثار كتاب الصلوة

٢٣ ص ١٢١ سنن الكبرى الميهقي كتاب الصلوة ج ٢ ص ٢٠١

اس کو عبد الرزاق احمد دارقطنی طحاوی اور بیہقی نے معرفت میں بیان کیا اور اس کی سند میں کلام۔

638- وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ صَلَّيْتُ غُلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَوةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَرَعَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَسَّ ثُمَّ كَبَّرَ قَرَعَ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی پس جب آپ دوسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کی پھر قنوت پڑھی۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

639- وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلَوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ الرُّكُوعِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔
640- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْنُتَانِ فِي صَلَوةِ الْغَدَاةِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔
641- وَعَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ الْفَجْرِ فَلَقَبْتُ قَبْلَ الرُّكْعَةِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تو انہوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

دعائے قنوت کا وتر کے سوا کسی نماز میں نہ ہونے کا بیان

اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں کہ دعاء قنوت نہ تو فجر کی نماز میں شروع ہے اور نہ وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز میں، چنانچہ یہ

۶۳۸. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج ۱ ص ۱۷۱

۶۳۹. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج ۱ ص ۱۷۲

۶۴۰. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج ۱ ص ۱۷۲

۶۴۱. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج ۱ ص ۱۷۳

حضرات اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث بھی ہیں جو فرض نمازوں میں ترک قنوت پر دلائل کرتی ہیں، اہل علم اور محققین اس کی تفصیل مرقاة میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز میں تو دعاء قنوت ہمیشہ پڑھنی چاہیے اور نمازوں میں کسی حادثے اور وبا کے وقت پڑھی جائے۔

بَابُ تَرْكِ الْقُنُوتِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ

فجر کی نماز میں قنوت کو چھوڑنے کا بیان

- 642- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ قُلْتُ لَأَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوعِ بَسِيرًا . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .
- ☆ ☆ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا ہاں رکوع کے بعد تھوڑا عرصہ (پڑھتے رہے) اس کو شیخین نے روایت کیا۔
- 643- عَنْ أَبِي مَجَلَسٍ عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلَى رَعْلٍ وَذَكَوَانٍ وَيَقُولُ عُصِيَّةُ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .
- ☆ ☆ حضرت ابو مجلز رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ قنوت پڑھی۔ آپ قبیلہ رعل اور ذکوان کے خلاف بددعا کرتے تھے اور فرماتے تھے (قبیلہ بنو) عصبہ نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

644- وَعَنْ عَنَصِمٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ أَنَسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَنَسٍ قَتَلُوا أَنَسًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

۶۴۲۔ بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الركوع وبعده ج ۱ ص ۱۲۶ مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوة۔ الخ واللفظ له ج ۱ ص ۲۳۷

۶۴۳۔ بخاری کتاب المساجد باب غزوة الرجوع ورعل وذكوان ج ۲ ص ۵۸۷ مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوة ج ۱ ص ۲۳۷

۶۴۴۔ بخاری ابواب الوتر باب القنوت قبل الركوع وبعده ج ۱ ص ۱۲۶ مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوة۔ الخ واللفظ له ج ۱ ص ۲۳۷

★★ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد تو آپ نے کہا رکوع سے پہلے تو میں نے کہا کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی تو آپ نے فرمایا (رکوع کے بعد) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک میں قنوت پڑھی۔ آپ ان لوگوں کے خلاف بدوعا کرتے تھے جنہوں نے آپ کے صحابہ میں کچھ ایسے اچھے لوگوں کو قتل کر دیا تھا جن کو قرآن مجید چاہتا تھا کہ ان کو شیخین نے روایت کیا۔

645- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَسْرُورٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَدْعُو عَلَى يَتِيمٍ عُصْبَةٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت انس بن مسرور رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت پڑھی آپ قبیلہ بنو عصبہ کے خلاف بدوعا کرتے تھے۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

646- وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى (أَحْيَاءٍ مِّنْ) أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک قنوت پڑھی آپ عرب کے کچھ قبائل کے خلاف بدوعا کرتے تھے پھر آپ نے اس کو ترک کر دیا۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

647- وَعَنْهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ أَوْ دَعَا عَلَى قَوْمٍ . رَوَاهُ ابْنُ حَزِيمَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس وقت قنوت پڑھتے تھے جب کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کے خلاف بدوعا کرتے اس کو ابن حزم نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

648- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُو عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُو لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ قَرَبًا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللَّهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْوَلِيدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةُ بْنُ هِشَامٍ وَعِيَّاشُ بْنُ أَبِي رِبْعَةَ اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا مِنِّي كَيْسِي يُونُسَ

۶۴۵. مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوة. الخ ج ۱ ص ۲۲۷

۶۴۶. مسلم کتاب المساجد باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوة. الخ ج ۱ ص ۲۲۷

۶۴۷. وقال فی تلخیص الجبیر کتاب الصلوة باب صفة الصلوة وروی ابن حزم فی صحیحہ من طریق سعید ص ۲۴۵ و فی صحیحہ ابن حزم ج ۱ ص ۱۵۲

۶۴۸. بخاری کتاب التفسیر باب قوله لیس لك من الامر شیء ج ۲ ص ۲۵۵

تَسْجُدُ بِذَلِكَ وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ اللَّهُمَّ الْعَن قَلَانَا وَقَلَانَا لِأَخْتَانِي مِنَ الْغَرْبِ حَتَّى الْغُلُوبِ (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) الْآيَةَ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کے خلاف بددعا کا ارادہ کرتے یا کسی کے حق میں دعا کا ارادہ کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بعض اوقات آپ جب سمع اللہ لمن حمدہ ربنا للک الحمد کہتے تو یہ کلمات کہتے اے اللہ ولید بن ولید سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو نجات دے اے اللہ ضرر پر اپنا کرم نازل فرما ان پر اسی طرح قنطاری مسلط فرما جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قنط پڑے آپ باندہ وازت یہ دے مانتے اور ہجر کی نماز میں با اوقات یوں فرماتے: اے اللہ! عرب کے قبائل میں سے فلاں قبیلہ پر لعنت فرما حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آپ پر لکھا۔

649- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلَّا أَنْ يَدْعُوَ لِقَوْمٍ أَوْ غَنَى قَوْمٍ . رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي صَحِيحِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کسی قوم کے حق میں دعا کرتے یا کسی قوم کی خلاف بددعا کرتے۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

650- وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي بَابَتِ إِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلِيٌّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْكُوفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِينَ أَكَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْفَجْرِ قَالَ أَيْ بَنِي مُعَذِّتٍ . رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ إِلَّا أَبَا دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِصِ اسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا اے میرے اب جان آپ نے رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں پڑھتے رہے کی وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے تو میرے والد نے فرمایا اے بیٹے یہ بدعت ہے۔

اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ابو داؤد کے اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور حافظ نے تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

651- وَعَنْ الْأَسْوَدِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ

۶۴۹. تلخیص الجبیر کتاب الصلوة باب صفة الصلوة نقلًا عن ابن حبان ج ۱ ص ۲۴۶

۶۵۰. ترمذی ابواب الصلوة باب فی ترک القنوت ج ۱ ص ۹۱ نسائی کتاب الافتتاح باب ترک القنوت ج ۱ ص ۱۶۵ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة . الح باب ماجاء فی القنوت فی صلوة الفجر ص ۸۹ مسند احمد ج ۲ ص ۴۷۲

۶۵۱. طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیره ج ۱ ص ۱۷۲

صحيح .

★★ حضرت اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔
اس کو طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

852- وَ عَنْهُ أَنَّهُ صَحِبَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسِينُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَلَمْ يَرَهُ قَائِمًا فِي الْقُنُوتِ حَتَّى قَارَأَهُ . وَ رَوَاهُ مُعَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْأَنْبَارِ وَ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ بے شک میں سفر و حضر میں کئی سال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا میں نے ان کو فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے ہوئے نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ دنیا سے جدا ہو گئے۔
اس کو محمد بن حسن نے کتاب الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

853- وَ عَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا حَارَبَ قَتَلَ وَإِذَا لَمْ يُحَارَبْ لَمْ يَقُتْ . وَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت اسود بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب جنگ کرتے تو قنوت پڑھتے اور جب جنگ نہ کرتے تو قنوت نہ پڑھتے اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

854- وَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ لَمَّا نَظَلْنِي حَتَّى لَحَسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْقُنُوتَ فَلَمْ يَقُتْ . وَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت علقمہ بن یزید اور اسود اور مسروق بن یزید کہتے ہیں۔ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (کبھی) قنوت نہیں پڑھا۔

855- وَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ لَمَّا نَظَلْنِي فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ . وَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت علقمہ بن یزید بیان کرتے ہیں۔ حضرت عہدہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔
اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

856- وَ عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْرُوقٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَقُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا الْوُتْرَ فَإِنَّهُ كَانَ

۶۵۲. کتاب الآثار باب القنوت فی الصلوة و فی نسخة عمیق من کتاب الآثار مسطور مکن سہر من ۱۱

۶۵۳. طحاوی کتاب الصلوة - باب القنوت فی الفجر و غیرہ ۲ ص ۱۵۹

۶۵۴. طحاوی کتاب الصلوة - باب القنوت فی الفجر و غیرہ ۲ ص ۱۶۱

۶۵۵. طحاوی کتاب الصلوة - باب القنوت فی الفجر و غیرہ ۲ ص ۱۶۳

۶۵۶. طحاوی کتاب الصلوة - باب القنوت فی الفجر و غیرہ ۲ ص ۱۶۳ - المعجم الکبیر طبرانی ۱ ص ۲۱۸ - المعجم الصغیر

و مجمع الزوائد نقلًا عن الطبرانی فی المعجم ۲ ص ۱۳۷

بَقِيتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالتَّطْبَرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .
 ☆☆ حضرت اسود بن یزید بیان کرتے ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سوائے وتروں کے کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔
 پس بے شک (وتروں میں بھی) آپ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

657- وَعَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ مَا شَهِدْتُ وَمَا رَأَيْتُ .

رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو شعثاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: نہ تو میں (ایسے موقع) پر حاضر ہوا اور نہ میں نے دیکھا اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

658- وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْقُنُوتِ فَقَالَ مَا الْقُنُوتُ فَقَالَ إِذَا قَرَعَ الْإِمَامُ مِنَ

الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَامَ يَدْعُو قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَفْعَلُهُ وَإِنِّي لَا ظَنُّكُمْ مَعَاشِرَ أَهْلِ الْعِرَاقِ يَفْعَلُونَهُ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو الشعثاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قنوت کیا ہے تو میں نے کہا جب امام دوسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر دعا مانگتا ہے تو آپ نے فرمایا میں نے کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور بے شک میرے خیال میں اہل عراق کے گروہ یہ کام کرتے تھے اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

659- وَعَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الصُّبْحَ فَلَمْ يَقُمْ فَقُلْتُ الْكِبَرُ

يَمْنَعُكَ فَقَالَ مَا أَحْفَظُهُ عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالتَّطْبَرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو مجلز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے قنوت نہیں پڑھی تو میں نے کہا تکبر نے آپ کو قنوت پڑھنے سے روکا تو انہوں نے کہا میں نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے اسے یاد نہیں کیا (یعنی وہ قنوت نہیں پڑھتے تھے)۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

660- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ . رَوَاهُ مَالِكٌ

وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

۱۵۷. طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیرہ ص ۱۶۹

۱۵۸. طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج ۱ ص ۱۶۹

۱۵۹. طحاوی کتاب الصلوة باب القنوت فی الفجر وغیرہ ج ۱ ص ۱۶۹ مجمع الزوائد نقلاً عن الطبرانی ص ۱۳۷

۱۶۰. مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوة فی السفر باب القنوت فی الصبح ص ۱۴۳

لَيْلَةٍ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ صَوِيحٌ .

☆ حضرت قیس بن طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ابن ماجہ کے اور اس کی سند صحیح ہے۔

665- وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا الْوُتْرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا أَنَا فَأَصَلِّيْتُ ثُمَّ آتَمَ عَلَى وَتْرٍ فَإِذَا اسْتَيْقَظْتُ صَلَّيْتُ شَفْعًا حَتَّى الصَّبَاحِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْكِنِّي آتَمَ عَلَى شَفْعٍ ثُمَّ أَوْتِرُ مِنَ الْخَيْرِ السَّحَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْنِي بَكْرٍ حَذَرَ هَذَا وَقَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَوِي هَذَا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَبَقِيٌّ بْنُ مُخَلَّدٍ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ .

☆ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے وتر کا ذکر کیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بہر حال میں تو نماز پڑھتا ہوں پھر وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں پس جب بیدار ہوتا ہوں تو صبح تک دو دو رکعت پڑھتا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں تو دو رکعت پڑھ کر سو جاتا ہوں پھر سحری کے آخری وقت وتر پڑھتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس نے احتیاط سے کام لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس نے مضبوط کام کیا۔

اس کو طحاوی اور خطابی نے روایت کیا اور بقی بن مخلد نے اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

666- وَعَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ إِذَا أَوْتَرْتَ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَلَا تُؤْتِرُ آخِرَهُ وَإِذَا أَوْتَرْتَ آخِرَهُ فَلَا تُؤْتِرُ أَوَّلَهُ قَالَ وَسَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرِو فَقَالَ مِثْلَهُ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تو رات کے پہلے پہر میں وتر پڑھ لے تو اس کے آخری پہر میں وتر نہ پڑھ اور جب رات کے آخری پہر میں وتر پڑھنے ہوں تو پہلے پہر میں وتر نہ پڑھ۔ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس کی مثل کہا اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

667- وَعَنْ خَلَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأَوْتِرُ ثُمَّ

۶۶۴. ترمذی ابواب الصلوة الوتر باب ما جاء لاوتران فی لیلة ج ۱ ص ۱۰۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی نقص الوتر ج ۱ ص

۲۰۳ نسائی کتاب قیام اللیل الخ باب نہیں النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الوترین فی لیلة ج ۱ ص ۲۵۷ مسند احمد ج ۳ ص ۲۳

۶۶۵ طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الوتر ج ۱ ص ۲۳۷ تلخیص الجبیر باب صلوة التطوع نقلًا عن بقی ابن محمد ج ۲

ص ۱۷

۶۶۶ طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الوتر ج ۱ ص ۲۳۷

۶۶۷ طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الوتر ج ۱ ص ۲۳۷

اَنَامُ فَاِنْ فُتِنْتُ صَلَّيْتُ وَكُفَعْتَيْنِ وَكُفَعْتَيْنِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت خلاص بن ابی ذریانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو سنا دارم حالیکہ ایک شخص نے آپ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں تو وتر پڑھتا ہوں پھر سو جاتا ہوں۔ پس اگر میں (رات کو) بیدار دو جاؤں تو دو دور کعتیں پڑھ لیتا ہوں۔

اس کو امام طحاویؒ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

668- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَقِضَ الْوُتْرُ فَقَالَتْ لَا وَتْرَانِ لِيْ لِهَذِهِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ .

☆☆ حضرت سعید بن جبیرؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس وتروں کو توڑنے کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

اس کو امام طحاویؒ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوُتْرِ

وتروں کے بعد دو رکعتیں پڑھنا

669- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ ایک رکعت کے ساتھ وتر پڑھتے پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جن میں بیٹھ کر قراءت کرتے پس جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے پھر رکوع کرتے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

670- وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هَذَا السَّهَرُ جَهْدٌ وَثَقَلُ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَالْأَمْسِ كَانَتْ لَهُ . رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالتَّحَاوِيُّ وَالدَّارِقُطْنِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ بے خوابی یعنی رات کو جاگنا مشقت اور بوجھل کام ہے پس جب تم میں سے کوئی وتر پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے پس اگر وہ رات کو بیدار ہو تو (تہجد پڑھ لے) وگرنہ وہ دو نفل اس کے لئے تہجد ہو جائیں گے۔

۶۶۸. طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الوتر ج ۱ ص ۲۳۷

۶۶۹. ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في الركعتين بعد الوتر جالساً ص ۸۵

۶۷۰. سنن دارمی کتاب الصلوة باب فی الركعتين بعد الوتر ص ۱۹۸ طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الوتر ج ۱ ص ۲۳۶

دارقطنی کتاب الوتر باب فی الركعتين بعد الوتر وفي الطحاوی والدارقطنی ان هذان هذا السفر ج ۲ ص ۳۹

شرح الآثار
اس کو داری طحاوی اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

671- وَعَنْ أَبِي أُسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْوُتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَتْلُو فِيهِمَا إِذَا زُلْزَلَتْ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ وتروں کے بعد دو رکعت پڑھتے در انحالیکہ وہ ان میں بیٹھ کر از زلزلت اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھتے۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ التَّطَوُّعِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

پانچ نمازوں کے وقت نفل پڑھنے کا بیان

672- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے دس رکعتیں یاد رکھیں، دو رکعتیں ظہر سے پہلے دو رکعتیں ظہر بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر سے پہلے کی سنتوں کے لئے "رکعتین (دو رکعتیں)" کا استعمال فرمایا ہے جس کا ظاہری مطلب تو یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں لیکن اہل علم کا قول ہے کہ ثنئیہ (دو) جمع (چار) کے منافی نہیں ہے یعنی اگر یہاں "رکعتین" کے معنی بجائے دو رکعت کے چار رکعت مراد لئے جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس توجیہ کے ذریعے اس حدیث میں اور اس حدیث میں کہ جس سے ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت سنتیں ثابت ہوتی ہیں تطبیق ہو جاتی ہیں (ملا علی قاری)

حضرت شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت امام شافعی کی مستدل ہے کیونکہ ان کے نزدیک ظہر کی فرض نماز سے پہلے سنت دو رکعتیں ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک چار رکعتیں ہیں حنفیہ مسلک کی مستدل بھی بہت سی احادیث مروی ہیں جو حضرت علی

۶۷۱. مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۰ طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الوتر ج ۱ ص ۲۲۷

۶۷۲. بخاری کتاب التہجد باب الركعتين قبل الظهر ج ۱ ص ۱۵۷ مسلم کتاب صلوة المسافرين فصل سنن الراتبة. الخ ج ۱

المرتضى حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ وغیرہ سے منقول ہیں نیز حضرت امام ترمذی نے حنفیہ مسلک کے حق میں فرمایا ہے کہ اسی مسلک پر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ میں سے اکثر اہل علم کا عمل ہے اور یہی قول سفیان ثوری، ابن المبارک اور اسحاق کا بھی ہے نیز حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا قول بھی چار رکعتوں ہی کے بارے میں منقول ہے لیکن اس طرح کہ چار رکعتیں دو سوام کے ساتھ پڑھی جائیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کی ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی چار رکعت سنتیں گھر میں پڑھا کرتے تھے لہذا ازواج مطہرات نے چار رکعتوں ہی کے بارے میں ذکر کیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لاتے تو وہاں تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھتے تھے اس لئے تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی سنتیں سمجھ کر فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعت سنتیں پڑھی ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں ظہر، مغرب اور عشاء کی سنتوں کا تذکرہ کیا ہے فجر کی سنتوں کا تذکرہ نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز نہیں پڑھتے تھے اس لئے فجر کی سنتیں خود ذکر نہیں کیں بلکہ حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ذکر کر دی تاکہ ان نمازوں کے ساتھ فجر کی سنتیں بھی معلوم ہو جائیں۔

673- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّوَاتُلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ . رَوَاهُ الشَّيْخَان .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ تواتل میں سے کسی چیز پر التزام نہیں کرتے تھے۔
اس کو شیخین نے روایت کیا۔

674- وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعِشَاءِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔
اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

675- وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۶۷۳. بخاری کتاب التہجد باب تعاهد رکعتی الفجر . الخ ج ۱ ص ۱۵۶ مسلم کتاب صلوۃ السائرین باب استحباب رکعتی سۃ الفجر . الخ ج ۱ ص ۲۵۱

۶۷۴. بخاری کتاب التہجد باب الرکعتین قبل الظہر ج ۱ ص ۱۵۷

☆ ☆ ☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

676- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَثَّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ ☆ ☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زوجہ اپنی خالہ میمونہ بنت حارث سے گھر رات گزاری اور اس رات نبی پاک ﷺ ان کے گھر تھے تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی پھر اپنے گھر تشریف لائے تو رکعتیں ادا فرمائیں۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

677- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ ☆ ☆ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے پھر باہر تشریف لے جا کر لوگوں کو نماز پڑھاتے پھر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے تھے پھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

678- وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ .

☆ ☆ ☆ نبی پاک ﷺ کی زوجہ حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو بندہ مسلم ہر دن فرض نماز کے علاوہ اللہ کی رضا کے لئے بارہ رکعات نفل پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر

بنائے گا اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔

679- وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنِي لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلَاةُ الْغَدَاةِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہر دن اور رات میں بارہ رکعات ادا کیں اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائیگا۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

680- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ . رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا أَبَا دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بارہ رکعات سنت پر مواظبت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے اس کو اصحاب اربعہ نے بیان کیا۔ سوائے ابوداؤد کے اور اس کی سند حسن ہے۔

681- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَحَسَنَةُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعات پڑھیں اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے بیان فرمایا۔ ترمذی نے اس کو حسن قرار دیا۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

682- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَى الْأَصْلَى أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ أَوْ سِتِّ رَكْعَاتٍ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

۶۷۹. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في من صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة الخ ج ۱ ص ۹۱

۶۸۰. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في من صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة الخ ج ۱ ص ۹۱ سانی کتاب قیام الدلیل الخ باب ثواب من صلى في اليوم واليلة ثنتي عشرة ركعة الخ ج ۱ ص ۲۵۶ ابن ماجہ ابواب إقامة الصلوة باب ما جاء في ثنتي عشرة ركعة. الخ ص ۸۱

۶۸۱. ابو داؤد کتاب الصلوة باب الصلوة قبل العصر ج ۱ ص ۱۸۰ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في الاربع قبل العصر ج ۱ ص ۹۸ صحیح ابن خزیمہ کتاب الصلوة ج ۲ ص ۲۰۷ صحیح ابن حبان کتاب الصلوة ج ۵ ص ۷۷

۶۸۲. مسند احمد ص ۱ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الصلوة بعد العشاء ج ۱ ص ۱۸۵

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے تو آپ نے چار یا چھ رکعتیں ادا فرمائیں۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

883- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى أَرْبَعٍ كُلِّ صَلَاةٍ رَكْعَتَيْنِ إِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ . رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهٍ فِي مُسْنَدِهِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کی نماز کے اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

884- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا . رَوَاهُ الْبُرْمَذِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب ظہر سے پہلے چار رکعات ادا نہ فرماتے تو ظہر کے بعد ان کو ادا فرماتے۔

885- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ . رَوَاهُ الْبُرْمَذِيُّ وَآخَرُونَ . وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتے تو ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں اور مومنوں پر سلام کے ساتھ فصل کرتے تھے۔ اس کو ترمذی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

886- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوا لَا يَفْصِلُونَ بَيْنَ أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ بِتَسْلِيمٍ إِلَّا بِالتَّشْهِيدِ وَالْأَرْبَعِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا أَرْبَعٍ بَعْدَهَا . رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحَجَجِ وَإِسْنَادُهُ جَيِّدٌ .

★★ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں میں سوائے کے تشہد سلام کے ساتھ فصل نہیں کرتے تھے اور نہ ہی جمعہ سے پہلے اور نہ ہی جمعہ کے بعد (چار رکعتوں کے درمیان سلام سے فصل فرماتے)

۶۸۳۔ نصب الرایۃ کتاب الصلوة فصل فی الاوقات المکروهة نقلًا عن اسحق بن راہویہ فی مسند ج ۱ ص ۲۵۰ صحیح اس

حزبۃ کتاب الصلوة ج ۲ ص ۲۰۷

۶۸۴۔ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الرکعتین بعد الظہر باب آخر ج ۱ ص ۹۷

۶۸۵۔ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی الاربع قبل العصر ج ۱ ص ۹۸ صحیح ابن حزمۃ کتاب الصلوة تعلیقاً تحت باب ج ۲

ص ۲۱۸

۶۸۶۔ کتاب الصحۃ باب صلوة النافلة ج ۱ ص ۲۷۶

687- وَعَنْهُ قَالَ مَا كَانُوا يُسَلِّمُونَ لِي إِلَّا رُبْعَ قَبْلِ الظُّهْرِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ .

★★ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں میں (دو رکعتوں پر) سلام نہیں پھرتے تھے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند جید ہے۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى الْفَصْلِ بِتَسْلِيمَةٍ بَيْنَ الْأَرْبَعِ مِنْ سُنَنِ النَّهَارِ

ان روایات کا بیان جن سے دن کی چار رکعات سنت کے درمیان سلام کے ساتھ فصل پر

استدلال کیا گیا ہے

688- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِثْلِي مِثْلِي . رَوَاهُ الْخَمْسِيُّ .

قَالَ النَّيْمِيُّ ذَكَرُ النَّهَارِ لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ وَيُعَارِضُهُ بَعْضُ الْأَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ فِي الْبَابِ السَّابِقِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دن اور رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔

علامہ نیوی فرماتے ہیں اس حدیث میں نهار کا ذکر غیر محفوظ ہے اور اس کے معارض بعض گذشتہ احادیث ہیں جن کا ذکر ہم نے گزشتہ باب میں کر دیا۔

بَابُ النَّافِلَةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

مغرب سے پہلے نفل کا بیان

689- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُؤَدِّنُ إِذَا أَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَسَدَّرُونَ السَّوَارِي حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذَلِكَ يُصَلُّونَ الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ وَزَادَ مُسْلِمٌ حَتَّى انَ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لِيَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبَ انَ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيْتُ

۶۸۷. طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع باللیل والنهار کیف ہو ج ۱ ص ۲۳۲

۶۸۸. ابو داؤد کتاب الصلوة باب صلوة النہار ج ۱ ص ۱۸۳ نسائی کتاب قیام اللیل الخ باب کیف صدوة النہار ج ۱ ص ۲۴۶

ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة الخ باب ما جاء فی صلوة اللیل والنهار مثنی مثنی ص ۹۴ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی

الأربع قبل العصر ج ۱ ص ۹۸ مسند احمد ج ۲ ص ۲۶

۶۸۹. بخاری کتاب الاذان باب کم یون الاذان والاقامة ج ۱ ص ۸۷ مسلم کتاب فضائل القرآن باب استحباب رکعتین قبل صوة

المغرب ج ۱ ص ۲۷۸

من تکررة من يُصليهما۔
 حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان کہتا تو نبی پاک ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے
 سچے لوگ ستونوں کی طرف جلدی کرتے حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ تشریف تو وہ اسی حال میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے
 تھے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان کلمات کا اضافہ کیا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی اجنبی شخص آ جاتا تو وہ یہ گمان
 کرتا کہ نماز ہو چکی ان لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جو یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

690- وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ
 صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهُ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ
 يَنْهَنَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے
 بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تو (سامع نے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ دو رکعتیں
 پڑھی ہیں تو آپ نے فرمایا حضور ﷺ ہمیں دیکھتے تھے پس آپ نے نہ تو ہمیں (اس کا) حکم دیا اور نہ ہی ہمیں (اس سے) منع
 فرمایا۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

691- وَعَنْ مَرْثِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ أَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ أَلَا أُعْجِبُكَ
 مِنْ أَبِي تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قُلْتُ لِمَا يَمْنَعُكَ الْآنَ قَالَ الشُّغْلُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حضرت مرثد بن عبد اللہ یزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے
 ان سے کہا کیا آپ کو ابو تیمیم پر تعجب نہیں ہوتا جو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتا ہے تو حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے
 شک ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ کرتے تھے۔ راوی فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا اب تمہیں اس سے کیا چیز منع کرتی
 ہے تو انہوں نے فرمایا مصروفیت۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

692- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ
 كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے پھر تیسری بار فرمایا جس کا دل چاہے (یعنی یہ سنت موکدہ نہیں ہے) اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

693- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ.

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب سے پہلے نماز پڑھو مغرب سے پہلے نماز پڑھو پھر تیسری بار فرمایا جس کا جی چاہے اس بات کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ بنا لیں۔ اس کو بخاری نے روایت اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

694- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ وَمُعَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمُرُوزِيِّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ خَافَ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا اور محمد بن نصر مرزوی نے قیام اللیل میں اور ابن القاط کا اضافہ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو۔ پھر تیسری مرتبہ فرمایا جس کا جی چاہے اس خوف سے کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ سمجھ لیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ مَنْ أَنْكَرَ التَّفَلُّ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

جنہوں نے مغرب سے پہلے تفل پڑھنے کا انکار کیا

695- عَنْ طَاءٍ وَبْنِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا

۶۹۲. بخاری کتاب الاذان باب بین کل اذا نون صلوٰۃ لمن شاء ج ۱ ص ۸۷ مسند کتاب فضائل کتاب القرآن باب استحباب رکعتین قبل صلوٰۃ المغرب ج ۱ ص ۲۷۸ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الصلوٰۃ قبل المغرب ج ۱ ص ۵۰ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ قبل المغرب ج ۱ ص ۱۸۲ نسائی کتاب الاذان باب الصلوٰۃ بین الاذان والاقامة ج ۱ ص ۱۱۱ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ما جاء فی الركعتین قبل المغرب ج ۱ ص ۸۲ مسند احمد ج ۴ ص ۸۶

۶۹۳. بخاری کتاب التہجد باب الصلوٰۃ قبل المغرب ج ۱ ص ۱۵۸ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ قبل المغرب ج ۱ ص ۱۸۲
۶۹۴. مختصر قیام اللیل باب الركعتین قبل المغرب ذکر من لم یرکعہما ص ۵۰ تلخیص الجبیر نقلًا عن ابن حبان فی صحیحہ ج ۱ ص ۱۳

۶۹۵. ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ قبل المغرب ج ۱ ص ۱۸۲ سنن الکبریٰ کتاب الصلوٰۃ باب من جعل قبل صلوٰۃ المغرب رکعتین ج ۲ ص ۴۷۶

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ الْكُشِّيُّ فِي مَسْنَدِهِ وَابْنُ دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ
مُتَّحِدٌ

☆ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھا
☆ تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی ایک کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔
☆ اس کو عبد بن حمید کشی نے اپنی مسند میں روایت کیا اور ابوداؤد نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

696- وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيَّ عَنِ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فَتَهَا عَنْهَا
رَبَّنَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمْ يَكُونُوا يُصَلُّونَهَا . رَوَاهُ
مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْأَثَارِ وَاسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ .

☆ حضرت حماد بن ابوسلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے مغرب کی نماز سے پہلے نماز کے
☆ بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس نماز کو نہیں پڑھتے تھے۔
☆ اس کو محمد بن حسن نے الاثار میں روایت کیا اور اس کی سند منقطع ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

بَابُ التَّنْفِيلِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ

عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کا بیان

697- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ .
رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی ترک نہیں فرمائیں۔
☆ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

698- وَعَنْهَا قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ
صَلَاةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازیں میرے پاس کبھی ترک نہیں کیں نہ ظہرانہ
☆ خفیہ دو رکعت فجر سے پہلے دو رکعت عصر کے بعد۔

۶۹۰: کتاب الآثار باب ما یعد من الصلوة وما یکرہ منها ص ۲۹

۶۹۷: بخاری کتاب مواقیب الصلوة باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت ج ۱ ص ۸۳ مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات

نقل بھی عن الصلوة فیہا ج ۱ ص ۲۷۷

۶۹۸: بخاری کتاب مواقیب الصلوة باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت ج ۱ ص ۸۳ مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات

النقل بھی عن الصلوة فیہا ج ۱ ص ۲۷۷

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

699- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَتَيْتُهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَتَيْتَهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو رسول اللہ ﷺ نماز عصر کے بعد پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ان دو رکعتوں کو عصر سے پہلے پڑھتے تھے پھر ایک مرتبہ آپ ان سے مشغول ہو گئے یا آپ بھول گئے تو آپ نے عصر کے بعد وہ نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اس کو پڑھتے رہے اور آپ ﷺ جب کوئی نماز پڑھتے تو پھر آپ ﷺ اس کو ثابت رکھتے تھے۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

عصر اور صبح کی نماز کے بعد نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان

700- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کو سنا جن میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور وہ ان سب سے زیادہ مجھ کو محبوب ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

701- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

۶۹۹۔ مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۷

۷۰۰۔ مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۵ بخاری کتاب مواقيت الصلوة باب الصلوة

بعد الفجر حتى ترفع الشمس ج ۱ ص ۸۲

۷۰۱۔ مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۵ بخاری کتاب مواقيت الصلوة باب لا

تتحرى الصلوة قبل غروب الشمس ج ۱ ص ۸۲

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

702- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کے بعد حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

703- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ وَأَجْهَلُهُ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ مِنْ بَيْنِ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يُسْجَدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِيلَ الْبَيْتُ بِالرُّمَحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْقَيُّ لَصَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى نُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يُسْجَدُ لَهَا الْكُفَّارُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ أَحْمَدَ.

☆ حضرت عمرو بن عبد السلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے ان چیزوں کے بارے میں خبر دیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا اور میں ان کو نہیں جانتا آپ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کفار سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک فرشتے اس نماز کی گواہی دیں گے حتیٰ کہ سایہ نیزہ کے برابر ہو جائے پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم جھوکی جاتی ہے پھر جب سورج ڈھل جائے تو نماز پڑھو پس بے شک اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ تو عصر کی نماز پڑھے۔ پھر تو نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے پس بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اس کو کافر سجدہ کرتے ہیں۔

704- وَعَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْمُسَوِّدَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَرْهَرَ رَضِيَ اللَّهُ

۷۰۲. مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۵ بخاری کتاب مواقيت الصلوة باب لا تتحرى الصلوة قبل غروب الشمس ج ۱ ص ۸۳

۷۰۳. مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۶ مستد احمد ج ۴ ص ۱۱۱

۷۰۴. بخاری کتاب التہجد باب اذا كلم وهو يصلي فاشار بيده الخ ج ۱ ص ۱۶۴ مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۸۶

عَنْهُمْ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلِّمْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَوةِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَهَا إِنَّا أَخْبَرْنَا عَنْكَ أَنَّكَ تُصَلِّيَهُمَا وَقَدْ بَلَّغْنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُ فَقَالَ كُرَيْبٌ فَلَمَّا خَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَمَّا بَلَغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلِّ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَخَرَجْتُ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرْتُهُنَّ بِقَوْلِهَا فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيَهُمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِي حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِحَبِيبِ فَقُولِي لَهُ تَقُولُ لَكَ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَارَاكَ تُصَلِّيَهُمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَخِرِي عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت کریم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عبدالرحمن بن اذہر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہم سب کی طرف سے سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں پوچھنا اور ان سے کہنا کہ ہمیں خبر دی گئی ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتی ہیں اور ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر لوگوں کو اس سے روکتا تھا۔ حضرت کریم ﷺ کہتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان تک وہ پیغام پہنچایا جو انہوں نے مجھے دے کر بھیجا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو پس میں ان حضرات کے پاس آیا اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب بتایا تو انہوں نے مجھے وہی پیغام دے کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا جو پیغام دے کر مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تھا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان رکعتوں سے منع فرماتے ہوئے سنا پھر میں نے عصر کی نماز کے بعد آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا پھر آپ میرے پاس تشریف لائے تو انصار کے قبیلہ بنو حرام کی کچھ عورتیں میرے پاس موجود تھیں تو میں نے ایک لونڈی کو آپ کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ تو ان کے پہلو میں کھڑی ہو جانا اور آپ سے کہنا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ میں نے آپ کو ان رکعتوں سے منع فرماتے ہوئے سنا اور میں آپ کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ پس اگر نبی پاک ﷺ اشارہ فرمائیں تو پیچھے ہٹ جانا تو اس لونڈی نے ایسا ہی کیا تو آپ نے اسے اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئیں پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے بنت ابوامیہ تو نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا ہے تو میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ آئے (جو مجھ سے اسلام کے متعلق سوال کر رہے تھے جس کی وجہ سے) انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے مشغول کر دیا تو یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔

اس کو بخین نے روایت کیا۔

705- وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَارَاتِنَا بُصَلَاتِهِمَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا يَغْنَى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ بے شک تم ایک ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی محبت کا شرف حاصل ہو ایسے ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور آپ نے اس نماز یعنی عصر کے بعد کی دو رکعتوں سے منع فرمایا ہے۔

☆ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ التَّنْفِيلِ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ سَوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

طلوع فجر کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ نفل پڑھنے کے مکروہ ہونے کا بیان

706- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ فَاثْمُكُمْ وَلَيْتَبَهُ نَائِمُكُمْ . رَوَاهُ السَّيِّدُ الْيَرْمُذِيُّ .

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو ہرگز بلال کی اذان صبحی کھانے سے نہ روکے۔ پس بے شک وہ تو اذان صرف اس لئے دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والا (گھر) لوٹ جائے اور سونے والا بیدار ہو جائے۔

☆ اس حدیث کو سوائے امام ترمذی رحمہ اللہ کے چھ محدثین نے روایت کیا۔

707- وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ صرف فجر کی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

☆ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

708- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَوْ

۷۰۵. بخاری کتاب مواقیات الصلوة باب لا تتحدوی الصلوة قبل غروب الشمس ج ۱ ص ۸۳

۷۰۶. بخاری کتاب الاذان باب الاذان قبل الفجر ج ۱ ص ۸۷ مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل

بطیوع الفجر . الخ ج ۱ ص ۲۵۰ ابو داؤد کتاب الصیام باب وقت السجود ج ۱ ص ۲۲۰ نسائی کتاب الصیام باب کیف الفجر ج ۱

ص ۳۰۵ ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الصیام باب ما جاء فی تأخیر السجود ص ۱۲۳

۷۰۷. مسلم کتاب صلوۃ اسافریں باب استحباب رکعتی سنة الفجر . الخ ج ۱ ص ۲۵۰

طَرَدْتُكُمْ الْخَيْلُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ وَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ الْبَابِ فِي بَابِ التَّطَوُّعِ لِلصَّلَاةِ الْخَمْسِ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو اگرچہ کہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس باب کی حدیثیں باب الصلوة لصلوات الخمس میں گزر چکی ہیں۔

بَابُ فِي تَخْفِيفِ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ

فجر کی دو رکعتوں میں تخفیف کا بیان

709- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى إِنِّي لَا قَوْلَ هَلْ قَرَأَ بِأَمِّ الْكِتَابِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں میں اس قدر تخفیف فرماتے تھے کہ میں دل سوچتی کہ آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی بھی ہے یا نہیں۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

710- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَحَسَنَهُ التِّرْمِذِيُّ .

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کو ایک ہفتہ تک غور سے دیکھتا رہا۔ آپ فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے تھے۔

اس کو سوائے نسائی کے پانچ محدثین نے روایت کیا اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا۔

بَابُ كَرَاهَةِ سُنَّةِ الْفَجْرِ إِذَا شَرَعَ فِي الْإِقَامَةِ

جب (موزن) اقامت کہنا شروع کر دے تو فجر کی سنتوں کے مکروہ ہونیکا بیان

711- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا

۷۰۸. مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی تخفیفها در رکعتی الفجر ج ۱ ص ۱۷۶

۷۰۹. بخاری کتاب التہجد باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر ج ۱ ص ۱۵۶ مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب استحباب رکعتی صلوۃ الفجر ج ۱ ص ۲۵۰

۷۱۰. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی تخفیف رکعتی الفجر - الخ ج ۱ ص ۶۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی تخفیفہ عن ابی

ہریرہ ج ۱ ص ۱۷۸ ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوة باب ما جاء فی الركعتین قبل الفجر ج ۱ ص ۸۱ مسند احمد ج ۲ ص ۹۴

مُسْتَحَبَّةٌ . رَوَاهُ الْإِسْنَاءُ الْبَغَاوِيُّ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔
اس کو امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

712- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَقَدْ ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحُ أَرْبَعًا الصُّبْحُ أَرْبَعًا . رَوَاهُ الشُّيْخَانِ .

★★ حضرت عبداللہ بن مالک بن حنینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور نماز فجر کی اقامت ہو چکی تھی۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ کو گھیر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو اس کو شیخین نے روایت کیا۔

713- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي بَحَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا فُلَانُ بَايَ الصَّلَاتَيْنِ اعْتَدَدْتَ بِصَلَوَتِكَ وَحَدِّكَ أَمْ بِصَلَوَتِكَ مَعَنَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْأَرْبَعَةُ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ .

★★ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز الفجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت سنت پڑھیں پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا اے فلاں تم نے کون سی نماز کو فرض شمار کیا جو پہلے دو رکعتیں پڑھی تھیں وہ یا جو دو رکعت ہمارے ساتھ پڑھی ہیں۔

711. مسلم کتاب صلوة المسافرين باب كراهة الشروع في تأملة بعد شروع المؤذن . الخ ج ۱ ص ۲۴۷ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء اذا قويت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ج ۱ ص ۹۶ ابو داؤد کتاب الصلوة باب اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر ج ۱ ص ۱۸۰ نسائی کتاب الامامة والجماعة باب ما يكره من الصلوة عند الاقامة ج ۱ ص ۱۳۹ ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة والسهل باب ما جاء في اذا قويت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ص ۸۱ مسند احمد ج ۲ ص ۴۵۵
712. بخاری کتاب الاذان باب اذا قويت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ج ۱ ص ۹۱ مسلم کتاب صلوة المسافرين باب كراهة الشروع في تأملة بعد . الخ ج ۱ ص ۲۴۷

713. مسلم کتاب صلوة المسافرين باب كراهة الشروع في تأملة بعد الخ ج ۱ ص ۲۴۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر ج ۱ ص ۱۸۰ نسائی کتاب الامامة والجماعة فبين يصل ركعتي الفجر والامام في الصلوة ج ۱ ص ۱۳۹ ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة والسهل فيها باب ما جاء في اذا قويت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة ص ۸۲

اس کو امام مسلم بیحد نے روایت کیا اور چار محدثین نے روایت کیا سوائے امام ترمذی بیحد کے۔

714- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَجَذَبَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِهِ وَقَالَ أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کی اقامت ہو چکی تو ایک شخص کھڑے ہو کر دو رکعت سنت پڑھنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کھڑے سے کھینچا اور فرمایا کیا تو صبح کی نماز چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو اس کو امام احمد بیحد نے روایت کیا اور اس کی سند جید ہے۔

715- رَعْنَهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي وَأَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْأَقَامَةِ فَجَذَبَنِي النَّبِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حَبَّانَ وَآخَرُونَ وَقَالَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو مؤذن نے اقامت شروع کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھینچا اور فرمایا کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھنا چاہتے ہو۔ اس کو ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں نقل کیا اور ابن خزیمہ ابن حبان اور دیگر محدثین نے اور امام حاکم بیحد نے مستدرک میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام مسلم بیحد کی شرط کے مطابق لیکن انہوں نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا۔

716- وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْغَدَاةِ حِينَ أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ يَقِيمُ فَعَمَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ وَقَالَ أَلَا تَكُنْ هَذَا قَبْلَ ذَا . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ .

★★ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو فجر کی دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب مؤذن نے اقامت شروع کر دی تو نبی پاک ﷺ نے اس کے کندھے دبائے اور فرمایا کیا یہ نماز اس (فرض) نماز سے پہلے نہیں ہے اس کو طبرانی نے صغیر اور کبیر میں بیان کیا اور اس کی سند جید ہے۔

717- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ

۷۱۴. مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۸

۷۱۵. مسند ابی داؤد طیالسی ابن ابی منیکہ عن ابن عباس ص ۳۵۸ صحیح ابن خزیمہ جماع ابواب الرکعتین قبل الشرح باب النهی عن ان یصلی رکعتی الفجر۔ الخ ج ۲ ص ۱۶۹ صحیح ابن حبان کتاب الصلوة باب النوافل ج ۵ ص ۸۲ المستدرک کتاب صلوة التطوع باب فضیلة رکعتی سنة الفجر ج ۱ ص ۳۰۷

۷۱۶. المعجم الصغیر للطبرانی قال حدثنا احمد بن حمدان۔ الخ ج ۱ ص ۵۵ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب اذا اقيمت الصلوة هل یصلی غیرها نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر والاصغر ج ۲ ص ۷۵

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب نماز سے اتفاق ہو جائے تو
 عرض کیے کوئی نماز نہ پڑھی جائے عرض کیا یا رسول اللہ صلوٰۃ اور نہ ہی ہجرت کی دو رکعتیں۔ آپ نے فرمایا یہی ہے جو...

أَوَّلِي نَاحِيَةٍ أَوْ خَلْفَ أُسْطُوَانَةٍ إِنْ رَجَا أَنْ يُذْرِكَ رَكْعَةً مِنَ الْفَرَضِ

718- عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ أَبَقَطْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَقَدْ نَبَتِ الصَّلَاةُ لِقَامِ لَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

719- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ بَيْتِهِ فَأَقِيَمَتِ صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكَعَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّاسِ . رَوَاهُ طَبَاوُئِي .

٧١. كامل ابن عدي ترجمة يحيى بن نصر بن حاجب ج ٧ ص ٢٧٠٢ سنن الكبرى للميهقي كتاب الصلوة - كرايف

٧١. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ١ ص ٢٥٨

٧١. طحار، كتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ١ ص ٢٥٨ .

تو لوگوں کے ساتھ نماز فجر پڑھی۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

720- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بْنِ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ جَاءَ وَالْإِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَصَلَّاهُمَا فِي حُجْرَةٍ خَفِصَةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ثُمَّ إِنَّهُ صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ إِلَّا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ يُدَلِّسُ .

☆☆ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما آئے درانحالیکہ کہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا اور انہوں نے صبح سے پہلے دو رکعت سنتیں نہیں پڑھی تھیں تو انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں دو رکعت سنت پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں سوائے یحییٰ بن ابی کثیر کے کہ وہ مدلس ہے۔

721- وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اس حال میں کہ لوگ فجر کی نماز میں صفیں باندھے کھڑے تھے تو انہوں نے مسجد کے کونے میں دو رکعتیں پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

722- وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابَا مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَكَرَّعَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلَاةِ وَأَمَّا أَبُو مُوسَى فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت حارثہ بن مضرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے اور ابو موسیٰ (فجر کی دو سنتیں پڑھے بغیر) صف میں داخل ہو گئے۔

اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

723- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ حِينَ دَعَاهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ دَعَا أَبَا مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَحَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ الْغَدَاةَ ثُمَّ خَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ أُقِيمَتِ

۷۲۰. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

۷۲۱. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

۷۲۲. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة فی الرجل یدخل المسجد فی الفجر ج ۲ ص ۲۵۱

۷۲۳. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۷

لصَلَاةٍ فَخَلَسَ عِنْدَ اللَّهِ إِلَى اسْطِوَايَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ
وَالطَّبْرَانِيُّ وَلِيٍّ إِسْنَادُهُ لِيْنٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھی صبح کی نماز سے پہلے بلایا پھر وہ ان کے پاس سے نکلے اس جاں میں کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کے ستون کی اوٹ میں بیٹھ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر نماز میں شریک ہوئے اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

724- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ فَيَصَلِّي رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالتَّبْرَانِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور انھیں کہ امام نماز پڑھا رہا تھا تو انہوں نے فجر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

725- وَعَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِي صَلَاةِ الْعَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْإِمَامُ يُصَلِّي فَأَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِي الصَّغِيرِ وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

72. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۷
عَنْهُمَا فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَكَانَهُ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ لَقَامَ لِرَكْعَتَيْنِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو مجلز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ امام نماز پڑھا رہا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے بہر حال ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے پس جب امام نے سلام پھیرا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے حتیٰ کہ سورج طوع ہو گیا تو انہوں نے کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

726- وَعَنْ أَبِي عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْعَدَاةِ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الرَّكَعَتَيْنِ فَصَلَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الرَّكَعَتَيْنِ حَلَفَ الْإِمَامُ ثُمَّ دَخَلَ

726. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۷ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب اذا قیئت الصلوة من یصلی

غیرہ نقلًا عن الطبرانی فی الکبیر ج ۲ ص ۷۵

726. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۷

726. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

مَعَهُمْ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو عثمان انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما جب بھی تشریف لاتے درانحالیکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا ہوتا اور انہوں نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امام سے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جاتے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس سند کی صحیح ہے۔

727- وَعَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ كُنَّا نَأْتِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ تُصَلِّيَ الرَّكَعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَتُصَلِّيَ لِيْ أَخِرَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ لِيْ صَلَاتِهِمْ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ

حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو عثمان مہدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آتے نماز فجر سے قبل دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے درانحالیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہوتے تو ہم مسجد کے آخر میں نماز پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

728- وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ مَسْرُوقٌ يَجِيءُ إِلَى الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ وَلَمْ يَكُنْ رَكْعَ رَكْعَتِي الْفَجْرِ

فَيُصَلِّي الرَّكَعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ لِيْ صَلَاتِهِمْ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت شعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آتے درانحالیکہ وہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے اور انہوں نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوتیں تو مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

729- وَعَنْهُ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ

صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت شعبی رضی اللہ عنہ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسا کیا سوائے اس کے کہ انہوں نے

کہا مسجد کے کونے میں دو رکعتیں پڑھیں۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

730- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ تُصَلِّ رَكْعَتِي الْفَجْرِ

۷۲۷. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

۷۲۸. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

۷۲۹. طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

فَصَلَّيَاهُمَا وَإِنْ كَانَ الْإِمَامُ يُصَلِّي ثُمَّ ادْخُلَ مَعَ الْإِمَامِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

*** حضرت یزید بن ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تو مسجد میں داخل ہوا اور تو نے فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں تو تو انہیں ادا کر اگرچہ امام نماز پڑھا رہا ہو پھر تو امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو

اس کو طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

731- وَعَنْ يُونُسَ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ يُصَلِّيهِمَا فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ لِي صَلَاتِهِمْ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

*** حضرت یونس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ نماز فجر کی دو سنتوں کو مسجد کے کونے میں پڑھے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ قَضَاءِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

طلوع شمس سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کا بیان

732- عَنْ قَيْسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِي أُصَلِّي فَقَالَ مَهْلًا يَا قَيْسُ أَصَلَوْتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَكُنْ رَكْعَتُ الْفَجْرِ قَالَ فَلَا إِذَنْ . رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَاحْمَدُ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالدَّارِقُطْنِيُّ وَالتَّحَاكُمُ وَالْبَيْهَقِيُّ .

قَالَ الْيَمُوعِيُّ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

*** حضرت قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جماعت کھڑی ہو گئی تھی پس میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا تو فرمایا اے قیس کھبر جاؤ کیا دو نمازیں اکٹھی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو فرمایا تب تم (انہیں نہ) پڑھو اس کو سوائے نسائی کے چار محدثین نے روایت کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ دارقطنی حاکم اور بیہقی نے اور عندہ

۷۳۰. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

۷۳۱. طحاوی کتاب الصلوة باب اداء سنة الفجر ج ۱ ص ۲۵۸

۷۳۲. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في اعادة الصلوة بعد طلوع الشمس ج ۱ ص ۹۶ ابو داؤد کتاب الصلوة باب من فاتته متى ينقضها ج ۱ ص ۱۸۰ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة والسنة فيها باب ما جاء فيمن مائة الركعتان قبل صلاة الفجر . الخ ص ۸۲ مسند احمد ج ۵ ص ۴۴۷ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب في ركعتي الفجر اذا مائة ج ۲ ص ۲۵۴ مستدرک حاکم کتاب الصلوة باب قضاء سنة الفجر بعد الفرض ج ۱ ص ۲۷۵ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب من اجاز قضاءها بعد الفراغ

من غریضة ج ۲ ص ۴۸۳

نیوی نے فرمایا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

733- وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ الْعَدَاةِ لَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ رَكْعَتِي الْفَجْرِ فَصَلَّيْتُهِنَّمَا أَلَا فَلَمْ يَقُلْ لَهُ شَيْئًا. أَخْرَجَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمَحَلِّي وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ النِّيمَوِيُّ وَفِيمَا قَالَهُ نَظَرٌ.

☆☆ حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ ایک انصاری شخص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو فجر کی نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو میں نے اب وہ دو رکعتیں پڑھیں ہیں تو آپ ﷺ نے اسے کچھ بھی نہیں فرمایا۔
اس کو ابن حزم نے المعلیٰ میں ذکر کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔
علامہ نیوی فرماتے ہیں عراقی کے قول میں نظر ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ قَضَاءِ رَكْعَتِي الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

سورج کے طلوع ہونے سے پہلے فجر کی دو رکعتوں کو قضا کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان

734- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَقْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

735- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ أَحَبَّهُمْ إِلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَقْرُبَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنا جن

۷۳۳. معنی لا بن حزم کتاب الصلوٰۃ باب من سمع إقامة صلوٰۃ الصبح فلا يشتعل لغيرها ج ۲ ص ۸۲

۷۳۴. مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوٰۃ فيها ج ۱ ص ۲۷۵ بخاری کتاب مواقيت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ

بعد الفجر ترتفع الشمس ج ۱ ص ۸۲

۷۳۵. مسلم کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوٰۃ فيها ج ۱ ص ۲۷۵ بخاری کتاب مواقيت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ

بعد الفجر حتى ترتفع الشمس ج ۱ ص ۸۲

میں سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد طلوع شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور عصر کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔
اس کو شیخین نے روایت کیا۔

730- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اور فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔
اس کو شیخین نے روایت کیا۔

731- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلَّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ افْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلَّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِيلَ الْغُلَّ بِالرَّمَحِ ثُمَّ افْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسَجَّرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلَّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ افْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَإِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَآخَرُونَ.

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے نماز کے بارے خبر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک شیطان کے دو سیٹلوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ سایہ ایک نیزہ سے کم ہو جائے پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم جھوکی جاتی ہے پس جب سایہ ڈھل جائے تو تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں حتیٰ کہ تو عصر کی نماز پڑھے پھر تو غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے رک جا۔ پس بے شک وہ شیطان کے دو سیٹلوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔

738- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۷۳۶. مسند کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۵ بخاری کتاب مواقيت الصلوة باب لا

تعدى الصلوة قبل غروب الشمس ج ۱ ص ۸۲

۷۳۷. مسند کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۶ مسند احمد ج ۵ ص ۱۱۱

۷۳۸. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في اعادتها بعد طلوع الشمس ج ۱ ص ۹۶

فَلْيُصَلِّيهَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فجر کی دو رکعت سنت نہ پڑھ سکے پس اسے چاہئے کہ وہ ان دو (سنتوں) طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔
اس کو ترمذی نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

739- وَعَنْ نَّالِيعِ بْنِ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ بَعْدَ مَا أَضْحَى . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فجر کی دو رکعتیں چاشت کی نماز کے بعد پڑھیں۔
اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

740- وَعَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْإِمَامُ يُصَلِّيُ فَأَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَكَانَهُ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو مجلز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ (جماعت میں) شریک ہو گئے پس جب امام نے سلام پھیر دیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پس وہ اٹھے اور دو رکعتیں ادا کیں۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

741- وَعَنْ بَخِيسِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ إِذَا لَمْ أُصَلِّيهَا حَتَّى أُصَلِّيَ الْفَجْرَ صَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ . رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے قاسم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکوں۔ یہاں تک کہ میں فجر کی نماز (یعنی فرض) پڑھ لوں تو ان دو رکعتوں کو طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔
اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ قَضَاءِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ مَعَ الْفَرِيضَةِ

فرض کے ساتھ فجر کی دو رکعتیں قضاء کرنے کا بیان

742- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَرَسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَظِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَأْخُذَ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنَّ هَذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ قَالَ لَقَعْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْجَاءِ فَتَرَضَّاهُ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَغْفُوبُ ثُمَّ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے آخری حصے میں آرام کے لئے اترے پس ہم بیدار نہیں ہوئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر شخص اپنی سواری کی گام پکڑ لے (اور کوچ کرے) پس بے شک اس جگہ میں شیطان کا اثر ہے راوی کہتے ہیں ہم نے ایسا ہی کیا پھر آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر دو رکعتیں (فجر کی سنت) پڑھیں۔ پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

743- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَهُ فَمَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّرِيقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ اسْتَظَظَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ قَالَ فَقُنَّا فَرَعَيْنِ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوا فَوَكَبْنَا فَيَسِرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِضَاةٍ كَانَتْ مَعِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَتَوَضَّأْنَا مِنْهَا وَضُوءًا دُونَ وَضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لَا يَبِي قَتَادَةَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِضَاتَكَ فَسَبَّحْنَا لَهَا نَبَأًا ثُمَّ أَذَّنَ بِإِلَاءِ الصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رستے سے ایک طرف ہٹ گئے اور اپنا سر انور رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا تم لوگ ہماری نماز (فجر) کی حفاظت کرنا پس سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے در انحالیکہ کہ سورج آپ کی پیٹھ مبارک پر آچکا تھا۔ راوی کہتے ہیں ہم بھی گھبرا کر اٹھے پھر آپ نے فرمایا سوار ہو جاؤ پھر ہم سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو گیا تو آپ ترے و میرے پاس جو وضو کا پانی تھا منگوا یا اور عام روٹین کی نسبت کم پانی سے وضو کیا۔ راوی کہتے ہیں اس میں کچھ پانی بچ گیا۔ پھر آپ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس برتن کی حفاظت کرنا عنقریب اس سے ایک خبر کا ظہور ہوگا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے اذان کہی تو آپ ﷺ نے (فجر کی دو رکعتیں) ادا فرمائیں پھر صبح کی نماز اسی طرح پڑھائی جس طرح پہلے پڑھائی

کرتے تھے۔

744- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَنْ سَفِرَ لَهُ مِنْ يَحْكُمُونَ الْأُمَّةَ لَا يَرْفُقُ عَنِ الصَّلَاةِ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ بَلَّالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا لَأَسْتَقْبَلَ مَطْلَعَ الشَّمْسِ وَخُرُوبَ غَلْيِ الْأَيَّامِ حَتَّى أَيْقَظَهُمْ حَسْرَةُ الشَّمْسِ فَقَامُوا فَقَالَ تَوَضَّؤُكُمْ أَذَنُ بَلَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَفَضْلِي رَكْعَتَيْنِ وَتَوَضَّؤُكُمْ رَكْعَتَيْنِ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلَاةُ الْفَجْرِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَمَهُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات دن ہماری حفاظت کریگا کہ وہ صبح کی نماز سے نہ سوئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں (آپ کی حفاظت کروں گا) تو انہوں نے سورج کے مطلع کی طرف منہ کر لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نیند طاری کر دی گئی حتیٰ کہ ان کو سورج کی گرمی نے اٹھایا پس وہ اٹھے تو انہوں نے وضو کیا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی تو آپ رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے فجر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز پڑھی۔

اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور امام احمد طبرانی رحمہ اللہ نے اور بیہقی نے کتاب المعرفہ میں اس کو روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ فِي السَّاعَاتِ كُلِّهَا بِمَكَّةَ

مکہ المکرمہ میں تمام اوقات میں نماز کے جائز ہونے کا بیان

745- عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ وَصَلَّى آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَالْأَخْرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ تِمْيُذٍ وَالْحَاكِمُ وَغَيْرُهُمَا وَلَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ .

☆☆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے بنو عبد مناف تم کسی کو اس گھر (یعنی بیت اللہ) کے طواف سے نہ روکو اور وہ دن یا رات کی جس گھڑی میں چاہے نماز پڑھے۔ اس حدیث کو اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ترمذی اور حاکم وغیرہ نے اس کو صحیح قرار دیا اور اس کی سند میں کلام ہے۔

۷۴۴. نسائی کتاب المواقیت باب کیف یقضی الفائت من الصلوة ج ۱ ص ۱۰۲ مستدرک ج ۴ ص ۸۱ المعجم الکبیر للطبرانی

ج ۲ ص ۱۲۴ معرفة السنن والآثار کتاب الصلوة ج ۳ ص ۲۰

۷۴۵. ترمذی ابواب الحج باب ما جاء فی الصلوة بعد العصر وبعد الصبح۔ الخ ج ۱ ص ۱۷۵ ابو داؤد کتاب المساک باب

الطواف بعد العصر ج ۱ ص ۲۶۰ نسائی کتاب المواقیت باب اباحۃ الصلوة فی الساعات کلہا بکۃ ج ۱ ص ۹۸ ابن ماجہ القامۃ

الصلوة باب ما جاء فی الرخصة فی الصلوة بکۃ فی کل وقت ص ۹۰ مستدرک حاکم کتاب المساک باب

لا یمنع احد عن الطواف بالبیت۔ الخ ج ۱ ص ۴۴۸

746- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوْ يَا بَنِي عَبْدِ شَدَّادٍ لَا تَمْنَعُوا أَحَدًا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَيُصَلِّي فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ عِنْدَ هَذَا الْبَيْتِ يَطُوفُونَ وَيُصَلُّونَ . رَوَاهُ الدَّارِقُطَنِيُّ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب یا فرمایا اے بنو عبدشداد تم کسی کو بیت اللہ کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو پس بے شک صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور نہ ہی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک سوائے مکہ میں اس گھر کے پاس لوگ طواف بھی کریں اور نماز بھی پڑھیں۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

747- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَقَدْ صَعِدَ عَلَيَّ دَرَجَةُ الْكَعْبَةِ مِنْ عَرَفَاتِي فَقَدْ عَرَفْتُ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي لَمَّا جُنُودٌ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ إِلَّا بِمَكَّةَ إِلَّا بِمَكَّةَ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِقُطَنِيُّ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ جَدًّا .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا درانحالیکہ وہ کعبہ کی سیڑھی پر چڑھے تھے کہ جو مجھے پہنچاتا ہے پس تحقیق وہ مجھے پہنچاتا ہے اور جو مجھے نہیں پہنچاتا تو (وہ سن لے) میں جناب ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا صبح کے بعد سے طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک کوئی نماز پڑھی جائے سوائے مکہ کے سوائے مکہ کے اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوهَةِ بِمَكَّةَ

مکہ میں تمام مکروہ اوقات میں نماز کے مکروہ ہونے کا بیان

748- عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ أَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فُسِّلَ ذَلِكَ فَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ . رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَافِعٍ فِي مُسْنَدِهِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

قَالَ الْيَمْرُؤِيُّ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ فِي الْأَوْقَاتِ مَخْصِيَةٍ .

☆☆ حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عصر کے بعد یا صبح (کی نماز) کے بعد طواف کیا اور غل نہ

۷۱۶. دارقطنی کتاب الصلوة باب جوار المأذنة عند البيت في جميع الارمان ج ۱ ص ۴۲۶

۷۱۷. مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۵ دارقطنی کتاب الصلوة باب جواز صلوة النافلة عند البيت في جميع الارمان ج ۱ ص ۴۲۴

۷۱۸. نصب الراية كتاب الصلوة فصل في الاوقات المكروهة نقلًا عن مسند اسحق بن رافعيه ج ۱ ص ۲۵۲ مسند ابی داؤد طیبسی

ص ۱۷۰ مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۹ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب ذکر البیان ان هذا النهی مخصوص ج ۲ ص ۴۶۲

پڑھے تو اس کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور عصر (کی نماز) کے بعد سے غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

اس کو اسحاق بن راہویہ نے اپنے مسند میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ علامہ بیہقی فرماتے ہیں پانچ اوقات میں نماز مکروہ ہونے کے بارے میں احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

بَابُ إِعَادَةِ الْفَرِيضَةِ لِأَجْلِ الْجَمَاعَةِ

جماعت کی وجہ سے فرض نماز کا اعادہ کرنے کا بیان

749- عَنْ أَبِي دَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أَمْرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُعَيِّتُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لَوْ قُتِلَتْ لَأَنْ أَدْرَكْتُهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم پر ایسے حکمران مسلط کر دیئے جائیں گے جو نماز کو اس کے (مستحب) وقت سے مؤخر کریں گے یا فرمایا نماز کے (مستحب) وقت کو ختم کر کے پڑھیں گے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا پس اگر تو ان کے ساتھ نماز کو پالے تو (ان کے ساتھ بھی) نماز پڑھ لینا پس بے شک وہ نماز تیرے لیے نفل ہو جائیگی۔

750- وَعَنْ مَخَجَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ رَجَعَ وَمَخَجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَقَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ . رَوَاهُ مَالِكٌ وَآخَرُونَ اسناده صحيح .

☆☆ حضرت مخجن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو نماز کے سنے اذان کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھانے کے لئے چلے گئے پھر آپ واپس تشریف لائے تو حضرت مخجن رضی اللہ عنہ اپنی اس جگہ بیٹھے تھے تو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا کیا تو مسلمان نہیں ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں لیکن میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو آئے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو۔

اس کو امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

751- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْعَامِرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ قَالَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَانْحَرَفَ إِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِي أُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهُ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَبُحِيَءٌ بِهِمَا تَرَعُدُ فَرَأَيْتُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِي رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا إِذَا صَلَّيْتُمَا فِي رِحَالِكُمَا ثُمَّ آتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمْ بِأَفْضَلٍ .
رَوَاهُ الْخَمِيسَةُ ابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ السَّكَنِ وَابْنُ حِبَّانَ .

★★ حضرت جابر بن یزید بن اسود اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج میں حاضر تھا۔ پس میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز مسجد خیف میں پڑھی تو جب آپ نماز سے فارغ ہو کر لوٹے تو اچانک دو شخص قوم کے آخر میں ہیں انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو میرے پاس لاؤ پس ان دونوں کو اس حال میں لایا گیا کہ ان کی پسلیوں کا گوشت کانپ رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے رکا۔ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو جب تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہو پھر تم جماعت والی مسجد میں آؤ تو ان کے ساتھ نماز پڑھو پس بے شک وہ نماز تمہارے لئے نفل ہو جائیگی۔

اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا۔ سوائے ابن ماجہ کے اور ترمذی ابن سکن اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا۔

752- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ إِنِّي أَصَلَّيْتُ فِي بَيْتِي ثُمَّ أَذْرِكُ الصَّلَاةَ مَعَ الْإِمَامِ أَفَأَصَلِّي مَعَهُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ أَتَيْتُهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِي فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَوْ ذَلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذَلِكَ إِلَيَّ اللَّهُ يَجْعَلُ ابْتِهَامًا سَاءً . رَوَاهُ مَالِكٌ وَآخَرُونَ وَاسْتَأْذَنَهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا میں گھر میں نماز پڑھتا ہوں پھر میں امام کے ساتھ نماز کو پالیتا ہوں تو کیا میں امام کے ساتھ نماز پڑھوں تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: ہاں تو اس شخص نے کہا میں ان دونوں میں سے کوئی نماز کو (فرض) نماز قرار دوں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کیا یہ تیرے ذمے ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے وہ جس کو چاہے (بطور فرض) قبول فرمائے۔

753- وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّهُ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِفِهَا

۷۵۱. ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة ج ۱ ص ۵۲ ابو داؤد کتاب الصلوة باب فی من صلی فی منزله ثم ادرك الجماعة ج ۱ ص ۸۵ نسائی کتاب الامامة والجماعة باب اعادة الفجر مع الجماعة لمن صلی وحده ج ۱ ص ۱۲۷ وحده مسند احمد ج ۴ ص ۱۶۰ صحیح ابن حبان کتاب الصلوة باب اعادة الصلوة ج ۵ ص ۵۷
۷۵۲. مؤطا امام مالك کتاب صلوۃ الجماعة باب اعادة الصلوة مع الامام ص ۱۱۶

وَيَخْنُقُونَهَا إِلَى شَرْقِ الْمَوْتَى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِمَقَاتِلِهَا وَاجْعَلُوا صَلَاتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عنقریب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے اور وقت کو بہت تنگ کر دیں گے پس جب تم انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھو تو تم اپنے وقت پر نماز پڑھو اور ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفل بنا لو۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

754- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوْ الصُّبْحَ ثُمَّ أَذْرَكَ كُنُفَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَغْدُ لَهُمَا . رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جو مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لے پھر ان دونوں نمازوں کو امام کے ساتھ پائے تو وہ ان کا اعادہ نہ کرے۔

اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى

چاشت کی نماز کا بیان

755- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى إِلَّا أُمَّ هَالِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی نے نہیں بتایا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے تو آٹھ رکعات پڑھیں میں نے کبھی بھی آپ کو اس نماز سے مختصر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ رکوع اور سجدہ پورا فرماتے تھے۔

756- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ لَا أَدْعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ

۷۵۳. مسلم کتاب المساجد باب التذلل إلى وضع الأيدي على الركبتين . الخ ج ۱ ص ۲۰۲

۷۵۴. مؤطا امام مالك کتاب صلوة الجماعة باب إعادة الصلوة مع الإمام ص ۱۱۶

۷۵۵. مسلم کتاب صلوة المسافرين باب استحباب صلوة الضحى وان اقلها ركعتان . الخ ج ۱ ص ۲۴۹ بخاری کتاب التهجید باب صلوة الضحى فی السفر ج ۱ ص ۱۵۷

۷۵۶. بخاری کتاب التهجید باب صلوة الضحى فی الحضر ج ۱ ص ۱۵۷ مسلم کتاب صلوة المسافرين باب استحباب صلوة الضحى وان اقلها ركعتان . الخ ج ۱ ص ۲۵۰

کتاب تنہد و صلوة الضحیٰ وَتَوَمُّ عَلٰی وَتَرٍ . رَوَاهُ الشَّيْخَان .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ میں انہیں مرتے دم تک نہ چھوڑوں ہر ماہ تین روزے رکھنے کی اور چاشت کی نماز پڑھنے کی اور وتر پڑھ کے سونے کی۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

757- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي

الضُّحَى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيْبِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائیں۔

758- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ الْفَضْلُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَاةُ الْآوَابِينَ حِينَ تَرْمِضُ الْفِصَالُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بہ کرنے والوں کی نماز اس وقت ہوتی جب اونٹ کے بچوں کے کھر دھوپ میں گرم ریت پر چلنے کی وجہ سے گرم ہو جائیں۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

759- وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ قُبَاءٍ وَهُمْ يُصَلُّونَ الضُّحَى فَقَالَ صَلَاةُ الْآوَابِينَ إِذَا رَمَضَتِ الْفِصَالُ مِنَ الضُّحَى . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبا کے پاس تشریف لائے درانحالیکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا تو بہ کرنیوالوں کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرم ہو جائیں اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

760- وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُصْبِحُ الرَّحُلُ عَلَى كُلِّ سَلَامَةٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ

۷۵۷. مسلم کتاب صلوة المسافرین باب استحباب صلوة الضحیٰ وان اقلها رکعتان . الخ ج ۱ ص ۲۴۸

۷۵۸. مسلم کتاب صلوة المسافرین باب صلوة اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۵۷

۷۵۹. مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۶

۷۶۰. مسلم کتاب صلوة المسافرین باب استحباب صلوة الضحیٰ . الخ ج ۱ ص ۲۵۰ ابو داؤد کتاب الصلوة باب صلوة الضحیٰ ج ۲

ص ۱۸۲ مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۲

صَدَقَةٌ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيَجْزِي مِنْ كُلِّ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ أَحْمَدُ وَ أَبُو ذَاوَدَ .
 ✽ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر آدمی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے پس ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید (الحمد للہ کہنا) صدقہ ہے اور ہر تہلیل (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنا) صدقہ ہے اور ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں جنہیں آدمی چاشت کے وقت پڑھتا ہے۔
 اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب انسان صبح کرتا ہے اور اس کی ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ آفت و بلا سے صحیح و سالم ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ کاروبار اور دنیا کی دیگر معروفیات میں مشغول رہنے کے قابل رہتا ہے۔ لہذا اس عظیم نعمت پر ادا کی گئی شکر کے لئے ایک ایک ہڈی کے عوض اسے صدقہ دینا لازم ہوتا ہے اور یہ صدقہ چند کلمات ہیں جن کو پڑھنے سے ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور وہ کلمات بھی بھاری بھر کم نہیں ہیں، زیادہ طویل اور سخت نہیں ہیں بلکہ نہایت آسان اور بلا تکلف ادا ہونے والے ہیں یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر۔ و تجزی من زلک کا مطلب یہ ہے کہ ان کلمات کے کہنے کی بجائے اگر غمی کی دو رکعتیں پڑھ لی جائیں تو شکرانہ ادا ہو جاتا ہے ان کلمات کے کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ نماز تو پورے بدن اور تمام اعضاء جسمانی کا عمل ہے جس کے ذریعہ بدن کا ایک ایک عضو مصروف عبادت ہو کر اپنا اپنا شکرانہ کرتا ہے لہذا مناسب اور بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنا چاہیے۔

761- وَعَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيُ صَلَاةَ الضُّحَى قَالَتْ أَرْبَعٌ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

✽ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا چار رکعات اور جس قدر زیادہ پڑھنا چاہتے پڑھ لیتے تھے۔

762- وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّهْلَوِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَطِيقُونَهُ فَقُلْنَا أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَغْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا يَغْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا يَغْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَاهُنَا قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكَعَتَيْنِ

نَعْتَمًا وَآزَبًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالسَّبِيحِ وَمَنْ تَبِعَهُ مِنْ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عاصم بن ضمرہ سہمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کے نفوس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو ہم نے کہا آپ ہمیں اس کے بارے میں خبر دیں ہم اس میں سے اپنی طاقت کے مطابق لے لیں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھتے تو ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی جانب (زمین) سے اُتتا (بلند) ہو جاتا جتنا عصر کی نماز کے وقت مغرب کی جانب (زمین) سے بلند ہوتا تو آپ اٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے پھر ٹھہر جاتے حتیٰ کہ جب سورج مشرق کی جانب (زمین) سے اُتتا بلند ہو جاتا کہ جتنا مغرب کی جانب ظہر کے وقت (زمین سے) بلند ہوتا ہے تو اٹھ کر چار رکعات پڑھتے اور جب سورج ڈھل جاتا تو چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد ادا فرماتے اور چار رکعتیں عصر سے پہلے اور ہر دو رکعتوں کے درمیان تشہد کے ساتھ فصل کرتے۔

اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

نماز چاشت کے وقت کا بیان

حضرت زید ابن ارقم کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک جماعت کو صبحی کے وقت (چاشت کی) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ یہ لوگ (احادیث کے ذریعے) جانتے ہیں کہ اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں نماز پڑھنا بہت ہے (یعنی اس وقت زیادہ۔ ثواب ملتا ہے چنانچہ) سر تاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اللہ جل شانہ کی جانب کا دل وجہ رکھنے والوں کی نماز کا وقت وہ ہے۔ جب کہ اونٹوں کے بچے (یعنی ان کے چیر) گرم ہونے لگیں۔"

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جداول، حدیث نمبر 1285)

جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے نماز چاشت کے مختار اور بہتر وقت کا انتظار نہیں کیا بلکہ اول وقت ہی نماز پڑھنے لگے تو انہیں بہت تعجب ہوا اور ان کے بارے میں فرمایا کہ اگرچہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن چکے ہیں اور انہیں علم ہے کہ یہ وقت نماز چاشت کا افضل وقت نہیں ہے بلکہ افضل اور بہتر وقت تو اس کے بعد شروع ہوگا اس کے باوجود یہ لوگ اس وقت نماز نہ معلوم کیوں پڑھ رہے ہیں؟ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں بتایا کہ نماز چاشت کا بہتر اور افضل وقت وہ ہے جب کہ اونٹوں کے بچے گرم ہونے لگیں یعنی آفتاب بلند ہو جائے اور دھوپ اتنی پھیل جائے کہ گرمی کی شدت سے زمین گرم ہو جائے جس کی وجہ سے اونٹوں کے چیر جلنے لگیں اور دھوپ گرمی میں اتنی دھوپ گرمی میں اتنی شدت تقریباً ڈیڑھ پہر گزرنے پر آتی ہے۔ بہر حال اس حدیث سے صریح طور پر معلوم ہو گیا کہ نماز چاشت کا وقت یہ ہے کہ آفتاب خوب بلند ہو جائے، دھوپ اچھی طرح پھیل جائے اور ایک پہر ختم ہونے کے بعد دوسرا پہر شروع ہو جائے اس طرح اس نماز کا آخری وقت دو پہر یعنی زوال سے پہلے تک ہوگا۔ نماز چاشت کا مذکورہ وقت

افضل اس لئے ہے کہ اس وقت عام طور پر طبیعت میں کسل و سستی پیدا ہو جاتی ہے اور جی بھی چاہتا ہے کہ آرام کیا جائے لہذا ایسے وقت میں آرام اور طبیعت کے تقاضے کو پس پشت ڈال کر وہی بندگان اللہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو بارگاہ رب العزت کی طرف کامل رجوع اور توجہ رکھتے ہیں۔

بَابُ صَلَوةِ التَّسْبِيحِ

یہ باب نماز تسبیح کے بیان میں ہے

نماز تسبیح کی فضیلت کا بیان

763- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ أَلَا أُعْطِيكَ أَلَا أَمْنُحُكَ أَلَا أَحْبُوكَ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ عَفَا اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَالْآخِرَهُ قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ خَطَاةَ وَعَمْدَهُ صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً سِرَّةً وَعَلَانِيَةً عَشْرَ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ قَائِمَةً الْكِتَابِ وَ سُورَةً فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرُكِعُ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ إِنْ أَسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس اے چچا کیا میں تم کو عطا نہ کرو کیا میں تم کو بخشش نہ کروں کیا میں تم کو نہ دوں کیا تمہیں دس ایسے کام نہ بتاؤں کہ جب تم انہیں کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے پرانے اور نئے جو بھول کر کیے اور جو قصد اکیے چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر سب (گناہ) معاف فرمادے وہ (کام) یہ ہے کہ آپ چار رکعات اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں پس جب پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہوں تو حالت قیام میں پندرہ مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھیں پھر رکوع کریں تو حالت رکوع میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر رکوع سے سرٹھا کر دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر سجدہ میں جائیں تو حالت سجدہ میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھیں پھر سجدہ سے سرٹھائیں تو یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں اور پھر سجدہ کریں تو یہ کلمات دس مرتبہ پڑھیں پھر سجدہ سے سرٹھائیں تو یہ کلمات دس مرتبہ کہیں تو یہ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ ہوا۔ اسی طرح تم چار رکعتوں میں کرو اگر ہو سکے تو اس نماز کو ہر دن میں ایک مرتبہ پڑھو۔ پس اگر نہ کر سکو تو ہر جمعہ میں ایک

مرتبہ دس اگر نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اگر نہ کر سکو تو اپنی ساری عمر میں ایک مرتبہ اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

شرح

کیا آپ کو دس خصلتوں کا مالک نہ بناؤں؟ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ایسی چیز بتائے دیتا ہوں جس کو آپ اگر اختیار کریں گے تو آپ کے دس قسم کے گناہ (جو حدیث میں ذکر کئے گئے ہیں) بخش دیئے جائیں گے۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ "دس خصلتوں" سے مراد اس نماز میں حالت قیام کی پندرہ مرتبہ تسبیح کہنے کے علاوہ بقیہ حالتوں میں دس دس مرتبہ تسبیح کہنا ہے۔ حدیث میں لفظ علانیہ کے بعد عشر خصال کے الفاظ یہاں مشکوٰۃ میں ذکر نہیں کئے گئے ہیں۔ لیکن "اصول" میں موجود ہے۔ چنانچہ "حسن حصین" میں بھی یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں اسی لئے طبری نے لکھا ہے کہ سیاق حدیث کے پیش نظر یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ دس خصلتوں سے مراد یہ چیزیں ہیں۔

(۱) چار رکعت نماز پڑھنا۔ (۲) ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔ (۳) سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی اور صورت پڑھنا۔ (۴) حالت قیام میں پندرہ مرتبہ مذکورہ تسبیحات کا کہنا۔ (۵) ان تسبیحات کا رکوع میں دس مرتبہ کہنا۔ (۶) ان تسبیحات کا دس مرتبہ قیام میں کہنا۔ (۷) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (۸) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسے میں کہنا۔ (۹) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (۱۰) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسہ استراحت میں کہنا۔

اس روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیام میں قرأت کے بعد پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جائے اسی طرح روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے سجدے سے اٹھ کر بھی یہ تسبیح پڑھی جائے جب کہ ہم نے ابتداء باب میں یہ طریقہ نقل کیا ہے کہ حالت قیام میں سبحانک اللہم کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھی جائے پھر قرأت کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اور دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد تسبیح پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تو یہ دونوں طریقے الگ الگ روایتوں میں مذکور ہیں پھر یہ کہ ان دونوں طریقوں میں تسبیح کی تعداد میں کوئی فرق نہیں ہے صرف پڑھنے کے مواقع میں فرق ہے اس لئے اختیار ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے جس طریقے کو چاہے اختیار کیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طریقے کے مطابق عمل کیا جائے اور کبھی اس طریقے کے مطابق تسبیح پڑھی جائے تاکہ تعدد میں یہ تسبیحات بخلاف اور ارکان کے التحیات کے پہلے پڑھی جائیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ منقول ہے کہ اس نماز میں یہ سورتیں پڑھی جائیں اَلْهٰنٰکُمْ التَّکَاثُرُ وَالْعَصْرِ، قُلْ يَا اَيُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ الْاَحَدُ بعض روایتوں میں اِذَا زُلْزِلَتْ وَالْعَادٰیَاتُ، اِذَا جَاءَ اور سورت اخلاص کا پڑھنا بھی منقول ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز تسبیح میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے۔ اَسْأَلُکَ اٰیَّ اَہْلِ الْاٰمَانِ وَ اَعْمَالِ الْیَقِیْنِ وَ مَنَاصِحَةِ اَہْلِ التَّوْبَةِ وَ عَزَمَ اَہْلِ الصَّبْرِ وَ جَدَّ اَہْلِ

الْخَشْيَةِ وَطَلَبُ أَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدُ أَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانُ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتَّى أَخَافَكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مَخَافَةَ
تَحْجِزُنِي عَنْ مُعَاصِيكَ وَحَتَّى أَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اسْتَحِقُّ بِهِ رِضَاكَ وَحَتَّى آتَا صِحُّكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِنْكَ
وَحَتَّى أَخْلُصَ لَكَ النَّصِيحَةَ حَيَاءً مِنْكَ وَحَتَّى اتَّوَكَّلَ عَلَيْكَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَحُسْنَ ظَنِّي بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ
السُّودِ۔ "اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اہل ہدایت کی سی توفیق اہل یقین (یعنی راسخ العقیدہ اور راسخ العمل لوگوں) کے سے
اعمال، اہل توبہ کی سی خالص توبہ، اہل صبر کی سی پختگی، اہل خشیت کی سخت کوشش، طالبین حق کی سی طلب، پرہیزگاروں کی سی
عبادت اور اہل علم کی سی معرفت یہاں تک کہ میں تیری ہی ذات سے ڈرنے لگوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے (تیرے) خوف کا
طلبگار ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روک دے تاکہ میں تیری فرمانبرداری و خوشنودی کے وہ عمل کرنے لگوں جو مجھے تیری
رضا کا مستحق گردانے تیرے خوف سے سچی توبہ کرنے لگوں یہاں تک کہ تیری ذات پر اچھا گمان رکھتے ہوئے تمام امور میں
تیری ذات پر بھروسہ کرنے لگوں اور اپنے نور کے پیدا کرنے والے آپ ہر عیب اور برائی سے پاک ہیں۔" اس نماز کی فضیلت
کے بارے میں عبدالعزیز ابن داؤد لکھتے ہیں کہ جو آدمی جنت میں داخل ہونا چاہے تو وہ نماز تسبیح کو اپنے اوپر لازم قرار دے
لے۔

ابو عثمان زاہد نے فرمایا ہے کہ مصیبت و پریشانی کے دفعہ اور غم و دھڑن کو دور کرنے کے لئے اس نماز کے علاوہ میں نے
کوئی اور چیز نہیں پائی۔ یعنی نماز تسبیح پڑھنے سے یہ چیزیں جاتی رہتی ہیں۔ اس نماز کی انہیں عظیم فضیلتوں کے پیش نظر اکثر ائمہ و
مشائخ اور بزرگ اس نماز کو پڑھتے رہے ہیں۔ جمعہ کے روز دو پہر ڈھلنے کے بعد اس نماز کا پڑھنا مستحب ہے اگر اس نماز میں
سجدہ سہو کی ضرورت پڑ جائے تو سجدہ سہو کے اندر یہ تسبیحات نہ پڑھی جائیں کیونکہ اس طرح تسبیحات کی مقدار تین سو سے آگے
بڑھ جائے گی۔ جن مسلمانوں کو اللہ نے اپنی عبادت و اطاعت کی توفیق دی ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ عمل خیر کرنے کی
سعادت سے نوازا ہے ان کے لئے اس نماز کے پڑھنے کے سلسلہ میں درجہ اعتدال یہ ہے کہ یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھی جائے چنانچہ
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسی پر عمل تھا کہ وہ ہر جمعہ کے روز زوال کے بعد اس نماز کو پڑھتے تھے اور انہیں
سورتوں کی قرات کرتے تھے جو ابھی اوپر ان سے نقل کی گئی ہیں۔

أَبْوَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ ابواب قیام رمضان کے بیان میں ہیں

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ رَمَضَانَ

تراویح کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان

تراویح، ترویج کی جمع ہے اور آرام و استراحت کے واسطے ایک مرتبہ بیٹھنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابن منظور علم لغت کی عظیم کتاب لسان العرب میں تحریر فرماتے ہیں۔ (التراویح، جمع ترویح و ہی المرة الواحدة من الراحة تفعيلة بها مثل تسبحة من السلام، والترويح في شهر رمضان سميت بذلك لاستراحة القوم بعد كل اربع ركعات) تراویح، ترویج کی جمع ہے اور ایک مرتبہ آرام کرنے کا نام ہے مادہ راحت سے بروزن تفعیلہ جیسما مادہ سلام سے وزن تسلیمہ، اور ماہ رمضان کی نماز تراویح کو بھی ایسے تراویح کہتے ہیں کہ لوگ ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتے ہیں۔

(لسان العرب، ج 5، 500 روح، ص 380)

صاحب مجمع البحرین لفظ تراویح کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔ (التراویح تفاعل من الراحة لان كلا من المتراوحين يريح صاحبه و صلاة التراویح المعترعة من هذا الباب لان المصلی یستريح بعد كل اربع) تراویح مادہ راحت سے باب تفاعل کا مصدر ہے یعنی دو آدمیوں کا یکے بعد دیگرے صبح سے شام تک کنوئیں سے پانی کھینچنا، اس لئے کہ اس میں بھی ایک شخص دوسرے کے لئے استراحت و آرام کا باعث ہوتا ہے اور نماز تراویح بھی اسی باب سے ہے چونکہ نماز گزار ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتا ہے۔ (مجمع البحرین، ج 2-1 مادہ روح، ص 244)

تراویح باعتبار اصطلاح اور فقہاء کے مطابق تعداد کا بیان

علم لغت کے دو ماہر اور خیریت فن کے نیانات سے معنی لغوی کے ساتھ ساتھ اصطلاحی معنی بھی واضح و روشن ہو جاتے ہیں اگرچہ نماز تراویح کیا ہے؟ اور نماز تراویح کس کو کہتے ہیں؟ اسکی تلاش میں زیادہ سرگرداں ہونے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ماہ مبارک رمضان میں اہلسنت کی مساجد میں یہ فعل عملاً دیکھا جاسکتا ہے یعنی مذہب اہل سنت کے نزدیک ماہ مبارک رمضان میں نماز مغرب و عشاء کے بعد نفلہ نمازوں کو باجماعت انجام دینا تراویح کہلاتا ہے اور اب نماز تراویح پر اسقدر اصرار و تاکید ہے کہ نماز تراویح مذہب اہلسنت کے لئے شعار اور پہچان بن گئی ہے۔

تراویح کی فضیلت کا بیان

764- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔
اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

765- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتُوفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى ذَلِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں قیام کی ترغیب دیتے تھے لیکن اس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تاکید حکم نہ دیتے پس آپ فرماتے جس نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور معاملہ اسی طرح رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں معاملہ اسی طرح رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی معاملہ اسی طرح رہا اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

بَابُ فِي جَمَاعَةِ التَّرَاوِيحِ

باجماعت تراویح کا بیان

766- عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَوَتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَأَجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلُّوا مَعَهُ

۷۶۴۔ بخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان من الایمان ج ۱ ص ۱۰ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح ج ۱ ص ۲۵۹ ترمذی ابواب الصوم باب ما جاء فی فضل شهر رمضان ج ۱ ص ۱۴۷ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی قیام شهر رمضان ج ۱ ص ۱۹۴ نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النہار باب ثواب من قام رمضان ایمانا۔ الخ ج ۱ ص ۲۳۸ ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ باب ما جاء فی قیام شهر رمضان ص ۹۵ مستداحمد ج ۲ ص ۲۸۱

۷۶۵۔ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان۔ الخ ج ۱ ص ۲۵۹

۷۶۶۔ بخاری کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان ج ۱ ص ۲۶۹ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الترغیب فی قیام رمضان

۔ الخ ج ۱ ص ۲۵۹

فَمَنْ نَأْسُ فَتَعَدُّوا لَكُمُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّلَاثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَصَلُّوا
صَلُّوا فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى
النَّاسِ فَشَهِدَ لَكُمْ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخَفْ عَلَى مَكَانِكُمْ وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفَرِّضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا
فَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ -

*** حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ آدھی رات کی وقت
گھر سے نکلے تو مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں کچھ لوگوں نے نماز پڑھی پس صبح لوگوں نے آپس میں اس بارے میں
پوچھا کہ کیا تو لوگ اس سے زیادہ جمع ہو گئے پس آپ نے نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں لوگوں نے نماز پڑھی پس لوگوں نے
اس بارے میں باہم گفتگو کی تو تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ ہو گئے آپ تشریف لائے اور آپ نے نماز پڑھی تو لوگوں
نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی پس جب چوتھی رات آئی تو مسجد لوگوں کے سامنے سے تنگ آ گئی حتیٰ کہ آپ ﷺ صبح کی نماز
کے لئے تشریف لائے پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر خطبہ کہا پڑھا پھر فرمایا اما بعد۔
ہاں بے شک مجھ پر تمہارا یہاں ہونا مخفی نہ تھا لیکن مجھے ڈر تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض کر دی جائے تو تم اس سے عاجز آ جاؤ
میں اس وقت رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور معاملہ ایسا ہی رہا۔

اس کو شیخین نے روایت کیا۔

767- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ
خِصْبٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا لَيْلًا حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً فَظَنُّوا أَنَّهُ
لَمْ يَأْمَلْ لَجَعَلْ بَعْضُهُمْ يَتَخَنَّعُ لِبَعْضٍ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمْ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ صَبِيْعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ
عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ
الْمَكْنُونَةَ - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ -

*** حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا اور آپ ﷺ نے کئی
راتیں اس میں نماز پڑھی حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے پھر ایک رات آپ کی آواز نہ آئی اور انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ
آپ ﷺ سو گئے ہیں تو ان میں سے بعض کھانا شروع ہو گئے تاکہ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے
فرمایا تمہارا یہ معاملہ جو میں نے دیکھا اسی طرح رہا حتیٰ کہ مجھے خوف ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی
جائی تو تم اس کو قائم نہ رکھ سکتے تو اے لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو پس بے شک آدمی کی سب سے افضل نماز وہ ہے جس کو
گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے اس کو شیخین نے روایت کیا۔

۲۶۱ معاری کتب الاذان باب صلوة اللیل ج ۱ ص ۱۰۱ مسلم کتاب صلوة المسافرين باب استحباب صلوة النائم فی بیتہ ج ۱

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں اعتکاف کے لئے بوریے کا ایک حجرہ سبنا لیا تھا۔ اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی بابرکت اور مقدس ساعتوں میں عبادت الہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بوریے کا یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز کا مختلف بنا لینا جائز ہے لیکن یہ شرائط کہ اپنی حاجت و ضرورت سے زیادہ جگہ نہ روکی جائے ورنہ تو بصورت دیگر حرام ہوگا کیونکہ زیادہ جگہ گھیرنے سے دوسرے نمازیوں کو تنگی ہوگی بشرطیکہ جگہ ایسی ہو جس کی لوگوں کو احتیاج اور ضرورت ہو اگرچہ کبھی کبھی ہی ضرورت ہو ہاں اگر کوئی آدمی قرینے سے جانتا ہو کہ اگر لوگ بہت تعداد میں بھی مسجد میں آجائیں گے تب بھی متکلف کے لئے گھیری ہوئی جگہ کی انہیں احتیاج نہیں ہوگی تو ایسی صورت میں ضرورت سے زیادہ بھی جگہ گھیر لینا حرام نہیں ہوگا یہ تفصیل اس بات پر بصراحت دلالت کرتی ہے کہ ایام حج میں مسجد حرام کے اندر لوگوں کو تنگی میں مبتلا کرنا حرام ہے۔

یہ حدیث جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حق میں انتہائی شان رحمت کی غمازی کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح کی جماعت پر اس لئے مداومت نہیں فرمائی کہ کہیں یہ نماز امت کے لئے فرض ہی قرار نہ دیدی جائے جس سے امت کے لوگ تنگی و پریشانی میں مبتلا ہو جائیں۔ وہیں یہ حدیث اس بات کی بھی صریح دلیل ہے کہ تراویح کی نماز با جماعت پڑھنا سنت ہے۔ **فَصَلُّوا بِهَا النَّاسُ اِلَیْہَا** (لہذا، اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو) میں امر استحبابی ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم وجوب اور لزوم کے طور پر نہیں دیا بلکہ مقصد یہ ہے کہ فرض نماز کے علاوہ دیگر سنن و نوافل گھروں میں پڑھنا بہتر اور مناسب ہیں۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عام نگاہوں سے بچ کر گھروں میں سنت و نفل نماز پڑھنے میں ریاء و نمائش کا کوئی ادنیٰ سا جذبہ بھی ظاہر نہیں ہوتا جو ظاہر ہے کہ عبادت کے سلسلے میں انتہائی مستحسن اور مطلوب ہے۔ **فَاِنَّ الْفَضْلَ الصَّلٰوۃُ اِلَیْہَا** (انسان کی بہترین نماز وہی ہے جسے اس نے اپنے گھر میں پڑھا ہو) یہ حکم تمام سنن و نوافل نمازوں کے بارے میں ہے کہ کوئی بھی سنت یا نفل نماز ہو سب سے بہتر وہی نماز ہے جسے نمازی نے عام نگاہوں سے بچ کر اپنے گھر میں پڑھا ہو مگر وہ نوافل اس حکم میں شامل نہیں ہیں جو شعار اسلام میں سے ہیں مثلاً نماز کسوف، نماز استسقاء اور نماز عیدین کیونکہ ان نمازوں کو مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے۔ نیز مسافروں کے لئے کعبہ اور مسجد نبوی بھی ان احکام میں شامل نہیں ہیں یعنی اگر کسی نصیب کو کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کی زیارت کا شرف حاصل ہو اور وہ مسافر ہو تو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ فرض نمازوں کے ساتھ سنن و نوافل بھی مسجد حرام یا مسجد نبوی میں ہی پڑھے کیونکہ مسافروں کو یہ موقعہ کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے کہ وہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کر سکیں اس لئے مسافر اس موقعہ کو غنیمت جانے اور زیادہ سے زیادہ نمازیں مسجد حرام اور مسجد نبوی میں پڑھے۔ اور یہ (یعنی مسجد حرام اور مسجد نبوی کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دینا) اس بات پر قیاس کیا جاتا ہے کہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ مسافروں کے لئے کعبۃ اللہ کا طواف نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ واللہ اعلم

760- عَنْ جَبْرِ بْنِ نَفِيرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صُنَمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمَّا بَقِيَ بَنَّا فَلَمَّا كَانَتْ الْخَامِسَةُ قَامَ بَنَّا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ تَقَلَّتْنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ قَالَ نَظُنُّ أَنَّ الرَّغْلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتْ ثَلَاثَةُ خَمْسٍ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ لَقَامَ بَنَّا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قَالَ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ الشُّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ بَقِيَّةُ الشَّهْرِ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت جبر بن نفیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رمضان المبارک میں جس اللہ تعالیٰ کے ساتھ روزے رکھے تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا پھر جب پانچویں رات آئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ رات کا آدھا حصہ گزر گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اس رات اور بھی نفل پڑھاتے تو آپ ﷺ لے فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے حتیٰ کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب شمار کر دیا جاتا ہے پس جب چوتھی رات آئی تو آپ نے اپنی ازواج مطہرات اور لوگوں کو بلایا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے فوت ہو جانے کا خوف ہوا راوی کہتے ہیں میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اذاج کیا ہے تو انہوں نے فرمایا سحری پھر باقی مبینہ آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

761- وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ لَرَأَى نَاسًا فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يُصَلُّونَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمُ الْقُرْآنُ وَأَبَى بْنُ كَعْبٍ يَقْرَأُ وَهُمْ مَعَهُ يُصَلُّونَ بِصَلَوَتِهِ قَالَ قَدْ أَحْسَنُوا وَقَدْ أَصَابُوا وَلَمْ يَكْفُرْ ذَلِكَ لَهُمْ . رَوَاهُ التَّيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاسْنَادُهُ جَيِّدٌ وَلَهُ شَاهِدٌ دُونَ حَسَنِ عِنْدَ أَبِي دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مُرَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

☆ حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رمضان المبارک میں ایک رات رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ کیا کر رہے ہیں تو ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان قرآن یاد نہیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے ہیں تو یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہوں نے اچھا کیا انہوں نے درست کیا اور آپ نے ان کے لئے اس کو ناپسند نہیں فرمایا۔

۱۔ رمضی ابواب الصوم باب ما جاء في قیام شهر رمضان ج ۱ ص ۱۶۶ ابو داؤد کتاب الصلوة باب في قیام شهر رمضان
 ۲۔ مظاہر ج ۱ ص ۹۵ نسائی کتاب قیام اللیل و تطوع النہا رباب قیام شهر رمضان ج ۱ ص ۲۴۸ ابن ماجہ ابواب اقامة
 الصلوة باب ما جاء في قیام شهر رمضان ص ۹۵ مستدرک ج ۵ ص ۱۵۶
 ۳۔ معرۃ سنن الآثار کتاب الصلوة ج ۴ ص ۲۹ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب من زعم أنها بالجماعة العصر . الخ
 ۴۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب في قیام شهر رمضان ج ۱ ص ۱۹۵

اس کو بیعتی نے المعروف میں بیان کیا اور اس کی سند جید ہے اور ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کا ثبوت ہے جو کہ حسن سے کم درجہ کی حدیث ہے۔

770- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِي أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةَ فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ لِبُصْلُوهِ الرَّجُلِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى ابْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةَ أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِيهِمْ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَنْفَعُ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي يَتَأَمَّرُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ بِرِيدِ الْخَرِّ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رمضان کی ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ متفرق الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں کوئی شخص اکیلے نماز پڑھ رہا ہے کچھ لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے خیال میں اگر میں ان کو ایک ہی قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت بہتر ہوگا۔ پھر آپ نے پختہ ارادہ کر لیا اور لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کر دیا پھر دوسری رات میں آپ کے ساتھ نکلا تو لوگ اپنے قاری کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے وہ نماز یعنی تہجد جسے چھوڑ کر تم سو جاتے ہو اس سے افضل ہے جسے تم ادا کرتے ہو اس سے آپ کی مرادرات کے آخری حصہ کی نماز تھی اور لوگ رات کے پہلے حصے میں نماز تراویح پڑھتے تھے۔

اس کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

771- وَعَنْ ثَوَابِتِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْهَذَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِيَتَفَرَّقَ هُنَا فِرْقَةٌ وَكَانَ النَّاسُ يَمِيلُونَ إِلَى أَحْسَنِهِمْ صَوْتًا فَقَالَ عُمَرُ أَوَاهُمْ قَدْ اتَّخَذُوا الْقُرْآنَ أَغَانِيًّ أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ اسْتَطَعْتُ لَا أُغَيِّرَنَّ فَلَمْ يَنْكُثْ إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتَّى أَمَرَ أَبِيًا فَصَلَّى بِهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي خَلْقِ أَعْمَالِ الْعِبَادَةِ وَابْنُ سَعْدٍ وَجَعْفَرُ الْفَرِّيَابِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ثوابت بن ایسا ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسجد میں قیام کرتے تھے تو لوگ متفرق ہو کر کھڑے ہوتے اور وہ لوگوں میں سے اچھی آواز والے کی طرف مائل ہوتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے خیال میں یہ لوگ قرآن کو راگ بنانا چاہتے ہیں خدا کی قسم اگر مجھ سے ہو سکا تو میں ضرور اسے بدل دوں گا۔ پھر آپ صرف تین رات ہی ٹھہرے تھے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

اس کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے خلق افعال العباد میں روایت کیا اور ابن سعد اور جعفر فریابی نے اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ التَّرَاوِيحِ بِثَمَانِ رَكَعَاتٍ

آٹھ رکعت تراویح کا بیان

772- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَوةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسَلُ عَنْ حُسَيْنٍ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُؤْتِيَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے چار رکعت نماز پڑھتے پس تو اس نماز کے طول اور حسن کے بارے میں نہ پوچھ پھر چار رکعات پڑھتے ہی تو ان کے حسن اور طول کے بارے میں مت پوچھ پھر تین رکعت پڑھتے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ سوتے ہیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

773- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرَ فَلَمَّا كَانَتْ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ يَخْرُجَ فَلَمْ يَخْرُجَ فَلَمْ نَزَلْ فِيهِ حَتَّى أَصْبَحْنَا لَمْ دَعَلْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا أَنْ تُصَلِّيَ بِنَا لِفَالِ يَسَى عَشِيَّتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمُرُوزِيُّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ وَابْنُ حُرَيْبَةَ وَابْنُ جَبَّانٍ فِي صَحِيحَيْهِمَا وَلِي إِسْنَادِهِ لَيْنٌ .

★★ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ پس جب دوسری رات آئی تو ہم مسجد میں جمع ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ آپ تشریف لائیں گے پس آپ تشریف نہ لائے تو ہم صبح تک مسجد میں ہی رہے پھر ہم نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم گزشتہ رات مسجد میں جمع ہوئے اور ہمیں امید تھی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ خوف ہوا کہ تم پر فرض کر دی جائیگی۔

۱۱۲ بخاری کتاب الصوم باب فصل من قام رمضان ج ۱ ص ۲۶۹ مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب صلوۃ امین و عند رکعات

السی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۵۴

۲۷۳ المعجم الصغير للطبرانی من اسمہ عثمان ص ۱۶۰ قیام اللیل کتاب قیام رمضان باب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعة ج ۱ ص ۱۵۵ صحیح ابن خزيمة جماع ابواب ذکر الوتر باب ذکر دلیل بان الوتر یس بعد ص ج ۲ ص ۱۱۳ صحیح

اس حدیث کتاب الصلوة باب الوتر ج ۵ ص ۶۲

اس کو طبرانی نے صغیر میں ذکر کیا اور محمد بن نضر نے قیام اللیل میں اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

714- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ أَبِي بَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ يَعْنِي فِي رَمَضَانَ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا أَبِي قَالَ نِسْوَةٌ فِي دَارِي قُلْنَا إِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَنُصَلِّي بِصَلَوَتِكَ قَالَ فَصَلَّيْتُ بِهِنَ ثَمَّانَ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرْتُ فَكَانَتْ سُنَّةَ الرِّضَا وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا . رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ گزشتہ رات میرے ساتھ ایک معاملہ پیش آیا آپ ﷺ نے فرمایا اے ابی وہ کیا ہے تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے گھر کی کچھ عورتوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں پس ہم تیری اقتدا میں نماز پڑھیں گی تو میں نے ان کو آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے تو یہ سنت رضا ہو گئی کہ آپ نے ان کو کچھ نہیں فرمایا۔ اس کو ابویعلیٰ نے روایت کیا اور ہئثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

715- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ بَزِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَبِي بَنْ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِأَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِيزِ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ . رَوَاهُ مَالِكٌ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت محمد بن یوسف رضی اللہ عنہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تميم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور قاری مگن سورتیں پڑھتا حتیٰ کہ ہم طویل قیام کی وجہ سے لاٹھی پر سہارا لیتے اور ہم صبح سے تھوڑی ہی دیر پہلے نماز سے فارغ ہوتے تھے۔

تعداد تراویح میں فقہی مذاہب کا بیان

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کیا ہے کہ تراویح پڑھنا سنت ہے اور اسے کسی حال میں ترک کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایام رمضان میں نماز تراویح پڑھی اور گاہے ترک کرتے ہوئے فرمایا میں اس خوف سے مسلسل نہیں پڑھتا کہ کہیں یہ فرض نہ ہو جائے۔

احادیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء راشدین ہمیشہ تراویح پڑھتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ

۷۷۴. مسند ابی یعلیٰ ج ۳ ص ۲۳۶ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب فی الرجل یؤم النساء ج ۲ ص ۷۴

۷۷۵. مؤطا امام مالک کتاب الصلوة فی رمضان ما جاء فی قیام رمضان ص ۹۸ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب فی صلوة

رمضان ج ۲ ص ۲۹۱

وآدم نے فرمایا ہے لوگو! میرے اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت پر سختی کے ساتھ عمل کرو۔ فقہ کی بعض کتابوں میں مرقوم ہے اگر شہر کے باشندے تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو حاکم وقت کے لیے لازمی ہے کہ وہ تاریکین تراویح کو قتل کر دے۔
روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے غلام زکوان کے پیچھے تراویح پڑھتی تھیں اور یہی عمل ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تھا کہ وہ دیگر خواتین کے ساتھ جماعت کے طور پر اپنے غلام امام حسن بصری کی امامت میں تراویح پڑھتی تھیں۔ جسے ہم تفصیل کے ساتھ چند عنوانات میں بیان کرتے ہیں۔

ہمارے مسلک شریعت اسلامیہ میں بیس رکعات تراویح پڑھنا ہی سنت ہے۔ بیعتی نے صحیح اسناد کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابہ (20) رکعات تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی (20) رکعات ہی پڑھتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ رمضان میں (3) وتر پڑھتے تھے۔ بعض محدثین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے لیکن حنفیوں کے نزدیک حدیث مذکورہ بالا مقبول و معتد علیہ ہے اس لیے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ تراویح کی (20) رکعات ہی پڑھتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تراویح کی (36) رکعات ہیں اور دوسری روایت میں (39) رکعات مذکور ہیں جن میں وتر بھی شامل ہیں۔ یہ عمل صرف باشندگان مدینہ منورہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ باشندگان مکہ معظمہ کا دستور رہا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے ساتھ چکر لگاتے اور طواف کی دو دور کعتیں ہر دو رکعات تراویح اور وتر کے درمیان ادا کرتے اور باشندگان مدینہ خانہ کعبہ کے اطراف طواف کرنے کی فضیلت سے دور رہنے کے سبب (20) رکعات تراویح کے بعد چار چار رکعات مزید پڑھتے ہیں اور اپنی ان اضافہ کردہ (16) رکعات کو (سہ عشریہ) کہتے ہیں اور ان کی یہ عادت آج تک جاری و ساری ہے۔ اس طرح (36) رکعات تراویح کے نام سے کہی جاسکتی ہیں۔ نیز اسی طرح (36) رکعات پڑھنے کی روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کی جاتی ہے جو مشہور نہیں ہے۔

بحالت موجودہ اگر آج بھی (20) رکعات تراویح پر مزید اضافہ کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور ممانعت نہیں۔ اور اس میں امام و مقتدی کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ سب برابر ہیں۔ سہ عشریہ کو علیحدہ پڑھنا مناسب ہے کیونکہ سوائے تراویح کے کوئی اور نماز باجماعت پڑھنا ہمارے نزدیک مکروہ ہے۔ اور باشندگان مدینہ جو سہ عشریہ کو باجماعت ادا کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے نزدیک نفل باجماعت پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

متاخرین علماء مصر شیخ قاسم حنفی کا بیان ہے کہ باجماعت نفل ادا کرنا عمل مکروہ ہے کیونکہ نفل پڑھنا اگر مستحب ہوتے تو دوسری نمازوں کی مانند ان کا باجماعت پڑھنا افضل ہوتا۔ اور اگر نماز نفل باجماعت پڑھنے کا حکم ہوتا تو شب بیداری نماز تہجد باجماعت ادا کر کے طالب فضیلت پاتے اور اس صورت میں نماز نفل باجماعت ادا کرنا افضل ہو سکتی تھی۔ اور جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طرز عمل و عبادت سے اقل باجماعت ادا کرنے کی کوئی روایت نہیں ہے تو اس صورت میں بھی معلوم ہوا کہ نفل باجماعت ادا کرنے میں کوئی فضیلت و برتری نہیں ہے۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں فرمایا: اکثر اہل علم کا مذہب میں رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر اصحاب سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہم کا قول ہے اور امام شافعی نے فرمایا: میں نے اپنے شہر مکہ میں (اہل علم و) میں رکعت تراویح پڑھتے پایا۔ (الترمذی فی السنن، کتاب: الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: ما جاء فی قیام شہر رمضان، 3 / 169، الرقم: 806)

بَابُ فِي التَّرَاوِيحِ بِأَكْثَرِ مِنْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ

آٹھ رکعات سے زیادہ تراویح کا بیان

776- عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يُلْعَنُونَ الْكَفَرَةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِيُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي الثَّانِي عَشْرَةَ رَكَعَةً رَأَى النَّاسَ أَنَّهُ لَمْ يَخَفْ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اعرج رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کرتے تھے اور قاری آٹھ رکعتوں میں سورۃ بقرہ پڑھتا تھا پس جب وہ بارہ رکعات میں اسے پڑھتا تو لوگ یہ سمجھتے کہ (آج) اس نے بجلی نماز پڑھائی ہے اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ فِي التَّرَاوِيحِ بِعِشْرَيْنَ رَكَعَاتٍ

بیس رکعات تراویح کا بیان

777- عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَقْرَأُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكَعَةً قَالَ وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْمِثْبِ وَكَانُوا يَتَوَكَّنُونَ عَلَى عَصِيَّتِهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت یزید بن حصیفہ رضی اللہ عنہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

نے روئے میں لوگ ہیں رکعات تراویح پڑھتے تھے اور ممکن سورتوں کی قراءت فرماتے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں طویل قیام کی وجہ سے لوگ اپنی لائھیوں پر ٹیک لگا لیتے تھے۔
اس کو امام بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

778- وَعَنْ بُزَيْدِ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقْرَأُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

★★ حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان

الہرک میں 23 رکعتیں پڑھتے تھے۔
اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

779- وَعَنْ بُخَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيُ بِهِمْ عِشْرِينَ رَكْعَةً. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنِّفِهِ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

★★ حضرت بخیر بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو 23

رکعتیں پڑھائے اس کو ابو بکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند مرسل قوی۔
780- وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَفِيعٍ قَالَ كَانَ أَبِي بَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّيُ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْعَدِيَّةِ

بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَابْنُ رِجْلٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنِّفِهِ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ.

★★ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابی بن کعب مدینہ طیبہ میں رمضان المبارک کے مہینے میں

لوگوں کو 23 رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔
اس کو ابو بکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں بیان کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

781- وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَذْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رَكْعَةً بِالْوُتْرِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

★★ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ وُتروں سمیت 23 رکعات پڑھتے

تھے۔
اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

782- وَعَنْ أَبِي الْخَصِيبِ قَالَ كَانَ يُؤَمِّنَا سُؤَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّيُ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ عِشْرِينَ

۱۷۸. مؤطا امام مالك كتاب الصلوة في رمضان باب ما جاء في قيام رمضان ص ۹۸

۱۷۹. مصنف ابن أبي شيبة كتاب الصلوة باب كم يصلي في رمضان من ركعة ج ۲ ص ۳۹۳

۱۸۰. مصنف ابن أبي شيبة كتاب الصلوة باب كم يصلي في رمضان من ركعة ج ۲ ص ۳۹۳

۱۸۱. مصنف ابن أبي شيبة كتاب الصلوة باب كم يصلي في رمضان من ركعة ج ۲ ص ۳۹۳

رُكْعَةً . رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت ابوالخضیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سید بن غفلہ نے رمضان المبارک میں امامت کرائی تو آپ پانچ ترویحات یعنی چار رکعتیں پڑھاتے۔

اس کو نبی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

783- وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّيُ بِنَافِعٍ رَمَضَانَ عَشْرِينَ رُكْعَةً . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت نافع بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

784- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّيُ بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ وَيُؤْتِي بِثَلَاثٍ أُخْرَجَهُ أَبُو بَكْرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت سعید بن عبد اللہ بن علی بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کیا اپنے مصنف میں اس کی سند صحیح ہے۔
علامہ نیوی فرماتے ہیں اس بارے میں دیگر روایات بھی ہیں جن میں سے اکثر ضعف سے خالی نہیں ہیں لیکن ان میں سے بعض بعض کو تقویت دیتی ہیں۔

نماز تراویح کے وقت کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ سنت تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے تابع ہے۔ لہذا صحیح یہ ہے کہ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد اور وتر سے پہلے ہے۔ اور فقہاء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ تراویح کا وقت وہی جو نماز عشاء کا وقت ہے لہذا نماز عشاء کا سارا وقت نماز تراویح کا وقت ہے۔

جبکہ ان میں سے صحیح ترین روایت یہ ہے کہ نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد جیسا کہ عشاء کی سنتوں کا وقت ہے اور وتر کی نماز سے پہلے ہے۔ (فتح القدیر، ج ۲، ص ۴۵۳، بیروت)

۷۸۲. سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان ج ۲ ص ۴۰۶

۷۸۳. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعة ج ۲ ص ۳۹۲

۷۸۴. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعة ج ۲ ص ۳۹۲

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

لُحُوتُ شَدِّهِ نَمَازِیْنَ كِی قَضَا كَا بِلَان

709- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كُفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ (وَأَكْبِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِهِ) . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز (پڑھنا) بھول جائے تو جب سے یاد آئے تو اسے چاہئے نماز پڑھے پس اس کا یہی کفارہ ہے (کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اور نماز کو میری یاد کے لئے قائم

کرا۔ اس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

710- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَكْذُبُ أَصْلِي الْعَصْرَ حَتَّى تَكَادِبَ الشَّمْسُ تَغْرُبُ لَأَنْ لَيْسَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلَى بَطْحَانَ فَنُوضًا لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے موقع پر غروب آفتاب کے بعد حاضر ہوئے تو کفار قریش کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی تھی کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو ہم اٹھ کر وادی بطحان کی طرف گئے پس آپ ﷺ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی نماز کے لئے وضو کیا تو آپ نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھائی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی اس کو شیخین نے روایت کیا۔

711- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ لَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لْيُصَلِّ بَعْدَهَا الْآخَرَى . رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

۷۱۱۔ بخاری کتاب مواقیت الصلوة باب من نسی صلوة فی قلیصل اذا ذکرھا۔ الخ ج ۱ ص ۸۴ مسلم کتاب المساجد باب قضاء الصلوة الفائتہ الخ ج ۱ ص ۲۳۸ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء فی التومر عن الصلوة ج ۱ ص ۴۲ ابو داؤد کتاب الصلوة باب لی من نام عن صلوة او نسھا ج ۱ ص ۶۳ نسائی کتاب البواقیت باب لیمن نام عن صلوة ج ۱ ص ۱۰۰ ابن ماجہ ابواب مواقیت الصلوة باب من نام عن الصلوة او نسھا ص ۵۰ مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۲

۷۱۱ بدری کتاب مواقیت الصلوة باب من صلی باثناس جماعة بعد ذهاب الوقت ج ۱ ص ۸۳ مسلم کتاب المساجد باب الدلیل من قال الصلوة الوسطی فی صلوة العصر ج ۱ ص ۲۲۷

۷۱۲ موطا امام مالک کتاب عصر الصلوة فی السفر العین فی جامع الصلوة ص ۱۵۵

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے جو نماز پڑھنا بھول جائے پھر اس کو نماز اس حال میں یاد آئے کہ وہ امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے چاہئے کہ وہ بھولی ہوئی نماز پڑھے پھر اس کے بعد دوسری نماز پڑھے۔

اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

قضا نمازوں کا حکم اور پڑھنے کا طریقہ

۱. قضا نمازوں کا حکم یہ ہے کہ جس صفت کی نماز قضا ہوئی ہے اس صفت کے ساتھ ادا کی جائے پس فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب ہے اور بعض سنتوں کی قضا سنت ہے، فجر کی سنتیں اگر فرضوں کے ساتھ قضا ہو جائیں اور دوپہر شرعی سے پہلے قضا کرے تو ان سنتوں کو قضا کرنا سنت ہے، حالت اقامت کی قضا حالت اقامت کی طرح ہے پس خواہ اس کو حالت اقامت میں قضا کرے یا حالت سفر میں، چار رکعت والی نماز پوری یعنی چار رکعت پورا کرے اور حالت سفر کی قضا حالت سفر کی طرح ہے پس خواہ اس کو حالت سفر میں قضا کرے یا حالت اقامت میں وہ چار رکعت والی نماز کو قصر یعنی دو رکعت ہی قضا کرے

۲. قضا نماز کی ادائیگی کے وقت اگر کوئی عذر ہوگا تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا پس جس وقت کی نماز قضا ہوئی اگر اس وقت کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا تھا اور جب اس کو قضا کرنے کا ارادہ کیا تو وہ کھڑا ہو کر پڑھنے پر قادر نہیں ہے تو بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر پڑھنے پر قادر نہیں ہے اور اشارہ سے پڑھ سکتا ہے تو اشارہ ہی سے قضا کر لے اس کے بعد جب صحت و قیام پر قدرت حاصل ہو جائے اس نماز کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر نماز قضا ہونے کے وقت قیام پر قادر نہیں تھا اور جب اس کو قضا کرنے کا ارادہ کیا تو قیام پر قادر ہو چکا ہے تو اب اس کے کھڑے ہو کر نماز قضا ادا کرنا واجب ہے

۳. اگر جہری قضا نمازوں کو جماعت سے پڑھے تو امام کو چاہئے کہ نماز میں جہر کرے اور اگر ان کو تنہا پڑھے تو جہر آہستہ پڑھنے میں اختیار ہے مگر جہر افضل ہے اور آہستہ قرأت کی نمازوں کو امام و منفرد دونوں کے لئے آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسا کہ وقت کے اندر حکم ہے

۴. زندگی میں جب چاہے قضا نماز پڑھ سکتا ہے لیکن تین اوقات مکروہہ یعنی طلوع آفتاب و نصف نہار شرعی سے زوال تک اور غروب آفتاب کے وقت میں نہ پڑھے قضا نمازوں کے ادا کرنے میں جلدی کرنا چاہئے بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ و گناہ ہے، اگر بہت زیادہ قضا نمازیں جمع ہوگئی ہوں تو جس قدر فرصت ملے پڑھ لیا کرے ایک وقت میں دو یا تین یا چار یا جس قدر قضا نمازیں پڑھ سکے پڑھ لیا کرے ایک وقت میں کم از کم ایک ہی قضا نماز پڑھ لیا کریں، نوافل پڑھنے کی بجائے قضا نماز میں مشغول ہونا اولیٰ و افضل ہے بلکہ اہم ہے لیکن وہ مشہور مؤکدہ و غیرہ مؤکدہ سنتیں جو فرضوں کے ساتھ ہیں اور نماز تراویح و نماز تہجد و اشراق و چاشت و ادائین و صلوٰۃ تسبیح و تحمید المسجد و تحمید الوضو جن کا ذکر احادیث میں ہیں اس سے

نیت کی ترتیب اور قضا نمازوں کو ادا کی نیت سے پڑھ لیا تب بھی درست ہے قضا نمازوں کی نیت اس طرح کرنی چاہئیکہ میں فلاں کی قضا نماز کی قضا پڑھتا ہوں، قضا کے وقت و دن کا تعین ضروری ہے صرف یہ نیت کر لینا کہ ظہر یا فجر کی قضا پڑھتا ہوں کافی نہیں ہے، اور اگر صبح و دن کا تعین یاد نہ ہو تو سہولت کے لئے اس طرح نیت کریں کہ مثلاً میرے ذمہ جس قدر فجر کی نمازیں باقی ہیں ان میں سے پہلی فجر کی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح ہر نماز کے وقت کے ساتھ یہ الفاظ دل میں خیال کرے اور زبان سے بھی کہہ لے یا یوں نیت کرے کہ میرے ذمہ جس قدر فجر کی نمازیں ہیں ان میں سے آخری فجر کی نماز پڑھتا ہوں ہر دفعہ اسی طرح نیت کر لیا کرے۔

قضاء نمازوں کی ترتیب میں فقہی مذاہب اربعہ

جمہور اہل علم کے مسلک کے مطابق نمازوں کی قضاء میں ترتیب واجب ہے۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ "المغنی" میں لکھتے ہیں۔ اور بالجملة یہ کہ قضاء میں ترتیب واجب ہے۔

امام احمد نے کئی ایک جگہ یہی بیان کیا ہے۔ اور نخعی، زہری، ربیعہ، یحییٰ انصاری، امام مالک، لیث، اور امام ابو حنیفہ اور اسحاق رحمہم اللہ جمیعاً سے اسی طرح منقول ہے۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: واجب نہیں؛ کیونکہ فرض فوت شدہ ہے چنانچہ اس میں ترتیب واجب نہیں، جس طرح روزے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو تو اس میں ترتیب واجب ہے، چاہے کئی بھی زیادہ ہوں، امام احمد نے یہی بیان کیا ہے۔

اور امام مالک اور ابو حنیفہ رحمہما اللہ کہتے ہیں۔ ایک دن اور رات کی نمازوں سے زیادہ میں ترتیب واجب نہیں؛ کیونکہ اس سے زیادہ میں ترتیب کا معتبر ہونا اس کے لیے مشقت ہے، اور یہ تکرار میں داخل ہونے کا باعث ہے، چنانچہ روزوں کی قضاء میں عدم ترتیب کی طرح ساقط ہو جائیگی۔ (المغنی لابن قدامہ المقدسی (1/352)

چنانچہ اس سے حاصل یہ ہوا کہ احناف، مالکیہ، حنابلہ میں سے جمہور اہل علم کے ہاں ترتیب واجب ہے، لیکن اتنا ہے کہ اگی اور احناف کے ہاں ایک دن اور رات سے زیادہ ہونے کی صورت میں ترتیب واجب نہیں۔

ترتیب کی صورت یہ ہوگی کہ جس طرح معروف نماز ادا کی جاتی ہے اسی طرح قضاء بھی ادا کی جائیگی، چنانچہ مثلاً جس کی ظہر عصر کی نماز رہ گئی تو وہ پہلے ظہر اور پھر عصر کی نماز ادا کرے گا۔

لیکن بھولنے اور جہالت کی بنا پر ترتیب ساقط ہو جائیگی، اور اسی طرح موجودہ نماز کا وقت نکل جانے اور جماعت رہ جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے حاضر نماز ادا ہوگی اور پھر فوت شدہ، رائج یہی ہے۔

اگر لے جس کی دو نمازیں رہ گئی ہو مثلاً ظہر اور عصر اور اس نے بھول کر پہلے عصر کی نماز ادا کر لی یا ترتیب کے وجوب سے جا مل

ہونے کی بنا پر تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

اور اگر یہ خدشہ ہو کہ قضاء والی نماز ادا کرنے سے موجودہ عصر کی نماز کا اختیاری وقت نکل جائیگا تو وہ عصر کی نماز پہلے ادا کرے، اور پھر اپنی فوت شدہ کی قضاء کرے۔

اور اسی طرح اگر وہ مسجد میں داخل ہو تو کیا وہ جماعت کے ساتھ موجودہ اور حاضر نماز ادا کرے یا کہ فوت شدہ نماز کی قضاء کرے۔ امام احمد ایک روایت میں کہتے ہیں اور ابن تیمیہ نے بھی اسے اختیار کیا ہے کہ جماعت رہ جانے کے خوف سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ (الشرح لمصح (2/138-144))

قضاء نمازوں کی ترتیب بھولنے کے بیان میں مذاہب اربعہ

ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے کہ فوت شدہ نمازیں قضاء کرتے وقت ترتیب واجب ہے، اس کی دلیل خندق والے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ نمازیں رہ گئیں تو آپ نے ترتیب کے ساتھ انہیں قضاء کر کے ادا کیا تھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق والے روز عصر کی نماز غروب آفتاب کے بعد ادا کی اور اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی "صحیح بخاری حدیث نمبر (641)

اور ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "تم نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے" صحیح بخاری حدیث نمبر (631) (المغنی ابن قدامہ (2/336))

اگر ترتیب بھول جائے تو کیا ساقط ہو جائیگی؟ اس کا جواب یہ ہے جی ہاں بھول جانے کی صورت میں ترتیب ساقط ہو جائیگی، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا اور بھول، اور جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو معاف کر دیا گیا ہے۔ سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2043) نے صحیح ابن ماجہ حدیث نمبر (1662) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اور امام ابو حنیفہ، اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ دونوں کا مسلک بھی یہی ہے۔ (فتح القدیر (1/424) اور المغنی ابن قدامہ (2/340) اور الشرح لمصح (2/139))

اور اگر کوئی شخص نماز بھول جائے اور دوسری نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی تین حالتیں ہیں۔ موجودہ نماز شروع کرنے سے پہلے رہ جانے والی نماز یاد آ جائے تو اس وقت اسے فوت شدہ نماز پہلے ادا کرنا ہوگی اور پھر موجودہ نماز ادا کرے گا۔

موجودہ نماز مکمل کرنے کے بعد فوت شدہ نماز یاد آئے کہ اس نے تو وہ نماز ادا ہی نہیں کی، چنانچہ اس کی موجودہ نماز صحیح ہو گی اور وہ صرف فوت شدہ نماز ہی ادا کرے گا، بھول جانے کی بنا پر ترتیب کے ساتھ ادائیگی میں معذور ہوگا۔

اسے موجودہ نماز ادا کرنے کے دوران یاد آئے کہ اس نے تو اس سے قبل والی نماز ادا نہیں کی، تو اس حالت میں وہ موجودہ نماز مکمل کرے اور یہ اس کے لیے نفل ہونگے، اور پھر وہ فوت شدہ نماز ادا کرنے کے بعد موجودہ نماز ترتیب کے ساتھ ادا کرے

۱۰۱۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ (المغنی ابن قدامہ (2، 336-340)

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول یہی ہے، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں روایت کیا ہے کہ تافع پڑھتا کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے: "جس کی بھی کوئی نماز رہ گئی ہو اور اسے امام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے یاد آئے، تو امام کی سلام پھیرنے کے بعد وہ جانے والی فوت شدہ نماز ادا کرے، اور پھر اس کے بعد دوسری نماز ادا کرے۔" (موطا امام مالک حدیث نمبر (408)

اور ابن تیمیہ کہتے ہیں۔ کہ دوران نماز جب بھی فوت شدہ نماز یاد آئے تو یہ ایسے ہی ہوگی جیسے اسے نماز شروع کرنے سے قبل یاد آتی، اور اگر موجودہ نماز کے دوران یاد نہیں آتی بلکہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے تو جمہور علماء کرام مثلاً امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، کے ہاں اس کی موجودہ نماز کفایت کر جائیگی۔ (الفتاویٰ الکبریٰ (1/ 112)۔) جس نماز میں ہے اسے پوری کرنا بطور استحباب ہے، نہ کہ واجب، چنانچہ اگر وہ اس نماز کو توڑ کر فوت شدہ نماز ادا کرے اور پھر موجودہ نماز اس کے بعد ادا کر لے تو جائز ہوگا۔

میں نے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو کہا: میں عشاء کی نماز ادا کر رہا تھا، مجھے دوران نماز یاد آیا کہ میں نے تو مغرب کی نماز ادا نہیں کی، چنانچہ میں عشاء کی نماز ادا کر لی، اور پھر مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد عشاء کی نماز لوٹائی؟ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کہنے لگے: آپ نے صحیح میں نے کہا: جب مجھے دوران نماز یاد آیا تھا تو کیا مجھے نماز توڑ نہیں دینی چاہیے تھی؟ امام احمد رحمہ اللہ کہنے لگے کیوں نہیں۔ میں نے کہا: تو پھر میں نے صحیح کیسے کیا؟ وہ کہنے لگے: یہ سب جائز ہے۔ (المغنی ابن قدامہ (2/ 339) اور بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ: جو موجودہ نماز ادا کر رہا ہے اسے مکمل کرے، اور پھر بعد میں فوت شدہ نماز ادا کر لے تو اس پر موجودہ نماز دوبارہ لوٹانی لازم نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ المجموع (3/ 70)

فجر کی سنتوں کی قضاء میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت محمد ابن ابراہیم، قیس ابن عمرو سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا (ایک دن) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ فجر کی فرض نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھا رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ "صبح کی نماز دو رکعت ہے (پھر فرمایا کہ) دو رکعت ہی پڑھو!" اس آدمی نے عرض کیا کہ "فجر کی فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں (سنت) میں نے نہیں پڑھی تھیں انہیں کو میں نے اس وقت پڑھا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ سن کر) خاموش ہو گئے۔ (سنن ابوداؤد) امام ترمذی نے بھی اس طرح نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس روایت کی اسناد متصل نہیں ہے کیونکہ محمد بن ابراہیم کا قیس ابن عمرو سے سننا ثابت نہیں ہے، نیز شرح السنہ اور صحاح کے بعض نسخوں میں قیس ابن فہد سے اسی طرح منقول ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1009)

حدیث کے جملہ صَلَوةُ الصُّبْحِ دُکْعَتَیْنِ سے پہلے ایک لفظ مقدر ہے یعنی یہ عبارت پوری طرح یوں ہے اِجْعَلُوا صَلَوةَ الصُّبْحِ دُکْعَتَیْنِ۔ لفظ دُکْعَتَیْنِ نفی زیادیت کی تاکید کے لیے مکرر فرمایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی فرض دو

ہی رکعتیں پڑھو اس کے بعد اور کوئی نماز نہ پڑھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازی کا جواب سن کر خاموش رہے۔ محدثین کی اصطلاح میں اس خاموشی کو تقریر کہا جاتا ہے رسول اللہ کے سامنے کوئی عمل کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سکوت فرمایا گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل سے راضی ہوئے، لہذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر فجر کی فرض نماز سے پہلے کی دو سنتیں نہ پڑھی جاسکیں تو فرض پڑھنے کے بعد ان کی قضا پڑھنی چاہیے، چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک اس سلسلے میں یہ ہے کہ فجر کی سنتوں کی قضا نہ تو طلوع آفتاب سے پہلے ہے اور نہ طلوع کے بعد ہے لیکن سنتیں اگر فرض کے ساتھ فوت ہوں گی تو وہ بھی فرض کے ساتھ زوال آفتاب سے پہلے قضا پڑھی جائیں گی۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ محض سنتوں کی بھی قضا پڑھی جاسکتی ہے مگر طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کی دلیل یہ ہے کہ سنتوں میں اصل عدم قضا ہے اور قضا واجب کے ساتھ مخصوص ہے اور حدیث جو سنتوں کے قضا کے اثبات میں وارد ہے وہ ان سنتوں کے بارے میں ہے جو فرض کے ساتھ فوت ہوگئی ہوں بقیہ سنتیں اپنی اصل (عدم قضا پر رہیں گی یعنی ان کی قضا نہیں کی جائے گی جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے تو محمد ابن ابراہیم کی یہ حدیث چونکہ ضعیف ہے اس لیے اسے کسی مسلک کی بنیاد اور دلیل بنانا ٹھیک نہیں ہے۔

اسی طرح دوسرے اوقات کی سنتوں کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ وقت کے بعد تنہا ان کی قضا نہ کی جائے البتہ وہ سنتیں جو فرض کے ساتھ فوت ہوگئی ہوں فرض کے ساتھ ان کی قضا کے بارے میں اختلاف ہے۔

أَبْوَابُ سُجُودِ السَّهْوِ

یہ ابواب سجدہ سہو کے بیان میں ہیں

سجدہ سہو کے لغوی و فقہی مفہوم کا بیان

یہاں سہو سے عمد کا مقابل مراد ہے لہذا اس میں خطا اور نسیان یعنی غلطی اور بھول دونوں شامل ہیں۔ سہو کے لغوی معنی لغت میں، ظاہر یہ ہے کہ یہاں نماز کی بھول چوک مراد ہے۔ بعض بھول سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور بعض سے نہیں۔ شیخ نے فرمایا اس امت پر خدا کا بڑا احسان یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نمازوں بھلا دیا گیا تاکہ امت کے لیے یہ بھول بھی سنت ہو جائے اور اس پر ثواب ملے جیسے بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ تندرستی اور بیماری بلکہ زندگی اور موت سنت رسول ہے اسی طرح سونا اور جاگنا اور مومن کے سارے کام ہیں۔

سجدہ سہو کرنے کا حکم

نماز کے سنن و مستحبات اگر ترک ہو جائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور نماز کے فرائض میں سے کوئی چیز اگر سہوا یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جس کا کوئی تدارک نہیں جس کی وجہ سے نماز کا اعادہ ضروری ہوتا ہے۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز عمداً چھوڑی جائے تو اس کا بھی تدارک نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز عمداً نہیں بلکہ سہوا چھوڑ دی جائے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور وہ تدارک یہ ہے کہ تعدہ اخیر میں التیات درود شریف اور دعا حسب معمول پڑھ کر سلام پھیرا جائے انہی سجدوں کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔

بَابُ سُجُودِ السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ

یہ باب سجدہ سہو کا سلام سے پہلے ہونے کے بیان میں ہے

سلام سے پہلے سجدہ سہو کا بیان

788- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُعَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا لِي صَلَاةَ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا آتَمَ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فَكَبَّرَ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ

۷۸۸۔ بخاری کتاب التہجد باب یکبر فی سجدتی السہو ج ۱ ص ۱۶۴۔ مسلم کتاب الماجد باب ادا نسی الجموس فی الرکعتین۔

أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ -

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسدی بنو عبدالمطلب کے حلیف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں (قعدہ کے بغیر) کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ پر بیٹھنا تھا پس جب آپ نے اپنی نماز مکمل فرمائی تو سلام سے پہلے بیٹھ کر دو سجدے کئے ہر سجدے کے لئے تکبیر کہتے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا یہ اس قعدہ کی جگہ تھے جو کہ آپ بھول گئے۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد و درود شریف پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد) ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت عمران کا قول لَسَجَدَ سَجَدَتَيْنِ کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر سہو کے دونوں سجدے کئے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث سے (جو انہیں سے مروی ہے) بصراحت معلوم ہو جائے گی۔

اس حدیث میں نماز کا وہ رکن ذکر نہیں کیا گیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ادائیگی کو بھول گئے تھے نیز اس حدیث میں سجدے کے بعد تشہد پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایتوں میں تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عمران کی اس روایت کی روشنی میں حنفیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ پہلے سلام پھیر کر پھر سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ اسی طرح امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ شوافع و مالکیہ کے بعض حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ درود و دعا جو التحیات میں پڑھی جاتی ہیں اسے تشہد میں پڑھنا چاہیے جو سجدہ سہو سے پہلے ہے یا سجدے کے بعد کے تشہد میں پڑھنا چاہیے؟

چنانچہ امام کرخی نے تو یہ اختیار کیا ہے کہ درود و دعا سجدہ سہو کے بعد کے تشہد میں پڑھے جائیں اور ہدایہ میں بھی اسی کو صحیح کہا گیا ہے۔ البتہ ہدایہ کی بعض شروح میں یہ کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے تشہد میں پڑھنا بہتر ہے۔ امام طحاوی کا قول یہ ہے کہ دونوں تشہد میں پڑھنا چاہیے۔ شیخ ابن ہمام نے بھی امام طحاوی کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ (فتح القدیر)

سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر موقع پر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ ان روایت کو کہ جن سے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ان احادیث پر کہ جن سے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام سے پہلے ہی سجدہ کرنا چاہیے اور جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام پھیر کر ہی سجدہ کیا جائے علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول سب سے قوی اور بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام مواقع پر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا چاہیے کیونکہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ صحیح احادیث وارد ہیں۔ نیز کہ ابو داؤد، ابن ماجہ اور عبد الرزاق نے ثوبان کی یہ روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سہو کے لیے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متضاد مروی ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا ہے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد۔ تو ایسی صورت میں امام اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بطور دلیل اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قول فعل سے قوی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

نمازی کو نماز کی رکعات میں شک ہو جانے کا بیان

789- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَلِدْكُمْ صَلَّيْ ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيُتِمِّنْ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قُلَّ أَنْ يُسَلِّمَ لَنْ كَانَ صَلَّيْ خُفْمًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتُهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّيْ اِتِّمَامًا لَأَرْبَعٍ كَانَتْ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے کتنی رکعات پڑھیں ہیں تین یا چار تو اسے چاہئے کہ وہ شک کو دور کر دے اور ان رکعات پر بنا کرے جن کا اسے یقین ہے پھر وہ سلام سے پہلے دو سجدے کر لے پس اگر (واقع) میں اس نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں تو وہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت بنا دیں گے اور اگر اس نے چار رکعات کو پورا کرنے کے لئے دو سجدے کئے تو وہ شیطان کو ذلیل کر دالے ہوں گے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

790- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ

لِيُصَلِّيَهُ فَلَمْ يَذِرْ وَاحِدَةً صَلَّى أَمْ ثِنْتَيْنِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً وَإِذَا لَمْ يَذِرْ ثِنْتَيْنِ صَلَّى أَمْ ثَلَاثًا فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ وَإِذَا لَمْ يَذِرْ ثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يَسْجُدُ إِذَا قَرَعَ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ سَجْدَتَيْنِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَهُوَ مَعْلُولٌ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے پس وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو اسے چاہئے کہ وہ اسے ایک رکعت قرار دے اور جب اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو وہ ان کو دو رکعات قرار دے اور جب اس کو تین بار چار کے درمیان شک ہو تو وہ انہیں تین رکعات قرار دے پھر جب وہ نماز سے فارغ ہو تو بیٹھ کر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔
اس کو امام احمد رحمہ اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا اور یہ حدیث معطل ہے۔

شک کی صورت میں کم پر بناء کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو نماز میں ہوا اور تجھے اس بارے میں شک ہو جائے کہ رکعتیں تین ہوئیں یا چار مگر ظن غالب یہ ہو کہ چار ہوئیں تو تشہد پڑھ اور دو سجدے کر بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے اور (سلام کے بعد) پھر تشہد پڑھ اور سلام پھیر۔ ابو داؤد نے کہا عبدالواحد نے یہ حدیث بواسطہ نصیف موقوفاً روایت کی ہے اور سفیان، شریک اور اسرائیل نے عبدالواحد کی موافقت کی ہے اور متن حدیث میں اختلاف کیا ہے اور اس کو مسند نہیں کیا۔ (سنن ابو داؤد)

حضرت عطاء ابن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی درمیان نماز شک میں مبتلا ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا شک دور کرے اور جس عدد پر اسے یقین ہو اس پر بناء کرے (یعنی کسی ایک عدد کا تعین کر کے نماز پوری کر لے) اور پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ پانچ رکعتیں ان دو سجدوں کے ذریعے اس کی نماز کو جفت کر دیں گی اور اگر اس نے پوری چار رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بنیں گے مسلم اور مالک نے اس روایت کو عطاء سے بطریق ارسال نقل کیا ہے نیز امام مالک کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نمازی ان دونوں سجدوں کے ذریعے پانچ رکعتوں کو جفت کر دے گا۔ (مشکوۃ المصابیح)

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے درمیان نماز وہ شک و شبہ میں مبتلا ہو گیا یعنی اسے یاد نہیں رہا کہ

اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے چاہئے کہ وہ کمتر عدد کا تعین کرے اور اسی کا گمان غالب کر کے نماز پڑھ لے مثلاً اسے یہ شبہ ہو کہ نہ معلوم میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اس صورت میں اس تین رکعتوں کا تعین کر کے نماز پوری کرنی چاہیے اور پھر آخری تعداد میں التعمیات پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دائیں طرف سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کرنا چاہئے۔ صحیح البخاری کی روایت میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کرنے کی قید نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کرنے چاہئے یا سلام پھیرنے کے بعد۔ اس مسئلے کی تفصیل ہم آئندہ کسی حدیث کے فائدہ کے ضمن میں بیان کریں گے۔

حدیث میں سہو کے دونوں سجدوں کا فائدہ بھی بتایا گیا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی نے مذکورہ صورت میں تین رکعت کا تعین کر کے ایک رکعت اور پڑھ لی حالانکہ حقیقت میں وہ چار رکعتیں پہلے پڑھ چکا تھا اس طرح اس کی پانچ رکعتیں ہو گئی تو پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو شفع (جفت کر دیں گی کیونکہ وہ دونوں سجدے ایک رکعت کے حکم میں ہیں یعنی یہ پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں سے مل کر چھ رکعت کے حکم میں ہو جائیں گی اور اگر اس نے حقیقت میں تین ہی رکعتیں پڑھی ہیں اور سہو کی صورت میں اس نے تین ہی کا تعین کر کے ایک رکعت اور پڑھی اور اس کی چار رکعتیں پوری ہو گئیں تو اس کے وہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بن جائیں گے۔ یعنی اس صورت میں جب کہ اس آدمی نے چار ہی رکعتیں پڑھی ہیں تو دونوں سجدوں کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ نماز کو جفت کر دیں جیسا کہ پہلی صورت (پانچ رکعتیں پڑھنے کی صورت) میں ان دونوں سجدوں کی ضرورت تھی لیکن ان دونوں سجدوں کو جو بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں یہ فائدہ ہوا کہ ان سے شیطان کی ذلت و ناکامی ہوئی۔ کیونکہ شیطان کا مقصد تو یہ تھا کہ وہ نمازی کو شک و شبہ میں مبتلا کر کے اسے عبادت سے باز رکھے حالانکہ نمازی نے اس کے برعکس دو سجدے اور کر کے عبادت چھوڑنے کی بجائے اس میں زیادتی کی جو یقینی بات ہے کہ شیطان کی ناکامی و ناکامی کا باعث ہے۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شک کی صورت میں اقل (کمتر) کو اختیار کرنا چاہئے تحریری (غالب گمان) پر عمل نہ کیا جائے چنانچہ جمہور ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام ترمذی کا قول یہ ہے کہ اہل علم میں سے بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ شک کی صورت میں نماز کا اعادہ کرنا چاہیے یعنی اگر کسی کو درمیان نماز میں رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ نماز کو از سر نو پڑھے۔

اس مسئلے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو نماز میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اگر اس آدمی کی عادت شک کرنے کی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہونے کی عادت ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جتنی رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں تو اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمتر عدد کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہو کہ تین

رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اسے کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کر لے پھر سجدہ سہو کر لے۔

اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ غالب گمان پر عمل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں غالب گمان کو اختیار کرنے کی اصل موجود ہے جیسا کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہے جہاں سے قبلے کی سمت معلوم نہ ہو سکے تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ جس سمت کے بارے میں غالب گمان رکھے کہ ادھر قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اس کی نماز ہو جائے گی۔ غالب گمان کو اختیار کرنے کے سلسلے میں احادیث بھی مروی ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صحیح رائے قائم کر کے (یعنی کسی ایک پہلو پر غالب گمان کر کے) نماز پوری کر لے اس حدیث کو شمشی نے بھی شرح نقیہ میں نقل کیا ہے نیز جامع الاصول میں بھی نسائی سے ایک حدیث تخری (غالب گمان) پر عمل کرنے کے صحیح ہونے کے بارے میں منقول ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں تخری کی افادیت کے سلسلے میں یہ کہتے ہوئے کہ تخری کے سلسلے میں بہت آثار وارد ہیں بڑی اچھی بات یہ کہی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے یعنی تخری کو قابل قبول نہ قرار دیا جائے تو شک اور سہو سے نجات ملنی بڑے مشکل ہوگی اور پہر شک و شبہ کی صورت میں اعادہ بڑی پریشانی کا باعث بن جائے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقع پر مسئلہ مذکورہ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس موقع پر حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں تین احادیث منقول ہیں۔ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں جب بھی کسی کو شک واقع ہو جائے تو وہ نماز کو از سر نو پڑھے دوسری حدیث کا ما حاصل یہ ہے کہ جب کسی کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہئے کہ صحیح بات کو حاصل کرنے کے لئے تخری کرے۔ یعنی غالب گمان پر عمل کرے۔ تیسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب نماز میں شک واقع ہو تو یقین پر عمل کرنا چاہیے یعنی جس پہلو پر یقین ہو اسی پر عمل کیا جائے

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تینوں حدیثوں کو اپنے مسلک میں جمع کر دیا ہے اس طرح کہ انہوں نے پہلی حدیث کو تو مرتبہ شک واقع ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے، دوسری حدیث کو کسی ایک پہلو پر غالب گمان ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے اور تیسری حدیث کو کسی بھی پہلو پر غالب گمان نہ ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے۔

بَابُ سُجُودِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ

سلام کے بعد سجدہ سہو کا بیان

۷۹۱- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز کم کر دی گئی یا آپ بھول گئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کیا ذوالیدین نے سچ کہا تو لوگوں نے عرض کیا ہاں تو رسول اللہ ﷺ اٹھے اور مزید دو اور رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہہ کر اپنے سجدے کی مثل یا اس طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر مبارک سجدے سے اٹھایا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

نماز میں سہو ہو جانے کا بیان

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (آپ کا اسم گرامی محمد اور کنیت ابو بکر ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کے تیس بچے تھے جو آپ کی زندگی ہی میں سوائے ایک کے وفات پا گئے صرف ایک صاحبزادے عبداللہ بن محمد بن سیریں بقید حیات تھے۔ ستر سال کی عمر میں ۱۰ھ میں ان انتقال ہوا۔) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (ایک دن) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز جس کا نام ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو بتایا تھا مگر میں بھول گیا، ہمیں پڑھائی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور تیسری رکعت کے لیے اٹھنے کی بجائے سلام پھیر لیا، پھر اس لکڑی کے سہارے جو مسجد میں عرضاً کھڑی تھی کھڑے ہو گئے اور (محسوس ایسا ہوتا تھا) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا اور انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنا بایاں رخسار مبارک اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ لیا۔ جلد باز لوگ (جو نماز کی ادائیگی کے بعد ذکر اور دعا وغیرہ کے لیے نہیں ٹھہرتے تھے) مسجد کے دروازوں سے جانے لگے، صحابہ کہنے لگے کہ کیا نماز میں کمی ہو گئی ہے؟ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت کے بجائے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں؟) صحابہ کے درمیان (جو مسجد میں باقی رہ گئے تھے) حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۷۹۱. بخاری کتاب التہجد باب من لم یشتد فی سجدتی السہو . الخ ج ۱ ص ۱۶۴ مسلم کتاب المساجد باب من ترک

الرکعتین او نحوہما . الخ ج ۱ ص ۲۱۳

بھی وہ دیکھ کر خوف کی وجہ سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے کی جرات نہ ہوئی صحابہ میں ایک اور آدمی (عمرؓ) تھے جن کے ہاتھ لپٹے تھے اور جنہیں (اسی وجہ سے) ذوالیدین (یعنی ہاتھوں والا کے لقب سے) پکارا جاتا تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھول گئے ہیں یا نماز ہی میں کمی ہو گئی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے پھر (صحابہ سے مخاطب ہوئے اور) فرمایا کیا تم بھی یہی کہتے ہو جو ذوالیدین کہہ رہے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جی ہاں یہی بات ہے اور یہ سن کر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے آئے اور جو نماز (یعنی دو رکعت) چھوٹ گئی تھی اسے پڑھا اور سلام پھیر کر تکبیر کہی اور حسب معمول سجدوں جیسا یا ان سے بھی کچھ طویل سجدہ کیا اور پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھایا لوگ ابن سیرین سے پوچھنے لگے کہ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے عمران بن حصین سے یہ خبر ملی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اس روایت کو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہے مگر الفاظ صحیح البخاری کے ہیں۔

اور صحیح البخاری و مسلم ہی کی ایک اور روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذوالیدین کے جواب میں) لم انس ولم تقصر (یعنی نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہوئی ہے) کے بجائے یہ فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں سے کچھ بھی نہیں ہے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں سے کچھ ضرور ہوا ہے۔

علامہ مسقلانی نے فتح الباری میں اس حدیث کی بہت لمبی چوڑی شرح کی گئی ہے اگر اس کو یہاں نقل کی جائے تو بات بڑی لمبی ہو جائے گی اہستہ اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ اس حدیث کے بارے میں دو اشکال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا اشکال تو یہ ہے کہ علماء کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ خبر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہونا ناممکن ہے اور افعال میں بھی اختلاف ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ذوالیدین کے جواب میں جو یہ فرمایا کہ نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ نماز میں کمی ہی ہوئی ہے کیا خلاف واقعہ نہیں ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر میں بھی سہو ہو سکتا تھا۔

اس کا جواب مختصر طریقہ پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو ہونا ان خبروں میں ناممکن ہے جو تبیغ شراعی، دینی علم اور وحی الہی سے متعلق ہیں نہ کہ تمام خبروں میں۔

دوسرا یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افعال بھی سرزد ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو بھی کی مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از سر نو نماز نہیں پڑھی بلکہ جو رکعتیں باقی رہ گئیں تھیں انہیں کو پورا کر لیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ مفسد نماز وہ کلام و افعال ہیں جو قصد ادا ہوئے ہوں نہ کہ وہ کلام و افعال جو سہو ہو گئے ہوں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے۔ لیکن چونکہ یہ جواب نہ صرف یہ کہ خود اپنے اندر جھول رہکتا ہے بلکہ حنفیہ کے مسلک کے مطابق بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے ہاں مطلقاً کلام مفسد صلوٰۃ ہے خواہ قصد ادا ہو یا سہو۔ اس لیے علماء

منہ کے نزدیک اس اشکال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ نماز میں کلام اور افعال کا جواز منسوخ نہیں ہوا تھا۔

حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ نماز میں کلام مطلقاً مفسد صلوٰۃ ہے خواہ قصداً ہو یا سہواً مگر ان کے پاس اتنی گنجائش بھی ہے کہ نماز میں جو کلام امام یا مقتدی سے نماز کی کسی مصلحت کے پیش نظر صادر ہوا ہو گا وہ مفسد نماز نہیں ہو گا جیسے کہ حدیث مذکورہ میں پیش آ رہے ہیں۔

چھٹی رکعت ملا کر دو نفل بنانے کا بیان

احناف کے ہاں پانچ رکعت ادا کر لینے کی صورت میں مسئلے کی کچھ تفصیل ہے۔ چنانچہ ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی قعدہ اخیرہ بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے اسے یاد آ جائے تو اسے چاہے کہ فوراً بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا اور اس کی یہ نذر اگر فرض کی نیت سے پڑھ رہا تھا تو فرض ادا نہیں ہوگا بلکہ نفل ہو جائے گی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر و فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہی بلکہ نفل ہو گئی ہیں پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی ہیں اور اس میں کچھ کراہت نہیں۔ مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائی جائے، ورنہ پانچ رکعتیں ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ شکل تو قعدہ اخیرہ میں بیٹھے بغیر رکعت کے لیے اٹھ جانے کی تھی۔

اگر کوئی آدمی قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرنے سے پہلے پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اگر وہ پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو تو فوراً بیٹھ جائے اور چونکہ سلام کے ادا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہو گئی اس لیے سجدہ سہواً کر لے اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے تو اس کو چاہیے کہ وہ اب نہ بیٹھے بلکہ ایک رکعت اور ملا دے تاکہ یہ پانچویں رکعت ضائع نہ ہو اور اگر رکعت نہ ملائے بلکہ پانچویں رکعت کے بعد سلام پھیر دے تب بھی جائز ہے مگر ملا دینا بہتر ہے۔ اس صورت میں اس کی وہ رکعتیں اگر فرض نیت کی تھیں تو فرض ادا ہوں گی نفل نہ ہوں گی۔ عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرض کے بعد قصد نفل پڑھنا مکروہ ہے اور اگر سہواً پڑھ بھی لیا جائے تو کچھ کراہت نہیں۔ اس صورت میں فرض کے بعد رکعتیں پڑھی گئیں ہیں یہ ان موکدہ سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر و مغرب اور عشاء کے وقت مسنون ہیں کیونکہ ان سنتوں کا تحریمہ سے ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

792- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَكَ فِي صَلَاتِهِ
لِلْهَيْجَةِ سَجَدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُودَاوُدَ وَالتَّيَمِيُّ وَقَالَ إِسْنَادُهُ لَا تَأْسَ بِهِ

☆ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کو نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہے کچھ کہہ سلام کے بعد دو سجدے کرے۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ ابو داؤد رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند لا باس بہ ہے۔

793- وَعَنْ عُلْقَمَةَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ السُّهُورِ بَعْدَ السَّلَامِ وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذَلِكَ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وجہ سے دو سجدے سلام کے بعد کرتے تھے اور انہوں نے کہا کہ نبی پاک ﷺ نے ایسا کیا۔

اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

794- وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَهُمُّ فِي صَلَاتِهِ لَا يَذَرُهَا إِذَا أَمَّ نَقَصَ قَالَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو نماز میں وہم ہو جاتا ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے زیادہ نماز پڑھ لی ہے یا کم تو آپ نے فرمایا وہ سلام کے بعد دو سجدے کرے اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

795- وَعَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ صَلَّى وَرَاءَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَوْهَمَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت ضمیرہ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو ان کو نماز میں وہم ہو گیا۔ پس انہوں نے سلام کے بعد دو سجدے کئے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

796- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدْنَا السُّهُورِ بَعْدَ السَّلَامِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بھول کے دو سجدے سلام

۷۹۲. مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۵ ابو داؤد کتاب الصلوة باب من قال بعد التسليم ج ۱ ص ۱۱۸ نسائی کتاب السہو باب التحری ج ۱ ص ۱۸۵ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب من قال يسجدان بعد التسليم ج ۱ ص ۲۳۶

۷۹۳. ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فيمن سجدها بعد السلام ص ۸۶

۷۹۴. طحاوی کتاب الصلوة باب سجود السہو ج ۱ ص ۲۹۹

۷۹۵. طحاوی کتاب الصلوة باب سجود السہو ج ۱ ص ۲۹۹

۷۹۶. طحاوی کتاب الصلوة باب سجود السہو ج ۱ ص ۲۹۹

نے بعد ہیں۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتِي السَّهْوِ ثُمَّ يُسَلِّمُ

سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے پھر سلام پھیرے

۱۹۱۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا أَفِرُّ رَأْسِي وَلَا تَلْفُضُ لِسَانِي سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذْتَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا لَقِيَ بِجَنَابِهِ وَاسْتَفْتَلَ الْبَيْتَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوا أَقْبَلْ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ إِنَّهُ لَوْ خَذْتُ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَأْتُكُمْ بِهِ وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنَسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا نَسِيتُكُمْ فِي صَلَاتِكُمْ فَذَكِّرُونِي . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَآخَرُونَ .

★★ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ ابراہیم (راوی) کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے اضافہ کیا یا کمی کی تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے تو آپ نے فرمایا وہ کیا؟ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اتنی نماز پڑھی ہے تو آپ نے اپنے پاؤں مبارک کو دوہرا فرما کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو سجدے کئے پھر آپ نے سلام پھیرا پس جب آپ اپنے چہرہ النور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: اگر نماز کے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہوتا میں ضرور تمہیں بتا دیتا میں بھی بشر ہوں جیسے تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو اور جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو اسے چاہئے کہ وہ درست کے لئے غور کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے پھر دو سجدے کرے۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

شرح

اور نماز میں کمی یا زیادتی کی صورت میں سلام کے بعد سہو کا سجدہ کرنا واجب ہے وہ آدمی دو سجدے کرے گا اس کے بعد تشهد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا۔ جب کوئی آدمی اپنی نماز میں کوئی فعل جو نماز کی جنس سے ہے مگر اس نماز سے اس کا کوئی تعلق نہیں یا کوئی ایسا فعل جسے سنت قرار دیا گیا ہے وہ اس نماز میں سے چھوڑ دے یا سورہ فاتحہ شریف پڑھنا چھوڑ دے یا دعائے قنوت یا تشهد یا عیدین کی تکبیر پڑھنا چھوڑ دے یا وہ نماز جس میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی ہو امام اس نماز میں اونچی آواز سے قرأت کر دے یا وہ نماز جس میں اونچی آواز سے قرأت کرنی ہوتی ہے امام اس نماز میں آہستہ آواز سے قرأت کر ڈالے تو

ایسی صورتوں میں بھول کا سجدہ کرنا لازمی ہوتا ہے اور امام کا بھولنا مقتدی پر بھی سجدہ واجب کر دیتا ہے اب اگر امام نے سجدہ نہیں کیا تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے پس اگر مقتدی بھول چوک گیا تو اس سے امام پر سجدہ لازم نہیں ہوگا مقتدی پر بھی سجدہ کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

798- وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ لِقَامِ إِلَيْهِ رَجُلٌ يَقُولُ لَهُ الْخُرْبَاقُ وَكَانَ لِي بِيَدِهِ طُورٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَمَرْتُ لَكَ صَنِيعَهُ وَحَرَجَ غَضْبَانَ بِحُرِّ رِدَائِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ هَذَا قَالُوا نَعَمْ فَصَلَّى رَكَعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ.

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی تو تین رکعتوں پر سلام پھیر دیا پھر اپنے گھر تشریف لے گئے تو آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس کو خرباق کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھوں میں کچھ طوالت تھی تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر آپ کی خدمت میں آپ کا فعل ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ غصے کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا اس نے سچ کہا ہے تو لوگوں نے کہا ہاں تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔ اس حدیث کو بخاری و ترمذی کے علاوہ محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

799- وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمَّا صَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَبَسَّحَ مَنْ خَلْفَهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ قُومُوا فَلَمَّا قَرَعَ مِنْ صَلَاتِهِ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

☆ حضرت زیاد بن علاقہ بن مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مغیرہ بن شعبہ نے نماز پڑھائی پس جب دو رکعتیں پڑھا چکے تو تشہد کے بے بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے تو آپ کے مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا تو انہوں نے ان کو کھڑا ہونے کا اشارہ کیا پس جب نماز سے فارغ ہوئے تو سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے اور سلام پھیر دیا۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

800- وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي سَجْدَتِي السُّهُرِ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْتَاذُهُ حَسَنٌ.

۷۹۸۔ مسلم کتاب الحد باب من ترك الركعتين لونهما۔ الخ ج ۱ ص ۲۱۴ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب في سجدة السهو۔ ج ۱ ص ۱۴۶ نسائی کتاب السهو باب ما يفعل من سلم من اثنتين۔ الخ ج ۱ ص ۱۸۲ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوٰۃ باب ليس سلم من ثنتين او ثلث ما هيا ص ۸۶ مسند احمد ج ۴ ص ۴۲۷

۷۹۹۔ مسند احمد ج ۴ ص ۲۴۷ ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء في الامام يهض في الركعتين ج ۱ ص ۸۳

۸۔ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب سجود السهو ج ۱ ص ۲۹۹

★★ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عمران بن حصین نے سہو کے دو سجدوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ سلام پیرے پر اور سجدے کرے پھر سلام پھیرے اس کو امام عطاء بن یسار نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ صَلَوةِ الْمَرِيضِ

بیمار کی نماز کا بیان

۱۰۱۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي مَرَضًا خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا بِي نَزَبَ مُتَوَلِّيًا لِي. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر ایک کپڑے میں نماز پڑھی جس کو آپ نے بغلوں کے نیچے سے نکال کر کندھوں پر ڈال رکھا تھا۔ اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ لِي مَرَضًا أَبَدِيًّا ذَلِكَ لِي قَاعِدًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وصال میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا۔

مریض کے لئے رخصت کا بیان

۱۰۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ بِي بَوَائِيرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَالٍ صَلٍّ لَا يَمَّا لَان لَمْ تَسْتَطِعْ لِقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا مُسْلِمًا وَزَادَ النَّسَائِيُّ لَان لَمْ تَسْتَطِعْ فَمُسْتَلْبًا لَا يَكُلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا.

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے بوائیر تھی تو میں نے نبی پاک ﷺ سے (نماز کے متعلق) سوال کیا تو آپ نے فرمایا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ اگر نہ ہو سکے تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ بھی نہ پڑھ سکو تو پہلو کے بل بیٹھ کر نماز پڑھ۔

۱۰۱ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء اذا صلى الامام قاعدا فصلوا قعوداً باب منه ج ۱ ص ۸۳

۱۰۲ ترمذی ابواب الصلوة باب ما جاء اذا صلى الامام قاعدا فصلوا قعوداً باب منه ج ۱ ص ۸۳

۱۰۳ بخاری ابواب تقصير الصلوة باب ما اذا لم يطق قاعداً. الخ ج ۱ ص ۱۵۰ ترمذی ابواب صلوة باب ما جاء ان الصلوة

القاعدة من النصف. الخ ج ۱ ص ۸۵ ابو داؤد كتاب الصلوة باب في صلوة القاعد ج ۱ ص ۱۲۷ ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة

باب ما جاء في صلوة المريض ص ۸۷ مسند احمد ج ۴ ص ۴۲۶

اس کو سوائے امام مسلم رحمہ اللہ کے محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا اور نسائی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اگر تو استطاعت نہ رکھے تو چپٹ لیٹ کر نماز پڑھ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کی طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتا ہے۔

شرح

اگر کوئی آدمی کسی عذر شدید مثلاً سخت بیماری وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر اپنی نماز ادا کرے اور اگر عذر اتنا شدید ہو کہ بیٹھ کر بھی قدرت سے باہر ہو تو پھر آخری مرحلہ یہ ہے کہ (لیٹے لیٹے) کر دٹ سے قبلہ ہو کر پڑھ لے پھر اس میں بھی اتنی آسانی کہ اگر کوئی آدمی قبلے کی طرف منہ نہ کر سکے یا یہ کہ کوئی آدمی ایسا پاس موجود نہ ہو جو معذور کا منہ قبلے کی طرف کر سکے تو جس طرف بھی منہ ہو ادھر ہی کی طرف پڑھ لے، ایسے موقع پر کسی بھی سمت منہ کر کے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔

حنفیہ فرماتے ہیں کہ لیٹ کر نماز پڑھنے کے سلسلے میں افضل یہ ہے کہ رو قبلہ ہو کر چپٹ لیٹے کندھے کے نیچے تکیہ رکھ کر سر کو اونچا کرے اور اشاروں سے نماز پڑھے۔ چنانچہ دارقطنی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ اس سے چپٹ لیٹ کر ہی نماز پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے یہاں جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس کے بارہ میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بطور خاص حضرت عمران کے لیے فرمایا تھا کیونکہ وہ بواسیر کے مرض میں مبتلا تھے ورنہ چپٹ نہیں لیٹ سکتے تھے لہذا یہ حدیث دوسروں کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔

آخر میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرض نماز کے لیے ارشاد فرمایا ہے اس لیے غل نمازوں میں یہ بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

804- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْ مَاءً يَرَأِيهِ رَيْبَةً وَلَمْ يَرْفَعْ إِلَى جَبْهَتِهِ شَيْئًا، رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بیمار اگر سجدہ نہ کر سکے تو اپنے سر سے اشارہ کرے، ورنہ اپنی پیشانی کی طرف کوئی چیز نہ اٹھائے اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

عذر کے سبب حرمت کا اباحت کی جانب منتقل ہونے کا قاعدہ فقہیہ

مسئلہ مذکورہ کا ثبوت یہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ حرمت سے اباحت کی طرف منتقل ہونے کے لئے قوی اسباب کا ہونا ضروری ہے جبکہ اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کے لئے معمولی سبب بھی کافی ہوتا ہے۔ (الاشیاء) اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان اس کی شہادت

۱۔ اور موت کا وقت نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون صرف قتل اسباب سے حلال ہوتا ہے۔
۲۔ چوب کا بدلہ چوب ۳۔ اور جو شخص اپنے دین کو تھوڑا کر بقاءت سے طعنه ہو جائے۔ اسے سب سے بڑا

۱۔ خون سے خون میں اصل حرمت ہے لیکن اس حدیث میں قتل ایسے قوی اسباب ذکر ہوئے ہیں جو مسلمان کے خون کی
۲۔ موت کی عقل کو روکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ قوی اسباب کی وجہ سے حرمت اباحت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے

حکم کا اباحت سے حرمت کی طرف منتقل ہونے کا بیان

۱۔ موت میں بن ہامک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں کہ قاتل پر قصاص ہی ہے مگر جبکہ وہی
۲۔ یوسف تراوی۔ (سنن بن ماجہ ج ۲ ص ۱۹۳۔ قدیمی کتب خانہ کراچی)

۱۔ قاتل کی وجہ سے قاتل کا خون مباح ہو چکا لیکن جب مقتول کے ورثاء نے قاتل کو معاف کر دیا تو یہ معمولی سبب ہے جسکی
۲۔ دے قاتل کے خون کی اباحت حرمت کی طرف منتقل ہو گئی۔

۱۔ جس پر پاگل پن یا بیہوشی طاری ہو جائے اور بیہوشی اور جنون پانچ نمازوں تک یا اس سے کم تک مسلسل رہے تو افاقہ ہو
۲۔ دے کے بعد اس کی قضا کرے۔

۱۔ عن شعبان عن ابیہ عن نافع عن ابن عمر انہ اغمی علیہ اکثر من یومین فلم یقضہ۔ (دار فطنی باب
۲۔ من یغشی عنہ وقد جاء وقت الصلاة هل یقضی ام لا)

رواہ البیہقی ج ۱ ص ۱۲۱ میں ہے

رواہ، عنی محبون ولا علی مغنی علیہ مافاتہ فی تلك الحالة وزادت العوائت علی یوم ولیدہ۔

بَابُ سُجُودِ الْقُرْآنِ

سجدہ تلاوت کا بیان

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ
۲۔ كُنْ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ أَحَدًا كَفَّاهُ مِنْ حَصَى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هَذَا قَرَأْتُهُ نَعْدُ قَتْلَ كَافِرًا رَوَاهُ
۳۔ شَيْخَانِ

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ نے مکہ المکرمہ میں سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی تو
۱۔ ان میں سجدہ (تلاوت) کیا اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب نے سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے شخص کے اس نے کنکریا مٹی
۲۔ لٹکی اور اسے پیشانی کی طرف اٹھا کر کہنے لگا مجھے یہی کافی ہے تو میں نے اسے اس کے بعد دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں

قتل کیا گیا۔ اس کو شیخین نے روایت کیا۔

سجدہ تلاوت کے وجوب میں فقہ حنفی و شافعی کا اختلاف کا بیان

علامہ ابن مازہ بخاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تلاوت کا سجدہ واجب ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سجدہ تلاوت سنت ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیت سجدہ پڑھی۔ اور انہوں نے سجدہ نہیں کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سجدہ نہیں کیا۔ اور انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے امام ہیں۔ اگر آپ نے سجدہ کیا تو ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کریں گے۔ لہذا اگر سجدہ تلاوت واجب ہوتا تو حضرت زید سجدہ ترک نہ کرتے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کو ترک فرماتے۔

جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ سجدے آیات کی دلالت وجوب پر ہے کیونکہ بعض آیات میں سجدہ کرنے کا امر ہے۔ اور بعض آیات میں ترک سجدہ پر وعید کا ذکر ہوا ہے۔ لہذا ان آیات سجدہ میں حکم امر اور ترک سجدہ پر وعید والی آیات سے استدلال یہ ہے کہ سجدہ کرنا واجب ہے۔ (محیط برہانی فی فقہ نعمانی، ج ۲، ص ۳۲، بیروت)

تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے قرآن کریم پڑھتے اور جب سجدے کی کسی آیت پر پہنچتے تو بجکیر کہتے اور سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کرتے تھے۔

(ابوداؤد)

اس حدیث سے یہ بات بصراحت معلوم ہوگئی کہ سجدہ تلاوت قاری (یعنی قرآن کریم پڑھنے والے) اور سامع (یعنی تلاوت سننے والے) دونوں پر واجب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو آیت سجدہ کے ساتھ کچھ اور آیتیں بھی ملا کر پڑھی ہوں گی یا پھر محض آیت سجدہ بیان جواز کے لیے پڑھی ہوگی، کیونکہ حنفیہ کے مسلک کے مطابق صرف آیت سجدہ کی تلاوت کرنا خلاف استحباب ہے۔

سوار یوں والے اپنے ہاتھ ہی پر سجدہ کرتے تھے کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی سوار یوں مثلاً گھوڑے وغیرہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنے ہاتھوں کو زمین وغیرہ پر رکھ کر ان پر سجدہ کرتے تھے اس طرح انہیں حالت سجدہ میں زمین کی سی سختی حاصل ہو جاتی تھی۔

حضرت ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی گردن جھکا کر اپنے ہاتھوں پر سجدہ کرے تو اس کا سجدہ جائز ہو جائے گا اور یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ کا ہے البتہ حضرت امام شافعی کا یہ قول نہیں ہے۔

ابن ملک نے حضرت امام اعظم کا جو یہ قول ذکر کیا ہے یہ ان کے مسلک میں غیر مشہور ہے چنانچہ شرح معیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی ہجوم واژدہام کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کر لے تو جائز ہوگا اسی طرح ران کے علاوہ کسی دوسرے عضو پر بھی سجدہ

نہ جائز ہے جب کہ اسے کوئی ایسا عذر پیش ہو جو سجدہ کرنے سے مانع ہو، بغیر عذر ایسا کرنا جائز نہ ہوگا نیز اگر کوئی آدمی اپنا ہاتھ زمین پر رکھ کر اس پر سجدہ کر لے تو اگرچہ اسے کوئی عذر نہ ہو یہ جائز ہے مگر مکروہ ہوا۔
 ابن ہمام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی بیمار ہو سجدے کی کوئی آیت پڑھے اور سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اسے سجدے کا اشارہ کرینا کافی ہوگا۔

سجدہ تلاوت میں مجلس بدلنے کی صورت میں حکم کا بیان

صحنی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، بس نہ اس میں اللہ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھاتا ہے یا اس میں تشہد ہے نہ سلام۔ (در مختار، ج ۱ ص ۵۱۳)

ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا۔ پھر اسی مجلس میں دوبارہ اسی آیت کی تلاوت کی تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ غرض یہ ہے کہ ایک مجلس میں اگر بار بار آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اگر مجلس بدل کر وہی آیت سجدہ پڑھی تو جتنی مجلسوں میں اس آیت کو پڑھے گا اتنے ہی سجدے اس پر واجب ہو جائیں گے۔

مجلس بدلنے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مثلاً کبھی تو جگہ بدل جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ جیسے مدرسہ ایک مجلس ہے اور مسجد ایک مجلس ہے اور کبھی ایک ہی جگہ میں کام بدل جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ جیسے ایک ہی جگہ بیٹھ کر سبق پڑھایا تو یہ مجلس درس ہوئی۔ پھر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو یہ مجلس بدل گئی کہ پہلے مجلس درس تھی اب مجلس طعام ہو گئی۔ کسی گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں چلے جانے کمرے سے محن میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ کسی بڑے ہال میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے وغیرہ وغیرہ، مجلس کے بدل جانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ (در مختار، ج ۱ ص ۵۲۰ و عاصیری ج ۱ ص ۱۲۶)

806- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْحَنُ وَالْإِنْسُ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ سورۃ نجم کا سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ مسلمانوں شرکوں جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

807- وَعَنْهُ قَالَ مَنْ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں سورہ ص کا سجدہ واجب سجدوں میں سے نہیں ہے حالانکہ میں نے

۱۴۶ ۸۰۶ بخاری ابواب ما جاء في سجود القرآن . الخ باب سجود المسلمين مع المشركين ج ۱ ص ۱۴۶

۱۴۶ ۸۰۷ بخاری ابواب ما جاء في سجود القرآن . الخ باب سجدة ص ج ۱ ص ۱۴۶

نبی اکرم ﷺ کو سورۃ ص کا سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

808- وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي صَ وَقَالَ مَبْعَدَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَوْبَةً وَتَسْجُدُهَا شُكْرًا . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سورت کا سجدہ بطور توبہ کیا تھا اور ہم اس کا سجدہ بطور شکر کرتے ہیں اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

809- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ صَ فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ آخِرِ قَرَأَهَا فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَرَّنَ النَّاسُ لِلشُّجُودِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ تَوْبَةٌ نَبِيٍّ وَلَكِنِّي دَأَيْتُكُمْ تَشَرُّنَ لِلشُّجُودِ فَتَزَلْ فَسَجَدُوا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ ص کی تلاوت فرمائی درحالیکہ کہ آپ ممبر پر تھے پس جب آپ آیہ سجدہ پر پہنچے تو (ممبر سے) نیچے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پس جب دوسرا دن تھا تو آپ سورۃ ص کی تلاوت کی پس جب آیہ سجدہ پر پہنچے تو لوگ سجدہ کے لئے تیار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو صرف ایک نبی ﷺ کی توبہ تھی لیکن میں نے تم کو دیکھا کہ تم سجدہ کے لئے تیار ہو گئے تو آپ ﷺ نے (ممبر سے) اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

810- وَعَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ الشُّجُودِ فِي صَ فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْهَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَسْجُدُ فِي صَ فَتَلَا عَلَيَّ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ مِنَ الْإِنْعَامِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسَلِيمَانَ إِلَى قَوْلِهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْتَدِهِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سورۃ ص کے سجدہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سورۃ ص کا سجدہ کرو پھر آپ نے سورہ انعام کی یہ آیات تلاوت کیں۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسَلِيمَانَ إِلَى قَوْلِهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْتَدِهِ۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

811- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَمْ أَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ لَمْ أَسْجُدْ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

★★ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے سورۃ اذا التبت التبت منقث پڑھنے کے بعد سجدہ کیا تو میں نے کہا اے ابو ہریرہ کیا میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں سجدہ نہ کرتا۔
اس کو شیخین نے روایت کیا ہے۔

۱۱۲۔ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ السَّجْدَةِ الَّتِي فِي حَتِّهِ قَالَ أَسْجُدُ بِأَجْرِ الْآيَتَيْنِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْتَاذُهُ صَحِيحٌ .
★★ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس سجدہ کے بارے میں پوچھا جو سورہ حم میں ہے تو آپ نے فرمایا (آیت سجدہ کی) دو آیتوں میں سے آخری آیت میں سجدہ کرو اس کو امام طحاوی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

قرآن میں آیات سجدہ کی تفصیل کا بیان

- (۱) آیت (إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ) 7۔
الاعراف (206) (اس آیت میں وہ يسجدون پر سجدہ ہے۔
(۲) سورہ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت
آیت (وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ خُضُّوا وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ) (13۔ الرعد 15) (اس آیت میں بالغد و الاصل سجدہ ہے۔
(۳) سورہ نحل کے پانچویں رکوع کے آخر کی یہ آیت
آیت (وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَنَسِيمَةٍ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ) 49 (16۔
النحل 49) (اس آیت میں و يفعلون ما یومرون پر سجدہ ہے۔
(۴) سورہ نمل اسرا نمل کے بارہویں رکوع میں یہ آیت آیت (وَيَخْرُجُونَ إِلَى الْأَرْضِ يَسْجُدُونَ وَيُزِيدُهُمْ خُشُوعًا) 17۔ (اسرہ 109) (اس آیت میں ويزيدهم خشوعا پر سجدہ ہے۔
(۵) سورہ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت
آیت (إِذَا تَنَادَى عَلَيْهِمُ الْرَّحْمَنُ خُضُّوا اسْجُدُوا وَتَبَيَّنَا) 19 (مریم 58) (اس آیت میں سجدہ و رکبہ پر سجدہ ہے۔
(۶) سورہ حج کے دوسرے رکوع میں آیت

آیت (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ
وَالسَّوَابُ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقًّا عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ) 22- الحج (18): (اس آیت میں يسجد له پر سجدہ ہے مگر پوری آیت پڑھنے کے بعد سجدہ ہے۔

(۷) سورہ حج کے آخری رکوع کی یہ آیت

آیت (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَفْعَلُوْا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) 22- الحج (77):
اس آیت میں لعنکم تفلحون پر سجدہ ہے۔

(۸) سورہ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت

آیت (وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا) 25- الفرقان (60): اس آیت میں وزادهم نفورا پر سجدہ ہے۔

(۹) سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں آیت

آیت (اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ) 25- النمل (25):
إِلَهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ) (النمل (25):

(۱۰) سورہ الم تزل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا دُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ) 32- السجدہ (35):

(۱۱) سورہ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (وَعَزَّوَاكِبًا وَاَنَابَ 24 فَفَقَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَّآبٍ 25) 38- ص (24):
(اس آیت میں وحسن مآب پر سجدہ ہے۔

(۱۲) سورہ حم سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت

آیت (فَاِنْ اسْتَغْبَرُوْا فَاَلَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهُ بِالْاَيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمُوْنَ) 41- فصلت (38):
اس آیت میں لا يسمون پر سجدہ ہے یا تعبدون پر ہے

(۱۳) سورہ نجم کے آخر میں یہ آیت

آیت (فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا 62) 53- النجم (62): سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو۔ (اس آیت میں واعبدوا پر
سجدہ ہے۔

(۱۴) سورہ انشاق میں یہ آیت

بعض کے نزدیک لعلکم تغلبون پر سجدہ ہے۔ اس آیت میں لا یسجدون پر سجدہ ہے۔
(۱۵۱) سورہ علق میں یہ آیت

(وَسُجَّدٌ وَاقْتِرِبُ) (19) (96۱۔ العلق 19): آیت میں واقترِب پر سجدہ ہے۔

سجود تلاوت کی آیات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ قرآن کریم میں کل کتنی آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے ایک سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت امام احمد نے اس حدیث کے مطابق کہا ہے کہ ایسی آیتیں پندرہ ہیں جن کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے چنانچہ انہوں نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آیت سجدہ کی تعداد چودہ ہے۔ اس طرح کہ سورہ حج میں تو دو سجدے ہیں اور سورہ ص میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آیت سجدہ کی تعداد گیارہ ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ سورہ ص، سورہ نجم، سورہ انشافت اور سورہ اقرار میں سجدہ نہیں ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کل سجدوں کی تعداد چودہ ہے اس طرح کہ سورہ حج میں دو سجدے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سجدہ ہے جو دوسرے رکوع میں ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو ابن العاص کی یہ حدیث جس سے سجدوں کی تعداد پندرہ ثابت ہوتی ہے ضعیف ہے اور اس کو دلیل بنانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس کے بعض راوی مجہول ہیں۔

ابوابُ صَلَوةِ الْمَسَافِرِ

مسافر کی نماز کا بیان

قصر کے وجوب یا رخصت ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

علمائے سلف و خلف میں سے بہت سے وجوب قصر کے قائل ہیں، خطابی رحمہ اللہ معالم میں فرماتے ہیں اکثر علماء سلف اور فقہاء عصر کا خیال ہے کہ یہ واجب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز قتادہ رحمہ اللہ و حسن رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے۔ حماد بن سلیمان رحمہ اللہ تو اس قدر فرماتے ہیں اگر سفر میں کوئی چار رکعت پڑھ لے تو وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر وقت باقی ہے تو دھرا لے۔ نووی نے بھی بہت سے اہل علم کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی رخصت کے قائل ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ (ایک روایت میں) شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے نووی نے اس فعل کو بھی اہل علم کے ایک گروہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

قائلین وجوب کے دلائل میں سے صحیحین کی یہ حدیث ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان لا یزید فی السفر علی رکعتین واما بکر و عمر و عثمان یعنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔ لیکن اس حدیث سے استدلال درست نہیں صرف مداومت سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔

جیسا کہ پہلے صرف دو رکعت نماز فرض ہوئی، پھر حضر میں چار رکعتیں کر دینی گئیں لیکن سفر میں وہی دو رکعت ہی فرض رہی، یہ استدلال یوں ہے کہ حضر میں چار رکعت سے زیادہ پڑھنا جس طرح ناجائز ہے اسی طرح سفر میں دو رکعت سے زیادہ پڑھنا ناجائز ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے اور وہ فرضیت نماز کے وقت حاضر نہ تھیں۔ یہ جواب اتنا عمدہ نہیں ہے اس لیے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں اجتہاد کو دخل نہیں، لہذا یہ مرفوع حکمی میں داخل ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوقت فرضیت نماز حاضر نہ ہونا قاذح نہیں اس لیے کہ انہوں نے کسی صحابی ہی سے سنا ہوگا۔ اور مرسل صحابہ یا جماع اہل اصول جنت ہیں۔ اسی دلیل پر یہ اعتراض بھی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے متعارض ہے۔ روایت یوں ہے: حضر میں چار اور سفر میں دو رکعتیں فرض ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں تطبیق ممکن ہے کہ شب معراج تو دو رکعت ہی فرض ہوئی لیکن بعد میں زیادہ کر دی گئی۔ چنانچہ ابن حبان ابن خزیمہ اور بیہقی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

یعنی سفر و حضر میں دو رکعتیں فرض تھیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور امن ہو گیا تو حضر میں نماز کی رکعتیں بڑھا دی گئیں، نماز فجر اسی طرح رہی کیوں کہ اس کی قراۃ لمبی ہوتی ہے اور نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

رخصت کے قائلین اس حدیث کا معنی یہ کرتے ہیں: فرضت بمعنی قدرت یہ لیکن یہ تاویل تکلف محض ہے، نیز حدیث کا دوسرا حصہ فاقرت فی السفر وزیدت فی الحضر اس کی نفی کرتا ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو قصر کرنا چاہے اس پر بھی فرض ہے لیکن یہ پہلے سے بھی زیادہ تکلف ہے۔

قائلین وجوب کی تیسری دلیل مسلم کی یہ روایت ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے سے مسافر پر دو رکعتیں فرض کی ہیں اور مقیم پر چار اور بحالت خوف صرف ایک رکعت۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ بحالت سفر فرض ہی دو رکعت ہے اللہ کی فرض کی ہوئی رکعات پر زیادتی درست نہیں۔

چوتھی دلیل ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو نسائی میں ہے: اس حدیث کے رجال صحیح بخاری کے ہیں اس میں تصریح ہے کہ مسافر کی نماز دو رکعت ہی ہے اور یہ قصر نہیں بلکہ مکمل ہے۔

پانچویں دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے: اذنا ان نصلی رکعتین فی السفر (النسائی) یعنی ہمیں سفر میں دو رکعت پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ اور قصر کو جو واجب نہیں سمجھتے ان کی پہلی دلیل یہ آیت ہے: (لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحُ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ) تم پر گناہ نہیں اگر تم نماز قصر کراؤ۔ یہ الفاظ رخصت پر دلالت کرتے ہیں وجوب پر نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت صلوة الخوف سے متعلق ہے، قصر دو چیزوں میں ہے۔ تعداد رکعات میں اور ارکان میں اسی طرح اس کا نقص بھی دو چیزوں سے ہے ضرب فی الارض (سفر) اور خوف ہونگے تو ارکان میں بھی قصر ہوگا اور تعداد رکعات میں بھی۔ اگر خوف بحالت اقامت ہو تو تعداد مکمل رہے گی۔ لیکن ارکان میں قصر ہوگا۔ اسی طرح جب سفر ہو لیکن خوف نہ ہو اس وقت قصر تعداد ہوگا، لیکن ارکان مکمل ادا کئے جائیں گے۔

بَابُ الْقَصْرِ فِي السَّفَرِ

سفر میں قصر نماز کا بیان

813- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ فَرَضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأَقْرَبْتُ صَلَاةَ السَّفَرِ وَزَيْدٌ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ -

۲۸ بحری ابواب تقصیر الصلوة باب یقصر اذا خرج من موضعه ج ۱ ص ۱۴۸ مسلم کتاب صلوۃ المسافرین وقصره ۱۳

★★ نبی پاک ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نماز سفر اور حضر میں دو رکعتیں فرض کی گئی پس سفر کی نماز کو برقرار رکھا گیا اور حضر (اقامت) کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔
اس کو شیخین نے روایت کیا۔

814- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان سے حضر میں چار رکعت سفر میں دو اور حالت خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

815- وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْحُمْعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرُ وَالْأَضْحَى رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کی زبان سے (یہ بات ثابت ہے) سفر کی نماز دو رکعتیں جمعہ کی نماز دو رکعتیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو دو رکعتیں پوری ہیں ان میں قصر نہیں ہے اس کو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور ابن حبان نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

816- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ وَصَحِبْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى قَبِضَهُ اللَّهُ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ). رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ خَرِشٍ مُخْتَصَرًا.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مجھے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل رہا پس آپ نے (سفر میں) تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے (سفر میں) تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی تاحیات دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے مختصر روایت کیا۔

۸۱۴ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرين وقصرها ج ۱ ص ۲۴۱

۸۱۵ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب تقصير الصلوة في السفر ص ۷۶ نائی کتاب تقصير الصلوة في السفر ج ۱ ص ۲۱۱

صحیح ابن حبان کتاب الصلوة فصل في صلوة السفر ج ۱ ص ۱۷۶

۸۱۶ مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرين وقصرها ج ۱ ص ۲۴۲

۸۱۷- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِثْلِ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَبَدَأَ بِرَكْعَتَيْنِ مَسْنُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي نُكَيْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِثْلِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِثْلِ رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ عَطَى مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عبدالرحمن بن یزید بن عثمان غنیؓ نے ہمیں منیٰ میں چار رکعت پڑھا میں جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہی گئی تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھیں اور حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ کاش کہ میرا حصہ چار رکعت میں سے دو مقبول رکعتیں ہوں اس کو شیخین نے روایت کیا۔

۸۱۸- وَعَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ قَالَ خَرَجَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي ثَلَاثَةِ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَكَانَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَسْنَهُمْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَمَتِ الصَّلَاةُ فَقَالُوا نَقْدُمُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ مَا أَنَا بِالَّذِي اتَّقَدَّمُ أَنْتُمْ الْعَرَبُ وَمِنْكُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ فَتَقَدَّمَ نَهْضُ الْقَوْمِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا لَنَا وَلِلْمُرَبَّعَةِ إِنَّمَا يَكْفِينَا نِصْفُ الْمُرَبَّعَةِ - رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ابولیلیٰ کنندیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ رسول اللہ ﷺ کے تیرہ صحابہؓ کے ساتھ ایک غزوہ کے لئے نکلے اور آپ ان میں سے عمر رسیدہ تھے۔ نماز کا وقت آیا تو نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو صحابہؓ نے کہا اے ابوعبداللہ آگے بڑھیں تو آپ نے فرمایا میں آگے بڑھنے والا نہیں ہوں تم اہل عرب ہو اور تم میں ہی اللہ کے نبی تشریف لائے۔ تم میں سے کوئی آگے بڑھے پس ایک صحابی آگے بڑھے تو انہوں نے چار رکعت نماز پڑھائی۔ جب وہ نماز پڑھا چکے تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا ہمیں چار رکعت لی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے لئے تو چار کا آدھا یعنی دو رکعتیں ہی کافی ہیں۔ اس کو امام طحاویؒ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۸۱۹- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَمَّ الصَّلَاةَ بِمِثْلِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ السُّنَّةَ سُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّةُ صَاحِبِهِ وَلِكِنَّ حَدَثَ الْعَامِ مِنَ النَّاسِ لِحِفْتُ أَنْ يَسْتَوْا - رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ تَعْلِيقًا وَحَسَنَ اسْنَادَهُ .

۸۱۱ بخاری ابواب تقصیر الصلوة باب ما جاء في التقصير - الخ ج ۱ ص ۲۴۷ مسلم کتاب صلوۃ المسافرين وخصرها ج ۱ ص ۲۴۲

۸۱۸ طحاوی کتاب الصلوة باب صلوۃ المسافر ج ۱ ص ۲۸۶

۱۹ معرفۃ السنن والآثار وایضاً الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة - اب من ترک القصر فی السفر غیر رغبة عن السنة ج ۳ ص ۱۴۵

★★ حضرت عبدالرحمن بن حیدر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایسا ہی میں پوری نماز پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگوں سنت تو رسول اللہ اور آپ کے صاحبزادے (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی سنت ہے لیکن اس سال نئے لوگ زیادہ ہیں پس مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ لوگ اسی کو سنت نہ بنالیں۔
اس کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے المعرقہ میں تعلیقاً روایت کیا اور اس کی سند کو حسن قرار دیا۔

820- وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ إِنَّمَا صَلَّى عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمَنْىَ أَرْبَعًا لَآنَ الْأَعْرَابَ كَانُوا أَكْثَرَ فِي ذَلِكَ الْعَامِ فَاحْتَبَّ أَنْ يُخْبِرَهُمْ أَنَّ الصَّلَاةَ أَرْبَعٌ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ .
★★ حضرت زہری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعات صرف اس لئے پڑھائی تھیں کہ اس سال اعراب بہت زیادہ تھے تو انہوں نے چاہا کہ انہیں بتادیں کہ نماز چار رکعات ہے۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

بَابُ مَنْ قَدَّرَ مَسَافَةَ الْقَصْرِ بِأَرْبَعَةٍ بُرْدٍ

جس نے مسافت سفر چار منزل بمقرر کی

821- عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا يُصَلِّيَانِ رَكْعَتَيْنِ وَيُفْطِرَانِ فِي أَرْبَعَةِ بُرْدٍ قَمَا فَوْقَ ذَلِكَ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .
★★ حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ چار برد یا اس سے زیادہ کی مسافت میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اور روزہ افطار کرتے تھے۔
اس کو امام بیہقی رحمہ اللہ اور ابن منذر رحمہ اللہ نے روایت کیا سند صحیح کے ساتھ۔

822- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سِيلَ اتَّقَصَّرَ الصَّلَاةَ إِلَى عَرَفَةَ قَالَ لَا وَلَكِنْ إِلَى عُسْفَانَ . وَإِلَى جَدَّةَ وَإِلَى الطَّائِفِ أَخْرَجَهُ الشَّافِعِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي التَّلْخِصِ . إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .
★★ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ کیا عرفہ تک کی مسافت میں نماز قصر کی جائیگی؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن عسفان جدہ اور طائف تک کے سفر میں نماز قضا کی جائیگی۔
اس کو امام شافعی رحمہ اللہ نے نقل کیا اور حافظ ابن حجر نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

823- وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى رَيْمٍ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ ذَلِكَ . رَوَاهُ مَالِكٌ

۸۲۰ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المسافر ج ۱ ص ۲۸۹ ابو داؤد کتاب المناسک باب الصلوٰۃ بمنیٰ ج ۱ ص ۲۷۰

۸۲۱ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ باب السفر الذی تقصر فی مشہ الصلوٰۃ ج ۲ ص ۱۲۷

۸۲۲ مسند امام شافعی کتاب الصلوٰۃ باب الثامن عشر فی صلوٰۃ المسافرین ج ۱ ص ۱۸۵ تلخیص الجبیر کتاب صلوٰۃ المسافرین

★★ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ سوار ہو کر ریم تک گئے تو انہوں نے اپنے اس سفر میں نماز قصر پڑھی۔

اس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۲۴۔ وَكَانَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النَّصَبِ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ ذَلِكَ . رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَسْنَادُهُ صَحِيحٌ . قَالَ الْيَمُوعِيُّ وَلِقَدْ وَرَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خِلَافَ ذَلِكَ .

★★ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ذات النصب تک گئے تو انہوں نے اپنے اس سفر میں نماز قصر کی۔

اس کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیوی فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔

۱۲۵۔ عَنْ ثَابِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذْ نَزَلَ مَا يَقْصُرُ فِيهِ مَالٌ لَهُ بِخَيْبَرَ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

قَالَ الْيَمُوعِيُّ بَيْنَ الْعَدِيَّةِ وَخَيْبَرَ لَمَّا يَزِيدُ .

★★ حضرت ثابٹ نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سب کم مسافت جس میں نماز قصر فرماتے تھے وہ آپ کی دور میں تھی جو خیبر میں ہے۔

اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

علامہ نیوی فرماتے ہیں مدینہ اور خیبر کے درمیان آٹھ برد کا فاصلہ ہے۔

بردوں کے حساب سے مسافت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

چار برید سولہ فرسخ کے برابر ہیں، ایک فرسخ تین میل کو کہتے ہیں ایک میل (محدثین کے ہاں) چار ہزار ہاتھ کی مسافت کو کہتے ہیں۔ اس طرح چار برید اڑتالیس میل کی مسافت ہوئی۔ اگر ایک منزل کو بارہ میل کی مسافت مانی جائے تو چار برید کی چار منزلیں ہوں گی۔ بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جن تین مسافتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ یکساں ہوں یعنی تین مسافت مکہ اور طائف کے درمیان ہوائی ہی مسافت مکہ اور عسفان کے درمیان ہو اسی طرح جتنی مسافتیں ان دونوں کی الگ الگ ہوائی ہی مسافت مکہ اور جدہ کے درمیان ہو۔ حالانکہ حقیقت میں یہ تینوں مسافت برابر نہیں ہیں۔ لہذا اگر یہ کہا

۱۲۳۔ مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر باب ما یجب فیہ قصر الصلوٰۃ ص ۱۳۰

۱۲۴۔ مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر باب ما یجب فیہ قصر الصلوٰۃ ص ۱۳۰

۱۲۵۔ مصنف عبد الرزاق کتاب الصلوٰۃ باب فی کم یقصر الصلوٰۃ ج ۲ ص ۵۲۶

جسے قرینہ سب سے کہ حضرت امام نیک کے قول ذلک اربعہ برید (یہ مسافت چار برید ہے) کا تعلق آخری مسافت یعنی مکہ اور مدینہ کے درمیان کی مسافت ہے کہ مکہ اور جدہ کا درمیانی فاصلہ چار برید ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کے مذکورہ بالا فعل کے بارے میں کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں مسافت قصر کی کوئی حد بیان نہیں کی گئی ہے بسہ معصتا سفر ذکر کیا گیا ہے قصر نماز کے باب کی احادیث پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہاں جہاں بھی قصر نماز کا ذکر کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قصر نماز پڑھنے کو بیان کیا گیا ہے ان تمام مواقع کی مسافت میں فرق ہے جس سے زیادہ کم ہیں اور بعض مسافتیں زیادہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ، تابعین اور آئمہ و علماء امت کی مسافت کے اپنے اپنے اجتہاد کے ذریعے اور غور و فکر کے ساتھ مسافت قصر کی حد مقرر کی ہے کہ اس حد سے کم مسافت میں نماز قصر نہیں ہوگی بسہ پوری ہی پڑھی جائے گی اور اس مسافت یا اس سے زائد مسافت کی صورت میں قصر واجب ہوگا۔

چوتھا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت کے مطابق ایک روز کی مسافت اور دوسری روایت کے مطابق دو روز کی مسافت کو مقرر کیا ہے لیکن ان کے مسلک کی کتاب "حاوی" میں سولہ فرسخ کا تعین کیا گیا ہے اور یہی مسلک حضرت امام نیک و حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ نے مسافت قصر کے سلسلے میں تین منزلیں کی حد مقرر کی ہیں اور ایک منزل اتنی مسافت پر ہو کہ چھوٹے دنوں میں قافلہ صبح کو چل کر دوپہر کے بعد منزل پر پہنچ جائے۔ حضرت امام ابو یوسف دو روز اور تیسرے روز کے اکثر حصہ مسافت و مسافت قصر قرار دیا ہے۔ اصحاب ظواہر (وہ جماعت جو صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل پیرا ہوتی ہے) نے معصتا سفر کا اعتبار کیا ہے یعنی ان کے نزدیک مسافت قصر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے خواہ سفر لمبا ہو یا چھوٹا ہو ہر صورت میں نماز قصر ادا کی جائے گی۔ اس سلسلے میں اگر چاروں ائمہ کے مسلک کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حقیقت اور نتیجے کے اعتبار سے سب کا یکساں ہی مسلک ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مشہور مسلک کے مطابق مسافت قصر (۲۸) میل مقرر ہے، حاوی قول کے متفق شوافع کے ہاں سولہ فرسخ مقرر ہے اور سولہ فرسخ حساب کے اعتبار سے (۲۷) میل کے برابر ہے اسی طرح حضرت امام نیک و حضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے لہذا چاروں مسلک میں مسافت قصر (۲۸) میل ہوئی۔

بَابُ مَا اسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ مَسَافَةَ الْقَصْرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ

وہ روایات جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ قصر کی مسافت تین دن ہے

826- عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ آتَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَسْأَلَهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْحُفَيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِأَبِي أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَلُهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمَقِيمِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

☆ حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موزوں پر مسح کے متعلق پوچھنے کے لئے تو آپ نے فرمایا علی بن ابولہب کے پاس چاہئے۔ بے شک دو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے وہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مدت مسح بیان فرمائی۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

827- وَعَنْ أَبِي نَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَلِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْلَتَيْنِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ. رَوَاهُ ابْنُ جَارُودٍ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کی مدت مقرر فرمائی۔

اس کو ابن جارود اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

828- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِئِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى كَمْ تُقْصَرُ الصَّلَاةُ فَقَالَ اتَّخِذِ الشُّوَيْدَ آءَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلَكِنِّي قَدْ سَمِعْتُ بِهَا قَالَ هِيَ ثَلَاثُ لَيَالٍ قَوَاصِدٌ فَإِذَا خَرَجْنَا إِلَيْهَا قُصِرْنَا الْقُصْرَ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْأَثَارِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ربیعہ والبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کتنی مسافت تک نماز نحر کی جائیگی تو انہوں نے فرمایا کیا تم (مقام) سویداء پہنچاتے ہو تو میں نے کہا نہیں لیکن میں نے اس کے بارے میں سنا ہے تو آپ نے فرمایا وہ مسلسل تین راتوں کی مسافت ہے۔ پس جب ہم اتنی مسافت تک سفر کریں تو نماز قصر کرتے ہیں۔

اس کو محمد بن حسن نے الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

829- وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ سُؤَيْدَ بْنَ عَفْلَةَ الْجُعْفِيَّ يَقُولُ إِذَا سَافَرْتَ ثَلَاثًا فَلَا تُقْصِرْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحَجَجِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت ابراہیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوید بن عفلہ جعفی کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو تین دن کی مسافت سفر کرے تو نماز قصر کر اس کو محمد بن حسن نے ابن ماجہ میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

مسافت سفر کے بارے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت کے مطابق ایک روز کی مسافت اور دوسری روایت کے مطابق دو

۸۲۷ منہی ابن الجارود باب المسح علی الخفین ص ۳۹

۸۲۸ کتاب الآثار باب الصلوٰۃ فی المسافر ص ۳۹

۸۲۹ کتاب الحجۃ باب صلوٰۃ المسافر والصواب ابراہیم بن عبد الاعلیٰ و ابراہیم بن عبد اللہ ہو خطاء ج ۱ ص ۱۶۸

روز کی مسافت کو مقرر کیا ہے لیکن ان کے مسلک کی کتاب حاوی میں سولہ فرسخ کا تعین کیا گیا ہے اور یہی مسلک حضرت امام مالک و حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ نے مسافت قصر کے سلسلے میں تین منزلیں کی حد مقرر کی ہیں اور ایک منزل اتنی مسافت پر ہو کہ چھوٹے دنوں میں قافلہ صبح کو چل کر دوپہر کے بعد منزل پر پہنچ جائے۔ حضرت امام ابو یوسف دو روز اور تیسرے روز کے اکثر حصہ کی مسافت کو مسافت قصر قرار دیا ہے۔

اصحاب ظواہر (وہ جماعت جو صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل پیرا ہوتی ہے) نے مطلقاً سفر کا اعتبار کیا ہے یعنی ان کے نزدیک مسافت قصر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے خواہ سفر لمبا ہو یا چھوٹا ہو بر صورت میں نماز قصر ادا کی جائے گی۔

اس سلسلے میں اگر چاروں ائمہ کے مسلک کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حقیقت اور نتیجے کے اعتبار سے سب کا یکساں ہی مسلک ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مشہور مسلک کے مطابق مسافت قصر (۲۸) میل مقرر ہے، حاوی قول کے مطابق شوافع کے ہاں سولہ فرسخ مقرر ہے اور سولہ فرسخ حساب کے اعتبار سے (۲۷) میل کے برابر ہے اسی طرح حضرت امام مالک و حضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے لہذا چاروں مسلک میں مسافت قصر (۲۸) میل ہوئی۔

بَابُ الْقَصْرِ إِذَا فَارَقَ الْبُيُوتَ

جب گھروں سے جدا ہو جائے تو نماز قصر کرے

830- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُلُّهُمْ صَلَّى مِنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهَا رَكَعَتَيْنِ فِي الْمَسِيرِ وَالْقِيَامِ بِبَكَّةَ - رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالتَّطَبَّرَاتِي وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رَجُلًا أَبِي يَعْلَى رَجُلًا الصَّحِيحُ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا یہ سب کے سب مدینہ سے نکلنے کے وقت سے لے کر مدینہ واپس لوٹنے تک دوران سفر اور مکہ میں اقامت کی حالت میں دو رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔

اس کو ابو یعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ ابو یعلیٰ کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذی الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1306)

۸۳۰۔ مسند ابی یعلیٰ الموصلی ج ۱۰ ص ۲۵۶، مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ السفر نقلًا عن ابی یعلیٰ والطبرانی فی

اللاوسط ج ۲ ص ۱۵۶

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا حال بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کے لئے مکہ کے سفر کا ارادہ فرمایا تو مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی پھر جب مدینہ سے نکلے اور ذوالحلیفہ پہنچے۔ تو وہاں قصر فرمایا اور عصر کی نماز دو رکعت پڑھی ذوالحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اور حضرت امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے کہ جب مسافر شرعی اپنے شہر یا گاؤں کے مکانات سے باہر نکل جائے تو قصر نماز پڑھنے لگے۔

831- وَعَنْ أَبِي حَرْبٍ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّلِيِّ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّى الظُّهْرَ أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّا لَوَجَّهْنَا هَذَا الْخَصَّ لَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ . رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرَوَاتُهُ يَثْقَاتٌ .

☆ حضرت ابو حرب بن اسود دلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ سے نکلے تو ظہر کی نماز چار رکعات ادا کیں پھر فرمایا اگر ہم اس جھوپڑی کو عبور کرتے جاتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔
اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

832- وَعَنْ ابْنِ عُثْمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ شُعْبِ الْمَدِينَةِ وَيَقْصُرُ إِذَا زَجَعَ حَتَّى يَدْخُلَهَا . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ لَا بَأْسَ بِهِ .

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ جب مدینہ طیبہ کی گھاٹیوں سے نکلتے تو نماز قصر پڑھتے اور جب لوٹ کر آتے تو مدینہ طیبہ داخل ہونے تک نماز قصر ادا فرماتے۔ اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

فتائے شہر کی تعریف کا بیان

جو جگہ خود شہر نہ ہو اس میں صحت جمعہ کیلئے فتائے مصر ہونا ضرور ہے فتائے مصر حوالی شہر کے اُن مقامات کو کہتے ہیں جو صالح شہر کے سنے رکھے گئے ہوں مثلاً وہاں شہر کی عید گاہ یا شہر کے مقابر ہوں یا حفاظت شہر کے لئے جو فوج رکھی جاتی ہے اس کی چھادی یا شہر کی گھوڑ دوڑ یا چاند ماری کا میدان یا کچھریاں، اگرچہ مواضع شہر سے کتنے ہی میل ہوں اگرچہ بیچ میں کچھ کھیت مائل ہوں، اور جو نہ شہر ہے نہ فتائے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور نہ صرف حرام بلکہ باطل کہ فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

علامہ عاؤالدین حصکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ صحت جمعہ کے لئے شہر یا فتائے شہر کا ہونا ضروری ہے، اور فقہ سے مراد وہ جگہ ہے جو شہر کے پس شہریوں کی ضرورت کے لئے ہو، خواہ متصل ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ابن الکمال وغیرہ نے تحریر کیا ہے، مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان ہو۔ (در مختار، باب الجمع، مطبوعہ مطبعہ نبیائی دہلی)

حدود شہر سے باہر جانے پر حکم قصر کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذی الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1306)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا حال بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج کے لیے مکہ کے سفر کا ارادہ فرمایا تو مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی پھر جب مدینہ سے نکلے اور ذی الحلیفہ پہنچے۔ تو وہاں قصر فرمایا اور عصر کی نماز دو رکعت پڑھی ذی الحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے کہ جب مسافر شرعی اپنے شہر یا گاؤں کے مکانات سے باہر نکل جائے تو قصر نماز پڑھنے لگے۔

مسافر جب اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعت والی فرض نماز کی دو رکعتیں ہی پڑھنا واجب ہے اگر کوئی آدمی سفر کی حالت میں جب کہ اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعتیں پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور دو واجب کو چھوڑنے والا ہوگا یعنی ایک واجب تو قصر کا ترک ہوگا اور دوسرے قعدہ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا، کیونکہ مسافر کے حق میں پہلا قعدہ ہی قعدہ اخیرہ ہوتا ہے اس کے بعد اسے فوراً سلام پھیر دینا چاہیے اگر اس نے نہیں پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا اس طرح اس نے دوسرے واجب کو ترک کیا۔

اس موقع پر اتنی بات بھی جانتے چلئے کہ مسافر کے لیے قصر کے جواز میں کسی بھی عالم اور کسی بھی امام کا اختلاف نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک تو قصر واجب ہے لیکن امام شافعی کے ہاں قصر اولیٰ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر قصر نہیں کرے گا تو وہ امام صاحب کے مسلک کی رو سے گنہگار ہوگا، مگر حضرت شافعی کا مسلک اسے گنہگار نہیں قرار دے گا۔ بلکہ اولیٰ و افضل چیز کو ترک کرنے والا کہلائے گا۔

بَابُ يَقْصُرُ مَنْ لَمْ يَنْوِ الْإِقَامَةَ وَإِنْ طَالَ مَكْنُهُ وَالْعُسْكَرُ الَّذِي دَخَلَ أَرْضَ الْحَرْبِ وَإِنْ نَوَى الْإِقَامَةَ

وہ شخص نماز قصر پڑھے گا جس نے اقامت کی نیت نہیں کی اگرچہ اس کا ٹھہرنا طویل ہو اور وہ لشکر بھی نماز قصر پڑھے گا جو دار الحرب میں داخل ہوا اگرچہ انہوں نے اقامت کی نیت کی ہو

833۔ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ لَنَحْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ لَقَصَرْنَا وَإِنْ زِدْنَا أَتَمَمْنَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب انیس دن تک مقیم ہوتے تو پندرہ نماز قصر ادا فرماتے تھے۔ پس جب ہم (بھی) انیس دن کے لئے سفر کرتے تو نماز قصر ادا کرتے اور اگر زیادہ ٹھہرتے تو نماز پوری پڑھتے تھے۔
اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

مدت اقامت کا بیان

اقامۃ تسعہ عشر یوما کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن بغیر اقامت کے اس طرح ٹھہرے کہ امروز فردا میں وہاں سے روانہ ہو جانے کا ارادہ فرماتے رہے مگر بلا قصد و ارادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام وہاں انیس دن ہو گیا۔ مگر اس سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کہیں انیس دن ٹھہر جائے تو وہ قصر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہاں انیس دن بعد اس کے لئے قصر جائز نہیں ہوگا اس مسئلے میں حضرت عبداللہ ابن عباس منفرد ہیں اور کسی کا بھی یہ مسلک نہیں ہے۔ مدت اقامت کے سلسلے میں ابتداء باب میں تفصیل کے ساتھ مسئلہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس موقع پر پھر جان لیجئے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کسی جگہ پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اس کے لئے قصر جائز نہیں ہے بلکہ وہ پوری نماز پڑھے اور اگر کوئی آدمی پندرہ دن یا پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو قصر نماز پڑھے بلکہ اگر وہ اقامت کی نیت نہ کرے اور آج کل میں وہاں سے روانہ ہونے کا ارادہ کرتا رہے اور اس طرح بلا قصد ارادہ اس کے قیام کا سلسلہ برسوں تک بھی دراز ہو جائے تب بھی وہ قصر نماز پڑھتا رہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی مسئلہ جلیل القدر صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمر وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ حضرت امام محمد نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر آذربائیجان میں چھ مہینے اس طرح ٹھہرے رہے کہ آج کل میں وہاں سے چلنے کا ارادہ کرتے رہے مگر بلا قصد و ارادہ ان کا قیام اس قدر طویل ہو گیا چنانچہ وہ اس مدت میں برابر قصر نماز پڑھتے رہے اس موقع پر دیگر صحابہ بھی ان کے ہمراہ تھے اسی طرح حضرت انس بھی مروان کے بیٹے عبدالملک کے ہمراہ شام میں دو مہینے تک بلا قصد ارادہ ٹھہرے رہے اور وہاں دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔

اس مسئلے میں حضرت امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی جگہ علاوہ دو دن آنے اور جانے کے چار روز سے زیادہ قیام کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ مقیم ہو جاتا ہے اس کے لئے قصر جائز نہیں ہے وہ پوری نماز پڑھے اسی طرح اقامت کی نیت کے بغیر امروز و فردا میں چلنے کا ارادہ کرتے کرتے بلا قصد و ارادہ اٹھارہ دن سے زیادہ ٹھہر جائے تو تب بھی اس کے لئے قصر جائز نہیں ہوگا وہ پوری نماز پڑھے امام شافعی کی فقہ میں یہی معتد اور صحیح قول ہے۔

مدت اقامت میں فقہ حنفی کی مؤید روایت کا بیان

834- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ بِقْصُرِ الصَّلَاةِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت عید اللہ بن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں فتح والے سال رسول اللہ ﷺ مکہ المنورہ میں پندرہ دن مقیم رہے تو نماز قصر ادا فرماتے رہے۔
اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

835- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُسَوَّرِ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَرْيَةٍ تَقْرَى الشَّامُ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَنُصَلِّي نَحْنُ أَرْبَعًا فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ سَعْدٌ نَحْنُ أَعْلَمُ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبد الرحمن بن مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کی بستیوں میں سے کسی بستی میں مقیم تھے تو آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے تو ہم چار رکعات پڑھتے تھے تو ہم نے آپ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ فرماتے ہم زیادہ جانتے ہیں۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

836- وَعَنْ أَبِي جَمْرَةَ نَصْرٍ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّا نَطِيلُ الْقِيَامَ بِخُرَاسَانَ كَيْفَ تَرَى قَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ أَقَمْتَ عَشْرَ مِائِينَ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ ابو جمرہ نصر بن عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا بے شک ہم خراسان میں طویل قیام کرتے ہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تو دو رکعت پڑھ اگرچہ تو دس سال مقیم رہے اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

837- وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَجَّ عَلَيْنَا الثَّلْجُ وَنَحْنُ بِأَذْرُبَايَجَانَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فِي غَزَاةٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكُنَّا نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت نافع بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں آذربائیجان میں ایک غزوہ کے دوران چھ ماہ تک ہم پر برفباری ہوتی رہی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نماز دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۸۳۴ ابو داؤد کتاب الصلوة باب متى يتم السافر ج ۱ ص ۱۷۳

۸۳۵ طحاوی کتاب الصلوة باب صلوة السافر ج ۱ ص ۲۸۶

۸۳۶ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب فی السافر يطيل المقام فی المصر ج ۲ ص ۵۳

۸۳۷ معرفة السنن والآثار کتاب الصلوة ج ۴ ص ۲۷۴ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب من قال یقصر ابداً ما لم یحرم

مکثاً ج ۳ ص ۱۵۲

اس کو امام بیہقی نے المعرفہ میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۸۳۰۔ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ كُنَّا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِبَعْضِ بِلَادِ فَارِسَ بَسْتَيْنِ فَلَمَّا لَا نَغْنَعُ وَلَا يَرْبِئُ عَلَيْنَا رَكَعَتَيْنِ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم دو سال تک فارس کے کسی شہر میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے تو آپ نہ تو جمعہ پڑھاتے تھے اور نہ دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھاتے تھے اس کو عبدالرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۸۳۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامُوا بِرَأْمَهْرَ مَرْيَسَةَ أَنْهَبَ يَقْبِرُونَ الصَّلَاةَ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جنیئمہ راہر مذ میں نو ماہ مقیم رہے تو نماز قصر ادا نہ کرتے تھے۔

اس کو بیہقی نے روایت کیا اس کی سند حسن ہے۔

سفر کی مدت اقامت میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں راوی نے انس سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے دن مکہ میں قیام کیا انہوں نے فرمایا دس دن اس باب میں ابن عباس اور جابر سے بھی روایت ہے امام ابو یوسفی ترمذی فرماتے ہیں حدیث انس حسن صحیح ہے ابن عباس سے مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اسفار میں انیس دن تک قیام کیا اور دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے چنانچہ اگر ہمارا قیام انیس دن یا اس سے کم مدت کا ہوتا تو ہم بھی قصر ہی پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ رہتے تو پوری نماز پڑھتے حضرت علی سے مروی ہے کہ جو دس دن قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے ابن عمر پندرہ دن اور دوسری روایت میں بارہ دن قیام کرنے والے کے متعلق پوری نماز کا حکم دیتے تھے قتادہ اور عطاء خراسانی سعید بن مسیب سے روایت ہیں کہ جو شخص چار دن تک قیام کرے وہ چار رکعتیں ادا کرے داؤد بن ابی ہند ان سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے سفیان ثوری اور اہل کوفہ پندرہ دن قیام کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے۔

امام اوزاعی بارہ دن قیام کی نیت پر پوری نماز پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی، امام مالک اور احمد کا یہ قول ہے کہ اگر چار دن رہنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے اسحاق کہتے ہیں کہ اس باب میں قوی ترین مذہب ابن عباس کی حدیث کا ہے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی اسی پر عمل پیرا ہیں کہ اگر

انیس دن قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے۔ پھر اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اگر رہنے کی مدت متعین نہ ہو تو قصر ہی پڑھنی چاہئے اگر سال گزر جائیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 536)

بَابُ الرِّدَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ الْمُسَافِرَ يَصِيرُ مُقِيمًا بِنِيَّةِ إِقَامَةِ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ

ان لوگوں کا رد جنہوں نے کہا کہ مسافر چار دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے

840- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعَ قُلْتُ كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا، رَوَاهُ الشَّيْخَانِ :

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے تو آپ ﷺ واپس لوٹنے تک دو دو رکعتیں پڑھتے رہے تو میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ﷺ مکہ میں کتنے دن مقیم رہے تو آپ نے فرمایا دس دن اس کو شیخین نے روایت کیا۔

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ الْمُسَافِرَ يَصِيرُ مُقِيمًا بِنِيَّةِ إِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا

جس نے کہا کہ مسافر پندرہ دن اقامت کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے۔

841- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا أَجْمَعَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا آتَمَ الصَّلَاةَ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب پندرہ دن اقامت کا پختہ ارادہ فرما لیتے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔

اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

842- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِمَكَّةَ خَمْسَةَ عَشَرَ مَرَّجَ ظَهْرَهُ وَصَلَّى أَرْبَعًا. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي كِتَابِ الْحَجَّجِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں پندرہ دن اقامت کا ارادہ فرماتے تو گھوڑے سے زمین اتار دیتے اور نماز (پوری) چار رکعات پڑھتے۔

اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحجج میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۸۴۳- رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَظَّيْتُ نَفْسَكَ عَلَى إِقَامَةِ خَمْسَةِ عَشَرَ يَوْمًا فَاتِمِ الصَّلَاةَ وَإِنْ كُنْتَ لَا تَذَرِي فَاقْصُرْ - رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْأَثَارِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب تو مسافر ہو پھر کسی جگہ کو پندرہ دن اقامت کے لئے اختیار کرے تو تو نماز پوری پڑھ اور اگر تو نہ جانتا ہو (کہ کب کوچ کرنا ہے) تو قصر نماز پڑھ۔

اس کو محمد بن حسن نے الآثار میں روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

۸۴۴- رَوَاهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ إِذَا قَدِمْتَ بِلَدَةً فَاقْمِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاتِمِ الصَّلَاةَ - رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحُجَجِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب تو کسی شہر آئے اور وہاں پندرہ دن اقامت کرے تو نماز پوری پڑھ اس کو محمد بن حسن نے کتاب الحج میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِ بِالْمُقِيمِ

مسافر مقیم کو نماز پڑھائے

۸۴۵- عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمَكَّةَ فَقُلْتُ إِنَّا إِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا وَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت موسیٰ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ میں تھے تو میں نے کہا بے شک ہم جب آپ کے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعات پڑھتے ہیں اور جب اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ کر جاتے ہیں تو دو رکعت پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ ابو القاسم کی سنت ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْمُقِيمِ بِالْمُسَافِرِ

مقیم مسافر کو نماز پڑھائے

۸۴۶- عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتَمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفَرٌ - رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والد عبد اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ المکرمہ آتے تو ان کو دو رکعت نماز پڑھاتے پھر فرماتے اے اللہ مکہ تم اپنی نماز مکمل کرو بے شک ہم مسافر لوگ ہیں۔
اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی صحیح ہے۔

847- وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَعُودُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَاتَمَمْنَا . رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت صفوان بن عبد اللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبد اللہ بن صفوان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا تو ہم نے اٹھ کر نماز مکمل کی۔
اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيمِ بَيْنَ الْعَصْرَيْنِ بِعَرَفَةَ

میدان عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرنے کا بیان

848- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَذَّنَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ پھر مؤذن نے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر (مؤذن نے) اقامت کہی تو آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

849- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ عَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ فِي صَبِيحَةِ يَوْمِ عَرَفَةَ حَتَّى آتَى عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِنَمْرَةٍ وَهِيَ مَنَزِلُ الْإِمَامِ الَّذِي يَنْزِلُ بِهِ بِعَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ صَلَوةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهْجِرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ حَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ رَاحَ فَوَقَّفَ عَلَى الْمَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھانے کے بعد صبح سویرے ہی رسول اللہ ﷺ منی سے روانہ ہو گئے حتیٰ کہ آپ عرفات میں تشریف لائے تو (مقام) نمرہ میں اترے اور عرفہ میں آئیے والے امام کی یہی منزل ہے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کے قریب آپ جلدی روانہ ہو گئے تو ظہر اور عصر کو جمع فرمایا پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا

۸۴۷ مؤطا امام مالک کتاب قصر الصلوة فی السفر باب صلوة المسافر ج ۱ ادا کان اماماً الخ ص ۱۴۲

۸۴۸ مسلم کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۹۷

۸۴۹ مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۹ ابو داؤد کتاب التماسک باب الخروج الی عرفہ ج ۱ ص ۲۶۵

ہرچے تو میدان عرفات میں وقوف فرمایا۔

اس کو امام احمد ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

۸۵۰- وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الْحَجِّ أَنَّ الْإِمَامَ يَرُوحُ إِذَا زَالَتْ
الشَّمْسُ بِخُطْبٍ لِيَخْطُبَ النَّاسَ فَإِذَا قَرَعَ مِنْ خُطْبَتِهِ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا . رَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ
زَيْنَادًا صَحِيحًا .

★★ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حج کی ایک سنت یہ
بھی ہے کہ جب سورج ڈھل جائے تو امام خطبہ کے لئے جائے اور لوگوں کو خطبہ دے کر جب اپنے خطبہ سے فارغ ہو تو ظہر اور
عصر کی نماز کو جمع کر کے ادا کرے۔
اس کو ابن منذر نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

عرفات کی دو نمازوں میں ایک تکبیر و دو اقامتوں میں مذاہب اربعہ

جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات میں ظہر و عصر کی نماز ایک
اذان اور دو تکبیر کے ساتھ پڑھی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت
امام اعظم ابو حنیفہ کے ہاں مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کیونکہ اس موقع پر
عشا کی نماز چونکہ اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس لئے زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ سے تکبیر کی ضرورت نہیں برخلاف عرفات
میں عصر کی نماز کے کہ وہاں عصر کی نماز چونکہ اپنے وقت میں نہیں ہوتی بلکہ ظہر کے وقت ہوتی ہے اس لئے وہاں زیادتی اعلام
کے لیے علیحدہ تکبیر کی ضرورت ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہی روایت منقول ہے اور ترمذی نے بھی اس
کی تحسین و تصحیح کی ہے۔

بَابُ جَمْعِ التَّأخِيرِ بَيْنَ الْعِشَاءَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھا پڑھنا

851- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ يَقُولُ حَجَّ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَاتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِينَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ
قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا قَاذَنًا وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعِشَائِهِ فَتَعَشَى ثُمَّ أَمَرَ أَرِي
لَدَنًا وَأَقَامَ قَالَ عَمْرُو لَا أَعْلَمُ الشُّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكَعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةُ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِنْ هَذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ هُمَا صَلَاتَانِ
نُحْرَلَانِ عَنْ وَفْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِينَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

قَوْلُ النِّمَوِيِّ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ بِعَرَفَةِ وَالْمَزْدَلِفَةِ لِلنَّسِكَ لَا لِلسَّفَرِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ .

☆ حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا تو ہم عشا کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ آئے تو آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان اور اقامت کہی پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے رات کا کھانا منگوا کر تناول فرمایا پھر میرے خیال میں آپ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان اور اقامت کہی عمرو کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق شک زہیر کی طرف سے ہے پھر آپ نے عشاء کی نماز دو رکعتیں پڑھائیں پس جب فجر طلوع ہو گئی تو آپ نے فرمایا ہے اس دن اس جگہ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کے علاوہ کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دو نمازیں اپنے وقت سے پھیر کر پڑھی جائیں گی مغرب کی نماز لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد اور فجر کی نماز فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی جائے گی فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میدان عرفان اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا حج کی وجہ سے ہے نہ کہ سفر کی وجہ سے بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

حضرت زہری سے اسی سند و مفہوم کی روایت مذکور ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ الگ الگ تکبیر سے اور احمد نے وکیع سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے پڑھیں۔

حضرت زہری سے سابقہ سند و مفہوم کے ساتھ روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر نماز کے لیے ایک تکبیر کہی اور پہلی نماز کے لیے اذان نہ دی اور نہ ان دونوں نمازوں میں سے کسی نماز کے بعد نفل پڑھے مگر نے کہا کسی نماز کے لیے اذان نہ دی۔

حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں تو مالک بن حارث نے پوچھا یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان دونوں نمازوں کو اسی جگہ ایک تکبیر سے پڑھا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر کے ساتھ پڑھی اس کے بعد ابن کثیر کی حدیث (سابقہ حدیث) کا مضمون ذکر کیا۔

حضرت سمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور

مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

مزدلفہ کے راستے میں نماز پڑھنے سے متعلق مذاہب اربعہ

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک جس نے مغرب راستے میں پڑھی تو وہ کافی نہیں ہے۔ اور طلوع فجر سے پہلے تک اس پر اعادہ واجب ہے۔ امام زفر اور حسن بن زیاد علیہما رحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہی نماز کافی ہوگی البتہ اس نے مخالفت سنت کی وجہ سے برا کیا ہے۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ البتہ یہ اختلاف فقہاء احناف کے نزدیک بین طرفین و امام ابو یوسف علیہ الرحمہ ہے۔ (البنائۃ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۱۱۹، حقایق ملتان)

مزدلفہ میں دو نمازیں ایک تکبیر کے ساتھ پڑھنے کا بیان

عبد اللہ بن مالک سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مزدلفہ میں دو نمازیں ایک ہی تکبیر سے پڑھیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی جگہ اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر ۸۷۶)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔ حضرت زہری سے اسی سند و مفہوم کی روایت مذکور ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ الگ الگ تکبیر سے اور احمد نے وکیع سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے پڑھیں۔

حضرت زہری سے سابقہ سند و مفہوم کے ساتھ روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر نماز کے لیے ایک تکبیر کہی اور پہلی نماز کے لیے اذان نہ دی اور نہ ان دونوں نمازوں میں سے کسی نماز کے بعد نفل پڑھے ٹکد نے کہا کسی نماز کے لیے اذان نہ دی۔

حضرت عبد اللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں تو مالک بن حارث نے پوچھا یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان دونوں نمازوں کو اسی جگہ ایک تکبیر سے پڑھا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر کے ساتھ پڑھی اس کے بعد ابن کثیر کی حدیث (سابقہ حدیث) کا مضمون ذکر کیا۔

حضرت سلمہ بن کھیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور

مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

مزدلفہ کی مغرب وعشاء کے درمیان نفل نماز نہ ہونے کا بیان

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عمر سے اس کی مثل حدیث مرفوعاً روایت کی۔ محمد بن بشار، یحییٰ بن سعید کے حوالے سے کہتے ہیں کہ سفیان کی حدیث صحیح ہے اس باب میں حضرت علی ابو ایوب۔ عبد اللہ بن مسعود، جابر اور اسامہ بن زید سے بھی روایت ہے۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ ابن عمر کی حدیث بروایت سفیان اسماعیل بن خالد کی روایت سے اصح ہے اور حدیث سفیان حسن صحیح ہے اسرائیل بھی یہ حدیث ابواسحاق سے وہ عبد اللہ اور خالد (مالک کے بیٹے ہیں) سے اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کی ابن عمر سے مروی حدیث بھی حسن صحیح ہے اس حدیث کو سلمہ بن کہیل۔ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب کہ ابواسحاق عبد اللہ اور خالد سے اور وہ دونوں ابن عمر سے روایت کرتے ہیں اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ مغرب کی نماز مزدلفہ سے پہلے نہ پڑھی جائے پس جب حاجی مزدلفہ پہنچیں تو مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کو ایک ہی وقت میں ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی نفل نماز نہ پڑھیں،

بعض اہل علم نے یہی مسلک اختیار کیا ہے جن میں سفیان ثوری بھی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو مغرب پڑھ کر کھانا کھائے کپڑے اتار دے اور پھر تکبیر کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھے بعض علماء کہتے ہیں کہ مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ پڑھی جائیں یعنی مغرب کے لئے اذان اور اقامت کہے اور نماز پڑھے پھر اقامت کہے کہ عشاء کی نماز پڑھے امام شافعی کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 877)

بَابُ جَمْعِ التَّقْدِيمِ فِي السَّفَرِ

سفر میں جمع تقدیم کا بیان

852- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ قَرَأَتِ الشَّمْسُ صَلَّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ ارْتَحَلَ. رَوَاهُ جَعْفَرُ الْفَرْيَابِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْإِسْمَاعِيلِيُّ وَأَبُو نَعِيمٍ فِي مُسْتَدْرَجِهِ عَلَى مُسْلِمٍ وَهُوَ حَدِيثٌ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے تو ظہر اور عصر کو اکٹھا دافرہتے پھر کوچ کرتے۔ اس کو جعفر فریابی بیہقی اور اسماعیلی نے روایت کیا اور ابو نعیم نے مسلم پر اپنی تخریج میں اور یہ غیر محفوظ حدیث ہے۔

۸۵۳- وَعَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِنْ يَرْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَلِی الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذَلِكَ إِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَإِنْ يَرْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت ابو زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں از ابو طفیل از معاذ بن جبل کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں تھے جب آپ کے کوچ فرمانے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے آپ کوچ فرماتے تو ظہر کو موخر کرتے یہاں تک کہ آپ عصر کی نماز کے لئے اترتے اور مغرب کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے تھے کہ اگر آپ کے کوچ کرنے سے پہلے سورج غروب ہو جاتا تو مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھتے اور اگر غروب آفتاب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو موخر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کی نماز کے لئے اترتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

۸۵۴- وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعًا وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ جَدًّا .

☆☆ حضرت یزید بن حبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں از ابو طفیل از معاذ بن جبل کہ نبی پاک ﷺ غزوہ تبوک میں تھے جب آپ سورج ڈھل جانے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے ساتھ جمع کرتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب سورج ڈھل جانے کے بعد کوچ فرماتے تو عصر کو ظہر کی طرف جلدی کرتے اور ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے پھر روانہ ہوتے اور جب غروب آفتاب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو موخر کر کے عشاء کے ساتھ ادا فرماتے اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے تو مغرب کو عشاء کی نماز تک موخر کرتے اور عشاء کی نماز مغرب کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایات کیا اور یہ بہت زیادہ ضعیف حدیث ہے۔

۸۵۵- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي السَّفَرِ إِذَا زَاغَتِ

۸۵۳ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۷۶

۸۵۴ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۷۲ ترمذی ابواب صلوة السفر باب ما جاء فی الجمع بین

الصلوتین ج ۱ ص ۱۲۴

۸۵۵ مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۷

الشَّمْسُ فِي مَنْزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ فَإِذَا لَمْ تَزُغْ لَهُ فِي مَنْزِلِهِ سَارَ حَتَّى إِذَا خَانَتْ الْعَصْرُ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِذَا خَانَتْ لَهُ الْمَغْرِبُ فِي مَنْزِلِهِ جَمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَإِذَا لَمْ تَحُضْ فِي مَنْزِلِهِ رَكِبَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الْعِشَاءُ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دوران سفر اگر پڑاؤ کی جگہ میں ہی سورج ڈھل جاتا ہے تو نبی پاک ﷺ سوار ہونے سے پہلے ظہر اور عصر کو جمع فرماتے اور جب پڑاؤ کی جگہ میں سورج نہ ڈھلتا تو روانہ ہو جاتے حتیٰ کہ جب عصر کی نماز کا وقت قریب ہوتا تو اتر کر ظہر اور عصر کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب پڑاؤ کی جگہ میں ہی مغرب کا وقت قریب ہوتا تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب پڑاؤ کی جگہ میں مغرب کا وقت قریب نہ ہوتا تو سوار ہو جاتے یہاں تک کہ جب عشاء کا وقت ہو جاتا تو اتر کر مغرب و عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ مَا يَدُلُّ عَلَى تَرْكِ جَمْعِ التَّقْدِيمِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ فِي السَّفَرِ

ان روایات کا بیان جو دو نمازوں کو پہلے وقت میں جمع کرنے کے ترک پر دلالت کرتی ہیں

856- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَوَيَّغَ الشَّمْسُ آخَرَ الظُّهْرِ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سورج ڈھل جانے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر کرتے پھر اتر کر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور اگر کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سفر پر روانہ ہو جاتے۔

اس کو شیخین رحمہم نے روایت کیا۔

857- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ إِلَى السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا جب آپ کو سفر پر جلدی جانا ہوتا تو مغرب کی نماز کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ مغرب اور عشاء کی نماز کو اکٹھا ادا فرماتے۔

۸۵۶ بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب یؤخر الظہر الی العصر اذا ارتحل . الخ ج ۱ ص ۱۵۰ مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۵

۸۵۷ بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب هل یؤذن او یقیم اذا جمع بین المغرب والعشاء ج ۱ ص ۱۴۹ مسلم کتاب المسافرین باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۵

عرفات و مزدلفہ کے علاوہ نمازوں کو جمع کرنے رد میں فقہ حنفی کے دلائل کا بیان

امام احمد رضا بریلوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی کہ امیر المؤمنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے۔ کہ کوئی شخص ایک وقت میں دو نمازیں نہ جمع کرنے پائے اور ان میں ارشاد فرمایا: ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے۔ - المؤطا لمحمد، الجمع بین الصلوٰتین ☆

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

الحمد للہ، امام عادل فاروق الحق والباطل نے حق واضح فرمایا۔ اور ان کے فرمانوں پر کہیں سے انکار نہ آنے لگا۔ گویا مسئلہ درجہ اجماع تک مترقی کیا۔ اتوں: یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جہت ہے۔ علاء بن الحارث تابعی صدوق فقیہ رجال صحیح مسلم و سنن اربعہ سے ہیں۔ نیز علاء کا مختلط ہونا ہمارے نزدیک مضرب نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ یہ روایت اس اختلاف سے بدلی گئی ہے۔ کیونکہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدر کتاب الصلوٰۃ باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے جس کا ایک راوی عطاء بن سائب ہے اور عطاء بن سائب کا مختلط ہونا سب کو معلوم ہے۔ مگر ابن ہمام نے کہا مجھے امید ہے کہ حماد بن سلمہ نے یہ روایت عطاء کے اختلاف میں جلاء ہونے سے پہلے اس سے اخذ کی ہوگی۔ پھر اسکی دلیل بیان کی کہ اگر ابہام پایا بھی جائے تو حسن کے درجے سے کم نہیں۔

اور امام محمول ثقہ فقیہ حافظ جلیل القدر بھی رجال مسلم و اربعہ سے ہیں۔

نیز مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک جہت ہے۔ رہا امام محمد کے اساتذہ کا مبہم ہونا، تو مبہم کی توثیق ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے۔ خصوصاً جب توثیق کرنے والی امام محمد جیسی ہستی ہو۔

اور اس سے قطع نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اسکی یہ خامی دور ہو گئی ہے۔ فتح المغیث میں مقلوب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشائخ بخاری میں احمد بن عدی سے مروی ہے کہ میں نے متعدد مشائخ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے ابن عدی کے واسطے سے یہ بات خطیب نے بھی اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے اور دیگر علماء نے بھی اور ابن عدی کے اساتذہ کا مبہم ہونا مضرب نہیں کیونکہ انکی تعداد اتنی ہے کہ اسکی وجہ سے وہ مجہول نہیں رہے۔

حضرت ابوقنادہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شوق و فرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا۔ جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا۔ اور کسی کا مال لوٹ لینا۔ (کنز العمال للمصنفی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔ اسکے سب رجال اسمعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح

مسلم سے ہیں۔ واللہ الحمد، طیفہ: حدیث مؤطا کے جواب میں تو ملا جی کو وہی انکا عذر معمولی عارض ہوا کہ منع کرنا عمر کا عادت اقامت میں بلا عذر تھا۔

اقول: اگر ہر جگہ ایسی ہی تخصیص تراش لینے کا دروازہ کھلے تو تمام احکام شرعیہ سے بے قیدوں کو سہل چھٹی ملے۔ جہاں چاہیں کہیں یہ حکم خاص فلاں لوگوں کے لئے ہے۔ حدیث صحیحین کو تین طرح رد کرنا چاہا۔

اول: انکار جمع اس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں۔ اس جواب کی حکایت خود اسکے رد میں کفایت ہے۔ اس سے اگر بطور مفہوم نکلتی ہے تو مزدلفہ کی جمع۔ کہ مابعد الا ہمارے نزدیک مسکوت عنہ ہے۔ انکار جمع تو اسکا صریح منطوق و مدلول مطابقی و منصوص عبارت النص ہے

اقول: اولاً۔ اسکی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا۔ ملا مدعی اجتہاد و حرمت تقلید ابو حنیفہ و شافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم رد کرنے کے لئے ایسی بدیہی غلطی میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جامہ کرتے۔ شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز و صحیح ہوگا۔ اب نہ اس میں شائبہ نضرانیت ہے نہ اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ کی آفت۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔

ثانیاً: بفرض غلط مفہوم ہی سہی اب یہ نامسلم کہ حنفیہ اس کے قائل نہیں۔ صرف عبارات شارع غیر متعلقہ بحقوقات میں اسکی نفی کرتے ہیں۔ کلام صحابہ و من بعدہم من العلماء میں مفہوم مخالف بے خلاف مرئی و معتبر۔ کما نص علیہ فی تحریر الاصول والنہر الفائق والدر المختار وغیرہا من الاسفار، قد ذکرنا نصوصہا، فی رسالتنا القطوف الذانیۃ لمن احسن الجماعۃ الثانیۃ۔

دوم: ایک رامپوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود سے مسند ابی یعلیٰ میں روایت یہ بھی ہے کہ کان اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجمع بین الصلوٰتین فی السفر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع کرتے تھے۔ تو موجود ہے کہ حدیث صحیح یحکم کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلیٰ کو حالت سیر پر عمل کریں۔ یہ مذہب امام مالک کی طرف عود کر جائیگا۔

اقول: اولاً۔ ملا جی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلیٰ کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح، حسن، غریب، معروف، منکر، شاذ، منقول، موجود ہیں ٹھہرایا ہے۔ پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہا کہ اس کتاب کی حدیث بدو صحیح کسی محدث کے یا پیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے۔ یہ کتاب اس طبقے کی ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مختلط ہیں۔ یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لئے ایک رامپوری ملا کی تقلید سے حلال بتاؤ۔ اتخذوا احبارہم و رہبانہم

ثانیاً: ملا جی، کسی ذی علم سے التجا کرو تو وہ تمہیں صریح و مجمل اور متعین و محتمل کا فرق سکھائے۔ حدیث صحیحین انکار جمع حقیقی میں نص صریح ہے اور روایت ابی یعلیٰ حقیقی جمع کا اصلاً پتہ نہیں دیتی۔ بلکہ احادیث جمع صوری میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری بتا رہی ہیں۔ تمہاری ذی ہوشی کہ نص و محتمل کو لا کر اختلاف محال سے راہ توفیق

ہیفہ قول: ملا جی کا اضطراب قابل تماشہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہیں راوی جمع ٹھہرا کر عدد رداۃ پندرہ بتاتے ہیں۔ کہیں تالی سمجھ کر چودہ۔ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا ابن مسعود فی احدی الروایتین، اب راوی کی تقلید سے وہ احدی وایتین بھی گئی۔ ابن مسعود خاصے مثبہان جمع ٹھہر گئے۔

سوم جسے ملا جی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہوئے ہیں۔ ان دو کو عربی میں بولے تھے۔ یہاں چمک چمک کر اردو میں

چمک رہے ہیں کہ۔

اگر کہو جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ پہاڑ مصیبت کا ٹوٹے گا کہ جمع بین الظہر اور صر و عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود سے تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے۔ پس جو تم جواب رکھتے ہو اسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی۔ کیونکہ چودہ صحابی سو بن مسعود کے اسکے ناقل ہیں۔ تو اسی واسطے ابن مسعود نے اسکا استثناء نہ کیا۔ اور اب محتمل نفی کا جمع بلا عذر ہوگی۔ اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالتقائسہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے مقائسہ ہے۔ وظلی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے۔

معیار الحق مصنفہ میاں نذیر حسین ملا جی اس جواب کو ملا جی گل سرسبز بنا کر سب سے اول ذکر کیا۔ ان دو کی تو امام نووی و سلام اللہ را پیوری کی طرف نسبت کی۔ مگر اسے بہت پسند کر کے بلا نقل و نسبت اپنے نامہ اعمال میں ثبت رکھا حالانکہ یہ بھی کلام امام نووی میں مذکور اور فتح اسہاری وغیرہ میں ماثور تھا۔ شہرت جمع عرفات سے جو جواب امام محقق علی الاطلاق محمد بن ابہام و غیرہ علماء اہم حنفیہ کرام نے افادہ فرمایا۔ اس کا نفیس و جلیل مطلب ملا جی کی فہم تنگ میں اصلاً نہ دھنسا۔ اجتہاد کے نشہ میں اٹکے باطل شہرت جمع سفر کا آوازہ کسا، اب فقیر غفرلہ القدر سے تحقیق حق سنئے۔

اولاً: قول و بحول ربی اصول۔ ملا جی جواب علماء کا یہ مطلب سمجھے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھیں تو تین نمازیں غیر وقت میں۔ مگر ذکر دو کیس۔ مغرب و صبح مزدلفہ، اور قیصری یعنی عصر عرفہ کو بوجہ شہرت ذکر نہ فرمایا: جس پر آپ نے یہ کہنے کی گنجائش سمجھی کہ یونہی جمع سفر بھی بوجہ شہرت ترک کی۔ اس ادعائے باطل کا لفاظہ تو بحمد اللہ اوپر کھل چکا کہ شہرت درکنار نفس ثبوت کے لالے پڑے ہیں۔ حضرت نے چودہ صحابہ کرام کا نام لیا پھر آپ ہی دس سے دست بردار ہوئے۔ چار باقی ماندہ میں دو کی روایتیں نری بے علاقہ اتر گئیں۔ رہے دو، وہاں بعونہ تعالیٰ وہ قاہر جواب پائے کہ جی ہی جانا ہوگا۔

اگر بالفرض دو سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرن صحابہ میں شہرت ہے۔ مگر یہاں تو کلام علماء کا وہ مطلب ہی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف انہیں دو نمازوں عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت۔ انہیں دو کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا۔ انہیں دو کو صلاتین کہہ کر یہاں ارشاد فرمایا۔ اگر

چہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ نامہ ایک کا نام لیا۔ صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا۔ ایسا اکتفا کلام صحیح میں شائع۔

قال عز وجل: وجعل لكم سرا بیل تقيکم الحر۔ اور تمہارے لئے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔
خود انہیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد دیکھئے۔ کہ پوچھا گیا کہ کیا
عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے۔

فرمایا: لا الا بجمع، نہ مگر مزدلفہ میں، کما قد منا عن سنن النسائي، یہاں بھی کہہ دیجو کہ جمع سفر و شہر
چھوڑ دیا ہے۔ اور سنئے، امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں۔

العمل على هذا عند اهل العلم ان لا يجمع بين الصلاتين الا في السفر او بعرفة۔

اہل علم کے یہاں عمل اسی پر ہے کہ بغیر سفر اور یوم عرفہ دو نمازیں جمع نہ کریں۔ امام ترمذی نے صرف نماز عرفہ کا
استثناء کیا نماز مزدلفہ کو چھوڑ دیا۔ تو ہے یہ کہ دونوں جمعین متلازم ہیں اور ایک کا ذکر دوسری کا یقیناً نہ کر۔ خصوصاً نماز عرفہ کہ اظہر
اشہر۔ تو مزدلفہ کا ذکر دونوں کا ذکر ہے، غرض ان صلاتین کی دوسری نماز ظہر عرفہ ہے نہ فجر نحر۔ وہ مسئلہ جداگانہ کا افادہ ہے۔ کہ
دونمازیں تو غیر وقت میں پڑھیں اور فجر وقت معمول سے پیشتر تاریکی میں، اور بلاشبہ اجماع امت ہے کہ فجر حقیقہ وقت سے
پہلے نہ تھی، نہ ہرگز کہیں کبھی اس کا جواز اور خود اسی حدیث ابو مسعود کے الفاظ مسلم کے یہاں بروایت جریر عن الاعمش،
قال قبل وقتها بغسل اس پر شاید، اگر رات میں پڑھی جاتی تو ذکر غسل کے کیا معنی تھے۔ صحیح بخاری میں تو تصریح صریح ہے کہ
فجر بعد طلوع فجر پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ساتھ مکہ گیا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو آپ نے دو نمازیں جمع کیں ایک ہی اذان و اقامت سے۔ درمیان میں رات کا آہٹا آہٹا۔
پھر طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز پڑھی۔

حضرت عبدالرحمن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج
ادا فرمایا پھر ہم مزدلفہ آئے جب عشا کی اذان کا وقت ہو چکا تھا یا قریب تھا۔ ایک شخص کو اذان و اقامت کا حکم دیا اور نماز مغرب
ادا کی اور بعد کی دو رکعتیں بھی۔ پھر شام کا کھانا منگا کر تناول فرمایا: پھر عشا کی دو رکعتیں پڑھیں جب صبح صادق ہوئی تو فرمایا:
حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نماز فجر کے علاوہ اس دن اور اس مقام کے سوا کبھی نماز فجر اتنے اول وقت میں نہیں پڑ
ھتے تھے۔

الجامع للبخاری المناسک، الجامع الصحيح للبخاری، المناسک،

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اجماع موافق و مخالف ہے کہ عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ
حقیقہ غیر وقت میں پڑھیں۔ تو فجر نحر و مغرب مزدلفہ کا حکم یقیناً مختلف ہے۔ ہاں عصر عرفہ و مغرب مزدلفہ متحد الحکم اور غیر وقت میں
پڑھنے کے حقیقی معنی انہیں کے ساتھ خاص۔ اور جب تک حقیقت ثبوتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں۔ نہ جمع بین الحقیقہ و المجاز

مذہب اہل السنہ۔ نصہ صلاحتی کے نزدیک تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو ظاہر پر حمل واجب۔

اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر متبادرو ہی معنی ہیں جو ان عصر و مغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع۔ تو واجب ہوا کہ جملہ صلی الفجر ان صلوٰتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلوٰتین سے وہی عصر و مغرب مراد۔ تو ان میں اصلاً کسی کا ذکر متروک نہیں۔ ہاں تفصیل میں پتے کے لئے ایک ہی کا نام لیا بوجہ کمال اشتہار۔ دوسری کا ذکر مطوی کیا۔

بجہ اللہ یہ معنی ہیں جواب علماء کے جس سے ملاحتی کی فہم بے سن اور ناحق آنچہ انساں می کند کی ہوس۔ ملاحتی! اب اس برابری کے بڑے بول کی خبریں کہئے کہ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا سمجھئے۔ خدا کی شان۔

ع، اوگماں بردہ کہ من کردم چو اوہما فرق را کے بیند آں استیزہ جو

فائدہ: یہ معنی نفیس فیض فلاح عظیم جل مجدہ سے قلب فقیر پر القا ہوئے۔ پھر ارکان اربعہ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھا تو بعینہ یہی معنی افادہ فرمائے ہیں۔ والحمد للہ

ہائیا: اقول وبالله التوفیق۔ اگر نظر تتبع کو جولاں دیجئے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کہ یہ جواب علماء محض تنزیلی تھا۔ ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرما چکے۔ یہ حدیث سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر عرفہ میں یوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ملاحتی! اب کہئے: معصیت کا پہاڑ کس پر ٹوٹا؟ ملاحتی! ابھی آپکی نازک چھاتی پردلی کی پہاڑی آتی ہے۔ سخت جانی کے آمرے پر سانس باقی ہو تو سر بچائیے کہ عنقریب مکہ کا پہاڑ ابوقیس آتا ہے۔ ملاحتی! دعویٰ اجتہاد پر ادھار کھائے پھرتے ہو اور علم حدیث کی ہوانہ لگی احادیث مرویہ بالمعنی صحیحین وغرہا صحاح و سنن، مسانید و معاجیم، جوامع و اجزاء وغیرہا میں دیکھئے صد ہا مثالیں اس کی پائیے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں۔ کوئی ایک نکر اکوئی دوسرا کوئی کسی طرح، کوئی کسی طرح۔ جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔

ولہذا امام الشان ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں جب تک حدیث کو ساتھ وجہ سے نہ لکھتے اسکی حقیقت نہ پہچانتے۔

یہاں بھی مخرج اعمش بن عمارة عن عبدالرحمن عن عبداللہ ہے۔ اعمش کے بعد حدیث منتشر ہوئی۔ ان سے حفص بن غیاث، ابو معاویہ، ابو عوانہ، عبدالواحد بن زیاد، جریر سفین، داؤد، شعبہ وغیرہم اجلہ نے روایت کی۔

یہ روایتیں الفاظ و اطوار، بسط و اختصار، اور ذکر و اقتصار میں طرق شتی پر آئیں۔ کسی میں مغرب و فجر کا ذکر ہے۔ ظہر عرفہ مذکور نہیں۔ کروایۃ الصحیحین، کسی میں ظہر عرفہ و مغرب کا بیان ہے فجر مزدلفہ ماثور نہیں۔ کروایۃ النسائی۔ کسی میں

صرف مغرب کا تذکرہ ہے ظہر فجر و صیغہ مارأیت، وغیرہ کچھ مسطور نہیں کحدیث النسائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مغرب و مشرب کو مزدلفہ میں جمع کیا۔ (فتاویٰ رضویہ)

شیعہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں کیوں پڑھتے ہیں؟

اہل تشیع کے نامور محقق لکھتے ہیں۔ بہتر ہے کہ اس بحث کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے اس بارے میں فقہاء کے نظریات بیان کر دیئے جائیں۔ سارے اسلامی فرقے اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ میدان عرفات میں ظہر کے وقت نماز ظہر اور نماز عصر کو اکٹھا اور بغیر فاصلے کے پڑھا جاسکتا ہے اسی طرح مزدلفہ میں عشا کے وقت نماز مغرب اور عشا کو ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے

حنفی فرقہ کا کہنا ہے کہ : نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو اکٹھا ایک وقت میں پڑھنا صرف دو ہی مقامات میدان عرفات اور مزدلفہ میں جائز ہے اور باقی جگہوں پر اس طرح ایک ساتھ نمازیں نہ پڑھی جائیں۔

حنبل، مالکی اور شافعی فرقوں کا کہنا ہے کہ نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ان گزشتہ دو مقامات کے علاوہ سفر کی حالت میں بھی ایک ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے ان فرقوں میں سے کچھ لوگ بعض اضطراری موقعوں جیسے بارش کے وقت یا نمازی کے پیر ہونے پر یا پھر دشمن کے ڈر سے ان نمازوں کو ساتھ میں پڑھنا جائز قرار دیتے ہیں۔

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز ظہر و عصر اور اسی طرح نماز مغرب و عشاء کے لئے ایک خاص وقت ہے اور ایک مشترک وقت

(الف) نماز ظہر کا خاص وقت شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لیکر اتنی دیر تک ہے جس میں چار رکعت نماز پڑھی جائے
(ب) نماز عصر کا مخصوص وقت وہ ہے کہ جب غروب آفتاب میں اتنا وقت باقی بچا ہو کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے۔ (ج) نماز ظہر و عصر کا مشترک وقت نماز ظہر کے مخصوص وقت کے ختم ہونے اور نماز عصر کے مخصوص وقت کے شروع ہونے تک ہے۔

شیعہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان تمام مشترک اوقات میں نماز ظہر و عصر کو اکٹھا اور فاصلے کے بغیر پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اہل سنت کہتے ہیں۔ کہ نماز ظہر کا مخصوص وقت، شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لیکر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اس وقت میں نماز عصر نہیں پڑھی جاسکتی اور اس کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک نماز عصر کا مخصوص وقت ہے اس وقت میں نماز ظہر نہیں پڑھی جاسکتی۔ (د) نماز مغرب کا مخصوص وقت شرعی مغرب کی ابتدا سے لے کر اس وقت تک ہے (۱) الفقہ

على المذاهب الاربعہ کتاب الصلوٰۃ الجمع بین الصلاتین تقدیمًا و تاخیرًا، سے اقتباس

کہ جس میں تین رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس وقت میں صرف نماز مغرب ہی پڑھی جاسکتی ہے۔ نماز عشاء کا مخصوص وقت یہ ہے کہ جب آدھی رات میں صرف اتنا وقت رہ جائے کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے تو اس کوتاہ وقت میں صرف

نہ عشاء ہی پڑھی جائے گی۔

مغرب و عشاء کی نمازوں کا مشترک وقت نماز مغرب کے مخصوص وقت کے ختم ہونے سے لے کر نماز عشاء کے مخصوص

وقت تک ہے۔ شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس مشترک وقت کے اندر مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے ادا کی جاسکتی ہیں لیکن اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ نماز مغرب کا مخصوص وقت غروب آفتاب سے لے کر مغرب کی سرخی زائل ہونے تک ہے اور اس وقت میں نماز عشاء نہیں پڑھی جاسکتی پھر مغرب کی سرخی کے زائل ہونے سے لیکر آدھی رات تک نماز عشاء کا خاص وقت ہے اور اس وقت میں نماز مغرب ادا نہیں کی جاسکتی

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ شیعوں کے نظریے کے مطابق شرعی ظہر کا وقت آجانے پر نماز ظہر بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عصر ادا کر سکتے ہیں نماز ظہر کو اس وقت نہ پڑھ کر نماز عصر کے خاص وقت تک پڑھتے ہیں۔ اس طرح کہ نماز ظہر کو نماز عصر کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عصر پڑھ لیں اس طرح نماز ظہر و عصر کو جمع کیا جاسکتا ہے اگرچہ مستحب یہ ہے کہ نماز ظہر کو زوال کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عصر کو اس وقت ادا کیا جائے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

اسی طرح شرعی مغرب کے وقت نماز مغرب کے بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عشاء پڑھ سکتے ہیں یا پھر اگر چاہیں تو نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے قریب پڑھیں وہ اس طرح کہ نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھ لیں اس طرح نماز مغرب و عشاء کو ساتھ میں پڑھا جاسکتا ہے۔ اگرچہ مستحب یہ ہے کہ نماز مغرب کو شرعی مغرب کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عشاء کو مغرب کی سرخی کے زائل ہوجانے کے بعد بجالایا جائے یہ شیعوں کو نظریہ تھا۔

لیکن اہل سنت کہتے ہیں کہ نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشاء کو کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت میں ایک ساتھ ادا کرنا صحیح نہیں ہے اس اعتبار سے بحث اس میں ہے کہ کیا ہر جگہ اور ہر وقت میں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں ٹھیک اسی طرح جیسے میدان عرفہ اور مزدلفہ میں دو نمازوں کو ایک ساتھ ایک ہی وقت میں پڑھا جاتا ہے۔

سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں لیکن اس روایت کی تفسیر میں دو نظریے پائے جاتے ہیں۔

الف: شیعہ کہتے ہیں کہ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کے ابتدائی وقت میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عصر و عصر پڑھا جاسکتا ہے اور اسی طرح نماز مغرب کے ابتدائی وقت میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عشاء کو پڑھا جاسکتا ہے اور یہ مسئلہ کسی خاص وقت اور کسی خاص جگہ یا خاص حالات سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر وقت میں ایک ساتھ دو نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔

ب: اہل سنت کہتے ہیں مذکورہ روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عصر کو اس کے اول

وقت میں پڑھا جائے اور اسی طرح نماز مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔
اب ہم اس مسئلے کی وضاحت کے لئے ان روایات کی تحقیق کر کے یہ ثابت کریں گے کہ ان روایات میں دو نمازوں کو جمع کرنے سے وہی مراد ہے جو شیعہ کہتے ہیں۔ یعنی دو نمازوں کو ایک ہی نماز کے وقت میں پڑھا جاسکتا ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔

دو نمازوں کو جمع کرنے میں اہل تشیع کے دلائل کا بیان

(۱) جابر بن زید کا بیان ہے کہ انہوں نے ابن عباس سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے: میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعت نماز (ظہر و عصر) اور سات رکعت نماز (مغرب و عشاء) کو ایک ساتھ پڑھا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے ابو عشاء سے کہا: میرا یہ گمان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر کو تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عصر کو جلد ادا کیا ہے اسی طرح نماز مغرب کو بھی تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عشاء کو جلدی ادا کیا ہے ابو عشاء نے کہا میرا بھی یہی گمان ہے۔ (۱) مسند احمد ابن حنبل

اس روایت سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے پڑھا تھا۔ احمد ابن حنبل نے عبد اللہ بن شقیق سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۲) ایک دن عصر کے بعد ابن عباس نے ہمارے درمیان خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے اور لوگ نماز کی ندائیں دینے لگے ان میں سے بنی تمیم قبیلے کا ایک شخص نماز کھینے لگا ابن عباس نے غصے میں کہا کیا تم مجھے سنت پیغمبر کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ میں نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے دیکھا ہے عبد اللہ نے کہا اس مسئلے سے متعلق میرے ذہن میں شک پیدا ہو گیا تو میں ابو ہریرہ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے ابن عباس کی بات کی تائید کی۔

(۳) اس حدیث میں دو صحابی عبد اللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ اس حقیقت کی گواہی دے رہے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا ہے اور ابن عباس نے بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کی پیروی کی ہے۔

(۴) مالک بن انس کا اپنی کتاب موطأ میں بیان ہے: رسول خدا (ص) نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں جبکہ نہ تو کسی قسم کا خوف تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔

(۵) مالک بن انس نے معاذ بن جبل سے یہ روایت نقل کی ہے: رسول خدا (ص) نماز ظہر عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ایک ساتھ بجالاتے تھے۔

(۶) مالک بن انس نے نافع سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دن میں سفر کرنا چاہتے تھے تو ظہر اور عصر کی نمازوں کو اکٹھا ادا کر لیا کرتے تھے اور جب رات میں سفر کرنا ہوتا تھا تو مغرب

بہارِ اہلِ السنۃ کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ (۸) موطا مالک کتاب الصلوٰۃ ص حدیث۔

(۷) محمد زرقانی نے موطا کی شرح میں ابن شعثا سے یوں روایت نقل کی ہے بے شک ابن عباس نے بصرہ میں نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے پڑھا تھا اور اسی طرح نماز مغرب و عشاء کو بھی اکٹھا اور بغیر فاصلے کے بجالائے تھے۔ زرقانی نے طبرانی سے اور انہوں نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے:

(۸) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا (۱) موطا پر زرقانی کی شرح، جز اول باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر والمصر ص طبع مصر۔ جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس عمل کو اس لئے انجام دیا ہے تاکہ میری امت مشقت میں نہ پڑ جائے۔

(۹) مسلم بن حجاج نے ابوزبیر سے اور انہوں نے سعید بن جبیر سے اور ابن عباس سے یوں روایت نقل کی ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف و سفر کے نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ پڑھا تھا۔ اس کے بعد ابن عباس نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کے بارے میں کہا کہ: آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت میں سے کوئی بھی شخص مشقت میں نہ پڑے۔

(۱۰) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور بارش کے نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو اکٹھا پڑھا تو اس وقت سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے پوچھا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیوں کیا؟ تو ابن عباس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو زحمت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔

(۱۱) ابو عبد اللہ بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں اس سلسلے میں باب تأخیر الظہر الی العصر کے نام سے ایک مستقل باب قرار دیا ہے۔ یہ خود عنوان اس بات کا بہترین گواہ ہے کہ نماز ظہر میں تاخیر کر کے اسے نماز عصر کے وقت میں اکٹھا بجا دیا جاسکتا ہے اس کے بعد بخاری نے اسی مذکورہ باب میں درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۱۲) ایک شخص نے ابن عباس سے کہا: نماز تو ابن عباس نے کچھ نہ کہا اس شخص نے پھر کہا نماز پھر بھی ابن عباس نے سے کوئی جواب نہ دیا تو اس شخص نے پھر کہا نماز لیکن ابن عباس نے پھر کوئی جواب نہیں دیا جب اس شخص نے چوتھی مرتبہ کہا: نماز ابن عباس بولے او بے اصل! تم ہمیں نماز کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ جبکہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالایا کرتے تھے۔

(۱۳) مسلم نے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں نمازوں کو جمع کر کے نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا تھا سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت مشقت میں نہ پڑے۔

(۱۴) مسلم ابن حجاج نے معاذ سے اس طرح نقل کیا ہے: ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف

کتاب حساب

نکلتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھا۔ مابک ابن انس ؓ اپنی کتاب الموطا میں بیان ہے کہ ابن شہاب نے سالم بن عبد اللہ سے سوال کیا کہ کیا حالت سفر میں نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ پڑھا جاسکتا تھا؟ سالم بن عبد اللہ نے جواب دیا ہاں اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے کیا تم نے عرفہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے؟

یہاں پر اس نکتے کا ذکر ضروری ہے کہ عرفہ کے دن نماز ظہر و عصر کو نماز ظہر کے وقت میں بجالانے کو سب مسلمان چاہتے ہیں اس مقام پر سالم بن عبد اللہ نے کہا تھا کہ جیسے لوگ عرفہ کے دن دو نمازوں کو اکٹھا پڑھتے ہیں اسی طرح عام دنوں میں بھی دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ متقی ہندی اپنی کتاب کنز العمال میں لکھتے ہیں: عبد اللہ ابن عمر ؓ نے کہا: کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر سفر کے نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو اکٹھا پڑھا تھا ایک شخص نے ابن عمر سے سوال کیا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا؟ تو ابن عمر نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے تاکہ اگر کوئی شخص چاہے تو دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالائے۔ (کنز العمال کتاب السنوۃ)

نتیجہ:

اب ہم گزشتہ روایات کی روشنی میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے سلسلے میں شیعوں کے نظریہ کے صحیح ہونے پر چند باتیں پیش کریں گے۔

دو نمازوں کو ایک وقت میں ایک ساتھ بجالانے کی اجازت نمازیوں کی سہولت اور انہیں مشقت سے بچانے کے لئے دی گئی ہے۔ متعدد روایات میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر نماز ظہر و عصر یا مغرب۔ (کنز العمال، کتاب السنوۃ) عشاء کو ایک وقت میں بجالانا جائز نہ ہوتا تو یہ امر مسلمانوں کے لئے زحمت و مشقت کا باعث بنتا اسی وجہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کے لئے دو نمازوں کو ایک وقت میں بجالانے کو جائز قرار دیا ہے۔ واضح ہے کہ اگر ان روایات سے یہ مراد ہو کہ نماز ظہر کو اسکے آخری وقت (جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہو جائے) تک

تاخیر کر کے پڑھا جائے اور نماز عصر کو اسکے اول وقت میں بجالایا جائے اس طرح ہر دو نمازیں ایک ساتھ پڑھنے کے اوقات میں پڑھی جائیں (اہل سنت حضرات ان روایات سے یہی مراد لیتے ہیں) تو ایسے کام میں کسی طرح کی سہولت نہیں ہوگی بلکہ یہ کام مزید مشقت کا باعث بنے گا جبکہ دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالانے کی اجازت کا یہ مقصد تھا کہ نمازیوں کے لئے سہولت ہو۔ اس بیان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گزشتہ روایات سے مراد یہ ہے کہ دو نمازوں کو ان کے مشترک وقت کے ہر حصے میں

بجالایا جاسکتا ہے اب نماز گزار کو اختیار ہے کہ وہ مشترک وقت کے ابتدائی حصے میں نماز پڑھے یا اس کے آخری حصے میں اور ان روایات سے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے۔

روز عرفہ دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے حکم سے باقی دنوں میں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک عرفہ کے دن ظہر و عصر کی نمازوں کو ایک وقت میں بجالانا جائز ہے۔

مزید برآں زشتہ روایات میں سے بعض اس بات کی گواہ ہیں کہ میدان عرفات کی طرح باقی مقامات پر بھی نمازوں کو اکٹھا کر دیا جاتا ہے اب اس اعتبار سے روز عرفہ اور باقی عام دنوں کے درمیان یا عرفات کی سرزمین اور باقی عام جگہوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لہذا جس طرح مسلمانوں کے متفقہ نظریے کے مطابق عرفہ میں ظہر و عصر کی نمازوں کو ظہر کے وقت پر ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے اسی طرح عرفہ کے علاوہ بھی ان نمازوں کو ظہر کے وقت اکٹھا پڑھنا بالکل صحیح ہے۔

سفر کی حالت میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے حکم سے غیر سفر میں بھی نمازوں کے ایک ساتھ بجالانے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف سے منبلی، مالکی، اور شافعی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حالت سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اور دوسری طرف زشتہ روایات صراحت کے ساتھ کہہ رہی ہیں کہ اس اعتبار سے سفر اور غیر سفر میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حالتوں میں نمازوں کو اکٹھا پڑھا تھا۔ لفقہ علی المذاہب الاربعہ، کتاب الصلوٰۃ، الجمع بین الصلوٰتین تقدیماً و تاخیراً، نمازوں کو اکٹھا بجالانا صحیح ہے اسی طرح عام حالات میں بھی دو نمازوں کو اکٹھا پڑھا جاسکتا ہے۔ اضطراری حالت میں دو نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کے حکم سے عام حالات میں بھی نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کا جواز معلوم ہو جاتا ہے، اہل سنت کی صحیح اور مسند کتابوں میں سے بہت سی روایات اس حقیقت کی گواہی دیتی ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے چند اضطراری موقعوں پر جیسے بارش کے وقت یا دشمن کے خوف سے یا بیماری کی حالت میں نمازوں کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں (ٹھیک اسی طرح جیسے شیعہ کہتے ہیں) پڑھا تھا اور اسی وجہ سے مختلف اسلامی فرقوں کے فقہاء نے بعض اضطراری حالات میں دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنا جائز قرار دیا ہے جب کہ زشتہ روایات اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہی ہیں کہ اس سلسلے میں اضطراری اور عام حالات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حالتوں میں اپنی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا ہے۔

اہل تشیع کا نمازوں کو جمع کرنے کا روشیہ کتب کی روشنی میں

اسلام میں پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہے لیکن شیعہ حضرات صرف 3 وقت کی نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں فجر، ظہر، عصر اور مغرب لیکن خود، ناکدہب اس سلسلے میں کیا کہتا ہے اس پر آج روشنی ڈالی جائے گی۔

میں نے امام غ سے پوچھا کہ حنظلہ آپ کی طرف وقت لایا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم پر جھوٹ نہیں ہوگا میں نے کہا کہ آپ نے ان سے بیان کیا ہے کہ پہلی نماز اللہ نے اپنے نبی پر اس آیت کے ذریعے سے نازل کی نماز پڑھو زوال شمس کے بعد سے تو یہ وقت ظہر ہے جب سایہ قد آدم نہ ہو وقت ظہر ہے جب یہ ہو جائے تو عصر ہے یہ آخر وقت عصر کا ہے حضرت نے فرمایا کہ اس نے۔ (فروع کافی جلد دوم باب 4)

شیعہ عصر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں لیکن خود انکی کتب میں لکھا ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد عصر کی نماز پڑھنی چاہیے دیکھیں فروع کافی جلد دوم باب 4 میں ہی میں نے حضرت سے کہا کہ میں ظہر کی نماز کب پڑھوں تو فرمایا آٹھ رکعت ظہر کی نماز پڑھ پھر عصر کی

اسی طرح عشاء کا ذکر بھی موجود ہے جب سورج ڈوب جائے تو دونوں نمازوں کا وقت آ جاتا ہے مغرب پہلے ہوگی اور عشاء بعد میں (فروع کافی جلد دوم باب 4)۔

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعہ ان کتب کو اپنے لیے تبرک سمجھتے ہیں انکا دعوہ ہے کہ ہم نے براہ راست احادیث خاندان نبوی ص سے لیا ہے لیکن اپنی کتب میں اپنے اکابرین کے قول کی نفی کرتے نظر آتے ہیں جو شیعہ حضرات کے لیے یقیناً ایک لمحہ فکریہ ہے۔ میرے مضمون کا مقصد اگر یہاں کوئی شیعہ حضرات ہو تو اسکی دل آزاری نہیں بلکہ حقیقت بیانی ہے کافی اور مسافری کتب کو شیعہ حضرات قرآن سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ غار سرمن راہ میں بارہویں امام کی تصدیق شدہ اس کتب کی ان روایات کو شیعہ حضرات آخر کیوں نظر انداز کرتے ہیں۔

اہل تشیع کی مستدل روایات کا تخصیص پر محمول ہونا

ہم نے اہل تشیع کے دلائل من وعن بیان کر دیے ہیں۔ لیکن ان کے استدلال میں کثیر روایات مروی ہیں۔ جو تخصیص پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے فقہ حنفی کے مطابق کثرت روایات جو قرآنی نصوص کے موافق ہونے کے ساتھ تواتر کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کی دلالت عموم پر ہے۔ اہل تشیع حضرات اگر درجن تو کیا ہزاروں بھی روایات پیش کر دیں تو پھر بھی وہ ایک ایسی روایت پیش نہیں کر سکتے جس میں زمان و مکان کی تخصیص کے بغیر نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ بیان ہوا ہو۔ محض سید کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے تعصب کرتے ہوئے جاہلانہ استدلال سے مسائل کا استنباط کرنا کس قدر قرآن و سنت کے احکام پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔

اہل تشیع کو استدلال کرنے سے پہلے اس اصول کو مد نظر رکھنا چاہیے تھا کہ جب کسی عمل کے خلاف قول آجائے تو عمل تخصیص کا احتمال رکھنے والا ہوتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا چودہ سو سالہ اجماع ہے کہ نمازوں کو جمع کرنے کی تخصیص صرف عرفات و مزدلفہ میں ان خاص ایام میں ہے۔ اس کے سوا دنیا کے کسی ملک، شہر، گاؤں۔ گلی یا مکان کو یہ تخصیص حاصل نہیں ہے۔ لہذا اگر کسی نے کہیں تخصیص ثابت کرنے کی کوشش کی تو وہ نص قطعی "" کا منکر ہوگا۔ کیونکہ قرآن کی اس نص میں تصریح کے ساتھ اوقات نماز کا حکم دیا گیا ہے۔ اور جب نص سے صراحت ثابت ہو جائے تو کسی طرح بھی محتمل نہیں ہوتی۔ لیکن اس نص کی صراحت کے باوجود کوئی تخصیص کو ثابت کرے تو اس کو سوائے اسلام دشمنی کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اہل سنت کے موقف میں کثیر احادیث بیان ہو چکی ہیں۔ لیکن ہم مزید تردید کے لئے فقہ کا اصول پیش کر دیتے ہیں تاکہ شک و شبہ بھی ختم ہو جائے اور روز روشن کی طرح اہل سنت کی حقانیت واضح ہو جائے۔

حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جائے گا

اس قعدہ کا ماخذ یہ ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہدایت سے واپس لوٹے تو میں آپ کے ساتھ سوار تھا، جب آپ گھائی پر آئے تو آپ نے سواری بٹھائی اور قضاء
میت کے لئے نیچے اتر گئے جب واپس آئے تو میں نے برتن سے پانی لیکر آپ کو وضو کرایا، پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ آئے اور
باب مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔ (مسلم، ج ۱، ص ۴۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)
اس حدیث میں نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنے کا ثبوت ہے جو کہ ایام حج میں اس کے احکام کے ساتھ خاص
ہے نیز اس حدیث سے کوئی یہ استدلال کرتے ہوئے نہیں کہہ سکتا کہ نماز مغرب اور عشاء کو جہاں چاہیں جمع کر کے پڑھ سکتے
ہیں بلکہ عام حکم خاص سے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

حکم عام کے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص کا بیان

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔ (النساء) اس آیت میں بیان کردہ حکم کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر نماز کو
اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کرنا ضروری ہے اس سے معلوم ہوا کہ دو نمازوں کو جمع کرنے والا حکم ایام حج میں اس کے
ناہک ادا کرنے والے کے ساتھ خاص ہے لہذا اس عام حکم کو اس سے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ دو نمازوں کو جمع کرنے کے
لئے جواراں عمومی حکم یعنی ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر پڑھا جائے اس پر بھی غل ہوگا۔

بَابُ جَمْعِ التَّأخِيرِ بَيْنَ الصَّلَوَتَيْنِ فِي السَّفَرِ

دوران سفر دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں اکٹھا پڑھنا

۸۵۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ
الشَّمْسُ آخِرَ الظُّهْرِ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَإِذَا زَاغَتْ صَلَّيَ الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَابْنُ
وَرَابَةَ لِمُسْلِمٍ آخِرَ الظُّهْرِ حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا.

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر پر تشریف لے
جاتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب (سفر سے پہلے) سورج ڈھل جاتا تو ظہر
کی نماز پڑھتے پھر سوار ہو جاتے یعنی سفر پر روانہ ہو جاتے تھے اور امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ
آپ ﷺ ظہر کو مؤخر فرماتے حتیٰ کہ عصر کا پہلا وقت داخل ہو جاتا تو پھر ان دونوں کو جمع فرماتے۔

۸۵۹- وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجَلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ
لَيَجْمَعَ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو جب سفر پر جلدی جانا ہوتا تو ظہر کو عصر کے پہلے وقت تک

۸۶۰ بخاری ابواب تقصیر الصلوٰۃ باب اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس ج ۱ ص ۱۵۰ مسلم کتاب المسافرین باب جوار الحجة

بن الصلواتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۵

۸۶۱ مسلم کتاب المسافرین باب جوار الجمع بین الصلواتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۵

موخر کرتے پھر ان دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور مغرب کو موخر فرماتے یہاں تک کہ شفق کے غروب ہوتے وقت مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت ہے۔

860- وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بَعْدَ أَنْ تَغَيَّبَ الشَّفَقُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو شفق کے غائب ہونے کے بعد مغرب و عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے تھے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

861- وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِلَى رُبْعِ اللَّيْلِ . رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ .
قَالَ الْبَيْهَقِيُّ هَذِهِ الزِّيَادَةُ فِي الْمَرْفُوعِ إِنَّمَا هُوَ وَهُمْ وَالصَّوَابُ وَقَلْبُهَا وَفِيهَا اضْطِرَابٌ وَالْمَحْفُوظُ بِذَوْنِهَا .

☆ اور آپ ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو رات کے چوتھائی حصے تک موخر کر کے اکٹھا ادا فرماتے اس کو دارقطنی نے روایت کیا۔

اس کتاب کے مرتب محمد بن علی نبوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حدیث مرفوع میں ان الفاظ کی زیادتی ایک وہم ہے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور اس میں اضطراب ہے اور اس زیادتی کے بغیر یہ حدیث محفوظ ہے۔

862- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاثَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ لَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرَفٍ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيهِ أَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ وَهُوَ مُدْلِسٌ .

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ہی تھے کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے ان دونوں نمازوں کو مقام سرف میں اکٹھا ادا فرمایا۔

اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا اور اس حدیث کی (سند میں) ایک راوی ابوالزبیر ہیں جو کہ مدس ہے۔

۸۶۰ مسند کتاب المسافریں باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۲۴۵

۸۶۱ دارقطنی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۳۹۲

۸۶۲ ابوداؤد کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۲۱ نسائی کتاب المواقیت باب الوقت الذی یجمع فیہ الصلوات

المغرب والعشاء ج ۱ ص ۹۹

بَابُ مَا يَدُلُّ أَنَّ الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاةَيْنِ فِي السَّفَرِ كَانَ جَمْعًا صَوْرِيًّا

ان روایات کا بیان جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو

اکٹھا پڑھنا یہ جمع صوری تھا۔

863- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ لَوَلِيَّتِهَا إِلَّا يَجْمَعُ

ان روایات پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ اور عرفات کے علاوہ ہر نماز کو اس کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

اس کو امام نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

864- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ

ان روایات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوران سفر ظہر کو مؤخر فرماتے اور عصر کو مقدم فرماتے تھے اور اس طرح مغرب و مؤخر فرماتے اور عشاء کو مقدم فرماتے تھے اس کو طحاوی احمد اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

865- وَعَنْ كَثِيرِ بْنِ قَارَوْنَةَ قَالَ سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ صَلَاةِ أَبِيهِ فِي السَّفَرِ وَسَأَلْنَاهُ هَلْ كَانَ يَجْمَعُ

بین فیین صلواتہ فی سفرہ فذکر ان صلیۃ بنت ابی عبید کانت تحتہ فکتبت الیہ وھو فی زراعیۃ لہ انی فی ہر یوم من ایام الدنیا واول یوم من الآخرۃ فربک فاسرع السیر الیہا حتی اذا حانت صلوۃ الظہر قال لہ للمؤذن الصلوۃ یا ابا عبید الرحمن فلم یلتفت حتی اذا کان بین الصلوتین نزل فقال اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم ربک حتی اذا غابت الشمس قال لہ المؤذن الصلوۃ فقال کفعلک فی صلوۃ الظہر والعصر ثم سار حتی اذا شکت السحور نزل ثم قال للمؤذن اقم فاذا سلمت فاقم فصلی ثم انصرف فالتفت الیہ فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حضر احدکم الامر الذی یخاف فواتہ فلیصل هذه الصلوۃ . رواہ النسائی و اسنادہ صحیح .

حضرت کثیر بن قارونہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سالم بن عبداللہ سے دوران سفر ان کے والد کی نماز کے بارے میں پوچھا اور ہم نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ دوران سفر نمازوں کو جمع فرماتے تھے تو آپ نے فرمایا حضرت صفیہ

۱۲ کتاب مناسک الجمع باب الجمع یوم الظہر والعصر بعرفۃ ج ۲ ص ۴۴

۱۲ طحاوی کتاب الصلوۃ باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۱۲ مسند احمد ج ۶ ص ۱۳۵

۱۲ ابن ابی شیبہ کتاب الواقیت باب الوقت الذی یجمع فیہ المسافرین الظہر والعصر ج ۱ ص ۹۸

بنت ابوعبیدہؓ ان کے نکاح میں تھیں تو انہوں نے آپ کی طرف خط لکھا اور انھیں لکھا کہ آپ کھیتی باڑی میں مشغول تھے کہ بے شک میرا دنیا کے دنوں میں سے آخری دن ہے اور آخرت کے دنوں میں سے پہلا دن ہے تو آپ سوار ہو کر تیزی سے ان کی طرف چلے گئے کہ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو مؤذن نے آپ کو کہا: اے ابوعبدالرحمن نماز تو آپ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ جب ظہر اور عصر کا درمیانی وقت آیا تو سواری سے اتر کر مؤذن سے کہا کہ تو اقامت کہہ پس جب میں سلام پھیروں تو عصر کی نماز کے لئے اقامت کہنا پھر سوار ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو مؤذن نے کہا نماز تو آپ نے فرمایا ایسا ہی کرنا جیسے تو نے ظہر اور عصر کی نماز کے وقت کیا تھا پھر آپ چلے گئے کہ جب ستارے خوب ظاہر ہو گئے تو اتر کر مؤذن سے کہا کہ اقامت کہو پس جب میں سلام پھیروں پھر تو (عشاء کی نماز کے لئے) اقامت کہنا پھر آپ نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے فوت ہونے کا تمہیں خوف ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس طرح نماز پڑھ لے۔

اس کو امام نسائی بیسیۃ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۸۵۵- وَعَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ أَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الصَّلَاةُ قَالِ يَرْسُزُ حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَبَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجَلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ فَسَارَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالدَّارُ قُطَيْبٌ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت نافعؓ اور عبد اللہ بن واقدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے مؤذن نے کہا نماز تو ابن عمرؓ بیٹھائے کہا چہ چلو حتیٰ کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے اترے تو مغرب کی نماز پڑھی پھر شفق کے غائب ہونے تک انتظار کرتے رہے پھر عشاء کی نماز پڑھی پھر فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کو کسی معاملہ میں جلدی ہوتی تو اس طرح ہی فرماتے جس طرح میں نے کیا ہے تو اس سفر میں ابن عمرؓ نے تین دنوں کی مسافت ایک دن اور رات میں طے کی۔

اس کو ابوداؤد اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۸۵۶- وَعَنْ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي سَفَرٍ يُرِيدُ أَرْضَ سَلَةَ فَأَتَاهُ ابْنُ فَقَالَ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ لَمَّا بِهَا فَأَنْظَرَ أَنْ تُدْرِكَهَا فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُسَافِرُهُ وَكَانَتْ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ وَكَانَ عَهْدِي بِهِ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَبْطَأَ قُلْتُ الصَّلَاةَ

۸۵۶ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۷۱ دارقطنی کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۲۹۳

۸۵۷ نسائی کتاب المواقیب باب الوقت النبی یجمع فیہ المسافر بین المغرب والعشاء ج ۱ ص ۹۹ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۷۱ دارقطنی کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوتین فی السفر ج ۱ ص ۲۹۳ طحاوی کتاب الصلوٰۃ باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۱۲

برسعت نہ فائتکت الی ومضی حتی اذا کان فی البحر الشقی نزل المصلی المغرب ثم اقام العشاء ولقد توارى
بمنی المصلی بانه اقبل علينا لقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا عجل به السير صنع هكذا .
رواه شایب و ابو داؤد والطحاوی والدارقطنی و اسنادہ صحیح .

حضرت ابن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت تابعی ثنونی نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
بک سڑ میں تھا آپ اپنی زمین جانے کا ارادہ رکھتے تھے تو ان کے پاس ایک آنیوانا آیا اور کہا کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبیدہؓ
ہیں۔ آپ دیکھیں اگر ان کو (حالت حیات میں) پاسکیں پس آپ تیزی سے نکلے اور آپ کے ساتھ ایک قریشی شخص تھا جو
آپ کے ساتھ سفر کر رہا تھا سورج غائب ہو گیا لیکن آپ نے نماز نہیں پڑھی اور میرے خیال میں آپ نماز کی پابندی فرماتے
تھے پس جب انہوں نے تاخیر کی تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے نماز (کا وقت ہو گیا ہے) پس آپ میری طرف متوجہ
ہوئے اور پتے رہے حتیٰ کہ شفق کے آخری وقت میں آپ نے اتر کر مغرب کی نماز پڑھی پھر عشاء کی اقامت کہی گئی جب کہ
شفق غائب ہو چکا تھا تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں
ہدی ہوتی تو اسی طرح کرتے تھے اس کو نسائی ابو داؤد و طحاوی اور دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

888- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَانَ إِذَا سَافَرَ بَعْدَ مَا تَغَرَّبَ الشَّمْسُ حَتَّى كَادَ أَنْ تَظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُو بِعِشَاءٍ فَيَتَعَشَّى
ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُولُ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ
صَحِيحٌ .

حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہم اپنے والد اور اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سورج غروب ہو جانے کے بعد سفر پر چلتے تو جب تاریکی چھا جاتی تو اتر کر مغرب کی نماز پڑھتے پھر رات
کا کھانا منگوا کر تناول فرماتے پھر کوچ کرتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔
اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

889- وَعَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ وَقَدْ ثُتِّ أَنْتَا وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَنَحْنُ نُبَادِرُ لِلْحَجِّ لَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ
وَالْعَصْرِ نُقَدِّمُ مِنْ هَذِهِ وَنُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ وَنَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ نُقَدِّمُ مِنْ هَذِهِ وَنُؤَخِّرُ مِنْ هَذِهِ حَتَّى قَدِمْنَا
مَكَّةَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور سعد بن مالک حج کے لئے چلے اور ہم حج کی وجہ سے جدی ج
رہے تھے تو ہم ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے تھے ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے اور مغرب و عشاء کو بھی اسی طرح اکٹھا

پڑھتے تھے۔ ایک کو مقدم کرتے اور دوسری کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔
اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

حضرات شوافع نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم کو اپنا مستدل بناتے ہوئے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ سفر کی حالت میں جمع بین الصلوٰتین یعنی ظہر و عصر کی نماز ایک ہی وقت میں ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے خواہ عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھ لی جائے خواہ ظہر کی عصر کے وقت اسی طرح مغرب و عشاء کی نمازوں کو بھی ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے چاہے مغرب کے وقت عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور چاہے عشاء کی نماز مغرب کے وقت۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک چونکہ جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے اس لئے ان کی طرف سے اس حدیث کی جو شوافع کی سب سے بڑی مستدل ہے یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث جمع صوری پر محمول ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ اسی طرح پڑھتے تھے کہ ظہر کو تو اس کے بالکل آخری وقت پڑھتے اور عصر کی نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا فرماتے۔ لہذا ظاہری صورت کے اعتبار سے تو یہ جمع بین الصلوٰتین ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں لیکن حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی جاتی تھیں اسی طرح مغرب کی نماز تاخیر سے بالکل آخری وقت میں پڑھتے اور عشاء کی نماز ابتدائی وقت میں ادا فرماتے۔

بَابُ الْجَمْعِ فِي الْحَضَرِ

حالت اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

870- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَابْنُ خَرُونَ.

قَالَ الْيَتِيمِيُّ وَلِلْعَمَاءِ تَارِيَلَاتٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ كُلُّهَا سَخِيفَةٌ إِلَّا الْحَمْلَ عَلَى الْجَمْعِ الصَّوْرِي.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف اور بارش کے ظہر اور عصر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکٹھا پڑھا۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔

اس کتاب کے مرتب علامہ یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں علماء نے کئی تاویلیں کی ہیں سب کی سب کمزور ہیں۔ سوائے اس کے کہ اس نماز کو جمع صوری پر محمول کیا جائے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجَمْعِ فِي الْحَضَرِ

حالت اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی ممانعت کا بیان

۱۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا

مَنْزِلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر دیکھا سوائے دو نمازوں کے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز اور اس دن فجر کی نماز آپ نے اس کے وقت سے پہلے پڑھی اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

۱۱۲۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَّا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ

بِمَا تَفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْآخَرَى . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ .

حضرت ابوقدوہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیند کی حالت میں کوئی کوتاہی نہیں کوتاہی تو ہر اس شخص پر ہے جو دوسری نماز کا وقت داخل ہونے تک تک نماز نہ پڑھے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رحمہم نے روایت کیا۔

۱۱۳۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا التَّفْرِيطُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَنَّ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَجِيءُ وَقْتُ الْآخَرَى . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بن مویہ بن مویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں کوتاہی کیا ہے تو آپ نے فرمایا یہ کہ تو نماز کو موخر کرے حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۱۴۔ وَعَنْ طَاءِ وَبْنِ عَمْرِو بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا يَقُوتُ صَلَاةٌ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الْآخَرَى .

رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

حضرت طاووس رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں نماز فوت نہیں ہوتی حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۱۱۔ کتاب الحج باب زیادة اتغییر بصلوة الصبح ج ۱ ص ۱۷۹ بخاری کتاب المناکب باب متى يصلي العصر جمع ۱۳

۱۱۲۔ کتاب الحج باب قضاء الصلوة الفائتة الخ ج ۱ ص ۲۳۹ طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۱۴

۱۱۳۔ طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۱۴

۱۱۴۔ طحاوی کتاب الصلوة باب الجمع بین الصلوتین ج ۱ ص ۱۱۴

أَبْوَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ سے متعلق ابواب کا بیان

لفظ جمعہ کی وجہ تسمیہ اور معنی و مفہوم کا بیان

علامہ علاؤ الدین کا سانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لفظ جمعہ میم کے ساکن کے ساتھ اور جمعہ میم کے فتح کے ساتھ ہر دو طرح سے بولا گیا ہے۔

قال فی الفتح قد اختلف فی تسمیة الیوم بالجمعة مع الاتفاق علی انه کان لیسمی فی الجاهلیة والمعروبة بفتح العین وضم الراء وبالوحدة الخ یعنی جمعہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عہد جاہلیت میں اس کو یوم عروبہ کہا کرتے تھے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس دن مخلوق کی خلقت تکمیل کو پہنچی اس لیے اسے جمعہ کہا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تخلیق آدم کی تکمیل اسی دن ہوئی اس وجہ سے اسے جمعہ کہا گیا۔ ابن حمید میں سند صحیح سے مروی ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ساتھ انصار نے جمع ہو کر نماز ادا کی اور حضرت اسعد بن زرارہ نے ان کو وعظ فرمایا پس اس کا نام انہوں نے جمعہ رکھ دیا کیوں کہ وہ سب اس میں جمع ہوئے یہ بھی ہے کہ کعب بن لوی اس دن اپنی قوم کو حرم شریف میں جمع کر کے ان کو وعظ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اس حرم سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یوم عروبہ کا نام سب سے پہلے یوم جمعہ کعب بن لوی ہی نے رکھا۔ یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو نیک دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی روش کے مطابق نماز جمعہ کی فرضیت کے لیے آیت قرآنی سے استدلال فرمایا جیسا کہ باب ذیل سے ظاہر ہے۔

جمعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کو آنے کی اجازت ہوتا کہ نام کے معنی کا ثبوت ہو۔ (بدائع الصنائع فصل شرائط الجمعة مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

علامہ یحییٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اس دن کا نام جمعہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ مذکورہ بالا ایسی عظیم الشان چیزیں اس دن میں جمع کر دی گئی ہیں۔

لیکن یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ یہ تمام باتیں بہ ہیت مجموعی "جمعہ" کی وجہ تسمیہ کو ظاہر کرتی ہیں ان میں سے ہر ایک خود بھی اپنی اپنی جگہ جمعیت اور اجتماعیت کے مفہوم پر حاوی ہیں۔

نماز جمعہ کی فرضیت کا بیان

نماز جمعہ فرض عین ہے، قرآن مجید، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اسلام کے شعائر اعظم میں سے ہے نماز جمعہ کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور اس کو بلا عذر چھوڑنے والا فاسق ہے، نماز جمعہ کے بارے میں ارشاد ربانی

آیت (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) (62- الجمعة: 9) اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کے لیے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

امام زرقانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک صحیح مشہور یہی ہے کہ ہجرت کے پہلے سال فرض ہوا، آیت (جمعہ) مدنی ہے جو دال ہے کہ جمعہ کی فرضیت مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ میں ہوئی، اور اکثر علماء کی یہی رائے ہے، شیخ ابو حامد کہتے ہیں کہ جمعہ مکہ مکرمہ میں فرض ہوا تھا، حافظ کہتے ہیں کہ یہ قول غریب ہے۔

(شرح المواہب اللدنیہ لزرقانی الباب الثانی فی ذکر صلوٰۃ الجمعة مطبوعہ مطبعہ عامرہ مصر)

زرقانی کی شرح موطا میں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر ہجرت کے موقع پر جمعہ کے دن قبل سے مدینہ طیبہ کی طرف چلے تو دن خوب بلند ہو چکا تھا محلہ بنو سالم بن عوف میں جمعہ کا وقت ہو گیا تو آپ نے ان کی مسجد میں جمعہ ادا فرمایا، اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد الجمعة قرار پا گیا، یہ پہلا جمعہ تھا جو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ادا فرمایا، ابن اسحاق نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ (شرح زرقانی للموطا، ج ۱، ص ۲۲۰، مطبوعہ مصر)

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن کی فضیلت کا بیان

875- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ آيَةً وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس کو مسلمان بندہ اس حال میں پالے کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو تو جو بھی اللہ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس کو

ضرور عطا فرمائے گا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کے کم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

شرح

جمعہ کے روز ایک خاص ساعت ہے جس میں بندے کی جانب سے پروردگار کے سامنے پیش کی جانے والی ہر درخواست منظور ہوتی ہے مگر وہ ساعت متعین اور ظاہر نہیں ہے بلکہ اسے پوشیدہ رکھا گیا ہے یہ نہیں بتا گیا گیا کہ وہ ساعت کب آتی ہے اور اسے پوشیدہ رکھنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ اس ساعت کی امید میں پورا دن عبادت میں مشغول رہیں اور جب وہ ساعت آئے تو ان کی عبادت و درخواست خاص ساعت میں واقع ہو۔

علامہ جزری فرماتے ہیں کہ "قبولیت کی جو ساعات منقول ہیں ان سب میں جمعے کے روز کی ساعت قبولیت میں مطلب برآوری اور دعا کے قبول ہونے کی امید بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اعطاء ایاہ کا مطلب یا تو یہ ہے کہ بندہ اس مقبول ساعت میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے بایں طور پر کہ اس کا مقصد دنیا ہی میں پورا کر دیتا ہے یا قبولیت دعا کی یہ صورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مصلحت اور بندہ کی بہتری کے لئے دنیا میں تو اس کی دعا کا کوئی اجر ظاہر نہیں فرماتا بلکہ وہ اس کے لئے ذخیرہ آخرت ہو جاتی ہے کہ وہاں اس کا ثواب اسے دیا جائے گا۔ لفظ قائم۔ صلی کے معنی یہ ہیں کہ "نماز پابندی اور مداومت کے ساتھ پڑھتا ہو" یا یہ معنی ہیں کہ دعا پر مواظبت و مزاوت کرتا ہو، یا یہ معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ "نماز کا انتظار کرتا ہو"۔ یہ تاویلات اس لئے کی گئی ہیں تاکہ تمام روایات میں مطابقت ہو جائے۔

جمعہ کے دن قیامت کے قائم ہونے کا بیان

876- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي الْجُمُعَةِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اسی دن میں آپ کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن آپ جنت خارج کئے گئے اور قیامت جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

حدیث کے پہلے جملے کے ذریعے بطور مبالغہ جمعے کے دن کی فضیلت ظاہر کرنا مقصود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام دنوں میں سب سے زیادہ افضل دن جمعہ ہے کیونکہ ایسا کوئی بھی دن نہیں ہے جس میں آفتاب طلوع نہ ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن ہونے کی وجہ سے جمعہ کے دن کی فضیلت تو ظاہر ہے لیکن بہشت سے نکلنے کا دن ہونے کی وجہ سے جمعہ

نقصیت اس لئے ہے کہ دراصل حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے نکل کر زمین پر آنا انبیاء اور اولیاء کی پیدائش کا سبب اور ان کی مقدس زندگیوں سے بے شمار احسانات کے ظہور کا باعث ہوا۔ ایسے ہی حضرت آدم علیہ السلام کی موت بارگاہ رب العزت میں ان کی حاضری کا سبب ہوئی اسی طرح قیامت کا قائم ہونا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے جس میں پرہیزگاروں اور نیکو کاروں سے اللہ تعالیٰ کے کئے گئے وعدے ظاہر ہوں گے۔ "قیامت قائم ہونے" سے مراد یا تو پہلا صور ہے کہ جس کی آواز سے زمین و آسمان فنا ہو جائیں گے اور پوری دنیا موت کی آغوش میں پہنچ جائے گی یا دوسرا صور بھی مراد لیا جاسکتا ہے جو تمام حقوق کو دوبارہ زندہ کرنے اور انہیں احکم الحاکمین کی بارگاہ میں حساب کے لئے پیش کرنے کے واسطے پھونکا جائے گا۔ علامہ طہی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تمام دنوں میں سے عرفہ کا دن افضل ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ جمعہ کا روز افضل ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے لیکن یہ اختلاف و تضاد اس صورت میں ہے جب کہ مطلقاً یہ کہا جائے کہ دنوں میں سب سے افضل دن عرفہ ہے یا اسی طرح کہا جائے کہ جمعہ کا دن سب سے افضل دن ہے اور اگر دونوں اقوال کا ملبوم اس طرح لیا جائے کہ جو حضرات عرفہ کی افضلیت کے قائل ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ سال میں سب سے افضل دن عرفہ ہے۔

اور جو حضرات فرماتے ہیں کہ جمعہ سب سے افضل دن ہے ان کی مراد یہ ہے کہ ہفتے کے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ دونوں اقوال میں کسی تطبیق اور تاویل کی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ دونوں اقوال اپنی اپنی جگہ صحیح اور قابل قبول ہوں گے ہاں اگر حسن اتفاق سے عرفہ (یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ) جمعے کے روز ہو جائے تو نور علی نور کہ یہ دن مطلقاً تمام دنوں میں سب سے زیادہ افضل ہوگا اور اس دن کیا جائے والا عمل تمام اعمال میں افضل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ خوش قسمتی سے اگر حج جمعے کے روز ہوتا ہے تو اس کو حج اکبر کہتے ہیں۔ کیونکہ جو حج جمعے کے دن ہوتا ہے وہ فضیلت و مرتبے کے اعتبار سے جمعے کے علاوہ دوسرے ایام میں ادا ہونے والے ستر حجوں پر بھاری ہوتا ہے۔ جمعہ کی فضیلت و عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابن مسیب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ نفل حج سے زیادہ محبوب ہے۔ جامع صغیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت مرفوعاً منقول ہے کہ جمعہ حج الساکین ہے۔

جمعہ کے دن سے ڈرنے کا بیان

877 - وَعَنْ أَبِي لُبَابَةَ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْأَيَّامِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى وَفِيهِ حَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَهْبَطَ اللَّهُ فِيهِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيهِ تَوَفَّى اللَّهُ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَسْأَلُ الْعَبْدُ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ مَا لَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَلِكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رَيْحٍ وَلَا جَبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُنَّ يَشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ

☆ حضرت ابولبابہ بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں سے زیادہ عظمت والا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے اور اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔ اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین کی طرف اتارا اور اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو وفات دی اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ بندہ اس میں جو کچھ بھی مانگے اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اسی دن میں قیمت قائم ہوگی۔ کوئی ایسا مقرب فرشتہ نہیں اور نہ ہی آسمان اور نہ ہی زمین اور نہ ہی ہوا میں اور نہ ہی پہاڑ اور نہ ہی سمندر مگر وہ اس دن سے ڈرتے ہیں۔

اس کو امام احمد اور ابن ماجہ رحمہما نے روایت کیا اور عراقی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

878- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا قَضَى لَهُ حَاجَتَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ أَيُّ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ هِيَ الْآخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ إِنَّهَا كَيْسَتْ سَاعَةً صَلَوةً قَالَ بَلَى إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا صَلَّى ثُمَّ جَلَسَ لَا يَخْبِسُ إِلَّا الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ - رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ -

☆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے جس کو مسلمان بندہ اس حال میں پالے کہ وہ اس میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس گھڑی میں جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا فرماتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ ایک گھڑی کا بھی بعض حصہ ہے تو میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا وہ گھڑی کا بعض حصہ ہے۔ میں نے عرض کیا وہ کون سی گھڑی ہے تو آپ نے فرمایا وہ دن کی گھڑیوں میں سے آخری گھڑی ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تو نماز کا وقت نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں بے شک بندہ مومن جب نماز پڑھتا ہے پھر وہ نماز کے انتظار میں بیٹھتا تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

879- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَهِيَ بَعْدَ الْعَصْرِ - رَوَاهُ أَحْمَدُ

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے شک جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے جسے بندہ مسلم اس حال میں پائے کہ اللہ عزوجل سے اس میں بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ بھلائی عطا فرماتا ہے اور وہ گھڑی عصر کے بعد ہے اس کو امام احمدؒ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

880- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اثْنَتَا عَشْرَةَ سَاعَةً لَا يَدْخُلُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يُسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ فَالْتِمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن بارہ ساعتیں ہیں (ان میں سے ایک گھڑی ایسی ہے) جس میں بندہ مسلمان اس حال میں پایا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرماتا ہے تم عصر کے بعد آخری گھڑی میں اسے تلاش کرو۔

اس کو امام نسائیؒ اور ابوداؤدؒ نے بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

881- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرِضَتْ عَلَى الْآيَامِ فُعْرِضَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِذَا هِيَ كَمِيرَةٍ أَوْ بَيْضَاءٍ فَإِذَا فِي وَسْطِهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءٌ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ قِيلَ السَّاعَةُ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر دن پیش کئے گئے تو مجھ پر ان دنوں میں جمعہ کا دن بھی پیش کیا گیا۔ پس اچانک وہ روشن شمشے کی طرح ہے اور اس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ ہے تو میں نے کہا کہ یہ نقطہ کیا ہے تو کہا گیا یہ وہ خاص گھڑی ہے (جس میں دعا قبول ہوتی ہے) اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

882- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِتَارِكٍ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا غُفِرَ لَهُ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ جمعہ کے دن مسلمانوں میں سے کسی مسلمان کو بغیر بخشے نہیں چھوڑتا (یعنی تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمادیتا ہے) اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۸۸۱ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الإجابة اية ساعة هي في يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۵۰

۸۸۱ المعجم الاوسط ج ۸ ص ۱۵۱ مجمع الزوائد كتاب الصلوة باب في الجمعة في السفر ج ۲ ص ۱۶۴

۸۸۲ المعجم الاوسط ج ۵ ص ۱۲ مجمع الزوائد كتاب الصلوة باب في الجمعة في السفر ج ۲ ص ۱۶۴

جمعہ کے دن برکت والی ساعت کا بیان

883- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعُوا فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَتَفَرَّقُوا وَلَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّهَا آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ - رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور اس گھڑی کا ذکر کیا جو جمعہ کے دن میں ہے۔ پھر وہ جدا ہو گئے اور انہوں نے اس بارے میں اختلاف نہ کیا کہ وہ جمعہ کے دن آخری گھڑی ہے۔

اس کو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

برکت والی ساعت سے متعلق اقوال کا بیان

(۱) جمعے کے روز فجر کی نماز کے لئے مؤذن کے اذان دینے کا وقت۔ (۲) فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب سے طلوع ہونے تک کا وقت۔ (۳) عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کا وقت۔ (۴) خطبے کے بعد امام کے منبر سے اترنے سے تکبیر تحریمہ کہنے جانے تک کا وقت۔ (۵) آفتاب نکلنے کے بعد فوراً بعد کی ساعت۔ (۶) طلوع آفتاب کا وقت۔ (۷) ایک پہر باقی دن کی آخری ساعت۔ (۸) زوال شروع ہونے سے آدھا سایہ ہو جانے تک کا وقت۔ (۹) زوال شروع ہونے سے ایک ہاتھ سایہ آ جانے تک کا وقت۔ (۱۰) ایک بالشت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے ایک ہاتھ آفتاب ڈھل جانے تک کا وقت۔ (۱۱) عین زوال کا وقت۔ (۱۲) جمعے کی نماز کے لئے مؤذن جب اذان کہے وہ وقت۔ (۱۳) زوال شروع ہونے سے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۴) زوال شروع ہونے سے امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۵) زوال آفتاب تک کا وقت۔ (۱۶) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے سے نماز جمعہ شروع ہونے تک کا وقت۔ (۱۷) امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۸) خطبے کے لئے امام کا منبر پر چڑھنے اور ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۱۹) اذان سے ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۲۰) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پوری ہو جانے تک کا وقت۔ (۲۱) خرید و فروخت کے حرام ہونے اور ان کے حلال ہونے کے درمیان کا وقت یعنی اذان کے وقت سے نماز جمعہ ختم ہو جانے تک۔ (۲۲) اذان کے قریب کا وقت۔ (۲۳) امام کے خطبہ شروع کرنے اور خطبہ ختم کرنے تک کا وقت۔ (۲۴) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے اور خطبہ شروع کرنے کا درمیانی وقت۔ (۲۵) دونوں خطبوں کے درمیان امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۶) نماز کے لئے تکبیر شروع ہونے سے امام کے مصلے پر کھڑے ہونے تک کا وقت۔ (۲۷) خطبہ سے فراغت کے بعد امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۸) تکبیر شروع ہونے سے اختتام نماز تک کا وقت۔ (۲۹) جمعہ کی نماز سے فراغت کے فوراً بعد کا وقت۔

(۳۰) عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت۔ (۳۱) نماز عصر کے درمیان کا وقت۔ (۳۲) عصر کی نماز سے (غروب آفتاب سے پہلے) نماز کا آخری وقت مستحب رہنے تک کا وقت۔ (۳۳) مطلقاً نماز عصر کے بعد کا وقت۔ (۳۴) نماز عصر کے بعد کی آخری ساعت۔ (۳۵) اور وہ وقت جب کہ آفتاب ڈوبنے لگے۔ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہؓ اور تمام اہل بیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے خادموں کو متعین کرتے تھے کہ وہ ہر جمعے کے روز آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور اس وقت سب کو یاد دلائیں تاکہ وہ سب اس گھڑی میں پروردگار کی عبادت، اس کے فکر اور اس سے دعا، ننگے میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کے متعلق بلقینی سے پوچھا گیا کہ خطبے کے وقت دعا کیونکر مانگی جائے کیونکہ یہ حکم ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ "دعا کے لئے تلفظ شرط نہیں ہے بلکہ اپنے مقصود و مطلوب کا دل میں دھیان رکھنا کافی ہے یعنی دعا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دعا کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ دل ہی دل میں دعا مانگ لی جائے اس طرح مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور خطبے کے وقت خاموش رہنے کے شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ "یہ بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ جمعے کی شب میں بھی مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔"

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِهَا لِمَنْ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ

جس شخص پر جمعہ واجب ہے اس پر جمعہ کو ترک کرنے کی وجہ سے سختی کا بیان

884۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحْرِقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بَيُوتَهُمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں کہ بے شک میں نے ارادہ کیا کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ المبارک سے پیچھے رہتے ہیں۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

885۔ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مَنِيرَةٍ لَيَسْتَهَيِّنَ أَقْوَامٌ عَلَى وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَحْتَمِسَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت حکم بن میناء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے

رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا لوگ جمعہ کو چھوڑنے سے باز آ جائیں گے یا اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا۔ وہ ضرور بے خبر لوگوں میں سے ہو جائیں گے۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز مقرر ہے یا تو نماز جمعہ کو نہ چھوڑنا، یا دلوں پر مہر لگ جانا، اگر لوگ نماز جمعہ نہیں چھوڑیں گے تو ان کے دلوں پر مہر نہ لگے گی اور اگر چھوڑ دیں گے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ "دلوں پر مہر لگانا" اس بات سے کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بد بخت لوگوں کے دلوں کو انتہائی غفلت میں مبتلا کر دے گا اور انہیں نصیحت و بھلائی قبول کرنے سے باز رکھے گا۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ان کے حق میں یہی نکلے گا کہ ایسے لوگ اللہ کے سخت عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

جمعہ کو ترک کرنے والے کے دل پر مہر لگ جانے کا بیان

886- وَعَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ تَهَاوَنَّا بِهَا طَعَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو الجعد ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور آپ کو صحابیت کا شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تین جمعے چھوڑ دے جمعہ کو حقیر سمجھتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اس کو پانچ محدثین رحمہم اللہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

887- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ طَعَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تین جمعے چھوڑے بغیر کسی حاجت کے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

888- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ

۸۸۶ ابو داؤد کتاب الصلوة باب التشديد في ترك الجمعة ج ۱ ص ۱۵۱ نسائی کتاب الجمعة باب التشديد في التخلف عن الجمعة ج ۱ ص ۲۰۲ ترمذی ابواب الجمعة باب ما جاء في ترك الجمعة من غير عذر ج ۱ ص ۱۱۲ ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة والسنة فيها باب فمن ترك الجمعة من غير عذر ص ۸۰ مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۹

۸۸۷ ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب فمن ترك الجمعة من غير عذر ج ۱ ص ۸۰

۸۸۸ مسند احمد ج ۵ ص ۳۰۰ مستدرک حاکم کتاب الجمعة باب التشديد في ترك الجمعة ج ۱ ص ۲۸۰

مَنْ بَيْنَ غَيْرِ ضُرُورَةٍ طَبَعَ عَلَى قَلْبِهِ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ -

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تین مرتبہ جمعہ چھوڑا بغیر عذر کے تو اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

جمعہ چھوڑنے والے کے لئے سخت وعید کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی بغیر کسی عذر کے نماز جمعہ چھوڑ دیتا ہے وہ ایسی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جو نہ کبھی مٹائی جاتی ہے اور نہ تبدیل کی جاتی ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ "جو آدمی تین جمعے چھوڑ دے" (یہ وعید اس کے لئے ہے)۔ (شافعی، مشکوٰۃ: حدیث نمبر 1350)

من غیر ضرورۃ کا مطلب یہ ہے کہ ترک جماعت کے جو عذر ہیں مثلاً کسی ظالم اور دشمن کا خوف، پانی برسن، برف پڑنا یا راستے میں کچھ وغیرہ کا ہونا وغیرہ اگر ان میں سے کسی نذر کی بنا پر جمعہ کی نماز کے لئے نہ جائے تو وہ منافق نہیں لکھا جائے گا ہاں بغیر کسی عذر اور مجبوری کے جمعہ چھوڑنے والا منافق لکھا جائے گا۔ فی کتاب لایحی ولا یموت میں کتاب سے مراد "نامہ اعمال" ہے حاصل یہ ہے کہ نماز جمعہ چھوڑنے والا اپنے نامہ اعمال میں کہ جس میں نہ تسبیح ممکن ہے اور نہ تغیر و تبدل، منافق لکھ دیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ نفاق جیسی ملعون صفت ہمیشہ کے لئے چپک کر رہ جاتی ہے تاکہ آخرت میں یا تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے عذاب میں مبتلا کر دے یا اپنے فضل و کرم سے درگزر فرماتے ہوئے اسے بخش دے غور و فکر کا مقام ہے کہ نماز جمعہ چھوڑنے کی کتنی شدید وعید ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے عذاب سے محفوظ رکھے۔

بَابُ عَدَمِ جُؤِبِ الْجُمُعَةِ عَلَى الْعَبْدِ وَالنِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ وَالْمَرِيضِ

غلام عورتوں بچوں اور بیمار پر جمعہ واجب نہ ہونے کا بیان

889 - عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْتَعَةً عَدَا مَمْلُوكًا أَوْ امْرَأَةً أَوْ صَبِيًّا أَوْ مَرِيضًا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ -

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر واجب ہے جماعت کے ساتھ سوائے چار لوگوں کے مملوک غلام عورت بچہ اور مریض اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ہے

جمعہ حق ہے یعنی جمع کی فرضیت کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ثابت ہے اسی طرح واجب ہے کہ

مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان پر علاوہ مذکورہ اشخاص کے جمعے کی نماز باجماعت فرض ہے۔ مذکورہ لوگوں پر جمعہ کیوں واجب نہیں غلام ہونکہ دوسرے کی ملکیت اور تصرف میں ہوتا ہے اس لئے اس پر جمعہ فرض نہیں کیا گیا۔

عورت پر جمعہ اس لئے فرض نہیں ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس کے ذمہ خاوند کے حقوق اتنے زیادہ متعلق ہیں کہ نماز جمعہ میں شمولیت ان کی ادائیگی سے مانع ہوگی، بلکہ جمعے کی نماز میں چونکہ مردوں کا ہجوم زیادہ ہوتا ہے اس لئے نماز جمعہ میں عورتوں کی شمولیت بہت سے فتنے فساد کا موجب بن سکتی ہے بچہ چونکہ غیر مکلف ہے اس لئے اس پر جمعہ فرض نہیں۔ اسی طرح مریض پر اس کی ضعف و ناتوانی اور دفع ضرر کے سبب جمعہ فرض نہیں ہے لیکن مریض سے مراد وہ مریض ہے جو کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس کی وجہ سے جمعے میں حاضر ہونا دشوار و مشکل ہو۔

ان کے علاوہ دوسری احادیث سے جن لوگوں پر جمعہ کا فرض نہ ہونا ثابت ہے ان میں دیوانہ بھی ہے جو بچے کے حکم میں ہے ایسے ہی مسافر، اندھے اور لنگڑے پر بھی جمعہ فرض نہیں ہے ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایسا بوڑھا جس کو ضعف و ناتوانی لاحق ہو بیمار کے حکم میں ہے اس لئے اس پر اور اس معذور پر بھی جو اپنے پیروں پر چل سکنے پر قادر نہ ہو جمعہ فرض نہیں نیز ایسے بیمار پر بھی جمعہ فرض نہیں جس کے جمعے میں چلے جانے کی وجہ سے بیمار کی تکلیف و وحشت بڑھ جائے یا اس کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو۔

بَابُ أَنَّ الْجُمُعَةَ غَيْرُ وَاجِبَةٍ عَلَى الْمُسَافِرِ

مسافر پر جمعہ کے واجب نہ ہونے کا بیان

890- عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَبْصَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَجُلًا عَلَيْهِ مَبْنَةُ السَّفَرِ فَسَمِعَهُ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّ الْيَوْمَ الْجُمُعَةُ لَخَرَجْتُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْرِجْ فَإِنَّ الْجُمُعَةَ لَا تَخْبِسُ عَنِ السَّفَرِ. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت اسود بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس پر سفر کے آثار تھے تو آپ نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر آج جمعہ کا دن نہ ہوتا تو میں سفر پر نکل جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو (سفر پر) نکل جا بے شک جمعہ کسی کو سفر سے نہیں روکتا۔

اس کو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ عَدَمِ وَجُوبِ الْجُمُعَةِ عَلَى مَنْ كَانَ خَارِجَ الْمِصْرِ

جو شخص شہر سے باہر ہے اس پر جمعہ کے واجب نہ ہونے کا بیان

891- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ

نَبِيَهُ وَالْقَوْلِي الْحَدِيثُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆☆ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں لوگ اپنے گھروں اور بالائی علاقوں سے ہاری ہاری
بعد پڑھنے کے لئے آتے تھے۔
☆☆☆ اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

892- وَعَنْ حُمَيْدٍ قَالَ كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَصْرِهِ أَخِيَانًا يُجْتَمِعُ وَأَخِيَانًا لَا يُجْتَمِعُ . رَوَاهُ مُسَدَّدٌ
بِإِسْنَادِهِ الْكَبِيرِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَرَوَاهُ بِالزَّائِيَةِ عَلَى مُرْسَخَيْنِ .
☆☆☆ حضرت حمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے مکان میں تھے کبھی آپ جمعہ پڑھاتے اور کبھی نہ
پڑھاتے تھے۔

☆☆☆ اس کو مسدد نے اپنی مسند کبیر میں نقل کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے تعلیقاً روایت کیا اور ان الفاظ
کا اضافہ ہے۔ آپ دو فرسخ کی مسافت پر مقام زاویہ میں تھے۔

شرح

☆☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعے کی نماز اس آدمی پر فرض ہے جو
رات بے گھر بسر کر سکے۔" (امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا کہ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے)۔
☆☆☆ مطلب یہ ہے کہ جمعہ ایسے آدمی پر واجب ہے جس کی جائے سکونت اور اس مقام کے درمیان کہ جہاں نماز جمعہ پڑھی
جاتی ہے اتنا فاصلہ ہو کہ نماز جمعہ کے بعد بآسانی رات ہونے سے پہلے پہلے اپنے گھر لوٹ کر آ سکے اور رات اپنے اہل و عیال
کے ساتھ گزار سکے۔

893- وَعَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ
لِخُطْبٍ وَقَالَ إِنَّهُ قَدْ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا
وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانُ مَحْضُورٌ فَجَاءَ
نَفْسِي ثُمَّ انْصَرَفَ فَخُطِبَ . رَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ خَالٍ فِي كِتَابِ الْإِضَاحِي .

☆☆☆ ابن ازہر کے غلام ابو عبید بیان کرتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (نماز) عید کے لئے حاضر ہوا۔
☆☆☆ آپ شریف لائے اور عید کی نماز ادا فرمائی۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا بے شک آج کے دن تمہارے لئے

۸۹۱ بخاری کتاب الجمعة باب من این تؤتی الجمعة ج ۱ ص ۱۲۲ مسلم کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۰

۸۹۲ صحیح الباری کتاب الجمعة باب من این تؤتی الجمعة نقلاً عن المسند الكبير للمسدّد تعلیقاً کتاب الجمعة باب من این تؤتی

الجمعة ج ۱ ص ۱۲۳

۸۹۳ مؤطا امام مالک کتاب العیدین باب الامر بالصلوة قبل لخطبة ص ۱۶۵ بخاری کتاب الاضاحی باب ما یؤکل من لحوم

الاضاحی وما یتروود منها ج ۲ ص ۸۳۵

دو عیدین جمع ہو گئی ہیں۔ بالائی علاقہ والوں میں سے جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہے وہ جمعہ کا انتظار کرے اور جو لوٹنا چاہے تو اس سے اجازت دیتا ہوں اسے امام مالک نے روایت کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے کتاب الاضاحی میں روایت کیا۔

894- وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى جُمُعَةٌ إِنَّمَا الْجُمُعُ عَلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ مِثْلَ الْمَدَائِنِ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ .

☆☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بستی والوں پر جمعہ واجب نہیں۔ جمعہ تو مدائن کی مثل شہر والوں پر ہے۔ اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل ہے۔

895- وَعَنِ الشَّافِعِيِّ قَالَ وَقَدْ كَانَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَكُونَانِ بِالشَّجَرَةِ عَلَى أَقْلٍ سِتَّةَ أَمْيَالٍ يَشْهَدَانِ الْجُمُعَةَ وَيَدْعَايَهَا وَكَانَ يَرَوِي أَنَّ أَحَدَهُمَا كَانَ يَكُونُ بِالْعَقِيقِ يَتْرُكُ الْجُمُعَةَ وَيَشْهَدُهَا وَكَانَ يَرَوِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ عَلَى مِثْلَيْنِ مِنَ الطَّائِفِ يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَيَدْعُهَا . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ بِإِسْنَادِهِ إِلَى الشَّافِعِيِّ .

☆☆ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چھ میل کی مسافت پر شجرہ کے مقام میں تھے تو کبھی آپ جمعہ کے لئے آتے اور کبھی چھوڑ دیتے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ ان میں سے ایک عقیق کے مقام پر رہتا تھا تو کبھی جمعہ چھوڑ دیتے اور کبھی جمعہ کے لئے حاضر ہو جاتے اور آپ روایت فرماتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ طائف سے دو میل کی مسافت پر رہتے تھے کبھی جمعہ کے لئے حاضر ہو جاتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔

اس کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے المعروف میں امام شافعی رحمہ اللہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اذان سننے والے پر جمعہ لازم ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی (جمعہ کی) اذان سنے اس پر جمعہ کی نماز واجب ہو جاتی ہے۔" (سنن ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1346)

حضرت شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی جمعہ کی اذان سنے تو اس کے لئے جمعہ کی تیاری کرنا اور جمعہ کی نماز کے لئے جانا واجب ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اگر اس حدیث کو علی الاطلاق اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے گا تو اس سے بڑے اشکالات پیدا ہونگے اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم یہ لیا جائے کہ جمعہ اس آدمی پر واجب ہے جو کسی ایسی جگہ ہو جہاں اس کے اور شہر کے درمیان بقدر آواز پہنچنے کا فاصلہ ہو یعنی اگر کوئی شہر میں پکارے تو جہاں وہ ہے وہاں آواز پہنچ جائے۔

شرح منہج میں ذکر کیا گیا ہے کہ "جمعہ اس آدمی پر لازم ہے جو شہر کے اطراف میں کسی ایسی جگہ ہو کہ اس کے اور شہر کے درمیان فاصلہ نہ ہو بلکہ ملے ہوئے مکانات ہوں (اگرچہ وہ اذان کی آواز نہ سنے) اور اگر اس کے اور شہر کے درمیان کھیت اور چارواغ وغیرہ حائل ہونے کی وجہ سے فاصلہ ہو تو اس پر جمعہ واجب نہیں اگرچہ وہ اذان نہ سنے۔ مگر امام محمد سے منقول ہے کہ اگر وہ اذان کی آواز نہ سنے تو اس پر جمعہ واجب ہوگا۔ فتویٰ حضرت امام محمد کے قول ہی پر ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقَرْيَةِ

دیہات میں جمعہ قائم کرنے کا بیان

898- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةِ جُمِعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ بِالْمَدِينَةِ لَجُمُعَةٍ جُمِعَتْ بِجَوَاثِمَ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ قَالَ عُثْمَانُ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ . زَوَادُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

قَالَ الْيَتِيمِيُّ قَوْلُهُ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ أَوْ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ تَفْسِيرٌ مِّنْ جِهَةِ الرَّاَوِي لَا مَنَ كَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَالْقَرْيَةُ قَدْ تَطَلَّقَ عَلَى الْمَدِينِ وَكَانَتْ بِجَوَاثِمَ بَعْضُ أَثَارِ الْمَدِينَةِ وَقَدْ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ الْبَكْرِيُّ فِي مَفْعَمِهِ هِيَ مَدِينَةُ الْبَحْرَيْنِ لِعَبْدِ الْقَيْسِ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم کرنے کے بعد اسلام میں سب سے پہلا جمعہ بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی جواثم میں قائم کیا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ عبد القیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔

اس کو ابو داؤد نے بروایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

اس کتاب کے مرتب علامہ محمد بن علی نیموی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ راوی کا یہ قول کہ وہ بحرین کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے یا عبد القیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ یہ تفسیر راوی کی طرف سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام نہیں ہے اور تریہ کا اطلاق کبھی شہر پر بھی ہوتا اور جواثم میں کچھ شہر کے آثار موجود تھے اور ابو عبیدہ بکری نے اپنے منہج میں کہا کہ جواثم عبد القیس کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔

897- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدًا أَبِيهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصْرُهُ عَنْ أَبِيهِ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْبِدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمُ لَأَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ فَقُلْتُ لَهُ إِذَا سَمِعْتَ الْبِدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِأَسْعَدَ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ لِأَنَّهُ أَوَّلَ مَنْ حَمَعَ بِنَا فِي هَزْمِ النَّبِيِّ مِنْ حَرَّةِ بَنِي بَيَاضَةَ فِي نَقِيعٍ يُقَالُ لَهُ نَقِيعُ الْحَضَمَاتِ قُلْتُ كَمْ

۸۹۶ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجمعة فی القری ج ۱ ص ۱۵۳

۸۹۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الجمعة فی القری ج ۱ ص ۱۵۳ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب فرض الجمعة ص ۱۷۱

صحیح ابن حریبة کتاب الجمعة ج ۲ ص ۱۱۳

أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالِ أَرْبَعُونَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَلِابْنِ مَاجَةَ فِيهِ قَالَ
أَيُّ بَنِي كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ بِنَا صَلَوةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ .

قَالَ الْيَمَوِيُّ أَنْ تَجْمِيعَهُمْ هَذَا كَانَ بِرَأْيِهِمْ قَبْلَ أَنْ تُشْرَعَ الْجُمُعَةُ لِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا
يَذَلُّ عَلَيْهِ مُوسَى ابْنُ سِيرِينَ أَخْرَجَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن كعب بن مالك رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ اپنے والد کی بیٹائی جانے کے بعد ان کو دامت
دکھتے تھے کہ وہ جب جمعہ کے دن اذان کی آواز سنتے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے رحم کی دعا کرتے تو میں نے ان
سے کہا جب آپ اذان سنتے ہیں تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے) تو آپ نے فرمایا
اس وجہ سے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ہزم النیت میں جمعہ قائم کیا تھا جو قبیح کے اندر بنی بیاضہ کی زمین میں ہے جس کو قبیح
الخصمات کہا جاتا ہے تو میں نے کہا اس دن آپ کتنے لوگ تھے تو فرمایا چالیس اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین ہشیم نے روایت کیا
اور حافظ نے تلخیص میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے اور ابن ماجہ کے یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے کہا اے بیٹے وہ سب سے پہلے شخص
ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مکہ سے (مدینہ آنے سے) پہلے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔

علامہ نیموی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان لوگوں کا جمعہ کرنا جمعہ کی مشروعیت سے پہلے محض اپنی رائے سے تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے
حکم نہیں دیا تھا جیسا کہ مرسل ابن سیرین اس پر دلالت کرتی ہے۔
اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے۔

898- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي أَوَّلِ جُمُعَةٍ حِينَ قَدِمَ
الْمَدِينَةَ فِي مَسْجِدِ بَنِي سَالِمٍ فِي مَسْجِدِ عَاتِكَةَ . رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شُبَّةٍ فِي أَخْبَارِ الْمَدِينَةِ وَلَمْ أَقِفْ عَلَى إِسْنَادِهِ .
قَالَ الْيَمَوِيُّ إِنَّ كَثِيرًا مِنْ أَهْلِ التَّارِيخِ وَالسِّيَرِ اخْتَارُوا مَا فِي هَذَا الْخَبَرِ لِكَثْرَةِ يُعَارِضُ بِمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
فِي رِوَايَةٍ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عُمَيْرٍ وَبْنِ عَوْفٍ وَذَلِكَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَقَامَ فِيهِمْ
أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً .

قَالَ الْيَمَوِيُّ وَبَنُو سَالِمٍ كَانَتْ مَحَلَّةً مِنْ مَحَلَّاتِ الْمَدِينَةِ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَصْلِ .

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ آمد کے وقت سب سے پہلا جمعہ
بنو سالم کی مسجد عاتکہ میں پڑھایا۔

اس کو عمر بن شہب نے اخبار مدینہ میں روایت کیا اور مجھے اس کی سند پر واقفیت حاصل نہیں ہوئی۔

علامہ نیموی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر مورخین اور سیرت نگاروں نے اس بات کو اختیار کیا ہے جو اس حدیث میں ہے لیکن
یہ اس حدیث کے معارض ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک روایت میں بیان کیا (وہ الفاظ یہ ہیں) حتیٰ کہ آپ ان کے پاس

حدیث آثار الصلوة
در بیان اول میں اترے اور یہ ماہ ربیع الاول پیر کا دن تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ان میں پندرہ راتیں قیام

فرمادہ نبوی ﷺ فرماتے ہیں کہ بنو سالم کچھ فاصلے پر مدینہ کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے۔

889- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ كَتَبُوا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْجُمُعَةِ فَكَتَبَ
مِنْهُمْ أَنُكِبْتُ مَا كُنْتُمْ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ هَذَا الْأَثَرُ
بَنَاءً حَسَنًا .

لِلنَّبِيِّ مَعْنَاهُ جَمِعُوا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ مِنَ الْأَمْصَارِ لَا تَكْرِي أَنَّهَا لَا تَجُوزُ فِي الْبَرَارِ .
قَالَ وَفِي الْبَابِ أَثَارٌ أُخْرَى لَا تَقُومُ بِمِثْلِهَا الْحُجَّةُ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا جمعہ کے متعلق سوال کرنے
کے لئے تو آپ نے (ان کی طرف جواباً) لکھا کہ تم جہاں ہو جمعہ قائم کرو اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ اور سعید بن منصور اور ابن خزیمہ
اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اس اثر کی سند حسن ہے۔

علامہ بیہقی نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم شہروں میں جہاں کہیں ہو جمعہ قائم کرو کیا تو نہیں دیکھتا کہ جنگلوں میں
جمعہ پڑھیں ہیں۔

حدیث نبوی ﷺ فرماتے ہیں اس باب میں دیگر آثار بھی ہیں جن کی مثل سے دلیل قائم نہیں ہو سکتی۔

بَابُ لَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ

صرف بڑے شہر میں جمعہ ہونے کا بیان

900- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي حُجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
نَجَّارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقَبَةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمْرَةٍ فَرَزَلَ بِهَا حَتَّى إِذَا رَأَعَتْ
الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَاتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ أَذَّنُ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ
أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَالَ الْيَمُومِيُّ وَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے حج کے بارے میں ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے حتیٰ کہ عرفات تشریف لائے تو وہاں ایک قبر دیکھا جو آپ کے لئے دھاری دھار چادر سے بنایا گیا

۱۱۱ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یری الجمعة فی القرى وغیرہا ج ۲ ص ۱۰۱ معرفة السن والاثار کتاب
الجمعة ج ۱ ص ۳۲۳ معنی ج ۳ ص ۵۲ تلخیص الحییر ج ۲ ص ۵۴

۱۱۲ مصنف کتاب الحج باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم ج ۱ ص ۲۹۶

تھا تو آپ اس میں تشریف فرما ہوئے حتیٰ کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی قصوا کو تیار کرنے کا حکم دیا تو آپ کے لئے اس پر کجاوہ باندھا گیا تو آپ بطن وادی تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ آگے راوی نے بیان کیا کہ پھر دوذان نے اذان کہی اور اقامت کہی تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر اس نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

علامہ نیوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

901- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ لِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجَوَائِي يَعْنِي قَرْيَةَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ النِّسَابِيُّ إِنَّ هَذَا الْاَثَرُ يَسْتَفَادُ مِنْهُ أَنَّ الْجُمُعَةَ تَخْصُ بِالْمَدَنِ كَالْمَدِينَةِ وَجَوَائَا وَلَا تَجُوزُ فِي الْقَرْيِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا جمعہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جمعہ قائم کئے جانے کے بعد بحرین کے علاقے جوائی میں مسجد عبدالقیس ادا کیا گیا۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ علامہ نیوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ جوائی اور مدینہ جیسے شہروں کے ساتھ خاص ہے اور دیہات میں جائز نہیں ہے۔

902- وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَيْمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَشْرِيقُ وَلَا جُمُعَةٌ إِلَّا فِي مِصْرَ جَامِعٍ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابُيْهَقِي فِي الْمَعْرِفَةِ وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو عبدالرحمن سلیمی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ تکبیرات تشریق اور جمعہ صرف بڑے شہر میں صحیح ہے۔

اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے المعروف میں اور یہ صحیح اثر ہے۔

903- وَعَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ أَنَّهُمَا قَالَا الْجُمُعَةُ فِي الْأَمْصَارِ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں جمعہ صرف شہروں میں ہے۔

اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۰۱. بخاری کتاب الجمعة باب الجمعة في القرى والمدن ج ۱ ص ۱۲۲

۹۰۲. مصنف عبد الرزاق کتاب الجمعة باب القرى الصغار ج ۲ ص ۱۶۸ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة من قال الجمعة ولا تشریق۔ الخ ج ۲ ص ۱۰۱ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب عند الذین اذا كانوا فی قریة الخ ج ۳ ص ۱۷۹ معرفة السنن والآثار کتاب الجمعة ج ۴ ص ۳۲۲

۹۰۳. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من قال لا الجمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ج ۲ ص ۱۰۱

جامع شہر کی تعریف

امام عبدالرزاق علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ اپنی مصنف میں لکھتے ہیں کہ ہمیں ابن جریج نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے بیان کیا کہ جب تم کسی جامع قریہ میں ہوں تو وہاں جمعہ کے لئے اذان ہو تو تم پر جمعہ کے لئے جانا فرض ہے خواہ اذان سنی ہو یا نہ، کہتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا کہ جامع قریہ کون سا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا جس میں جماعت، امیر، قاضی اور متعدد کوچے اس میں ملے جلے ہوں جس طرح جدہ ہے۔

(المصنف لعبدالرزاق باب القرى الصغار مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

علامہ ابراہیم حلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ شہر کی وہ صحیح تعریف جسے صاحب ہدایہ نے پسند کیا ہے یہ ہے کہ وہاں امیر اور قاضی ہو جو احکام نافذ اور حدود قائم کر سکیں، اور صاحب وقایہ کے پہلی تعریف کو اختیار کرنے پر ان کی طرف سے صدر الشریعہ کا یہ عذر کرنا کہ احکام شرع خصوصاً حدود کے نفاذ میں سستی کا ظہور ہو رہا ہے کمزور ہے کیونکہ مراد اقامت حدود پر قادر ہونا ہے جیسے کہ تحفہ الفقہاء میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تصریح ہے کہ وہ شہر کبیر ہو اس میں شاہراہیں، بازار اور وہاں سرائے ہوں اور اس میں کوئی نہ کوئی ایسا والی ہو جو ظالم سے مظلوم کو انصاف دلانے پر قادر ہو خواہ اپنے دبدبہ اور علم کی بنا پر یا غیر کے علم کی وجہ سے تاکہ حوادث میں اس کی طرف رجوع کر سکیں اور یہی اصح ہے۔ (شرح منہج ج ۵، ص ۵۵۰، سہیل اکیڈمی لاہور)

جہاں جواز جمعہ میں شک تو کیا کرنا چاہیے

علامہ ابراہیم حلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس اختلاف اور تعریف شہر میں اختلاف کی وجہ سے فقہاء نے فرمایا ہے کہ جس جگہ جواز جمعہ میں شک ہو وہاں ظہر کی نیت سے چار رکعات ادا کرنی چاہئیں، تو احتیاط ہی بہتر ہے کیونکہ یہاں بڑا سخت اختلاف ہے اور جمعہ کا ضرورت کے پیش نظر متعدد جگہ پر جواز کے فتویٰ کا صحیح ہونا شرعاً تقویٰ کے طور پر احتیاط کے منافی نہیں۔ (شرح منہج ج ۵، ص ۵۵۰، سہیل اکیڈمی لاہور)

فتائے شہر کی تعریف

جو جگہ خود شہر نہ ہو اس میں صحت جمعہ کیلئے فتائے مصر ہونا ضرور ہے فتائے مصر حوالی شہر کے ان مقامات کو کہتے ہیں جو مصالح شہر کے لئے رکھے گئے ہوں مثلاً وہاں شہر کی عید گاہ یا شہر کے مقابر ہوں یا حفاظت شہر کے لئے جو فوج رکھی جاتی ہے اس کی چھادنی یا شہر کی گھوڑ دوڑ یا چاند ماری کا میدان یا کچھریاں، اگرچہ موضع شہر سے کتنے ہی میل ہوں اگرچہ بیچ میں کچھ کھیت حائل ہوں، اور جو نہ شہر ہے نہ فتائے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور نہ صرف حرام بلکہ باطل کہ فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

علامہ علاؤ الدین ہسکفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

صحت جمعہ کے لئے شہر یا نائے شہر کا ہونا ضروری ہے، اور فنا سے مراد وہ جگہ ہے جو شہر کے پاس شہریوں کی ضرورت کے لئے ہو، خواہ متصل ہو یا نہ ہو، جیسا کہ ابن الکمال وغیرہ نے تحریر کیا ہے، مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان ہو۔

(در مختار، باب الجمعہ، مطبوعہ مطبعہ مجتہبی دہلی)

بَابُ الْغُسْلِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے لئے غسل کا بیان

904- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ایک جمعہ کے لئے آئے تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کرے۔ اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

شرح

"پاک حاصل کرنے" سے مراد ہے غسل کے ذریعے بدن پاک کرنا اور لبوں (موٹھوں) کا کتر وانا، ناخن کٹوانا، زیر ناف بال صاف کرنا بغل کے بال دور کرنا، کپڑوں کا پاک کرنا اور خوشبو استعمال کرنا، جمعہ کے دن یہ تمام چیزیں سنت ہیں اس کی تفصیل کتاب الطہارت میں مسواک کے بیان میں گزر چکی ہے۔ "جمعہ کے لئے سویرے جانے" سے مراد ہے مسجد یا جہاں نماز ادا کی جاتی ہو وہاں جمعہ کے لئے نماز کے اول وقت پہنچ جانا۔ اگر کوئی آدمی نماز جمعہ کے لئے مسجد میں دن کے اول وقت میں ہی پہنچ جائے تو یہ افضل ہے۔

امام غزالی نے بعض علماء سلف سے یہ منقول نقل کیا ہے کہ وہ عبادت کی طرف پیش روی اختیار کرنے کے جذبہ سے نماز جمعہ کے لئے جمعہ کے دن صبح ہی سے مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔ مگر اتنی بات ذہن نشین رہنی چاہیے۔ کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والوں نے جو یہ معمول بنایا ہے کہ وہ جمعہ کے روز صبح سویرے ہی مسجد مقدس میں جگہ روکنے کے لئے اپنے اپنے مصلی بچھا دیتے ہیں مگر وہاں بیٹھتے نہیں بلکہ چلے جاتے ہیں اور پھر نماز کے وقت آ جاتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اگر ایسے لوگ وہاں بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہیں تو بہتر ہے ورنہ محض جگہ روکنے کی خاطر مصلی بچھا کر چلے جانا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو تنگی ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ جامع مسجد میں جگہ روکنے کے لئے اول وقت پہنچ کر اپنے اپنے کپڑے بچھا دینا اور پھر وہاں سے کھانا وغیرہ کھانے کے لئے گھر چلے جانا مناسب نہیں ہے۔

905- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَأَبَّوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ

فَيُصَيِّهِمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمْ الْعَرَقُ فَاتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لَيُؤْمِكُمْ هَذَا. رَوَاهُ

شیخنا۔ نبی پاک ﷺ کی زوجہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں اور بالائی علاقوں سے جمعہ کے لئے باری باری آتے تو گرد و غبار میں چل کر آتے جس کی وجہ سے انہیں غبار لگ جاتا تو ان سے پسینہ نکلتا پس ان میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا کاش کہ تم اپنے اس دن کے لئے غسل کر لیتے اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

906- وَعَنْهَا أَنَهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ أَكْثَلَ عَمَلٍ وَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ كُفَاةٌ فَكَانُوا يَكُونُونَ لَهُمْ ثَقَلٌ فَيَقْبِلُ لَهُمْ لَوْ اسْتَلَمُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانُ.

شیخنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگ خود کام کاج کرتے تھے اور ان کے پاس کوئی جمع پونجی نہ تھی (اس وجہ سے) ان سے بدبو آنے لگی تو ان سے کہا گیا کاش تم لوگ جمعہ کے دن غسل کر لیتے۔ اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

907- وَعَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِبَهِاءٍ وَنِعْمَتْ رَمَنَ اغْتَسَلَ فَالْفُضْلُ أَفْضَلُ. رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

شیخنا۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن وضو کرے تو یہ اچھا کام ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔

اس کو اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

908- وَعَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ أَنَسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءَ وَاقْفَالُوا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَى الْفُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا لَنْ لَا لِسِكْنَهُ أَظْهَرَ وَخَيْرٌ لِمَنْ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَسَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدَأَ الْفُسْلُ كَانَ النَّاسُ مَجْهُودِينَ يَلْبَسُونَ الصُّوفَ وَيَعْمَلُونَ عَلَى ظُهُورِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضِيقًا مُقَارِبَ السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ غَرِيضٌ فَخَرَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ حَارٍ وَعَرَقَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ الصُّوفِ حَتَّى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاخٌ

۱۰۰. مسند کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۰ بخاری کتاب الجمعة باب من این توتی الجمعة ج ۱ ص ۱۲۲

۱۰۱. مسند کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۰ بخاری کتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ج ۱ ص ۱۲۲

۱۰۲. ترمذی ابواب الجمعة باب فی الوضوء يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۱۱ ابو داؤد کتاب الطهارة باب الرخصة فی ترك الغسل يوم

الجمعة ج ۱ ص ۵۱ سانی کتاب الجمعة باب الرخصة فی ترك الغسل يوم الجمعة ج ۱ ص ۲۰۵

۱۰۳. ابو داؤد کتاب الطهارة باب الرخصة فی ترك الغسل يوم الجمعة ج ۱ ص ۵۱ طحاوی کتاب الطهارة باب غسل يوم الجمعة

اَذَىٰ بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيحَ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا تَمَنَّاهُ هَذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوا وَلَيَمَسَّ أَحَدُكُمْ الْفَضْلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُھْنِهِ وَطَيِّبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثُمَّ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ذِكْرُهُ بِالْخَيْرِ وَلَبَسُوا غَيْرَ الصُّوفِ وَكَفُّوا الْعَمَلَ وَوَسَّعَ مَسْجِدَهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِي كَانَ يُؤْذِي بَعْضَهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عراق کے رہنے والے کچھ لوگوں نے آ کر کہا اے ابن عباس (بیچو) کیا آپ جمعہ کے دن غسل کو واجب سمجھتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں لیکن جو غسل کرے اس کے لئے زیادہ پاکی کا باعث ہے اور بہت بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کا آغاز کیسے ہوا۔ لوگ محنت و مزدوری کرتے تھے اور اونی کپڑے پہنتے تھے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے تھے اور ان کی مسجد تنگ نیچی چھت والی تھی۔ وہ تو ایک جھونپڑی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گرم دن میں تشریف لائے تو اس دن کے لباس میں لوگوں کو پسینہ آیا تو اس سے بو پھیل گئی جس کی وجہ سے ان میں سے بعض کو بعض سے تکلیف پہنچی پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بو محسوس ہوئی تو آپ نے فرمایا اے لوگو جب جمعہ کا دن ہو تو تم غسل کر لیا کرو اور تم میں سے جو اچھا تیل یا خوشبو پائے تو وہ لگا لیا کرے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت درست فرمادی تو وہ اونی کپڑوں کے سوا اور کپڑے پہننے لگے اور کام سے رک گئے اور انہوں نے اپنی مسجد کو وسیع کر دیا اور پسینہ کی وہ بو جس کی وجہ سے بعض کو بعض سے ادیت پہنچتی تھی ختم ہو گئی۔

اس کو ابو داؤد اور طحاوی نے روایت کیا اور حافظ نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

909- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السَّنَةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ . رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَإِسْنَادُهُ

صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ اسکو بزار نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

غسل جمعہ کے واجب ہونے میں فقہاء مالکیہ و احناف کا موقف و دلیل

امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک جمعہ کا غسل واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری و مسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص جمعہ کے لئے آئے تو پس اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غسل جمعہ کے وجوب کا فائدہ دیتی ہے لہذا جمعہ کا غسل واجب ہے۔

جبکہ احناف کے نزدیک غسل جمعہ سنت ہے۔ سب سے پہلے ہم فقہاء مالکیہ کی دلیل کا جواب ذکر کر رہے ہیں اور اس کے بعد اپنے موقف پر الگ حدیث بھی بطور دلیل پیش کریں گے۔

کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جمعہ کا غسل ہر احتلام والے پر واجب ہے۔
اس حدیث میں غسل جمعہ کے ساتھ یہ قید موجود ہے ہر احتلام والے پر واجب ہے۔ اس حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ جمعہ کا
غسل غیر احتلام والے پر واجب نہ ہو۔ کیونکہ علت وجوب احتلام ہے۔ اور اس کے علت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ہر احتلام
والے خواہ وہ جمعہ کا دن ہو یا غیر جمعہ ہو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا احتلام عام ہے خواہ وہ بروز جمعہ ہو یا غیر جمعہ ہو ہر
حال میں علت وجوب غسل ہے۔

غسل جمعہ کے سنت ہونے میں احناف کی دلیل

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں۔ فقہاء مالکیہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ ان کی بیان کردہ روایت کو نسخ پر محمول کیا جائے گا۔
(علامہ ابن ہمام نے سنن ابوداؤد کی روایت بیان کی ہے جبکہ ہم نے اسی کی ہم معنی روایت صحیح بخاری سے حدیث ذکر کی ہے)
وہ یہ روایت ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کہتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں سے اور مدینہ
کی لواحق بستوں سے نماز جمعہ میں باری باری آیا کرتے تھے۔ گردوغبار کی وجہ سے ان (کے جسم) پر غبار اور پسینہ بہت آتا تھا
پھر ان کے بدن سے بھی پسینہ نکلتا تھا تو بدبو پیدا ہو جاتی تھی پس ایک آدمی ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) میرے ہاں تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش تم لوگ اس دن (گردوغبار اور
بدبو سے) صاف رہا کرتے۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۲۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ لوگ اپنے کام کاج خود کیا کرتے تھے اور جب جمعہ
کے لیے جاتے تو اپنی اسی حالت میں چلے جاتے تو ان سے کہا گیا: کاش تم غسل کر لیا کرو۔
ان احادیث اور دوسری احادیث میں مندوب کا بیان ہوا ہے جس سے استحباب ہی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ندب
سے صرف استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اور اسی دلیل پر یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا غسل افضل
ہے۔ (فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۱۳، بیروت)

وجوب غسل جمعہ انتفائے علت کی وجہ ساقط ہو گیا

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کے چند آدمی آئے اور
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کی رائے میں جمعہ کہ دن نہانا واجب ہے؟ انہوں نے کہا کہ
نہیں۔ مگر (جمعہ کے دن نہانا) بہت زیادہ صفائی اور ستھرائی ہے اور جو آدمی غسل کر لے اس کے لیے بہتر ہے اور جو آدمی نہ
نہائے اس پر واجب بھی نہیں ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کی ابتداء کیوں کر ہوئی؟ (یعنی جمعہ کے روز غسل
کس وجہ سے شروع ہوا تو اصل بات یہ تھی کہ اسلام کے شروع زمانہ میں) بعض نادار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ادنیٰ

لباس پہنے تھے اور پیٹھ پر (بوجھ اٹھانے کا) کام کرتے تھے، ان کی مسجد تنگ تھی جس کی چھت نیچی اور کھجور کی ٹہنیوں کی تھی۔ ایک مرتبہ جمعہ کے دن جب سخت گرمی کی وجہ سے (اونی لباس کے اندر لوگ پسینہ سے تر ہو گئے، یہاں تک کہ (پسینہ) بدبو بھی جس سے لوگ آپس میں تکلیف محسوس کرنے لگے۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو کا احساس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! جب جمعہ کا دن ہو تو غسل کر لیا کرو بلکہ تم میں سے جسے تیل یا خوشبو مثلاً عطر وغیرہ میسر ہو وہ استعمال کرے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی کی تو لوگوں نے اونی لباس چھوڑ کر (عمدہ) کپڑے استعمال کرنے شروع کر دیئے محنت و مشقت کے کام بھی چھوٹ گئے، مسجد بھی وسیع ہو گئی اور پسینے کی وجہ سے جو لوگوں کو آپس میں تکلیف ہوتی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ (سنن ابوداؤد)

علامہ ابن عبدالبر مالکی کا موقف

علامہ ابن منذر نے امام مالک علیہ الرحمہ سے وجوب غسل نقل کیا ہے۔ کہ جمعہ کا غسل واجب ہے۔ جبکہ علامہ ابن عبد البر مالکی استدراک میں لکھتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے امام مالک سے جمعہ کے غسل کا وجوب نقل کیا ہو۔ (علامہ ابن عبد البر مالکی کا موقف بھی یہی ہے کہ ہمارے نزدیک بھی جمعہ کا غسل سنت ہے)۔ (ابن عثیمین)

حکم منسوخ کی بقاء کا قاعدہ فقہیہ

، فَإِذَا نُسِخَ الْوُجُوبُ لَا يَبْقَى حُكْمُ آخِرٍ بِخُصُوصِهِ إِلَّا بِدَلِيلٍ۔ (فتح القدیر)

جب کسی حکم کا وجوب منسوخ ہو جائے تو وہ صرف اپنی تخصیص کی دلیل کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی حکم کو منسوخ کر دیا جائے تو وہ اصل کے اعتبار یعنی عملی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی حکم منسوخ ہونے کے بعد بھی باقی رہے تو وہ صرف دلیل تخصیص ہی کی بناء پر باقی رہ سکتا ہے۔ اس کی مثال یہ غسل جمعہ ہے کیونکہ غسل جمعہ حدیث کے مطابق جمعہ کے دن والے حکم پر واجب تھا۔ جبکہ بعد میں ہر احتکام والے پر واجب ہوا۔ اور کئی روایات میں غسل جمعہ کو افضل کہا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ تو ایک اصول کے مطابق جب کوئی حکم منسوخ ہو جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے حالانکہ غسل حکم منسوخ ہونے کے باوجود باقی ہے۔ تو اس کا جواب اسی قاعدہ کے مطابق دی گیا ہے کہ اگرچہ وہ غسل جمعہ کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ لیکن اس کا سنت ہونا یا مستحب ہونا اس کی دلیل تخصیص کی وجہ سے باقی ہے اور وہ جمعہ اور اس کی فضیلت ہے۔

حکم کی انتہاء علت کی انتہاء پر ہوتی ہے (قاعدہ فقہیہ)

أَنَّ مِنْ قَبْلِ انْتِهَاءِ الْحُكْمِ بِانْتِهَاءِ عِلَّتِهِ (فتح القدیر)

ہر حکم کی انتہاء علت کی انتہاء کے ساتھ ہوتی ہے۔

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ غیر نص سے ثابت ہونے والا کوئی بھی حکم شرعی جو کسی علت کی پر بناء پر ثابت ہو وہ حکم

وقت تک رہتا ہے جب تک اس کی علت رہے اور جب علت ختم ہو جائے تو وہ حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال
میں غسل جو ہے کہ جب تک بدن سے بدبود وغیرہ یا علت اعتلام تھی تو یہ غسل واجب رہا اور جب یہ علت ختم ہوئی تو غسل جمعہ
کے وجوب کا حکم بھی ختم ہو گیا۔ اور سنت بوجہ تخصیص باقی رہا۔

بَابُ السَّوَاكِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن مسواک کرنے کا بیان

910- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمُعِ مَقَابِرَ
لِسُلَيْمَانَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ عِيْدًا فَاسْتَسَلُّوا وَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَاكِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالصَّغِيرِ
وَأَسَانَدُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعوں میں سے کسی جمعہ کے موقع پر فرمایا اے
مسلمانوں کے گروہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لیے عید بنایا ہے پس تم غسل کرو اور مسواک کو لازم پکڑو۔ اس کو
طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے
مسواک کرتے اور یہ آپ و کے مزاج اقدس کی انتہائی نظافت کی دلیل تھی کہ اگر مجلس مبارک میں خاموش بیٹھنے یا لوگوں سے
گفتگو کرنے کی وجہ سے منہ کے اندر کچھ تغیر آ گیا ہو تو وہ دور ہو جائے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل مبارک کی حقیقت
پر نظر ڈالی جائے تو یہاں بھی تعظیم امت کا مقصد سامنے آئے گا لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ انتہائی پاکیزگی و
مطہائی کے ساتھ رہا کریں یہاں تک کہ آپ میں گفتگو و کلام کرنے اور ملنے جلنے کے لئے مسواک کر لیا کریں تاکہ کوئی آدمی
منہ کی بد مزگی یا بو کے تغیر کی وجہ سے تکلیف محسوس نہ کرے۔

مسواک کی فضیلت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے منقول ہے کہ مسواک کرنے کے ستر فائدے ہیں جن میں سب سے
دلی اور کم درجہ فائدہ یہ ہے کہ مسواک کرنے والا آدمی موت کے وقت کلمہ شہادت کو یاد رکھے گا جس کی بناء پر اس کا خاتمہ یتیمنا
خیر پر ہوگا۔ ٹھیک اسی طرح جیسے کہ افیون کھانے کے ستر نقصان ہیں جن میں سب سے ادنیٰ اور کم تر نقصان یہ ہے کہ افیون
کھانے والا آدمی موت کے وقت کلمہ شہادت بھول جائے گا، العیاذ باللہ

حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کے لئے یہ تاکید ہے کہ وہ جب گھر میں داخل ہو تو اسے چاہئے

کہ وہ سب سے پہلے مسواک کرے کیونکہ اس سے منہ میں بہت زیادہ خوشبو پیدا ہو جاتی ہے جس سے تمہارا من سے خوشبو نکلتی ہوگی۔
رک میں اضافہ ہوتا ہے۔

بَابُ الطِّيبِ وَالتَّجَمُّلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن زینت اختیار کرنے اور خوشبو لگانے کا بیان

911- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَبِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَتَوَضَّعُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَلْبَسُ مِنْ دُحْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ تَجِدُهُ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ النَّبِيِّ ثُمَّ يُغْتَسِلُ مَا كَتَبَ لَهُ ثُمَّ يُنِصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق طہارت حاصل کرے اور تیل لگائے یا اپنے گھر میں خوشبو لگائے پھر وہ (اپنے گھر سے اس عرس) نکلتے۔ دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے پھر جو اس پر نماز فرض ہے پڑھے پھر جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

شرح

اور امام مالک نے یہ روایت یحییٰ ابن سعد سے نقل کی ہے۔ "تشریح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو بیوت و آسنان کے ساتھ یہ میسر ہو کہ وہ ان کپڑوں کے علاوہ جنہیں وہ ہمیشہ پہنتا ہے اور ان کپڑوں میں گھریا ہر کاروبار کرتا ہے نماز جمعہ کے لئے دو مزید کپڑے بنائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی بطور خاص جمعہ اور عیدین کے لئے اچھے کپڑے بنائے تو یہ زہد و تقویٰ کے منافی نہیں ہوگا چنانچہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ کے پاس دو ایسے کپڑے تھے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور خاص جمعے کے روز زیب تن فرماتے تھے۔

912- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَسْلَمَانُ خَلْ تَلَوِي مَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ هُوَ الَّذِي جَمَعَ اللَّهُ فِيهِ أَبَاكَ أَوْ أَبُوبِكَ قَالَ لَا وَلَكِنْ أُحَدِّثُكَ عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَطَهَّرُ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيَتَطَيَّبُ مِنْ طِيبٍ أَهْلِيهِ إِنْ كَانَ لَهُمْ طِيبٌ وَالْأَقَالِمَاءُ ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيَنْصِتُ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ ثُمَّ يُكَبِّرُ إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى مَا اجْتَنَبَ الْمَقْتَلَةَ وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کا دن

کہا ہے میں نے عرض کیا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے باپ یا کہا آپ کے ماں باپ کو قیام فرمایا آپ نے فرمایا نہیں لیکن میں تم سے جمعہ کے دن کے بارے میں بیان کرتا ہوں جو مسلمان طہارت حاصل کرے اور اچھے کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے ورنہ پانی سے غسل کرے پھر وہ مسجد آ کر خاموش بیٹھ جائے حتیٰ کہ امام خطبہ کے لئے نکل آئے پھر وہ نماز پڑھے تو اس کا یہ عمل اس کے لئے جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیانی گناہ کا کفارہ بن جائے گا جب تک تو قتل سے بچے اور یہ اجر سارا زمانہ ہے۔

اس کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور پیشی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

913- وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَمَسًا مِنْ طَيِّبٍ إِنْ كَانَ عِلَّةً وَلَيْسَ مِنْ أَحْسَنِ لِبَاسِهِ ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَكُنْ إِنْ بَدَأَ لَهُ وَلَمْ يُؤْذِ أَحَدًا ثُمَّ انْصَبَتْ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتَّى يُصَلِّيَ كَانَتْ كَفَّارَةً لَهُ لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخَرِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّطَبَّرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی پاک ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو جمعہ کے دن غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو خوشبو لگائے اور اچھے کپڑے پہنے پھر وہ سکون سے نکل کر مسجد آئے اور اگر ہو سکے تو دو رکعتیں پڑھے اور کسی کو اذیت نہ دے پھر خاموش رہے جب امام خطبہ کے لئے نکلے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ و دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

من طیب احدہ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ عورتیں اکثر خوشبو لگاتی ہیں اس سے گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی کے پاس خوشبو نہ ہو وہ اپنی بیوی سے مانگ لے لیکن خوشبو زناتی یعنی ایسی نہ ہو کہ اس میں رنگ کی آمیزش ہو۔ فالنماء لہ طیب کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس خوشبو نہ ہو اور اس کے گھر میں بھی بیوی وغیرہ کے پاس سے نہ ملے تو وہ پانی سے نہالے کہ پانی بمنزلہ خوشبو کے ہے کیونکہ پانی پاکیزگی اور ستھرائی کا سبب ہے اور بدن کی بدبو اس سے جاتی رہتی ہے۔ یہ حدیث اور اوپر کی حدیث حضرت امام مالک کے مسلک کی موید ہے کیونکہ ان کے نزدیک جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک چونکہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں لہذا ان حضرات نے احادیث کو سنت پر محمول کیا ہے کیونکہ ان کے علاوہ دوسری اور بہت سے احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں ہے تاہم علماء لکھتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل نہ کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے دن نبی پاک ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت کا بیان

814- عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنْ صَلَّاتُكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَعْرِضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَيْتَ قَالَ يَقُولُونَ بَلَيْتَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ . رَوَاهُ الْحَيْثَمِيُّ إِلَّا التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ .

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی میں آپ فوت ہوئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں سب بیہوش ہوں گے پس تم اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ گل چکے ہوں گے یعنی مٹی ہو گئے ہوں گے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام قرار دیدیا۔ اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا سوائے ترمذی کے۔

انبیائے کرام کی حیات سے متعلق بیان

حضرت ابوورداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعے کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ جمعے کا دن مشہود (یعنی حاضر کیا گیا ہے) اس دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جو آدمی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میرے سامنے (بذریعہ مکاشفہ یا بذریعہ ملائکہ) پیش کیا جاتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہوتا ہے۔ ابوورداء کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ میرے بعد بھی درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کئے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام کیا ہے چنانچہ اللہ کے نبی (اپنی اپنی قبر میں بالکل دنیا کی حقیقی زندگی کی طرح) زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1338)

یہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عباس کی تفسیر کی تائید کرتی ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ میں (وَالْيَوْمَ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ) 85- البروج: 2 میں مشہود سے مراد جمعے کا دن ہے جب کہ پہلے گزرنے والی حدیث نمبر ۸ حضرت علی المرتضیٰ کی تفسیر کی مویہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ شاید سے مراد جمعے کا دن ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اگرچہ یہاں بھی

۹۱۴. ابو داؤد کتاب الصلوة باب تفریم ابواب الجمعة ج ۱ ص ۱۵۰ نانی کتاب الجمعة باب اکتار الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة ج ۱ ص ۲۰۲ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب فی فضل الجمعة ص ۷۷ مسند احمد ج ۴ ص ۸ مستدرک حاکم کتاب الجمعة باب الامر بکثرة الصلوة فی الجمعة ج ۱ ص ۲۷۸

مشہور ہے کہ یوم جمعہ مراد لینا بایں اعتبار کہ اسی دن ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کی تفسیر کے منافی نہیں ہے تاہم یہ احتمال بھی قوی تر ہے کہ حدیث کے الفاظ میں "لِئَانِہُ" کی ضمیر جمع کی طرف نہیں بلکہ کثرت درود کی طرف راجع ہے جو کہ لفظ "اکثروا" سے منہوم ہوتا ہے اس طرح حدیث کے معنی یہ ہوں گے جمع کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ کثرت درود مشہودہ (یعنی فرشتوں کے حاضر ہونے کا سبب) ہے۔ غرض صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ یوں تو ہمیشہ ہی جب مجھ پر کوئی آدمی درود بھیجتا ہے تو اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے مگر جمعہ کا دن چونکہ سب سے افضل دن ہے اس لئے جمعہ کے دن بھیجا جانے والا درود بطریق اولیٰ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے اگرچہ درود پہنچنے کی مدت کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو چنانچہ حتیٰ یفرغ فرما کر اس طرف اشارہ فرما دیا گیا ہے کہ جب تک درود پڑھنے والا خود فی فارغ نہ ہو جائے یا درود پڑھنا ترک نہ کر دے اس وقت تک پوری مدت کے درود برابر میرے سامنے پیش کئے جاتے رہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت ابو درداء یہ سمجھے کہ شاید یہ حکم ظاہری حالت یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی ہی سے متعلق ہے۔

چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں جب سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر انبیاء کے اجسام کھانا حرام ہے یعنی جس طرح دوسرے مردوں کے جسم قبر میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اس طرح انبیاء کے جسم قبر میں فنا نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنی اصلی حالت میں موجود رہتے ہیں اس لئے انبیاء کے لئے فنا حالت یعنی دنیا کی ظاہری زندگی اور موت میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح وہ یہاں ہیں اسی طرح وہاں ہیں اسی لئے کہا گیا ہے۔ اُولَیَآءِ اللّٰہُ لَا یَمُوتُوْنَ وَلَٰکِنْ یَسْتَبَدِّلُوْنَ مِنْ قَاذِرَآئِیْ قَاذِرٍ۔ "اللہ کے دوست اور حقیقی بندے مرتے نہیں وہ تو صرف ایک مکان سے دوسرے مکان کو منتقل ہو جاتے ہیں۔" لہذا جس طرح یہاں دنیا کی زندگی میں میرے سامنے درود پیش کئے جاتے ہیں اسی طرح میری قبر میں بھی میرے سامنے درود پیش کئے جاتے رہیں گے۔

حدیث کے آخری الفاظ حتیٰ رزق کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو اپنی اپنی قبروں میں حق تعالیٰ کی طرف سے معنوی رزق دیا جاتا ہے اور "رزق" سے اگر رزق حسی مراد لیا جائے تو یہ حقیقت کے منافی نہیں ہوگا بلکہ صحیح ہی ہوگا۔ کیونکہ جب شہداء کی ارواح کے بارے میں منقول ہے کہ وہ جنت کے میوے کھاتی ہیں تو انبیاء شہداء سے بھی اشرف واعلیٰ ہیں اس لئے ان کے لئے بھی یہ بات بطریق اولیٰ ثابت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی قبروں میں رزق حسی دیئے جاتے ہوں۔

بَابُ مَنْ اَجَازَ الْجُمُعَةَ قَبْلَ الزَّوَالِ

جس نے زوال سے پہلے جمعہ کو جائز قرار دیا

915- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْحَوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ

تَسْرِفُ وَلَيْسَ لِلْجِطَانِ ظِلٌّ تَسْتَظِلُّ فِيهِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم لوٹ کر جاتے تو دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا جن سے ہم سایہ حاصل کرتے اس کو شیخین رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

نماز جمعہ کا وقت نماز ظہر والا ہونے میں فقہی مذاہب

احناف کے نزدیک نماز جمعہ کا وہی وقت ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے۔ اس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سے قبل حدیث کے مثل اس باب میں سلمہ بن اکوع، جابر، ازبیر بن عوام سے بھی روایت ہے امام ابویسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حدیث انس صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جمعہ کا وقت آفتاب کے ڈھل جانے پر ہوتا ہے جیسا کہ ظہر کی نماز کا وقت امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز آفتاب کے زوال سے پہلے پڑھ لینا بھی جائز ہے امام احمد فرماتے ہیں جو شخص جمعہ کی نماز زوال سے پہلے پڑھ لے تو اسے نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 489)

نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانے کا بیان

916- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةِ وَاحِدٍ وَاحِدًا وَالتِّرْمِذِيُّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

☆☆ حضرت سہل بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کے بعد ہی قیلوہ کرتے اور دوپہر کا کھانا کھاتے تھے۔ اس کو محدثین رحمہم اللہ کی جماعت نے روایت کیا اور امام مسلم رحمہم اللہ، احمد رحمہم اللہ اور ترمذی رحمہم اللہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں۔

نماز جمعہ کے بعد قیلوہ کرنے کا بیان

917- وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا نَصَلِّيُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ إِلَى الْقَائِلَةِ فَقِيلُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ خَرِشٍ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے پھر قیلوہ کے لئے لوٹ کر جاتے تو قیلوہ کرتے اس کو امام احمد رحمہم اللہ اور بخاری رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

۹۱۶. بخاری کتاب الجمعة باب قول الله عز وجل فاذا قضيت الصلوة الخ ج ۱ ص ۱۲۸ مسلم کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۲

ترمذی ابواب الجمعة باب في القائلة يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۱۸ ابو داؤد کتاب الصلوة باب وقت الجمعة ج ۱ ص ۱۵۵ مسند

احمد ج ۵ ص ۲۳۶ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يقيل بعد الجمعة ج ۲ ص ۱۰۶

۹۱۷. مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۷ بخاری کتاب الجمعة باب القائلة بعد الجمعة ج ۱ ص ۱۲۸

دوپہر کے وقت استراحت کرنے کو قیلولہ کہتے ہیں خواہ سویا جائے یا نہ سویا جائے۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ہم جمعے کے روز دوپہر کے کھانے اور قیلولہ میں مشغول نہ رہتے تھے بلکہ صبح سویرے نماز جمعہ کے لئے چلے جاتے تھے نماز کے بعد کھانا کھاتے اور قیلولہ کرتے تھے۔

918- وَعَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ مَتَى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ نَذَبَ إِلَى جَمَانَا فَنَرِيحُهَا زَادَ عَبْدُ اللَّهِ فِي حَدِيثِهِ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کب نماز جمعہ پڑھاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ جمعہ پڑھاتے پھر ہم اپنے اونٹوں کی طرف جاتے اور ان کو آرام کے لئے چھوڑ دیتے۔ عبد اللہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے سورج ڈھل جانے کے وقت یعنی اونٹنیاں اس کو امام مسلم ہینس نے روایت کیا۔

919- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّيْدَانِ السُّلَمِيِّ قَالَ شَهِدْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ وَخُطْبَتُهُ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ ثُمَّ شَهِدْتُهَا مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ وَخُطْبَتُهُ إِلَى أَنْ أَقُولَ أُنْتَصَفَ النَّهَارِ ثُمَّ شَهِدْتُهَا مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ وَخُطْبَتُهُ إِلَى أَنْ أَقُولَ زَالَ النَّهَارُ فَمَا رَأَيْتُ عَابَ ذَلِكَ وَلَا الْكُرَّةَ . رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن سیدان سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے حاضر ہوا تو آپ کی نماز اور آپ کا خطبہ نصف النہار سے پہلے ہوتا تھا پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ (نماز جمعہ کے لئے) حاضر ہوا تو ان کی نماز اور خطبہ اس وقت ہوتا کہ میں کہتا کہ نصف النہار ہو چکا ہے پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (نماز جمعہ کے لئے) حاضر ہوا تو ان کی نماز اور خطبہ اس وقت ہوتا کہ میں کہتا کہ دن ڈھل چکا ہے تو میں نے کسی کو اسے عیب سمجھتے ہوئے یا انکار کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اس کو دارقطنی اور دیگر محدثین ہینس نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

920- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ ضُحًى وَقَالَ خَشِيتُ عَلَيْكُمُ الْحَرَّ . رَوَاهُ أَبُو تَوَكَّرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِي .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے چاشت کے وقت جمعہ کی نماز پڑھائی اور فرمایا مجھے تم پر گرمی کا خوف ہے۔

918. مسلم کتاب الجمعة وفي نسخة المسلم عندي عن أبيه أنه سأل جابر بن عبد الله متى. الخ ج ١ ص ٢٨٣

919. سنن الدار قطنی کتاب الجمعة باب صلوة الجمعة قبل نصف النهار ج ٢ ص ١٧

920. مصنف ابن أبي شيبة كتاب الصلوة باب من كان يقبل بعد الجمعة. الخ ج ٢ ص ١٠٧

اس کو ابو بکر بن شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

921- وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ ضَحَى رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عَدِي فِي الضُّعْفَاءِ .

☆☆ سعید بن سويد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ چاشت کے وقت پڑھائی اس کو ابو بکر بن شیبہ نے بیان کیا اور سعید بن سويد کو ابن عدی نے ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے۔

922- وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يَقُولُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَهَذَا الْاَثَرُ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيهِ .

☆☆ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔ اس کو ابو بکر بن شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ اس اثر میں زوال سے پہلے جمعہ کے قائلین کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

بَابُ فِي التَّجْمِيعِ بَعْدَ الزَّوَالِ

زوال کے بعد جمعہ پڑھنے کا بیان

923- عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَرْتَفِعَ فَإِنَّمَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَحِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكَفَّارُ ثُمَّ صَلَّى فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرَّمْحِ ثُمَّ أَقْصَرَ عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ حِينَئِذٍ تُسَجَّرُ جَهَنَّمُ فَإِذَا أَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُودَةٌ مَحْضُورَةٌ حَتَّى نُصَلِّيَ الْعَصْرَ الْحَدِيثُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ .

☆☆ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے نماز کے بارے میں بتائیں تو آپ نے فرمایا تو صبح کی نماز پڑھ پھر تو نماز سے رک جاتے کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس بے شک وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان صوم ہوتا ہے اور اس وقت اسے کافر سجدہ کرتے ہیں پھر تو نماز پڑھ پس بے شک فرشتے نماز میں حاضر و موجود ہوتے ہیں پھر تو نماز سے رک جا پس بے شک اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پس جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھ پس بے شک نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

۹۲۱. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یقول بعد الجمعة . الخ ج ۲ ص ۱۰۷ الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ج ۳ ص ۱۲۴۳

۹۲۲. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من کان یقول بعد الجمعة . الخ ج ۲ ص ۱۰۶

۹۲۳. مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۱ کتاب فضائل القرآن باب الاوقات التي نهى عن الصلوة فيها ج ۱ ص ۲۷۶

924- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطَوْلِهِ مَا لَمْ تَخْضُرَ الْعَصْرُ . الْحَدِيثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظہر وقت جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اپنے قد کی مثل ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

925- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَلَمَّا ذَلَّكَتِ الشَّمْسُ أَذَّنَ بِلَالٌ الظُّهْرَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ الْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا پس جب سورج ڈھل گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے نماز کے لئے اقامت کہی۔ الحدیث اس کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

926- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نَجْمَعُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ تَرَجَّعُ نَتَّبِعُ الْفَيْءَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سورج ڈھل جانے کے بعد جمعہ پڑھتے پھر ہم سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

927- وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ ہمیں اس وقت جمعہ کی نماز پڑھاتے جب سورج ڈھل جاتا۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

928- وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَالَتْ الشَّمْسُ صَلَّى الْجُمُعَةَ فَتَرَجَّعُ وَمَا نَجِدُ فَيَا نَسْتَبِطُ بِهِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ فِي التَّلْخِصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

۹۲۴. مسلم کتاب المساجد باب الاوقات الصلوة الخمس ج ۱ ص ۲۲۳

۹۲۵. المعجم الاوسط ج ۷ ص ۴۰۳ مجمع الزوائد کتاب الصلوة باب الوقت نقلًا عن الطبرانی فی الاوسط ج ۱ ص ۳۰۴

۹۲۶. مسلم کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۳ بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية ج ۲ ص ۵۹۹

۹۲۷. بخاری کتاب الجمعة باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس ج ۱ ص ۱۲۳

۹۲۸. المعجم الاوسط ج ۷ ص ۲۲۷ تلخیص الجبیر کتاب الجمعة ج ۲ ص ۵۹

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھل جاتا تب جمعہ کی نماز پڑھاتے پھر ہم لوٹے تو کوئی ایسا سایہ نہ پاتے تھے جس سے ہم سایہ حاصل کریں۔

اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور تلخیص میں فرمایا کہ اس کی سند حسن ہے۔

929- وَعَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَرَى طَنِفَسَةَ لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَطْرُحُ إِلَى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغُرَبِيِّ فَإِذَا غَشِيَ الطَّنِفَسَةَ كُلُّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ مَالِكٌ وَالِدُ أَبِي سُهَيْلٍ ثُمَّ نَزَجَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ لَنَقِيلُ قَائِلَةَ الضُّحَى . رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْظَا وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت مالک بن ابوعامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی چادر یکھی جمعہ کے دن جو مسجد کی دیوار پر ڈالی ہوئی تھی پس جب دیوار کا سایہ ساری چادر پر چھا جاتا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نکلتے اور جمعہ کی نماز پڑھاتے پھر نماز جمعہ کے بعد لوٹ کر دوپہر کا قیلولہ کرتے۔

اس کو امام مالک رضی اللہ عنہ نے موطا میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

930- وَعَنْ أَبِي الْقَيْسِ عَمْرِو بْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نَجْمَعُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو قیس عمرو بن مروان رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں جب سورج ڈھل جاتا تو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتے تھے۔

اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ

جمعہ کے لئے دواذانوں کا بیان

931- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلَهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَثُرُوا أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّلَاثِ فَأَذَنَ بِهِ عَلَى الزُّورَاءِ فَبَيَّتِ الْأَمْرَ عَلَى ذَلِكَ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتَّيَمِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ .

☆☆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور

۹۲۹. موطا امام مالک کتاب وقوت الصلوة باب وقت الجمعة ص ۶

۹۳۰. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب من كان يقول وقتها ذوال الشمس - الخ ج ۲ ص ۱۰۸

۹۳۱. بخاری کتاب الجمعة باب الاذان يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۲۴ نسائی کتاب الجمعة باب الاذان لجمعة ج ۱ ص ۲۰۷ ابو داؤد

کتاب الصلوة باب النداء يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۰۰

جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام مہر پر بیٹھ جاتا پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تیسری اذان کا حکم دیا تو زوراء کے مقام پر یہ اذان کہی گئی تو معاملہ اسی طرح ثابت ہو گیا اس کو بخاری ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جمعے کی اذان کے سلسلے میں معمول یہ تھا کہ جب آپ نماز جمعہ کے لئے تشریف لاتے اور منبر پر بیٹھتے تو اذان کہی جاتی تھی۔ جمعہ کی پہلی اذان جو نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد کہی جاتی ہے اس وقت مقرر نہیں تھی۔ زمانہ رسالت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ خلافت میں بھی یہی معمول رہا۔ مگر جب حضرت عثمان غنی خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں مسلمان تعداد میں کم تھے اور یہ کہ مسجد کے قریب ہی سکونت پذیر تھے بلکہ اکثر مسلمان تو ہمہ وقت بارگاہ رسالت ہی میں حاضر رہتے تھے اور اب نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی ہے بلکہ اکثر مسلمان مسجد سے دور دراز علاقوں میں سکونت پذیر ہیں اور اپنے اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں تو انہوں نے یہ مناسب جانا کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہی جائے تاکہ جو لوگ دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں وہ بھی خطبے میں حاضر ہو جائیں۔ اسی طرح اسی وقت سے اذان اول کہی جانے لگی۔ لہذا "تیسری اذان" سے مراد یہی پہلی اذان ہے کہ حدیث میں اس کو "تیسری اذان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگرچہ یہ اذان وقوع کے اعتبار سے اول ہے کہ سب سے پہلے کہی جاتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چونکہ مقرر شدہ دو اذانوں (یعنی ایک تو وہ اذان جو خطبے کے وقت کہی جاتی ہے اور دوسری تکبیر) کے بعد یہ اذان مقرر ہوئی ہے اس لئے اسے "تیسری اذان" کہا جاتا ہے۔ بہر حال وہ اذان جو نماز جمعہ کے لئے سب سے پہلی کہی جاتی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر کی ہے اور وہ بھی سنت ہے اسے بدعت نہیں کہا جائے گا کیونکہ حضرات خلفاء راشدین کا فعل اور ان کا مقرر کردہ طریقہ بھی سنت ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اب تو غالباً کسی بھی جگہ طریقہ یہ رائج نہیں ہے مگر پہلے بعض مقامات پر یہ معمول تھا کہ سنتیں پڑھنے کے وقت مزید ایک اذان کہی جاتی تھی جو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مقرر تھی اور نہ صحابہ اور تابعین کے دور میں مقرر ہوئی اور نہ اکثر مسلم ممالک و بلاد میں اس وقت یہ اذان کہی جاتی تھی نہ معلوم کس آدمی نے یہ بدعت جاری کی تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے لئے پہلی اذان ہو جانے کے بعد خرید و فروخت (یا کوئی بھی دنیاوی مشغولیت) حرام ہو جاتی ہے اور نماز جمعہ میں جلدی پہنچنے کے لئے اس کی تیاریوں اور اہتمام میں مشغول ہو جانا واجب ہو جاتا ہے۔

بَابُ التَّائِذِينَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

خطبہ کے وقت مسجد کے دروازے پر اذان کا بیان

932- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبَى بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

قَالَ النَّيْمِيُّ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

★★ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے دن منبر پر بیٹھتے تو آپ ﷺ کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان کہی جاتی اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں بھی۔ اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

علامہ نیموی رحمہ اللہ فرماتے ہیں علی باب المسجد کا اضافہ محفوظ نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَدُلُّ عَلَى التَّائِذِينَ عِنْدَ الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عِنْدَ الْإِمَامِ

ان روایات کا بیان جو یوم جمعہ خطبہ کے وقت امام کے پاس اذان کہنے پر دلالت کرتی ہیں

933- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذَلِكَ لِمَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخَمَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھ جاتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے پھر جب آپ منبر سے اترتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں بھی اسی طرح رہا۔

اس کو امام نسائی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ وَالتَّخَطُّي

لوگوں کو جدا کرنے اور کندھے پھلانگنے سے ممانعت کا بیان

934- عَنْ سَلْمَانَ الْقَارِيسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ

۹۳۲. ابو داؤد کتاب الصلوة باب النداء يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۵۵

۹۳۳. نسائی کتاب الجمعة باب الاذان للجمعة ج ۱ ص ۲۰۷ مسند احمد ج ۳ ص ۴۴۹

فَمِنْهُمَا وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ ثُمَّ اَذْهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طَيِّبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يَفْرِقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ
خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرَى . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنی طاقت کے مطابق طہارت حاصل کرے پھر تیل لگائے یا خوشبو لگائے پھر جمعہ کے لئے اس حال میں جائے کہ دو آدمیوں کے درمیان پہنائے ڈالے اور فرض نماز پڑھے پھر جب امام (خطبہ کے لئے) تشریف لائے تو خاموش رہے تو اس کا یہ عمل اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔
اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

935- وَعَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبَجَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُسْرِ جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ فَقَدْ أَذَيْتَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيَالِيسِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت زاہریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا درانحالیکہ نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا بیٹھ جاتو نے (لوگوں کو) اذیت دی ہے۔
اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ السُّنَّةِ قَبْلَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا

نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں سنتوں کا بیان

936- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ لِنَفْسِهِ مَا قَدَّرَ لَهُ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتَّى يَفْرُغَ الْاِمَامُ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ غُفْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرَى وَفَصْلٌ لِلآيَةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن غسل کرے پھر نماز جمعہ پڑھنے کے لئے پھر جو نماز اس کے لئے مقرر کی گئی ہے پڑھے۔ پھر خاموش رہے حتیٰ کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہو جائے پھر وہ

۱۲۱. بخاری کتاب الجمعة باب لا يفرق بين اثنين يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۲۴

۱۲۲. ابو داؤد کتاب الصلوة باب تخطي رقاب الناس يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۵۹ نسائی کتاب الجمعة باب النهي عن تخطي رقاب

الناس ج ۱ ص ۲۰۷

۱۲۳. مسلم کتاب الجمعة فصل من اغتسل او توضأ فأتى الجمعة . الخ ج ۱ ص ۲۸۳

امام کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان گناہ اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

937- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ چار رکعات پڑھے اس کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

938- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اس کو محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

939- وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ لَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ لَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ لَصَلَّى أَرْبَعًا وَإِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ لَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ الْإِسْنَادُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں ہوتے تو جمعہ کی نماز پڑھ کر آگے بڑھتے اور دو رکعتیں ادا کرتے پھر آگے بڑھ کر چار رکعتیں ادا کرتے اور جب مدینہ طیبہ میں ہوتے تو نماز جمعہ پڑھ کر گھر لوٹ جاتے اور مسجد میں (باقی) نماز نہ پڑھے تو ان سے اس کا ذکر کیا گیا اور آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

۹۳۷. مسلم کتاب الجمعة فصل فی اربع رکعات اول رکعتین بعد الجمعة ج ۱ ص ۲۸۸ ترمذی ابواب الجمعة باب فی الصلوة قبل الجمعة وبعدها ج ۱ ص ۱۱۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الصلوة بعد الجمعة ج ۱ ص ۱۶۱ نسائی کتاب الجمعة باب عند الصلوة بعد الجمعة فی المسجد ج ۱ ص ۲۱۰ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی الصلوة بعد الجمعة ص ۸۰ مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۹

۹۳۸. مسلم کتاب الجمعة فصل فی اربع رکعات اول رکعتین بعد الجمعة واللفظه له ج ۱ ص ۲۸۸ بخاری کتاب الجمعة باب الصلوة بعد الجمعة وتبليها ج ۱ ص ۱۲۸ ترمذی ابواب صلوة الجمعة باب فی الصلوة قبل الجمعة وبعدها ج ۱ ص ۱۱۷ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الصلوة بعد الجمعة ج ۱ ص ۱۶۱ نسائی کتاب الجمعة باب صلوة الامام بعد الجمعة ج ۱ ص ۲۱۰ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی الصلوة بعد الجمعة ص ۸۰ مسند احمد ج ۲ ص ۱۱

۹۳۹. ابو داؤد کتاب الصلوة باب الصلوة بعد الجمعة ج ۱ ص ۱۶۰

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور عراقی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

۹۴۰- وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يُخْبِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ أَرْبَعًا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت جبلة بن سحیم رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں آپ جمعہ سے پہلے چار رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کرتے تھے پھر جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے پھر چار رکعت پڑھتے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۴۱- وَعَنْ خُرَشَةَ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ مِثْلَهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت خرشہ بن الحویرث بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز جمعہ کے بعد نماز جمعہ کی مثل نماز پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے۔

اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۴۲- وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ الْإِمَامُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد چار رکعات پڑھیں۔

اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۴۳- وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَأْمُرُنَا أَنْ نُصَلِّيَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت ابو عبد الرحمن سلیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم جمعہ سے پہلے چار رکعات پڑھیں۔

اس کو عبد الرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۴۴- وَعَنْهُ قَالَ عَلَّمَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّاسَ أَنْ يُصَلُّوا بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا فَلَمَّا حَاءَ عَلِيُّ ابْنُ

۹۴۰. طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع باللیل والنهار کیف ہو ج ۱ ص ۲۳۱

۹۴۱. طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الجمعة ج ۱ ص ۲۳۲

۹۴۲. المعجم الكبير للطبرانی ج ۹ ص ۳۶۰

۹۴۳. مصنف عبد الرزاق کتاب الجمعة باب الصلوة قبل الجمعة وبعدها ج ۲ ص ۲۴۷

۹۴۴. طحاوی کتاب الصلوة باب التطوع بعد الجمعة ج ۱ ص ۲۳۲

ابن طالب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَّمَهُمْ اَنْ يُصَلُّوا سِتًّا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابو عبد الرحمن سلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے لوگوں کو سکھایا کہ وہ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھیں پس جب حضرت علی بن ابوطالبؓ آئے تو انہوں نے لوگوں کو سکھایا کہ وہ چھ رکعات پڑھیں۔ اس کو امام طحاویؒ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

945- وَعَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا فَقَدِمَ بَعْدَهُ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ صَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا فَأَعْجَبْنَا فَعَلَّ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَنَا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابو عبد الرحمن سلمیؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ جمعہ کے بعد چار رکعات پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ کے بعد حضرت علیؓ تشریف لائے تو آپ جب نماز جمعہ پڑھ لیتے تو جمعہ کے بعد دو اور چار رکعتیں پڑھتے تھے تو ہمیں حضرت علیؓ کا فعل پسند آیا تو ہم نے اسے ہی اختیار کر لیا۔ اس کو امام طحاویؒ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

946- وَعَنْهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ آپ ہی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جو نماز جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ چھ رکعات ادا کرے۔

اس کو امام طحاویؒ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز جمعہ سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنے کا بیان

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ ہم سہیل بن ابی صالح کو حدیث میں ثابت تر سمجھتے تھے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ انہوں نے جمعہ کے بعد پہلے دو اور پھر چار رکعت پڑھنے کا حکم دیا سفیان ثوری اور ابن مبارک حضرت عبد اللہ بن مسعود کے قول پر عمل کرتے ہیں اسحاق کہتے ہیں کہ اگر جمعہ سے پہلے مسجد میں نماز پڑھے تو چار رکعت اور اگر گھر پر پڑھے تو دو رکعت پڑھے اور دلیل لائے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن گھر میں دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو چار رکعت پڑھے امام ابو یوسفؒ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے ہی یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے بعد گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے

(جامع ترمذی: جندادل: حدیث نمبر 510)

بَابُ فِي الْخُطْبَةِ

خطبہ کے بیان میں

947- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ تَفْعَلُونَ الْآنَ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے جیسا کہ اب تم کرتے ہو اس کو محدثین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

948- وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی پاک ﷺ دو خطبے اس طرح دیتے کہ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

949- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ النَّاسَ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کے دو خطبے ہوتے ان کے درمیان بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے اس کو سوائے امام بخاری رحمہ اللہ کے محدثین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

950- وَعَنْ يَسَّارِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخُطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَخُطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ أَنَّهُ كَانَ يَخُطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ وَاللَّهُ

۹۴۷. بخاری کتاب الجمعة باب الخطبة قائماً ج ۱ ص ۱۲۵ مسلم کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۳ ترمذی ابواب صلوة الجمعة ج ۱ ص ۱۵۶ ابن ماجہ ابواب الجمعة ج ۱ ص ۱۱۳ ابوداؤد کتاب الصلوة باب الجلوس اقاماً بعد العصر ج ۱ ص ۱۵۶ ابونعیم کتاب الجمعة باب الفصل بين الخطبتين ج ۱ ص ۲۰۹ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة ص ۲۹ مسند احمد ج ۲ ص ۳۵

۹۴۸. بخاری کتاب الجمعة باب القعدة بين الخطبتين يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۲۷
۹۴۹. مسلم کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۳ ترمذی ابواب صلوة الجمعة باب ما جاء في الجلوس بين الخطبتين ج ۱ ص ۱۱۳ ابوداؤد کتاب الصلوة باب الخطبة قائماً ج ۱ ص ۱۵۶ نسائی کتاب الجمعة باب النكوت في القعدة بين الخطبتين ج ۱ ص ۲۰۹ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في الخطبة يوم الجمعة ص ۲۹ مسند احمد ج ۲ ص ۳۵
۹۵۰. مسلم کتاب الجمعة ج ۱ ص ۲۸۳

صَعْنَتْ مَعَهُ أَكْثَرُ مِنْ أَلْفِي صَلَوةٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت سہیل بن ابی سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت جابرؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر حالت قیام میں ہی خطبہ ارشاد فرماتے پس جس نے تجھے یہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ اس نے جھوٹ کہا خدا کی قسم میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں پڑھیں ہیں۔ اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

951- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَتْ صَلَوتُهُ قَصْداً وَخُطْبَتُهُ قَصْداً . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ .

★★ حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھتا تھا پس آپ کی نماز اور خطبہ مختصر ہوتے تھے۔

اس کو امام مسلمؒ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔

952- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُطِيلُ الصَّلَاةَ وَيَقْصُرُ الْخُطْبَةَ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ بیان فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نماز لمبی پڑھاتے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے۔

اس کو امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

953- وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ حَزْنٍ الْكَلْبِيِّ قَالَ قَدِمْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ أَوْ ثَامِنَ سَبْعَةٍ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ أَيَّامًا شَهْدْنَا فِيهَا الْجُمُعَةَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ مُتَوَكِّئًا عَلَى قَوْسٍ أَوْ قَالَ عَلَى عَصَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت حکم بن حزن کلبیؓ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھالیکہ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں تھا پس ہم آپ کے پاس کچھ دن ٹھہرے ان دنوں میں ہم جمعہ کے لئے بھی حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے کمان پر ٹیک لگا کر (خطبہ) کہا یا یا راوی نے کہا عصا مبارک پر ٹیک لگا کر (خطبہ) کہا۔

اس کو امام احمدؒ اور ابو داؤدؒ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

954- وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْدَأُ فَيَجْلِسُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَإِذَا سَكَّتِ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الْأُولَى ثُمَّ جَلَسَ شَيْئًا يَسِيرًا ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الثَّانِيَةَ حَتَّى إِذَا قَصَّامَا

۹۵۱. مسلم کتاب الجمعة فصل فی الخطبة والصلوة قصداً ج ۱ ص ۲۸۴

۹۵۲. نسائی کتاب الجمعة باب ما يستحب من تقصير الخطبة ج ۱ ص ۲۰۹

۹۵۳. مسند احمد ۳ ص ۴۱۲ ابو داؤد کتاب الصلوة باب الرجل يعطى على قوس ج ۱ ص ۱۵۶

۹۵۴. مراسيد ابی داؤد ملحقة سنن ابی داؤد باب ما جاء فی الخطبة يوم الجمعة ص ۷

اسْتَعْفَرَ اللَّهُ لَكُمْ نَزَلَ فَصَلَّى قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ إِذَا قَامَ أَخَذَ عَصًا فَتَوَكَّأَ عَلَيْهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ لَمْ يَكُنْ يَتَوَكَّرُ بِالصَّلَاةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي بَرَاهِئِهِ وَهُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ .

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آغاز اس طرح فرماتے کہ ممبر پر تشریف فرما ہوتے ہیں جب مؤذن (اذان دے کر) خاموش ہو جاتا تو کھڑے ہو کر پہلا خطبہ دیتے پھر تھوڑی دیر بیٹھتے پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ دیتے حتیٰ کہ جب خطبہ پورا کر لیتے تو استغفر اللہ کہتے پھر (ممبر) سے اتر کر نماز پڑھاتے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب (خطبہ کے لئے) کھڑے ہوتے تو عصی مبارک پکڑ کر اس پر ٹیک لگاتے دراصل ایک آپ ممبر پر کھڑے ہوتے پھر ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اس کو ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا اور یہ مرسل جید ہے۔

خطبے کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا مسئلہ

جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموش رہنا اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے امام ابو حنیفہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے چنانچہ امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے لیکن مذاہب لدنیہ "میں لکھا ہے اس مسئلہ میں امام شافعی کے دو قول ہیں ایک قول وجوب کا ہے اور دوسرا استحباب کا، امام ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ جس وقت امام خطبے کے لئے چلے اس وقت بھی نماز شروع کرنا یا کلام کرنا دونوں ممنوع ہیں اگر کوئی آدمی نماز (مثلاً سنت وغیرہ) پڑھ رہا ہو اور امام خطبہ شروع کر دے تو اس آدمی کو دو رعت پوری کر کے نماز توڑ دینی چاہیے، مگر حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک امام کے خطبے کے لئے چلنے اور خطبہ شروع کرنے کے درمیان اسی طرح اس کے خطبہ ختم کرنے کے بعد سے تکبیر تحریمہ شروع ہو جانے تک کلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ کراہیت کلام اس وجہ سے ہے کہ کلام میں مشغول رہنے والا آدمی خطبہ نہیں سن سکتا اور ظاہر ہے کہ یہ مواقع خطبہ سننے کے نہیں ہیں اس لئے ایسے اوقات میں کلام کرنا جائز ہے۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہ ان دونوں کی ممانعت کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حدیث ہے اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام (جب امام خطبہ کے لئے چلے تو اس وقت نہ نماز جائز ہے اور نہ کلام) نیز صحابہ کے اقوال بھی اسی طرح ہیں۔

اور صحابی کے قول کو حجت اور دلیل قرار دینے میں نہ صرف یہ کہ کوئی شک و شبہ نہیں ہے بلکہ قول صحابی کی تعمید و پیروی واجب ہے علماء نے لکھا ہے کہ خطبے کے وقت صاحب ترتیب کے لئے قضا نماز پڑھنی مکروہ نہیں ہے۔ اس آدمی کے بارے میں جو امام سے دور ہو اور خطبے کی آواز اس تک نہ پہنچ رہی ہو علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح اور مختار قول یہ ہے کہ وہ آدمی بھی گفتگو و کلام نہ کرے بلکہ اس کے لئے بھی خاموش رہنا واجب ہے۔ خطبہ کے وقت کے آداب: علماء نے صراحت کی ہے کہ جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت کھانا پینا یا کتابت وغیرہ دنیوی امور میں مشغول ہونا حرام ہے سلام اور چھینک کا جواب دینا بھی

مکروہ ہے اس سلسلہ میں درمختار میں ایک کلمہ لکھا گیا ہے۔ کُلُّ شَيْءٍ حُرْمٌ فِي الصَّلَاةِ حُرْمٌ فِي الْخُطْبَةِ یعنی جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ خطبے کے وقت بھی حرام ہیں۔ خطبے کے وقت درود بھی زبان سے نہیں بلکہ دل میں کہہ لیا جائے۔ خطبے کے وقت کسی آدمی کو اس کی خلاف شرع حرکت سے روکنا زبان سے تو مکروہ ہے لیکن ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے اسے منع کر دینا مکروہ نہیں ہے۔

بہر حال اس حدیث کی باب سے وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس باب کا مقتضی یہ ہے کہ جمعے کو صبح سویرے جانا ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور کوئی آدمی صبح سویرے سے مسجد پہنچ گیا مگر اس نے وہاں امام کے خطبہ پڑھتے وقت کسی کو زبان سے نصیحت کی تو گویا اس سے ایک لغو کام صادر ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سویرے سے مسجد میں پہنچ جانے کا ثواب جاتا رہا۔ لہذا اسے چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں صبح سویرے پہنچ جائے اور وہاں ایسی کوئی حرکت نہ کی جائے جس سے ثواب جاتا رہے۔

بَابُ كَرَاهَةِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ

منبر پر ہاتھوں کا اٹھانا ناپسندیدہ ہے

۹۵۵- عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمَّارَةَ بِنِ رُوَيْتَةَ قَالَ رَأَى بَشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيدُ عَلَيَّ أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ الْمُسْتَبَحَّةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ.

★★ حضرت حصین عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بشر بن مروان کو منبر پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو برباد کرے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوران خطبہ صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ حضرت عمارہ نے جب بشر کو دیکھا کہ وہ طریقے سنت کے خلاف اپنے ہاتھوں کو زیادہ بلند کر رہا ہے تو انہیں بہت زیادہ ناگواری ہوئی جس کا انہوں نے ان الفاظ میں اظہار فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس قدر اشارہ کرتے تھے اور وہ بھی اس لئے کرتے تھے تاکہ لوگ پوری دل جمعی کے ساتھ مخاطب ہوں اور خطبہ سننے کی طرف راغب ہوں۔ نیز خطبے کے فرمودات پر عمل پیرا ہونے کا دلولہ اور جذبہ پیدا ہو۔

بَابُ التَّفْصِيلِ حِينَ يَخْطُبُ الْإِمَامُ

امام کے خطبہ دیتے وقت نفل پڑھنے کا بیان

956- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ أَصَلَّيْتُ قَالَ لَا قَالَ ثُمَّ فَصَّلَ رَكَعَتَيْنِ - رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص جمعہ کے دن (مسجد میں) داخل ہوا درانحالیکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے پوچھا کیا تو نے نماز (سنت) پڑھ لی ہے تو اس نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا تو دو رکعتیں پڑھ لو اس کو محمد شین رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

957- وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ سُلَيْكُ بْنُ الْمُطَفَّائِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ لِقَالِ لَهُ يَا سُلَيْكُ ثُمَّ فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ وَتَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزَ فِيهِمَا - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے سلیک غطفانی جمعہ کے دن آیا درانحالیکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے سلیک اٹھ اور دو رکعتیں پڑھ اور ان میں اختصار کرنا پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن کے اس حال میں آئے کہ امام خطبہ کہہ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے اور ان میں اختصار کرے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین رضی اللہ عنہم نے روایت کیا۔

958- وَعَنْ سُلَيْكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ - رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّطَبُّعِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت سلیک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اس حال میں آئے کہ امام خطبہ کہہ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ دو ہلکی رکعتیں پڑھ لے۔
اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۵۶۔ بخاری کتاب الجمعة باب اذا رأى الامام رجلاً جاء وهو يخطب . الخ ج ۱ ص ۱۲۷ مسلم کتاب الجمعة فصل من دخل المسجد والامام يخطب . الخ ج ۱ ص ۲۸۷ ترمذی ابواب صلوة لجمعة باب في الركعتين اذا جاء الرجل والامام يخطب ج ۱ ص ۱۱۴ ابو داؤد کتاب الصلوة باب اذا دخل الرجل والامام يخطب ج ۱ ص ۱۵۹ نسائی کتاب الجمعة باب مخاطبة الامام رعية وهو على البدر ج ۱ ص ۲۰۸ ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فيمن دخل المسجد والامام يخطب ص ۷۹ مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۸

۹۵۷۔ مسلم کتاب الجمعة فصل من دخل المسجد والامام يخطب ج ۱ ص ۲۸۷

۹۵۸۔ مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۷ المعجم الكبير للطبرانی ج ۷ ص ۱۶۱

خطبہ کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے میں فقہی مذاہب

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کو "تحمیۃ المسجد" پر محمول کیا ہے۔ ان کے نزدیک تحمیۃ المسجد کی نماز واجب ہے اگرچہ امام خطبہ ہی کیوں نہ پڑھ رہا ہو۔ یہی مسلک امام احمد کا بھی ہے۔ یہ دونوں حضرات اس حدیث کو اپنی دلیل بناتے ہیں کہ تحمیۃ المسجد واجب ہے جب ہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران بھی اس کے پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حنفیہ کے نزدیک تحمیۃ المسجد جب کہ خطبے کے علاوہ دوسرے اوقات میں ہی واجب نہیں ہے تو خطبے کے دوران بطریق اولیٰ واجب نہیں ہوگی۔

حضرت امام مالک اور سفیان ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ نیز جمہور صحابہ اور تابعین ان کے ہم نوا ہیں۔ ان حضرات کی طرف سے اس حدیث کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہاں خطبے سے مراد خطبے کا ارادہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ دو رکعتیں اس وقت بھی پڑھی جاسکتی ہیں جب کہ امام خطبے کے لئے اٹھ جائے اور خطبہ پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہو نہ یہ کہ بالفعل خطبہ پڑھ ہی رہا ہو۔ اسی تاویل کی بنیاد وہ قرآن اور صحیح احادیث ہیں جن سے خطبہ کے وقت حرمت نماز ثابت ہو چکی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ "جب امام (خطبہ کے لئے) نکلے (یعنی خطبہ پڑھنے کے لئے منبر کی طرف چلے) تو اس وقت نہ بات چیت درست ہے اور نہ نماز ہی درست ہے" نہ صرف یہ ارشاد نبوی ہے۔ بلکہ علی المرتضیٰ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بھی امام کے نکلنے کے بعد کلام اور نماز دونوں کو مکروہ جانتے تھے۔ لہذا قول صحابہ بھی حجت ہے اور ہمارے نزدیک اس کی تقلید واجب ہے اگر سنت سے منقول کوئی چیز اس کے معارض نہ ہو۔ اور بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو یہ روایت متعدد طرق سے منقول ہے کہ "ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے پوچھا کہ اے فلاں آدمی! تم نے (تحمیۃ المسجد کی) نماز پڑھی ہے؟ اس نے عرض کیا ہم "نہیں" آپ نے اس سے فرمایا کہ دو رکعت، نماز پڑھ لو اور مختصر پڑھو" تو اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا تھا جب کہ خطبے کے وقت نماز کی ممانعت نہیں ہوئی تھی، یا یہ کہ اجازت صرف اسی آدمی کے لئے مخصوص تھی، بعض حضرات کی تحقیق تو یہ ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پیش آیا تھا۔

حضرت شیخ ابن ہمام نے اس سلسلے میں جو بات فرمائی ہے وہ زیادہ مناسب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اور ان احادیث میں جن سے خطبے کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوئی ہے کوئی معارضہ اور اختلاف ہی لازم نہیں آتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ آدمی مسجد میں داخل ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نماز پڑھنے کے لئے فرمایا تو آپ نے خطبہ روک دیا ہوگا۔ جب وہ آدمی نماز سے فارغ ہو گیا ہوگا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مکمل فرمایا۔ حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات محض قیاس اور تاویل کے درجے تک محدود نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صورت جال یہی ہوئی تھی چنانچہ دارقطنی کی روایت نے بالکل واضح الفاظ میں یہ صراحت کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ دو رکعت

نہیں ہو، پھر جب تک وہ آدمی نماز سے فارغ نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے (نماز سے فراغت کے بعد آپ نے پھر خطبہ مکمل فرمایا۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ، کتاب صلوٰۃ، بیروت)

عیاض بن عبد اللہ بن ابوسرح سے مروی ہے کہ ابوسعید خدری جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے تو مروان خطبہ دے رہا تھا انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی اس پر محافظ انہیں بٹھانے کے لئے آئے لیکن آپ نہ مانے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے پھر جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم ان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے یہ لوگ تو آپ پر ٹوٹ پڑے تھے انہوں نے فرمایا میں انہیں (دور کعتیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھ لینے کے بعد کبھی نہ چھوڑتا پھر واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک آدمی آیا میلی کچلی صورت میں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا اس نے دور کعتیں پڑھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دیتے رہے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ابن عیینہ اگر امام کے خطبہ کے دوران آتے تو دور کعتیں پڑھا کرتے تھے اور اسی کا حکم دیتے تھے ابو عبد الرحمن مقرئ انہیں دیکھ رہے ہوتے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں میں نے ابن ابی عمر سے سنا کہ ابن عیینہ محمد بن عجلان ثقہ اور مامون فی الحدیث ہیں اس باب میں جابر ابو ہریرہ اور سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے امام ابویسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوسعید خدری کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر بعض اہل علم کا عمل ہے امام شافعی احمد اسحاق کا بھی یہی قول ہے بعض اہل علم کہتے ہیں جب امام کے خطبہ دیتے ہوئے داخل ہو تو بیٹھ جائے اور نماز نہ پڑھے یہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 496)

بَابُ فِي الْمَنْعِ مِنَ الْكَلَامِ وَالصَّلَاةِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ

خطبہ کے وقت نماز اور گفتگو سے ممانعت کا بیان

959- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُلْتُ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَصْبَحْتَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتُ . رَوَاهُ الشَّيْخَان .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو نے جمعہ کے دن اپنے ساتھی سے کہا فامش رہو در انحالیکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغویات کہی اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

960- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ إِلَى حَنْبِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ أَوْ كَلَّمَهُ بِشَيْءٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ

۹۵۹. بخاری کتاب الجمعة باب الانصات يوم الجمعة ج ۱ ص ۱۲۷ مسلم کتاب الجمعة فصل في عدم ثواب من تكلم والامام

يعطى. الخ ج ۱ ص ۲۸۱

۹۶۰. مسند ابی یعلیٰ ج ۳ ص ۲۳۵ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۸۵

عَنْهُ لَقَدْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَلَهَا مُوجِدَةً فَلَهَا الْقَتْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَلَواتِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا أَبَتِي مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرُدَّ عَلَيَّ قَالَ إِنَّكَ لَمْ تَحْضُرْ مَعَنَا الْجُمُعَةَ قَالَ وَلِمَ قَالَ تَكَلَّمْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ لَقَامَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَدَاكَ ذَلِكَ لَهُ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ أَبِي أَطْعَمَ أَبِي . رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے درانحالہ نبی پاک ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ان سے کچھ پوچھا یا کوئی بات کی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب نہ دیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سمجھے کہ وہ ناراض ہیں پس جب نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابی تجھے میری بات کا جواب دینے سے کسی چیز نے روکا تو انہوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ جمعہ میں حاضر ہی نہیں ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں کہ آپ نے گفتگو کی حالانکہ نبی اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا آپ کی خدمت میں ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابی بن کعب نے سچ کہا تو ابی کی اطاعت کر۔ اس کو ابویعلیٰ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

961- وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ إِنْ جُلُوسَ الْإِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ وَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَتَحَدَّثُونَ حِينَ يَجْلِسُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى يَسْكُتَ الْمُؤَذِّنُ فَإِذَا قَامَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ حَتَّى يَقْضِيَ خُطْبَتَهُ كِلَيْهِمَا ثُمَّ إِذَا نَزَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَقَضَى خُطْبَتَهُ تَكَلَّمُوا . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ثعلبہ بن ابومالک قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام کا ممبر پر بیٹھنا نماز کو ختم کر دیتا ہے اور اس کا خطبہ دینا گفتگو کو ختم کر دیتا ہے اور آپ نے کہا کہ بے شک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ممبر پر بیٹھنے کے وقت باتیں کرتے تھے حتیٰ کہ مؤذن اذان سے خاموش ہو جاتا پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ممبر پر کھڑے ہو جاتے تو آپ کے دونوں خطبے ختم کرنے تک کوئی بھی بات نہ کرتا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ممبر سے اترتے اور اپنا خطبہ پورا فرما لیتے تو لوگ باتیں کرتے۔ اس کو امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

دوران خطبہ کلام کرنے والوں کے لئے وعید کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی جمعے کے دن اس حالت میں جب کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو بات چیت میں مشغول ہو تو وہ اس گدھے کی مانند ہے کہ جس پر چوکتے ہیں لاوردی گئیں ہوں اور جو آدمی اس (بات چیت میں مشغول رہنے والے) سے کہے "چپ رہو" تو اس کے لئے جمعے کا ثواب نہیں

ج۔ (احمد بن حنبل، مشکوٰۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1368)
 کہیں اس علم پر عمل نہ کرنے سے کناہیہ ہے نیز اس بات سے کناہیہ ہے کہ اس آدمی نے انتہائی محنت و مشقت برداشت کر کے علم حاصل کیا مگر اس علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ جو آدمی مشغول گفتگو کو خاموش ہونے کے لئے کہے اس کو بھی جمعے کا ثواب اس لئے نہیں ملتا کہ اس سے ایسا لغو اور بے فائدہ کلام صادر ہوا جس کی ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔

خطبے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اور اس کی وضاحت: ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ جمعے کے روز جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ! میرا مال تباہ و برباد ہو گیا، میرے اہل و عیال بھوکے ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی "یا اسی طرح بعض روایتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ کی حالت میں بات چیت کرنا ثابت ہے تو ان روایتوں کے بارے میں کئی احتمال ہیں اول تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا میں مشغول ہونا یا بات چیت کرنا خطبہ کی حالت میں نہیں تھا بلکہ یا تو خطبہ شروع ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا یا بات چیت میں مشغول ہوئے ایک احتمال یہ ہے کہ ان روایتوں کا تعلق اس زمانے سے ہے جب کہ خطبے کی حالت میں اس قسم کی مشغولیت ممنوع نہیں تھی یا پھر یہ بہ جائے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ بِهِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے

962- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَلَمْ تَنْزِيلَ السُّجْدَةِ وَهَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينَ مِنَ الدَّهْرِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ سُورَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز میں جمعہ کے دن اَلَمْ تَنْزِيلُ السُّجْدَةِ اور هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينَ مِنَ الدَّهْرِ پڑھتے اور جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھتے اس کو صوم مسموم سے روایت کیا ہے۔

963- وَعَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمَدِينَةِ وَحَرَجَ إِلَى مَكَّةَ لَصَلَّى لَكَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَانِكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ فَأَذْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ أَبِي طَالِبٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْرَأُ بِهِمَا

بِالْكَوْفَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ پر امیر مقرر کیا اور خود مکہ مکرمہ گیا پس حضرت ابو ہریرہؓ نے ہمیں جمعہ کے دن نماز پڑھائی تو دوسری رکعت میں سورہ جمعہ کے بعد سورہ منافقوں پڑھی تو آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ جب نماز سے فارغ ہو کر جانے لگے تو میں نے ان کو پالیا اور کہا کہ بے شک آپ نے ایسی دو سورتیں پڑھی ہیں جو حضرت علی بن ابوطالبؓ جمعہ کے دن کوفہ میں پڑھا کرتے تھے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کے دن یہ دو سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔
اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

964- وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا ابْنُ أَبِي الصَّلَاتَيْنِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدیں اور جمعہ کی نماز میں سَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ پڑھتے تھے اور جب ایک ہی دن میں جمعہ اور عید جمع ہو جاتے تو پھر بھی دونوں نمازوں میں ان ہی دو سورتوں کو پڑھتے تھے۔
اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

965- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَسْأَلُهُ أَيُّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوَى سُورَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ضحاکؓ بیان کرتے ہیں ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیرؓ کی طرف خط لکھا تا کہ یہ پوچھیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ سورہ جمعہ کے علاوہ کون سی سورت پڑھتے تھے تو حضرت نعمانؓ نے فرمایا آپ ﷺ سورہ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔
اس کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

966- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِسَبْحِ

۹۶۴. مسلم کتاب الجمعة فصل فی قرأۃ الم تنزیل۔ الخ ج ۱ ص ۲۸۸

۹۶۵. مسلم کتاب الجمعة فصل فی قرأۃ الم تنزیل۔ الخ ج ۱ ص ۲۸۸

۹۶۶. مسند احمد ج ۵ ص ۱۳ نائی کتاب الجمعة باب القرأۃ فی صلوة الجمعة بسبح اسم ربك الاعلی۔ الخ ج ۱ ص ۲۰ ابو

داؤد کتاب الصلوة باب ما یقرأ فی الجمعة ج ۱ ص ۱۶۰

اِسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَهَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ - رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِیُّ وَابُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ صَحِیْحٌ .
 حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اِسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ

اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھتے تھے۔
 اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ نسائی رضی اللہ عنہ اور ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

أَبْوَابُ صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ

یہ ابواب نماز عیدین کے بیان میں ہیں
عیدین کی نماز کی مطابقت جمعہ کے ساتھ واضح ہے۔ کیونکہ اس میں قیاس ہی اسی پر کیا جاتا ہے۔

عید کا معنی کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان

عربی زبان میں لفظ عید "عود" سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی لوٹنا ہے۔ اسکی وضعی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لغویوں میں سے عصر آئمہ کا ادراک کرنے والے خلیل بن احمد فراہیدی (۷۱۰ھ) "کتاب العین" ۱۲/۲ پر یوں بیان کرتے ہیں: عید بار بار لوٹنے کو کہا جاتا ہے اور "عودہ" ایک دفعہ لوٹنا ہے جیسا کہ ملک الموت اہل میت کو کہتا ہے: میں بار بار تمہارے ہاں آؤں گا یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا۔

لفظ عید کی وضاحت کرتے ہوئے خلیل بن احمد فراہیدی (۷۱۰ھ) کتاب العین ۱۲/۲ پر یوں بیان کرتے ہیں: "کل یوم مجمع" جس دن لوگ اکٹھے ہوں اس دن کو عید کہتے ہیں۔ عید اصل میں واو کیساتھ تھا اسکی واو کو یا میں تبدیل کیا اور پھر جمع اور تصغیر میں اسی طرح رہنے دیا لہذا اسکی جمع "اعیاد" اور اسکی تصغیر "عید" آتی ہے اور یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں سے استعمال ہوتا ہے۔

دوسرے لغویوں نے بھی اسی معنی کو بیان کیا ہے جیسا کہ لسان العرب ۳/۳۱۸ میں ابن منظور (متوفی ۷۱۱ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ عید کو بیان کیا ہے:

"وَالْعِيدُ: كُلُّ يَوْمٍ فِيهِ جَمْعٌ، وَاشْتِقَاقُهُ مِنْ عَادِيْعُودَ كَانَتْهُمْ عَادُوًا إِلَيْهِ، وَفِيلٌ: اِشْتِقَاقُهُ مِنْ نِعَادَةٍ لَأَنَّهُمْ اِعْتَادُوهُ، وَالْجَمْعُ اَعْيَادٌ"

بَابُ التَّجَمُّلِ يَوْمَ الْعِيدِ

عید کے دن زینت حاصل کرنے کا بیان

967- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ بُرْدَةَ الْأَحْمَرِ فِي الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ. رَوَاهُ ابْنُ خُرَيْمَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سرخ رنگ کی دھاری دھار چادر عیدین اور جمعہ کے موقع پر

پہنتے تھے۔
اس کو ابن خزیمہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

888- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيدِ بُرْدَةً خَضْرَاءَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ لِي الْأَوْسَطِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عیدین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سرخ رنگ کی دھاری دھار چادر

پہنتے تھے۔
اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

889- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ لَحْمًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ وَيَا كُلْهُنَّ وَتَرَا.

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر کے دن رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لے جاتے حتیٰ کہ آپ کھجوریں تناول فرماتے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ تاک عید کھجوریں تناول فرماتے تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْأَكْلِ قَبْلَ الْخُرُوجِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَبَعْدَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْأَضْحَى
عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز کے بعد (کچھ کھانے کے)

کے استحباب کا بیان

970- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ وَكَانَ لَا يَأْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ شَيْئًا حَتَّى يَرْجِعَ فَيَأْكُلُ مِنْ أَضْحِيَّتِهِ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالْخُرُونِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆ حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن گھر سے تشریف نہ لے جاتے حتیٰ کہ کچھ نہاں فرماتے اور قربانی کے دن کچھ نہ کھاتے حتیٰ کہ واپس لوٹ کر اپنی قربانی کا گوشت تناول فرماتے۔
اس کو دارقطنی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

۹۶۸. المعجم الاوسط ج ۸ ص ۲۹۵ مجمع الزوائد ابواب العیدین باب اللباس يوم العيد ج ۲ ص ۱۹۸

۹۶۹. بخاری کتاب العیدین باب الاكل يوم الفطر قبل الخروج ج ۱ ص ۱۳۰

۹۷۰. دارقطنی کتاب العیدین ج ۲ ص ۴۵ مستدرک حاکم کتاب العیدین ص ۲۹۴ ترمذی ابواب العیدین باب الاكل يوم

الفطر قبل الخروج ج ۱ ص ۱۲۰

971- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ لَا تَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى تُخْرِجَ الصَّدَقَةَ وَتَقْطَعَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالذَّارِقُطِيُّ وَالْبَزَارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَاسْنَادُ الطَّبْرَانِيِّ حَسَنٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسنون یہ ہے کہ عید الفطر کے دن تو صدقہ فطر نکالے بغیر عید گاہ کی طرف نہ جا اور یہ کہ تو عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھالے اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور دارقطنی اور بزار نے اور ہیثمی نے کہا کہ طبرانی کی سند حسن ہے۔

972- وَعَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا يَغْدُوَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَطْعَمَ فَلْيَفْعَلْ قَالَ لَلَمْ أَدْعُ أَنْ أَكُلَ قَبْلَ أَنْ أَغْدُو وَمَنْذُ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَكُلُ مِنْ طَرَفِ الصَّرِيْفَةِ الْأَكْلَةَ وَأَشْرَبُ اللَّبَنَ وَالْمَاءَ فَقُلْتُ عَلَى مَا تَأَوَّلَ هَذَا قَالَ سَمِعَهُ أَظُنُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانُوا لَا يَخْرُجُونَ حَتَّى يَمْتَدَّ الضُّحَى فَيَقُولُونَ نَطْعَمُ لِنَلَّا نَعْمَلُ عَنْ صَلَاتِنَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

★★ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان عباس رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم سے ہو سکے کہ تم میں سے کوئی عید الفطر کے دن نہ لکے حتیٰ کہ کچھ کھالے تو وہ ایسا کرے تو حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سنا ہے تو میں نے عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا نہ چھوڑا پس میں چپاتی کے ایک کنارہ سے کھا لیتا اور دودھ اور پانی پی لیتا میں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہاں سے لیا ہے تو انہوں نے کہا میرے خیال میں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ (عید گاہ کی طرف) نہیں نکلتے حتیٰ کہ دن خوب روشن ہو جاتا چڑھ جاتا وہ کہتے تھے کہ ہم اس لئے (عید گاہ جانے سے پہلے) کھاتے ہیں تاکہ ہم اپنی نماز میں جلدی نہ کریں۔ اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

شرح

نمازی کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کچھ کھائے، غسل کرے اور مسواک کرے اور خوشبو لگائے۔ اسی روایت کی وجہ سے جو بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کچھ تناول فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے غسل فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ اجتماع کا دن ہے لہذا اس میں غسل کرنا، خوشبو لگانا اسی طرح سنت ہے جس طرح جمعہ میں سنت ہے۔ اور وہ اچھا لباس پہنے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرمایا

۹۷۱. المعجم الكبير للطبراني ج ۱۱ ص ۱۴۲ دارقطنی کتاب العیدین ج ۲ ص ۴۵ كشف الاستار عن زوائد البرار ابواب صوة

العیدین باب الاکل يوم الفطر قبل الصلوة ج ۱ ص ۲۱۲ مجمع الزوائد ابواب العیدین باب الاکل يوم الفطر قبل الخروج ج ۲ ص

۱۹۹

۹۷۲. مسند احمد ج ۱ ص ۲۱۲ مجمع الزوائد کتاب العیدین باب الاکل يوم الفطر قبل الخروج ج ۱ ص ۱۹۸

موت کا جبہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقع پر پہنا کرتے تھے۔

اور وہ صدقہ فطر ادا کرنے تاکہ فقیر کا دل بے نیاز ہو کر نماز کے لئے فارغ ہو جائے۔ اور وہ عید گاہ کی طرف متوجہ ہو
وہ امام اعظم کے نزدیک راستے میں تکبیر نہ کہے جبکہ صاحبین کے نزدیک عید الاضحیٰ پر قیاس کرتے ہوئے وہ تکبیر کہے۔ امام اعظم
رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ ثناء اور ذکر میں اصل اخفاء ہے جبکہ جہر کے ساتھ حکم شرعی عید الاضحیٰ کے بارے میں ہے۔ کیونکہ عید
الاضحیٰ تو دن ہی تکبیر کا ہے۔ جبکہ عید الفطر میں ایسا نہیں ہے۔

عید کی نماز سے پہلے عید گاہ میں نقلی نماز نہ پڑھے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں فرمایا حالانکہ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کو نماز کا بہت شوق تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکم کراہت عید گاہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ بھی فقہاء نے کہا ہے کہ حکم
کراہت عید گاہ وغیرہ عید گاہ کے لئے عام ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ (ہدایہ کتاب صلوٰۃ، لاہور)

بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْجَبَانَةِ لِصَلَاةِ الْعِيدِ

عید کی نماز کے لئے صحرا (ہموار زمین) کی طرف نکلنا

973- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى
الْمُضَلَى. الْحَدِيثُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف
تشریف لے جاتے۔
اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ لِعُذْرِ

کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھنے کا میدان

974- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ عِيسَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَهُوَ مَجْهُولٌ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید کے دن بارش ہوئی تو نبی اکرم ﷺ
نے لوگوں کو مسجد میں نماز عید پڑھائی۔

۹۷۳. بخاری کتاب العیدین باب الخروج الى المضلى ج ۱ ص ۱۳۱ مسلم کتاب صلوٰۃ العیدین ج ۱ ص ۲۹۰

۹۷۴. ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في صلوة العید في المسجد اذا كان مطر ج ۱ ص ۹۴ ابو داؤد کتاب الصلوة باب

يصلى بالناس في المسجد اذا كان يوم مطر ج ۱ ص ۱۶۴

اس کو ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں ایک راوی عیسیٰ بن عبد اللہ علی ہیں جو کہ مجہول ہیں۔

975- وَعَنْ حَنْشٍ قَالَ قِيلَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ضُعْفَةَ مِنَ النَّاسِ لَا يَسْتَطِيعُونَ الْخُرُوجَ إِلَى الْجَبَانَةِ فَنَامَرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رَكَعَتَيْنِ لِلْعِيدِ وَرَكَعَتَيْنِ لِمَكَانٍ خَرُوجِهِمْ إِلَى الْجَبَانَةِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْخُرُوفُونَ وَاسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

☆☆ حضرت حنش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کچھ کمزور لوگ عید گاہ کی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو چار رکعات نماز پڑھائے دو رکعتیں عید کے لئے اور دو رکعتیں ان کے عید گاہ کی طرف نہ نکلنے کی وجہ سے۔

اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند ضعیف ہے۔

976- قَالَ الْبُخَارِيُّ أَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَاهُ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ بِالزَّوَاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَيْنَهُ وَصَلَّى كَصَلَاةِ أَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ ائْتَهَى وَهُوَ مُعَلَّقٌ.

☆☆ امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام ابن ابی عتبہ کو زواویہ کے مقام میں تم دیا تو اس نے آپ کے اہل اور بیٹوں کو جمع کیا اور ان کو شہر والوں کی طرح نماز پڑھائی اور ان کی طرح تکبیرات کہیں۔ یہ حدیث معلق ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ فِي الْقُرَى

دیہات میں نماز عیدین پڑھنے کا بیان

977- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا قَاتَهُ صَلَاةُ الْعِيدِ مَعَ الْإِمَامِ جَمَعَ أَهْلَهُ يُصَلِّي بِهِمْ مِثْلَ صَلَاةِ الْإِمَامِ فِي الْعِيدِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاسْنَادُهُ غَيْرُ صَحِيحٍ.

☆☆ حضرت عبد اللہ بن ابوبکر بن انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب امام کے ساتھ عید کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ اپنے گھر والوں کو جمع کر کے امام کی نماز عید کی طرح نماز پڑھاتے۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

978- وَعَنْ بَعْضِ آلِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَنَسًا كَانَ رُبَّمَا جَمَعَ أَهْلَهُ وَحَشَمَهُ يَوْمَ الْعِيدِ فَيُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عُتْبَةَ مَوْلَاهُ رَكَعَتَيْنِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَرَجَالُهُ ثِقَاتٌ لَكِنْ بَعْضُ آلِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۹۷۵. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب القوم يصلون في المسجد كما يصلون ج ۲ ص ۱۸۴

۹۷۶. بخاری کتاب العیدین باب اذا قاته العید یصلی رکعتین وكذلك النساء ج ۱ ص ۱۳۴

۹۷۷. سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب صلوٰۃ العیدین باب صلوٰۃ العیدین سنة اهل الاسلام ... الخ ج ۲ ص ۳۰۵

۹۷۸. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب الرجل تقوته الصلوة في العید كما یصلی ج ۲ ص ۱۸۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اہل میں سے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ عید کے دن اپنے گھر والوں اور غلاموں کو جمع کرتے تو آپ کے غلام عبداللہ بن ابوعتبہ ان کو دو رکعت نماز پڑھاتے۔
اس کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کے رجال ثقہ ہے لیکن بعض اہل انس مجہول ہیں۔

بَابُ لَا صَلَوةَ الْعِيدِ فِي الْقُرَى

دیہات میں نماز عید نہیں ہوتی

979- عَنْ أَبِي عُبَيْدِ بْنِ رَحْمَنِ السَّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ لَا تَشْرِيقَ وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مَضَرٍّ جَامِعٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْأَخْرُونَ وَهُوَ أَثَرٌ صَحِيحٌ.
حضرت ابوعبدالرحمن سلمی رضی اللہ عنہ حضرت علی بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ بڑے شہر کے علاوہ کسی جگہ تکبیرات تشریق اور جمعہ نہیں ہوتا اس کو عبدالرزاق اور دیگر محدثین نے روایت اور یہ اثر صحیح ہے۔

بَابُ صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ بِغَيْرِ آذَانٍ وَلَا نِدَاءٍ وَلَا إِقَامَةٍ

عیدین کی نماز اذان و اقامت اور آواز کے بغیر ہونے کا بیان

980- عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.
حضرت عطاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر اور عید الاضحی کے دن اذان نہیں کہی جاتی تھی۔
اس کو شیخین نے روایت کیا۔

981- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ آذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد مرتبہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے عیدین کی نماز پڑھی۔

۹۷۹. مصنف عبد الرزاق کتاب الجمعة باب القرى الصغار ج ۲ ص ۱۶۸

۹۸۰. بخاری کتاب العیدین باب الشی والركوب الى العيد بغیر اذان ولاقامة ج ۱ ص ۲۹۰ مسلم کتاب صلوۃ العیدین ج ۱ ص ۱

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

982- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَا آذَانَ لِلصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِينَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةً وَلَا نِدَاءً وَلَا شَيْءَ وَلَا نِدَاءً يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

☆☆ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر کے دن نماز عید کے لئے امام کے آنے کے وقت اور آنے کے بعد کوئی اذان نہیں تھی اور نہ ہی اقامت اور نہ ہی کوئی اور شے اور نہ ہی اعلان اور اقامت بھی نہیں ہوتی تھی۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

خطبہ سے پہلے نماز عیدین کا بیان

983- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

اس کو شیخین رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

984- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَكُلُّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عید کے لئے حاضر ہوا تو وہ سب خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھتے تھے۔

اس کو شیخین رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

985- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى لِأَوَّلِ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيُعْطِيهِمْ وَيُوصِيهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قِطْعَةً أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مَسْرُ بَنَاهُ

۹۸۲. مسلم کتاب صلوۃ العیدین ج ۱ ص ۲۹۰

۹۸۳. بخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید ج ۱ ص ۱۲۱ مسلم کتاب صلوۃ العیدین ج ۱ ص ۲۹۰

۹۸۴. بخاری کتاب العیدین باب الخطبۃ بعد العید ج ۱ ص ۱۲۱ مسلم کتاب صلوۃ العیدین ج ۱ ص ۲۸۹

۹۸۵. بخاری کتاب العیدین باب الخروج الى المصلى بغیر منبر واللفظ له ج ۱ ص ۱۲۱ مسلم کتاب العیدین ج ۱ ص ۲۹۰

خَيْرُ مَنْ الصَّلَاتِ لَإِذَا مَرَّ وَأَنْ يُرِيدَ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَعَبَذْتُ بِتَوْبِهِ فَعَبَدَنِي فَارْتَفَعَ فَحَطَّتْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَكُنْتُ لَهُ غَيْرَتُهُ وَاللَّهُ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللَّهُ خَيْرٌ مِنَّمَا لَا أَعْلَمُ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ لَهُ يَكُونُوا يَخْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَعَجَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نبی اکرم ﷺ عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے جس چیز سے آغاز فرماتے تھے وہ نماز ہوتی پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ ان کو وعظ اور نصیحت فرماتے پس اگر آپ کسی لشکر کو (جہاد) کے لئے بھیجنا چاہتے تو بھیجتے یا کچھ حکم دینا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر واپس پلٹ جاتے حضرت عطا، رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ اسی پر عمل پیرا رہے حتیٰ میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن مروان کے ساتھ (عید گاہ کی طرف) نکلا اور وہ مدینہ کا گورنر تھا۔ پس جب ہم عید گاہ آئے تو اچانک ایک مہر نظر آیا جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا پس جب عید کی نماز سے پہلے مروان نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو میں نے اسے کپڑے سے پکڑ کر کھینچا تو وہ مجھ سے دامن چھڑا کر (مہر پر) چڑھ گیا اور نماز عید سے پہلے لوگوں کو خطبہ دیا تو میں نے کہا خدا کی قسم تم نے نبی اکرم ﷺ کی سنت کو تبدیل کر دیا تو اس نے کہا اے ابوسعید جو تو جانتا ہے وہ دور گزر گیا تو میں نے کہا خدا کی قسم جو میں جانتا ہوں یہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا تو اس نے کہا لوگ ہمارا خطبہ سننے کے لئے نہیں بیٹھتے تو ہم نے خطبہ نماز عید سے پہلے دینا شروع کر دیا۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

عیدین کی نماز میں کیا پڑھا جائے

986- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِقِ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوقائد لیثی سے پوچھا کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر (کی نماز) میں رسول اللہ ﷺ کوئی سورت پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں نمازوں میں آپ ﷺ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ اور اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھا کرتے تھے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

987- وَعَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي

الْجُمُعَةِ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَتْلُو بِهِمُ الْفَاتِحَةَ فِي الصَّلَاتَيْنِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اور جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تب بھی آپ یہ دو سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

988- وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز میں سَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ پڑھتے۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِشَتَّى عَشْرَةِ تَكْبِيرَةٍ

بارہ تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز کا بیان

989- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي عِيدَيْنِ عَشْرَةَ تَكْبِيرَاتٍ سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيٌّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ .

☆ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہتے سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اس کو امام احمد رحمہ اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ دارقطنی رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

990- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُرَزِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ ضَعِيفٌ جَدًّا .

988- مسند احمد ج ۵ ص ۷ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب ما یقرأ بہ فی العید ج ۲ ص ۱۷۶ المعجم الکبیر لمصراسی ج ۷ ص ۱۸۳

989- مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۰ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلوة العیدین ص ۶۲ دار قطنی کتاب العیدین ج ۲ ص ۴۸ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوة باب التکبیر فی صلوة العیدین ج ۲ ص ۲۸۶

990- ترمذی ابواب العیدین باب فی التکبیر فی العیدین ج ۱ ص ۱۱۹ ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلوة العیدین ص ۹۲

★★ حضرت عمرو بن عوف مرفی جی بیان کرتے ہیں کہ عیدین کی پہلی رکت میں میں نبی کریم ﷺ قراءت سے

پہلے سات تکبیریں کہتے تھے۔

اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند بہت زیادہ ضعیف ہے۔

991- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى سَبْعًا وَخَمْسًا يَسْرِي

تَكْبِيرَتِي الرَّكُوعَ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ ابْنُ لَهْيَعَةَ وَلَهُ كَلَامٌ مَشْهُورٌ .

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں سات اور پانچ تکبیریں کہتے رکوع

کی تکبیر کے علاوہ اس کو ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے جس کے بارے میں مشہور کلام

992- وَعَنْ سَعِيدِ الْمُرَدِّیِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ

لِقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ .

★★ حضرت سعد بن مرثد مرفی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں پہلی رکت میں قراءت سے پہلے

سات تکبیریں کہتے اور دوسری رکت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہتے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند

ضعیف ہے۔

993- وَعَنْ نَافِعِ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ .

رَوَاهُ مَالِكٌ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام حضرت نافع جی بیان کرتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ

عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں حاضر ہوا تو آپ نے پہلی رکت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکت میں

سات سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

994- وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَبَّرَ فِي عِيدِئِنْتِي عَشْرَةَ تَكْبِيرَاتٍ سَبْعًا فِي

الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عمار بن ابوعمار رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہتے سات

۹۹۱. ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في كم يكبر الامام في صلوة العیدین ابو داؤد کتاب الصلوة باب التکبیر فی

العیدین ۱۳ ص ۱۶۳

۹۹۲. ابن ماجہ ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في كم يكبر الامام في صلوة العیدین ص ۱۶۲

۹۹۳. مؤط امام مالک کتاب العیدین باب ما جاء في التکبیر والقرآن فی صلوة العیدین ص ۱۶۶

۹۹۴. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب فی التکبیر فی العیدین واختلافهم فيه ج ۲ ص ۵۷۶

تکبیریں پہلی رکعت میں دو پانچ دوسری رکعت میں اسی کو دو تکبیریں بنائی تھیں۔ دوسری رکعت میں دو تکبیریں بنائی تھیں۔

عیدین کی تکبیرات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سعید ابن عاصم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو موسیٰ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاز میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ اسی طرح عیدین کی نماز میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ حضرت حذیفہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ابو موسیٰ نے سچ کہا۔ (یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں چار تکبیریں کہتے تھے۔)

حضرت ابو موسیٰ کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاز میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہتے تھے۔ اس طرح کہ پہلی رکعت میں دو قرات سے پہلے تکبیر تحریرہ سمیت چار تکبیریں کہتے تھے۔ دوسری رکعت میں قرات کے بعد دو تکبیریں کہتے تھے۔ چار تکبیریں کہتے تھے۔

اس سلسلہ میں یہ بات جاننی چاہیے کہ تکبیرات عید کے سلسلہ میں متقدمین و محدثین میں کئی بہت سے فرقے مسلک میں بھی اختلاف ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ تینوں اماموں کے نزدیک عیدین کی نماز میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت امام مالک و حضرت امام احمد کے ہاں تو چار تکبیریں سات تکبیریں مع تکبیر تحریرہ کے ہیں اور اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر تحریرہ سمیت ہیں جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک پہلی رکعت میں سات تکبیریں تکبیر تحریرہ کے بعد دو دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر تحریرہ کے بعد دو ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تکبیر تحریرہ کے بعد دو دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے۔ دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ اسی جیسے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اسی کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے بھی اختیار کیا ہے جبکہ حضرت امام شافعی کے مسلک کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عباس کا مسلک ہے۔ یہاں تک کہ حدیث کا تعلق ہے۔ جن سے حضرت امام شافعی استدلال کرتے ہیں تو ان کی صحت و ضعف دونوں کی منہ دو طرفہ کے بارے میں بہت زیادہ اختلافات ہیں جس کو یہاں نقل کرنے کا موقع نہیں ہے۔ علماء حنیفہ اپنے مسلک کے بارے میں کہتے ہیں کہ تکبیرات عیدین کے سلسلہ میں جب متضاد اور مختلف احادیث سامنے آئیں تو ہم نے ان میں سے ان احادیث کو اپنا معیار بن لیا جن میں تکبیرات کی تعداد کم منقول تھی کیونکہ عیدین کی زائد تکبیریں اور رفع یدین پر چار طرف معیوں ہیں اس لیے کہ حدیث کا تعلق ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ بِسِتِّ تَكْبِيرَاتٍ زَوَائِدَ

چھ زائد تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز کا بیان

وَحَدَّثَنَا بَنُ الْبَيْتَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْبَنَاتِ فَقَالَ حَدَّثَنَا صَدَقٌ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَتَّى كُنْتُ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُو عَالِشَةَ وَأَنَا حَاضِرٌ سَعِيدَ بْنِ الْعَاصِ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہم مجلس ابو عایشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تکبیرات کہتے تھے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نماز جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حج کہا اور ابو موسیٰ نے کہا کہ میں بھرہ میں اسی طرح تکبیرات کہتا تھا۔ جب میں ان پر گور نہ تھا۔ حضرت ابو عایشہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

996- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حَدِيثُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ فَقَالَ حَدَّثَنَا سَلِ الْأَشْعَرِيُّ فَقَالَ الْأَشْعَرِيُّ سَلِ عَبْدَ اللَّهِ فَإِنَّهُ أَقْدَمُنَا وَأَعْلَمُنَا فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ لِكُرْعٍ لِقَوْمٍ فِي الثَّانِيَةِ لِقَوْمٍ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے تو حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے ان حضرات سے عید کی تکبیرات کے بارے میں پوچھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اشعری سے پوچھو تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود سے پوچھو بے شک وہ (اسلام لانے میں) ہم سے مقدم ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں پس تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ چار تکبیریں کہتے تھے۔ پھر قراءت کرتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر (جب) دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو قراءت کرتے پھر قراءت کے بعد چار تکبیریں کہتے۔

اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

997- وَعَنْ كُرْدُوسٍ قَالَ أَرْسَلَ الْوَلِيدُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَحَدِيثُهُ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَأَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَقَالَ إِنَّ هَذَا عِيدٌ لِلْمُسْلِمِينَ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ فَقَالُوا سَلِ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ يَقُومُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ عَنِ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا يَرْكَعُ فِي الْآخِرِ مِنْ ذَلِكَ تِسْعَ فِي الْعِيدَيْنِ فَمَا أَنْكَرَهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

۹۹۵۔ ابو داؤد کتاب الصلوة باب التکبیر فی العیدین

۹۹۶۔ مصنف عبد الرزاق کتاب صلوۃ العیدین باب التکبیر فی الصلوۃ یوم العید ج ۲ ص ۲۹۲

۹۹۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی ج ۹ ص ۲۵۰

☆ حضرت کردوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ولید نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف رات کی پہلی تہائی کے بعد پیغام بھیج کر کہا کہ (کل) مسلمانوں کی عید کا دن ہے تو نماز کا طریقہ کیا تو انہوں نے کہا ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے پوچھو تو اس نے حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ کھڑا ہو کر چار تکبیرات کہے پھر سورۃ فاتحہ اور طویل مفضل میں سے ایک سورت پڑھے۔ پھر چار تکبیریں کہے ان کے آخر میں رکوع کرے تو یہ تکبیر تحریرہ اور رکن کی تکبیر سمیت) عیدین میں نو تکبیریں ہو جائیں گے تو ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا الکبیر میں اور اس کی سند حسن ہے۔

998- وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا أَرْبَعًا قُلَّ الْقِرَاءَةُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ وَفِي الثَّانِيَةِ يَقْرَأُ فَإِذَا قَرَعَ كَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ رَكَعَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ اور اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود عیدین کی نماز میں نو تکبیرات کہتے چار تکبیریں قراءت سے پہلے کہتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں قراءت کرتے پس جب قراءت سے فارغ ہوتے تو چار تکبیریں کہتے پھر رکوع کرتے اس کو عبد الرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

999- وَعَنْ كُرْدُوسٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ سَبْعًا يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يُكَبِّرُ وَاحِدَةً فَيَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ يَقُومُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ فَيَبْدَأُ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَرْكَعُ بِأَحَدَاهُنَّ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت کردوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں نو تکبیریں کہتے آپ نماز کا آغاز کرتے تو چار تکبیریں کہتے پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو قراءت سے آغاز کرتے پھر چار تکبیریں کہتے پھر ان میں سے ایک تکبیر کے ساتھ رکوع کرتے۔ اس کو طبرانی نے کبیر میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1000- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَبَّرَ فِي صَلَاةِ الْعِيدِ بِالْبَصْرَةِ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ وَالْيَ بَيْنَ الْقِرَاءَتَيْنِ قَالَ وَشَهِدْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِصِ اسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بصرہ میں عید کی نماز میں نو تکبیریں کہیں اور دونوں قراءتیں پے درپے کیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے بھی اسی کی مثل تکبیرات کہیں۔

۹۹۸. مصنف عبد الرزاق کتاب صلوة العیدین باب التکبیر فی الصلوة یوم العید ج ۲ ص ۲۹۲

۹۹۹. المعجم الکبیر للطبرانی ج ۹ ص ۲۵۰

۱۰۰۰. مصنف عبد الرزاق کتاب صلوة العیدین باب التکبیر فی الصلوة یوم العید ج ۲ ص ۲۹۴

مرکز عبد الرزاق نے بیان کیا اور حافظ نے تصحیح میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ تَرْكِ التَّنْفِيلِ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ وَبَعْدَهَا

نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد تنفیل نہ پڑھنا

۱۰۰۱- عَنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى وَكُفَّتَيْنِ لَمْ

يُحْدِثْهُمَا وَلَا بَعْدَهَا . رَوَاهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عید الفطر کے دن تشریف لائے تو دو رکعتیں اس میں پڑھیں کہ اس سے پہلے اور بعد میں تنفیل نہیں پڑھے اس کو محدثین بیسٹ کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

۱۰۰۲- وَعَنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ عِيدِهِ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعْدَةً . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن (نماز عید کے لئے) تشریف لائے تو (عید کی نماز) سے پہلے اور بعد میں تنفیل نہ پڑھیں اور فرمایا کہ نبی پاک ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

ہیں کو احمد رحمہ اللہ اور ترمذی بیسٹ نے روایت کیا اور حاکم نے اس کی سند حسن ہے۔

۱۰۰۳- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا فَإِذَا

خَرَجَ لِيَوْمِهِ صَلَّيْ وَكُفَّتَيْنِ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید سے پہلے کوئی (تنفیل) نماز نہیں پڑھتے تھے جب گھر واپس تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔

ابن کولث ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

۱۰۰۴- وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ الصَّلَاةُ قَبْلَ خُرُوجِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ . رَوَاهُ

التِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ بخاری کتاب العیدین باب الصلوة قبل العید وبعدها ج ۱ ص ۱۲۵ مسلم کتاب العیدین ج ۱ ص ۲۹۱ ترمذی ابواب

العیدین ج ۱ ص ۱۲۰ ابوداؤد کتاب الصلوة باب الصلوة بعد صلوة العید ج ۱ ص ۱۶۱

ترمذی کتاب العیدین باب الصلوة قبل العیدین وبعدها ج ۱ ص ۲۳۵ ابن ماجہ ابواب إقامة الصلوة باب ما جاء في الصلوة

تبع صلوة العید وبعدها ص ۹۳ مسند العید ج ۱ ص ۳۵۵

☆ مسند احمد ج ۲ ص ۵۲ ترمذی ابواب العیدین باب لا صلوة قبل العیدین ولا بعدهما ج ۱ ص ۱۲۰ مستدرک حاکم

کتاب العیدین باب لا یصلی قبل العید ولا بعدهما ج ۱ ص ۲۵۵

☆ ابن ماجہ ابواب إقامة الصلوة باب ما جاء في الصلوة قبل صلوة العید وبعدها ص ۹۲

☆ المعجم الكبير لطبرانی ج ۱۷ ص ۲۴۸

☆☆ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام کے عید کے دن (نماز عید کے لئے) آنے سے پہلے نفل نماز پڑھنا مسنون نہیں ہے۔

اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1005- وَعَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ وَحَدِيثَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا يَنْهَيَانِ النَّاسَ أَوْ قَالَ يُجَلِّسَانِ مَنْ يَرِيَانِهِ يُصَلِّي قُلْ خُرُوجَ الْإِمَامِ فِي الْعِيدِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ .

☆☆ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت حدیفہ بن یمانؓ لوگوں کو روکتے تھے یا فرمایا ان لوگوں کو بٹھا دیتے تھے جن کو عید کے دن امام کے نکلنے سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے۔ اس کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

عید سے پہلے اور بعد میں عید گاہ نفل نہ پڑھنے فقہی مذاہب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، حدیث نمبر 1403)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نفی عید گاہ سے متعلق ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے پہلے (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے ہاں جب (عید گاہ) سے اپنے گھر تشریف لے جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے "چنانچہ درمختار میں لکھا ہے کہ نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنی مطلقاً مکروہ ہے یعنی عید گاہ میں بھی مکروہ ہے اور گھر میں بھی۔ البتہ نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے مگر گھر میں جائز ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن گھر سے نکلے اور دو رکعتیں پڑھیں نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد اس باب میں عبداللہ بن عمر اور ابوسعید سے بھی روایت ہے امام ابویوسفی ترمذی کہتے ہیں ابن عباس کی حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اسی پر بعض علماء صحابہ وغیرہ کا عمل ہے امام شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے جبکہ صحابہ میں سے اہل علم کی ایک جماعت عید سے پہلے اور بعد میں نماز پڑھنے کی قائل ہے لیکن پہلا قول اصح ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 525)

بَابُ الدِّهَابِ إِلَى الْمَصَلَّى فِي طَرِيقٍ وَالرُّجُوعِ فِي طَرِيقٍ أُخْرَى

ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے لوٹنا

1006- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدِهِ خَالَفَ

۱۰۰۵۔ المعجم الكبير للطبرانی ج ۹ ص ۲۵۳

۱۰۰۶۔ بخاری کتاب العیدین باب من خالف الطريق ج ۱ ص ۱۳۴

الطریق . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عید کا دن ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ بدل کر آتے جاتے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔

1007- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ إِلَى الْعِيدِ يَرْجِعُ فِي طَرِيقِ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے لئے تشریف لے جاتے تو اس راستہ کے عبادہ کسی اور راستہ سے تشریف لے جاتے جس سے عید گاہ گئے تھے۔

اس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حاکم نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1008- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيدِ فِي طَرِيقِ ثُمَّ رَجَعَ فِي طَرِيقِ آخَرَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ایک راستہ اختیار کرتے اور پھر دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔

اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ تَكْبِيرَاتِ التَّشْرِيقِ

تکبیرات تشریق کا بیان

1009- عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ . رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے قربانی کے دن عصر کی نماز تک تکبیرات تشریق اس طرح کہتے تھے اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ اس

۱۰۰۷. مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۸ ترمذی ابواب العیدین باب ما جاء في خروج النبي صلى الله عليه وسلم الى العيد في طريق الفجر ج ۱ ص ۱۲۰ صحيح ابن حبان باب العیدین ج ۵ ص ۲۰۷ مستدرک حاکم کتاب العیدین باب لا یصلی قبل العید ولا بعدها ج ۱ ص ۱۳

۱۰۰۸. ابو داؤد کتاب الصلوة باب یخرج الى العيد في طريق ويرجع في طريق ج ۱ ص ۱۶۳ ابن ماجه ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء في الخروج يوم العيد من طريق - الف ج ۱ ص ۹۳ مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۹

۱۰۰۹. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوة باب التکبیر من اتي يوم هو الى اتي ساعة ج ۲ ص ۱۶۵

کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1010- وَعَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَيُكَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیرات تشریق کہتے اور عصر کے بعد بھی تکبیرات کہتے۔
اس کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

أَبْوَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

یہ ابواب نماز کسوف کے بیان میں ہیں

کسوف و خسوف کے معنی و مفہوم کا بیان

مشہور اہل لغت اہل علم کا قول یہ ہے کہ "خسوف" چاند گرہن کو فرماتے ہیں کہ "کسوف" سورج گرہن کو۔ اس باب میں جتنی احادیث نقل کی جائیں گی سب کی سب سورج گرہن سے متعلق ہیں۔ ہاں صرف ایک حدیث جو پہلی فصل کی دوسری حدیث ہے اس کے بارہ میں احتمال ہے کہ وہ "چاند گرہن" سے متعلق ہے لہذا مولف مشکوٰۃ کے لیے بہتر یہ تھا کہ وہ اس باب کا نام "الصلوة الخسوف" کی بجائے "باب صلوة الکسوف" رکھتے۔

بعض علماء نے لفظ کسوف دونوں جگہ استعمال کیا ہے سورج گرہن میں بھی چاند گرہن میں بھی، اسی طرح بعض حضرات نے لفظ خسوف کو بھی دونوں جگہ استعمال کیا ہے۔

سورج گرہن کی نماز بالا اتفاق جمہور علماء کے نزدیک مسنون ہے۔ حنفیہ کے نزدیک سورج گرہن کی نماز دو رکعت باجماعت بغیر خطبہ کے ہے۔ چاند گرہن کی نماز میں دو رکعت ہے مگر اس میں جماعت نہیں ہے بلکہ ہر آدمی الگ الگ یہ نماز پڑھے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں میں جماعت اور خطبہ ہے۔

بَابُ الْحِثِّ عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ فِي الْكُسُوفِ

سورج گرہن میں (لوگوں کو) نماز صدقہ اور استغفار پر ابھارنا

1011- عَنْ أَبِي مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ بِغُزْبٍ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَقُومُوا فَصَلُّوا - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

★★ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں گرہن لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے نہیں لگتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں پس جب تم انہیں دیکھو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

1012- وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا سورج میں گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موت کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا پس جب تم گہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے۔

شرح

اس روایت میں سجدہ کی طولیات، خطبہ، دعا، تکبیر، نماز اور خیرات کرنے کا ذکر و حکم اور حدیث کے آخری الفاظ مزید منقول ہیں جب کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ان کا ذکر نہیں ہے۔ "غیرت" کے اصل معنی ہیں "اپنے حق میں کسی غیر کی شرکت کو برا جاننا۔" اور اللہ تعالیٰ کی غیرت کا مطلب ہے "اپنے احکام میں بندوں کی نافرمانی اور امر و نہی کے خلاف کرنے کو برا جاننا۔" ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا کوئی بندہ یا اس کی کوئی بندی جب زنا میں مبتلا ہوتی ہے تو اس معاملہ میں تمہیں جتنی غیرت محسوس ہوتی ہے اور ان دونوں سے تمہیں جتنی نفرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی غیرت اس سے کہیں زیادہ شدید اور اس کی نفرت تمہاری نفرت سے کہیں زیادہ سخت ہوتی ہے۔ اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

1013- وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمَا ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم گہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو اور اس کی بڑائی بیان کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ ادا کرو۔

اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

1014- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ .

۱۰۱۲۔ بخاری ابواب الکسوف باب الصلوة فی کسوف الشمس ج ۱ ص ۱۴۲ مسلم کتاب الکسوف فصل صوة الکسوف رکعتان .

الرح ج ۱ ص ۳۰۰ .

۱۰۱۳۔ بخاری ابواب الکسوف باب الصدقة فی الکسوف ج ۱ ص ۱۴۲ مسلم کتاب الکسوف فصل فی صلوۃ الکسوف رکعتان .

الرح ج ۱ ص ۲۹۵ .

۱۰۱۴۔ بخاری ابواب الکسوف باب الصلوة فی کسوف الشمس ص ۱۴۲ مسلم کتاب الکسوف فصل صوة الکسوف رکعتان .

الرح ج ۱ ص ۲۹۹ .

لَيُوتَ أَحَدُ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَاتٍ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا . رَوَاهُ الشَّيْخَان .
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ سورج اور چاند میں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں پس جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

سورج گرہن دیکھ کر استغفار میں مصروف ہو جانے کا بیان

1015- رَوَى عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَعَا يَخْشَى أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ فَاتَى التَّسْبِيحَ لَصَلَّى بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ (يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ) فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْرَعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ . رَوَاهُ الشَّيْخَان .

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سورج میں گہن لگا تو نبی اکرم ﷺ گھبرا کر اٹھے اس خوف سے قیامت آگئی۔ پس آپ مسجد تشریف لائے تو قیام رکوع اور سجود اتنا لمبا کیا کہ میں نے کبھی بھی آپ کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور فرمایا یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے دعا مانگنے اور اس سے بخشش طلب کرنے کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

شرح

سورج و چاند "اللہ کی الوہیت اور اس کی قدرت کی نشانیاں میں سے اس بات کی دو نشانیاں ہیں کہ یہ دونوں رب قدوس کے تابعدار اور فرمانبردار پیدا کئے گئے ہیں انہیں اپنی طرف سے کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت تو کیا ہوتی ہے ان میں اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ اپنے اندر کسی قسم کے پیدا ہوئے نقصان اور عیب کو ختم کر سکیں۔ لہذا کیسے بد عقل و کند فہم اور کور بخت ہیں وہ لوگ جو اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہوئے چاند و سورج کو معبود قرار دیتے ہیں ان کے سامنے اپنی پیشانی جھکاتے ہیں؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جاہلیت کے اس عقیدہ کو ختم فرمایا کہ کس عظیم حادثہ مثلاً کسی بڑی آدمیت کے مرنے اور وباء عام یعنی قحط وغیرہ کی وجہ سے سورج و چاند گرہن میں آتے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ یہ خیالات باطل اور اعتقادات فاسد ہیں حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ ان دونوں کو گرہن میں مبتلا کر کے صرف اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ فاذا كره الله ما كان مطلبه من ان يراه سورج گرہن کے وقت اگر نماز کے

وقت مکروہ نہ ہوں تو کسوف و خسوف کی نماز پڑھو اور اگر اوقات مکروہ ہوں تو پھر نماز نہ پڑھو بلکہ پروردگار کی تسبیح و تہلیل اور کبیر نیز استغفار میں مشغول ہو جاؤ۔ لیکن یہ بات جان لو کہ یہ حکم "امراستجابی" کے طور پر ہے و جب کے طور پر نہیں ہے کیونکہ نماز کسوف و خسوف واجب نہیں ہے۔ بلکہ بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک سنت ہے۔ "رہتی دنیا تک کھاتے" یعنی جیسا کہ بہشت کے میوؤں کی خاصیت ہے، انگور کے اس خوشہ میں سے جو دانہ کھاتے اس کی جگہ دوسرا دانہ پیدا ہو جاتا اسی طرح وہ خوشہ رہتی دنیا تک چلتا رہتا۔ جنت کے اس خوشہ انگور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ لینے کا سبب یہ تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لئے لیتے اور لوگ اسے کچھ لیتے تو ایمان بالغیب کی کوئی حقیق و اہمیت باقی نہ رہ جاتی۔

1016- وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

☆☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند گرہن کے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

بَاب صَلَوةِ الْكُسُوفِ بِخَمْسِ رُكُوعَاتٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ

نماز کسوف کی ہر رکعت میں پانچ رکوع کا بیان

1017- عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رُكُوعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُورَةَ مِنَ الطُّوْلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رُكُوعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ يَدْعُو حَتَّى انْجَلَى كُسُوفُهَا. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ لَيْثٌ.

☆☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی تو آپ نے طویل سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو طویل سورتوں میں سے ایک سورت پڑھی اور پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر آپ جیسے قبلہ کی طرف بیٹھے ہوئے تھے ویسے ہی دعا فرماتے رہے حتیٰ کہ سورج کا گہن ختم ہو گیا۔

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

1018- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَكَعَ خَمْسَ رُكُوعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا صَلَّاهَا أَحَدٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرِي. رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَصَحَّحَهُ.

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن ابولیلیؓ بیان کرتے ہیں کہ سورج میں گہن لگا تو حضرت علیؓ نے نماز پڑھائی اور (اس میں) پانچ رکوع اور دو سجدے کئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر سلام پھیر کر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد میرے علاوہ کسی نے یہ نماز نہیں پڑھی۔
اس کو ابن جریر نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

1019- وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَبِثْتُ أَنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْكَوْفَةِ فَصَلَّى بِهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَافِسَةِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَافِسَةِ قَالَ عَشْرُ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعُ سَجَدَاتٍ . رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ .

☆☆ حضرت حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ سورج میں گہن لگا اور حضرت علیؓ کوفہ میں تھے تو حضرت علی بن ابوطالبؓ نے لوگوں کو پانچ رکوع کے ساتھ نماز پڑھائی پھر پانچوں رکوع کے وقت دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے تو پانچ رکوع کئے اور پانچویں رکوع کے وقت دو سجدے کئے۔

حضرت حسن بن علیؓ نے فرمایا کہ آپ نے دس رکوع اور چار سجدے کئے اس کو ابن جریر نے روایت کیا۔
علامہ نیمویؒ فرماتے ہیں حضرت حسن بصریؒ کی ملاقات حضرت علیؓ کے ساتھ کئی وجوہ سے ثابت ہے لیکن وہ اس واقع میں حاضر نہیں تھے جیسا کہ آپ کا قول لبثت اس کا تقاضا کرتا ہے۔

شرح

چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ " کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں تین تین رکوع اور دو دو سجدے کئے۔ جیسا کہ اس باب کی احادیث میں اس نماز کے رکوع کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہے۔ ہذا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے ان احادیث کو ترجیح دی ہے جن میں ہر رکعت میں صرف ایک رکوع کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ اصل یہی ہے کہ ہر رکعت میں ایک رکوع ہو بلکہ اس بارہ میں قولی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث منقول ہیں۔ پھر یہ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مستدل روایت کے علاوہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے اکثر اہل علم حضرات کے یہاں یہ بھی مسئلہ ہے کہ اگر گریہ دیر تک رہے تو یہ جائز ہے کہ ہر رکعت میں تین یا چار یا پانچ رکوع بھی کئے جاسکتے ہیں۔

بَابُ كُلِّ رَكَعَةٍ بِأَرْبَعِ رُكُوعَاتٍ

ہر رکعت چار رکوعوں کے ساتھ

1020- عَنْ أَنَسٍ عْبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ قَرَأَ ثَمَ رَكْعَةً

ثُمَّ قَرَأْتُمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَرَأْتُمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْآخِرَىٰ مِثْلَهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْأَخَرُونَ وَفِي رِوَايَةٍ صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ .

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی تو آپ نے قراءت کی پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا۔ راوی فرماتے ہیں دوسری رکعت بھی اسی کی مثل پڑھی۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے کہ آپ نے آٹھ رکوع کئے اور چار سجدے کئے۔

1021- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُشِفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِلنَّاسِ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ نَحْوَهَا ثُمَّ رَكَعَ نَحْوَهَا مِنْ قِذْرِ السُّورَةِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ قِذْرَ السُّورَةِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ ثُمَّ رَكَعَ قِذْرَ قِرَاءَتِهِ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَامَ أَيْضًا قِذْرَ السُّورَةِ ثُمَّ رَكَعَ قِذْرَ ذَلِكَ أَيْضًا حَتَّى صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَفَعَلَ كِفَعْلِهِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُو وَيَرْغَبُ حَتَّى انْكَشَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ فَقَالَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سورج نہیں لگا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ نے سورۃ یسین یا اس کی مثل کوئی سورت پڑھی پھر آپ نے سورت کی مقدار رکوع کیا پھر اپنا سراٹھا کر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا پھر سورت کی مقدار کھڑے ہو کر دعا مانگی اور تکبیر کہتے رہے پھر رکوع بھی سورت کی مقدار کیا پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا پھر سورت کی مقدار قیام کیا۔ پھر رکوع بھی اسی کی مقدار کیا حتیٰ آپ نے چار رکوع کئے پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو ایسا ہی عمل کیا جیسا کہ آپ نے پہلی رکعت میں کیا پھر آپ بیٹھ کر دعا مانگتے رہے اور رغبت دلاتے رہے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

شرح

فصلی اربع رکعات الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کئے یعنی ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کئے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک میں دوسری نمازوں کی طرح اس نماز میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہے ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن سے ایک ہی رکوع کرنا ثابت ہے بلکہ اس باب میں ایک حدیث قولی بھی منقول ہے اور یہ قانون ہے کہ جہاں قول اور فعل ثابت ہوتے ہیں تو فعل پر قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

بَابُ ثَلَاثِ رُكُوعَاتٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ

ہر رکعت میں تین رکوع کا بیان

1022- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّاسُ إِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رُكْعَاتٍ بِأَرْبَعِ مَسْجِدَاتٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو سورج میں گہن لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ چھ رکوع چار مسجدوں کے ساتھ احدیث اس کو امام مسلم نے روایت کیا۔

1023- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّي سِتَّ رُكْعَاتٍ فِي أَرْبَعِ مَسْجِدَاتٍ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَآخِمْدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز کسوف) میں چھ رکوع اور چار مسجدوں کے لئے اس دعا کو پڑھا اور احمد بن حنبلہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1024- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ صَلَّي فِي كُسُوفٍ ثَلَاثَةَ رُكْعَاتٍ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ مَسَّجَدَ وَالْآخَرَى مِثْلَهَا . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ .

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی تو آپ نے قراءت فرمائی پھر رکوع کیا پھر قراءت فرمائی پھر قراءت کی پھر رکوع فرمایا پھر مسجدہ کیا اور دوسری رکعت بھی اسی کی مثل ادا کی۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا اور صحیح قرار دیا۔

بَابُ كُلِّ رَكْعَةٍ بِرُكُوعَيْنِ

1025- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَأَتْهُ فَكَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ لِرُكْعَةٍ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ آدُسِي مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى

۱۰۲۲۔ مسند کتاب لکھنؤ فصل صلوۃ الکسوف رکعتان۔ الخ ج ۱ ص ۲۹۷

۱۰۲۳۔ کتاب الکسوف باب کیف صلوۃ الکسوف ج ۱ ص ۲۱۵ مسند احمد عن جابر ج ۳ ص ۳۱۱

۱۰۲۴۔ ترمذی ابواب صلوۃ الکسوف باب فی صلوۃ الکسوف ج ۱ ص ۱۲۵

۱۰۲۵۔ بخاری ابواب الکسوف باب خطبة الامام فی الکسوف ج ۱ ص ۱۴۲ مسند کتاب الکسوف فصل صلوۃ الکسوف رکعتان

ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ أَذْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَّتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

☆ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں سورج میں گہن لگا تو آپ مسجد تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں تو رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہہ کر لمبی قراءت کی پھر تکبیر کہہ کر طویل رکوع کیا پھر مع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے رہے اور سجدہ نہ کیا اور طویل قراءت کی یہ پہلی قراءت سے کم تھی پھر تکبیر کہہ کر لمبا رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا تو آپ نے چار سجدوں کے ساتھ نماز مکمل فرمائی اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو گیا۔

اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

1026- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ . رَوَاهُ الشَّيْخَانُ .

☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو آپ نے سورۃ بقرہ کی قراءت کی مثل طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھا کر طویل قیام کیا جو کہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سجدہ کیا پھر طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو طویل قیام فرمایا جو کہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو کہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

1027- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخْرَوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ

۱۰۲۶. بخاری ابواب الكسوف باب صلوة الكسوف ج ۱ ص ۱۹۲ مسلم کتاب الكسوف فصل صلوة الكسوف ركعتان ح ۱ ص ۲۹۸

۱۰۲۷. مسلم کتاب الكسوف فصل صلوة الكسوف ركعتان - الخ ج ۱ ص ۲۹۷ مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۴ ابو داود کتاب الكسوف باب من قل اربع ركعات ج ۱ ص ۱۶۷

رَفَعَ لَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ لَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ لَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ لَصَنَعَ نَحْوًا مِثْلَ ذَلِكَ فَكَانَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ أَحْمَدُ وَ أَبُو دَاوُدَ .

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرمی والے دن سورج میں گہن لگا ہو کر گرمی کی شدت سے بیہوش ہو کر گرنے لگے پھر آپ نے طویل رکوع کیا پھر دو سجدے کئے پھر کھڑے ہو کر اسی کی مثل عمل فرمایا پس یہ (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

بَابُ كُلِّ رَكَعَةٍ بِرُكُوعٍ وَاحِدٍ

ہر رکعت میں ایک رکوع

1028 - عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُجْرٍ رَدَّ آتَهُ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلَّى بِأَرْكَعَتَيْنِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَ زَادَ كَمَا يَصِلُونَ وَ ابْنُ جَبَانَ وَ قَالَ رَكَعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَوَتِكُمْ .

☆ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو سورج میں گہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے اٹھے اور مسجد میں تشریف لائے تو ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا اور نسائی نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ہیں جیسا کہ تم نماز پڑھتے ہو اور ابن حبان نے فرمایا تمہاری نماز کی مثل دو رکعتیں پڑھا میں۔

1029 - وَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَرْمِي بِأَسْهُمِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ لَا نَنْظُرَنَّ إِلَى مَا يَخْدُثُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُو وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيَهْلِلُ حَتَّى جُلِيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَأَ 'رَزَيْنَ وَ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ النَّسَائِيُّ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَ أَرْبَعَ سَجَدَاتٍ .

☆ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں میں تیر اندازی کر رہا تھا

۱۰۲۸ بخاری ابواب الكسوف باب الصلوة في كسوف الشمس ج ۱ ص ۱۴۱ نسائی كتاب الكسوف باب كيف صلوة الكسوف ج ۱

ص ۲۲۱ صحيح ابن حبان باب صلوة الكسوف ج ۵ ص ۲۱۵

۱۰۲۹ مسلم كتاب الكسوف فصل صلوة الكسوف ركعتان ج ۱ ص ۲۹۹ نسائی كتاب الكسوف باب التسبيح والتكبير والدعاء

عند كسوف الشمس ج ۱ ص ۲۱۳

کہ اچانک سورج میں گہن لگا تو میں نے تیروں کو پھینکا اور سوچا کہ میں ضرور دیکھوں گا کہ رسول اللہ ﷺ سورج ریزہ بن کر زمین پر کیا کرتے ہیں پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے دعا پڑھ رہے تھے مجھے وہ تھیل کہہ رہے تھے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا تو آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھائی۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا اور نسائی نے یہ الفاظ زائد روایت کئے کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر تہجد کئے۔

1030- وَعَنْ قَبِيصَةَ الْهَلَالِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فِرْعَاؤُ بَجَرُ ثَوْبَةٍ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَاطِلًا فِيهِمَا الْقِيَامُ ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ فَقَالَ هَذِهِ الْآيَاتُ يُخَوِّفُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا كَأَخَذِ صَلَوةٍ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيْسَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت قبیصہ ہلالی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو رسول اللہ ﷺ خوفزدہ ہو کر اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور میں اس دن مدینہ میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پس آپ نے ان میں طویل قیام فرمایا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا تو آپ نے فرمایا یہ نشانیاں ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے پس جب تم اسے دیکھو تو اپنی اس فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو ابھی تم نے پڑھی ہے اس کو ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1031- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَغُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَرْمِي غَرَضَيْنِ لَنَا حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ رُفْعَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاطِرِ مِنَ الْأَفْقِ اسْوَدَّتْ حَتَّى أَصْبَتْ كَأَنَّهَا تَنُومَةٌ فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللَّهِ لَيُخْذَلْنَ شَأْنُ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُمَّةٍ خَلْنَا قَالَ لَدَفِعْنَا فَإِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلَّى قَامَ بِنَا كَأَطُولَ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطُولَ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطُولَ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَى مِثْلَ ذَلِكَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّيْسَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور انصار کا ایک لڑکا اپنے اپنے نشانہ پر تیر اندازی کر رہے تھے حتیٰ کہ سورج دو یا تین نیزوں کے برابر ہو گیا اور دیکھنے والے کی نظر میں افق سے وہ سیاہ ہو کر قنوع گھاس کی طرح ہو گیا تو ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہمارے ساتھ مسجد چل خدا کی قسم سورج کی یہ حالت ضرور رسول اللہ ﷺ کی امت کے

۱۰۳۰۔ ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال أربع ركعات ج ۱ ص ۱۶۸ نسائی کتاب الکسوف باب كيف صلوة الكسوف ج ۲

۱۰۳۱۔ ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال أربع ركعات ج ۱ ص ۱۶۸ نسائی کتاب الکسوف باب كيف صلوة الكسوف ج ۲

ہم سے میں کوئی نئی بات پیدا کرے گی۔ ہم جا رہے تھے پس اچانک آپ تشریف لے آئے اور آگے بڑھ کر ہمیں نماز پڑھانی
پس آپ نے نماز میں ہمارے ساتھ اتنا طویل قیام کیا کہ کبھی کسی نماز میں نہیں کیا تھا۔ لیکن ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے پھر
آپ نے ہمارے ساتھ اتنا طویل رکوع کیا جو کہ کسی نماز میں نہیں کیا تھا (لیکن) ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے پھر آپ
نے ہمارے ساتھ اتنا طویل سجدہ کیا کہ کسی نماز میں نہیں کیا تھا۔ لیکن ہم آپ کی آواز بالکل نہیں سن رہے تھے۔ پھر آپ نے
دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

1032- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّ يَكْذُ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمَّ يَكْذُ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمَّ يَكْذُ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ
فَلَمَّ يَكْذُ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمَّ يَكْذُ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ وَقَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَى مِثْلَ ذَلِكَ . رَوَاهُ
ابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج میں گہن لگا تو رسول
اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو قریب نہ تھا کہ آپ رکوع کرتے پھر آپ نے رکوع کیا تو قریب نہ تھا کہ رکوع سے اپنا
سر اٹھاتے پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا تو قریب نہ تھا کہ آپ سجدہ کرتے پھر آپ نے سجدہ کیا تو قریب نہ تھا کہ
آپ سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھاتے پھر آپ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا تو قریب نہ تھا کہ (دوسرا) سجدہ کرتے پھر آپ نے
سجدہ کیا اور قریب نہ تھا کہ سجدہ سے اپنا سر انور اٹھاتے پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔
اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1033- وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَوَإِذَا
رَأَيْتُمُوهُمَا كَذَلِكَ فَاذْهَبَا إِلَى الْمَسَاجِدِ ثُمَّ قَامَا فَقَرَأَا فِيمَا تَرَى بَعْضُ الْوَكُتَبِ ثُمَّ رَكَعَا ثُمَّ اعْتَدَلَا ثُمَّ سَجَدَا
سُحُوتَيْنِ ثُمَّ قَامَا فَقَعَلَا مِثْلَ مَا فَعَلَا فِي الْأُولَى . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆ حضرت محمود بن حبیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت
ہوئے تو سورج میں گہن لگا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور بے شک ان میں کسی کی موت اور زندگی کی
وجہ سے گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم ان دونوں کو اس حالت میں دیکھو تو مسجد کی طرف جاؤ پھر آپ نے قیام فرمایا تو ہمارے خیال

میں آپ نے السَّجْدَةَ کا کچھ حصہ تلاوت فرمایا۔ پھر آپ نے رکوع کیا پھر آپ سیدھے کھڑے ہوئے پھر آپ نے دو سجدے کئے پھر آپ کھڑے ہوئے تو دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جس طرح آپ نے پہلی رکعت میں کیا۔ اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1034- وَعَنِ الشَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى لِي كُسُوفِ الشَّمْسِ نَحْوًا مِنْ صَلَواتِكُمْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھائی جیسا کہ تم رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے نماز پڑھتے ہو اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1035- وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا خُسِفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوا تَخَاضِعًا لِمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْهَا . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَزَادَ لِي رِوَايَةً مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَاسْنَادُهُمَا صَحِيحٌ .

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب سورج اور چاند میں گہن آئے تو اس فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے ابھی پڑھی ہے۔

اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور ان کی سند حسن ہے۔

کسوف میں ایک رکوع سے متعلق احناف کی مؤید حدیث کا بیان

اور سنن نسائی کی روایت ہے کہ "جب سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی جس میں رکوع و سجدہ کرتے تھے" سنن نسائی کی ایک دوسری روایت کے لفاظ یہ ہیں کہ "ایک روز جب کہ سورج کو گرہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجالت کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ زمین پر رہنے والے بڑے آدمیوں میں سے کسی بڑے آدمی کے مرجانے کی وجہ سے سورج اور چاند کو گرہن لگتا ہے، حالانکہ (حقیقت یہ ہے کہ) سورج و چاند نہ تو کسی کے مرجانے کی وجہ سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ کسی کی پیدائش کی وجہ سے۔ یہ دونوں محض اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں، اللہ جو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں تغیر (مثلاً گرہن، روشنی اور اندھیرا) پیدا کرتا ہے۔ لہذا جب ان میں سے کوئی گرہن میں آئے تو تم نماز پڑھنی شروع کر دو یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ظاہر ہو جائے (یعنی عذاب آجائے یا قیامت شروع ہو جائے)۔" (سنن نسائی)

حدیث کے الفاظ "ہماری نماز کی طرح کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کی ہر رکعت میں کئی کئی رکوع نہیں کئے بلکہ جس طرح کہ ہم روزمرہ نماز پڑھتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت نماز پڑھی اور ہر

بیت میں ایک ایک رکوع اور دو رکعت کے مسک کی دلیل ہیں اس کے علاوہ اور احادیث بھی منقول ہیں جو اس مسئلہ میں ضیفہ کے مسک کی تائید کرتی ہیں۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ بِالْجَهْرِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

نماز کسوف میں جہراً قراءت کرنے کا بیان

1036- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِي الْكُسُوفِ يَقْرَأُ بِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ لِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت کی پس آپ نے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کئے۔ اس کو شیخین رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

نماز کسوف میں قراءت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

یہ حدیث اور اسی قسم کی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز کسوف میں امام بآواز بلند قرات نہ کرے چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک یہ ہے۔ صحیح البخاری و صحیح مسلم نیز دوسری کتابوں میں ایسی روایات بھی منقول ہیں کہ جن سے نماز کسوف کی قرات کا بآواز بلند ہونا ثابت ہوتا ہے۔ روایات کے اس تعارض کے پیش نظر حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب روایتوں میں تعارض پیدا ہوا تو ان روایتوں کو ترجیح دینا ضروری ہوا جن سے قراء کا بآواز آہستہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ دن کی نماز میں قرات کا بآواز آہستہ ہونا اصل ہے۔

بَابُ الْإِخْفَاءِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ

نماز کسوف میں سرا قراءت کرنا

1037- عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ لَا تَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سورج گھن میں نماز پڑھائی ہم آپ کی آواز

۱۰۳۷ مسلم کتاب لکسوف فصل صلوة الکسوف رکعتان ج ۱ ص ۲۹۶ بخاری کتاب الکسوف باب الجهر بالقراءة ج ۱ ص ۱۴۵

۱۰۳۸ ترمذی ابواب صلوة الکسوف باب کیف القراءة فی الکسوف ج ۱ ص ۱۲۶ ابو داؤد کتاب الکسوف باب من قال أربع رکعت ج ۱ ص ۱۶۸ سانی کتاب الکسوف باب ترک الجهر فیہا بالقراءة ج ۱ ص ۲۲۲ ابن ماجة ابواب اقامة الصلوة باب ما جاء فی صلوة نکسوف ج ۱ ص ۹۱ مسند احمد ج ۵ ص ۱۴

نہیں سنتے تھے۔

اس کو اصحاب خمسہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1038- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ أَسْمَعْ لَهُ قِرَاءَةً. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

★★ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس دن سورج میں کہن لگا میں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے آپ کی قراءت نہیں سنی۔

اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

نماز کسوف میں جہری قرات سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسوف کی نماز پڑھی اس میں قرات کی پھر رکوع کیا پھر قرات کی پھر رکوع کیا پھر دو سجدے کئے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی اس باب میں علی عائشہ عبداللہ بن عمرو نعمان بن بشیر مغیرہ بن شعبہ ابو مسعود ابو بکر سمرہ ابن مسعود اسماء بنت ابوبکر ابن عمر قبیصہ ہلالی جابر بن عبداللہ ابوموسیٰ عبدالرحمن بن سمرہ اور ابی بن کعب سے بھی روایت ہے امام ترمذی کہتے ہیں ابن عباس کی حدیث حسن صحیح ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کسوف میں دو رکعتوں میں چار رکوع کئے یہ امام شافعی احمد اور اسحاق کا قول ہے نماز کسوف میں قرات کے متعلق علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ دن کے وقت بغیر آواز قرات کرے جبکہ بعض اہل علم بلند آواز سے قرات کے قائل ہیں جیسے کہ جمعہ اور عیدین کی نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

حضرت امام مالک، امام احمد اور اسحاق اسی کے قائل ہیں کہ بلند آواز سے پڑھے لیکن امام شافعی بغیر آواز سے پڑھنے کا کہتے ہیں پھر یہ دونوں حدیثیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں ایک حدیث یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کئے دوسری یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سجدوں میں چھ رکوع کئے اہل علم کے نزدیک یہ کسوف کی مقدار کے ساتھ جائز ہے یعنی اگر سورج گرہن لبا ہو تو چھ رکوع اور چار سجدے کرنا جائز ہے لیکن اگر چار رکوع اور چار سجدے کرے اور قرات بھی لمبی کرے تو یہ بھی جائز ہے ہمارے اصحاب کے نزدیک سورج گرہن اور چاند گرہن دونوں میں نماز باجماعت پڑھی جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 547)

بَابُ صَلَوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ

یہ باب نماز استسقاء کے بیان میں ہے استسقاء کے معنی و مفہوم کا بیان
استسقاء کے لغوی معنی ہیں "پانی طلب کرنا" اور اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب ہے "قطر اور خشک مالی میں طلب
پانی کے لئے بتائے گئے طریقوں کے مطابق نماز پڑھنا اور دعا کرنا۔

بارش طلب کرنے کے لئے نماز پڑھنا

۱۰۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ
لَخَوْلٌ إِلَى النَّاسِ ظَهْرُهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو لَكُمْ حَوْلَ رِذَائِكُمْ ثُمَّ صَلَّى لَنَا وَكُنْتَيْنِ . رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ
مَهْرًا لِيَهْمَا بِالْقِرَاءَةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جس دن آپ بارش کی دعا
پڑھنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پشت مبارک فرمائی اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگی پھر اپنی
پار مبارک پاٹ دی پھر آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔
اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا اور امام بخاری رحمہما کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ ان دونوں رکعتوں میں جہراً
قراءت فرمائی۔

نماز استسقاء سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی اور صاحبین (حضرت امام یوسف اور حضرت امام محمد) کے نزدیک استسقاء کی نماز عید کی نماز کی طرح
ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ استسقاء کی دو رکعت نماز اسی طرح پڑھی جائے جیسا کہ دوسری
نماز پڑھی جاتی ہے۔ نماز استسقاء کے بارہ میں حنفیہ کا مسلک نماز استسقاء کے سلسلہ میں خود حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں، حضرت
امام اعظم ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ استسقاء نماز نہیں ہے بلکہ دعا و استغفار ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن اکثر احادیث میں استسقاء
کا ذکر آیا ہے ان میں نماز مذکور نہیں ہے بلکہ صرف دعا کرنا مذکور ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں صحیح
روایت منقول ہے۔ کہ انہوں نے استسقاء کے لئے صرف دعا و استغفار پر اکتفا فرمایا نماز نہیں پڑھی، اگر اس سلسلہ میں نماز
مسنون ہوتی تو وہ ترک نہ کرتے۔ اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا انہیں معلوم نہ ہونا جب کہ زمانہ نبوت کو بھی زیادہ دن نہیں
گزرے تھے بعید ہے اور معلوم ہونے کی صورت میں اسے ترک کرنا حضرت عمر کیرضی اللہ تعالیٰ عنہ شان سے بعید تر ہے۔
صاحبین کا مسلک اس کے خلاف ہے۔ ان حضرات کے نزدیک نہ صرف یہ کہ استسقاء کے لئے نماز منقول اور مسنون ہے بلکہ

۱۰۳۹۔ بخاری ابواب الاستسقاء باب کیف حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہرہ الی الناس ج ۱ ص ۱۳۹۔ مسد کتاب صلوٰۃ

اس نماز میں جماعت اور خطبہ بھی مشروع ہے۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول لا صلوة فی الاستقاء (یعنی استقاء کے لئے نماز نہیں ہے) کی مراد یہ ہے کہ اس نماز کے لئے جماعت خطبہ اور خصوصیت سنت و شرط نہیں، اگر ہر آدمی الگ الگ نماز پڑھے اور دعا و استغفار کرے تو بہتر ہے۔ اس وقت حنفیہ کے یہاں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ نماز استقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور منقول ہے جس کا ایک واضح ثبوت مذکورہ بالا حدیث ہے۔ نماز استقاء کے سلسلہ میں یہ افضل ہے کہ اس کی دونوں رکعتوں میں سے پہلی رکعت "سورت ق" یا "سج اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں "اقتربت المسادہ" سورت غاشیہ کی قرأت کی جائے۔

"چادر پھیرنا" دراصل تغیر حالت کے لئے اچھا شگون لینے کے درجہ میں ہے جس طرح چادر الٹ پلٹ دی گئی ہے اسی طرح موجودہ حالت میں بھی تبدیلی اور تغیر ہو جائے بایں طور کہ قحط کے بدلہ ارزانی ہو جائے اور خشک سالی کی بجائے باران رحمت سے دنیا سیراب ہو جائے۔

چادر پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کونا پکڑا جائے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کے نیچے کونا پکڑ لیا جائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے اس طرح پھیرا اور پلٹا جائے کہ دائیں ہاتھ چادر کا پکڑا ہوا کونا دائیں موٹہ سے پر آ جائے اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا کونا بائیں موٹہ سے پر آ جائے اس طریقہ سے چادر کو دایاں کونا تو بائیں ہو جائے گا اور بایاں کونا دائیں ہو جائے گا۔ نیز اوپر نیچے پہنچ جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر جائے گا۔

1040- وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلِّيِّ وَاسْتَسْقَى وَحَوْلَ رِذَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ تشریف لے گئے اور بارش کے لئے دعا کی اور اپنی چادر پلٹ دی جس وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ سے پہلے نماز سے آغاز کیا پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا فرمائی اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1041- وَعَنْهُ قَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ لَهُ سَوْدَاءُ فَأَرَادَ أَنْ يَأْخُذَ بِأَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهُ أَغْلًا فَتَقَلَّتْ عَلَيْهِ فَقَلَبَهَا عَلَيْهِ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَلَا يَسِرَ عَلَى الْأَيْمَنِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی درالحالیکہ آپ پر

کرتکبیر کہی اور اللہ عزوجل کی حمد کی پھر فرمایا کہ تم نے اپنے علاقوں کی خشک سالی اور بارش کے اپنے وقت سے موخر ہونے کی شکایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ نہایت رحم فرمانے والا بہت مہربان روز جزا کا مالک اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اے اللہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر بارش نازل فرما جو ایک مدت تک ہمیں قوت اور فائدہ دے پھر آپ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھائے اور مسلسل اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کے دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوئی پھر آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ مبارک پھیری اور اپنی چادر مبارک پلٹ دی درانحالیکہ کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ممبر سے اتر کر دو رکعتیں پڑھائیں تو اللہ تعالیٰ نے بدل ظاہر فرمائے جن میں گرج اور چمک تھی پھر اللہ کے حکم سے بارش برسی پس آپ ابھی مسجد تک نہ پہنچے تھے کہ نالے بہہ پڑے پس جب آپ نے لوگوں کو تیزی سے اپنی پناہ گاہوں کی طرف جاتے دیکھا تو آپ ہنسے حتیٰ کہ آپ کے مبارک دانت ظاہر ہو گئے پھر آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

اس کو ابو داؤد نے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند جید ہے۔

نماز استسقاء کے بعد دو خطبے پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام مالک حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ نماز استسقاء کے بعد دو خطبے پڑھنا سنت ہے اور خطبہ کی ابتداء استغفار کے ساتھ کرنی چاہیے جیسے کہ عیدین کے خطبہ کی ابتداء تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت امام احمد کے نزدیک خطبہ مشروع نہیں ہے صرف دعا و استغفار پر اکتفا کرنا چاہیے۔ حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب سنن اربعہ نے حضرت اسحاق ابن عبد اللہ کنانہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (استسقاء کے لئے) عید گاہ جا کر تمہاری طرح خطبہ نہیں پڑھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دعا کرتے گریہ و زاری کرتے اور اللہ کی عظمت و بڑائی بیان کرتے رہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی جیسا کہ عید میں پڑھتے تھے۔

1044- وَعَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَنَانَةَ قَالَ أَرْسَلَنِي أَمِيرٌ مِنَ الْأَمْرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَسْأَلُهُ عَنِ الْأَسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَهُ أَنْ يَسْأَلَنِي خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاضِعًا مُتَبَدِّلًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

حضرت اسحق بن عبداللہ بن کنانہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ مجھے امراء میں سے کسی امیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس نماز استسقاء کے متعلق پوچھنے کے لئے بھیجا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اسے مجھ سے سوال کرنے سے کس چیز نے روکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے سادہ کپڑوں میں تشریف لائے عاجزی اور انکساری کرتے ہوئے پس آپ نے نماز عید کی طرح دو رکعتیں پڑھائیں لیکن تمہارے اس خطبہ کی طرح خطبہ نہ پڑھا۔ اس کو نسائی اور ابوداؤد نے روایت اور اس کی سند صحیح ہے۔

وسیلہ سے دعا مانگنے کا بیان

منقول ہے کہ جب حضرت عمر اور دوسرے صحابہ کرام جوان کے ہمراہ ہوتے تھے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا مانگتے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ "اے پروردگار! تیرے پیغمبر کی امت نے میرا وسیلہ اختیار کیا ہے۔ خداوند! تو میرے اس بڑھاپے کو رسوا مت کر اور مجھے ان کے سامنے شرمندہ نہ کر۔" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر صحابہ کرام کی دعا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان الفاظ میں اتنی تاثیر ہوتی کہ جب ہی بارش شروع ہو جاتی تھی۔

بَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ

یہ باب نماز خوف کے بیان میں ہے

نماز خوف سفر و حضر میں پڑھنے کا بیان

کفار کے خوف اور دشمن کے مقابل ہونے کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز خوف کہتے ہیں۔ خوف کی نماز کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ نیز اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ نماز باقی اور ثابت ہے اگرچہ بعض حضرات کا قول ہے کہ نماز خوف صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ نیز بعض حضرات مثلاً حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ نماز حالت سفر کے ساتھ مخصوص ہے۔ جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ نماز سفر و حضر دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ بحسب اختلاف زمانہ و مقام یہ نماز متعدد طریقوں سے روایت کی گئی ہے چنانچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ سولہ طریقوں سے منقول ہے۔

بعض حضرات نے اس سے زائد اور بعض نے اس سے کم کہا ہے لیکن علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث میں جتنے بھی طریقے منقول ہیں تمام کے تمام معتبر ہیں علماء کے ہاں اختلاف صرف ترجیح اور فوقیت کے بارے میں ہے کہ کسی نے کسی طریقے کو ترجیح دی ہے اور اس پر عمل کیا ہے جو صحاح ستہ میں مذکور ہے۔ علامہ شمش نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چار جگہ پڑھی ہے۔ ذات الرقاع بطن نخل، عسفان اور ذی قرد۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ نماز خوف تھی تو حالت سفر میں مگر فقہاء نے اس پر قیاس کرتے ہوئے اس نماز کو حضر میں بھی جائز رکھا ہے۔

نماز خوف کا بیان

1045- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا إِذَا اتَيْنَا عَلَى شَجَرَةٍ ظِلِيلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَسَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَأَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْتَرَطَهُ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخِافُنِي قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قَالَ اللَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْكَ قَالَ فَتَهَدَّدَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ فَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكَعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكَعَتَانِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ . وَابْنُ خَالٍ تَعْلِيقًا .

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے حتیٰ کہ ہم جب ذات الرقاع میں تھے تو جب سایہ سار درخت کے پاس پہنچے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے آرام کے لئے چھوڑ دیا تو مشرکین میں سے ایک غصص آیا درحالیکہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی تو اس نے آپ کی تلوار لے کر سونت لی اور کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں اس نے کہا تجھے مجھ سے کون بچائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تم سے اللہ تعالیٰ بچائے گا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے دھمکایا تو اس نے تلوار نیام میں ڈال کر لٹکا دی پھر نماز کے لئے اذان کہی گئی تو آپ نے ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر وہ پیچھے ہٹ گئے تو آپ ﷺ نے دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں تو رسول اللہ ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں اور لوگوں کی دو رکعتیں اس کو ایام مسلم ﷺ نے روایت کیا اور بخاری نے اسے تعلقاً روایت کیا۔

نماز خوف کے طریقے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت اہل بن ابوجہ نماز خوف کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور اس کے ساتھ ایک گروہ کھڑا ہو جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہے اور انہی کی طرف رخ کرے رہے پھر امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور وہ لوگ دوسری رکعت خود پڑھیں اور دو سجدے کرنے کے بعد دوسری جماعت کی جگہ دشمن کے مقابل آجائیں اور وہ جماعت آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سجدے کرے امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور جماعت کی پہلی رکعت ہوگی پھر یہ لوگ کھڑے ہو جائیں اور دوسری رکعت پڑھیں اور سجدہ کریں محمد بن بشر کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے شعبہ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ شعبہ عبدالرحمن بن قاسم سے وہ قاسم سے وہ اپنے

والد سے وہ صالح بن خوات سے وہ سہل بن ابی حمہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت کی مثل بیان کرتے ہیں پھر یحییٰ بن سعید نے مجھ سے کہا کہ اس حدیث کو اس کے ساتھ لکھ دو مجھے یہ حدیث اتنی طرح یاد نہیں لیکن یہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث ہی کی مثل ہے۔

امام ابو یوسف ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اسے یحییٰ بن سعید انصاری نے قاسم بن محمد کی روایت سے مرفوع نہیں کیا یحییٰ بن سعید انصاری کے ساتھی بھی اسے موقوف ہی روایت کرتے ہیں جبکہ شعبہ عبد الرحمن بن قسطلیہ کے جواب سے اسے مرفوع روایت روایت کرتے ہیں جو نماز خوف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھ چکا تھا امام ابو یوسف ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے امام مالک شافعی احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور یہ کئی راویوں سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں گروہوں کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز پڑھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو ان دونوں کے لئے ایک ایک رکعت تھی۔ (جامع ترمذی، جلد اول، حدیث نمبر 552) یہی حدیث احناف ائمہ کی دلیل ہے۔

حضرت سالم سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خوف میں ایک رکعت ایک گروہ کے ساتھ پڑھی جب کہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں لڑتا رہا پھر یہ لوگ اپنی جگہ چلے گئے اور انہوں نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں دوسری رکعت پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور اس گروہ نے کھڑے ہو کر اپنی چھوڑی ہوئی رکعت پوری کی اس کے بعد دوسرا گروہ کھڑا ہوا اور اس نے بھی اپنی دوسری رکعت پڑھی اس باب میں جابر حدیفہ زید بن ثابت ابن عباس ابو ہریرہ ابن مسعود ابوبکرہ سہل بن ابو حمہ اور ابو عیاش ذوقی سے بھی روایت ہے ابو عیاش کا نام زید بن ثابت ہے امام ابو یوسف ترمذی فرماتے ہیں۔

امام مالک نماز خوف میں سہل بن ابو حمہ ہی کی روایت پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام شافعی کا قول ہے۔ حضرت امام احمد کہتے ہیں کہ نماز خوف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی طرح مروی ہے اور میں اس باب میں سہل بن ابو حمہ کی حدیث سے صحیح روایت نہیں جانتا چنانچہ وہ بھی اسی طریقے کو اختیار کرتے ہیں اسحاق بن ابراہیم بھی اسی طرح کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلوٰۃ خوف میں کئی روایات ثابت ہیں ان سب پر عمل کرنا جائز ہے یعنی یہ بقدر خوف ہے اسحاق کہتے ہیں کہ ہم سہل بن ابی حمہ کی حدیث کو دوسری روایات پر ترجیح نہیں دیتے ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے اسے موسیٰ بن عقبہ بھی نافع سے وہ ابن عمر سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی، جلد اول، حدیث نمبر 551)

1046- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ غَرَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِتْلَ نَجْدٍ

۱. بخاری ابواب صلوٰۃ الخوف ج ۱ ص ۱۲۸ مسلم کتاب فضائل القرآن باب صلوٰۃ الخوف ج ۱ ص ۲۷۸ ترمذی ابواب الصلوٰۃ والسجدة باب ما جاء في صلوٰۃ الخوف ج ۱ ص ۱۲۶ ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من قال يصلي بكل طائفة ركعة ج ۱ ص ۱۷۶ نسائی کتاب صلوٰۃ الخوف ج ۱ ص ۲۲۹ ابن ماجہ ابواب إقامة الصلوٰۃ باب ما جاء في صلوٰۃ الخوف ص ۹۰ مسند احمد

قُلْنَا اِنَّ مَنَا الْعَلُوَّ فَصَافِنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ تُصَلِّي وَاقْبَلَتْ طَائِفَةٌ
عَنِ الْعَلُوِّ وَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ
تُصَلِّ فَبَجَّأُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ
فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوہ میں شریک ہوا
پس جب ہم دشمن کے سامنے ہوئے تو ہم نے ان کے مقابلے کے لئے صفیں باندھیں تو رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھانے کے
لئے کھڑے ہوئے تو ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک جماعت دشمن کے مقابل کھڑی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ
نے اپنے پیچھے کھڑی جماعت کو ایک رکعت پڑھائی (جس میں) ایک رکوع اور دو سجدے فرمائے پھر یہ جماعت اس گروہ کی جگہ
چلی گئی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے فرمائے پھر سلام پھیر
دیا۔ پھر ان میں سے ہر ایک نے کھڑے ہو کر اکیلے ایک رکوع اور دو سجدے کئے یعنی ایک رکعت پڑھی اس کو محدثین بیسویں کی
ایک جماعت نے روایت کیا۔

ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز خوف ادا کرنے کا بیان

حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا طریقے سے نماز خوف کی ادائیگی اس وقت ضروری ہوتی ہے جب کہ سب لوگ
ایک ہی آدمی کو امام بنانے پر مصر ہوں۔ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ ایک امام ایک جماعت کو پوری نماز
پڑھائے اور دوسرا امام دوسری جماعت کو پوری نماز پڑھائے۔ حدیث کے الفاظ فقائم کل واحد منھم (اور یہ لوگ کھڑے ہو گئے
الخ) کی تفصیل و فائدہ علماء حنفیہ میں سے بعض شارحین نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ جماعت جو بعد میں آ کر نماز میں شریک ہوئی
تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد دشمن کے مقابلے میں چلی گئی اور پہلی جماعت جو پہلی رکعت میں
شریک ہوئی تھی وہاں سے اپنی جگہ یعنی نماز پڑھنے آ گئی اور تنہا تنہا اپنی بقیہ نماز پوری کی اور سلام پھیر کے دشمن کے مقابلے پر چلی
گئی اس کے بعد پھر دوسری جماعت یہاں آ گئی اور اس نے بھی تنہا اپنی بقیہ نماز پوری کی اور سلام پھیر کے دشمن کے مقابلے پر
چلی گئی۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سے یہی تفصیل اور طریقہ منقول ہے چنانچہ حضرت امام اعظم
رحمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اگر یہ تفصیل حدیث میں وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کی گئی ہے اور نہ صراحت کے ساتھ
حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حضرت امام ابوحنیفہ کے مسلک کا ایکہ جز
ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ پہلی جماعت ایک رکعت پڑھ کر چلی جائے اور دوسری جماعت دوسری رکعت میں آ کر امام کے ساتھ
شریک ہو اور اس دوسری جماعت کی موجودگی میں امام اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دے۔ البتہ حضرت امام اعظم کا پورا مسلک
اور ان کا نقل کردہ پورا طریقہ ایک دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس پر موقوف ہے حضرت امام
اعظم ابوحنیفہ کا یہ مسلک اور ان کی روایت حضرت امام محمد نے اپنی کتاب الآثار میں نقل کی ہے۔ اس سلسلے میں اتنی بات سمجھ لینا

ہا ہے کہ نماز خوف کے بارہ میں حضرت امام اعظم کا جو مسلک ہے اور انہوں نے جو تفصیل بیان کی ہے وہ حدیث موقوف سے ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ اس باب میں عقل کو کوئی دخل نہیں لہذا حدیث موقوفہ سے حدیث مرفوعہ کے درجے میں ہوگی۔ اور پھر یہ کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک یہ بھی ہے کہ صورت مذکورہ میں پہلی جماعت اپنی نماز بغیر قرات کے لاحق کی طرح پوری کرے اور دوسری جماعت قرات کے ساتھ پوری کرے جیسا کہ مسبق اپنی نماز قرات کے ساتھ پوری کرتے ہیں لیکن یہ صورت اس وقت کی ہے جب کہ نماز حالت سفر میں پڑھی جا رہی ہو اور امام مسافر ہو یا نماز دو رکعت والی نماز ہو اور اگر امام مقیم ہو اور نماز چار رکعتوں والی ہو تو دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک جماعت امام کے ساتھ دو رکعتوں پڑھے گی۔ لیکن نماز اگر تین رکعتیں والی ہو جیسے مغرب کی تو خواہ سفر ہو یا حضرت دونوں صورتوں میں پہلی جماعت امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے گی اور دوسری جماعت ایک رکعت اور ہر جماعت اپنی اپنی نماز مذکورہ بالا طریقے سے پوری کرے گی۔ حدیث کے آخری الفاظ قیام علی الدائم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نمازی رکوع اور سجدہ ترک کر دیں۔ یعنی مذکورہ بالا صورت میں جب کہ لوگ پیادہ کھڑے کھڑے یا سواری پر نماز پڑھیں تو رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کر لیں نماز خوف کے سلسلے میں مذکورہ بالا طریقہ اگرچہ خلاف قیاس ہے کیونکہ خود حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک چلنا، سوار ہونا اور ٹٹنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ پھر یہ کہ اس صورت میں نہ صرف یہ کہ عمل کثیر بہت ہوتا ہے بلکہ قبلے سے بھی انحراف ہوتا ہے لیکن چونکہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں نماز خوف اور اس کا طریقہ وارد ہو گیا ہے۔ اس لئے اسے مشروع رکھا گیا ہے۔

1047- وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِيَهُمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الْإِمَامُ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَخَارُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لِقَوْمٍ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لَأَنْفُسِهِنَّ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ لِيَكُونَ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ صَلَّى رَجُلًا رَجُلًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا .

قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا أَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّاتِ الْبُخَارِي مِنْ طَرِيقِهِ فِي كِتَابِ التَّفْسِيرِ مِنْ صَحِيحَةٍ .

قَالَ النَّيْمَوِيُّ أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ لَهَا أَنْوَاعٌ مُخْتَلِفَةٌ وَصِفَاتٌ مُتَوَعَّةٌ وَرَدَتْ فِيهَا أَخْبَارٌ صَحِيحَةٌ

☆☆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب صلوة خوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا امام اور لوگوں میں سے ایک جماعت آگے پڑھے اور امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور ایک گروہ امام اور دشمن کے درمیان کھڑا ہو۔ پس جب امام کے ساتھ والے لوگ ایک رکعت پڑھ لیں تو وہ پیچھے ہٹ کر ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں

نے نماز نہیں پڑھی اور یہ سلام نہ پھیریں اور جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آگے بڑھیں اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر امام سے پھر پھیر دے اور وہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہے۔ پھر دونوں گروہوں میں سے ہر ایک امام کے سلام پھیرنے کے بعد اکیلے اکیلے ایک ایک رکعت پڑھیں تو ہر ایک کی دو دو رکعتیں ہو جائیں گی۔ اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو لوگ پیدل کھڑے ہو کر نماز پڑھیں یا سوار ہو کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوں یا نہ ہوں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے خیال میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ رسول اللہ ﷺ سے ہی بیان کیا ہے۔

اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں روایات کیا۔ پھر بخاری نے اسی سند سے اپنی صحیح کی کتاب التفسیر میں نقل کیا۔ علامہ نیوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صلوٰۃ الخوف کی مختلف قسمیں اور مختلف طریقے ہیں جن کے متعلق صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔

أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ

یہ ابواب جنازوں کے بیان میں ہے

لفظ جنازہ کے لغوی مفہوم کا بیان

علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی لکھتے ہیں۔ کھنائز یہ جنازہ کی جمع ہے، لفظ جنازہ لغت کے اعتبار سے جیم کے زیر اور زبر دونوں کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے لیکن زیادہ فصیح جیم کے زیر کے ساتھ ہی ہے۔

جنازہ میت یعنی مردے کو جو تخت پر ہو، کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ لفظ "جنازہ" یعنی جیم کے زبر کے ساتھ میت کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور جنازہ یعنی جیم کے زیر کے ساتھ تابوت اور اس تخت یا چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ کو رکھ کر اٹھاتے ہیں۔ بعض حضرات نے اس کے برعکس کہا ہے یعنی "جنازہ تابوت یا تخت کو کہتے ہیں اور جنازہ میت کو کہا جاتا ہے۔

(شرح وقایہ، کتاب صلوٰۃ، ج ۱، ص ۳۲۰، ہیروبت)

بَابُ تَلْقِيَنِ الْمُخْتَضِرِ

قریب المرگ شخص کو (کلمہ کی) تلقین کرنے کا بیان

1048- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۝ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا الْبُخَارِيَّ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے قریب المرگ لوگوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔

اس کو سوائے امام بخاری رحمہ اللہ کے محدثین عظیم کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

شرح

تلقین کے معنی پڑھنا ہیں تلقین سے مراد قریب المرگ کے رو برو کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنا، تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے مگر قریب المرگ سے نہ کہا جائے یہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب اس کے منہ سے انکار نکل جائے۔ جمہور

۱۰۴۸۔ مسلم کتاب الجنائز ج ۱ ص ۳۰۰ ابواب الجنائز باب ما جاء في تلقين المريض عند الموت ج ۱ ص ۱۹۲ ابو داؤد

کتاب العنبر باب في التلقين ج ۲ ص ۸۸ نسائی کتاب الجنائز باب تلقين الميت ج ۱ ص ۲۵۹ ابن ماجه ابواب ما جاء في

الجنائز باب ما جاء في تلقين الميت۔ الخ ص ۱۰۵ مسند احمد ج ۲ ص ۲

علماء کے نزدیک یہ تلقین مستحب ہے۔

1049- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1050- وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اس کو ابو داؤد اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایات کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شرح

مراد یہ ہے کہ جو شخص آخری وقت میں پورا کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اب یہ احتمال ہے کہ چاہے تو یہ دخول جنت عذاب سے پہلے دخول خاص ہے یا اپنے گناہوں کے بقدر عذاب دیئے جانے کے بعد ہو۔ لیکن پہلا ہی احتمال صحیح معلوم ہوتا ہے تاکہ ان مومنین میں جو کلمہ طیب پڑھتے ہوئے اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کریں اور ان مومنین میں کہ جن کا آخری کلام کلمہ طیب نہ ہو امتیاز پیدا ہو جائے۔

شہادتیں میں کلمہ توحید و رسالت دونوں کی تلقین کرنے کا بیان

مجمع بحار الانوار میں ہے: سبب التلقین انه يحضر الشيطان ليفسد عقده، والمراد بلا اله الا الله الشهادتان تلقين كاسبب يهيه كاس وقت شيطان آدی کا ایمان بگاڑنے آتا ہے، اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے۔

(مجمع بحار الانوار تحت لفظ "لقن" مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

فتح القدیر میں ہے: المقصود منه التذكير في وقت تعرض الشيطان... تلقين سے مقصود تعرض شیطان کے وقت ایمان یاد دلانا ہے (فتح القدیر، باب الجواز مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ کمر)

اسی طرح تبیین الحقائق اور فتح اللہ مبین وغیرہ میں ہے۔ مرقاة شرح، مشکوٰۃ میں علامہ میرک سے ہے: من كان آخر كلامه لا اله الا الله المراد مع قريته فانه بمنزلة علم لكلمة الايمان... حديث میں جو فرمایا کہ جس کا پچھلا کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

لا الہ الا اللہ ہوا اس سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے کہ لا الہ الا اللہ گویا اس کلمہ ایمان کا نام ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ باب: چال مند من حجرة الموت فصل ثانی: مطبوعہ مکتبہ امدادیہ بمقتان)

دُرر غرر میں ہے: یلقن بذکر شہادتین عندہ لان الاولی لا تقبل بدون الثانية۔۔۔ کلمہ طیبہ کے دونوں جو میت کو تلقین کئے جائیں اس لئے کہ لا الہ الا اللہ بغیر محمد رسول اللہ کے مقبول نہیں۔ (درر شرح فرر ملا خسر، باب الجنائز، ہرودت)

غنیہ ذوی الاحکام میں اس پر تقریر فرمائی، تنویر الابصار میں ہے: یلقن بذکر الشہادتین دونوں شہادتیں تلقین کی جائیں۔ (تنویر الابصار متن الدر المنار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطبوعہ مطبع مجبائی دہلی)

دُر مختار میں ہے: لان الاولی لا تقبل بدون الثانية کہ پہلی بے دوسری کے مقبول نہیں۔

(در مختار شرح تنویر الابصار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطبوعہ مطبع مجبائی دہلی)

المختصر القدوری میں ہے: لقن الشہادتین پورا کلمہ سکھایا جائے۔ (المختصر للقدوری باب الجنائز)

جوہرہ نیرہ میں ہے: لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقنوا موتاکم شہادة ان لا الہ الا اللہ وهو صورة التلقین ان یقال عندہ فی حالة النزاع جہراً أو ہو یسمع اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات کو لا الہ الا اللہ کی شہادت یاد دلاؤ اور اس یاد دلانے کی صورت یہ ہے کہ اس نزاع میں اس کے پاس ایسی آواز سے کہ وہ سنے اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ پڑھیں۔

(جوہرہ نیرہ، باب الجنائز، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ بمقتان)

شرح صفری میں علامہ سنوسی کی عبارت اس سلسلے میں صاف اور صریح ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں: لا الہ الا اللہ کہنے سے ذاکر کے دل میں نور حقیقت کی بہجت تو آگئی مگر اس سے نفع یابی آداب شریعت کی بجائے آوری پر موقوف ہے۔ اور اس ادب کی بجائے آوری کی صورت یہی ہے کہ اس کلمہ والے آقا جو اسے خدائے برتر کے پاس لے کر تبلیغ فرمانے والے ہیں، سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان کا ذکر پاک جاری رکھے۔ اس لئے حقیقت پر دلالت کرنے والے کلمہ توحید کو کہہ لینے کے بعد ضرورت ہے کہ ذاکر ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اثبات کرے تاکہ شریعت کی مضبوط پناہ میں لا کر اپنے نور توحید کو محفوظ رکھ سکے۔ اسی لئے ذاکر کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اذکار میں سے کسی بھی ذکر میں مومن کو سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

خدا کے ذکر کے بعد سرکار پر درود بھیجے، یا ان کی رسالت کا اقرار کرے، ساتھ ہی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کی ادائیگی، تعظیم کی بجائے آوری، اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن پاک سے وابستگی بھی رکھے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائے برتر عظیم ترین باب اور ذریعہ ہیں کہ دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی ان سے وابستگی کے بغیر دستیاب نہ ہوگی۔ اس لئے جو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر پاک اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن تھامنے سے غافل

ہوا وہ نامراد رہا اور اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کر کے بے تعلقی کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تو خدائے برتر کی جانب مخلوق کے رہبر ہیں، جو اپنے رہبر ہی سے غافل ہوا سے خدا تعالیٰ تک رسائی کیسے حاصل ہوگی!

بَابُ تَوَجِّهِهِ الْمُخْتَضِرِ إِلَى الْقِبْلَةِ

قریب المرگ شخص کا منہ قبلہ کی طرف کرنا

1051- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ مَعْرُورٍ فَقَالُوا تُوَفِّي وَأَوْصَى أَنْ يُوجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ ذَهَبَ لَصَلَّى عَلَيْهِ . رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو براء بن معرور کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے وصیت کی ہے کہ (مرنے کے بعد) ان کا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے فطرت کو پالیا پھر آپ تشریف لے گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

بَابُ قِرَاءَةِ يَسَّ عِنْدَ الْمَيِّتِ

میت کے پاس سورہ یسین پڑھنے کا بیان

1052- عَنْ مَقْلَبِ بْنِ يَسَّارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ وَيَسَّ عَلَى مَوْتَاكُمْ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّيَمِيُّ وَاعْلَلَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ .

☆☆ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے مرنے والوں کے پاس سورہ یسین کی تلاوت کرو۔

اس کو ابوداؤد ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا اور ابن قتان نے اسے معقل قرار دیا اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا۔

شرح

مردوں سے مراد قریب المرگ ہیں۔ اس صورت میں سورت یسین پڑھنے کی حکمت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ قریب المرگ

۱۰۵۱۔ مستدرک حاکم کتاب الجنائز باب یوجه المختضر إلى القبلة ج ۱ ص ۳۵۳

۱۰۵۲۔ ابوداؤد کتاب الجنائز باب القراءة عند الميت ج ۲ ص ۸۹ ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الجنائز ما جاء فی ما یقال عند

المریض اذا حضر ص ۱۰۵ صحیح ابن حبان کتاب الجنائز فصل فی المختضر ج ۶ ص ۲۰

اس سورت میں مذکورہ مضامین مثلاً ذکر اللہ، احوال قیامت، بعثت اور اسی قسم کے دوسرے عجیب و بدیع مضامین سے لطف اندوز ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حدیث میں لفظ "مردوں" سے مراد قریب المرگ نہ ہوں بلکہ حقیقی مردے مراد ہوں اس صورت میں اس کلمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ سورت یسین مردہ کے پاس اس کے گھر میں دفن سے پہلے دفن کے بعد اس کی قبر کے سربانے پڑھی جائے۔ ابن مردویہ رحمہ اللہ وغیرہ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس میت (یعنی قریب المرگ یا حقیقی میت) کے سر کے پاس سورت یسین پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی فرماتا ہے"۔ ابن عدی رحمہ اللہ وغیرہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "جو شخص اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی (یعنی صرف ماں کی یا صرف باپ کی) قبر پر ہر جمعہ کو جاتا ہے اور پھر وہاں سورت یسین پڑھتا ہے تو صاحب قبر کے لئے سورت یسین کے تمام حروف کی تعداد کے بقدر مغفرت عطا کی جاتی ہے۔" علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جمعہ سے مراد حسب ظاہر خاص طور پر یوم جمعہ بھی ہو سکتا ہے اور پورا ہفتہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

بَابُ تَغْمِیْضِ الْمِیْتِ

میت کی آنکھیں بند کرنے کا بیان

1053 - عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ لِيَنَّ الْمَلَائِكَةُ يُؤْمِنُونَ عَلَيَّ مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيْنَ وَاعْلُقْهُ فِي عَقِبِ الْغَابِرِينَ وَاعْفِرْ لَنَا وَلَكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَكَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَرَّكَ فِي قَبْرِهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

★★ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے درحالیکہ ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں تو آپ نے ان کی آنکھوں کو بند فرمادیا پھر فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کو دکھتی ہیں اور ان کے گھر والوں میں کچھ لوگوں نے رونا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے لئے صرف خیر مانگو پس بے شک فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہیں پھر آپ نے یہ دعا مانگی اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور مہدیین میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے پیچھے رہنے والوں کی نگہبانی فرما اور ہماری اور اس کی مغفرت فرما اے رب العالمین اور ان کی قبر کو کشادہ فرما اور ان کی قبر کو روشن فرما ان کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسلمہ کے پاس آئے۔ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں پھر فرمایا جب روح قبض ہوتی ہے تو نگاہ اس کے پیچھے پیچھے جاتی ہے۔

حضرت شداد بن اوس بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے مردوں کے پاس جاؤ تو ان کی آنکھیں بند کر دو اس لئے کہ نگاہ روح کے پیچھے پیچھے جاتی ہے اور بھلی بات کہو اس لئے کہ فرشتے میت والوں کی بات پر آمین کہتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

ارشاد گرامی کے الفاظ ان الروح اذا قبض الخ کے ذریعہ گویا آپ اغماض یعنی آنکھیں بند کرنے کی علت بیان فرما رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے آنکھوں کو اس لیے بند کر دیا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو اس کے ساتھ بینائی بھی چلی جاتی ہے لہذا آنکھیں کھلی رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ

میت کو کپڑے سے ڈھانکنا

1054- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُؤْفَى سُبْحَى بِرُءُوسِهِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کو یمنی چادر میں ڈھانک دیا گیا اس کو شیخین نے روایت کیا۔

فوت ہونے والے شخص کو سنبھالنے کا بیان

جب کوئی شخص قریب المرگ ہو اور اس پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں تو اسے قبلہ رخ کر دیا جائے یا اس طور کہ اسے چپٹ لٹا کر اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیئے جائیں اور سر کو اونچا کر دیا جائے تاکہ وہ قبلہ رخ ہو جائے اور قریب المرگ کو تلقین کی جائے یعنی اس کے سامنے کلمہ اشہد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله یا اذ بلند بڑھا جائے تاکہ قریب المرگ بھی سن کر پڑھنے لگے۔ مگر قریب المرگ کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔ جب روح نفس عصری سے پرواز کر جائے تو اس کے تمام اعضاء درست کر دیئے جائیں اور کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دیا جائے کہ کپڑا اٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر کے اوپر لے جائیں اور گرہ لگا دی جائے تاکہ منہ بند ہو جائے اور منہ کے اندر کوئی کپڑا وغیرہ نہ داخل ہو سکے، آنکھیں بند کر دی جائیں اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دیئے جائیں تاکہ دونوں ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں۔

میت کو نہلانے، کفنانے اور دفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرنی چاہئے۔ جب میت کو غسل دینے کا ارادہ کیا جائے تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختہ کو لوہان یا اگر بتی وغیرہ کی دھونی دینی چاہئے۔ تین دفعہ، پانچ دفعہ، یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی

دے کر میت کو اس پر لٹا دیا جائے اس کے کپڑے اتار کر کوئی کپڑا کہ جس کی لمبائی ڈیڑھ ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ ہو۔ ناف سے لے کر زانو تک ڈال دیا جائے تاکہ ستر چھپا رہے۔

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ

میت کو غسل دینے کا بیان

1055- عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَرُتِبُ ابْنَتُهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَيَسْدِرُ وَاجْعَلْنَ فِي الْأُخْرَةِ ثَلَاثًا أَوْ سِتًّا مِائِينَ كَالْفُورِ فَإِذَا فَرَعْتَنَ فَإِذْنِي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ فَقَالَ اشْعِرْنَهَا إِبَاهُ تَعْنِي إِزَارَهُ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَلِي رِوَايَةٌ لَهُمْ ابْدَانُ بِمِائِيْنَهَا وَمَوَاضِعُ الْوُضوءِ مِنْهَا .

☆ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فوت ہوئیں تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اس کو تین یا پانچ مرتبہ غسل دو یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور لگا دینا جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دینا پس جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنی چادر اتار کر دی اور فرمایا اس کو سب کپڑوں سے نیچے پہنا دو یعنی اس کا ازار بنا دو۔ اس کو محدثین رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے روایت کیا اور ایک روایت میں ہے کہ تم اس کی دائیں جانب اور وضو کی جگہوں سے غسل کا آغاز کرو۔

شرح

اگر پہلے غسل میں پاکی حاصل ہو جائے تو تین مرتبہ نہلانا مستحب ہے اور اس سے تجاوز کرنا مکروہ ہے اور اگر پاکی دو بار یا تین بار میں حاصل ہو تو پھر پانچ مرتبہ نہلانا مستحب ہے یا زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ، سات مرتبہ سے زیادہ نہلانا منقول نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ نہلانا مکروہ ہے۔

بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل میت

میت کو بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے نہلانا چاہئے اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ دو مرتبہ تو بیری کے پتوں کے پانی سے نہلایا جائے جیسا کہ کتاب ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے نیز ابوداؤد کی روایت ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت

۱۰۵۵۔ بخاری کتاب الجنائز غسل الميت۔ النخ ج ۱ ص ۱۶۷ مسلم کتاب الجنائز فصل فی غسل الميت وتراً ج ۱ ص ۳۰۴
ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی غسل الميت ج ۱ ص ۱۹۲ ابو داؤد کتاب الجنائز باب کیف غسل الميت ج ۲ ص ۹۲ نسائی
کتاب الجنائز باب غسل الميت وتراً ج ۱ ص ۲۶۶ ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ما جاء فی غسل الميت وتراً ص ۱۰۶
مسند احمد ج ۶ ص ۷۰۷

ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے غسل میت سیکھا تھا۔ وہ بیری کے پتوں کے پانی سے دو مرتبہ غسل دیتی تھیں۔ اور تیسری مرتبہ کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔

کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟

شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ کافور اس پانی میں ملایا جائے جس سے میت کو نہلایا جا رہا ہو چنانچہ جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے، جب کہ کوئی کہتے ہیں کہ کافور حنوط میں یعنی اس خوشبو میں ملایا جائے جس سے میت کو معطر کیا جا رہا ہو اور میت کے نہلانے اور اس کے بدن کو خشک کرنے کے بعد بدن پر لگایا جائے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کافور میسر نہ ہو تو پھر مشک اس کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔

بیری کے پتوں اور کافور کی خاصیت

علماء لکھتے ہیں کہ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میت کو غسل دینے اور میت کے بدن پر کافور ملنے کی وجہ یہ ہے کہ بیری کے پتوں سے تو بدن کا میل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مردہ جلدی بگڑتا نہیں نیز بیری کے پتوں اور کافور کے استعمال کی وجہ سے موزی جانور پاس نہیں آتے۔ حصول برکت کے لیے بزرگوں کا کوئی کپڑا کفن میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا تہ بند صاحبزادی کے کفن کے ساتھ لگانے کے لیے اس لیے عنایت فرمایا تاکہ اس کی برکت اسے پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کوئی شخص اہل اللہ اور بزرگان دین سے اس کے لباس کا کوئی کپڑا موت سے پہلے حاصل کر کے اپنے پاس برکت کے لیے رکھتا ہے یا اسے استعمال کرتا ہے اس طرح موت کے بعد بزرگوں کے لباس سے برکت حاصل کرنا مستحب ہے بایں طور کہ ان کا کوئی کپڑا لے کر کفن میں شامل کر دیا جائے لیکن اس سلسلہ میں یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ کپڑا کفن کے کپڑوں سے زیادہ نہ ہو۔

اہل انبیا منہا کا مطلب یہ ہے کہ میت کو اس کے دائیں ہاتھ دائیں پہلو اور دائیں پاؤں کی طرف سے نہلانا شروع کر دہی طرح مواضع الوضوء منہا میں حر واد مطلق جمع کے لئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غسل میت میں پہلے اعضاء وضو دھونے چاہئیں اس کے بعد دوسرے اعضاء دھوئے جائیں اور اعضاء وضو سے مراد وہ اعضاء ہیں کہ جن کا دھونا فرض ہے۔ چنانچہ غسل میت میں کلی اور ناک میں پانی دینا حنفیہ کے نزدیک مشروع نہیں بعض علماء نے اس بات کو مستحب کہا ہے کہ میت کو نہلانے والا اپنی انگلیوں پر کپڑا لپیٹ لے اور اس سے میت کے دانتوں کو، تالو، کو اندر سے دونوں گلوں کو اور نتھنوں کو ملے، چنانچہ اب یہی معمول بہ ہے۔

صحیح یہ ہے کہ غسل کے وقت میت کے سر پر مسح کیا جائے اور اس کے پاؤں غسل کے بعد نہ دھوئے جائیں بلکہ جب

دوسرے اعضاء وضو دھوئے جاتے ہیں تو اسی وقت پیروں کو بھی دھویا جائے۔ نیز میت کے ہاتھ پہلے نہ دھوئے جائیں بلکہ غسل کی ابتداء منہ دھونے سے کرنی چاہئے بخلاف جنبی (ناپاک شخص) کے کہ وہ جب غسل کرتا ہے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اس لیے دھوتا ہے تاکہ دوسرے اعضاء دھونے کے لیے دونوں ہاتھ پاک ہو جائیں جب کہ میت دوسروں کے ہاتھوں نہلائی جاتی ہے اس لیے اس کے دونوں ہاتھوں کو دھلانے کی حاجت نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کی میت ہو تو غسل کے بعد اس کے بال کھلے ہی رہنے دیئے جائیں انہیں گودھانہ جائے۔

غسل میت میں طاق مرتبہ پانی پر مذاہب اربعہ

حضرت ام عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی فوت ہوئیں تو آپ نے فرمایا اسے طاق مرتبہ، تین یا پانچ یا ضرورت سمجھے تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اور غسل پانی اور بیری کے پتوں سے دو اور آخری مرتبہ اس میں کافور ڈال دو یا فرمایا تھوڑا کافور ڈال دو۔ پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا۔ غسل سے فراغت کے بعد ہم نے آپ کو خبر دی تو آپ نے اپنا ازار بند ہماری طرف ڈال دیا فرمایا اسے اس کا شعار بناؤ (یعنی کفن سے نیچے رکھو) ہشیم کہتے ہیں کہ دوسری روایات جن میں مجھے معلوم نہیں شاید ہشام بھی انہی میں سے ہیں ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا کیں ہشیم کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ راوی نے مزید یہ کہا کہ ہم نے ان کی چوٹیاں پیچھے کی طرف ڈال دیں۔ ہشیم کہتے ہیں ہم سے خالد نے بواسطہ حفصہ اور محمد، ام عطیہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ دائیں طرف سے اور اعضاء وضو سے شروع کریں۔ اس باب میں حضرت ام سلمہ سے بھی روایات ہیں کہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ام عطیہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر علماء کا عمل ہے ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ غسل میت غسل جنابت ہی کی طرح ہے مالک بن انس فرماتے ہیں کہ میت کے غسل کی کوئی مقررہ حد اور نہ ہی اس کی کوئی خاص کیفیت ہے بلکہ مقصد یہی ہے کہ میت پاک ہو جائے امام شافعی کہتے ہیں کہ امام مالک کا قول مجمل ہے کہ میت کو نہلایا اور صاف کیا جائے خالص پانی یا کسی چیز کی ملاوٹ والے پانی سے میت کو صاف کیا جائے۔ تب بھی کافی ہے لیکن تین مرتبہ یا اس سے زائد غسل دینا میرے نزدیک مستحب ہے۔ تین سے کم نہ کیا جائے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں تین یا پانچ بار غسل دو۔ اگر تین مرتبہ سے کم ہی میں صفائی ہو جائے تو بھی جائز ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم سے مراد پاک و صاف کرنا ہے خواہ تین بار سے ہو یا پانچ بار سے۔ کوئی تعداد مقرر نہیں، فقہاء کرام نے یہی فرمایا اور وہ حدیث کوئی تعداد مقرر نہیں، فقہاء کرام نے یہی فرمایا ہے اور وہ حدیث کے معانی کو سب سے زیادہ سمجھتے ہیں امام احمد اور اسحاق کا قول یہ ہے کہ میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیا جائے اور آخر میں کافور بھی ساتھ ملایا جائے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 985)

غسل میت کا طریقہ

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردہ کا استنجا کرایا جائے لیکن رانوں اور استنجے کی جگہ غسل دینے والا اپنے ہاتھ نہ لگائے اور نہ اس پر نگاہ ڈالے بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لے اور جو کپڑا ناف سے زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلائے۔ پھر اسے وضو کرایا جائے لیکن نہ تو کھلی کرائی جائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹھے تک ہاتھ دھلائے جائیں۔ بلکہ منہ دھلایا جائے پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے۔ ہاں اگر میت نہلانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔

میت کی ناک، منہ اور کانوں میں روئی بھر دی جائے تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی اندر نہ جائے۔ جب وضو کرادیا جائے تو سر اور داڑھی کو خطمی (گل خیرد) سے یا اور کسی چیز سے جیسے جین، کھلی اور یا صابون وغیرہ سے مل کر دھویا جائے پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر پیری کے پتے یا اشنان ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالا جائے یہاں تک کہ پانی اس کروٹ تک پہنچ جائے تو تختے سے لگی ہوئی ہے۔ پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ پانی ڈالا جائے یہاں تک کہ پانی اس کروٹ تک پہنچ جائے جو تختے سے لگی ہوئی ہے۔

اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلایا جائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملا اور دبایا جائے اگر پیٹ سے کوئی پاخانہ وغیرہ نکلے تو اسے پونچھ کر دھو ڈالا جائے۔ لیکن اس صفائی کے بعد پھر دوبارہ وضو اور غسل کی ضرورت نہیں اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین مرتبہ ڈالا جائے۔ اگر پیری کے پتے اشنان اور کافور میسر نہ آئے تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلایا جائے۔

نہلانے کے بعد سارے بدن کو کپڑے سے پونچھ دیا جائے اور پھر اس کے سر اور داڑھی پر عطر لگایا جائے اور ماتھے تک ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور بازوؤں پر کافور مل دیا جائے میت کے بالوں اور داڑھی میں گنگنکھی نہ کی جائے اور نہ ناخن و بال کترے جائیں۔ اسی طرح جس میت کی ختنہ نہ ہوئی ہو اس کی ختنہ بھی نہ کی جائے۔ ان تمام چیزوں سے فارغ کر کفن دیا جائے۔

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتِهِ

مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا

1056- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَيْعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صَدَاعًا فِي رَأْسِي وَأَنَا أَقُولُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّكَ لَوْ مِتَّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكَ فَعَسَلْتُكَ وَكَفَفْتُكَ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَكَفَفْتُكَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ قَالَ النَّيْمِيُّ قَوْلُهُ فَعَسَلْتُكَ غَيْرَ مَحْفُوظٍ.

★★ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مجھے اس مال میں پایا کہ میں اپنے سر میں ورد محسوس کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی ہائے میرا سر تو آپ نے فرمایا اے عائشہ جنتنا بلکہ میں کہتا ہوں دارائنا پھر آپ نے فرمایا تجھے کیا نقصان ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو جائے تو میں تیرے پاس ہوں گا تجھے غسل دوں اور کفن دوں گا اور تجھ پر نماز جنازہ پڑھوں گا اور تجھے دفن کروں گا۔

اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا علامہ نیوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں راوی کا قول فَعَسَلْتُكَ محفوظ نہیں ہے۔
 1057- رَوَى عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا غَسَلْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو میں نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو غسل دیا۔

اس کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے المعرفۃ میں بیان کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا

اگر کسی شخص کی بیوی فوت ہو جائے تو شرعی اعتبار سے شوہر اپنی بیوی کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ چھو اور نہ دیکھ سکتا ہے کیونکہ جب وہ عورت اس کی بیوی تھی تو وہ اسکی مملوکہ تھی اور جیسے ہی وہ فوت ہوئی وہ اسکی ملکیت سے نکل گئی اور شوہر سے وہ اپنی اٹھ گئی جو حالت نکاح میں اس کو حاصل تھی۔ اور اگر کسی کا شوہر فوت ہو جائے تو بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ شوہر کے وصال کے بعد بھی وہ عورت عدت میں ہے اور عدت کی مدت تک اس کی ملکیت میں ہے لہذا وہ اس عرصہ میں اپنے شوہر کو چھو، دیکھ اور غسل دے سکتی ہے۔

مذکورہ باب میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے یہ انہیں کی تخصیص ہے۔

بَابُ غُسْلِ الْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا

بیوی کا اپنے شوہر کو غسل دینا

1058- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ امْرَأَةَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غَسَلَتْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ تَوَفَّى ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ وَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ شَدِيدُ الْبَرْدِ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ فَقَالُوا لَا . رَوَاهُ مَالِكٌ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ .

۱۰۵۸ . معرفة السنن والآثار كتاب الجنائز ج ۵ ص ۲۳۱ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجنائز باب الرجل يغسل امرأته اذا ما
 نت ج ۳ ص ۳۹۷

۱۰۵۸ . مؤطا امام مالك كتاب الجنائز باب غسل الميت ص ۲۰۴

☆☆ حضرت عہد اللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا جب آپ کا وصال ہوا پھر باہر تشریف لا کر اپنے پاس موجود مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزہ کی حالت میں ہوں اور بے شک یہ سخت سردی ہے تو کیا مجھ پر (میت کو غسل دینے کی وجہ سے) غسل لازم ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔

اس کو امام مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

بَابُ التَّكْفِيفِ فِي الثِّيَابِ الْبَيْضِ

سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1059- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُسُوفُ مِنَ الثِّيَابِ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ . رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَآخَرُونَ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کر کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں بہتر کپڑے ہیں اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس کو امام نسائی رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر محدثین رحمہم نے روایت کیا اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا۔

1060- وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُسُوفُ ثِيَابُ الْبَيَاضِ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ .

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنو پس بے شک وہ بہت پاکیزہ اور بہت اچھے ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

اس کو احمد نسائی ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم و ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا۔

شرح

مردوں کو سفید کپڑے میں کفنانے کا حکم استحباب کے طور پر ہے چنانچہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ کفن کا کپڑا اگر سفید ہو تو اولیٰ بہتر ہے ورنہ تو مردوں کے کفن کے لئے برد (یعنی دھاری دار کپڑا) اور کتان کے کپڑے اور عورتوں کے کفن کے لئے ریشمی، زعفرانی اور سرخ رنگ کے کپڑے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے اس کی زندگی میں جن کپڑوں کا استعمال جائز ہے مرنے کے بعد انہیں کپڑوں کا کفن دینا بھی جائز ہے۔ "اشد" اسی سرمہ کو کہتے ہیں جو عام طور پر

۱۰۵۹. ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء ما يستحب من الاكفان ج ۱ ص ۱۹۳ ابو داؤد کتاب اللباس باب فی البیاض ج ۲ ص

۲۰۶ ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ما جاء ما يستحب من الكفن ص ۱۰۷ مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۷

۱۰۶۰. مسند احمد ج ۵ ص ۱۰ نسائی کتاب الجنائز باب الامر بتعميم الكفن ج ۱ ص ۲۶۸ مستدرک حاکم کتاب الجنائز

باب الكفن فی ثياب البیض . الخ ص ۲۵۴

ہر سے یہاں استعمال ہوتا ہے، اس سرمہ کے استعمال کے بارہ میں یہ افضل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے
وہ نظر اسے سوتے وقت لگایا جائے پھر یہ کہ سوتے وقت سرمہ لگانا اپنے فوائد کے اعتبار سے بہت زیادہ تاثیر رکھتا ہے۔

بَابُ التَّحْسِينِ فِي الْكُفْنِ

اچھا کفن پہنانے کا بیان

1061- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُفِّنَ أَحَدُكُمْ أَحَاهُ فَلْيُحْسِنْ

تَحْسَنَةً. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1062- وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ

لِلْبَحْسَنِ كَفَنَهُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَةً.

★★ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کا ولی بنے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اچھا کفن دے۔

اس کو ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔

کفن اچھا دینا چاہئے

ابن عدی کی روایت ہے کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو اس لیے کہ وہ مردے اپنی قبروں میں آ پس میں (ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں) بہر حال اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا پورا ہو اور بغیر کسی اسراف کے لطیف و پاکیزہ ہو اور سفید ہو خواہ دھلا ہوا ہو یا نیا ہو۔ اچھے کفن سے وہ اعلیٰ قیمتی کپڑوں کے کفن مراد نہیں ہیں جو بعض جاہل دنیا دار ارازمہ و ماسوری اور تکبر کے استعمال کرتے ہیں بلکہ ایسا کفن سخت حرام ہے۔

علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اسراف کرنے والوں نے یہ جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ بہت زیادہ قیمتی کپڑے کفن میں دیتے ہیں یہ شرعی اعتبار سے ممنوع ہے کیونکہ اس سے مال کا خواہ مخواہ ضائع ہونا لازم آتا ہے۔

۱۰۶۱۔ مسلم کتاب الجنائز فصل فی کفن المیت فی ثلاثة اثواب۔ الخ ج ۱ ص ۳۰۶

۱۰۶۲۔ ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ما جاء ما يستحب من الکفن ص ۱۰۷ ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء ما

يستحب من الکفن ج ۱ ص ۱۹۴

کفن پہنانے کا طریقہ

کفن آنے سے پہلے کفن کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ خوشبو کی دھونی ذیعی چاہئے۔ پھر میت کو اگر وہ مرد ہو تو اس طریقہ سے کفنا جائے کہ پہلے لفافہ یعنی پوٹ کی چادر بچھائی جائے۔ اس کے اوپر ازار اس کے اوپر کرتہ، پھر میت کو اس پر لے جا کر پہلے کرتہ پہنایا جائے اور اس کے دونوں ہاتھ سینہ پر نہ رکھے جائیں بلکہ دونوں طرف پھیلا دیئے جائیں اور پھر ازار لپیٹ دیا جائے پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف، پھر چادر لپیٹی جائے پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف۔

عورت کو کفن آنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر اور ازار بچھا کر اس پر کرتہ رکھا جائے اور میت کو اس پر لے جا کر پہلے کرتہ پہنچایا جائے اور سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کرتہ کے اوپر سینہ پر ڈال دیا جائے ایک حصہ دائیں طرف اور ایک حصہ بائیں طرف۔

اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈالا جائے اسے نہ باندھا جائے اور نہ لپیٹا جائے پھر اس کے اوپر ازار اور اس کے بعد لفافہ یعنی پوٹ کی چادر اسی ترتیب سے یعنی پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے لپیٹ دی جائے اور پھر سب سے اوپر سینہ بند لپیٹا جائے۔

کفن کے کپڑے لپیٹنے کے بعد کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن باندھ دیا جائے اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دینا چاہئے تاکہ راستہ میں کہیں کھل نہ جائے۔

بَابُ تَكْفِينِ الرَّجُلِ فِي ثَلَاثَةِ اثْوَابٍ

مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1063- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ اثْوَابٍ بِضِ سَحْوَلِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قِمِصٌ وَلَا عِمَامَةٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایسے تین سفید حولی کپڑوں میں غسل دیا گیا جن میں قیصر اور عمامہ نہ تھا۔

اس کو محمد بن یحییٰ کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

1064- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا فِي كَمِ كُفِّنَ

۱۰۶۳۔ بحاری کتاب الجنائز باب الکفن بلا عمامة ج ۱ ص ۱۶۹ مسلم کتاب الجنائز فصل فی کفن الميت فی ثلاثة اثواب۔ ابن حجر ۳۰۵ ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۱۶۵ ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی کفن ۲ ص ۱۶۳ سانی کتاب الجنائز باب کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۶۸ ابن ماجة ابواب ما جاء فی الجنائز باب ما جاء فی کفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۱۰۷ مسند احمد ج ۶ ص ۱۶۵

جلد ہمارا الصد

بِسْمِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَتْ لِي ثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ مَحْوِلِيَّةٍ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو آپ نے فرمایا تین محولی کپڑوں میں۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1065- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَقَلَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ لَعَنَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا قُبُضَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَإِنِّي أَرْجُو مَا بَيْنِي وَبَيْنَ اللَّيْلِ قَالَتْ وَكَانَ عَلَيْهِ تَوْبَتَانِ رَدَعٌ مِنْ مَشْقٍ لَقَالَ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَغْسِلُوا ثَوْبِي هَذَا وَضُمُّوا إِلَيَّ ثَوْبَيْنِ جَدِيدَيْنِ فَكَيِّسُونِي بِي ثَلَاثَةَ أَثْوَابٍ لَعَنَّا أَفَلَا نَجْعَلُهَا جَدًّا كُلَّهَا قَالَتْ فَقَالَ لَا إِنَّمَا هُوَ لِلْمَهَلَةِ قَالَتْ لَمَاتَ لَيْلَةُ الثَّلَاثَاءِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ عَرَبٍ وَقَالَ رَدَعٌ مِنْ زَعْفَرَانَ .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو فرمایا آج کونسا دن تو ہم نے کہا آج ہیر کا دن ہے تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کا کس دن وصال ہوا تو ہم نے کہا کہ آپ کا وصال ہیر کے دن ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے بھی اس وقت اور رات کے درمیان (اس کی) امید ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور آپ پر ایک کپڑا تھا جس میں کبر کے نشان تھے تو آپ نے فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے اس کپڑے کو دھو کر اس کے ساتھ مزید دو نئے کپڑے ملا کر مجھے کپڑوں میں کفن دینا تو ہم نے کہا کیا ہم سب کپڑے نئے نہ لے لیں۔ آپ نے فرمایا وہ تو مردہ سے نکلنے والی پپ کے لئے ہے تو آپ فرماتی ہیں کہ آپ منگل کی رات فوت ہو گئے۔

اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا اور آپ نے فرمایا زعفران کے نشان۔

کفن کے کپڑوں سے متعلق مذاہب اربعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے جو سفید تھیں اور محول کی بنی ہوئی روئی کے تھے، نہ ان میں (سیا ہوا) کرتہ تھا نہ پگڑی تھی۔ (بخاری و مسلم)

بِسْ فِيهَا قُبُصٌ وَلَا عِمَامَةٌ (نہ ان میں کرتہ تھا اور نہ پگڑی تھی) کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن میں ان کپڑوں کے علاوہ کرتہ اور عمامہ بالکل نہ تھا۔

بعض حضرات نے اس جملہ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کرتہ اور عمامہ ان تین کپڑوں میں نہیں تھا بلکہ کرتہ اور عمامہ ان تین کپڑوں کے علاوہ تھا۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن میں پانچ کپڑوں کا ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن میں تین کپڑے تھے لہذا اس جملہ کا یہی مطلب صحیح ہے کہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن میں کرتہ و عمامہ بالکل نہیں تھا صرف تین کپڑے تھے۔ اس جملہ کے پیش نظر یہاں سے مسئلہ میں یہ اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا یہ مستحب ہے کہ کفن میں کرتہ اور عمامہ ہو یا نہ ہو؟ چنانچہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کفن میں تین لفافہ ہوں (یعنی صرف تین چادریں ہوں جن میں میت کو لپیٹا جاسکے) اور ان میں کرتہ و عمامہ نہ ہو۔

جب کہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ کفن میں تین کپڑے ہونے چاہئیں (۱) ازار یعنی لنگی (۲) قمیص یعنی کفن (۳) لفافہ یعنی پوت کی چادر۔ لہذا حدیث میں قمیص کی جو نفی فرمائی گئی ہے اس کی تاویل حنفیہ یہ کرتے ہیں کہ سیا ہوا قمیص نہیں تھا بلکہ بغیر سیا ہوا قمیص تھا جس کو کفنی کہا جاتا ہے۔

سولیہ سول کی طرف منسوب ہے اور سول یمن کی ایک بستی کا نام ہے۔

بَابُ تَكْفِينِ الْمَرْأَةِ فِي خَمْسَةِ اثْوَابٍ

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا

1066- عَنْ لَيْلَى بِنْتِ قَانِفِ الثَّقَفِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ فِيمَنْ غَسَلَ أُمَّ كُلثُومَ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ وَلَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِقَاءَ ثُمَّ الْقُرْعَ ثُمَّ الْيَمْلَحَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدَ فِي الثَّوْبِ الْأَخِيرِ قَالَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفْنُهَا يُنَاوِلُهَا ثَوْبًا ثَوْبًا . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ .

★★ حضرت لیلی بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت میں بھی ان عورتوں میں شامل تھی جو حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دے رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سب سے پہلے ازار عطا فرمائی پھر قمیص پھر اوزہنی پھر چادر پھر اس کے بعد ان کو لپیٹنے کے لئے ایک اور کپڑا دیا آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا کفن آپ کے پاس تھا جس میں سے ایک ایک کپڑا آپ ہمیں عطا فرما رہے تھے۔

اس کو ابو داؤد نے روایت کی اور اس کی سند میں کلام ہے۔

عورت کے کفن میں کپڑوں کے پانچ ہونے کا بیان

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور عورت کے لئے پانچ کپڑے سنت ہیں، تین ہی، مگر مرد و عورت کے لئے کفنی اتنا فرق ہے کہ مرد کی قمیص عرض میں موٹھوں کی طرف چرنا چاہئے اور عورت کا طول میں سینے کی جانب۔ چوتھے اوزہنی جس کا

میں سے اڑھا کر بغیر منہ لپٹے ڈال دیں، پھر تہ بند اور اس پر چادر بدستور لپیٹیں اور چادر اسی طرح دونوں سمت باندھ دیں، اس سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ناف یا ران تک باندھیں، یہ کفن سنت ہے، اور کافی اس قدر ہے کہ مرد کے لئے دو کپڑے ہوں تہ بند اور چادر۔ اور عورت کے لئے تین، کفنی و چادر اور تیسرے اوڑھنی، اسے کفن کفایت کہتے ہیں۔ اگر میت کا مال کم اور وارث کم ہوں تو کفن سنت افضل ہے، اور عکس ہو تو کفن کفایت اولیٰ اور اس سے کمی بحال اختیار جائز نہیں۔ ہاں اتباع ضرورت جو میسر آئے صرف ایک ہی کپڑا کہ سر سے پاؤں تک ہو، مرد و عورت دونوں کے لئے بس ہے۔ جاہل محتاج جب ان کا مورت محتاج مرتا ہے لوگوں سے پورے کفن کا سوال کرتے ہیں، یہ حماقت ہے، ضرورت سے زیادہ سوال حرام اور مردات کے وقت کفن میں ایک کپڑا کافی، بس اسی قدر مانگیں اس سے زائد مانگنا جائز نہیں۔ ہاں ان کو بے مانگے جو مسلمان یہ بیت ثواب پورا کفن محتاج کے لئے دے گا اللہ عزوجل سے پورا ثواب پائے گا۔ نابالغ اگر حد شہوت کو پہنچ گیا ہے جب اس کا کفن جوان مرد و عورت کی مثل ہے، اور یہ حکم یعنی حد شہوت کو پہنچنا پسر میں بارہ اور دختر میں نو برس کی عمر کے بعد نہیں رکھتا۔ ممکن کہ کبھی اس سے پہلے بھی حاصل ہو جائے جبکہ جسم نہایت قوی اور مزاج گرم اور حرارت جوش پر ہو۔ لڑکوں میں یہ اس کا عورتوں کی طرف رغبت کرنے لگے اور لڑکیوں میں یہ کہ اُسے دیکھ کر مردوں کو اس کی طرف میل پیدا ہو۔ جو بچے اس نہایت و نہ پنہیں ان میں ہستہ مرگ، ایک اور دختر کو دو کپڑوں میں کفن دیں تو کوئی حرج نہیں، اور پسر کو دو دختر کو تین دیں تو اچھا ہے۔ اور دونوں کو پورا کفن مرد و عورت کا دیں تو سب سے بہتر اور جو بچے مرد پیدا ہو یا کچھ گر گیا اُسے بہر طور ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے کفن نہ دیں۔ (فتاویٰ رضویہ، باب الجنائز، لاہور)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ

میت پر نماز پڑھنے کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں

1067- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جنازہ میں حاضر ہو کر نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے ایک قیراط ہے اور جو میت کے دفن کیے جانے تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط اجر ہے عرض کیا گیا دو

۱۰۶۶۔ بخاری کتاب الجنائز باب من انتظر حتى يدفن ج ۱ ص ۱۷۷ مسلم کتاب الجنائز فصل حصول ثواب القیراط ج ۱ ص ۲۰۷

قیراط کیا ہیں تو فرمایا دو بڑے پہاڑوں کی مثل ہیں۔
اس کو شیخین رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

قیراط "دینار کے بارہویں حصہ کو کہتے ہیں جس کا وزن تقریباً چار جو کے برابر ہوتا ہے یہاں قیراط سے مراد "حصہ عظیم" یعنی بہت بڑا انبار ہے جس کو واحد پہاڑ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

1068- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُلْفُونَ مِائَةَ كُلِّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا إِلَيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو ہو وہ سب اس کے حق میں شفاعت کریں تو ان کی شفاعت اس میت کے حق میں قبول کی جائے گی۔
اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1069- وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشِيرُ كُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان شخص فوت ہو جائے پھر اس کی نماز جنازہ ایسے چالیس افراد پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس میت کے حق میں قبول فرمائے گا۔
اس کو امام احمد رحمہ اللہ، مسلم رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

اس حدیث میں چالیس آدمیوں کے نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے جب کہ دوسری حدیث میں "سوا آدمیوں کی جماعت" کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ چنانچہ علماء اس اختلاف کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ پہلے سوا آدمیوں کی شرکت کی فضیلت نازل ہوئی ہوگی پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حال پر رحم فرماتے ہوئے یہ تعداد کم کر کے چالیس آدمیوں کی شرکت کی فضیلت بیان فرمائی نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ان حدیثوں میں چالیس اور سو سے خاص طور پر یہی دونوں عدد نہ ہوں بلکہ ان سے کثرت جماعت مراد ہو۔

1070- وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا تَوَلَّى سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهَا قَالَتْ اَدْخُلُوْا بِهٖ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی ابْنِیْ بَيْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سَهِيْلًا وَّ اَخِيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کا (جنازہ) مسجد میں داخل کرو تا کہ میں بھی ان کی نماز جنازہ پڑھوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اس کا انکار کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے میہاء کے دو بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی تھی۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھانے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی۔ امام ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے امام شافعی فرماتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جائے۔ امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1029)

ہدایہ میں لکھا ہے کہ مسجد میں جو جماعت بھگانہ کے لیے بنائی گئی ہو جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مسجد میں میت پر نماز پڑھے گا تو اسے ثواب نہیں ملے گا۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ خلاصہ میں لکھا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے خواہ جنازہ اور نمازی دونوں مسجد میں ہوں خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو اور سب نمازی یا تھوڑے نمازی مسجد کے باہر ہوں۔ ہاں البتہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مکروہ نہیں ہے جب کہ جنازہ مسجد سے باہر رکھا ہوا ہو۔ پھر اس کے بعد کراہت کے بارے میں بھی علماء کے اختلافی اقوال ہیں بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ کراہت تحریمی ہے۔ جب کہ بعض حضرات کا قول ہے کہ کراہت تنزیہی ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا (اور ان کا جنازہ ان کے مکان سے بقیع میں دفن کے لیے لایا گیا) تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تا کہ میں بھی نماز پڑھ سکوں لوگوں نے اس سے انکار کیا (کہ مسجد میں جنازہ کی نماز کیسے پڑھی جاسکتی ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیضاء کے دونوں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے۔ (مسلم)

سہیل کے بھائی کا نام سہیل تھا اور ان دونوں کی ماں کا نام بیضاء تھا۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو اس حدیث کے پیش نظر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔ حضرت امام

اعظم کی دلیل بھی یہی حدیث ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر صحابہ نے اس بات سے انکار کر دیا کہ مسجد الہی وکامہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لایا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول نہیں تھا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھتے ہوں بلکہ مسجد ہی کے قریب ایک جگہ مقرر تھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ پھر یہ کہ اس کے علاوہ ابوداؤد میں ایک حدیث بھی بائیں مضمون منقول ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا اسے ثواب نہیں ملے گا۔

جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں سہل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ پڑھی ہے تو اس کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ ایسا آپ نے عذر کی وجہ سے کیا کہ اس وقت یا تو بارش ہو رہی تھی یا یہ کہ آپ اعتکاف میں تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد ہی میں نماز جنازہ ادا فرمائی، چنانچہ ایک روایت میں اس کی صراحت بھی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اعتکاف میں تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی۔

1071- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُو دَاوُدَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد میں میت پر نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔

اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1072- وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِيَ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ . رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی موت کی خبر دی جس دن ان کا انتقال ہوا اور صحابہ کو لے کر عید گاہ کی طرف نکلے صحابہ رضی اللہ عنہم کو صفیں بندھوائیں اور چار تکبیر نماز جنازہ پڑھی۔ اس کو محمد ثنین رحمہ اللہ کی ایک جماعت نے روایت کیا۔

۱۰۷۰۔ مسلم کتاب الجنائز فصل فی جواز الصلوٰۃ علی المیت فی المسجد ج ۱ ص ۲۱۳

۱۰۷۱۔ ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی الجنائز فی المسجد ص ۱۱۰ ابو داؤد کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الجنائز فی المسجد ج ۲ ص ۹۸

۱۰۷۲۔ بخاری کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۶۷ مسلم کتاب الجنائز فصل فی النعی للناس المیت ج ۱ ص ۳۰۱ ترمذی ابواب الجنائز باب ما جاء فی التكبير علی الجنائز ج ۱ ص ۱۹۸ ابو داؤد کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی المسلم يموت فی بلاد الشرك ج ۲ ص ۱۰۱ نسائی کتاب الجنائز باب عدد التكبير علی الجنائز ج ۱ ص ۲۸۰ ابن ماجہ ابواب ما جاء فی الجنائز باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی النجاشی ص ۱۱۱ مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۹

غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر فقہی تصریحات

علامہ حلی لکھتے ہیں۔ نماز جنازہ کی شرائط صحت سے ہے جنازہ کا مصلیٰ کے آگے ہونا۔ اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔ (حلیۃ المصلیٰ شرح منیۃ المصلیٰ)

علامہ حلی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جنازہ کا نماز کی سمانے ہونا شرط نماز جنازہ ہے۔

(درمختار باب صلوة الجنائز مطبع محتبائی دہلی)

علامہ حسن شربلہ حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ صحت نماز جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا۔ (نور الابصار، فصل فی الصلوة علی المیت)

متن ملتقى الابحر میں ہے۔ میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جائز نہیں، نہ کسی غائب پر جائز ہے۔

(ملتقى الابحر، فصل فی الصلوة علی المیت، بیروت)

مجمع شرح ملتقى میں ہے: امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے شہر میں ہو اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر، فصل فی الصلوة علی المیت، بیروت)

فتاویٰ خلاصہ میں ہے: ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے۔

(مجلد صیۃ الفتاویٰ، الصلوة علی الجنائز اربع تکیرات، مکتبہ حبیبہ کوئٹہ)

غائبانہ نماز جنازہ منع ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے، اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موت کی خبر دی، آپ عید گاہ کی طرف نکلے آپ نے مسلمانوں کی صفیں بنوائیں اور چار بگمیرین پر شکمیں بچھوائیں۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۸۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے بعض جدت پسند لوگوں نے استدلال کر دیا ہے کہ حضرت کا عملی طور پر غائبانہ نماز جنازہ شروع کر دی ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے مطابق جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خاصہ ہے۔ اور کیم علم لوگوں کو یہ پتہ غلط نہیں کہ شریعت کا یہ قانون ہے جو عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خاصہ ہے جو اس سے عمومی حکم ثابت نہیں ہوتا کیا کوئی شخص یہ کہے گا مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت ۹ بیویاں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے کیونکہ ایسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ ہرگز نہیں، کیونکہ ۹ بیویاں بیک وقت نکاح میں رکھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خاصہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں۔

پانچویں صدی ہجری کے مشہور امام علامہ بن بطل مالکی لکھتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نجاشی کی

موت کی خبر دی اور خصوصاً اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ عام مسلمانوں کے علم میں اس کا اسلام لانا نہیں تھا۔ آپ نے یہ ارادہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو اس کے اسلام لانے کی خبر دیں اور تمام مسلمانوں کے ساتھ اس کے حق میں دعا کریں تاکہ اسے مسلمانوں کی دعا کی برکت حاصل ہو۔ اس کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور نہ ان مہاجرین و انصار جو مختلف شہروں میں فوت ہوئے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے سوا کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جو شخص جس شہر میں فوت ہو جائے اس شہر کے لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ نجاشی کی روح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھی لہذا آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کے لئے جنازہ کو اٹھا کر لایا گیا تھا جس طرح بیت المقدس کو آپ کے لئے منکشف کر دیا گیا تھا۔ جب کفار نے بیت المقدس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے تھے۔ اور میں نے امت میں سے کسی کو نہیں پایا جس نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہو۔ (شرح ابن بطال ج ۳، ص ۲۴۵، بیروت)

سینکڑوں کی تعداد میں دلائل موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں۔ کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں ایسے ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے کہ جن کی نماز جنازہ پڑھانے میں آپ بہت حریص تھے تاہم آپ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اسی طرح پیر معونہ کا واقعہ اس پر شاہد ہے کہ وہ صحابہ کرام جو قرآن کے قاری و حافظ تھے اور جن کی شہادت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتار نچ پہنچا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل ایک ماہ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھی اور ان کفار کی مذمت کی، لیکن ان شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے دور خلافت تک جو کل تین سال کا عرصہ بنتا ہے کسی ایک خلیفہ یا کسی ایک صحابی سے بھی غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت سے لیکر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بھی کسی دور میں کسی ملک میں کسی مسلمانوں کے شہر میں کسی گاؤں و دیہات قصبہ میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

دور صحابہ کے بعد تابعین کے دور، تبع تابعین کے دور سے لیکر مسلمانوں کے چودہ سو سالہ دور میں کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔

حالانکہ نماز جنازہ ایک ایسی عبادت ہے جسے اجتماعی عبادت کہا جاتا ہے یہ کوئی ایک شخص نہیں پڑھتا بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اسے پڑھتی ہے۔ جس کے لئے قوی دلائل کی ضرورت ہے جو کہ بالکل مفقود ہیں اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے والوں کے دلائل بھی غائب ہیں۔

چودھویں صدی کے آخر میں اور پندرہویں صدی کے اوائل میں ایک بدعتی فرقے نے غائبانہ نماز جنازہ کو اپنے جماعتی مفاد اور چندے کو جمع کرنے کی غرض سے غائبانہ نماز جنازہ کو گھڑ لیا ہے اس طرح اس فرقے کی جماعت کی شہرت بھی ہوتی ہے

اور یہ لوگ عوام کے دلوں میں شہداء کے ساتھ ہمدردی کا اظہار اور لوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں لہذا ان کی معاونت و مدد کی جائے۔ اور ان لوگوں کا غیر اللہ سے مدد مانگنے کا یہ ایک مضبوط بہانہ ہے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ یہی گروہ اذان سے پہلے یا بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بدعت سمجھتا ہے، حالانکہ یہ درود پڑھنا ایک انفرادی عمل ہے جس کے لئے ان لوگوں کو کوئی دلیل نظر ہی نہیں آتی۔ حالانکہ درود و سلام کی اصل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود ہے۔ ایک وہ مسئلہ جس کی اصل موجود ہو وہ بدعت ہے۔ اور ایک وہ عمل جس کی اصل موجود نہ ہو وہ عین عبادت ہے۔ ان لوگوں کا کیسا استدلال ہے۔

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے کا بیان

1073- وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِي فَكَبَّرَ أَرْبَعًا

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اصحٰمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو اس میں چار تکبیریں

کہیں۔

اس کو شیخین رحمہما نے روایت کیا۔

شرح

نماز جنازہ یہ ہے کہ وہ تکبیر کہے اور تکبیر کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے پھر تکبیر کہے اور تکبیر کہتے ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر تیسری تکبیر کہے اور اب کی بار تکبیر کہتے ہوئے اپنے لئے میت کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگے پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے اور پہلی تکبیر کے علاوہ باقی کسی تکبیر میں بھی اپنے ہاتھ بلند نہیں کرے گا۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے میں مذاہب اربعہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں چار مرتبہ تکبیر کہی۔ اس باب میں حضرت ابن عباس، ابن ابی اوفی، جابر، انس، یزید بن ثابت سے بھی روایت ہے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یزید بن ثابت کے بڑے بھائی ہیں۔ اور یہ جنگ بدر میں شریک تھے جب کہ زید اس جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (احناف کے مذہب کے مطابق چار تکبیرات ہیں)

اکثر علماء، صحابہ، اور دیگر علماء کا اس پر عمل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں۔ سفیان، ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی اور احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1017)

۱۰۷۳۔ بحاری کتاب الجنائز باب التکبیر علی الجنائز اربعاً ج ۱ ص ۱۷۸ مسلم کتاب الجنائز فصل فی التکبیر علی میت

اربعاً ج ۱ ص ۲۰۹

1074- وَعَنْ عُرْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَى عَلَى جَنَازَةٍ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَآكِرْهُ بُرْكَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاعْبِئْهُ بِعَافٍ وَتَلْجُ وَتَبْرِدُ وَلِقَهِ مِنْ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ رَفَعَهُ فَتَنَيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ آتَا الْمَيْتَ لِدُعَائِهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَنِي ذَلِكَ الْمَيْتَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

☆☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تو میں نے آپ کو دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما اس کو معاف فرما اس کو عافیت میں رکھ عزت کے ساتھ اس کی مہمانی کر اور اس کی قبر کو وسیع کر اور اسے پانی برف اور اولوں سے دھو ڈال اور اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح میلے کپڑے کو میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اس کو دنیاوی گھر کے بدلے بہتر گھر عطا فرما اور دنیاوی اہل سے بہتر اہل عطا فرمایا اور دنیاوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو قبر کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے بچا حضرت عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اس میت پر دعا کی وجہ سے میں نے یہ آرزو کی کاش کہ میرے والدین ہوتا۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1075- وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ أَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَمَمَاتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرْنَا وَنَسَّيْنَا وَالثَّنَاءِ وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت ابو ابراہیم انصاری رضی اللہ عنہ اپنے والد نے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو میت پر نماز جنازہ میں پہنچا کر گریے ہوئے، سنا ہے اللہ ہمارے نزدیک فوجی شدہ نمازیں حاضر و غائب اور ہمارے مریضوں اور غورقوں کو دیکھنے کے چھوٹوں اور بڑوں کی مشغرت فرماتا۔ جنت

اس کو نشائی اور ٹرنڈی نے پچایا۔ کیا اور فرمایا یہ کہ دستِ شیرِ کن صحیح ہے۔ لٹنے سے پہلے۔ ہاتھ سے نہ لے کر نہ

نمازِ کھمازہ میں سورتِ فاتحہ نہ پڑھنے میں مذاہبِ اربعہ

حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے ایک مرتبہ جنازے کی نماز پڑھی تو اس میں سورت فاتحہ بھی پڑھی۔ میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ سنت ہے یا فرمایا (مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ) تکمیل سنت سے ہے۔ امام حریمیؒ فرماتے ہیں کہ یہ محدث حسن صحیح ہے اسی پر بعض حکماء اور دوسرے علماء کا عمل ہے۔ وہ تکبیر اول کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ امام شافعیؒ اور احمدؒ اسحاقؒ کا بھی یہی قول ہے۔

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ یہ اللہ کی ثناء، درود شریف اور میت کے لیے دعا پر مشتمل ہے۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ (اجتہاد) کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول، حدیث نمبر 1023)۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قراءت (فاتحہ) نہیں کرتے تھے۔

وحدثني عن مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر كان لا يقرأ في الصلاة على الجنائز

یادر ہے کہ یہ روایت محدثین کے یہاں صحت کے ظہا میں اعلیٰ درجات پر ہے، اور بعض علماء اس کو "السلسلة الذهبية" کہتے

ہیں، اور اصح۔ الا سائید کہتے ہیں، لہذا امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا مذہب یہی ہے کہ نمازہ میں قراءت فاتحہ نہیں

کرتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر، ابن عباس، محمد بن سیرین، ابو العالیہ، قتال، ابن علیہ، ابو ہریرہ، عطاء، طاووس، میمون، بکر بن

عبداللہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے، (مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ) امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک اور ان

سرخے اصحاب سے نزدیک قراءۃ الفاتحہ نماز جنازہ میں مکروہ ہے۔

جب کہ شافعیہ و حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ قراءۃ الفاتحہ نماز جنازہ میں واجب ہے اور امام احمد سے ایک روایت

استحباب کی ہے ابن تیمیہ بھی اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں، امام الشافعی و امام احمد وغیرہ کا استدلال ابن عباس رضی اللہ

عنہ کے عمل سے ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھایا اور اس میں سورت فاتحہ پڑھی ہے۔

1076- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ قَالَ

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِهِ وَمَيِّتِهِ وَآخِرَتِهِ وَلَا تَأْتِنَا وَلَدُ كُورِنَا مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَلَّيْتَهُ مِنَّا

فَتَوَلَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ اللَّهُمَّ عَفْوُكَ عَفْوُكَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی میت پر نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا فرماتے

اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ حاضر اور غائب ہماری عورتوں اور مردوں کی مغفرت فرما ہم میں سے جس کو زندہ رکھے اسلام پر

زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو موت دے ایمان پر موت دے اے اللہ ہم تجھ سے غفور و گزیر کی دعا کرتے ہیں اسکو طبرانی

نے الکبیر میں روایت کیا اور ہیثمی نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ

شہداء پر نماز جنازہ نہ پڑھنے کا بیان

1077- عَنْ حَابِرِ بْنِ عَدَاةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنَ

۱۰۷۶ المعجم الكبير للطبراني ج ۱ ص ۱۲۳ مجمع الزوائد كتاب الجنائز باب الصلاة على الجند ج ۳ ص ۲۳ المعجم

لاوسط للطبراني ج ۲ ص ۸۱

۱۰۷۷ بغاری كتاب الجنائز باب شهادة على الشهيد ج ۱ ص ۱۷۹

قَتَلْنِي أَحَدٌ فِي نَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخَذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَلَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يَغْسِلُوا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ شہداء احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع فرماتے پھر فرماتے کہ ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے پس جب ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اس کو پہلے لحد میں رکھتے اور فرماتے قیامت کے دن میں ان پر گواہ ہوں گا اور آپ نے ان کو ان کے خون (آلودہ کپڑوں) سمیت دفن کرنے کا حکم دیا ان کو غسل نہ دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

شرح

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک میں شہید کے لئے نہ غسل ہے اور نہ نماز جنازہ ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شہداء کے لئے غسل تو نہیں ہے مگر نماز جنازہ ہے۔

شہید کی نماز جنازہ سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ جابر بن عبد اللہ نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدائے احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دینے کے بعد پوچھتے کہ ان میں سے کون زیادہ قرآن کا حافظ ہے جب ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے قبر میں آگے کرتے اور فرماتے میں قیامت کے دن ان سب پر گواہ ہوں گا۔ آپ نے ان سب کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا اور نہ تو اس کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ ہی انہیں غسل دیا گیا اس باب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روایت ہے امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر کی حدیث حسن صحیح ہے اور زہری سے بحوالہ انس مرفوعاً مروی ہے زہری عبد اللہ بن ثعلبہ بن ابوصغیر سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جب کہ کچھ راوی حضرت جابر سے بھی روایت کرتے ہیں۔ اہل علم کا شہید کی نماز جنازہ پڑھنے میں اختلاف ہے بعض اہل علم کہتے ہیں کہ شہداء کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اہل علم مدینہ، امام شافعی اور احمد کا یہی قول ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ سفیان ثوری، اہل کوفہ اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1032)

بَابُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ

شہداء پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

1078- عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَ

بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَهَاجِرُ مَعَكَ فَأَوْصِنِي بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةُ غَنَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قُسِمَ لَهُ وَكَانَ يَرْغِي ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفْعُوهُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا هَذَا قَالُوا قُسِمَ قَسَمُهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهُ فَبَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هَذَا قَالَ قَسَمْتُهُ لَكَ قَالَ مَا عَلَى هَذَا اتَّبَعْتُكَ وَلَكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى إِلَى هَهنا وَأَشَارَ إِلَى خَلْفِهِ بِسَهْمٍ لَمَسُوهُ فَادْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالَ إِنْ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِصَدَقَتِكَ فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْوَ هُوَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللَّهُ لَصَدَقَهُ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ لَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلَواتِهِ أَللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ لَقِيلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذَلِكَ . رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی پھر اس نے کہا میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں گا پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے بارے میں حکم دیا اس کے بعد ایک غزوہ ہوا جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ چیزیں بطور غنیمت حاصل ہوئیں تو آپ نے ان کو تقسیم فرمایا اور اس کا حصہ بھی مقرر فرمایا تو اس کا حصہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیا اور وہ ان کے اونٹ چرایا کرتے تھے پس جب وہ آئے تو لوگوں نے اسے اس کا حصہ دیا تو اس نے کہا یہ کیا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ تیرا حصہ ہے جو تیرے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے تو اس نے اسے لے لیا اور وہ لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا: میں نے یہ تیرا حصہ رکھا ہے تو وہ کہنے لگا میں نے اس لئے آپ کی اتباع نہیں کی میں نے تو اس لئے آپ کی پیروی کی ہے کہ مجھے یہاں تیرا مارا جائے اور انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور میں فوت ہو جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے اللہ کی تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ تجھے سچا کر دے گا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد دشمن کے ساتھ جنگ کے لئے اٹھے پس اسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اس حال میں اس کو اسی جگہ تیر لگا تھا جس جگہ کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہی ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے اللہ سے سچ کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے جبہ مبارک میں کفن دیا پھر اس کو مقدم کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھی آپ کی نماز سے جو کچھ ظاہر ہوا اس میں سے یہ الفاظ بھی تھے اے اللہ بے شک یہ تیرا بندہ ہے جو تیرے رابستے میں ہجرت کرتے ہوئے نکلا اور شہید کر دیا گیا اور میں اس پر گوارہ ہوں۔

اس کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1078 - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنِيَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ لَجَعَلَ

يُصَلِّي عَلَى عَشْرَةِ عَشْرَةٍ وَحُمْرَةٌ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ . رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ
وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ سَلَمَةَ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس شہداء احد اٹائے جاتے تو آپ دس دس پر نماز جنازہ پڑھتے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی طرح پڑے رہے اور دیگر شہداء کو اٹھالیا جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ ویسے ہی پڑھا تھا۔

۔۔۔ اس کو ابن ماجہ طحاوی طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

1080- وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ أُحُدٍ بِعَشْرَةِ قَسِيحَةٍ يَتَرَدُّهُ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ فَكَبَّرَ سَعَةً كَثِيرَاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِالنَّحْلِيِّ يَصْفُونَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِمْ وَعَلَيْهِمْ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ سَلَمَةَ مُوسَى قَوِيٌّ وَهُوَ مُرْسَلٌ صَحَابِيٌّ .

☆☆ حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا تو ان کو ایک چادر سے ڈھانپا گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی تو تکبیرات کہیں پھر شہداء کو لایا گیا تو ان کو ایک جیف میں رکھا گیا تو آپ ابن پر نماز جنازہ پڑھتے اور ان کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر بھی نماز جنازہ پڑھتے۔

اس کو امام طحاوی بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے اور یہ حدیث صحابی کی مرسل ہے۔

1081- وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْغِفَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ عَشْرَةَ عَشْرَةً فِي كُلِّ عَشْرَةٍ عَشْرَةً يَتَرَدُّهُ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعِينَ صَلَوةً . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي التِّرْمِذِيِّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ سَلَمَةَ مُوسَى قَوِيٌّ .

☆☆ حضرت ابومالک غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ احد کے شہداء پر دس دس کے نماز پڑھتے ہر دس میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہوتے تھے آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔

۔۔۔ اس کو ابو داؤد نے ترمذی میں روایت کیا اور طحاوی اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

شرح

شہداء کا جنازہ پڑھنے کے متعلق چند ایک احادیث کا ذکر کرتا ہوں: "سیدنا شداؤد بن الہاد سے روایت ہے کہ ایک بدوی

۱۰۷۹- ابن ماجہ ابواب ما جاء في الجنائز باب ما جاء في الصلوة على الشهداء . الخ ص ۱۱۰ طحاوی کتاب الجنائز باب

الصلوة على الشهداء ج ۱ ص ۲۳۸ سنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الجنائز باب من رغب ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى على شهداء

احد ج ۴ ص ۱۲ تلخیص الخیر کتاب الجنائز نقلًا عن الطبرانی ج ۲ ص ۱۰۷

۱۰۸۰ طحاوی کتاب الجنائز باب الصلوة على الشهداء ج ۱ ص ۲۳۸

۱۰۸۱ طحاوی کتاب الجنائز باب الصلوة على الشهداء ج ۱ ص ۲۳۸ مرسل (منحقة بسنن ابی داؤد ص ۲۸ سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۱۰)

کتاب الجنائز باب من رغب ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى على شهداء ج ۱ ص ۲۳۸ تلخیص الخیر ج ۲ ص ۱۱۰

یہ تریمس علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ یہ وہ شخص جس نے شہید بنی سبائی آرام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے جہیز میں لکھ دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھ کر۔ یہ حدیث صحیح ہے اور امام نسائی کی اسنن الکبریٰ، امام مروی کی شرح معانی الآثار، مستدرک حاکم، اور بیہقی میں موجود ہے۔ "سیدنا عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن سیدنا حمزہ کے متعلق حکم دیا۔ پس انہیں ایک چادر میں چھپا دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کی تو جھیروں کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر دوسرے شہداء اری باری لائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بھی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ان کے ساتھ ساتھ حمزہ کی نماز بھی ادا فرماتے رہے۔" (طہذہ)

امام بخاری نے بخاری کتاب الجنائز باب فی صلوٰۃ علی الشہید میں عقہ بنی عامر سے روایت کی ہے "ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنے ساتھ لے کر ان کے گھر میں نماز جنازہ پڑھائی۔ اس طرح نماز اہل کی جن طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت پر فرما کر کرتے تھے۔ (بخاری، مسند احمد، طحاوی، دارقطنی، السنن الکبریٰ للبیہقی، امام ابن حزم، امام احمد بن حنبل، ابن قیم نے اس مسلک کو رائج قرار دیا ہے۔ الحنفی وغیرہ میں ہے۔

ابن قیم نے تہذیب السنن میں فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں درست بات یہی ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھنے اور ترک کرنے میں اختیار ہے۔ اس لیے کہ ہر ایک کے متعلق آثار مروی ہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت اس طرح مروی ہے اور اللہ کے اصول و مذہب کے زیادہ مناسب ہے۔

بَابُ فِی حَمْلِ الْجَنَازَةِ

یہ باب جنازہ کو اٹھانے کے بیان میں ہے میت کو اٹھانے کے طریقے کا بیان

سنت یہ ہے کہ جنازہ چار آدمی اٹھائیں اور ہر آدمی کو جنازہ اٹھا کر چالیس قدم چلنا چاہیے سب سے پہلے وہ جنازے کے دائیں پائے کو اپنے کندھے پر رکھے۔ اور جنازے کی دائیں جانب وہ ہوتی ہے جو اٹھانے والے کی بائیں جانب ہوتی ہے۔ اس کے جنازے کی دائیں پائی کو دائیں کندھے پر رکھے۔ اس کے بعد بائیں سرہانے کو بائیں کندھے پر اور آخر میں بائیں پائی کو بائیں کندھے پر رکھے۔

جنازے کو تیز لیکر چلنا مستحب ہے لیکن اتنا بھی تیز نہ ہو کہ میت ہلنے لگے۔ جنازے کے پیچھے چلنا اس کے آگے چلنے سے ایسے ہی افضل ہے جس طرح فرض نماز نفل نماز سے افضل ہوتی ہے بلند آواز سے ذکر اور جنازے کو رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔

نصف قد یا سینے تک قبر کو کھودا جائے گا اور اگر اس سے بھی زیادہ کھودا جائے تو مستحسن ہے۔ قبر لحد بنائی جائے گی۔ شق نہیں بنائی جائے۔ جبکہ نرم زمین میں شق بنانا جائز ہے۔ میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔ اور اس کو اتارنے والا یہ کہے۔

اللہ کے نام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہم تجھے قبر میں اتارتے ہیں۔ اور اس کو دائیں جانب لٹا کر قبلہ رخ کر دیا جائے اور گرہوں کو کھول دیا جائے۔ اور اس پر کچی اینٹیں اور بانس وغیرہ کو برابر کر دیا جائے۔ جبکہ کچی اینٹوں اور لکڑی کا استعمال مکروہ ہے۔

عورت کی قبر کو خفیہ رکھا جائے۔ جبکہ مرد کی قبر کو چھپایا نہ جائے۔ اس کے بعد قبر پر مٹی ڈال دی جائے۔ اور اس کو کوہان کی طرح بنا دیا جائے۔ جبکہ مربع صورت میں نہ بنایا جائے۔ دفن کے بعد اس قبر پر سجادے کے لئے عمارت بنانا حرام ہے۔ جبکہ مضبوطی کے لئے مکروہ ہے۔ قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاکہ اس کا نشان نہ مٹ سکے۔ اور اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ جبکہ گھروں میں میت کو دفن کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے۔

فساقی میں مردوں کو دفن کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی مجبوری ہو تو ایک قبر میں ایک سے زائد مردوں کو دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں البتہ دونوں میتوں کے درمیان مٹی کے ذریعے آڑ بنادی جائے گی۔

اور جب کسی شخص کا کشتی میں وصال ہو جائے اور خشکی بہت دور ہو یا میت کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو غسل و کفن دے کر اور اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔ مستحب یہ ہے کہ میت کو وہاں دفن کریں جہاں وہ فوت ہوا ہے یا مارا گیا ہے دفن کرنے سے پہلے یا ایک یا دو میل کی مسافت تک اسے منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے زیادہ دور لے جانا مکروہ ہے۔ دفن کرنے کے بعد اسے کسی دوسری جگہ منتقل بہ اجماع جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب وہ زمین غصب شدہ ہے یا شفعہ کے ذریعے لی ہوئی ہے تو پھر اس کو وہاں سے منتقل کرنا جائز ہے۔

اور جب میت کو کسی ایسی جگہ پر دفن کیا ہے جو کسی اور کے لئے کھودی گئی تھی۔ تو کھودنے کی مزدوری ادا کر دی جائے گی اور میت کو وہاں سے نہیں نکالا جائے گا۔

اور جب قبر میں کوئی سامان گر جائے یا میت کو غصب شدہ کفن دیا گیا ہو یا اس کے ساتھ کوئی مال دفن ہو گیا ہے تو ان چیزوں کو نکالنے کے لئے قبر کو کھولا جاسکتا ہے۔ ہاں البتہ جب میت کو قبلہ رخ نہیں رکھا گیا یا بائیں جانب رکھ دیا گیا ہے تو اب قبر کو نہ کھولا جائے گا۔ (نور الابصار، کتاب الصلوٰۃ، لاہور)

جنازہ کو اٹھانے کے بیان میں

1082- عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَابِ السَّرِيرِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السَّنَةِ ثُمَّ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَكْدَعْ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاسْنَادُهُ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

★★ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص جنازہ کے پیچھے چلے تو وہ اسے چاروں طرف سے اٹھائے کیونکہ یہ سنت ہے پھر اگر چاہے تو مزید اٹھائے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

1082- عَنْ أَبِي الدُّودِ قَالَ مِنْ تَمَامِ أَجْرِ الْجَنَازَةِ أَنْ تُشَيِّعَهَا مِنْ أَهْلِهَا وَأَنْ تُحْمَلَ بِأَرْكَانِهَا الْأَرْبَعَةِ وَأَنْ نَحْمِلَ فِي الْقَبْرِ . رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسِلٌ قَوِيٌّ .

★★ حضرت ابووداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جنازہ کا پورا اجر یہ ہے کہ تو اسے گھر سے لے کر چلے اور تو اس کو چاروں کناروں سے اٹھائے اور تو اس کی قبر پر مٹی ڈالے۔

اس کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

بَابُ فِي أَفْضَلِيَّةِ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ

جنازہ کے پیچھے چلنے کے افضل ہونے کا بیان

1084- عَنْ طَاءٍ وَبِ قَالَ مَا مَشَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَاتَ إِلَّا خَلْفَ الْجَنَازَةِ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ صَحِيحٌ .

★★ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وصال مبارک تک جنازہ کے پیچھے ہی چلتے تھے۔ اس کو عبد الرزاق نے بیان کیا اور اس کی سند مرسل صحیح ہے۔

شرح

جنازہ کے ساتھ پیادہ چلنا اور سوار چلنا دونوں جائز ہیں لیکن پیادہ چلنا افضل ہے۔ اگر کوئی شخص جنازہ کے ساتھ سواری پر چلے تو اسے چاہئے کہ وہ جنازہ کے پیچھے پیچھے چلے ہاں پیادہ چلنے والے کے لئے جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے اور پیچھے بھی لیکن اس کے لئے پیچھے ہی چلنا افضل ہے۔

1085- وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ فِي جَنَازَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِمُشَيَّانِ أَمَامَهَا وَعَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَمْشِي خَلْفَهَا فَقُلْتُ لِعَلِّي أَرَاكَ تَمْشِي خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَهَذَانِ يَمْشِيَانِ أَمَامَهَا فَقَالَ عَلِيُّ لَقَدْ عَلِمَا أَنَّ فَضْلَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا عَلَى الْمَشْيِ أَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْفَذِّ وَلَكِنَّهُمَا أَحَبُّ أَنْ يَسِيرَا عَلَى النَّاسِ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت عبد الرحمن بن ابی زری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک جنازہ میں شریک تھا (جس میں) ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ جنازہ کے آگے چل رہے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جنازہ کے پیچھے چل رہے تھے تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ جنازہ کے پیچھے چل رہے ہیں اور یہ دونوں جنازہ کے آگے چل رہے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

۱۰۸۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز فی البیت یحیی فی قبرہ ج ۳ ص ۲۲۲

۱۰۸۴۔ فی مصنف عبد الرزاق کتاب الجنائز باب المشی امام الجنائز ج ۳ ص ۴۴۵

۱۰۸۵۔ مصنف عبد الرزاق کتاب الجنائز باب المشی امام الجنائز ج ۳ ص ۴۴۶ طحاوی کتاب الجنائز باب المشی امام الجنائز

رہے اور چاہے بیٹھا رہے۔ اسی طرح بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ یہ وزن ہی (یعنی کھڑے ہو جانا اور بیٹھے رہنا) مستحب ہے
 جمہور علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور اس کے بعد آئے ہیں۔ ابن ابی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کی بنا پر جو
 آگے آ رہی ہے منسوخ ہیں۔

1088 - وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّتُ بِجَنَازَةِ قَدَامٍ السَّيِّئِ قَتَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا قُلْنَا
 يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جَنَازَةٌ يَهُودِيٍّ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ أَهْرَؤُا - رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

☆ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک ستر تکب جنازہ گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو
 گئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے تو آپ نے کھڑے نہ فرمایا جب تم جنازہ دیکھو
 تو کھڑے ہو جایا کرو۔

اس کو شیعین نے روایت کیا۔

1089 - عَنْ نَافِعِ بْنِ جَبْرِ أَخْبَرَنَا أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهُ يَقُولُ فِي شَأْنِ الْجَنَازَةِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَنَافِعًا حَدَّثَ بِذَلِكَ لِأَنَّ نَافِعَ بْنَ جَبْرِ رَأَى
 وَالِدَهُ تَحْمِلُهُ قَامَ حَتَّى وَضَعَهُ الْجَنَازَةَ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ

☆ حضرت نافع بن جبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مسعود بن حکم انصاری نے مجھ سے انہیں خبر دی کہ انہوں نے علی بن ابی
 طالب رضی اللہ عنہ کو جنازہ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور انہوں نے یہ اس لئے
 بیان کیا کہ نافع بن جبر نے واقعہ بن عمرو کو دیکھا کہ وہ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جاتا۔
 اس کو مسلم نے روایت کیا۔

شرح

حضرت مالک اور حضرت ابو داؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے
 ہوئے اور اس کے بعد بیٹھے۔ تشریح پہلی روایت کے جو امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل کی ہے دوسری ہیں ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب جنازہ گزر گیا اور نظروں سے غائب ہو
 گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیٹھ گئے اور آپ کے ساتھ ہم بھی بیٹھ گئے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ کچھ عرصہ تک تو آپ کا
 معمول یہ رہا کہ جب جنازہ دیکھتے تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں یہ صورت رہی کہ آپ جنازہ دیکھ کر اٹھتے نہیں
 تھے بلکہ بیٹھے ہی رہا کرتے تھے۔ اسی طرح دوسری روایت کے بھی کہ جسے حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو داؤد نے نقل کیا
 ہے یہی دونوں مطلب ہیں اور دوسرا مطلب ہی زیادہ صحیح ہے۔

۱۰۸۸۔ بخاری کتاب الجنائز باب من قام لجنازة يهودي ج ۱ ص ۱۷۵ مسلم کتاب الجنائز فصل في استحباب القيام للجنازة.

الجز ۱ ص ۳۱۵ ج ۱ ص ۱۷۵

۱۰۸۹۔ مسلم کتاب الجنائز فصل في استحباب القيام للجنازة - الجز ۱ ص ۱۷۵

بَابُ نَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

جنازہ کے لئے قیام کے منسوخ ہونے کا بیان

1090- وَ عَنْهُ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِرَحْبَةِ الْكُوفَةِ وَهُوَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوسِ . رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ الطَّحَاوِيُّ وَ الْحَازِمِيُّ فِي النَّاسِخِ وَ الْمَنْسُوحِ وَ اسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت نافع مسعود بن حکم زرقی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے میدان میں فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ میں کھڑے ہونے کا حکم دیا پھر اس کے بعد آپ بیٹھ گئے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔

اس کو امام احمد رضی اللہ عنہ طحاوی رضی اللہ عنہ اور حازی نے ناسخ و منسوخ میں بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1091- وَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ جَنَازَةً بِالْعِرَاقِ فَرَأَيْتُ رِجَالًا قِيَامًا يَنْتَظِرُونَ أَنْ تَوْضَعَ وَرَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُبَشِّرُ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَنَا بِالْجُلُوسِ بَعْدَ الْقِيَامِ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ اسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت اسماعیل زرقی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں عراق میں ایک جنازہ میں شریک ہوا تو میں نے کچھ لوگوں کو کھڑے جنازہ رکھنے کا انتظار کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو بیٹھنے کا اشارہ فرما رہے اور فرما رہے تھے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کے بعد بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ اس کو امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1092- وَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ قَالَ تَذَاكُرْنَا الْقِيَامَ إِلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ قَدْ كُنَّا نَقُومُ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَلِكَ وَأَنْتُمْ يَهُودٌ . رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ اسْنَادُهُ حَسَنٌ .

☆☆ حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہم نے باہم جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کے متعلق مباحثہ کیا تو ابو مسعود نے کہا کہ ہم بھی کھڑے ہوتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کام کرو گے کیا تم یہودی ہو؟ اس کو امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

جنازہ کے لئے قیام کے منسوخ ہونے کا بیان

حضرت علی بن ابی طالب سے منقول ہے کہ انہوں نے جنازہ کی آمد پر اس کے رکھے جانے تک کھڑے رہنے کا ذکر کیا

۱۰۹۰. مسند احمد ج ۱ ص ۸۲ طحاوی کتاب الجنائز باب القیام للجنائز ج ۱ ص ۳۲۸

۱۰۹۱. طحاوی کتاب الجنائز باب القیام للجنائز ج ۱ ص ۳۲۸

۱۰۹۲. طحاوی کتاب الجنائز باب القیام للجنائز ج ۱ ص ۳۲۹

کیا تو آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع میں کھڑے ہوئے تھے پھر بیٹھنے لگے۔ اس باب میں حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے امام عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں تابعین کرام سے چار روایتیں ہیں۔ جو ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں اس پر بعض اہل علم کا عمل ہے امام شافعی فرماتے ہیں یہ حدیث اس باب میں اصح ہے اور پہلی حدیث کو منسوخ کرتی ہے جس میں یہ فرمایا گیا کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو کھڑا ہو ورنہ نہ بیٹھا رہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع میں کھڑے ہوا کرتے تھے لیکن بعد میں بیٹھ رہے۔ اسحاق کا بھی یہی قول ہے حضرت علی کی حدیث کا مطلب یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع شروع میں جنازہ کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا ہونا ترک کر دیا اور جب آپ جنازہ دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1040)

بَابُ فِي الدَّفْنِ وَبَعْضِ أَحْكَامِ الْقُبُورِ

دفن اور قبروں کے بعض احکام کا بیان

1093- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَوَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلٌ بَلْعَدُ وَآخَرُ يَضْرُحُ فَقَالُوا نَسْتَحْيِرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ إِلَيْهِمَا فَأَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ فَأَرْسِلَ إِلَيْهِمَا فَسَبَقَ اللَّحْدُ فَلَحَدُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَآخَرُونَ وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو مدینہ طیبہ میں ایک شخص لحد قبر بناتے تھے اور دوسرے شق قبر بناتے تھے تو صحابہ جناتہ نے کہا کہ ہم اپنے رب سے استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی طرف پیغام بھیجتے ہیں تو ان میں سے جو پہلے آئے گا ہم اسے قبر بنانے کے لئے چھوڑ دیں گے تو ان دونوں کی طرف پیغام بھیجا گیا تو لحد قبر بنانے والے پہلے آئے تو صحابہ کرام جناتہ نے نبی اکرم ﷺ کی قبر لحد بنائی۔ اس کو ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

قبر شق کی تعریف

شق کی تعریف یہ ہے کہ قبر کے شق میں نہر کی طرح ایک لبا گڑھا کھودا جائے جس کے دونوں کنارے کچی اینٹوں یا کسی اور چیز سے بنادیں اور اس میں میت کو رکھ کر اوپر سے چھت کی طرح بند کر دیں۔ ایسا ہی معراج الدرلیہ میں ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ، الفصل السادس فی القبر و الدفن، نورانی کتب خانہ پشاور)

قبر لحد کی تعریف

لحد قبر میں قبلہ کی طرف بنائے گئے اس گھڑے کو کہتے ہیں جس میں مردہ رکھا جاتا ہے جس قبر میں ایسا گڑھا بنایا جاتا ہے

اسے بغلی قبر کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغلی قبر بنانا مستحب ہے۔ حضرت امین ہمام فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قبر میں لحد بنانا سنت ہے بشرطیکہ کہ فی مجبوری نہ ہو۔ یعنی اگر زمین نرم ہو اور لحد بنانے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر قبر میں لحد نہ بنائی جائے بلکہ ہندوئی قبر بنائی جاسکے۔ (فتح القدیر فی شرح سنن ابی داؤد)

سے ملی ہوئی ہے حنفیہ کی طرف سے اس کا ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں اتارنے کی کیفیت مضطرب منقول ہے یعنی یہاں اس روایت میں تو یہ بتایا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سر کی طرف سے قبر میں اتارا گیا تھا جب کہ ابوداؤد کی ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں قبلہ کی طرف اتارا گیا تھا سر کی طرف سے نہیں اٹھایا گیا تھا نیز اسی طرح کی روایت ابن ماجہ نے بھی نقل کی ہے۔ لہذا جب ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہوا تو دونوں حدیثیں ساقط ہوئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کسی میت کو رکھنے کے لیے) قبر میں اترے، آپ کے لیے چراغ جلا دیا گیا چنانچہ آپ نے میت کو قبلہ کی طرف سے پکڑا (اور اسے قبر میں اتارا) اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو (خوف خدا سے) بہت رونے والا اور قرآن کریم بہت زیادہ پڑھنے والے تھے (اور ان دونوں چیزوں کے سبب سے تم رحمت و مغفرت کے مستحق ہو) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں ہے کہ اس روایت کی اسناد ضعیف ہیں۔

اس روایت کے بارے میں امام ترمذی کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے نیز اس بارے میں حضرت جابر اور حضرت یزید بن ثابت کی روایتیں بھی منقول ہیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رات کے وقت مردہ کو دفن کرنا مکروہ نہیں جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے یہ حدیث احناف کے مسلک کی دلیل ہے ان کے ہاں میت کو قبر میں قبلہ کی طرف سے اتارنا سنت ہے۔ (فتح القدیر، بتصرف ج ۳، ص ۴۳۲، بیروت)

1095- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدْخُلُونَ الْمَبِيتَ قَبْلَ الْقِبْلَةِ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَفِي إِسْنَادِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَرَّاشٍ وَثِقَةُ ابْنِ حَبَّانٍ وَضَعَفَهُ جَمَاعَةٌ .

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ میت کو قبلہ کی جانب سے (قبر میں) داخل کرتے تھے۔

اس کو طبرانی نے کبیر میں داخل کیا اور اس کی سند میں عبد اللہ بن خراش ہے جس کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا اور محدثین میں ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا۔

1096- وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ ادْخَلَ يَزِيدَ بْنَ الْمُكَفَّفِ مِنْ قَبْلِ الْقِبْلَةِ . رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمُحَلَّى .

۱۰۹۵۔ المعجم الكبير للطبراني ج ۱۱ ص ۸۱

۱۰۹۶۔ مصنف عبد الرزاق كتاب الجنائز باب من حيث يدخل المبيت القبر ج ۲ ص ۴۴۹ مصنف ابن أبي شيبة كتاب الجنائز

باب من ادخل ميتا من قبل القبلة ج ۲ ص ۲۲۸ معلى ابن حزم كتاب الجنائز يدخل المبيت كيف امكن ج ۲ ص ۱۸۲

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یزید بن مکلف کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا۔ اس کو عبدالرزاق اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کو محلی میں مکلف ابن حزم نے صحیح قرار دیا۔

1097- وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ شَهِدْتُ جَنَازَةَ الْحَارِثِ فَمَدُّوا عَلَيَّ قَبْرَهُ ثَوْبًا فَجَبَدَهُ عَنَّا اللَّهُ ثُمَّ يَزِيدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ أَلَمَّا هُوَ رَجُلٌ . رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

★★ حضرت ابوالحسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حارث کے جنازہ میں شریک ہوا تو لوگوں نے ان کی قبر پر کپڑا پھیلا یا تو عبد اللہ بن یزید نے کپڑا کھینچ کر کہا کہ یہ مرد ہے (عورت نہیں ہے)۔ اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

1098- وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَضَعَ الْمَيِّتَ فِي الْقَبْرِ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ .

★★ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب میت کو قبر میں داخل کرتے تو فرماتے بسم اللہ وعلى سنة رسول اللہ ﷺ

اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور ابن حبان نے اس کو صحیح قرار دیا۔

1099- وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ الْحَدُّ إِلَى لَحْدًا وَانْصَبُوا عَلَيَّ اللَّبَنَ نَضْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُونَ .

★★ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الوصال میں فرمایا کہ تم میری قبر لحد کھودنا اور مجھ پر کچی اینٹیں رکھنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر بنائی۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے روایت کیا۔

مشائخ بخارا کے نزدیک پکی قبریں بنانے کا سبب

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ علماء نے پکی اینٹوں اور لکڑی کے تختوں کو مکروہ کہا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ اس وقت ہے جب میت کے گرد ہو، اور اگر اس کے اوپر ہو تو مکروہ نہیں اس لیے کہ یہ درندے سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا، مشائخ بخارا نے فرمایا کہ ہمارے دیار میں پکی اینٹیں مکروہ نہیں کیونکہ زمین کمزور ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت ہے۔ (رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز، دار احیاء التراث العربی بیروت)

۱۰۹۷. مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز باب ما قالوا فی مد الثوب علی القبر ج ۲ ص ۲۲۶

۱۰۹۸. ابو داؤد کتاب الجنائز باب فی الدعاء للمیت اذا وضع فی قبره ج ۲ ص ۱۰۲ صحیح ابن حبان کتاب الجنائز ج ۶ ص ۴۲

۱۰۹۹. مسلم کتاب الجنائز فصل فی استحباب اللحد ج ۱ ص ۳۱۱

لحد میں پکی اینٹ مکروہ ہے جبکہ میت سے متصل ہو اس کے علاوہ میں کوئی حرج نہیں، اور مستحب کچی اینٹ اور بانس

ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں، کتاب الصلوة، منشی نولکشور لکھنؤ)

علامہ ابن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ امام سرخسی نے اس حکم کو اس سے مقید کیا ہے کہ زمین پر تری اور نرمی غالب نہ ہو۔ اگر ایسی ہو تو پکی اینٹ اور لکڑی لگانے میں کوئی حرج نہیں، جیسے اس بناء پر لوہے کا تابوت لگانے میں حرج نہیں

(بحر الرائق، کتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلوته ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

امام اسماعیل زاہد نے اس کی رخصت دی ہے کہ حد میں کچی اینٹوں کے پیچھے پکی اینٹیں لگائی جائیں، اور اس کی وسیت بھی فرمائی تھی، مشائخ بخارا نے فرمایا ہے کہ اگر ہماری زمین میں پکی اینٹ لگائیں تو مکروہ نہ ہوگا اس لیے کہ زمین نرم ہے تو جہاں بھی زمین نرم ہو، پکی اینٹ اور اسی طرح لکڑی کے تختے لگانے میں کوئی حرج نہیں۔ (کشف الغطاء، ج ۱، ص ۵۵)

1100- وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتَى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَنَى

عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَصَحَّحَهُ.

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی پھر اس میت کی قبر

پر تشریف لائے تو سر کی جانب سے تین لپ مٹی ڈالی۔

اس کو ابن ماجہ اور ابن ابی داؤد نے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔

قبروں کو گارے لینے کا بیان

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر لکھنے ان پر تعمیر کرنے اور ان پر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ امام ابویسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کئی سندوں سے حضرت جابر سے مروی ہے بعض اہل علم جن میں حسن بصری بھی شامل ہیں قبروں کو گارے سے لینے کی اجازت دیتے ہیں امام شافعی کے

نزدیک بھی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1049)

1101- وَعَنِ الْقَاسِمِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا أُمِّهُ اِكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةَ وَلَا لَا طِنَةَ مَبْطُوحَةٍ

بِطَحَاءِ الْعُرْصَةِ الْحَمْرَاءِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآخَرُونَ وَفِي إِسْنَادِهِ مَسْتَوْرٌ.

★★ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا اے امی جان

میرے لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں صحابہ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کھولیں تو انہوں نے میرے لئے تینوں کی قبریں

۱۱۰۰. ابن ماجہ ابواب ما جاء في إقامة الصلوة باب ما جاء في حشو التراب في القبر ص ۱۱۳ تلخیص الحیویر کتاب الجنائز

مقلًا عن ابن ماجه وابن ابی داؤد فی کتاب التضرّد ج ۲ ص ۱۳۱

۱۱۰۱. ابو داؤد کتاب الجنائز فی باب فی تسوية القبور ج ۲ ص ۱۰۲

کھولیں جو نہ ہی بہت بلند تھیں اور نہ ہی زمین سے ملی ہوئی تھی اور آپ کی قبر پر میدان کی سرخ ڈالی ہوئی تھیں۔

اس کو ابوداؤد اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند میں راوی مستور الحال ہیں۔

1102- وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّمَارِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَمًا . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

☆☆ حضرت سفیان رحمہم اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو ہان نما دیکھی۔

اس کو امام بخاری رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

کوہان نما قبر بنانے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام مالک، حضرت امام احمد اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے نہ صرف یہ کہ اس حدیث کو بلکہ اس کے علاوہ اور بھی صحیح احادیث کو اپنے اس مسلک کا مستدل قرار دیا ہے کہ قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح اٹھی ہوئی بنانا مسطح بنانے سے افضل ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک قبر مسطح بنانا افضل ہے۔

1103- وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الرَّشَّ عَلَى الْقَبْرِ كَأَنَّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاسْنَادُهُ مُرْسِلٌ قَوِيٌّ .

☆☆ حضرت جعفر بن محمد رحمہم اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قبر پر پانی چھڑکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے

تھا۔

اس کو سعید بن منصور اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل قوی ہے۔

قبر پر پانی چھڑکنے کا بیان

1104- وَعَنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ وَوَضَعَ عَلَيْهِ خَضَاءً . رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَاسْنَادُهُ مُرْسِلٌ جَيِّدٌ .

☆☆ اور آپ ہی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رحمہم اللہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکر رکھے۔

اس کو امام شافعی رحمہم اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند مرسل جید ہے۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں مٹی اس طرح ڈالتے تھے کہ جب پہلی مٹی بھر کر مٹی ڈالتے تو پڑھتے منہا

۱۱۰۲. بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء في قبر النبي صلى الله عليه وسلم ج ۱ ص ۱۸۶

۱۱۰۳. سنن الكبرى للبيهقي كتاب الجنائز باب رش الماء على القبر - الخ ج ۲ ص ۱۱ تلخيص الحبير كتاب الجنائز نقلًا عن

سعید بن منصور في سننه ج ۲ ص ۱۲۲

۱۱۰۴. مسند امام شافعي الباب الثالث والعشرون في صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۲۱۵

بَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْمَيِّتِ

میت کے لئے قرآن پڑھنے کا بیان

1108 - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي أَبِي اللَّجْلَاجُ أَبُو خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا بُنَيَّ إِذَا أَنَا مَيِّتٌ فَالْحَدِّثْنِي فَإِذَا وَضَعْتَنِي فِي لَحْدِي فَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سُنْ عَلَيَّ التَّرَابَ سَنًا ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِي بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ - رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْكَبِيرِ وَاسْنَادُهُ صَحِيحٌ .

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن علاء بن لجلج بن لجلج اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابو لجلج ابو خالد نے کہا اے بیٹے جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے لئے لحد قبر بنانا پس جب تو مجھے قبر میں رکھ دے تو بسم اللہ علی ملت رسول اللہ پڑھ کر رکھنا پھر مجھ پر مٹی برابر کرنا پھر میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

اس کو طبرانی نے معجم الکبیر میں روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

ایصال ثواب کا بیان

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم قبرستان جاؤ تو وہاں سورت فاتحہ، معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو پہنچاؤ جو انہیں پہنچ جاتا ہے۔ ایصال ثواب کے لئے قبروں پر جانے سے اہل قبر یعنی میت کے لئے تو یہ مقصود ہے کہ وہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت وغیرہ سے فائدہ حاصل کرے اور قبر پر جانے والے کے لئے اس نے بہتر ہے کہ وہاں پہنچ کر وہ عبرت حاصل کرے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق مرفوع روایت ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور وہاں قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے تو اسے قبرستان میں مدفون مردوں کی تعداد کے بقدر ثواب ملتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور سورت فاتحہ قل ہو اللہ احد اور الھکم الحکام پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرے کہ میں نے تیرے کلام پاک میں سے جو کچھ اس وقت پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان میں مدفون مومنین اور مومنات کو پہنچاتا ہوں۔ تو قبرستان میں مدفون مردے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے والے ہو جاتے ہیں۔

حضرت حماد بنی رحمہ اللہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات مکہ کے ایک قبرستان جا پہنچا اور وہاں ایک قبر پر سر رکھ کر سو رہا اچانک خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اہل قبرستان یعنی مردے مختلف ٹکڑیوں میں حلقہ بنائے بیٹھے ہیں میں نے کہا کہ کیا

قیامت قائم ہوگئی ہے؟ جو تم سب قبروں سے باہر نکلے بیٹھے ہوں انہوں نے کہا کہ نہیں، بلکہ ہمارے بھائیوں میں سے ایک شخص نے قل هو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے لہذا اب ہم لوگ ایک برس سے یہاں بیٹھے ہوئے اسی ثواب کو آپس میں تقسیم کر رہے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان جائے اور وہاں بغرض ایصال ثواب سورت یسین تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ اہل قبرستان کے عذاب میں کمی کرتا ہے اور اس شخص کو قبرستان میں مدفون مردوں کی تعداد کے بقدر نیکیاں دی جاتی ہیں۔

حضرت امام شافعی کا قول علامہ سیوطی جو شافعی المذہب ہیں، شرح الصدور میں لکھا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ قرآن پڑھ کر اگر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے تو آیا وہ ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ جمہور سلف یعنی صحابہ دنا بعین پہلے زمانہ کے علماء اور تینوں ائمہ تو یہ کہتے ہیں کہ میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے مگر ہمارے امام حضرت شافعی نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے۔ پھر اس کے بعد سیوطی نے امام شافعی کے دلائل کے کئی جواب لکھ کر یہ بات ثابت کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بدنی اعمال و عبادات کا ثواب جیسے نماز روزہ اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی میت کو بخش دے تو اس میت کو اس کا ثواب ملتا ہے (اس بارہ میں مزید تحقیق کے لئے شرح الصدور یا مرقات دیکھی جاسکتی ہے۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایصال ثواب کا بیان

اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس باب میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل میں اختیار رکھتا ہے کہ وہ دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اس کے علاوہ ہو۔ کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے دو مینڈھوں کی قربانی کی کہ ان سیاہی میں کچھ سفیدی ملی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک اپنی طرف سے جبکہ دوسرا اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے تھا جنہوں نے اللہ وحدانیت کا اقرار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریوں میں ایک بکری کی قربانی اپنی امت کی طرف سے کی۔ (ہدایہ، کتاب حج، لاہور)

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں ختم قبیلے کی ایک عورت آئی فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو دیکھنے لگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت کہ میرا باپ نہایت بوڑھا ہے۔ اور وہ اونٹنی پر جم نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ قصہ حج ووداع کا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۵۱۳)

اگر کسی صاحب پر حج فرض تھا حج کی ادائیگی سے پہلے اُن کا انتقال ہو جائے اور انہوں نے حج کے متعلق وصیت نہیں کی

تو ایسے صاحب کی جانب سے اگر ان کے ورثہ میں سے کوئی ان کی جانب سے حج کریں تو اس مسئلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حج کو فرض حج کے قائم مقام کر دے اور مرحوم کی جانب سے حج کی فرضیت ساقط ہو جائے ہاں ورثہ کے علاوہ غیر وارث کوئی شخص حج کرے تو نفل حج ہوگا فریضہ کی ادائیگی نہ ہوگی۔

اگر آپ کے والد پر حج فرض تھا جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے کہ سفر حج کی تیاری ہو چکی تھی ان کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی وصیت نہیں کی تھی ایسی صورت میں ورثہ میں کوئی حج بدل کر لیں تو ان کی جانب سے ان شاء اللہ تعالیٰ فرض حج ادا ہو جائے گا والد یا والدہ کی جانب سے حج کرنا اولاد کے لئے بڑی سعادت و خوش بختی عظیم فضیلت و ثواب کا باعث ہے۔

امام دارقطنی روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن ابیه او امه فقد قضی عنہ حجته و کان لہ فضل عشر حجج .

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والد یا والدہ کی جانب سے حج کیا یقیناً اس نے ان کی جانب حج ادا کر لیا اور اسے دس حج کی ادائیگی کی فضیلت حاصل ہے۔

(سنن الدارقطنی کتاب الحج حدیث نمبر: 2841)

امام طبرانی کی معجم اوسط میں روایت ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج عن والدیہ او قضی عنہما مغرمًا بعثہ اللہ یوم القیامۃ مع الابرار .

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کی جانب سے حج کیا یا ان کی جانب سے قرض ادا کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن نیکو کاروں کے ساتھ مبعوث فرمائے گا۔ (معجم اوسط طبرانی حدیث نمبر: 7800) رد المحتار کتاب الحج باب الحج عن الخیر میں ہے

الذی تحصل لنا من مجموع ما قررناه ان من اهل بحجة عن شخصین، فإن امراه بالحج وقع حجه عن نفسه البتة، وإن عین احدهما بعد ذلك . وله بعد الفراغ جعل ثوابه لهما او لاحدهما، وإن لم یامراه فکذلك إلا إذا کان وارثا وکان علی المیت حج الفرض ولم یوص به فیقع عن المیت عن حجة الإسلام للامر دلالة وللنص، بخلاف ما إذا اوصی به لان غرضه ثواب الإنفاق من ماله، فلا یصح تبرع الوارث عنه امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہو گیا تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی

ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے توجہ کر۔ کیا تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ تعالیٰ کا قرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

دارقطنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، روز قیامت ابرار کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔" (دارقطنی، ۲۵۸۵)

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اُن کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اُس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔" (دارقطنی، ۲۵۸۳)

زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو مقبول ہوگا اور اُن کی رُو میں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکو کار لکھا جائیگا۔" (دارقطنی، ۲۵۸۷)

ابو حفص کبیر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: "ہاں بیشک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمہارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔" (مسلم منقسط)

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مردی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: "ہاں۔" (مسلم منقسط)

ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج و عمرہ نہیں کر سکتے اور ہودج پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: "اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو۔"

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں فقہاء اربعہ کا مذہب

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حج کے دوران) ایک شخص کو سنا کہ وہ شہرہ کی طرف سے لبیک کہہ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ شہرہ کون ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے یا کہا کہ میرا قریبی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم اپنی طرف سے حج کر چکے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پہلے تم اپنی طرف سے حج کرو پھر شہرہ کی طرف سے حج کرنا۔

(شافعی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے اپنا فرض حج نہ کر چکا ہو اس کو دوسرے کی طرف سے حج کرنا مست نہیں ہے، چنانچہ یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست ہے چاہے خود اپنا فریضہ حج ادا نہ کر پایا ہو۔ لیکن ان حضرات کے نزدیک بھی اولیٰ یہی ہے کہ پہلے اپنا حج کرے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے حج کرے چنانچہ ان کے مسلک کے مطابق اس حدیث میں پہلے اپنا حج کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے وجوب کے طور پر نہیں ہے۔ ویسے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا یہ کہ منسوخ ہے اس لئے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

زندہ یا میت کی طرف سے حج کا اجیر بنانے میں اہل تشیع کا نظریہ

میت کی جانب سے حج واجب یا مستحب کے لئے کسی شخص کو اجیر کرنا جائز ہے، لیکن زندہ شخص کی جانب سے فقط مستحب حج کے لئے کسی کو اجیر کیا جاسکتا ہے، مگر وہ لوگ کہ جن پر حج واجب ہے اور کوتاہی کے سبب حج بجا نہیں لائے اور فی الوقت بیماری یا بیہوشی و ناتوانی کی وجہ سے حج پر قادر نہیں ہیں، ایسی صورت میں ان لوگوں پر نایب کرنا واجب ہے، لیکن اگر ایسے وقت استطاعت مالی میسر ہوئی کہ استطاعت جسمانی سے محروم ہے، یا راستہ اس کے لئے مسدود ہے تو حج اس پر واجب نہیں ہے اور نایب کرنا بھی واجب نہیں ہے، نہ حیات میں، نہ اس کی موت کے بعد

مسئلہ۔ جس شخص پر حج مستقر اور متعین ہوا، یعنی سال اول ہر رخ سے استطاعت رکھنے کے باوجود حج پر نہیں گیا، اگر بعد میں بیماری یا پیری کی وجہ سے حج پر جانے کی قدرت سے ہاتھ دھو بیٹھے یا اس کے لئے بہت پر مشقت ہو تو ایسی صورت میں کسی کو نایب کرنا واجب ہے، البتہ شرط یہ ہے کہ آئندہ اور مستقبل میں اچھا ہونے اور قدرت پیدا کرنے کی امید نہ رکھتا ہو، اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اولین فرصت میں اس کام کو انجام دے

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کئی سالوں سے مستطیع ہے اور فی الوقت موجودہ کسالت کے پیش نظر ہوائی جہاز کا سفر اس کے لئے میسر نہیں ہے اور ہوائی جہاز کے علاوہ دوسرا اور کوئی وسیلہ اس کے لئے فراہم نہیں ہے تو بیہودی کی امید نہ رکھنے کی صورت میں کسی کو اپنے حج کے نیابت دینا واجب ہے۔ (توضیح المسائل، باب نیابتی حج)

قرآن کی روشنی میں ایصال ثواب کا ثبوت و تحقیق

قرآن مجید کی آیات میں سے بہت سی آیات سے یہ استدلال ثابت ہے۔ کہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کا اسلام حکم دیتا ہے۔ یہ بھلائی دنیاوی ہو یا خردی ہو دونوں طرح سے حسن سلوک کرنا نیکی ہے۔ اسی طرح فوت شدہ مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے کا بہترین طریقہ ایصال ثواب ہے۔

(۱) فوت شدہ مسلمانوں کے لئے دعا کرنے کا حکم

وَلَا تُخَوِّنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ
اور وہ جو ان کے بعد آئے۔ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے رب ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اس آیت میں غور کریں کہ دوسروں کے لئے دعا کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اس میں عموم ہے خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت شدہ ہوں۔ جب حکم عموم کے بیان ہوا اور اس کے عموم پر یعنی جب فوت شدہ کو ثواب پہنچنے کا حکم ثابت ہو رہا ہے۔ اور احادیث متواترہ بھی دوسروں کو ثواب پہنچانے پر حجت ہوں تو اس حکم میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ یقیناً اس اعتقاد کو اپنانا قرآن و سنت کے تعلیمات کے عین مطابق ہوگا۔ کہ دوسروں کو ثواب پہنچتا ہے۔ البتہ احادیث سے ایسے دلائل بھی موجود ہیں جو اوقات کی تخصیص کا فائدہ دیتے ہیں۔ جس طرح نماز میں سو مسلمان یا چالیس مسلمان یا تین صفوں کی فضیلت کہ ان کی دعا سے فوت ہونے والا بخشا جائے گا۔

(۲) آنے والے زمانے میں پیدا ہونے والی اولاد کے لئے دعا کا حکم

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ☆ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ ☆ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ (ابراہیم، ۴۰)

اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو۔ اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

احادیث کی روشنی میں ایصال ثواب کا ثبوت و تحقیق

(۱) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ان کی والدہ فوت ہو گئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا؟ میری ماں فوت ہو گئی ہے کیا میں اسکی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ کون سا صدقہ بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی پلانا۔ (امروئیسائی)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی طرح ہے، جو اپنے ماں باپ، بھائی یا کسی دوست کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب اسے دعا پہنچتی ہے تو اسے یہ دنیا جہاں کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ بیشک اہل دنیا کی دعا سے اللہ تعالیٰ اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔ مردوں کے لئے زندوں کا بہترین تحفہ ان کے لئے استغفار کرنا ہے۔ (بیہقی)

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ جنت میں نیک آدمی کا درجہ بلند فرماتا ہے تو آدمی عرض کرتا

ہے، یا اللہ ایہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ اللہ رب العالمین فرماتا ہے: تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کیا ہے۔ (ترمذی)

(۴) حضرت معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ کو جب حد زنا لگنے سے سنگسار کر دیا تو بعد از دفن جب دو دن یا تین گزر گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے جہاں صحابہ کرام بیٹھے تھے پس سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بیٹھ گئے اور صحابہ کرام کو فرمایا کہ معاذ بن مالک کی بخشش کی دعا کرو تو صحابہ کرام نے معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ کی مغفرت کی دعا مانگی۔ (مسلم، جلد دوم) بفضلہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کا یہی معمول ہے۔

ساتواں:

(۵) حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک مردے سات دن تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابہ کرام سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھانا مستحب سمجھتے تھے۔ (شرح الصدور ابو نعیم فی الحلیہ) چنانچہ شیخ الحدیث حضرت شاہ عند الحق محدث دہلوی نے فرمایا و تصدیق کردہ شود از میت بعد رفتن اواز عالم تا ہفت روز۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ) اور میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کرنا چاہیے۔

دسواں:

(۶) فرمایا دس دنوں میں قرآن ختم کرو۔ (بخاری شریف، جلد اول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ قرآن کتنے دنوں میں پڑھا جائے فرمایا دس دنوں میں۔ (ابوداؤد مترجم جلد اول) لہذا قرآن پڑھ کر میت کو بخشنے میں کوئی حرج نہیں! (۷) حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو سکھایا کرتے تھے کہ وہ جب قبرستان جائیں تو وہاں یہ کہیں دعا (السلام علیکم اہل الدیار من المومنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ للاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ) سلامتی ہو تم پر اے گمراہے مومنین و مسلمین سے! یقیناً ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم سے ضرور ملیں گے ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے عافیت یعنی مکرہات سے نجات مانگے ہیں۔ (مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کو گھر اس لیے فرمایا ہے کہ جس طرح زندہ انسان اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہیں اسی طرح مردے اپنی اپنی قبروں میں رہتے ہیں۔

اہل الدیار من المومنین والمسلمین من المومنین اہل الدیار کا بیان اور اس کی وضاحت ہے اسی طرح و المسلمین من المومنین کی تاکید کے لیے استعمال فرمایا گیا ہے۔

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے قبرستان سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبروں کی طرف روئے مبارک کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ دعا (السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالانفس)۔ اے قبر والو! تمہاری خدمت میں سلام پیش ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم میں سے پہلے پہنچے ہوئے ہو اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے ہی والے ہیں۔ امام ترمذی

نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حدیث کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبروں کی طرف اپنا روئے مبارک کر کے متوجہ ہوئے، میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب کوئی شخص اہل قبور پر سلام پیش کرے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اس وقت اس کا منہ میت کے منہ کے سامنے ہو، اسی طرح جب دعاء مغفرت و فاتحہ خوانی وغیرہ کے لیے قبر پر کھڑا ہو تو اپنا منہ میت کے سامنے رکھے چنانچہ علماء و مجتہدین کا یہی مسلک ہے اور اسی کے مطابق تمام مسلمانوں کا عمل ہے صرف علامہ ابن حجر اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ قبر پر حاضر ہونے والا دعائے مغفرت و فاتحہ خوانی کے وقت اپنا منہ قبلہ کی طرف رکھے۔

مظہر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی میت کی زیارت اس کی زندگی کی ملاقات کی طرح ہے لہذا جس طرح کسی شخص کی زندگی میں اس سے ملاقات کے وقت اپنا منہ اس کے منہ کی طرف متوجہ رکھا جاتا ہے اس طرح اس کے مرنے کے بعد اس کی میت یا اس کی قبر کی زیارت کے وقت بھی اپنا منہ اس کے منہ کے سامنے رکھا جائے پھر یہ کہ کسی بھی میت کے سامنے وہی طریقہ و آداب ملحوظ رہنے چاہئیں جو اس کی زندگی میں نشست و برخاست کے وقت ملحوظ ہوتے تھے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی ایسے شخص کی ملاقات کے وقت جو اپنے کمالات و فضائل کی بنا پر عظیم المرتبت و رفیع القدر تھا ادب و احترام کے پیش نظر اس کے بالکل قریب نہیں بیٹھتا تھا بلکہ اس سے کچھ فاصلہ پر بیٹھتا تھا تو اب اس کی میت یا اس کی قبر کی زیارت کے وقت بھی وہ فاصلہ سے کھڑا رہے یا بیٹھے اور اگر اس کی زندگی میں بوقت ملاقات اس کے قریب بیٹھتا تھا کہ جب اس کی میت یا قبر کی زیارت کرے تو اس کے قریب ہی کھڑا ہو یا بیٹھے۔

جب کسی قبر کی زیارت کی جائے تو اس وقت سورۃ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب میت کو بخش کر اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

ائمہ اربعہ کے مطابق ایصال ثواب کا ثبوت

حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور بدنی عبادتوں کے ذریعہ ایصال ثواب حدیث سے ثابت ہے اور یہی ائمہ اربعہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کی رائے ہے اور فقہاء شوافع میں سے بھی بہت سے لوگ اسی کے قائل ہیں؛ البتہ عمل کے لئے اخلاص چاہئے اور جس میں اخلاص ہو، جو عمل اخلاص سے خالی ہو وہ خود لائق ثواب نہیں اور جو عمل خود ہی لائق ثواب نہ ہو اس کا ثواب دوسروں کو کیوں کر ایصال کیا جاسکتا ہے؟ یہی بات مشہور فقیہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے۔ (رد

المحتار، ابن عابدین شامی)

حافظ سیوطی شرح الصدور میں لکھتے ہیں کہ: جمہور سلف اور ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد) کے نزدیک

میت کو تلاوت قرآن کریم کا ثواب پہنچتا ہے، لیکن اس مسئلے میں ہمارے امام شافعی کا اختلاف ہے۔

انہوں نے امام قرطبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: شیخ عز الدین بن عبد السلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو تلاوت قرآن کریم کا ثواب نہیں پہنچتا، جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے کسی شاگرد کو خواب میں ان کی زیارت ہوئی، اور ان سے دریافت کیا

کہ آپ زندگی میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے، اب تو مشاہدہ ہو گیا ہوگا، اب کیا رائے ہے؟ فرمانے لگے کہ: میں دنیا میں یہ فتویٰ دیا کرتا تھا، لیکن یہاں آ کر جو اللہ تعالیٰ کے کرم کا مشاہدہ کیا تو اس فتویٰ سے رجوع کر لیا، میت کو قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔ امام محی الدین نووی شافعی شریعہ المہذب میں لکھتے ہیں کہ: قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ جس قدر ہو سکے قرآن کریم کی تلاوت کرے، اس کے بعد اہل قبور کے لئے دعا کرے، امام شافعی نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اس پر ہمارے اصحاب متفق ہیں۔ فقہائے حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کی کتابوں میں بھی ایصالِ ثواب کی تصریحات موجود ہیں، اس لئے میت کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی تو بلاشبہ درست ہے۔ (شرح مہذب، ج ۵، ص ۳۱۱، ہدوت)

غیر مقلدین کے اکابرین سے ایصالِ ثواب کا ثبوت

غیر مقلد عالم مولوی عبدالستار لکھتا ہے۔ میت کے لئے انفرادی طور پر قرآن پڑھ کے اس کا ثواب میت کو پہنچانا چاہئے، اتفاقہ طور پر اگر کچھ لوگ جمع ہو جائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مگر اس کو رسم اور رواج نہیں بنانا چاہئے، امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے کہ میت کو قرآن پڑھنے کا ثواب پہنچتا ہے، امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

وقراءة القرآن عنه لهذا فيه قولان احدهما ينتفع به وهو مذهب احمد و ابی حنیفہ۔ (فتاویٰ ص ۳۱۵)
یعنی میت کی طرف سے قرآن پڑھنے کے بارے میں دو قول ہے، ایک قول یہ ہے کہ میت کو اس سے فائدہ ہوتا ہے اور یہی امام احمد اور امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔

نیز فرماتے ہیں: فاذا اهدى ميت ثواب صيام او صلاة او قراءة جاز ذالك (ص ۳۲۲) یعنی اگر میت کو روزہ، نماز یا قرآن کی تلاوت کا ثواب ہدیہ کرنے تو یہ جائز ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ شائع کردہ مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی)
اس تمام بحث سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لائق ہو گئے ہیں کہ:

۱۔ مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرنا عین اسلام ہے۔

۲۔ وہ کھانے اور نعمتیں جن پر اللہ کا نام لیکر ایصالِ ثواب کی غرض سے جا جہنمدوں کو کھلایا جاتا ہے، وہ شرعاً درست ہے۔

۳۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے جسکو اللہ نے سفارش و عطا کا حق دے رکھا ہے۔

۴۔ شفاعت کا نظریہ حقیقی ہے اور قرآن اس کا مصدق ہے۔

۵۔ ایصالِ ثواب و شفاعت کا نظریہ کسی طور بھی بدعت نہیں اور اسکو بدعت کہنا از خود بدعت ہے اور خلاف قرآن و سنت ہے۔

بَابُ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ

یہ باب قبروں کی زیارت کے بیان میں ہے

زیارت کے لغوی معنی و مفہوم کا بیان

عربی لغت میں ہر لفظ کا مادہ کم از کم سہ حرفی ہوتا ہے جس سے باقی الفاظ مشتق اور اخذ ہوتے ہیں۔ عربی لغت کے اعتبار

سے زیارت کا معنی دیکھیں تو یہ لفظ زائر، یزور، زور سے بنا ہے۔ جس کے اندر ملنے، دیکھنے، نمایاں ہونے، رغبت اور جھکاؤ کے معانی پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ کسی کی ملاقات کے لئے جائے تو اس میں اس شخص یا مقام کی طرف رغبت، رجحان اور جھکاؤ بھی پایا جاتا ہے اور بوقت ملاقات رویت بھی ہوتی ہے اس لئے اس عمل کو زیارت بھی کہا جاتا ہے۔

ائمہ لغت نے زور کے درج ذیل معانی بیان کئے ہیں، زائر یزور زوراً کا معنی ہے، اس نے فلاں شخص سے ملاقات کی یا فلاں کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ (زبیدی، تاج العروس، 6، 477)

زیارت کا معنی ہے کسی سے ملنے کے لئے آنا۔ یہ لفظ زور سے نکلا ہے جس کا معنی ہے سینہ کی ہڈیوں کی ملنے کی جگہ یا میلان، رجحان اور رغبت۔ (بطرس ہستانی، معجم المحیط، 384)

محیط المحیط (ص، 384) میں زیارت کا معنی یوں بھی لکھا ہے، لفظ زیارة مصدر بھی ہے اور اسم بھی۔ جس کا معنی کسی جگہ اہالیان سے ملنے کے لئے جانا جیسے دوست احباب کی ملاقات یا دوسرا معنی کسی جگہ موجود آثار سے حصول برکت کے لئے جانا جیسے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے جانا۔

لغت کی معروف کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے، عرف عام میں زیارت سے مراد کسی شخص کے ادب و احترام اور اس سے محبت کی بناء پر اس کی ملاقات کے لئے جانا۔ (لیوی، المصباح السیر فی غریب شرح الکبیر للرافعی، 1، 260)

اسی سے مزار ہے۔ جس کا معنی ہے وہ جگہ جس کی زیارت کی جائے۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں، مزار سے مراد زیارت کرنے کا مقام ہے۔ (ابن منظور افریقی، لسان العرب، 4، 333)

اسی سے زائر بھی ہے جس کا معنی ہے، زیارت کے لئے جانے والا شخص یا ملاقاتی۔

زیارت کے شرعی معنی و مفہوم کا بیان

قرآن و حدیث کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ذوات عالیہ اور مقامات مطہرہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی نعمت و رحمت سے نوازا ہے اور ان کو دیگر مخلوق پر ترجیح دی ہے۔ ان بابرکت ذوات اور اماکن مقدسہ پر حاضری کے لئے جانا مشروع، مسنون، مندوب اور مستحب عمل ہے، عرف عام میں اسی کو زیارت کہا جاتا ہے۔

قبروں کی زیارت کرنے کے حکم کا بیان

1109 - عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پس

(اب) تم زیارت کیا کرو۔

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1110- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُولِي السَّلَامَ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأَخِرِينَ وَأَنَا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْأَحْقُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

☆☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (جب میں قبرستان جاؤں) تو کیا کہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا (جا کر کہنا) اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو ہم میں سے جو پہلے جا چکے ہیں اور جو بعد میں جانے والے ہیں سب پر اللہ رحم فرمائے اور بے شک انشاء اللہ ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1111- وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ أَنْ يَقُولَ قَائِلُهُمُ السَّلَامَ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَأَنَا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لِلْأَحْقُونَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَابْنُ مَاجَةَ.

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان کی طرف نکلیں تو ان میں سے کہنے والا یہ کہے اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو تم پر سلام ہو اور بے شک ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ اس کو امام احمد رحمہ اللہ اور مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا اور ابن ماجہ نے۔

شرح

مقصد کے اعتبار سے قبروں پر جانے کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) محض موت کو یاد کرنے اور آخرت کی طرف توجہ کے لئے اس مقصد کے تحت صرف قبروں کو دیکھ لینا ہی کافی ہے خواہ قبر کسی کی بھی ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ صاحب قبر کے بارہ میں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کون تھا اور کیسا تھا؟ (۲) دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب وغیرہ کے لئے یہ ہر مسلمان کے لئے مسنون ہے (۳) حصول برکت و سعادت کی خاطر اس مقصد کے تحت اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کی جاتی ہے کیونکہ برزخ میں بزرگان دین اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کی برکتیں بے شمار ہیں۔ (۴) عزیز دوست کے ادائے حق کے لئے۔ یعنی کسی اپنے عزیز مثلاً والدین یا دوست کی قبر پر اس مقصد کے تحت جانا کہ وہاں پہنچ کر ان کے لئے دعاء مغفرت و ایصالِ ثواب کرنا

۱۱۱۰۔ مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذہاب الی زیارة القبور ج ۱ ص ۳۱۴

۱۱۱۱۔ مسند احمد ج ۵ ص ۲۵۳ مسلم کتاب الجنائز فصل فی الذہاب الی زیارة القبور ج ۱ ص ۳۱۴ ابن ماجہ ابواب ما جاء

فی اقامة الصلوة باب ما جاء فیہا یقال اذا ادخل المقابر ص ۱۱۲

اپنے اوپر ان کا حق ہے چنانچہ حدیث ابو نعیم میں منقول ہے کہ جو شخص پانے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک قبر کی زیارت بعد کے روز کرے تو اس کا یہ فعل حج کے برابر ہوتا ہے۔ (۵) دینی اخوت و محبت اور انس مہربانی کے تحت جیسا کہ ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی بھی مومن بھائی کی قبر پر گررتا ہے اور وہاں سلام و دعاء مغفرت وغیرہ پیش کرتا ہے تو مومن اس شخص کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

قبروں کی زیارت کے اہم مقصد کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے پہلے تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا مگر اب تم قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔" (ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف: جلد دوم: حدیث نمبر 264)

حدیث میں گویا قبروں پر جانے کی علت بیان فرمائی جا رہی ہے کہ قبروں پر کیوں جانا چاہئے؟ چنانچہ فرمایا جا رہا ہے کہ قبروں پر جانا درحقیقت انسان کے دل و دماغ میں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی کا احساس پیدا کرتا ہے کہ جب انجام کار یہی ہے تو دنیا میں دل لگانا اور اپنی زندگی پر گھمنڈ کرنا بے کار ہے چنانچہ بڑے بڑے انسان اس دنیا میں پیدا ہوئے کسی نے اپنی سلطنت و حکومت کا سہارا لے کر خدائی کا دعویٰ کیا کسی نے طاقت و دولت کے نشہ میں اپنی برتری و سطوت کا مظاہر کیا، کسی نے سائنس و ایجدات کے فریب میں قدرت سے مقابلہ کی ٹھانی اور کسی نے جاہ اقتدار کے بل بوتہ پر امن و سکون کے لالہ زاروں کو دہکتی ہوئی جہنم اور بہتے ہوئے خون کے دریا میں تبدیل کر دیا مگر انجام کیا ہوا کہ جب انہیں مٹی کے تو دوں میں دبایا گیا تو کوئی نام لیوانہ رہا جب ان کی لاشوں کو دریا کی آغوش میں ڈال دیا گیا تو موجوں کے ایک ہی تھپڑے نے غرور نخوت کے مجسمہ کو دریائی جانوروں کے منہ میں پہنچا دیا اور جب ان کے جسم کو آگ کے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا تو بے چارگی و بے نیگی بے اختیار مسکرا اٹھی۔ قبروں پر جانے کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ آخرت کی یاد دلاتا ہے یعنی قبروں پر پہنچ کر یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اس عالم کے علاوہ ایک عالم اور ہے جہاں جانا ہے اور وہاں جا کر اس عالم کے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ اس سے معصوم ہوا کہ قبرستان پہنچ کر قبروں کو عبرت کی نظروں سے دیکھا جائے اور موت کو یاد کیا جائے کہ موت کی یاد ہی درحقیقت دنیاوی لذتوں کے فریب کا پردہ چاک کرنے والی اور گناہوں و معصیت کی ہر کدورت کو صاف کرنے والی ہے۔

بَابُ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بیان میں ہے

اکبریم رضی اللہ عنہ کے روضہ اطہر کی زیارت کا بیان

1112- عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى قَبْرِي وَحَثَّ لَهُ

شَفَاعَتِي. رَوَاهُ ابْنُ حُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَالذَّارِقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَآخَرُونَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

اس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں دارقطنی سیہی اور دیگر محدثین نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

1113- وَعَنْ أَبِي الْبَرْدَةِ أَنَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنْ يَلَا رَأَى لِي مَنَامِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ لَهُ مَا هَذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ أَمَا إِنَّ لَكَ أَنْ تَزُورَنِي يَا بِلَالُ فَأَتْبَعَهُ حَزِينًا وَجِلًّا خَائِفًا لِرَكْبِ رَاحِلَتِهِ وَقَصْدَ الْمَدِينَةِ فَأَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَبْكِي عِنْدَهُ وَيَمْرُغُ وَجْهَهُ عَلَيْهِ فَأَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَجَعَلَ يَضُمُّهُمَا وَيَقْبَلُهُمَا فَقَالَ لَهُ نَشْتَهِي نَسْمَعُ أَذَانَكَ الَّذِي كُنْتَ تُؤَدِّنُ بِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَعَلَّ فَعَلًا سَطَحَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ مَوْقِفَهُ الَّذِي كَانَ يَقِفُ فِيهِ فَلَمَّا أَنْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ارْتَجَبَتِ الْمَدِينَةُ فَلَمَّا أَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِزْدَادَ رَجَّتْهَا فَلَمَّا أَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ خَرَجَتِ الْعَوَاتِقُ مِنْ خُدُورِهِنَّ وَقَالُوا أَيْعَتِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَى يَوْمًا أَكْبَرَ بِأَكْبَرًا وَلَا بَأَكْبَرَةً بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ . رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَقَالَ النَّحْوِيُّ الشَّيْخِيُّ إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ .

☆☆ حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی درحالیکہ کہ آپ ان سے فرما رہے تھے اے بلال! یہ کیسی بے وفائی ہے کیا تیرا دل نہیں کرتا کہ تو میری زیارت کرے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ غمزدہ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف چل پڑے نبی اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر رونا شروع کر دیا اور اپنا چہرہ اس پر ملنے لگے اتنے میں امام حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگانا اور چوسنا شروع کر دیا تو ان دونوں نے کہا ہم آپ سے وہی اذان سننا چاہتے ہیں جو آپ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے لئے کہتے تھے تو آپ مسجد کی چھت پر چڑھ کر اسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں (اذان کہنے کے لئے) آپ کھڑے ہوتے تھے پس جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو مدینہ طیبہ میں کہرام مچ گیا جب انہوں نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا تو رونے کی آوازیں اور زیادہ ہو گئیں پھر جب اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو نوجوان لڑکیاں پردوں سے باہر نکل آئیں اور لوگ کہنے لگے کیا رسول اللہ ﷺ دوبارہ تشریف لے آئے ہیں پس مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نے اس دن سے زیادہ کسی رونے والے اور رونے والیوں کو نہ دیکھا۔

اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور تقی سبکی نے کہا کہ اس کی سند جید ہے۔

۱۱۱۲. صحیح ابن حریبۃ شعب الایمان للبیہقی باب فی المناسک ج ۳ ص ۴۹۰ دارقطنی کتاب الحج ج ۲ ص ۲۷۸ کشف الاستار

کتاب الحج باب زیارة قبر سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۵۷

۱۱۱۳. التحفة الطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة لامام السخاوی ج ۱ ص ۲۲۱

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے زیارت روضہ اطہر کی ترغیب

خود سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارشادات گرامی میں روضہ اقدس کی زیارت کی ترغیب دی اور زائر کے لئے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔

۱. حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روضہ اطہر کی زیارت کے حوالے سے ارشاد فرمایا، جسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِي، وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي.

جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

دار فطنی، السنن، 2، 2782، مشکیم نرمدی، نواسر الاصول، 2، 673، بیہقی، شعب الایمان، 3، 490، رقم،

4160، 4159

4۔ ذہبی نے میزان الاعتدال (6، 567) میں کہا ہے کہ اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے مختصر المختصر میں نقل کیا ہے۔ ایک دوسری روایت میں حلف لہ شفاعتی کے الفاظ بھی ہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ شواہد الحق فی الاستغاثہ بسید المخلوق (ص، 77) میں لکھتے ہیں کہ ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی چند اسناد بیان کرنے اور جرح و تعدیل کے بعد فرماتے ہیں۔ مذکورہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے۔ جن احادیث میں زیارت قبر انور کی ترغیب دی گئی ہے ان کی تعداد دس سے بھی زیادہ ہے، ان احادیث سے مذکورہ حدیث کو تقویت ملتی ہے اور اسے حسن سے صحیح کا درجہ مل جاتا ہے۔ (شفاء السقام فی زیارة قبر الانام، 3، 11)

عبد الحق اشعری نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام سیوطی نے منال الصفا فی تخریج احادیث الشفا (ص، 71) میں اسے صحیح کہا ہے۔ شیخ محمود سعید مدوح رفع المنارہ (ص، 318) میں اس حدیث پر بڑی مفصل تحقیق کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے اور قواعد حدیث بھی اسی رائے پر دلالت کرتے ہیں۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کے زائر پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت متحقق اور لازم ہوگئی یعنی اللہ تعالیٰ سے زائر کی معافی و درگزر کی سفارش کرنا لازم ہوگیا۔

2۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ زَارَنِي بِالْمَدِينَةِ مُتَحَسِبًا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جس شخص نے خصوصاً نیت سے مدینہ منورہ حاضر ہو کر میری زیارت کا شرف حاصل کیا، میں قیامت کے دن اس کا گواہ

ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

بیہقی، شعب الایمان، 3، 490، رقم، 41572، سبکی، شفاء السقام فی زیارة خیر الانام، 283، سفیریزی، استماع

الذمیع، 14، 614، عسقلانی، تلخیص العیبر (2، 267) میں اسے مرفوع کہا ہے۔

3. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا يَعْمَلُهُ حَاجَةً إِلَّا زِيَارَتِي، كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جو بغیر کسی حاجت کے صرف میری زیارت کے لیے آیا اُس کا مجھ پر حق ہے کہ میں روزِ قیامت اُس کی شفاعت کروں۔

طبرانی: المعجم الكبير: 12، 225، رقم: 131492، طبرانی: المعجم الأوسط: 5، 275، رقم: 45433،

صیسی: مجمع الزوائد: 4، 42، رقم: 415، 6، میں اسے مرفوع کہا ہے۔

ابن السکن نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب السنن الصحاح ماثورة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ میں اس کتاب میں نقل کردہ روایات کو بالا جماع ائمہ حدیث کے نزدیک صحیح قرار دیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو انہوں نے کتاب الحج میں باب ثواب من زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی نقل کیا ہے۔

4. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہادی، برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِي، أَوْ قَالَ، مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا، وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ مِنَ الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

جس نے میری قبر (یا راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)، میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا اور جو کوئی دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اُسے روزِ قیامت ایمان والوں کے ساتھ اٹھائے گا۔

طبرانی: المعجم الكبير: 12، 13، رقم: 652، دارقطنی: السنن: 2، 2783، بیہقی: السنن الكبير: 5، 245، رقم: 10053

5. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے،

مَنْ حَجَّ فَرَّارَ قَبْرِي بَعْدَ وَفَاتِي، فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي.

جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

دارقطنی: السنن: 2، 2782، طبرانی: المعجم الكبير: 12، 310، رقم: 134973، طبرانی: المعجم الأوسط: 4،

223، رقم: 3400، 4، خطیب: تہذیب نیریزی: مشکوٰۃ المصابیح (2، 128، کتاب المناجک: رقم: 2756) میں اسے مرفوع

حدیث قرار دیا ہے۔

جو لوگ اپنے باطل عقیدے کی بناء پر حدیث لا تشد الز حال سے غلط استدلال کرتے ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی نیت سے جانے کے ساتھ ساتھ انبیاء و صالحین کے مزارات کی زیارت سے منع کرتے ہیں اور اسے (معاذ اللہ) سفر معصیت و گناہ اور شرک قرار دیتے ہیں وہ بلاشبہ صریح غلطی پر ہیں۔ صحیح عقیدہ وہی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی حاضری بلند درجہ باعثِ ثواب اعمال میں سے ہے۔ نیز قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک اہل اسلام کا یہ معمول ہے کہ وہ ذوق و شوق سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے جاتے ہیں اور

اسے دنیا و مافیہا سے بڑھ کر عظیم سعادت و خوش بختی سمجھتے ہیں۔

استطاعت کے باوجود زیارت نہ کرنے پر وعید

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے۔

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي.

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری (قبر انور کی) زیارت نہ کی تو اس نے میرے ساتھ جفا کی۔

سبکی: شفاء القمام فی زیارة خیر الانام ، 212 اس صبر مکی: الجواهر المنظم ، 3: 28 نسبانی: نوالہ العمود فی

الاستغناء بہم الخلو ، 82

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بڑا واضح ہے۔ اس میں اُمتِ مسلمہ کے لئے کڑی تنبیہ بھی ہے کہ جس مسلمان نے حج کی سعادت حاصل کی مگر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری نہ دی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جفا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لطف و کرم سے محروم ہوا جبکہ زائرِ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا منفرد اعزاز نصیب ہوگا۔ اس حوالے سے امام سبکی شفاء القمام فی زیارة خیر الانام (ص 11) میں لکھتے ہیں۔

روضہ اقدس کی زیارت کرنے والے عشاق کو وہ شفاعت نصیب ہوگی جو دوسروں کے حصہ میں نہیں آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زائر بن قبر انور ایک خاص شفاعت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے اور انہیں بالخصوص یہ منفرد اعزاز حاصل ہوگا۔ اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کی برکت کے باعث شفاعت کے حقدار ٹھہرنے والے عمومی افراد میں زائر کا شامل ہونا واجب ہو جاتا ہے۔ بشارت کا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زائر حالتِ ایمان پر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگا۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ فرشتے اور اللہ ہی نہ و تعالیٰ کے مقرب بندے بھی شفاعت کرنے کا اعزاز رکھتے ہیں، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہونے والوں کا اعزاز یہ ہے کہ خود آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں گے۔

حیاتِ مبارکہ میں صحابہ کرام کے معمول زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

یہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اول تا آخر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت کرتے تھے اسی محبت کا کرشمہ تھا کہ نہ انہیں اپنی جان کی پروا تھی، نہ مال و اولاد کی۔ وہ دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عزیز جانتے تھے۔ ان کی اسی طاقت نے انہیں ہر طوفان سے ٹکرانے اور ہر مشکل سے سرخرو ہونے کا ہنر سکھایا۔ انہوں نے جس والہانہ عشق و محبت کا مظاہرہ کیا انسانی تاریخ آج تک اس کی نظیر پیش کر سکی اور نہ قیامت تک اس بے مثال محبت کے مظاہر دیکھنے ممکن ہوں گے۔ ان کی محبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے ہی اپنی بھوک پیاس کو بجھا لیتے تھے اور حالتِ نماز میں بھی آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو ملنے رہتے تھے۔

کتب احادیث و سیر میں متعدد واقعات کا ذکر ہے جو انفرادی و اجتماعی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آئے۔ یہ واقعات اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے زندگی کی حرارت پاتے تھے۔ انہیں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک لمحہ کی جدائی بھی گوارا نہ تھی۔ ان مشتاکان وید کے دل میں ہر لمحہ یہ تمنا دھڑکتی رہتی تھی کہ ان کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی ان سے جدا نہ ہو اور وہ صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے اپنے قلوب و اذہان کو راحت و سکون بہم پہنچاتے رہیں۔ ذیل میں اسی لازوال محبت کے چند مستند واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔

صحابہ کی نماز اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسین منظر

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض وصال میں جب تین دن تک حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا کرتی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جھلک دیکھنے و ترس گئیں۔ جان نثار ابن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا انتظار تھے کہ کب ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ بالآخر وہ مبارک و مسعود لمحہ ایک دن حالت نماز میں انہیں نصیب ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایام وصال میں جب نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے۔ پیر کے روز تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں حسب معمول باجماعت نماز ادا کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مبارک سے مسجد نبوی میں جھانک کر گویا اپنے غلاموں کو صدیق کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اظہارِ اطمینان فرما رہے تھے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر کھڑے کھڑے ہمیں دیکھنا شروع فرمایا۔ (ہم نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو یوں لگا) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور کھلا ہوا قرآن ہو، پھر مسکرائے۔

بخاری، الصحيح، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل امور بالائمة، 1، 240، رقم، 2، 648، مسلم، الصحيح، کتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا مرض له عنه من مرض ومفر، 1، 315، رقم، 3، 419، ابن ماجہ، السنن، کتاب العرائر،

باب فی ذکر مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 1، 519، رقم، 4، 1624، أحمد بن حنبل، المسند، 3، 163

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پٹے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لانے والے ہیں۔

بخاری، الصحيح، کتاب الاذان، باب اهل العلم والفضل امور بالائمة، 1، 240، رقم، 2، 648، بیہقی، السنن،

الکبری، 3، 75، رقم، 3، 4825، عبد الرزاق، المصنف، 5، 433

ان پر کیف لمحات کی منظر کشی روایت میں یوں کی گئی ہے۔ جب (پردہ ہٹا اور) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔

بخاری، الصحيح، کتاب الاذان، باب اقل العلم والفعل اعمى بالإمامۃ، 1، 241، رقم، 6492، مسلم، الصحيح، کتاب الصلاۃ، باب استغلاف الإمام إذا عرض له عند من مرض ومفر، 1، 315، رقم، 3، 419، ابن خزيمة، الصحيح، 2، 372، رقم، 1488.

زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھوک کا مداوا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت صحابہ کرام کے لئے اتنی بڑی قوت اور سعادت تھی کہ یہ بھوکوں کی بھوک رفع کرنے کا ذریعہ بھی بنتی تھی۔ چہرہ اقدس کے دیدار کے بعد قلب و نظر میں اترنے والے کیف کے سامنے بھوک و پیاس کے احساس کی کیا حیثیت تھی؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت کا شانہ نبوت سے باہر تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے کبھی اس وقت باہر تشریف نہ لاتے تھے اور نہ ہی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرتا۔

دراصل ہوا یوں تھا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بھوک سے مغلوب باہر تشریف لے آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رفیق سفر اور یار غار سے پوچھا، اے ابوبکر! تم اس وقت کیسے آئے ہو؟ اس وفا شعار بیکر عجز و نیاز نے ازراہ مرقت عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف آپ کی ملاقات، چہرہ انور کی زیارت اور عرض کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد ہی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی اسی راستے پر چلتے ہوئے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے۔ نبی، رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عمر! تمہیں کون سی ضرورت اس وقت یہاں لائی؟ شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانے نے حسب معمول لگی لپٹی کے بغیر عرض کی، یا رسول اللہ! بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔

ترمذی، الجامع الصحيح، کتاب الزہد، باب فی معیۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 4، 583، رقم،

23692، ترمذی، التسانل المحبۃ، 1، 312، رقم، 3، 373، حاکم، المستدرک، 4، 145، رقم، 7178.

شاکل ترمذی کے حاشیہ پر مذکورہ حدیث کے حوالے سے یہ عبارت درج ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لئے تشریف لائے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے اپنی بھوک مٹانا چاہتے تھے، جس طرح مصر والے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن سے اپنی بھوک کو مٹالیا کرتے تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل میں بھی یہی راز مضمر تھا۔ مگر مزاج شناس نبوت نے اپنا مدعا نہایت ہی لطیف انداز میں بیان کیا اور یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نور نبوت کی وجہ سے ان کا مدعا بھی آشکار ہو چکا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں طالب ملاقات

ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نور ولایت کی وجہ سے واضح ہو چکا تھا کہ اس گھڑی آقائے مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار انہیں ضرور نصیب ہوگا۔ (شمال الترمذی، 27، حاشیہ، 3)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں جاں نثاروں کی حالت سے باخبر ہونے پر اپنی زیارت کے طفیل ان کی بھوک ختم فرمادی۔ یہ واقعہ باہمی محبت میں اخلاص اور معراج کا منفرد انداز لیے ہوئے ہے۔

تمکلی باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

کائنات کا سارا حسن و جمال نبیء آخر الزماں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور میں سمٹ آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف ہونے والا ہر شخص جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس طرح کھو جاتا کہ کسی کو آنکھ جھپکنے کا یارا بھی نہ ہوتا اور نگاہیں اٹھی کی اٹھی رہ جاتیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے چہرہ انور) کو (اس طرح تمکلی باندھ کر) دیکھتا رہتا کہ وہ اپنی آنکھ تک نہ جھپکتا۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس جاں نثار صحابی کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا، اس (طرح دیکھنے) کا سبب کیا ہے؟ اس عاشق رسول صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔

(کافی میاض، الشفاء، 2، 5662، قسطنطینی، المواب اللہ فیہ، 2، 94)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جاں نثارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خود سپردگی کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے کہ دنیا کی ہر شے سے بے نیاز ہو جاتے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہش زیارت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کس طرح چہرہ نبوت کے دیدار فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک پسند و لبستگی کا کیا معیار تھا؟ اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار سے متعلق درج ذیل روایت سے بخوبی ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ حضور رسالتہآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں، خوشبو، نیک خاتون اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو تکتے رہنا، اللہ کا عطا کردہ مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنا۔ (ابن حجر، مہبات، 21-22، 5)

شیخین رضی اللہ عنہما کا منفرد اعزاز کا بیان

صدق با وفا رضی اللہ عنہ کو سفر ہجرت میں رفاقت سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز حاصل ہوا، جبکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد رسول ہونے کے شرف لازوال سے مشرف ہوئے۔ ان جلیل القدر شخصیات کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظیم جماعت میں کئی دیگر حوالوں سے بھی خصوصی اہمیت حاصل تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہوتے اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم بھی ان میں ہوتے تو کوئی صحابی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ کرتا، البتہ ابو بکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو مسلسل دیکھتے رہتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کو دیکھتے، یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر مسکراتے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کو دیکھ کر تبسم فرماتے۔

ترمذی السنن، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر کلبہما، 5، 612، رقم، 36682، احمد بن حنبل

السند، 3، 150، 3، طبایعی السنن، 1، 275، رقم، 6، 2064، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کیفیت اضطراب

یوں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی آرزو اور تمنا ہر صحابی رسول کے دل میں اس طرح بسی ہوئی تھی کہ ان کی زندگی کا کوئی لمحہ اس سے خالی نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکون کی دولت نصیب ہوتی اور معرفت الہی کے ذریعے ان پر روشن ہو جاتے۔ ان کے دل کی دھڑکن میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش اس درجہ سما گئی تھی کہ اگر کچھ عرصہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار میسر نہ آتا تو وہ بے قرار ہو جاتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر جو کیفیت گزرتی تھی اس کے بارے میں وہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض گزاری کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں (تو تمام غم بھول جاتا ہوں اور) دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، پس مجھے تمام اشیاء (کائنات کی تخلیق) کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی تخلیق پانی سے کی ہے۔

(احمد بن حنبل، السنن، 2، 323، 2، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 4، 176، رقم، 17278)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر کوئی فنا فی الرسول کے مقام پر فائز تھا ان کا جینا مرنا، عبادت ریاضت، جہاد تبلیغ سب کچھ ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منسوب تھا۔ اس لئے وہ اپنے آقا و مولا سے ایک لمحہ کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے اور ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں مست و بے خود رہتے۔

بعد از وصال صحابہ کرام کے معمول زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

گزشتہ دلائل میں مذکور واقعات سے ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح و شام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دیدار سے اپنے مضطرب قلوب و اذہان کو راحت و سکون بہم پہنچاتے رہے ان کے دل میں ہر لمحہ یہ تمنا رہتی تھی کہ ان

کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اُن سے جدا نہ ہو پس جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیاتِ محبت کا وہاں اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ میں ہوا، اسی طرح بعد از وصال بھی وہ دیوانہ وار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دیتے اور اس حاضری میں بھی ان کی کیفیاتِ دیدنی ہوتیں۔ یعنی ادبِ بارگاہِ رسالت کے ساتھ ساتھ محبت اور عشق کی تمام تر بے قراریاں، جذب و شوق اور کیفیتِ فراق اور غمِ ہجرت کی لذتیں ان کے ایمان کو جلا بخشتی تھیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی زیارت کے حوالہ سے صحابہ کرام کے ان ہی کیفیاتِ شوق پر مبنی معمولات درج ذیل ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت کعب الاحبار کے قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا، کیا آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟ تو انہوں نے کہا، جی ہاں امیر المؤمنین۔ پھر جب حضرت کعب الاحبار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بارگاہِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی اور سلام عرض کیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدفن مبارک پر کھڑے ہو کر اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

(واقعی، فتوح الشام، ۱، ۲۴۴، ۲، ۲۸۷، الجوہر المظم، ۲۸۲۷)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ آپ اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں، میں اس مکان میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرے والد گرامی مدفون ہیں جب داخل ہوتی تو یہ خیال کر کے اپنی چادر (جسے بطور برقع اوڑھتی وہ) اتار دیتی کہ یہ میرے شوہر نامدار اور والد گرامی ہی تو ہیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا تو اللہ کی قسم میں عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے بغیر کپڑا لپیٹے کبھی داخل نہ ہوئی۔

احمد بن حنبل، المسند، ۶، ۲۰۲، ۲، ۶۱، ۳، رقم، ۳، ۴۴۰۲، مقصدی، استیعاب، ۱۴، ۶۰۷

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روضہ اقدس پر حاضری کا ہمیشہ معمول تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کو قحطِ سالی کے خاتمے کے لئے قبرِ انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔ امام دارمی صحیح اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں، ایک مرتبہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی دیگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک روشندانِ آسمان کی طرف کھولو تا کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایب کرنے کی دیر تھی کہ اتنی زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے خوب سبزہ اُگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ (محسوس ہوتا

تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ پھر اُس سال کا نام ہی عام الفلق (سبزہ و کشادگی کا سال) رکھ دیا گیا۔

دارسی السنہ 1، 56، رقم 2، 92 ابن جوزی الوفا بأحوال المصطفیٰ، 817، 818، رقم 3، 1534، مکی، تصاویر

السلام فی زیارة خیر النعام، 128

ثابت ہوا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کو رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کو وسیلہ بنانے کی ہدایت فرمائی، جس سے اُن پر طاری شدید قحط ختم ہو گیا، اور موسلا دھار بارش نے ہر طرف بہار کا سماں پیدا کر دیا۔ جہاں انسانوں کو غذائی وہاں جانوروں کو چارہ ملا، اس بارش نے اہل مدینہ کو اتنا پر بہار اور خوشحال بنا دیا کہ انہوں نے اس پورے سال کو عام الفلق (سبزہ اور کشادگی کا سال) کے نام سے یاد کیا۔

بعض لوگوں نے اس روایت پر اعتراضات کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی سند کمزور ہے لہذا یہ روایت بطور دلیل پیش نہیں کی جاسکتی لیکن مستند علماء نے اسے قبول کیا ہے اور بہت سی ایسی اسناد سے استشہاد کیا ہے جو اس جیسی ہیں یا اس سے کم مضبوط ہیں۔ لہذا اس روایت کو بطور دلیل لیا جائے گا کیونکہ امام نسائی کا مسلک یہ ہے کہ جب تک تمام محدثین ایک راوی کی حدیث کے ترک پر متفق نہ ہوں، اس کی حدیث ترک نہ کی جائے۔ (عقلانی، شرح غیۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر)

ایک اور اعتراض اس روایت پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی صرف صحابہ تک پہنچتی ہے، اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں ہے۔ اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک اس کی اسناد صحیح بھی ہوں تو یہ دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ یہ ذاتی رائے پر مبنی ہے اور بعض اوقات صحابہ کی ذاتی رائے صحیح ہوتی ہے اور بعض اوقات اس میں صحت کا معیار کمزور بھی ہوتا ہے، لہذا ہم اس پر عمل کرنے کے پابند نہیں۔

اس بے بنیاد اعتراض کا سادہ لفظوں میں جواب یہ ہے کہ نہ صرف اس روایت کی اسناد صحیح اور مستند ہیں بلکہ کسی بھی صحابی نے نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تجویز کردہ عمل پر اعتراض کیا اور نہ ہی ایسا کوئی اعتراض مروی ہے جس طرح حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں اس آدمی پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا جو قبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر بارش کے لیے دعا کرتا ہے۔ یہ روایتیں صحابہ کا اجماع ظاہر کرتی ہیں اور ایسا اجماع بہر طور مقبول ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس عمل کو ناجائز یا بدعت نہیں کہہ سکتا کہ جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت نے جائز یا مستحب قرار دیا ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کے لزوم کے بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں، ہمارے لیے ان کی رائے ہمارے بارے میں ہماری اپنی رائے سے بہتر ہے۔ (ابن قیم، إعلام الموقعین عن رب العالمین، 2، 186)

ابن تیمیہ نے اس روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پوری زندگی میں روضہ اقدس کی چھت میں اس طرح کا کوئی سوراخ موجود نہیں تھا۔ یہ اعتراض کمزور ہے کیونکہ امام داری اور ان کے بعد آنے والے ائمہ و علماء اس طرح کی تفصیل متاخرین سے زیادہ بہتر جانتے تھے۔ مثال کے طور پر مدنی محدث و مؤرخ امام علی بن احمد سمہودی نے علامہ ابن تیمیہ کے اعتراض کا رد اور امام داری کی تصدیق کرتے ہوئے وفاء الوفاء (2، 560) میں لکھا

ابن الراغبی نے کہا، جان لیجئے کہ مدینہ کے لوگوں کی آج کے دن تک یہ سنت ہے کہ وہ قحط کے زمانہ میں روضہ رسول کے گنبد کی نہہ میں قبلہ رخ ایک کھڑکی کھولتے اگرچہ قبر مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے دور میں بھی مقصورہ شریف، جس نے روضہ مبارک کو گھیر رکھا ہے، کا باب المواجه یعنی چہرہ اقدس کی جانب کھلنے والا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور لوگ وہاں (دعا کے لیے) جمع ہوتے ہیں۔ (۱۱۰ دی، وقفا، اوقاف، 2، 560)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس جا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے دعا کرنے کا معمول عثمانی ترکوں کے زمانے یعنی بیسویں صدی کے اوائل دور تک رائج رہا، وہ یوں کہ جب قحط ہوتا اور بارش نہ ہوتی تو اہل مدینہ کسی کم عمر سید زادہ کو وضو کروا کر اوپر چڑھاتے اور وہ بچہ اس رسی کو کھینچتا جو قبر انور کے اوپر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق سوراخ کے ڈھکنے کو بند کرنے کے لئے لٹکائی ہوئی تھی۔ اس طرح جب قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہتا تو باران رحمت کا نزول ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے۔

السلام عليك يا رسول الله! السلام عليك يا ابا بكر! السلام عليك يا اباہ!

اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے ابو بکر! آپ پر سلامتی ہو، اے ابا جان! آپ پر سلامتی ہو۔

عبدالرزاق البصنف، 3، 576، رقم، 2، 6724، ابن ابی شیبہ البصنف، 3، 28، رقم، 3، 11793، بیہقی السنن الکبریٰ، 5، 245، رقم، 10051

قاضی عیاض نے الشفاء (2، 671) میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سو (100) سے زائد مرتبہ قبر انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا، اور مقریزی نے بھی امتاع الاسماع (14، 618) میں یہی نقل کیا ہے۔ ابن الحاج مالکی نے المدخل (1، 261) میں اس کی تائید کی ہے۔ علاوہ ازیں ابن حجر مکی نے الجوہر المنظم (ص، 28) اور زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ (12، 198) میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو مسجد (نبوی) میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے۔

السلام عليك يا رسول الله! السلام على ابي بكر! السلام على ابي.

اے اللہ کے (پیارے) رسول! آپ پر سلام ہو، ابو بکر پر سلام ہو (اور) میرے والد پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد حضرت

عبداللہ بن عمر دو رکعات نماز ادا فرماتے۔

ابن اسماعیل از روی فضل الفضلۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، 91 00 ، رقم ، 97 ، 982 ابن حجر عسقلانی
نسب الطالب العالیہ (1 ، 371 ، رقم ، 1250) میں عیسیٰ بن محمد کی اینٹھ والد سے نقل کردہ حدیث بیان کی ہے اور اس
کی اسناد صحیح ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت ابو امامہ بیان کرتے ہیں ، میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر
مبارک پر آتے دیکھا ، انہوں نے (وہاں آ کر) توقف کیا ، اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ شاید میں نے گمان کیا کہ وہ نماز ادا
کرنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کیا ، اور واپس چلے آئے۔

بیہقی شعب الایمان ، 3 ، 491 ، رقم ، 2 ، 4164 ، فاضل عیاض ، التلخیص ، 2 ، 671 ، مطرین ، امتناع الذم ، 14 ،

618

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقط بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام عرض کرنے کا
شرف حاصل کرنے کے لئے بھی مسجد نبوی میں آتے تھے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کا معمول

امام محمد بن منکدر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے ، یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آنسو بہائے
جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ، میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ بہشت
کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

بیہقی شعب الایمان ، 3 ، 491 ، رقم ، 2 ، 4163 ، احمد بن حنبل ، السنن ، 3 ، 389 ، ابو یعلیٰ السنن ، 2 ، 190 ،

رقم ، 1778

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خواب میں زیارت کا حکم

عاشق مصطفیٰ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد یہ خیال کر کے
شہر دلمردینہ منورہ سے شام چلے گئے کہ جب یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نہ رہے تو پھر اس شہر میں کیا رہنا! حضرت
ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا۔ اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا وہ وقت ابھی نہیں
آیا کہ تم ہم سے ملاقات کرو؟

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اٹک بار ہو گئے۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو حکم سمجھا اور
مدینہ کی طرف رخصت سفر باندھا ، اُفتاں و خیزاں روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی اور بے چین ہو کر غم فراق میں

روئے اور اپنے چہرے کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ملنے لگے۔

سبکی: تلہاء السفام فی زیارة خیر الزمان ، 2:39 ابن حجر مکی: الجواهر المنظم ، 3:27 ذهبی: سیر أعلام النبلاء ، 1:358 ابن عساکر: تاریخ مینة دمشق ، 7:137 شوکانی: نیل الأوطار ، 5:180

حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت داؤد بن صالح سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مردان بن الحکم روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے۔ مردان نے اسے کہا، کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مردان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔

احمد بن حنبل: السند ، 5:422 ، 2:422 حاکم: المستدرک ، 4:560 ، رقم ، 3:8571 طبرانی: المعجم الكبير ، 4:158 ، رقم ، 3999 امام احمد بن حنبل کی بیان کردہ روایت کی اسناد صحیح تھیں۔ امام حاکم نے اسی شیخین (بخاری و مسلم) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام ذهبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بارگاہ نبوت میں سلام

یزید بن ابی سعید المقبری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب میں نے انہیں الوداع کہا تو انہوں نے فرمایا، مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، پھر فرمایا، جب آپ مدینہ منورہ حاضر ہوں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضری دے کر میری طرف سے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں) سلام (کا تحفہ و نذرانہ) پیش کر دیجئے گا۔

بیہقی: شعب الایمان ، 3:492 ، رقم ، 4166 ، 41672 فاضل عباسی: الشفاء ، 2:670 ، 3:670 مفسر سنی: إسناع الأساع ، 14:618 ابن حجاج: المدخل ، 1:261 ، 5:261 فسطانی: المواهب اللدنیة ، 4:573

ایک دوسری روایت میں ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ ایک قاصد کو شام سے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی طرف سے درود و سلام کا ہدیہ پیش کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

(بیہقی، شعب الایمان ، 3:491 ، 492 ، رقم ، 4166 ، 2: ابن حجاج، المدخل ، 1:261)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک صحابیہ آئی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں گھائل تھی۔ اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کی درخواست کی۔ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے وقت وہ عورت اتار دی کہ اُس نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

(فسطانی: المواهب اللدنیة ، 4:581 ، رقم ، 581 ، 12:196)

درج بالا علمی تحقیق سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں اور بعد از وصال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کا حاضری دینے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ آقا علیہ السلام کی حیات اور بعد از وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جمیع امت مسلمہ کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت و خوش بختی سمجھتی ہے۔

شرح آثار سنن کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! آج بروز منگل 3 محرم الحرام 1436ھ بہ مطابق 28 اکتوبر 2014ء کو حدیث کی مشہور کتاب آثار سنن کی شرح مکمل ہو چکی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو میرے لئے اور قارئین کے لئے سبب بخشش بنائے اور دینی طلباء کے لئے مفید بنائے۔ اس کتاب میں فقہ حنفی کی مؤید روایات کو جس قدر احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے جو بھی انتہائی اہم ہے۔ اور بہت سارے لوگ جو فقہ حنفی اور احادیث میں تعارض کے توہمات لوگوں میں پھیلاتے ہیں ایسے جاہل اسکالرز کے لئے انتہائی لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کس قدر غلط فہمی میں مبتلاء ہیں اور یہ کتاب ان کے اعتلاء کی مکمل دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اس کتاب کو میرے لئے کفارہ سیمات بنائے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی عفی عنہ بن محمد صادق

جگہ منتیکا برہاونگر